READER
BURAQ

داستان حیات

تحریر : سہانا شفیق

ڈیڈ۔۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔۔پرس میں ہاتھ ڈالے کچھ نکالنے کی کوشش کرتی ہوئی وہ سیڑھیوں سے ہیل کی ٹک ٹک کرتی سیاہ بالوں کی پونی ٹیل بنائے گھٹنوں تک آتی وائٹ شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر پہنے وہ مصروف انداز میں اپنے ڈیڈ کو بلا رہی تھی۔۔

سیڑھیاں اترتی وہ نیچے لاونج میں آئی تو مرزا صاحب صوفے پر بیٹھے کال پر مصروف تھے

اسکے سامنے آتے ہیں انہوں نے اپنی باہیں پھیلائیں تو وہ ان کے سینے سے جا لگی تھی۔

کال بند کرتے مرزا صاحب اب اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے

کہیں جا رہی ہیں بیٹا؟؟؟انہوں نے سوال کیا

جی ڈیڈ میری دوست کے ہاں پارٹی ہے اس نے انوائیٹ کیا ہے بہت پیار سے۔۔۔۔۔وہ بتا رہی تھی

مجھے جانا چاہیئے نا؟؟ساتھ ہی سوال کیا گیا

ہاں ہاں کیوں نہیں بیٹا آپ جائیں؟؟؟مرزا صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

ان کے سر پر بوسہ دیتی وہ دوبارہ سے ٹھک ٹھک کرتی گیٹ سے باہر نکلتی کار میں بیٹھتی کار خود ڈرائیو کرتی مین روڈ پر گاڑی دوڑا گئ۔

زائشہ مرزاخان۔ مرزاپیلس کی اکلوتی وارث اپنے ڈیڈ کی اکلوتی بیٹی پیسوں سے کھیلنے والی اوپن مائنڈڈ لڑکی۔اسکی ماں نہیں تھی۔۔۔۔شاید وفات پا چکی تھی یاشاید زندہ تھی۔۔ لیکن کہانی کا یہ پنہ ابھی ڈھکا ہوا تھا

مرزاصاحب کوزائشہ جان سے بڑھ کر عزیز تھی اسکی ہر خواہش لبوں پر آنے سے پہلے ہی وہ پوری کر دیا کرتے تھے شاید یہی وجہ تھی کہ وہ کچھ زیادہ ہی بگڑ چکی تھی

عائشہ مرزاخان ایک کامیاب بزنس وومین ۔بہت ظالم لڑکی ثابت ہوئی تھی دنیااس کے اشارے پر چلتی تھی جو وہ ایک بار کہہ دیتی پھر وہ بھلے ہی ناممکن کیوں۔نہ ہوتا ساری دنیااسے ممکن کرنے میں لگ جاتی۔

حسن تواس پر جیسے دیوانہ ہوا تھا۔۔کسی کی ایک نہ سننے والی وہ نہایت انا پرست لڑکی تھی

عاریہ آپی چھوڑ دو اسے مر جائے گا وہ۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو یونیورسٹی میں کسی کا گلہ دبائے کھڑی تھی۔۔ ساری یونیورسٹی اسے دیکھنے والی تھی

آئزل اسے روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

مگر مجال ہے عاریہ پر کوئی اثر ہو رہا ہو۔۔

وہ لڑکا جس کا اس نے گلہ دبا رکھا تھا بچارے کا سانس گھٹ رہا تھا۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ کسی کی بھاری بھر کم آواز پر عاریہ نے جھٹ سے اس لڑکے کو چھوڑا تھا۔

وہ بچارا ایسے بھاگا تھا جیسے موت کے منہ سے زندگی مل گئی ہو۔۔

یہ کیا تھا عاریہ ؟؟؟؟؟ سخت لہجے میں سوال کیا گیا۔

مگر عاریہ آنکھیں مٹکائے ایسے رئیکٹ کر رہی تھی جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔۔۔

عاریہ میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سخت لہجے کے ساتھ ساتھ اب آواز بھی اونچی ہوئی تھی۔۔

حنان بھیا اس نے مجھے چھیڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ شکر ہے اس نے جواب دیا تھا

۔۔

بھیا دیکھیں میں کب سے اسے روکنے کی کوشش کر رہی ہوں یہ رک ہی نہیں رہی ساری یونیورسٹی کے سامنے تماشہ بنا دیا

آئزل۔ روہانسی ہوئی تھی

عاریہ آپکو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا بچے اگر اس نے آپکو چھیڑا تھا آپ مجھے بتاتی میں اس سے نمٹ لیتا

آئزل کو اشارہ کرتا وہ اس عاریہ کو سمجھا رہا تھا۔۔

بھیا آپ بزی تھے اس لیے نہیں بتایا آپکو۔۔۔۔

وہ معصوم سا منہ بنائے بولا تھا

اچھا ٹھیک ہے آئندہ میں نہ دیکھوں آپ نے ایسی کوئی حرکت کی ہے اور آئزل آپ سے چھوٹی ہے۔۔۔آپکو اسکا دھیان رکھنا چاہیئے تھا نہ کہ اسے پریشان کرتی۔۔

حنان نے کہا تو عاریہ نے منہ بنایا

اتنی بھی چھوٹی نہیں بس دو سال ہی تو چھوٹی ہے۔۔۔۔۔

چھوٹی تو ہے نا؟؟؟ وہ اب اسے گھور رہا تھا بدلے میں دانت نکالنے لگی

اچھا بچے اگر آپ دونوں نے اپنے سارے لیکچرز اٹینڈ کر لیے ہیں تو آپ گھر چلے جایئے باہر ڈرائیور ویٹ کر رہا ہے۔۔

میری کچھ پروفیسرز کے ساتھ میٹنگ ہے میں کچھ دیر تک آؤں گا۔۔

اوکے بھیا۔۔۔۔۔عاریہ کہتے آئزل کا ہاتھ تھامے گیٹ سے باہر نکلی تھی جبکہ حنان تو سر مسلتا رہا گیا

حنان علی سکندر۔۔۔۔آئزل اور عاریہ کا بھائی بھوری آنکھوں والا شہزادہ

۔۔کھڑی ناک مغرور موچھیں۔۔۔۔۔۔سرخ و سپید چہرے پر بڑی بڑی

آنکھیں نسیں ابھرتے ہاتھ۔۔اور گردن

سیاہ پینٹ کوٹ میں کف کہنیوں تک لپیٹے ہاتھ میں برینڈڈ واچ پہنے

۔۔۔۔۔تازہ تازہ ہئیر کٹ میں بلاشبہ وہ ایک مغرور شہزادہ تھا چاہے جانے

کے قابل۔۔۔۔وہ ایک قابل پروفیسر تھا یونیورسٹی کی ہر بولڈ لڑکی کا کرش

مگر کسی کو لفٹ نہ دینے والا

انکے گیٹ سے نکلتے ہی وہ اپنے آفس میں جانب بڑھا تھا

وہاں سے اپنا موبائل اٹھائے وہ میٹنگ روم میں آیا تھا جہاں باقی کے

پروفیسرز میٹنگ کے لیے تیار بیٹھے تھے۔۔

❤️❤️❤️❤️

یہ لیں ماما چائے۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم کمرے میں نماز ادا کر رہی تھیں جب ایمان چائے لیے اندر آئی

ثمینہ بیگم کو نماز پڑھتے دیکھ کر اسنے انکا چائے کا کپ وہیں ٹیبل پر رکھا تھا اور خود صوفے پر بیٹھے چائے کی چسکیاں لینے لگی۔۔

تھوڑی دیر بعد ثمینہ بیگم سلام پھیرتی دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھیں

ماما دعا کرنا کہ آپکو میری بنائی گئی چائے پسند آئے۔

وہ ہنسی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ثمینہ بیگم جائے نماز سے اٹھتی اسے سمیٹتی الماری میں رکھتی بیڈ پر آئی تھی۔

ثمینہ بیگم نے چائے کا کپ اٹھائے ہونٹوں سے لگا چکی تھیں اور یہ ایمان ملک کے امتحان کا لمحہ تھا۔

کچھ خاص اچھی نہیں بنائی۔۔۔چائے کا سپ لیتے ثمینہ بیگم نے تبصرہ کیا تو ایمان کا منہ بن گیا

ماما میں جتنی مرضی اچھی چائے بنالوں آپ کو کبھی بھی اچھی نہیں لگنی وہ روہانسی ہوئی تھی اسنے اتنی محنت سے چائے بنائی تھی اور ثمینہ بیگم کو اچھی بھی نہیں لگی تھی

ہاں تو بیٹا آپ اچھے سے بنایا کرو نا۔۔۔۔۔۔۔دوسرا سپ لیتے وہ بولی تھیں اتنی اچھی تو ہے۔۔۔۔رکیں میں آپکو دکھاتی ہوں۔

حاشر بھائی۔۔۔۔۔۔حاشر بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان نے آواز لگائی تھی۔

کیا ہے مانو بلی۔۔۔۔۔وہ جھنجھلاتا ہوا اندر داخل ہوا تھا

اسلام علیکم ماما۔۔۔۔ثمینہ بیگم کو سلام کرتا وہ ایمان کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے وعلیکم السلام کہا

ایک تو مجھے مانو بلی نہ کہا کریں۔اور یہ چائے چیک کریں کیسی بنی ہے؟؟؟

ایمان نے حاشر کو چائے کا کپ پکڑایا تھا۔۔۔

حاشر نے چائے کا گھونٹ بھرا اور کچھ سوچنے لگا

ہاں اچھی ہے۔۔۔وہ۔ مسکرایا تھا۔۔

دیکھا ماما۔۔۔۔۔وہ اب جتاتی نظروں سے ثمینہ بیگم کو دیکھنے لگی۔

انہوں نے کچھ نہ کہا اور چائے پینے لگیں

سعد کہاں ہے حاشر ؟؟؟؟ کچھ یاد آنے پر انہوں نے سوال کیا تھا

ماما بھائی باہر گئے ہیں کس کام سے کہہ رہے تھے تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔

اچھا۔۔۔۔حاشر نے اطلاع دی تو ثمینہ بیگم۔نے بس اچھا کہنے پر اکتفا کیا۔۔۔۔

مانو بلی آجاؤ لڈو کھیلتے ہیں۔۔۔۔

آپ ہو گے مانو بلی۔۔۔وہ چڑھی تھی

حاشر ہنستا ہوا اسے لیتا کمرے سے باہر چلا گیا

گول چہرے اور سیاہ آنکھوں والا ملک حاشر کاظمی نہایت ہی کوئی شرارتی انسان تھا سنجیدگی تو اسے چھو کر نہیں گزری تھی۔ایمان کو وہ بے حد تنگ کرتا تھا اور بھائی تو ہوتے ہی بہنوں کو تنگ کرنے کے لیے ہیں

مگر وہ گھر کا سب سے ذہین بچہ تھا

❤️❤️❤️❤️❤️

آیئے ملتے ہیں حیدر علی سکندر سے۔۔۔۔۔

حیدر بھیا۔۔۔۔۔۔۔۔آئزل سٹڈی روم۔میں داخل ہوئی تو کیا دیکھتی ہی کہ آنکھوں پر گول گول بڑا سا چشمہ ٹکائے۔۔۔۔بالوں میں ہاتھ پھیرتا رف سے حلیے میں بیٹھا وہ ہاتھ میں قلم گھماتا سامنے کاغذوں کے پلندے جمع کیے کچھ سوچ رہا تھا۔

آئزل کی آواز پر وہ پلٹا تھا۔جی گڑیا۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔

آپکو پتا ہے بھای عاریہ آپی نے آج پھر یونیورسٹی میں ایشو کرئیٹ کر دیا وہ تو شکر ہے حنان بھیا آ گئے ورنہ عاریہ آپی نے اسے مار ہی دینا تھا آج۔۔

وہ حیدر کو شکایت لگا رہی تھی

پھر کس کا گلہ دبا دیا عاریہ نے؟؟؟وہ ہنستے ہوئے رولنگ چیئر کو گھماتا اپنا رخ بیڈ پر بیٹھی آئزل کی جانب کر گیا۔

حیدر کے پوچھنے پر آئزل نے اسے ساری کارستانی سنائی۔

وہ ہنسا تو ہنستا چلا گیا۔

بھیا پھر سے لکھ رہے ہیں۔۔کاغذ قلم کو دیکھتے اسنے سوال کیا تھا

ہاں آج ہفتے بعد لکھنے بیٹھا ہوں کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا لکھوں۔۔۔۔

اچھا رکیں میں آپکے لیے فریش ٹھنڈا جوس بھجواتی ہوں اسے پینے کے بعد آپکو ایک دم مست آئیڈیاز آئیں گے۔

مسکرا کر کہتی وہ سٹڈی روم سے باہر نکل گئ۔

حیدر علی سکندر کا سٹڈی روم

دیکھا جائے تو پرانے طرز کا وہ براؤن پینٹ کیا گیا چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے چاروں طرف کہیں چھوٹے چھوٹے تو کہیں بڑے بڑے بکس ریک بنے تھے۔۔

بیک سائڈ پر سو کے قریب کتابیں پڑی تھیں۔۔۔۔ناولز کی کتابیں مختلف عنوان کے ساتھ مگر ان کتابوں پر جو ایک چیز مشترکہ تھی وہ تھا مصنف کا " نام "حیدر علی سکندر

وہ سارے ناولز حیدر کے لکھے گئے تھے جو شائع کروانے کے بعد وہ ترتیب سے اپنے سٹڈی روم بکس ریک پر سجا دیتا۔ان بکس ریک پر جگہ جگہ چھوڑے چھوٹے پھولوں کے گلدستے رکھے گئے تھے۔

فرنٹ وال کی طرف دیکھا جائے تو وہاں بھی بکس ریک تھے جہاں کئی طرح کی کتابیں رکھی گئی تھیں۔۔۔۔

بائیں طرف حیدر علی سکندر کا رائٹنگ ٹیبل تھا جس پر کاغذوں کے پلندے بکھرے پڑے تھے۔۔۔پینسل باکس میں بے تحاشہ قلم رکھے تھے اور ساتھ ہی قلم کی سیاہی کی ڈبیاں۔۔۔۔حیدر رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھا قلم پکڑے کاغذ پر لفظ کھینچ رہا تھا۔ساتھ ہی ایک موم بتی جل رہی تھی

دائیں طرف کی دیوار پر بڑی سی کلاک لگی تھی

اس دیوار پر ہزاروں کے قریب پوسٹر لگے تھے اور وہ پوسٹر مختلف کتابوں اور رائٹرز کے تھے۔

چھت پر بڑا سا لیمپ لٹک رہا تھا۔

حیدر علی بہت ہی زیادہ فیمس رائٹر تھا اس نے ایک سو کتابیں لکھی تھیں ان کتابوں نے اسے خوب شہرت دلوائی تھی

سٹڈی روم کو دیکھ کر لگتا تھا اسے کتابوں سے عشق ہے۔۔۔"اور کتابیں تو ہوتی ہی چاہے جانے کے قابل ہیں"

تھوڑی دیر بعد ملازم نے آکر اسے فریش مینگو جوس دیا۔۔۔جو آئزل نے بھجوایا تھا

اسے پینے کے بعد اسے واقعی زبردست سا آئیڈیا آیا تھا

آئزل کا شکریہ ادا کرنے کا سوچتے ہوئے وہ قلم تھامے واپس کاغذوں کی جانب جھکتا ان پر کچھ لکھنے لگا۔

❤️❤️❤️

واؤ۔۔۔۔۔۔زائشہ مرزا خان۔۔۔۔۔۔۔ہماری پارٹی میں آئی ہیں

۔۔۔زہ نصیب ہماری تو عید ہو گئی

زائشہ کو دیکھتے ہی اس نے ہاتھوں کو واہ کے انداز میں پھیلایا تھا

جبکہ وہ ہیل سے ٹھک ٹھک کرتی بیگ کندھے پر لٹکائے اپنے بالوں کو اک ادا سے جھٹکتی زیر لب مسکراتی اسے اگنور کرتی اسکے پاس سے گزرتی گزرتی آگے بڑھ گئ

جبکہ وہ مٹھیاں بھینچتا کلستا ہی رہ گیا

غیر ضروری لوگوں کو جوتی کی نوک پر رکھنے والی زائشہ خان مگر ہر بار کچھ لوگ یہ بات بھول جاتے ہیں۔۔۔وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائ تھی

زائشہ اب اپنی فرنڈ کے پاس آئ تھی جس کی پارٹی میں وہ انوائٹڈ تھی

واٹ آ سرپرائز۔۔۔۔۔ریما مسکراتی ہوئ اسکے گلے لگنے آگے بڑھی تھی

جب زائشہ نے اسے وہیں ہاتھ سے روک دیا تھا۔

یو نو ریما مجھے بالکل نہیں پسند کوئ مجھے ٹچ کرے۔۔۔۔

وہ منہ کے مختلف زاویے بناتی بولی تھی۔

پہلے تو ریما نے اس ناگواری سے دیکھا پھر جلدی ہی خود کو نارمل کیا تھا

وہ زائشہ کے ساتھ تعلقات بگاڑ نہیں سکتی تھی کہاں زائشہ اور کہاں وہ
۔۔۔ریما بس زائشہ کو استعمال کر کے اونچی پرواز اڑنا چاہتی تھی

پارٹی میں زور و شور سے میوزک چل رہا تھا
شراب کے گلاسوں کی ادھر ادھر آمد و رفت یقینی تھی
مرد و عورت ایک ساتھ سٹیج پر چڑھے شراب کے زیر اثر بیہودہ ڈانس
کرنے میں مگن تھے

بے حیا۔۔۔۔۔ان کو دیکھتے ہی زائشہ نے کمنٹ پاس کیا تھا

۔۔

ریما زائشہ کو لیتی ایک ٹیبل کی جانب بڑھی تھی جہاں ینگ لیڈیز بیٹھی تھی ۔۔۔۔وہ بھی بزنس وومین۔۔۔۔۔

ہیلو لیڈیز۔۔۔لیٹس میٹ ٹو زائشہ مرزا خان۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔لاپرواہ سے انداز میں زائشہ نے سب کو ہیلو کہا تھا۔۔

اوہ انہیں کون نہیں جانتا۔۔۔ٹیبل پر بیٹھی عورتوں میں سے ایک نے جل کر کہا تھا۔

اور زائشہ مرزا خان نے دل جلا دینے والی ایک مسکراہٹ انکی جانب اچھالی تھی۔

ہر اٹھتی نظر زائشہ کو دیکھ رہی تھی وہ تھی ہی اتنی حسین اور پھر ایک کامیاب بزنس وومین۔۔

اسکا کانفیڈینس۔۔۔۔غرور سے اٹھا سر۔۔۔۔اسکا سٹائل ایٹیٹوڈ سب کو اٹریکٹ کرتا تھا

زائشہ وہاں سے آگے بڑھتی ایک ٹیبل کی جانب آئی تھی کرسی کو دھکیلتے وہ شان سے ٹانگ پر ٹانگ دھرے بیٹھ گیا گئی ہینڈ بیگ ٹیبل پر دھرا تھا۔اور موبائل نکالتی میلز چیک کرنے لگی تھی۔

ریما کچھ گیسٹس کو اٹینڈ کرنے گئی تھی۔

ریما نے نیا نیا بزنس سٹارٹ کیا تھا جس کی خوشی میں پارٹی ارینج کی گئی تھی اور بڑے بڑے بزنس مین اور وومین کو انوائیٹ کیا تھا اپنی پرموشن کے لیے مگر اسکا سب سے بڑا ٹارگٹ زائشہ مرزا خان تھی

کیونکہ وہاں۔سب سے زیادہ کامیاب اور اونچے عہدے پر فائز صرف زائشہ مرزا ہی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد ریما ہاتھ میں ٹرے پکڑے زائشہ کے سامنے جا بیٹھی تھی

لیٹس ڈرنگ زائشہ۔۔۔۔۔۔۔ایک گلاس خود پکڑتے دوسرے کو زائشہ کی جانب بڑھاتی وہ بولی تھی۔

زائشہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

گلاس ہاتھ میں پکڑتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی

اسے اٹھتا دیکھ ریما بوکھلائی تھی۔... Mk واٹ ہیپنڈ

زائشہ نے پورے زور سے شراب کا گلاس نیچے پٹخا تھا۔۔۔۔سپاٹ تاثرات کے ساتھ پُر سکون مگر غصے سے جلتی آنکھیں

ایسی بیہودہ ڈرنکس نہیں پیتی۔۔۔۔ MK یووچ۔۔۔۔یونو

اٹس اوکے زائشہ میں سوفٹ ڈرنکس منگواتی ہوں تم بیٹھو ریلیکس۔۔۔۔

وہ آگے بڑھتی زائشہ کو ہاتھ سے تھام گئی تھی جبکہ زائشہ کے تن بدن میں تو اب آگ لگی تھی

ڈونٹ ٹچ می۔۔۔۔وہ شدت سے چلائی تھی۔۔۔۔۔۔

ریما نے جھٹ سے اسکا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔

فرسٹ آف آل تم مجھے یعنی زائشہ مرزا خان کو اپنے مطلب کے لیے استعمال کرو گی اور تمہیں لگا مجھے پتا نہیں چلے گا۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔وہ استہزایہ ہنسی تھی

زائشہ مرزا خان اڑتی چڑیا۔کے پنکھ گن لیتی ہے اور تمہیں لگا مجھے تمہاری چالاکی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

وہ چلا رہی تھی۔۔۔۔اور اب سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔

کول ڈاؤن زائشہ۔۔ریما کو اپنا پلین فلاپ ہوتے دکھائی دیا۔۔۔تو وہ بوکھلا ہی تو گئی تھی

دوسرا سب کے سامنے اتنی بے عزتی پر شرم سے اسکا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا

آئندہ زائشہ مرزا خان کے خلاف کچھ برا سوچنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچنا کیونکہ زائشہ مرزا خان معافی صرف ایک بار دیتی ہے۔۔

انگلی دکھاتے اسے وارن کرتے۔۔۔۔وہ اپنا بیگ اٹھائے گیٹ سے باہر نکل گئی۔۔

جب کہ ریما تو اپنی اس قدر تذلیل پر پاگل ہونے کو تھی

زائشہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہی ٹشو باکس سے زیادہ سے ٹشوز نکالے تھے پانی کی بوٹل اور ٹشوز لیتی وہ واپس گاڑی سے باہر نکلی تھی

ٹشو پیپرز کو گیلا کرتی وہ اپنے ہاتھ رگڑ کر صاف کر رہی تھی جو کچھ دیر پہلے ریما نے تھاما تھا

دیوانہ وار وہ اپنے ہاتھ کو ٹشو پیپر سے رگڑتی چلی گئ

ہاتھ اب حد درجہ سرخ ہو رہا تھا مگر اس کے اس عمل میں شدت آئ تھی

کمی تو بالکل بھی نہ ہوئ تھی

❤️❤️❤️❤️❤️

اسلام آباد کی سڑکوں پر ہلکی ہلکی بارش برس کر اب تھم چکی

تھی۔۔۔۔۔ سڑکیں ابھی گیلی تھیں۔۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں

۔۔درختوں کے پتوں کا شور ارد گرد پھیلا ہوا تھا

ایسے میں وہ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا سر جھکائے چلتا جارہ تھا۔۔دائیں بائیں دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔۔۔اسکی چال میں روانی تھی وہ بغیر رکے تیز تیز قدم بڑھاتا چلتا جارہا تھا

اسے محسوس ہوا کوئ

اسکے پیچھے ہے مگر وہ پھر بھی رکا نہیں نہ ہی اس نے پلٹ کر دیکھا کیونکہ

" "جو پلٹ کر دیکھتا ہے وہ وہیں منجمد ہو جاتا ہے

اسکے پیچھے اب قدموں میں آواز بڑھتی جارہی تھی۔۔

اس کے قدموں میں تیزی آئ تھی۔۔۔۔۔۔بارش کا پانی جگہ جگہ سڑک کے کڈھوں میں جمع تھا ان سے بچتا وہ کبھی دائیں طرف ہوتا تو کبھی بائیں طرف۔۔۔۔وہ جس طرف جاتا پیچھا کرنے والا شخص اسی طرف جاتا۔

اسکے سکس سنسز نے کچھ کلک کیا تھا

وہ اپنے چلنے کی رفتار اب سست کر گیا تھا۔۔۔

سست قدموں سے وہ تھوڑا سا ہی آگے چلا تھا کہ اچانک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اسنے ٹرن لیا تھا۔۔

مقابل جو اسکا پیچھا کر رہا تھا ایک دم اسکے یوں مڑنے پر بوکھلایا تھا۔
اس نے پھرتی سے اپنی گلوز پہنے ہاتھوں سے اسکی گردن دبوچی تھی
۔۔مقابل کچھ اقدامات اٹھاتا وہ پہلے ہی اسکی گردن کی مخصوص نس دباتا
اسے وہی ڈھیر کر چکا تھا

کسی نے اسکا یہ عمل نوٹ تک نہ کیا تھا وہ اتنی صفائی سے کام کرتا تھا۔۔
لاش کو وہیں چھوڑتا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔اسنے اپنے گلوز اتارے تھے۔۔
چلتے چلتے جیب سے لائٹر نکالتے اسنے بٹن کلک کر کے آگ جلائی تھی
اور اس لائٹر کی آگ سے وہ اپنے گلوز جلاتا انکی خاک ہوا میں اڑا چکا تھا۔
وہ واپس اب اپنے گھر کی راہ چل دیا تھا۔۔

چہرے کے تاثرات اب نارمل تھے آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔
وہ پل بھر میں قاتل سے ایک عام انسان بنتا اسلام آباد کی تنگ گلیوں میں سے ایک میں مڑتا لبوں پر مسکراہٹ لا چکا تھا

❤️❤️❤️❤️❤️

آئزل اور عاریہ بہنیں تھی انکے بھائی حنان اور حیدر

آئزل 19 سال کی جبکہ عاریہ 21 سال کی تھی

حیدر بڑا تھا اور حنان چھوٹا۔۔۔۔

حیدر ستائس سالہ ایک خوبرو نوجوان تھا جبکہ حنان ابھی پچیس برس کا تھا

کم عمر میں ہی دونوں بھائیوں نے اپنے فیوچر کو گولڈن بنالیا تھا۔

حنان اسلام آباد یونیورسٹی میں پروفیسر تھا جبکہ حیدر رائٹر تھا۔ دونوں کے عہدوں نے انہیں بہت فائدہ دیا تھا تب ہی تو آج وہ اتنے کامیاب انسان تھے۔

آئزل ابھی 10 سال کی ہی تھی جب سکندر صاحب اور انکی بیوی زبرہ خانم اک کار ایکسیڈنٹ میں چل بسے۔۔۔

عاریہ بھی اس وقت اتنی بڑی نہیں تھی مگر پھر بھی تینوں بہن بھائیوں نے مل کر آئزل کو پالا

اسے اتنا پیار دیا اتنا پیار دیا کہ سب کے پیار نے اسے کبھی کوئی مشکل اٹھانے ہی نہیں دی

وہ بہت ہی معصوم تھی اونچی آواز پر سہم جانے والی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھنٹوں رو دینے والی بھائیوں کی جان۔۔

اور عاریہ کا تو وہ جگر کا ٹکڑا تھی

سکندر صاحب جو بینک بیلنس چھوڑ کر گئے تھے وہ اتنا زیادہ نہیں تھا مشکل سے دونوں بھائیوں کی پڑھائی چل رہی تھی ساتھ ہی وہ پارٹ ٹائم جاب بھی کرتے تھے تب ہی گھر کے کچھ خرچے مشکل سے مکمل ہو رہے تھے

سب رشتہ داروں نے انہیں چھوڑ دیا تھا ان کے مشکل وقت میں

اور پھر ایک دن حیدر نے ایک کتاب لکھی۔۔۔۔۔۔۔اور وہ کتاب ہزاروں کے قریب جلدوں میں شائع ہوئی۔۔

وہ دن عید کا دن تھا جب حیدر علی سکندر کے پاس سوچ سے زیادہ پیسہ آیا تھا۔

اس نے حنان کو اچھی سی یونیورسٹی میں پڑھایا اور دونوں بہنوں کو بھی اچھے سے سٹڈی سینٹر میں داخل کروادیا اور خود وہ پرائیویٹ پڑھ رہا تھا اور ساری ساری رات بیٹھ کر کتابیں لکھتا۔

وقت یونہی۔ گزرتا گیا۔۔۔۔۔۔۔حنان نے جس یونیورسٹی میں ٹاپ کیا تھا اسی کا پروفیسر بننے کی اسے آفر آئی تھی۔

حیدر کی کتابوں کا کام یونہیں چلتا رہا

ان کتابوں نے اسے زندگی جینے کا ڈھنگ سکھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔دولت دی تھی شہرت دی تھی۔۔ شعور دیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ چار لوگوں پر مشتمل چھوٹی سی فیملی خاندان میں سب سے امیر فیملی بن گئی تھی۔۔

انہوں نے بہت خوبصورت سا دو منزلہ گھر تعمیر کروایا تھا

آئزل اور عاریہ اب اسی یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھیں جس میں حنان پروفیسر تھا۔

عاریہ کا بی ایس کا لاسٹ سمیسٹر چل رہا تھا جبکہ آئزل ابھی سیکنڈ ائیر میں تھی۔

ماشاءاللہ سے ان چاروں بہن بھائیوں میں محبت بھی بہت تھی اور چاروں کے چاروں بے حد خوبصورت بھی تھے۔

۔۔دونوں بھائیوں نے اپنی بہنوں کی تربیت ایسی کی تھی جیسے ایک ماں اور باپ کرتے ہیں۔۔۔۔عاریہ تھوڑی سی بگڑ گئی تھی اور آئزل کو وہ تھوڑا سا مظبوط بنانا چاہتے تھے مگر اتنی محبت نے اسے معصوم بنا دیا تھا

دونوں بہنیں ہر مہینے اپنے بھائی کی چھوٹی سے ناولز کی دنیا کو نئے طریقے سے سجاتی تھیں۔

اور وہ انہیں منع نہ کر پاتا کیونکہ وہ انکی خوشی میں خوش ہوتا تھا۔ ساری عمر کا سرمایہ ہی یہی تھا کہ وہ اپنی بہنوں کو آج خوش دیکھ سکتا تھا۔
۔۔۔بغیر کسی مالی پریشانی کے

۔۔۔۔۔۔اپنی زندگی کی کہانی کو قلم کے ذریعے کاغذ پر اتارتا وہ یکے بعد دیگر سٹڈی روم میں بیٹھے کاغذ ساتھ بیٹھی عاریہ کو تھماتا۔ جا رہا تھا
عاریہ انہیں ترتیب دے رہی تھی ساتھ ساتھ پڑھتی آنکھیں نم کیے بیٹھی تھی۔

میرا بچہ روتے نہیں ہیں آپ تو بہت مضبوط ہیں نا۔۔۔۔۔حیدر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا
تو وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔

اب جلدی سے آنسو صاف کریں میرا بچہ یہ نہ ہو کہ آئزل آجائے اور پھر اسکا تو پتا ہے نا آپکو۔۔۔

وہ ہنسا تو جلدی سے عاریہ نے آنکھوں۔کی نمی صاف کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بہن بھائی نیچے لاونج میں آئے تو حنان اور آئزل کی باتوں کی آواز آرہی تھی۔۔

حنان پیزا لایا تھا۔۔۔اور دونوں کھا رہے تھے

عاریہ کا تو منہ کھل گیا

یہ کیا بات ہوئی حنان بھیا آپ میرے لیے نہیں لائے پیزا۔۔۔۔۔

سیڑھیاں اترتی وہ نیچے آتی اس سے شکایت کر رہی تھی

نہیں بھیا صرف میرے لیے لائے ہیں۔۔۔آئزل نے کھاتے ہوئے کہا تھا

حنان اور حیدر مسکرا رہے تھے جب کہ اب دونوں بہنوں کی نوک جھوک شروع ہوئی تھی

ارے بابا لڑیں مت میں سب کے لیے لایا ہوں۔۔۔
جائیں عاریہ بچے پلیٹیں لے کر آئیں مل کر کھاتے ہیں۔۔۔۔
۔۔۔۔عاریہ کچن میں گئی تھی پلیٹیں لیے وہ واپس آئی۔۔سب مل کر بیٹھے تھے۔۔۔۔کام۔والی کچھ دیر پہلے ہی جا چکی تھی۔۔
۔۔چاروں مزے سے باتیں کرتے پیزا کھانے لگے۔

❤️❤️❤️❤️❤️

اسلام علیکم ماما۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم کچن میں کھانا بنا رہی تھیں۔۔جب وہ کچن میں داخل ہوا۔۔کچن میں مزے دار خوشبو نے اسکا استقبال کیا تھا۔۔

ثمینہ بیگم پھرتی سے پلٹیں تھی۔۔وعلیکم السلام میرا بچہ۔۔۔وہ جھکا تو ثمینہ بیگم نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

کیا بنا رہی ہیں ماما بہت مزے کی خوشبو آ رہی ہے پیٹ والے چوہوں نے بھگدڑ مچائی ہوئی ہے

وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

کچھ خاص نہیں بیٹا بس ایمان اور حاشر ضد کر رہے تھے کہ چاول بناؤ۔۔۔۔بس وہی بنا رہی تھی۔

ثمینہ بیگم نے بتایا تھا۔۔

کہاں گئے تھے بیٹا۔۔۔۔۔کچھ یاد آنے پر۔۔ثمینہ بیگم نے پوچھا۔۔۔

اب وہ کیا بتاتا کہ وہ کہاں گیا تھا یا کیا کر کے آیا تھا

بس امی آپکو پتا ہے نہ جاب کے لیے مختلف جگہوں پر اپلائے کرر کھا بس انٹرویو کے سلسلے میں گیا تھا۔۔

سعد کے بتانے پر ثمینہ بیگم قدرے مطمئین ہوئی تھی

اچھا جاؤ بیٹا فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔

سر جھکاتا وہ کچن سے باہر نکل گیا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ملک سعد کاظمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سنجیدہ مزاج ڈارک براؤن آنکھوں والا شہزادہ۔۔۔اپنے نام کا ایک۔۔۔۔ہزاروں دلوں کی دھڑکن۔۔۔

نہایت ہی سمجھدار مگر اکڑو مزاج کا مالک۔۔۔۔ غصہ تو نس نس میں بھرا تھا۔

پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اب وہ جاب کی تلاش میں تھا جبکہ حاشر اور ایمان ابھی یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے

وہ ایک اچھا بیٹا تھا اچھا بھائی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ذمہ دار سنجیدہ اور خوش مزاج شخص۔۔۔

تو کیا وہ بس یہی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟

کچھ تھا جو چھپا ہوا تھا۔۔۔ یا چھپایا گیا تھا۔

لیکن کہانی کا یہ پنہ بھی ابھی ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

آ گئے ہو بھائی آوارہ گردی کر کے۔۔۔وہ فریش ہو کر باہر آیا تھا جب حاشر نے اسے ٹہوکا دیا تھا۔۔

وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔

مانو بلی کہاں ہے؟؟؟ کچھ یاد آنے پر اس نے پوچھا تھا

میاؤں۔۔۔۔۔۔بلی کی آواز نکالتے وہ بھی اپنی بھائیوں کے پاس آئی تھی

۔

لو آگئی بلی۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسے سر سے پکڑ کر آگے دھکیلا تھا

۔۔۔کیا ہے بھائی۔۔۔۔۔وہ سخت بدمزہ ہوئی تھی

سعد بھائی صبح سے آپکی شکل نہیں دیکھی کہاں گم رہتے ہیں۔۔۔

وہ اب سعد کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

۔

کہیں نہیں یار۔۔۔کہاں جانا ہوتا ہے بس جاب کی تلاش میں ادھر ادھر۔

۔۔

وہ نظریں چراتا بولا تھا۔۔

اللہ آپکو اچھی والی جاب دے۔۔۔آمین۔۔۔اپنے بھائی کے لیے وہ دعا گو ہوئی تھی۔

آجاؤ بچوں کھانا کھالو۔۔۔۔ثمینہ بیگم کی آواز آئی تھی۔
سعد کے موبائل کی رنگ ٹون بجی تھی
نمبر دیکھتے ہی اسکی آنکھوں میں غصہ ابھرا تھا
تم۔لوگ جاؤ میں آتا ہوں۔۔۔۔۔۔ایمان اور حاشر کو جانے کا کہہ کر وہ کال ڈسکنیکٹ کرتا آگے بڑھا تھا جب دوبارہ سے موبائل بجا تھا۔
کال پک کرتا وہ موبائل کان سے لگا گیا تھا۔۔۔۔

کیا مسئلہ کیا ہے تمہیں میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ دونگا اگر دوبارہ تمہاری کال آئی تھی۔

دانت چباتا وارن کرتا وہ فون کے دوسرے طرف موجود، وجود کے دل میں خوف پیدا کر گیا تھا۔

کال دوبارہ سے کٹ کرتا وہ ڈائننگ ٹیبل پر آیا تھا جہاں سب اسکا انتظار کر رہے تھے۔

بابا نہیں آئے ابھی۔۔۔کرسی دھکیل کر بیٹھتے اس نے سوال کیا

بابا کہہ رہے تھے رات کو آئیں گے۔

ایمان نے بتایا تو وہ سر جھکاتا کھانے میں مصروف ہوا تھا

❤️❤️❤️❤️

کام ہو گیا ہے میم۔۔۔۔۔۔۔اپنے روم میں وہ فریش ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتی وہ ڈارک ریڈ لپسٹک ہونٹوں پر لگائے

۔۔۔۔ہونٹوں کو کاٹنے لگی۔

سیاہ آنکھوں کی گھنی پلکوں پر مسکارا لگا کر اس نے پلکوں کو مزید گھنا کیا

تھا۔۔۔

گالوں پر بلشز لگائے اب بالکل تیار کھڑی تھی۔۔۔

موبائل رنگ ہوا تو وہ کال اٹینڈ کرتی کان سے لگا چکی تھی۔۔

دوسری طرف سے پیغام سنتے ہی وہ زیر لب مسکرائی تھی

میم آپ کہیں تو کام تمام کر دوں۔۔۔۔دوسری بات سنتے ہی اسکی پیشانی پر

سلوٹیں آئی تھیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ پھنکاری تھی۔۔۔

چار پانچ دن قید رکھو اسے۔۔۔اسکی سہی سے خاطر داری کرو۔۔۔اس کے بعد زائشہ مرزا خان خوف اپنے ہاتھوں سے یہ نیک کام کرے گی۔

اپنے ہاتھ پر بندھی سفید پٹی کو دیکھتی وہ بولی تھی۔
اتنا کہتے اسنے کال کٹ کی تھی۔۔۔۔

ڈارک لپسٹک کو تھوڑا لائٹ کرتے وہ واپس الماری کی جانب آئی تھی وہاں سے ہلکی پھلکی شرٹ اور ٹراؤزر نکالتے وہ باتھ روم میں گھسی تھی تھوڑی دیر بعد چینج کرتی وہ واپس آئی تھی۔۔

لمبے بالوں کا جوڑا بناتے انہیں کیچر میں قید کرتے وہ نیچے آئی تھی۔۔
نیچے آتے وہ سیدھا کچن میں گئی تھی۔

اسکے اندر داخل ہوتی ہی ساری میڈز کی جیسے معنوں سانسیں رکی ہوں۔

ایک اچاٹ نظر وہ سارے نظام پر ڈالتی واپس باہر لان میں آئی تھی جہاں مرزا صاحب ٹہل رہے تھے

کب آئی میری بچی۔۔۔مجھے تو پتا ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔

اسے اپنی جانب آتا دیکھ مرزا صاحب بولے۔

ابھی آدھا گھنٹہ پہلے ڈیڈ۔۔آپ بزی تھی تو سوچا ڈسٹرب نہیں کرتی۔۔۔۔۔

وہ بھی انکے ساتھ ٹہلنے لگی تھی

نہیں بچہ آپکو پتا ہے نا آپ کے لیے میرے پاس ہمیشہ وقت ہوتا ہے آپ تو جان ہو میری۔۔۔۔۔

اسے سینے سے لگائے وہ بولے تھے۔۔۔۔

وہ شدت سے مسکرائی۔ تھی۔۔۔۔ایک وہی جگہ تھی جہاں وہ کھل کر مسکراتی تھی

باپ کے آغوش میں دھوپ تو کیا دھوپ کا سایہ بھی اولاد پر نہیں پڑتا""""

۔۔۔۔

ہاتھ پر کیا ہوا ہے میرا بیٹا؟؟؟؟مرزا صاحب کی نظر اس کے پٹی بندھے ہاتھ پر گئی تو وہ پریشان ہوئے تھے

ریلیکس ڈیڈ آپکی بیٹی اسٹرونگ ہے یہ چھوٹی موٹی چوٹیں اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔۔

وہ انہیں ریلیکس کرتی پرسکون لہجے میں بولی تھی۔۔۔

تو مرزا صاحب نے بھی دوبارہ کوئی سوال نہ کیا۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

عاریہ آپی۔۔۔وہ سونے کے لیے لیٹی تھی جب آئزل نے اسے پکارا تھا

۔۔

ہاں۔۔۔عاریہ کمفرٹر ٹانگوں پر پھیلائے اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

جب میں چھوٹی تھی تو میرا نام کس نے رکھا تھا۔۔۔؟؟؟

وہ بے تکے سوالوں پر شروع ہو گئی تھی عاریہ کو نا چاہتے ہوئے بھی اسکی چھوٹی چھوٹی بے تکی معصومانہ سوالوں کا جواب دینا پڑا

اگر اس نے جواب نہ دیا تو وہ رو پڑے گی پھر اسے چپ کروانا مشکل ہوتا

کبھی کبھی تینوں بہن بھای اسے بے حد لاڈ پیار دینے پر شدت سے خود کو کوستے تھے انکے بے حد پیار نے اسے نرم دل بنا دیا تھا اتنا کہ وہ

چھوٹی سے چھوٹی بات بھی برداشت نہیں کر پاتی تھی

کاش وہ عاریہ کی طرح مضبوط ہوتی

۔'ایسا نہیں ہے کہ مضبوط لوگوں پر مشکل وقت نہیں آتا یا انہیں کسی امتحان سے گزرنا نہیں پڑتا لیکن نرم دل لوگوں کی نسبت وہ برداشت کر جاتے ہیں روتے نہیں ہیں جبکہ نرم دل لوگوں کی تو آدھی زندگی ان مشکلات میں اور

" باقی آدھی کی زندگی ان مشکلات کی وجہ سے رونے میں گزر جاتی ہے

❤️❤️❤️❤️

حنان اور حیدر۔۔۔۔سٹڈی روم میں موجود بیٹھے باتوں میں مگن تھے

۔۔۔۔

کل یونیورسٹی جانا ہے یا گھر رہنے کا پلین ہے؟؟

حیدر نے حنان سے پوچھا تھا

جانا پڑے گا بھائ آپکو پتا ہے نہ اگر میں نہ جاؤ تو یہ دونوں مہارانیاں بھی نہیں جاتیں

اور انکی پڑھائ میں کوئ کوتاہی نہیں چاہتا میں۔۔۔۔

ہممممم۔۔۔۔۔۔حنان کے کہنے پر حیدر نے محض ہممم کہنے پر اکتفا ہوا۔۔۔

بھائ اپنے نیوز دیکھی؟؟؟؟حنان نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد سوال کیا تھا

کونسی نیوز؟؟؟حیدر نے پوچھا تھا

ٹی وی پر نیوز میں بتا بلکہ دکھا رہے تھے کہ ایک جگہ ایک نامعلوم افراد کی لاش ملی ہے۔۔

اور طبعی موت نہیں تھی بلکہ اسے قتل کیا گیا تھا اور قاتل کا پتا نہیں کون ہے

۔

وہ اسے بتا رہا تھا۔۔۔۔ خیر چھوڑو حنان ایسے کی واقعات روز ہوتے ہیں

وہ سر جھٹکتا بولا تھا۔۔۔

جی سہی کہہ رہے ہیں آپ بھائی۔۔۔۔ خیر آپ بتائیں کہاں تک پہنچا آپکا کام۔۔۔

حنان نے پوچھا تھا۔

اآں۔۔۔ابھی تک کو کہیں نہیں پہچان جب پہنچا تو انفارم کر دونگا۔۔۔۔

وہ ہنسا تو حنان بھی ہنسا تھا

ایک تو عاریہ میڈم ساتھ ساتھ پڑھتی ہیں ہزاروں غلطیاں نکال کر جاتی ہیں کیا کروں میں۔

اسنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا اس۔ بار حنان کا قہقہ جاندار تھا

کوئی بات نہیں بھائی صبر کریں۔۔

اسکے کندھے پر تھپکی دیتا اسے تسلی دینے لگا

جبکہ حیدر نے معصوم سا منہ بنایا تھا

❤️❤️❤️❤️❤️❤️

صبح صبح ہی یونیورسٹی کے کیے تیار ہوتے ہوتے وہ تینوں نکل پڑے تھے۔۔

حنان ان کو یونیورسٹی گیٹ پر اتار تا خود کار پارک کمرے لگا

وہ دونوں یونیورسٹی میں داخل ہوئی

عاریہ کا موڈ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا اسکا سر درد کر رہا تھا۔

دونوں اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئیں جبکہ حنان کار پارک کرتا اپنے کیبن میں آیا تھا

معمول کے مطابق کلاسسز۔جاتی تھیں۔۔۔۔۔دو لیکچرز گئے مگر عاریہ کا سر ویسے ہی درد کر رہا تھا اسکا
بالکل بھی دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ لیکچرز اٹینڈ کرے
کلاس سے اٹھتی وہ سیدھا حنان کے آفس کی جانب بڑھی تھی۔
ناک ناک۔۔۔۔۔آفس کا دروازہ ناک کرنے وہ اجازت لینے رکی تھی۔

آجائیں۔۔۔۔مصروف سی آواز پر وہ دروازہ کھولے اندر داخل ہوئ تھی
۔۔
حنان بھیا۔۔۔۔۔۔وہ کچھ کہتی ہی کہ سامنے بیٹھے دوسرے نفوس کو دیکھتی وہ خاموش ہوئ تھی۔

لیکن اسکے دونوں الفاظ وہاں بیٹھے دونوں نفوس نے واضح سنے تھے۔۔۔

۔۔آپ جائیں۔۔۔۔۔اسکے آتے ہی حنان نے۔سامنے بیٹھے وجود کو جانے کا کہا تھا

وہ سر جھکائے باہر نکل گیا۔۔۔شاید وہ کسی کام سے آیا تھا کام ہو گیا تھا یا نہیں یہ حنان اور وہ پہ بہتر جانتے تھے

جی میری گڑیا کیا ہوا۔۔۔۔؟

اسکا اترا چہرہ دیکھ حنان بولا تھا

باہر نکلتے وجود یہ جملہ واضح سنا تھا۔۔

حنان اب عاریہ کی جانب متوجہ تھا عاریہ ساتھ پڑے صوفے پر نیم دراز ہوئی تھی

بھیا سر میں بہت درد ہو رہا ہے اور کلاسسز لینے کو بالکل بھی دل نہیں کر رہا

وہ بولی تھی۔۔۔

حنان نے آگے بڑھ کر اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ کہیں بخار تو نہیں ہو رہا

(آفس کی کھلی کھڑکی میں نامعلوم سی حرکت ہوئی تھی۔۔۔۔)

تو بچے آپ نہ آتیں یونیورسٹی اگر آپکی طبیعیت صحیح نہیں تھی تو۔۔

چلیں میں آپکو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں راستے میں میڈیسن لیتے جائیں

گے حیدر بھائی گھر پر ہی ہونگے۔۔

آئزل کو میں واپسی پر لیتا آؤں گا۔۔۔

۔۔۔اسکے کہنے پر وہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

بھیا میں اپنا بیگ لے کر آتی ہوں اور آئزل کو بھی انفارم کر دوں گی۔۔

او کے بچے۔۔۔

وہ آفس سے اپنا بیگ لینے نکلی تھی کہ کسی کی جلن زدہ شیطانی مسکراہٹ اس پر پڑی تھی۔۔

وہ جلدی سے اپنا بیگ لیتی آئزل کو انفارم کرتی واپس آفس آئی تھی تو حنان بھی موبائل اور کار کی چابیاں سمیٹے پہلے ہی باہر کھڑا تھا

حنان اسے لیے گیٹ سے باہر آیا تھا

راستے میں اچھے سے ڈکٹر سے چیک اپ کرواتے وہ اسے سیدھا گھر لایا تھا

جہان حیدر پہلے سے موجود تھا۔

انہیں دیکھتے وہ پریشان ہوا تھا۔

کیا ہوا بچے۔۔۔۔وہ عاریہ کی جانب بڑھا تھا

کچھ بھی نہیں بھیا۔۔۔بس سر درد تھا تو حنان بھیا نے میڈیسن لے کر دی ہے وہ لے کر تھوڑا سا ریسٹ کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی

وہ اسے بتا رہی تھی۔

آووو میری گڑیا کیوں سر میں درد ہے۔۔۔۔رات کو سوی نہیں تھی کیا ؟؟؟حیدر اب فکر مند تھا

ہلکا سا بخار بھی ہے ڈاکٹر نے میڈیسن دی ہے ابھی انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گی۔

حنان نے بتایا تھا۔

جائیں بچے اپنے روم میں جائیں میں کچھ کھانے کو بھجواتا ہوں

وہ روم میں گئی تو حیدر نے میڈ کو کچھ ہیلتھی سا بنانے کو کہا تھا

اچھا بھائی اسکا خیال رکھیے گا میں چلتا ہوں آئزل اکیلی ہے۔۔۔

وہ کہتا واپس یونیورسٹی کی طرف چل دیا۔



_____

حنان یونیورسٹی پہنچا تو آئزل اسے اسکے آفس کے باہر ملی تھی۔

کیا ہوا میرا بچہ۔۔۔۔۔۔حنان آگے بڑھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

کچھ نہیں بھیا آپی کی طبیعت کیسی ہے؟؟

عاریہ بالکل ٹھیک ہے بچے بس اسے ہلکا سا بخار ہوا ہے۔ میڈیسن لی ہے جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔

حنان نے اسے بتایا تھا۔۔۔۔

اچھا بھیا میرے دو تین لیکچرز رہتے ہیں کچھ نوٹس بھی کاپی کرنے ہیں تو پھر میں چلتی ہوں۔

وہ مسکراتی ہوئی اس سے بوسہ لیتی کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

حنان بھی لیکچر دینے ڈیپارٹمنٹ کلاسسز کی جانب بڑھا تھا۔۔

❤️❤️

عاریہ بیٹا کیسی طبعیت ہے آپکی؟؟؟دو گھنٹے بعد وہ عاریہ کے روم میں داخل ہوا تھا۔۔

وہ ابھی بھی سو رہی تھی۔۔۔

حیدر نے اسے اٹھایا تھا تاکہ وہ کچھ کھا پی لے۔۔

عاریہ۔۔۔میری گڑیا۔۔۔اس نے پھر سے اسے بلایا تھا۔۔۔

اس نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھیں۔۔

جی بھیا۔۔۔۔اسے دیکھتی وہ مسکرائی تھی۔

حیدر نے اسکے ماتھے پر ہتھیلی رکھے بخار چیک کیا تھا۔۔۔

ہمممم اب بہتر ہے۔۔۔۔۔

حیدر نے کہا تھا وہ بال سمیٹتی وہ اٹھی تھی۔۔۔

جائیں بچے جلدی سے فریش ہو جائیں۔۔۔۔کچھ کھا پی لیں۔۔۔۔۔تا کہ تھوڑی سی انرجی آئے۔۔۔

پیار سے وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔
اوکے بھیا۔۔۔۔۔سر ہلاتی وہ الماری سے کپڑے نکالتی فریش ہونے چلی گئی تو حیدر بھی باہر آیا تھا۔

حنان اور آئزل بھی آنے والے تھے وہ جلدی سے میڈ کی مدد سے کھانا ٹیبل پر لگانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عاریہ فریش ہو کر آئی تھی۔۔اتنے میں حنان اور آئزل... بھی آچکے تھے

۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے آپی۔۔۔۔آئزل آتے ہی اسکے گلے لگی تھی۔

میں ٹھیک ہوں میری جان۔عاریہ نے مسکرا کر اسے دیکھا

حنان نے بھی اسکی طبیعت جاننا چاہی۔

توحید رنے اسے ریلیکس کیا تھا۔

ہلکی پھلکی باتوں میں وہ لنچ کرنے لگے۔

❤️❤️❤️❤️

حاشر بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے حاشر کو آواز لگائی تھی

جی ماماااااااااااا۔۔۔۔۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھا وہیں سے چلایا تھا۔۔

آخر کار ثمینہ بیگم کو ہی اٹھ کر اسکے پاس جانا پڑا

بیٹا جاؤ ایمان کو لے آؤ۔۔وہ ہمسائیوں کے گھر گئی تھی ان کی بچی سے کچھ نوٹس کاپی کرنے۔ابھی تک نہیں آئی جاؤ لے آؤ اسے۔
ثمینہ بیگم کو فکر ہونے لگی تھی۔۔

ماما آپ کیوں فکر کر رہی ہیں ساتھ ہی تو گئی ہے مانو بلی بچی تھوڑی ہے اب بڑی ہو گئی ہے

حاشر نے کہا تھا۔۔۔
پھر بھی بچے جاؤ دیکھ آؤ ایک بار۔۔۔
ثمینہ بیگم کے اسرار کرنے پر وہ اٹھتا باہر چلا گیا
ٹھک ٹھک ٹھک۔۔۔۔۔۔۔۔
تھوڑی ہی دیر بعد وہ ہمسائیوں کے دروازے پر کھڑا دستک دے رہا تھا
اوئے دروازہ کھولو بھول بھٹک کر ہماری بلی آپکے گھر آ گئی ہی۔۔۔

میں اسے واپس لینے آیا ہوں۔۔۔وہ باہر ہی کھڑا چلایا تھا

گلی سے گزرتے لوگوں نے اسے رک کر دیکھا تھا

مگر سامنے دروازہ نہیں کھولا گیا تھا۔

دیکھو بھائی چپ چاپ ہماری بلی واپس کر دو ورنہ میں دروازہ توڑ دونگا۔۔۔

دروازہ زور سے بجائے وہ پھر سے چلایا تھا۔

دوبارہ دروازہ بجانے کے لیے اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا تو جھٹ

سے دروازہ اندر کی جانب کھلا تھا۔۔۔

وہ بچارا لڑکھڑاتا گرنے ہی والا نے جب اچانک گیٹ کو تھامتا سنبھلا تھا۔

کیا ہے حاشر بھائی ایسے بھی کوئی کرتا ہے کیا؟؟؟

وہ اب غصے سے اسے دیکھ رہی۔۔۔۔۔۔

حاشر نے دانت نکالے تھے۔

چلو گھر امی بلا رہی ہیں۔۔۔۔ہنستے ہوئے وہ بولا تھا جبکہ ایمان کو اس وقت اس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔۔

چلیں۔۔۔ بھری محفل میں ناک کٹوادی میری۔۔۔۔

وہ اب غصے سے اسکے ساتھ چل دی تھی۔

ناک ہو گی تو کٹے گی نا۔۔۔۔حاشر نے قہقہ لگایا جبکہ ایمان نے اسے گھورا تھا۔

گھر چلیں امی کو آپکی شکایت لگاتی ہوں۔

وہ اسے دھمکیاں دیتی گھر داخل ہوئی تھی۔

❤️❤️❤️❤️

عاریہ بچے اگر آپکی طبیعیت ٹھیک نہیں ہے تو آج آپ یونی نہ جائیں۔۔میں ویسے بھی آج دیر سے یونی جاؤں گا مجھے کچھ کام ہے۔۔

اگلی صبح ڈائننگ ٹیبل پر حنان نے عاریہ سے پوچھا تھا
نہیں بھیا میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے آپکو پتا ہے اگر میں نہ گئی تو آئزل بھی نہیں جائے گی اور اسکے ایگزامز ہونے والے ہیں میں نہیں چاہتی وہ لاسٹ ڈیز میں اپنا کوئی لیکچر مس کرے۔

عاریہ نے بتایا تھا۔۔۔اسکی طبیعت ابھی بھی بوجھل سی تھی سر میں ہلکا ہلکا درد تھا

مگر وہ اپنے بھائیوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی آئزل کی کلاسسز مس کروانا چاہتی تھی

آئزل نے اسے گھورا تھا
جبکہ حیدر نے آنکھ دبائی تھی۔۔

اوکے آپ لوگوں کو ڈرائیور چھوڑ دے گا میں دیر سے آؤں گا کچھ کام ہے
۔۔۔۔۔

اوکے بھیا۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی۔
۔۔

کھانا وغیرہ کھاتے وہ دونوں ریڈی ہوتی کار میں جا بیٹھی تھیں۔۔۔
ڈرائیور انہیں یونیورسٹی کی طرف کے کر چل پڑا۔
آپی آر یو شیور آپکی طبیعت ٹھیک ہے؟؟؟
گاڑی میں آئزل نے پھر سے عاریہ سے پوچھا تھا۔

ہاں بابا ٹھیک ہوں میں کتنی دفعہ پوچھیں گے سب۔۔۔

پوچھ پوچھ کر اور بیمار کر دیتے ہیں۔۔۔۔وہ چڑھی تھی۔۔

اوکے اوکے غصہ تو نہ ہوں۔۔۔ہم سب کو آپکی

فکر ہے اس لیے پوچھتے ہیں۔

وہ خاموش رہی تو

آئزل نے بھی دوبارہ کوئی بات نہ کی۔۔

۔یونیورسٹی گیٹ پر گاڑی اتری تھی تو وہ دونوں جلدی سے اندر گئی تھیں

۔۔آئزل فوراً اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بھاگی تھی جب کہ عاریہ آرام

آرام سے بوجھل قدموں سے چل رہی تھی

اسکا ڈیپارٹمنٹ ویسے بھی کافی دور تھا

دس پندرہ منٹ تو لگ ہی جاتے تھے آنے جانے میں۔۔۔

جیسے جیسے وہ چلتی جارہی تھی اسے محسوس رہا تھا جگہ جگہ کھڑے سٹوڈنٹس کے ہجوم اسے دیکھتے اسی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔

اسے ایسا لگا۔۔۔ مگر وہ اگنور کرتی آگے بڑھ گئ۔۔

وہ جہاں جہاں سے گزرتی سب ہجوم کی شکل میں اسے یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئ انہونی ہو۔۔۔

کیا ہو گیا ہے انہیں سب مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ دل ہی دل میں خود سے پوچھنے لگی

وہ جہاں سے گزرتی سرگوشیوں کی آوازیں اب بڑھتی جارہی تھیں۔۔
کوئ دیکھ کر ہنس رہا تھا تو کوئ۔۔۔ منہ جھٹکتا رخ موڑ جاتا

کوئ ٹولیوں کی شکل میں کان سے کان لگائے باتیں کر رہا تھا تو کوئ اسکے
آتے ہی اپنا راستہ بدل لیتا
اسے کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا

خیر وہ سر جھٹکتی سب کو اگنور کرتی آگے بڑھی تھی اچانک اسے رکنا پڑا تھا
کیونکہ کوئ شیطانی مسکراہٹ لیے اسکے سامنے آ دھمکا تھا۔۔۔
وہ وہی لڑکا تھا جسکے چھیڑنے پر عاریہ نے اسکا گلہ دبایا تھا۔۔
تم۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے بولی تھی۔
ہاں میں۔۔۔۔وہ شیطانی قہقہ لگاتا ہنسا تھا۔۔

سنو۔۔۔۔سب سنو۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں آؤ سنو سب۔۔وہ چلاتا ہوا سب کو
اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔۔
عاریہ کو تو سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر ہو کیا رہا ہے۔

اسکے آواز لگانے پر سب لوگ اب آہستہ آہستہ انکی جانب آئے تھے

مس عاریہ علی سکندر۔۔۔۔جو کل تک مجھے جان سے مارنے کو تھیں کہ

میں نے انہیں ہاتھ کیوں لگایا انکو تنگ کیوں کیا۔۔۔۔

وہ پھر سے اپنی نہوست زدہ آواز سے چلایا تھا۔۔۔

یہ ہے انکی حقیقت۔۔۔۔دیکھیں سب دیکھیں۔۔۔۔

اسنے اپنی پاکٹ سے موبائل نکالے یونیورسٹی کے فیسبک پیج پر دو پکچر اپلوڈ

کی تھیں۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں کھڑے ہزاروں کے قریب ہجوم کے موبائلز رنگ

ہوئے تھے

خود عاریہ کا بھی موبائل رنگ ہوا تھا۔۔۔

باقی سب کی طرح اسنے بھی ادھر ادھر نظر دوڑائے اپنا موبائل آن کرتے یونیورسٹی کی فیسبک پروفائل آن کی تو۔۔۔

اس میں دو پکچرز تھیں جہاں عاریہ حنان کے ساتھ اسکے آفس میں بیٹھی تھی

حنان نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور عاریہ نے آنکھیں موندیں ہوئی تھیں۔

اور دوسری پکچر میں عاریہ نے حنان کا بازو تھام رکھا تھا اور گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔

اسکی آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔طبعیت کے بوجھل ہونے وجہ سے اسکا سر چکرا رہا تھا۔

سب نے موبائل سے نظریں ہٹائے اب عاریہ کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

۔۔مس عاریہ علی سکندر نیک باز پاکیزہ خاتون جو کسی کو خود کی طرف دیکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتی وہ ہمارے ہی یونیورسٹی کے پروفیسر کے ساتھ رومینس کرتی پائی گئی ہیں۔۔۔

وہ ہنسا تھا اور اسکے ساتھ ہزاروں سے تجاوز کرتے ہجوم بھی ہنسنے لگا تھا۔۔

یہ جملہ سنتے ہی اسکے بدن سے گویا جان نکلی ہو

اسکا وجود اب لرز رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سب کے قہقے اسے کانوں میں چبھ رہے تھے۔۔

اسکا سر شدت سے چکرایا تھا۔

اتنا پاک رشتہ بہن بھائی کا رشتہ اس رشتے کو اتنے برے طریقے سے بدنام کیا گیا تھا

اسے اپنے بھائی کے ساتھ غلط طریقے سے جوڑا گیا تھا۔۔
یہ سوچ سوچ کر اسکی جان جا رہی تھی۔۔

قہقے اور سرگوشیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔وہ سرگوشیاں اسکے کانوں کو چیر رہی تھیں۔۔

وہ بے اختیار آنکھیں میچیں کانوں پر زور سے ہاتھ رکھ گئی۔

زبیر ایاز۔۔۔۔۔یونیورسٹی کا سب سے بدماش لڑکا۔۔۔۔۔۔

ہر لڑکی کو چھیڑتا پریشان کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کئی بار اسے وارننگ دے کر سسپینڈ بھی کیا گیا تھا۔

مگر وہ اپنی حرکتوں سے بعض۔نہ آتا۔۔۔۔۔

عاریہ کو ایک دن وہ یونہی چھیڑ رہا تھا

اور عاریہ بپھری شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔

اسکا گلا دبا رہی تھی

اپنی اسی بے عزتی کا بدلہ اس نے کچھ اس انداز سے لیا تھا۔

عاریہ مضبوط لڑکی تھی مگر اتنی بڑی سیچویشن اسنے کبھی ہینڈل نہیں کی تھی۔

چکراتے سر اور لرزتے وجود کے ساتھ وہ کانوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی

۔۔۔آنکھیں شدید سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو بہہ رہا تھا۔

۔۔۔۔شٹ اپ۔۔۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔۔

ہجوم سے اک جنگھاڑتی ہوئی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔۔

جسے سنتے ہی سب ایک دم خاموش ہوئے تھے۔
وہ سب کے سب تماشائی اب اس آواز کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

آپی۔۔۔۔آئزل بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی تھی۔۔
جیسے ہی اسنے موبائل آن کیا تھا سامنے نوٹیفیکیشن دیکھ کر وہ بھاگتی چلی آئی تھی۔

عاریہ جھٹ سے اسکے گلے لگی تھی۔۔

تم لوگوں میں کچھ شرم وحیا ہے یا نہیں۔۔۔۔
اس آواز میں واضح غصہ تھا۔۔۔۔۔

اتنے بے حیا کیسے ہو سکتے ہو تم لوگ ہاں۔۔ایک لڑکی کی عزت کرنے کے بجائے اسکی عزت اچھالنے پر تلے ہو۔۔۔

وہ اب چلتا ہوا ہجوم کے درمیان آیا تھا۔۔۔۔

کیا شرم وحیا ختم ہو چکی ہے تم لوگوں میں۔۔۔۔

کچھ بھی بولنے سے پہلے ایک بار خود اسکی جانچ پرکھ تو کر لیا کرو۔۔۔۔۔کیا تم سب میں شعور نہیں ہے۔۔

غصے کی وجہ سے اسکی سلیو لیس بازوؤں کی سبز نسیں پھول رہی تھیں۔۔

وہ غصے سے چلا رہا تھا۔۔۔۔مس عاریہ علی سکندر پروفیسر حنان علی سکندر کی بہن ہیں تو کیا ایک بہن کو اتنا بھی حق نہیں کہ اپنے بھائی کے کیبن میں بیٹھ

سکے یا اپنے بھائی کا ہاتھ تھام سکے۔۔۔۔

اور وہاں کھڑے ہجوم کے ہر اک فرد کے لبوں پر قفل لگا تھا۔۔
اگر یقین نہیں آتا تو دونوں کے آئیڈینٹٹی کارڈز چیک کر لیں بلکہ حنان سر خود آکر چیک کروائے گے۔۔

زبیر کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔عاریہ بے اختیار اسکی طرف دیکھتی چلی گئ

یہ وہی تھا۔۔۔جو اس دن حنان کے آفس میں بیٹھا تھا۔۔۔

وہ کون تھا۔۔۔۔وہ کتنا اچھا تھا۔۔وہ اسکے حق میں بول رہا تھا ایک لڑکی کے حق میں بول رہا تھا

باقیوں کی نسبت اسکی عزت پر کیچڑ اچھالنے کی بجائے اسکا دفاع کر رہا تھا

خدارا ایسی اوچھی حرکتیں چھوڑ دیں ابھی آپ جانتے نہیں ہیں حنان سر کو ایک اشارے پر وہ سب کو اگلے پانچ سال کے لیے سسپینڈ کر سکتے ہیں

وہ اب انہیں باور کروا رہا تھا۔۔

سب آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹتے چلے گئے
کسی کے چہرے پر شرمندگی تھی تو کسی کے چہرے پر افسوس
کسی کے چہرے پر بیہودگی اور کسی کے چہرے پر کوئی تاثرات نہ تھے۔
سب تماشائی اب آہستہ آہستہ وہاں سے ہٹ رہے تھے تماشہ ختم ہوا تھا
اب تماشائیوں کا وہاں کوئی کردار نہیں تھا۔

وہ اب چلتا ہوا زبیر کے پاس آیا تھا۔۔
اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

تمہیں تو سرحنان ہی پوچھیں گے۔۔۔۔۔وہ سنجیدہ مگر سرد لہجے میں بولا تھا

بے اختیار زوبیر کے چہرے پر خوف آیا تھا۔۔وہ وہاں ایک منٹ بھی نہیں رکا اور ایسے گھن چکر ہوا جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں

وہ اب آئزل اور عاریہ کی جانب بڑھا تھا
آئزل اسے احسان مند نظروں دیکھ رہی تھی

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔اسنے عاریہ سے پوچھا تھا۔

کانپتے وجود کے ساتھ وہ اثبات میں سر ہلا گئ۔۔۔

اس نوجوان نے ہاتھ۔میں پکڑی پانی کی بوتل عاریہ کی جانب بڑھائ۔۔

جسے وہ جھپٹ کر ہونٹوں سے لگا گئ تھی۔

اسکا سانس پھول رہا تھا سر چکرا رہا تھا۔

آنکھیں بند ہونے کو تھیں۔۔۔۔

عاریہ پانی کی ساری بوتل ایک سانس میں ختم کر چکی تھی۔۔

اس نوجوان کو بے اختیار عاریہ پر ڈھیر سارا ترس آیا تھا

حنان سر کہاں ہیں؟؟؟

وہ حیران تھا کہ اتنا کچھ ہو گیا لیکن حنان دکھائ نہ دیا۔۔

بھیا ابھی نہیں آئے تھوڑی دیر تک آئیں گی۔۔

آئزل نے بتایا تھا۔
انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ انہیں سر کے کیبن میں لے جائیں تسلی سے انہیں کال کریں اور گھر جائیں۔

اسے عاریہ سے ہمدردی ہو رہی تھی۔۔۔۔

آئزل اثبات میں سر ہلاتی عاریہ کو تھامے حنان کے کیبن کی جانب بڑھی تھی۔۔

وہ نوجوان اب یونیورسٹی کی فیسبک پروفائل سے وہ پکچرز ڈیلیٹ کر چکا تھا

۔۔

یونیورسٹی میں ٹاپر ہونے کی وجہ سے وہ اس بیچ کا ایڈمن بھی تھا۔۔۔۔۔

بے اختیار پکچرز ڈیلیٹ کر کے اسکے دل کو سکون سا۔ ملا تھا۔۔۔۔

کتنے جاہل لوگ ہیں۔۔۔۔۔وہ تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

❤️❤️❤️❤️

حنان کے کیبن میں جاتے ہی وہ صوفے پر نیم دراز ہوئی تھی۔۔۔

آئزل نے جلدی سے حنان کو کال کی تھی جو دوسری رنگ پر پر اٹھالی گئی۔

جی بچہ خیریت۔؟؟؟

آئزل نے اسے کچھ نہ بتایا بس جلدی سے آنے کو کہا تھا۔۔

وہ پوچھتا رہ گیا مگر وہ کال کٹ کر چکی تھی۔

عاریہ کی غیر ہوتی حالت دیکھ آئزل کا دل چاہا وہ جا کر اسکے منہ پر ایک نہیں دو نہیں دس تمانچے مار کر آئے۔۔

دوسری طرف حنان بجلی کی تیزی سی کار ڈرائیور کرتا یونیورسٹی آرہا تھا۔۔

آئزل عاریہ کے پاس جا بیٹھی۔۔۔آئزل نے اسکا ہاتھ تھاما تو وہ بخار سے تپ رہی تھی

آئزل کو بے اختیار ڈھیر سارا رونا آیا تھا

مگر وہ اپنے آنسو پیچھے دھکیلتی حنان کا انتظار کرنے لگی

❤️❤️❤️❤️

حنان جلدی سے گاڑی باہر پارک کرتا یونیورسٹی میں داخل ہوا تھا۔۔

وہ جلدی میں تھا کہ آخر کیا ہو گیا ہے جو آئزل یوں گھبرائے ہوئی تھی

وہ تھوڑا سا آگے چلا تھا کہ حیدر کی کال آئی تھی۔

وہ وہیں کھڑا کال پک کرتا فون کان سے لگا گیا۔

❤️❤️❤️

وہ ابھی یونیورسٹی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی جب ایک بچہ بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا تھا۔

آپی۔۔۔!! بچے نے اسے پکارا تو وہ واپس پلٹی تھی

جی بچے۔۔وہ اسکی جناب جھکی تھی جب بچے نے اسے ریڈ روز دیا تھا۔

ان انکل نے آپکو یہ روز دیا ہے اور ساتھ آئی لو یو بھی کہا ہے۔

ریڈ روز دینے کے بعد اس بچے نے گیٹ کی جانب اشارہ کیا

اتنا کہتا بچہ واپس بھاگا تھا۔۔

جیسے ہی اس نے گیٹ کی طرف دیکھا وہاں حنان کے علاوہ کوئ نہیں کھڑا تھا۔۔۔

ایمان کو لگا حنان نے اسے یہ فلاور بھیجا ہے
وہ اسکا نام نہیں جانتی تھی نہ ہی اسکو جانتی تھی۔
وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں کا پروفیسر ہے۔ڈیپارٹمنٹ الگ ہونے کی وجہ سے اس نے کبھی حنان کو نہیں دیکھا تھا آج پہلی بار دیکھ رہی تھی

تھوڑی سی ہمت کر کے وہ اس پاس جا پہنچی تھی
وہ جو کال کٹ کرتا آگے بڑھا ہی تھا کہ سامنے اک لڑکی کو دیکھ کر اس کے قدم رکے تھے۔

آپکو شرم آتی ہے؟؟؟؟؟ابھی میں یونی اینٹر بھی نہیں ہوئ اور آپ نے مجھے پرپوز بھی کر دیا۔۔

وہ بڑی بڑی آنکھیں لیے اسے گھور رہی تھی۔۔۔سادہ سے ڈریس میں بالوں کی پونی ٹیل بنائے سر پر دوپٹہ اوڑھے۔۔۔۔ہلکے سے میک اپ کا ٹچ دیے وہ بلاشبہ ایک حسین لڑکی تھی۔۔

حنان اس اچانک اکتفا پر حیران ہوا تھا۔۔
وہ کیا کہہ رہی تھی وہ تو حیران ہوتا اسے دیکھتا رہ گیا

بدتمیز۔۔۔۔۔۔نان سینس۔۔
اسکے یوں گھورنے پر وہ پھر سے بولی تھی

وہ جو پہلے ہی آئزل کی فون کال کی وجہ سے پریشان تھا اس چھوٹی لڑکی کی بے وجہ باتوں نے اسے غصہ دلایا تھا
اوہیلو چھوٹی پٹاخہ تمہیں لگتا ہے میں تمہیں پرپوز کروں گا شکل دیکھی ہے؟

وہ بھی میدان میں اترا تھا

ہاں تو کیا نہیں کر سکتے۔۔۔؟؟اس نے اپنی ایڑیاں اوپر اٹھاتے اپنے قد کو اسکے برابر کرنا چاہا تھا

بلکل نہیں میرا ٹیسٹ اتنا خراب نہیں وہ مغرور لہجے میں کہتا اسے آگ لگا گیا تھا

کتنے کوئی بد تمیز انسان ہو ایک تو پرپوز کرتے ہو اور پھر صاف مکر بھی رہے ہو۔۔۔۔۔

وہ ناک سکیڑے بولی تھی۔

اوہیلو تمیز سے بات کرو۔۔۔پروفیسر ہوں میں یہاں کا۔۔۔حنان نے بھی غصے سے کہا تھا۔۔

پروفیسر کا سنتے ہی وہ تھوڑی بوکھلائی تھی
مگر جلد ہی اسنے خود کو نارمل کیا تھا۔

ہاں تو پروفیسر ہیں تو۔۔۔۔اسکا مطلب یہ تو نہیں نا کہ منہ اٹھا کر کسی کو بھی
پرپوز کر دیں
اسکا غصہ کسی صورت ہم نہیں ہوا تھا

لگتا ہے اپنی شکل کو لے کر تمہیں کچھ زیادہ ہی خوش فہمیاں ہیں جا کر شیشہ
دیکھنا پھر ایسی بات سوچنا کہ حنان علی سکندر تمہیں پرپوز کرے گا۔۔

وہ اب سخت لہجے میں بولا تھا۔۔

تم تو۔۔۔!!!اس نے انگلی اٹھاتے اسکی جانب کی تھی

وہ ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ اک لڑکا وہاں آیا تھا

آئی ایم سو سوری سر اینڈ مس۔۔۔۔!!یہ میں نے اپنی گرل فرینڈ کیلیے بھیجا تھا اور وہ غلطی سے آپ کو بچہ دے گیا اور میں یہاں سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا تھا

!!!معذرت میری وجہ سے یہ غلطی ہوئی۔۔۔

وہ رفتہ رفتہ بول رہا تھا

ایمان کو ڈھیروں شرم نے آگھیرا تھا وہ شرمندہ سی نظروں کو زمین پہ مرکوز کر گئی تھی

ہنہ۔۔۔۔!!حنان غصے سے اسے دیکھتا آفس کی طرف چلا گیا تھا

اسکا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکے کا منہ توڑ دے۔۔

کھڑوس بد تمیز کہیں کا۔۔۔ تمیز سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نے نہیں پرپوز کیا۔۔۔۔

خواہ مخواہ میری اتنی پیاری سی بھولی سی معصوم سی شکل کو برا بھلا کہہ دیا

دل ہی دل میں حنان کو کوستی وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل دی۔۔

❤️❤️❤️❤️

وہ پھرتی سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔

عاریہ۔۔۔۔۔عاریہ کو دیکھتے اسکا دل کٹا تھا

وہ جو بانیم بے ہوش پڑی تھی حنان نے اسے جلدی سی بازوؤں میں اٹھایا تھا۔۔

جلدی چکیں آئزل عاریہ کو ہاسپٹل لے کر چلنا ہے۔

پھرتی سے اسے باہوں میں اٹھائے وہ اسے گاری میں پچھلی سیٹ پر لٹا چکا تھا آئزل جلدی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھتی اسکا سر اپنی گود میں رکھ گئ تھی۔

حنان جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آتا زن سے کار ہاسپٹل کے راستے پر دوڑا لے گیا۔۔

کیا ہوا کیا ہے آئزل بچے۔۔۔ صبح تک تو ٹھیک تھی عاریہ اب کیا ہوا ہے۔ وہ فل سپیڈ میں گاڑی چلائے پیچھے بیٹھی آئزل سے پوچھ رہا تھا

آئزل نے جو کچھ بھی ہوا تھا اسے سب بتایا تھا۔

جیسے جیسے وہ بتاتی جا رہی تھی اسکے ہاتھ سٹیرنگ پر سخت ہوتے جا رہے تھے۔

اسنے اتنی سختی سے سٹیر نگ کو تھار کھا تھا کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں سرخ ہو رہی تھیں

گردن کی نسیں بار بار ابھرتی معدوم ہوتیں۔
اسکی آنکھیں اب شعلے برسا رہی تھیں۔

اسکا بس۔ نہیں چل رہا تھا وہ زبیر کو زندہ آگ لگا دے۔
کوئی اور بات ہوتی تو وہ سخی دل تھا معاف کر دیا مگر اب بات اسکی بہن کے کردار پر آئی تھی
اور کوئی بھی بھائی یہ بات برداشت نہیں کرتا۔

عاریہ کو لیے وہ ہاسپٹل پہنچے تھے۔۔۔۔ڈاکٹرز نے اسے ایمرجنسی میں شفٹ کیا تھا۔

اتنے میں حیدر بھی گھبرایا ہوا وہاں پہنچا تھا۔۔۔
آئزل کی آنکھیں نم تھیں

کہاں ہے عاریہ۔۔۔ کیا ہوا ہے اسے۔۔۔۔۔۔ حیدر پریشان تھا بے حد پریشان۔
جبکہ حنان تو ابھی بھی غصے کے زیر اثر بیٹھا تھا۔
آج اس دو کوڑی کے گندے انسان کی وجہ سے اسکی بہن اتنی تکلیف میں تھی
اسنے حیدر کے آنے کا بھی نوٹس نہیں لیا تھا۔

لیکن آئزل۔نے اسے سب بتایا تھا۔
اب حیدر کی حالت بھی حنان سے مختلف نہیں تھی۔

ڈونٹ وری میری جان۔۔۔۔آپکو کیا لگتا ہے ہم اسے ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟

وہ مسکرایا تھا

کیا کرنے والے ہیں آپ بھائی۔۔۔۔آئزل نے پوچھا تھا۔۔

بس دیکھتی جائیں بچہ۔۔۔۔وہ اسے سینے سے لگاتا سر پر تھپکی دیتا بولا تھا۔

حنان نے کندھے پر ہاتھ رکھے حیدر نے اسے تسلی دی تھی

❤️❤️❤️❤️

وہ اپنے کمرے میں آفس کے کیے تیار ہو رہی تھی جب اسکے روم کا دروازہ ناک ہوا۔۔

آجائیں ڈیڈ۔۔وہ بولی تھی

مرزا صاحب ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئے

آج بھی میری دستک پہنچان لیتی ہیں نا آپ۔بیٹا۔۔

وہ مسکرائے تھے۔۔

گولڈن ساڑھی میں بالوں کو کھلا چھوڑے ہیل پہنے۔۔ سراحی دار گردن میں ہیرے کا چھوٹا باریک سا وائٹ نیکلس نوز بن اور کانوں میں گولڈ کے ائیر رنگز۔۔۔ہاتھوں میں چھ چھ کانچ کی گولڈن چوڑیاں پہنے سیاہ گھنی پلکوں کی قید میں سرمے سے لبریز آنکھیں۔۔۔

ڈارک ریڈ لپسٹک لگائے مغرور نین نقش اور مغرور ہی اٹھی گردن کے ساتھ ہاتھ میں موبائل پکڑے دوسرے ہاتھ میں بیگ لیے وہ جانے کو بالکل تیار کھڑی تھی۔

وہ جہاں سے گزرتی لوگ اس کے مرید ہو جاتے۔۔۔۔وہ پچیس سالہ لڑکی اپنے حسن سے سب کو اپنا اسیر کر لینے والی تھی

۔۔۔۔۔

بیٹا میں تو آج آفس بالکل بھی نہیں آرہا۔۔۔۔۔۔سب آپ ہی سنبھالیں گی آج۔

مرزا صاحب ہاتھ کھڑے کرتے صوفے پر ٹک گئے۔

کیوں ڈیڈ آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔

وہ اب مرزا صاحب کے پاس آئی تھی۔

جی بیٹا طبیعت تو ٹھیک بس ویسے ہی آج دل نہیں چاہ رہا جانے کو۔

آج دل چاہ رہا ہے کہ میری بیٹی ہی سب کچھ سنبھالے۔۔

پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ مسکرائے تھے۔

زائشہ بیٹا ایک بات کرنی تھی آپ سے؟؟؟

جی ڈیڈ بولیں۔۔۔

موبائل سے ٹائم دیکھتی وہ بولی تھی

بیٹا آپ اب اپنی شادی کا سوچیں۔۔

مرزا صاحب نے کہا تھا تو اسکے چہرے پر ناگواری آئی۔

ڈیڈ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔

وہ کہہ رہی تھی۔

تو کب کرنی ہے بیٹا جی؟؟؟ مرزا صاحب اب مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ تھے۔

ڈیڈ جو میرا ہے وہ خود چل کر میرے پاس آئے گا سو ڈونٹ بی وری۔۔

کسی کو پسند کرتی ہو تو بتا دو؟؟

وہ اٹھ کر جانے لگی تو مرزا صاحب نے پیچھے کہا تھا۔

وہ ہنسی تھی پھر پیچھے مڑتی

مرزا صاحب کو دیکھ مسکرائی تھی۔

آپکو لگتا ہے ڈیڈ کوئی میرے قابل ہو گا؟؟

وہ سوال کرتی یا پتا نہیں جواب دیتی جو بھی تھا وہ کار کی چابیاں اٹھاتی باہر آئی تھی۔

اسکے آتے ہی گارڈ نے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھتی گاڑی گیٹ سے باہر نکال لے گئ۔۔۔

اسکے ساتھ ہی پیچھے گاڑیوں کی ایک فوج نکلی تھی۔جو اسکی سکیورٹی کے لیے تھی۔

وہ آفس کی طرف زن سے گاڑی بھگا لے گئ۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اسکی کار ایک مال کے سامنے رکی تھی

وہ باہر نکلی تو پچھلی گاڑی سے دو گارڈ بھی بھاگتے ہوئے۔باہر نکلے تھے۔

میم آپ تو آفس جانے والی تھیں یہاں کیوں رکیں۔

اس گارڈ کی بدنصیب دیکھو جو اس سے پوچھ بیٹھا تھا۔

وہ زیر لب مسکراتی

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری جواب دہ ہوں؟؟ وہ ایک آبرو اچکائے بولی

بس اسی لیے۔۔اسی لیے میں یہاں رکی تاکہ میرے ڈیڈ نے جو پلٹون
میرے ساتھ بھیج رکھی ہے ایک ایک کر کے اسکا صفایا کر دوں۔
اور تم ہوتے کون ہو زاشہ مرزا خان سے سوال کرنے والے۔
اب کے بار وہ غصے سے پھنکاری تھی۔۔
گارڈ کے تو معنوں ہاتھ پیر پھول گئے۔۔
دوسرے گارڈ سے گن چھینے وہ اب اس پر تان چکی تھی
اور کسی کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ چوچراں بھی کر سکے۔۔
اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اس گارڈ کے سینے میں چھ گولیاں اتاری تھیں۔

اسکی لاش کو ٹھکانے لگاؤ اور اس گن کا نام و نشان بھی مجھے دکھائی نہ دے

۔۔۔

دوسرے گارڈ کو ہدایت دیتی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھتی زن سے آگے بڑھ گئی

اب اسکے پیچھے کوئی بھی نہیں تھا کیونکہ باقی کے گارڈز لاش ٹھکانے لگانے
میں جت گئے اور یہی تو وہ چاہتی تھی کہ وہ بس اکیلی رہے۔۔
وہ خود میں بھی شراکت برداشت نہیں کرتی تھی۔

مرزا صاحب کے بے حد اسرار پر وہ اس فوج کو اپنے ساتھ آنے دیتی تھی۔
۔ورنہ اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ سب کو ایک سات۔
جہنم میں پہنچا دے۔۔۔۔

❤️❤️❤️
عاریہ کو ہوش آچکا تھا ڈاکٹرز نے اس سے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔۔
حیدر اور حنان فوراً روم میں بھاگے تھے جبکہ آئزل بھی انکے پیچھے ہی تھی

جیسے وہ اندر داخل ہوئے عاریہ نے آنکھیں موندز گ ساتھ بیٹھا دیکھ وہ خود پر قابو نہ کر سکی۔۔

اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

بھ۔۔بھائی۔۔۔۔۔۔ سسکیوں کے درمیان وہ بولی تھی

بس میرا بچہ بس۔۔۔۔۔ حنان نے اسے اٹھنے میں مدد دی تھی اور اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

حنان کے سینے سے لگے اسکے رونے میں شدت آئی تھی۔۔۔

بس میری جان۔۔۔۔بس کریں طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔حیدر نے اسکا ہاتھ تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

حنان سے پیچھے ہٹتی اپنے آنسو صاف کرتی اب وہ آئزل کی طرف نم آنکھوں سے مسکرائی باہیں پھیلا گئ۔۔۔۔

آئزل جھٹ سے اسکے گلے لگی تھی حیدر نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

اتنے میں ڈاکٹر زاندر آئے تو حیدر اور حنان آٹھ کھڑے ہوئے۔

آپکی پیشنٹ بالکل ٹھیک ہیں ماشاءاللہ سے۔بخار بھی کافی بہتر ہو گیا ہے بس تھوڑی سی ٹینشن اور بخار کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئ تھیں۔۔

اب بالکل ٹھیک ہیں آپ گھنٹے تک انکو گھر لے جا سکتے ہیں

ریسیپشن پر ساری فارمیلیٹیز پوری کر لیں اور یہ چند دوائیں ہیں خرید لیں اور باقاعدگی سے انہیں دیں۔۔۔۔ڈاکٹر نے حیدر کی جانب فائل بڑھائ جسے حنان نے تھاما تھا۔۔

اور آئزل کو کچھ کہتا باہر چلا گیا۔۔۔

ڈاکٹرز حیدر کو کچھ مزید ہدایات دیتا وہاں سے چلا گیا۔۔ن
تو حیدر اسکے سرہانے آ بیٹھا تھا۔۔۔

میرا بچہ آپ فکر نہ کریں۔۔۔ جس نے بے حیدر علی سکندر کی بہن کو یہاں تک پہنچایا ہے ہم نے دونوں بھائیوں نے اسے جہنم تک نہ پہنچایا تو نام بدل دینا

بس میری جان اپنے فکر نہیں کرنی۔۔آپنے جلدی سے ٹھیک ہونا ہے کیونکہ آپ اسٹرونگ گرل ہیں۔۔
وہ پیار سے اسے سمجھا رہا تھا آئزل مسکرا رہی تھی

جبکہ عاریہ خاموشی سے سن رہی تھی۔۔اب وہ رو بھی نہیں رہی تھی کیونکہ وہ اسٹرونگ گرل تھی

تھوڑی دیر بعد حنان واپس آیا۔۔۔

چلیں حیدر بھائی گھر۔چکیں میں کار سٹارٹ کرتا آپ عاریہ کو لے آئیں

حنان نے اطلاع دی تھی

لیکن ڈاکٹرز نے تو۔۔۔کہا ہے ایک گھنٹے تک ڈسچارج کرنا ہے؟؟؟حیدر نے سوال کیا تھا۔۔

بھائی گھر میں ہم نے زیادہ اچھی کیئر کر سکتے ہیں۔۔۔۔

آپ جلد آئیں۔۔۔اتنا کہنا تھا کہ وہ باہر نکلا تھا

اس کے پیچھے ہی آئزل اور حیدر عاریہ کو لیے آرام آرام سے چلتے آرہے تھے

❤️❤️❤️❤️

تقریباً آدھا گھنٹہ بعد وہ گھر پہنچے تھے۔۔۔عاریہ نے آئزل کی مدد سے لباس بدلہ تھا حیدر اور حنان باہر لاؤنج میں تھے۔۔۔۔میڈ عاریہ کے لیے کچھ ہلکا پھلکا سا بنا رہی تھی۔

..آپی ایک بات پوچھوں۔؟؟؟

ہاں آئزل بولو۔۔۔۔۔۔عاریہ نے لیٹے لیٹے جواب دیا۔۔

وہ کون تھا آپی جس نے سب کو خاموش کروادیا تھا۔

ہاں یار میں بھی یہی سوچ رہی تھی نا جانے کون تھا وہ مطلب میں اسے نہیں جانتی آئزل۔۔

میں نے اسے بس ایک دفعہ دیکھا تھا

بھائی کے آفس میں۔۔۔

اسکے بعد آج۔۔۔۔۔۔۔

آئزل کے پوچھنے پر وہ بھی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

خیر جو بھی تھا۔۔۔بہت اچھا انسان تھا میرے لیے تو وہ فرشتہ بن کر آیا تھا۔

۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں موندے۔بولی تھی

ایک دفعہ اسکو تھینکس کہہ دینا آپی جب واپس سے کالج گئی تو۔۔۔۔۔

آئزل نے کہا تھا۔۔۔

ضرورت ہوئی تو کہہ دوں گی۔۔۔۔۔۔

وہ یونہیں بند آنکھوں سے بولی تھی۔

اسکے چہرے پر تھکن کے آثار ابھی بھی دے۔۔۔۔ بار بار اسکے سامنے وہ یونیورسٹی کا منظر گھوم رہا تھا۔۔۔

یونہیں آنکھیں موندے۔ سوچوں کو جھٹکتے وہ گہری نیند میں چلی آئی

آئزل اسے بلاتی رہی لیکن اسنے جواب نہ دیا تو وہ بھی سمجھ چکی تھی کہ عاریہ سو گئی ہے۔

آئزل اسکے اوپر چادر اوڑھائے روم کی لائٹ آف کرتے

دروازہ بند کرتے باہر آئی تھی۔۔۔

ہاں مگر وہ کھڑکی کھول آئی کھول آئی تھی تاکہ باہر کی تازہ ہوا اندر آتی رہے

❤️❤️❤️

عاریہ سو گئی۔؟؟؟ اسکے آتے ہیں حنان نے پوچھا تھا۔۔

جی بھیا۔۔۔۔

وہ انکے ساتھ صوفے پر ٹک گئی۔۔۔۔۔

وہ پکچرز اب یونیورسٹی کے فیسبک پیج پر نہیں ہیں آئزل۔۔۔
حنان نے کیا اسے اطلاع دی تھی۔۔۔
کس نے ڈلیٹ کیں؟؟؟آئزل نے پوچھا تھا۔۔

پتا نہیں بچے۔۔وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔۔

انکی گفتگو حیدر دلچسپی سے سن رہا تھا

بھائی آپ بھی تو ایڈمن ہیں پیج کے کیونکہ آپ پروفیسر ہیں۔۔۔۔
اور ایڈمنز تو ایکٹیویٹی میں چیک کر سکتے ہیں نا۔۔۔
آئزل نے جھٹ سے کہا تھا۔۔۔۔

کیا بات کر دی ہے میری گڑیا۔۔۔۔۔سو انٹیلیجنٹ۔۔۔۔۔

یہ آئیڈیا مجھے کیوں نہیں آیا۔۔۔

وہ چہکا تھا۔۔۔۔۔

دیکھا بھائی۔۔۔۔میرا کمال۔۔۔۔۔وہ ایک ادا سے بال جھٹکتے بولی تھی۔۔

حیدر خاموشی سے صوفے پر ٹیک لگائے گود میں کشن رکھے انکی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔

ساتھ ہی ساتھ وہ کچھ سوچ بھی رہا تھا۔۔

حنان اب چیک کر رہا تھا آئزل اسکے ساتھ موبائل پر جھکی ہوئی تھی

تھوڑی دیر بعد انہیں پتا چل گیا کہ وہ پکچرز کس نے ڈیلیٹ کی ہیں۔۔۔۔

ملک حاشر کاظمی۔۔۔۔۔۔دونوں کی زبان سے یک طرفہ نام ادا ہوا تھا۔

حنان کے چہرے رہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

بریلیئنٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے اس سے یہی امید تھی۔۔۔ لیکن اس نے کیوں ڈیل کی بغیر کسی کی پرمیشن کے میرا مطلب مجھ سے بات کیے بغیر

وہ پھر سے بولا تھا

ایک منٹ بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آئزل نے اسکے اکاؤنٹ پر کلک کیا تھا اور پھر سرکل میں شوہوتی ڈی پی پر کلک کیا تھا۔۔۔

تو وہاں سفید شلوار قمیض میں ملک حاشر کاظمی کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

بھائی یہ وہی ہیں جنہوں نے اس سارے ہجوم کو ہینڈل کیا تھا۔

میرا مطلب۔۔۔۔۔۔آپی کا دفاع کیا تھا۔۔آئزل چہک کر بولی تھی۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حنان کی سمائل گہری ہوئی

مگر حیدر کو ان سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ کس لڑکے نے عاریہ کی ہیلپ کی۔۔اسکی سوچوں کا محور کہیں اور ہی اٹکا تھا۔۔۔

ماشاءاللہ آئزل بچہ یہ بہت ہی بریلیئینٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سٹوڈنٹ
یونیورسٹی کا ٹاپر بی ایس کے لاسٹ سمیسٹر میں ہے۔۔۔
اور نیچر وائز بھی بہت اچھا انسان ہے۔۔
اچھا۔۔۔میں تو اسے نہیں جانتی اور آپی بھی شائد نہیں جانتی۔۔۔۔
وہ بتا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ نے کچھ کھایا بیٹا؟؟؟؟وہ اب ائزل سے پوچھ رہا تھا
نہیں بھائی۔۔۔۔رکیں میں سب کے لیے کچھ لے آتی ہوں۔۔۔
اتنا کہتی وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

حیدر بھائی کیا سوچ رہے ہیں؟؟؟
وہ اب حیدر کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

حنان۔۔۔میں اس لڑکے کو چھوڑوں گا نہیں اس نے نہ صرف عاریہ کی عزت خراب کی ہے بلکہ تمہاری عزت پر بھی وار کیا ہے۔۔۔

اب اسکا بندوبست کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے ہماری بہن ازیت کا شکار ہوئی۔۔۔

آپ سہی کہہ رہے ہیں بھائی۔۔۔۔۔وہ اس سے ایگری تھا

اب کیا کرنا ہے؟؟؟؟

میں اپنے آدھے سے زیادہ ناول ریونج بیسڈ لکھ چکا ہوں۔اور یہ مجھ سے بہتر کون جانتا ہو گا کہ کیا کرنا ہے۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔

بس تم دیکھتے جاؤ حنان میں کرتا کیا ہوں۔۔۔۔اسکا لہجہ سنجیدہ تھا

۔۔۔۔۔۔پختہ عزم کے ساتھ وہ کہہ رہا تھا

چلیں پھر؟؟؟؟؟؟حنان نے اٹھ کھڑا ہوا تھا

! کہاں؟؟؟حیدر چونکا

ایک نہیں بدلے کی کہانی جو جنم دینے۔۔۔۔

حنان آنکھ دباتا بولا تھا ساتھ ہی اسنے حیدر کی جانب ہتھیلی بڑھائی تھی۔۔۔

جسے وہ تھامتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

کہاں؟؟؟؟؟؟؟؟

آئزل جو کچن سے پلیٹ میں ڈرائے فروٹس لیے لاؤنج میں آئی تھی

۔۔۔۔انہیں جاتا دیکھ۔بولی تھی

میرا بچہ ہم کچھ دیر تک آتے ہیں عاریہ اٹھی تو اسے کھانا کھلا دینا اور میڈیسن

بھی دے دینا۔۔

اتنا کہتے وہ دونوں گیٹ سے باہر نکل گئے۔

وہ کندھے اچکاتی پلیٹ سے بادام اٹھا کر منہ میں ڈالتی ٹیبل سے کنٹرولر اٹھاتی ٹی وی آن کرتی صوفے پر آلتی پالتی مارے بیٹھ گئ۔

❤️❤️❤️❤️

وہ سکون سے بیٹھے اپنی نیند کے مزے لے رہے تھے لیکن آنے والے واقعے اور خطرے سے انجان۔۔۔۔!!

پان چباتے اس شخص نے اپنے ساتھ بیٹھے دوسرے وجود کو دیکھا تھا وہ قہقہ لگاتے اب دوسرا پان منہ میں ڈال رہا تھا

ہاہا چڑیا پھنس گئ ہاں ویسے یہ غلط ہوا ہمارے ساتھ اس نے ایک لمحے کو رکتے افسوس سے کہا پھر اگلے ہی لمحے وہ گھٹیا انداز میں ہنسنے لگا تھا۔

ہاں یار کیا کر سکتے ہیں اب اس کے بھائی ایسے ہیں دوسرا وجود بھی اب پان ہاتھ میں کیتا اسے کھانے لگا کے

ویسے سہی کہہ رہا تھا وہ لڑکا اس کے بھائی تم جانتے نہیں ہو تمہارے ساتھ کیا کریں گے وہ دونوں وجود خاموش تھے جب ایک بھاری آواز کمرے میں گونجی تھی وہ جلدی سے اٹھتے ادھر ادھر دیکھنے لگے تھے اور اپنے سامنے اس شخص کو دیکھ انکے اوسان خطا ہوئے تھے

کیوں کیا ہوا؟؟؟؟ کہاں گئی ساری کمینگی۔۔۔۔۔۔۔

حیدر زبیر کے چہرے کے آڑے رنگ دیکھ قہقہ لگا کر بولا تھا۔۔۔۔۔

اس کے پیچھے ہی اب حنان اندر آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

باقی لڑکے تو ڈر کر بھاگ گئے تھے۔۔۔ مگر زبیر وہیں کھڑا تھا

حنان اور حیدر نے بھی انکو بھاگنے دیا کیونکہ ان کا ٹارگٹ۔۔۔۔سامنے کھڑا وہ ایک شخص تھا۔۔۔

حیدر نے آگے بڑھ کر اسکے گریبان سے پکڑ تھا۔۔۔

تیری اتنی ہمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اتنا زور سے بولا تھا کہ زبیر کے کان ۔۔۔۔اسکو لگا اسکے کان پھٹ جائیں گے۔

ابھی ٹھیک سے پیدا تو ہو لو۔۔۔۔۔پھر ڈالنا کسی کی عزت ہر ہاتھ۔۔۔۔

وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا بری طرح سے۔۔۔۔۔

حیدر نے اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا تھا۔۔

پھر دوسرا پھر تیسرا اور یو نہیں لگاتار۔۔۔

میری بہن ہے وہ۔۔حیدر علی سکندر کی بہن اس پر ایک بری نظر ڈالنے والے کی میں آنکھیں نکال کر کتوں کے آگے ڈال دیتا ہوں تو سوچو تمہارا کیا حال کروں گا۔۔۔

وہ اسے یونہیں گریبان سے پکڑے دھکیلتے ہوئے کرسی پر پٹخ چکا تھا۔۔
حنان اسکے ہاتھ باندھو منہ میں کپڑا ٹھونس دو اور ٹیپ لگا دو۔۔۔اسکے پاؤں بھی باندھو اور کار کی ڈگی میں پھینکو اسے۔۔۔۔۔۔

جیسے جسے وہ کہہ رہا تھا حنان نے ایسا ہی کیا۔۔
اسے گار کی ڈگی میں باندھ کر پھینکتا ڈگی بند کرتا وہ حیدر کے ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھا تھا۔۔۔

حیدر کار سٹارٹ کر چکا تھا
روڈ پر لگے سی سی ٹی وی کیمرا زوہ پہلے ہی توڑ چکے تھے۔۔۔

بھائی کہاں لے جانا ہے اسے؟؟؟؟

حنان نے پوچھا تھا۔۔۔

گھر کی بیک سائیڈ۔۔۔۔۔۔۔حیدر نے بتایا تو حنان نے اثبات میں سر ہلایا

۔۔۔۔

رائٹرز بظاہر بہت اچھے ہوتے ہیں مگر بہت خطرناک بھی ہوتے ہیں ان"
" سے بچ کر رہنا چاہیئے وہ جو لکھتے ہیں وہ حقیقت میں بھی کر سکتے ہیں

❤️❤️❤️❤️

وہ تینوں بہن بھائی بیٹھ کر لڈو کھیل رہے تھے۔۔۔اور ساتھ ہی ساتھ چائے کی چسکیاں بھی لے رہے تھے۔۔۔۔چائے ایمان نے بنائی تھی جو باقی سب تو بنا کچھ کہے

پی رہے تھے مگر ثمینہ بیگم کے مذاکرات جاری تھے۔۔

وہ کچھ کہہ رہی تھیں مگر کون سن رہا تھا؟؟

کوئ بھی نہیں سب کو میں ایسے مصروف تھے کہ شاید پاتال میں سنکٹ بھی آجاتا تو کچھ خبر نہ ہوتی انہیں

حاشر تم بینگ کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔سعد نے اسے اطلاع دی تھی۔

اچھا مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔اپنی باری چلتا وہ حیرت سے بولا تھا۔

شکر ہے بھائ آپ نے بتا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاشر بھائ کو تو پتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

ایمان نے ہنستے ہُوئے کہا تھا

ایمان بھی چیٹنگ میں حاشر جے ساتھ تھی۔۔۔اور سعد کو ان پر شدید غصہ آرہا تھا مگر وہ کچھ کہہ نہیں رہا تھا

بعض آجاؤ تم لوگ ورنہ جب میں نے اپنی چال چلی تو تم دونوں لڑ کھڑا جاؤ گے

ناولز کم پڑھا کریں بھائی ایسی دھمکیاں وہاں کام آتی ہیں حقیقت میں نہیں
اور یہ حاشر نے اپنے دانتوں سے دو نمبر آگے گوٹی رکھی تھی

سعد تلملا کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔

ایمان کھسیانی سی ہنسی تھی۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا کوئی بات نہیں آنا تو تم نے میرے ہاتھ ہی ہے۔۔۔۔۔

وہ دانت چباتا بولا تھا۔

پکڑ سکتے ہو تو پکڑ کر دکھاؤ۔۔۔۔۔حاشر نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا

۔

سعد دل ہی دل میں۔کچھ پلینگ کرتا بظاہر خاموشی سے کھیلتا انکی چیٹنگ کو اگنور کرتا رہا۔

جبکہ وہ دونوں خوب چیٹنگ کر رہے تھے۔اور وہ بھی سر عام

سعد چاہتا تو ان سے ڈبل چیٹنگ کر کے جیت سکتا تھا مگر وہ کہتے ہیں نا کہ

"اپنوں سے جنگ"

ابھی وہ کھیل ہی رہے تھے کہ سعد کے موبائل پر میسج ٹون بجی تھی۔۔۔

کسی ان نان نمبر سے میسج تھا۔۔۔۔

لیکن وہ خود اس نمبر کو پہچانتا تھا۔۔۔

اسنے میسج کھول کر دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

پیغام کچھ یوں تھا کہ

"Let's have coffee together

میسج دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

تم لوگ کھیلو مجھے کچھ کام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے وہ اسکو روکتے رہ گئے مگر وہ ہوا کے جھونکے کی طرح چلا گیا۔۔۔۔

کیا یار سارا مزہ ہی خراب کر دیا۔۔۔ایمان کا موڈ سخت بگڑا تھا۔

ایمان آج شام کا کھانا آپ نے بنانا ہے؟ ثمینہ بیگم نے بمب پھوڑا تھا۔۔۔

ماماااااا۔۔۔۔۔۔وہ چلاتی وہ گئی مگر جو حکم صادر ہو چکا تھا وہ کسی صورت ٹل نہیں سکتا تھا

کاش ہم امیر ہوتے ہمارے پاس بڑی بڑی گاڑیاں ہوتی بڑے گھر ہوتے کام کاج کے لیے نوکر ہوتے۔وہ اداسی سے بولی تھی

گیٹ سے نکلتے سعد نے یہ بات سنی تو اسکے قدم رکے تھے۔۔۔۔بس چند سیکنڈ کے لیے۔۔۔اسکے بعد وہ باہر نکل گیا۔

❤️❤️❤️

عاریہ شام کو اٹھی تو بالکل فریش تھی۔۔۔۔حنان اور حیدر بھی آ چکے تھے۔۔۔۔

زبیر کو اپنے۔گھر کے بیک سائیڈ پر بنے اندھیرے کمرے میں باندھ کر کمرے کو باہر سے لاک لگا کر آئے تھے۔

عاریہ بچے جلدی سے فریش ہو جائیں پھر آپکو کچھ دکھانا ہے۔۔؟؟؟

مجھے؟؟عاریہ نے اپنی جانب انگلی کر کے پوچھا۔

یس میرا بچہ آپکو۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔۔

اوکے بھیا۔۔۔۔۔۔

عاریہ اپنے روم میں گئی تھی۔۔۔چینج کرنے۔۔۔۔کھانا وغیرہ آئزل اسے پہلے ہی کھلا چکی تھی میڈیسن بھی۔

وہ گئی تو آئزل اب حنان اور حیدر کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

کہاں گئے تھے بھائی۔۔۔۔۔اسے کچھ مشکوک سا لگ رہا تھا

زبیر کو پکڑ کر لائیں ہیں۔۔۔۔حنان نے بتایا تھا۔

تو پھر اب کیا کریں گے۔؟؟؟

آئزل نے پھر سے پوچھا تھا۔

کیا کرنا چاہیئے۔۔؟؟حیدر نے پوچھا تھا۔۔

قتل کریں گے ؟؟؟آئزل نے دھیمے لہجے میں پوچھا تھا گھبرا کر۔

ریلیکس بچے۔۔دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے جیسا عاریہ کہے گی ویسا ہی ہو گا۔۔۔۔

حیدر اسے گھبراتا دیکھ ریلیکس کر چکا تھا۔۔۔

وہ بھی کندھے اچکاتی کچن میں گئی تھی۔۔۔۔۔۔

چائے بنانے۔۔

آئزل بچے آج کافی بنالینا۔۔۔۔۔۔حنان نے پیچھے سے آواز دی تھی۔۔
اوکے بھیا۔۔۔۔۔آئزل نے بھی وہیں کچن میں کھڑے کھڑے کہا تھا۔
میری کافی سٹڈی روم میں پہنچادینا میں تھوڑا سا لکھ لوں پھر عاریہ کو لے
چلیں گے وہاں۔۔

حنان کو اطلاع دیتا وہ سیڑھیاں چڑھتا سٹڈی روم میں پہنچا تھا۔

❤️❤️❤️

❤️❤️❤️

چلو بچے۔۔۔۔۔حیدر نے عاریہ کا ہاتھ تھام رکھا۔۔۔۔
اور تینوں گھر کے پچھلے جانب جارہے تھے

عاریہ کو سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے گھر کی پچھلی جانب کیوں لے جارہا تھا۔

آپ چلیں گی آئزل؟؟؟؟حنان نے پوچھا تھا۔۔۔۔
افکورس بھیا۔۔۔۔۔۔وہ سر اٹھاتی بولی تھی۔۔۔۔

جبکہ عاریہ انہیں دیکھ رہی تھی وہ تینوں بات جو جانتے تھے مگر عاریہ نہیں جانتی تھی۔۔۔

بھیا بتائیں تو سہی؟؟؟عاریہ نے ضدی لہجے میں کہا تھا
چلیں تو سہی بچے پتا چل جائے گا۔۔
اوکے۔۔۔۔کندھے اچکاتی وہ ساتھ چل دی۔۔

گھر کے بیک سائیڈ پر وہ روم دیکھ کر وہ دیکھ رہے تھے۔۔جو آج سے پہلے انہوں نے نہیں دیکھ تھا۔۔

یا شاید وہ کبھی گھر کی پچھلی سائیڈ پر آئے ہی نہیں تھے۔۔۔

حنان نے تال کھول کر دروازہ پیچھے کو دھکیلا تھا۔۔۔

تو اندر اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔۔۔۔۔۔۔حنان نے آگے بڑھ کر بٹن دبایا تو کمرا روشن ہوا تھا۔

اندر آئیں۔۔۔۔۔۔۔

چاروں ایک کے بعد ایک اندر داخل ہوئے تھے

جیسے ہی عاریہ اندر داخل ہوئ۔۔۔۔اس کا دل دھک سارہ گیا۔۔

سامنے وہ منحوس بندھا تھا۔۔۔۔منہ میں کپڑا ٹھونسے ہاتھ پیر بندھے بکھرے حلیے میں وہ اذیت کا شکار تھا۔۔۔

پچھلے پانچ گھنٹے سے وہ وہاں قید تھا

حنان۔۔۔۔۔حیدر نے حنان کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

حنان نے آگے بڑھ کر اسکے منہ سے کھینچ کر ٹیپ اتاری تھی اور پھر منہ سے کپڑا نکال کر نیچے پھینکتا ہاتھوں کو جھاڑتا پیچھے ہٹا تھا

جیسے ہی اسکا منہ کھلا تھا وہ لمبے لمبے سانس لینے لگا۔۔۔وہ بہت ہی بے بس دکھائی دے رہا تھا۔

آئزل اور عاریہ تو دل تھامے کھڑی تھیں۔

آئزل کو اس پر ترس آیا تھا۔۔۔یا اسکے برے کاموں کے انجام پر جبکہ عاریہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ممم۔۔۔میں۔۔۔۔میں سب۔۔۔ سس۔۔۔سب کو۔۔ببب بتاؤں گا ۔۔۔تتت۔۔۔ تمہاری حقیقت۔۔۔۔۔پپپہ۔۔پروفیسر۔۔۔۔۔۔۔

وہ اٹکے سانسوں میں بولا تھا۔۔۔

تم زندہ بچو گے تو ایسا کر پاؤ گے نا۔۔۔۔۔۔حنان نے طنز کیا تھا۔۔

دونوں بہنیں اپنے بھائیوں کا یہ بھیانک روپ دوسری دفعہ دیکھ رہی تھیں

دفعہ دیکھ رہی

تھیں

دوسری دفعہ اب اور پہلی دفعہ بچپن میں جب وہ عاریہ 15 سال کی اور آئزل 13 سال کی تھی

حنان اور حیدر کالج میں پڑھتے تھے۔۔۔ماں باپ کے گزر جانے کے تین سال بعد۔۔۔۔۔ سکندر صاحب نے جو پیسہ چھوڑا تھا اور جو جگہ تھی اسکے بٹوارے کے لیے خاندان والے پہنچ آئے تھے۔

پھوپھیوں نے الگ سے حصہ مانگا چچاؤں نے الگ سے۔

کیونکہ سکندر صاحب کی جو جگہ تھی وہ انکے باپ کی تھی یعنی حنان اور حیدر کے دادا کی

باپ کی جائیداد سے بیٹوں اور بیٹیوں کا حصہ ہوتا ہے

مگر کیا ہو جاتا اگر وہ چھوٹا سا گھر ان بچوں کے پاس رہنے دیتے۔۔۔خود ان کے پاس بڑی بڑے بنگلے کوٹھیاں تھیں

حنان اور حیدر کے چچا کے دو بیٹے تھے۔۔۔۔۔جو آئزل اور عاریہ سے بیس بیس سال بڑے تھے۔۔۔

انکے چچا کہتے تھے یا جائیداد میں حصہ دو یا پھر دونوں بہنوں کا رشتہ دو

وہ دونوں بہنے اس وقت بالکل معصوم بچیاں تھی انہیں تو شادی بیاہوں کے معاملات کا پتا تک نہ تھا۔۔۔

اور پھر اس وقت انہوں نے اپنے بھائیوں کا بھانجہ روپ دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

انکا بانہیں چل رہا تھا کہ وہ قتل کر ڈالیں ساری دنیا کو۔

اور پھر ایک دن حنان کو اپنے باپ کے پرانے کاغذوں میں سے گھر کے پیپرز ملے۔۔۔اور انکے دادا کی وصیت بھی
وصیت میں لکھا گیا کہ یہ گھر وہ اپنے بیٹے سکندر کے نام کرتے اور اور گھر کے کاغذات پر دادا کے سائن تھے
کنڑیکٹ یہ تھا کہ اس چھوٹی سی جائیداد میں صرف اور صرف سکندر صاحب کا حق ہے اور کسی اولاد کا نہیں
اور پھر دنیا کی کوئ بھی عدالت ان سے یہ گھر چھین نہیں سکی تھی

❤️❤️❤️❤️

حیدر کی آواز پر دونوں بہنیں ماضی سے چونکہ تھیں

عاریہ بچے یہ ہے آپکا گنہگار۔۔۔۔۔۔۔۔آپ اسے جو چاہیں سزا دے سکتی ہیں۔۔

حیدر نے عاریہ سے کہا تھا

وہ تو خاموشی سے بت بنی کھڑی تھی آنکھوں کے سامنے یونیورسٹی کا سارا منظر لہرا رہا تھا۔۔۔

وہ تصویریں، وہ قہقے، وہ سرگوشیاں، وہ گندی نظریں۔۔۔۔

اسکا دل چاہا سامنے بیٹھے شخص کو آگ لگا دے۔۔

جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔۔سب کو حقیقت بھی پتا چل گی کہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔۔

اسکا دل چاہا اسے معاف کر دے۔

ہم آپکے ساتھ ہیں عاریہ بچے۔۔۔حنان کی آواز دور کھائی سے آتی محسوس ہوئی

وہ آج اسے معاف کر دے گی۔۔نہ جانے وہ کتنی لڑکیوں کے ساتھ ایسا کرے گا۔۔۔

کیا سب ہی اسے معاف کر دیں گی؟؟؟کسی دل ہو گا عاریہ جتنا۔۔۔جو اتنا کچھ سہنے کے باوجود مضبوط کھڑی تھی

۔وہ مضبوط تھی اسے کوئی دکھ نہیں تھا کیونکہ اس کے بھائی ساتھ تھے۔۔۔ نہ جانے کتنی ایسی لڑکیاں ہیں جو ہزاروں زبیر جیسے درندوں کے ہاتھوں چڑھتی ہیں۔۔۔۔کسی کے ساتھ تو عاریہ جیسے اسکے بھائی کھڑے ہوتے ہیں مگر کسی کے ساتھ کوئی کھڑا نہیں ہوتا

وہ اکیلی ہوتی ہیں۔۔۔۔۔اور پھر یا تو باپ بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوتی ہیں یا زمانے کے ڈر سے خود کشی کر لیتی ہیں۔۔۔۔

اسکا دل چاہا اس جیسے شخص کو کڑی سے کڑی سزا ملی چاہیئے۔۔۔۔ مگر وہ اپنے بھائیوں کو قاتل نہیں بنانا چاہتی تھی

ان جیسے ظالموں کے لیے اللہ کافی ہے۔دل سے آخری آواز آئی تھی

میں اسے معاف کرتی ہوں بھیا۔۔۔۔۔۔اس نے خود کو کہتا پایا

۔۔۔۔۔مجھے کسی سے کوئی بدلہ نہیں چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔

میں چاہوں گی کہ آپ بھی اسے معاف کر دیں۔۔۔۔۔

اتنا کہتی وہ وہاں رکی نہیں چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

آئزل اسکے پاس جائیں۔۔۔۔حیدر نے اشارہ کیا تو وہ سر جھٹکتی اسکے پیچھے گئی تھی۔۔۔۔

بھائی دروازہ بند کریں۔۔۔۔حنان کے کہنے پر حیدر نے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے حنان اس پر بندوق تان چکا تھا۔۔

زبیر کے اوسان خطا ہوئے تھے۔اسے لگا عاریہ نے کہہ دیا تو وہ بھی اسے معاف کر دیں گے مگر اب بندوق دیکھ سہی معنوں میں اسکی جان نکلی تھی

۔۔۔۔۔

میری بہن نے تمہیں معاف کیا ہے۔۔۔۔لیکن ایک بھائی تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے حنان نے اسکے سینے میں دو گولیاں ماری تھیں اور وہ اپنی زندگی کی بازی ہار چکا تھا۔

بہت سنا ہو گا کہ اک محبوب اپنی محبوبہ کے لیے قاتل بن گیا مگر یہ داستان پہلی بار رقم ہو گی کہ ایک ایک بھائی اپنی بہن کے لیے قاتل بن گیا۔۔

۔

وہ دراز کھول کر ایک فائل نکالتی ہے اور اُسے ٹیبل پر اُس شخص کی جانب بڑھا دیتی ہے۔اس میں تمام تر تفصیلات ہیں کون،
کب اور کہاں یہ سب تفصیلات اس میں موجود ہیں۔اور یہ سب کرنا کیسے
"ہے یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔

جہاں ٹیبل پر فائل پڑی تھی وہاں باہر سے تھوڑی سی روشنی آ کر پڑ رہی تھی۔جونہیں اس شخص نے فائل کی طرف دستانے پہنے

ہوئے ہاتھ بڑھائے تو وہ کرسی پر بیٹھی اسکے اس عمل کو سراہتے ہوئے تالیاں بجانے لگی۔ "بہت خوب، احتیاط لازمی ہے۔ مجھے یقین ہے تم یہ کام بخوبی انجام دے دو گے۔"

اُس نے فائل اٹھائی اور خاموش کھڑا رہا۔ کرسی پر بیٹھی وہ اب اٹھ گئی اور دراز سے ایک بنڈل اٹھا کر اُس کی جانب بڑھا دیا۔

یہ لو آدھی قیمت اور آدھا حصّہ کام ہونے کے بعد۔" اُس نے کچھ کہے بنا" وہ رقم اٹھائی اور چلنے کے لئے مڑا ہی تھا کہ اسے دوبارہ حکم

سنائی دیا، "یاد رکھو قیمت تمہاری مرضی کی ہے تو کام بھی میری مرضی کے مطابق ہونا چاہئے۔" اُس کی زندگی کا خاتمہ یقینی بنانا ہو گا۔ ہر حال میں۔

حکم سنتے ہی وہ دوبارہ سے ماحول میں قدموں کی چاپ سے شور پیدا کرتے ہوئے دفتر سے نکل گیا اور وہ دوبارہ سے کرسی پر بیٹھ کر سکون سے میز پر انگلیاں چلانے لگی

یوں جیسے پیانو بجا رہی ہو۔ "اس دنیا پر تمہارے دن ختم ہو چکے ہیں۔" وہ پھر سے مسکرا رہی تھی۔

❤️❤️❤️

باہر نکلتے ہی اس نے گلوز اتار کر انکو اپنے مخصوص لائٹر سے جلا کر انکی خاک ہوا میں اڑائی تھی

❤️❤️❤️

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ کیفے ٹیریا میں بیٹھے اسکا انتظار کر رہا تھا کبھی کلائی میں بندھی گھڑی سے وقت دیکھتا تو کبھی موبائل نکال کر بلاوجہ سکرولنگ کرنے لگتا۔۔۔

اب اسے تھوڑا تھوڑا غصہ بھی آرہا تھا۔

اسکا دل چاہا اٹھ کر چلا جائے۔۔

مگر وہ اسے دور سے آتا دکھائی دے گیا تھا

اسنے اپنے تاثرات نرم کیے غصے کو پیچھے دھکیلا

اور مسکراہٹ زدہ چہرے سے اسکے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

ہیلو بڈی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے آتا دیکھ وہ ٹیبل سے اٹھتا تالی کے انداز میں اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اسے گلے ملا تھا۔۔۔اور ایسا کرنے میں اسے کتنی الجھن ہوئی تھی یہ بس وہی جانتا تھا

کیسے ہو دوست۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے آنے والا شخص پر جوش انداز میں بولا تھا۔

دونوں پھر سے ٹیبل کے گرد آمنے سامنے رکھی گئی کرسیوں پر بیٹھے تھے

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟؟؟اسنے جواب دے کر سوال بھی کیا تھا۔۔۔

کیفے ٹیریا میں لوگوں کا ہجوم تھا۔۔۔ٹیبلز بھرے ہوئے تھے کچھ فیملیز سے تو کچھ فرنڈز سے اور کچھ ٹیبلز تو سپیشلی کپلز کے لیے فکس تھے

ایسے میں اسے کونے میں خالی ٹیبل دکھائی دیا تو اسی پر جا بیٹھا تھا

کافی منگواؤ پہلے میں وہی پینے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

کافی کا دیوانہ بیگم بھی تجھے کالی ملے گی۔۔۔

ہنستا ہوا وہ دو کافی کے بڑے مگ آرڈر کر چکا تھا

بیگم چاہیئے کس کو؟؟وہ کندھے اچکاتا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔

کیوں شادی نہیں کرے گا؟؟؟

شادی اور میں۔۔۔!اس سے اچھا مر نا جاؤں۔

وہ ہاتھ جھٹکتا لاپرواہ انداز میں بولا تھا۔

ارد گرد لوگوں کا شور کانوں میں پڑتا اسے بے چین کر گیا تھا

وہ ایسی جگہوں پر کم ہی آتا تھا مگر آج اسے آنا پڑا تھا۔۔

جتنا بھی کہہ لے تو مگر قسمت کے آگے تو بے بس ہو جائے گا۔جب قسمت

ایک سندر لڑکی تیرے سامنے لا پٹخے گی نا تو پلک جھپکتے شادی کر لے گا۔۔۔

وہ ہنسا تھا۔۔۔سعد کو بے اختیار اسکی ہنسی پر ناگواریت نے آن گھیرا تھا

۔۔۔۔

اتنے میں کافی بھی آچکی تھی۔۔۔۔سعد نے آگے جھک کر کافی کا مگ اٹھایا

تھا اور پھر واپس سے کرسی سے ٹیک لگاتا مگ ہونٹوں سے لگا چکا تھا۔۔

ایک سپ لیتے اسے احساس ہوا کہ کافی کچھ خاص نہیں مگر اچھی تھی

یہ بتاؤ بلوایا کیوں ہے؟؟؟۔۔۔دوسرا سپ لیتے وہ اب مدعے پر آیا تھا اسے یہ تو پتا تھا کہ اسکے سامنے بیٹھا انسان اسے صرف اور صرف کسی کام کے وقت ہی یاد کر سکتا ہے

سو اس نے وقت ضائع کرنا ضروری نہ سمجھتے ہوئے جو اصل مدعا تھا اسکو چھیڑا تھا

کچھ کام تھا۔۔۔۔۔سامنے موجود نفوس بھی اب سنجیدہ ہوا تھا۔۔

۔۔۔اور سعد جانتا تھا وہ کچھ ایسا ہی کہے گا

کیا کام؟؟ سعد نے سوالیہ آبرو اچکائے تھا۔۔

ایک بندہ اٹھوانا ہے۔۔وہ اب کمینگی سے بولا تھا۔۔سعد کے ماتھے پر بل پڑے تھے

میں تجھے غنڈا بدماش یا کوئی کڈنیپر لگتا ہوں؟؟؟ وہ بمشکل غصہ دباتے ہوئے بولا تھا۔۔

لگتا تو نہیں لیکن۔۔۔۔بن جا۔۔۔۔۔۔ مقابل ڈھٹائی سے بولتا سے آگ لگا چکا تھا

سعد کافی کا مگ جس سے اس نے ابھی دو ہی سپ لیے تھے ہاتھ میں پکڑتا اٹھا تھا۔

اور اگلے ہی لمحے وہ کافی کا گرم مگ پورا کا پورا ایک جھٹکے سے اس کے اوپر گرا چکا تھا۔

مجھے فالتو لوگ اور فالتو باتوں سے سخت نفرت ہے لہذا آئیندہ احتیاط کرنا

۔۔۔

اتنا کہتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

دوسرا نفوس جس کے ہاتھ گرم کافی سے جل چکے تھے اسنے جلدی سے
بوکھلاہٹ کے مارے ٹیبل سے چائے گا دوسرا مگ پانی کا گلاس سمجھ کر اپنے
ہاتھ کے اوپر الٹا دیا
اور پھر تو چراغوں میں روشنی نہ رہی تھی
تھوڑی دور سے یہ منظر دیکھتا سعد زیر لب مسکرایا تھا۔۔

اور پھر واپس پلٹتا پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا فٹ پاتھ پر آہستہ آہستہ قدم
بڑھاتا چل پڑا

❤️❤️❤️

وہ کب سے لاونج میں بیٹھی انکا انتظار کر رہی تھی طبعیت میں گھبراہٹ تھی
چہرے پر پریشانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات تھے آنکھوں میں نمی تھی

جو وقت گزرتے اضطراب کی کیفیت میں کبھی وہ دروازے کی جانب
دیکھتی تو کبھی
سامنے لگی گھڑی کی طرف
جب اچانک قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے تو بے اختیار اسکے دل کی
دھڑکنوں کا توازن بگڑتا ہے
جیسے وہ اندر آئے وہ جھٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

کیا آپ نے اسے مار دیا بھیا؟؟؟
ان کے آتے ہی وہ جھٹ سے انکی جانب لپکی تھی۔
حیدر اور حنان تو اسے دیکھ پریشان ہو گئے تھے۔
وہ بہت نرم دل ہے اسی سیچویشن میں گھبرا جاتی ہے
اسکی حالت دیکھ انہیں شدت سے احساس ہوا تھا کہ کاش وہ اسے گھر نہ
لاتے کسی اور جگہ اسکو باندھ کر رکھتے۔

حیدر نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا

نہیں میرا بچہ میری جان ہم نے اسے نہیں مارا

وہ اسکے بال سہلاتا بولا تھا۔

نہ جانے کیوں مگر وہ ایسا ریئکٹ کر رہی تھی شاید اس لیے کہ کہیں اسکے بھائی قاتل نہ بن جائیں

یا موت۔۔۔۔اسے موت سے ڈر لگتا تھا۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟؟؟اس نے جیسے یقین کرنا چاہا

ہاں میری گڑیا۔۔۔۔۔عاریہ نے کہا تھا نہ کہ اسے معاف کر دیں تو ہم نے اسے معاف کر دیا اسے اچھے سے سمجھا کر اسے جانے دیا۔۔

وہ اس سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔اسنے سختی سے آنکھیں میچیں تھی۔۔

وہی جانتا تھا کہ اس نے کیسے اس سے جھوٹ بولا ہے

یہ زندگی کا پہلا جھوٹ تھا جو ان دونوں بھائیوں نے اپنی بہن سے بولا تھا۔

مگر وہ اسے بعد میں سچ بتادے گا۔۔۔۔۔اس نے دل میں سوچا تھا

چلیں میرا بچہ آرام سے بیٹھے ادھر۔۔۔حنان نے آگے بڑھ کر اسے

صوفے پر بٹھایا تھا

پھر خود اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا تھا۔۔

اب وہ کچھ ریلکس تھی۔۔۔

عاریہ کہاں ہے؟؟حیدر نے پوچھا تھا۔۔۔

آپی روم میں ہیں۔۔۔۔آئزل نے بتایا۔۔تھا

اچھا جائیں آپ بھی روم میں آرام کریں۔۔۔۔۔

اور فریش ہو جائیں صبح یونیورسٹی جائیں گے سب جائیں عاریہ بھی آپ بھی اور حنان بھی سر اٹھا کر

کوئی ایک لفظ بول کر تو دکھائے۔۔۔۔۔

حیدر نے کہا تو حنان اور آئزل مسکرائے تھے۔

آئزل نے آگے بڑھ کر اپنے بھیا کے ہاتھ پر عقیدت سے بوسہ دیا تھا۔۔۔

بھائی میں تو جا رہا ہوں سونے۔۔۔ نیند سے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں

۔۔

حنان نے کہا تو بے ساختہ آئزل اور حیدر کا قہقہ گونجا تھا

❤️❤️❤️

صبح صبح دھیمی سی روشنی ہر سو پھیلی تھی سورج ابھی بادلوں کی اوٹ کی سے باہر نہیں آیا تھا۔۔ موسم ابر آلود تھا گھنے گھنے بادل بنے تھے مگر ابھی بارش برسنے کے کوئ آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

۔اتنے میں اسکی آنکھ کھلتی ہے۔ کھڑکی کے پار آدھی صبح کا منظر دیکھ وہ مسکرائ تھی۔۔۔۔

پاس میں سوئی آئزل کو دیکھ کر اسکی مسکراہٹ گہری ہوئ تھی۔۔

وہ اٹھتی ہوئی کھڑکی کی جانب آئ تھی۔ وہ کھڑکی کے مکمل پٹ کھولتی ہے اور نیم صبح کی ٹھنڈی ہوا اسکا استقبال کرتی ہے

بے اختیار وہ ہوا میں گہری سانس لیتی ہے۔۔۔۔۔۔

کچھ یاد آنے پر اس نے گھڑی سے وقت دیکھا تو اسے احساس ہوا آذان تو ہو چکی ہے۔۔۔

وہ کھڑکی سے واپس ہٹتی فریش ہونے کی غرض سے باتھروم میں گھسی تھی

تھوڑی ہی دیر بعد وہ فریش ہو کر وضو کر کے باہر آئی تھی

اب وہ قدم بڑھاتی آئزل کی جانب آئی تھی۔

آئزل۔۔۔اس نے اسے آواز لگائی۔۔

آئزل بچے اٹھ جاؤ آذان ہو گئی ہے۔

اس نے آئزل کو تھوڑا سا ہلایا تھا

وہ اٹھنے کی کوشش میں مندی مندی آنکھیں کھول رہی تھی

میں جائے نماز لان میں لے کر جا رہی ہوں صبح کی ٹھنڈی ہوا صحت کے لیے بہت اچھی ہوتی ہے پانچ منٹ میں وضو کر کے لان میں پہنچو میں انتظار کر رہی ہوں

-

عاریہ نے اسے حکم دیا تھا یا اطلاع دی تھی مگر جو بھی تھا آئزل جلدی سے اٹھی تھی

اور ٹھیک اگلے سات منٹ بعد وہ لان میں تھی

عاریہ جائے نماز بچھائے نماز شروع کر چکی تھی

آئزل نے بے اختیار آنکھیں بند کیے صبح کی تازہ ہوا کو اندر کھینچا تھا

اسے لگا تھا جیسے صبح سی تازگی اس میں بھر گئی ہو۔۔۔۔

اس نے بھی جلدی سے نماز کی نیت باندھ لی تھی۔۔

❤️❤️❤️

نماز وغیرہ ادا کرنے اور کچھ دیر لان میں ٹہلنے کے بعد آئزل واپس روم میں آئی تھی۔۔اور آتے ہی لیٹ گئی۔۔۔

جبکہ عاریہ کچن میں گئی تھی۔۔۔اسکی طبعیت میں آج تازگی تھی اسکا دل چاہا وہ آج سب کے لیے ناشتہ بنائے۔۔

❤️❤️❤️

آٹھ بجے کے قریب سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔۔ سورج نکل چکا تھا مکمل صبح ہو چکی تھی مگر بادل ابھی تک نہیں ٹلے تھے اور نہ ہی سورج بادلوں کی اوٹ سے باہر آیا تھا

موسم خوشگوار تھا۔۔

سب کو کھانا سرو کرتی وہ اپنی جگہ پر آ بیٹھی تھی

ماشاءاللہ آج تو ہماری گڑیا بہت فریش لگ رہی ہیں اور خوش بھی۔

حنان نے تبصرہ کیا تھا

آپ کو پتا ہے بھائی "اداسی کے چند لمحے ہماری زندگی کے خوشیوں کے چند "لمحوں کو برباد کر دیتے ہیں

اس لیے ہمیشہ خوش رہنا چاہیئے

وہ نہایت ہی فلسفانہ انداز میں بولی تھی

واہ آپی سمجھدار ہو گئی ہو۔۔۔

۔آئزل نے کہا تو اس نے فخریہ کالر جھڑکے تھے

تو حیدر مسکرایا تھا۔۔

آج صبح صبح جو وہ ڈائلاگ بول کر سب کو ایمپریس کر رہی تھی کل وہ حیدر کی لکھی گئی قسط سے پڑھ آئی تھی۔

کھانا وغیرہ کھانے کے بعد اب وہ یونیورسٹی کے لیے تیار کھڑی تھیں۔۔۔۔

حنان باہر گاڑی نکال چکا تھا۔

عاریہ نے سر آسمان کی جانب اٹھایا تھا

بارش کب آئے گی صبح سے بادل بنے ہیں۔ بادلوں کو دیکھ وہ بولی تھی۔

۔ سر ہنوز اوپر کو اٹھا تھا جب پہلی بوند اسکے چہرے پر گرتی اسے حیرت میں مبتلا کر گئ

اور پھر ایک کے ایک بوند بارش اپنے وجود کا احساس دلانے کے لیے برس پڑی تھی

عاریہ گاڑی میں بیٹھیں بارش ذیادہ ہو جائے اس سے پہلے ہم نے یونی پہنچنا ہے۔۔۔۔۔

حنان کے کہتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھی تھی تو حنان جھٹ سے گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

❤️❤️❤️

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے رکے تھے
۔۔۔بارش زیادہ زور سے نہیں مگر ہلکی ہلکی برس رہی تھی
ہر جگہ پانی کی جل تھل تھی۔۔۔درختوں کے پتے نہا کر نکھر چکے تھے۔
جلدی اندر جائیں بچے میں گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔۔
بھیا ابھی میرا کلاس لینے کا موڈ نہیں میں آپکے آفس میں بیٹھوں گی اور
دیکھتے ہیں مجھے کون روکتا ہے
وہ مغرور انداز میں بولتی حنان کو تاسف میں سر ہلانے پر مجبور کر گئ
بارش اب آہستہ آہستہ زور پکڑ رہی تھی۔۔۔

بارش اتنی تو تھی ہی کہ چند منٹ بارش میں کھڑا ہونے سے بندہ مکمل
بھیگ جائے۔۔۔
عاریہ جلدی سے حنان کے آفس پہنچی تھی۔۔۔اور آئزل اپنی کلاس میں
۔۔۔

۔۔۔بارش میں کھڑی وہ بھیگتی کبھی یہاں دیکھتی تو کبھی وہاں۔۔۔ہاتھ میں چھاتا لیے وہ مکمل بھیگ چکی تھی ایسا لگتا تھا پہلے وہ بارش میں بھیگی ہے اس کے بعد اسکے پاس چھاتا آیا ہے

مگر اب بھی وہ سہی سے خود پر چھاتا نہیں کیے ہوئے تھی وہ ابھی بھی بھیگ رہی تھی

وہ مسلسل کسی کا انتظار کر رہی رہی۔۔۔

گاڑی پارک کرتا حنان گاڑی سے باہر نکلتا بڑا سا سیاہ چھاتا کھولے خود پر پھیلائے دو قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ بارش میں بھیگتی اسے وہ دکھائی دی

وہ بے اختیار رکا تھا

اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔۔

وہ دور کھڑی اسے ٹھیک طرح سے دکھائی نہیں دے رہی تھی مگر وہ پہچان چکا تھا کہ کل والی آفت ہے۔۔۔۔
وہ مکمل بھیگ چکی تھی

۔۔۔۔اور حنان کو اس پر غصہ آیا تھا۔۔۔

ادھر ادھر گزرتے لوگ اس پر اک نظر ڈالنا اپنا فرض سمجھتے تھے مگر اسے پرواہ نہیں تھی وہ لاپرواہی سے کبھی پانی
کی جل تھل میں ایک پاؤں زمین پر مارتی پانی کو اچھالتی تو کبھی دوسرا پاؤں
اس بات سے بے خبر کے سب اسے دیکھتے گزر رہے تھے
۔۔اور حنان کو یہ بات ناگوار گزری تھی

حنان دوبارہ سے گاڑی کا دروازہ کھولتے عاریہ کی سیاہ چادر نکالتا اسکی جانب قدم بڑھا گیا تھا

بارش ہنوز تیزی سے برس رہی تھی مگر حنان نے چھاتا لے رکھا تھا سو وہ بھیگ نہیں رہا تھا

اگلے چند لمحوں میں وہ اس سے دو قدموں کے فاصلے پر آرکا تھا

وہ کچھ اس انداز میں کھڑا ہوا تھا کہ ایمان کو اسکے چہرے کی ایک سائیڈ نظر آرہی تھی

ایمان پر ایک بھی نگاہ ڈالنا گناہ سمجھتے ہوئے وہ سیدھا دیکھتا رہا۔

یہ چادر اوڑھو اور اندر چلو۔۔۔اسکی جانب دیکھنے سے احتیاط کرتے ہوئے

وہ اسکی جانب چادر بڑھا گیا۔۔

ایمان تو حیرت کے مارے اسے یک ٹک دیکھتی چلی گئ۔۔

گھورنا بند کرو اور جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔وہ اب سختی سے بولا تھا

ایمان کو مزید حیرت نے آن گھیرا تھا وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا

اور پھر بھی اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہی تھی

میں یہاں بھائی کا انتظار کر رہی تھی۔۔

اس سے چادر پکڑے اپنے سارے وجود پر چادر پھیلائے۔۔۔وہ اسے بتا رہی تھی۔۔۔

جو چھاتا ہاتھ میں پکڑ رکھا ہے وہ خود پر کرو۔۔۔۔

اسکی بات کا نوٹس لیے بغیر وہ نیا حکم صادر کر گیا تھا۔۔۔

ایمان نے نا چاہتے ہوئے بھی اسکی بات مانتے ہوئے چھاتا اپنے اوپر کیا تھا۔

چادر میں اسکا گیلا وجود چھپ چکا تھا۔۔۔

مگر حنان ہنوز سامنے کسی مری نقطے پر نظریں مرکوز کیے کھڑا تھا

بارش روز و شور سے برس رہی تھی۔

اندر جاؤ اور پھر اپنے بھائ کو کال کر لینا

وہ ایمان کی پہلی بات کے جواب میں بولا تھا

موبائل تو گھر ہے۔۔۔

۔وہ روہانسی ہوئ تھی

کسی دوست سے لے کر کال کر لینا۔۔۔حنان نے پھر سے کہا تھا

ناجانے کیوں اسکا لہجہ اس لڑکی کے ساتھ نہایت نرم تھا۔۔۔

شاید یہ تربیت تھی کہ جو سلوک جو رویہ جو احترام و عزت وہ اپنی بہنوں کو دیتا تھا وہی احترام و عزت اسکی نظر میں ہر لڑکی کے لیے تھی

اور یہی چیز مرد کو خوبصورت بناتی ہے کہ اسکی نظر میں حیا ہو اور اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ ساتھ باہر کی ہر عورت کا محافظ بن سکے

نمبر یاد نہیں مجھے بھائی کا۔۔۔وہ مزید روہانسی ہوئی تھی۔

حنان کے ماتھے پر ہزاروں بل پڑے تھے

اتنی چڑ پیدا کر لیتی ہو اور گیارہ ہندسوں کا ایک نمبر نہیں یاد نہیں کر سکتی تم۔۔وہ طنز کیے بغیر نہ رہ سکا۔

آپ کو کوئی مسئلہ۔؟؟؟ وہ اب اپنی ٹون پر واپس آئی تھی۔۔

میرا بحث کرنے کا موڈ نہیں نام بتاؤ اپنے بھائی کا۔۔حنان نے سنجیدگی سے کہا تھا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

کیا ہوا بھائی کا نام بھی یاد نہیں؟؟

حنان نے اسے کچھ سوچتے دیکھ دوبارہ سے کہا تھا
نہیں جی اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔
وہ بھڑکی تھی

اچھا تو پھر بتاؤ کیا نام ہے۔۔۔۔حنان نے ایسے پوچھا تھا جیسے ایمان کو واقعی
اپنے بھائی کا نام نہ آتا ہو۔۔۔
حاشر۔۔۔۔ملک حاشر کاظمی۔۔۔۔۔

اور اتنا سنتے ہی حنان لمحے بھر کو تھم سا گیا تھا۔۔۔
آپ اندر جائیں میں حاشر کو اطلاع کر دوں گا۔۔۔

۔۔لمحہ ضائع کیے بغیر وہ تم سے آپ پر آیا تھا
اور ایمان کے لیے یہ حیران کن انکشاف تھا۔۔

ایمان نے اسکی جانب دیکھا وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا تو اس نے بھی نظریں جھکائی تھیں اور واپس پلٹتی یونیورسٹی گیٹ سے اندر گئی تھی

اور یہاں حنان کی ذمہ داری ختم ہوئی تھی

اسے ایسا لگا۔۔

چند لمحہ وہ سوچتا رہا کہ کیسے حاشر کو بتائے مگر پھر اندر آتے ہی اسنے انٹر کام پر اطلاع دی تھی کہ جیسے ہی ملک حاشر کاظمی دکھائی دیں انہیں میرے آفس میں بھیجا جائے

حنان آفس آیا تو عاریہ اسکے لیپ ٹاپ پر گیم کھیل رہی تھی

چھوٹی آئزل ہے لیکن ضدی آپ بہت ہیں۔۔اندر آتے اسنے چھاتا ایک طرف رکھتے عاریہ کو کہا تھا۔

تو وہ مسکرائی تھی

بھیا بس پانچ منٹ۔۔۔۔۔ہاتھ سے اشارہ کرتے وہ واپس لیپ ٹاپ میں سر دیے گیم کھیلنے میں مصروف ہوئی تھی۔۔

اوکے۔۔۔۔بچے آپ بیٹھیں میرا بہت ہی ضروری لیکچر ہے۔۔۔۔۔

اسے بتاتا وہ آفس سے باہر نکل گیا۔۔

اسکے جاتے ہی عاریہ نے ایک نظر باہر دوڑائی تو اسے احساس ہوا بارش ابھی بھی تیزی سے برس رہی تھی۔

اسے ٹھنڈ کا احساس ہوا تھا

وہ اٹھتے ہوئے کھڑکی بند کر کے واپس حنان کی چیئر پر آ بیٹھی لیپ ٹاپ پر گیم کھیلنے میں مصروف ہوئی تھی

تقریباً آج کے دن تو یہاں سے باہر جانے کا اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔



بڑی سے بلڈ نگ کے باہر کھڑا وہ اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا واپس پیچھے کو ہٹنا ایک شیڈ کے نیچے آ کھڑا ہوا تھا
جہان سے بارش اس پر گرنے سے قاصر تھی۔
پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے تقریباً وہی یہی عمل ہر پندرہ منٹ بعد دہراتا تھا۔۔

بلڈ نگ کے قریب جا کر اس میں کچھ کھوجتا وہ واپس اس شیڈ کے نیچے آ جاتا کان میں ہیڈ فون لگائے وہ مسلسل کسی سے فون کال پر رابطے میں تھا۔
تیز بارش میں یہاں سے وہاں لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔

کچھ دکانیں کھلی تھیں تو کچھ بند تھیں اور جن کی کھلی تھیں انھوں نے آدھے پٹ بند کر رکھے تھے کیونکہ

بارش کی پھوار سے دکانوں کے اندر پڑا سامان خراب ہو رہا تھا

ماحول خوشگوار تھا مگر ہر دو منٹ بعد زور سے گرجتے بادل اور بجلی کی کڑک

ماحول کو حولناک بنا دیتی تھی۔

ایسے میں وہ بے خوف و خطر کھڑا تھا۔۔

کیا وہ آئے گی؟؟؟ ہیڈ فون سے کان میں آواز گونجی تھی

آنا نہیں ہے تو کہاں جانا ہے؟؟؟

اسنے سوال کیا تھا

ہمممم۔۔دوسری طرف سے بس اتنا سا جواب آیا تھا۔

چند لمحے کی خاموشی چھائی تھی

پر سکون مگر بے چین خاموشی

تم تیار ہو؟؟ دوسری طرف سے پھر سے سوال کیا گیا

بار بار تمہارے یہ بے تکے سوال مجھے میرے مقصد سے ہٹاتے نظر آرہے ہیں بہتر ہو گا خاموش رہو اور مجھے میرا کام کرنے دو۔۔۔

اسنے دھیمے مگر سخت لہجے میں کہا تھا دوسری جانب خاموشی چھائی تھی۔۔

اگلے ہی لمحے وہ پاکٹ سے موبائل نکالتا ایک نمبر ڈائل کرتا کان سے لگا چکا تھا۔

وہ جو راکنگ چیئر پر بیٹھی اسے کبھی دائیں طرف گھماتی تو کبھی بائیں طرف۔

ایسا کرتی وہ راکنگ چیئر کو ٹیبل سے دور دھکیل کر لے جاتی ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس ٹیبل کے قریب کرتی ہے

اسے دیکھ کر لگ رہا تھا اس میں کسی چھوٹے بچے کی روح آ گئی ہے جو ایسی چیزوں پر بیٹھتے ہی جھولے لینے لگتے ہیں۔

اسنے پینسل باکس سے پینسل نکالے چاروں انگلیوں کے گرد گھماتے موبائل پر نظر دوڑائی تو اسی پل وہ بج اٹھا۔
یک دم موبائل کے بجنے پر وہ لپک کر اسکو اٹھا کر کان سے لگا چکی تھی۔۔
(تمہارے گھر میں آگ لگ چکی ہے۔۔۔اور تمہاری ماں اس آگ کی لپیٹ میں آ چکی ہے)۔۔

دوسری جانب سے دل چیر کر رکھ دینی والی اطلاع نے اسکا استقبال کیا تھا

وہ بجلی کی تیزی سے باہر کو لپکی تھی

۔وہ نہیں جانتی تھی کہ فون کال پر اسے یہ جھوٹی اطلاع دینے والا کون ہے
مگر وہ اطلاع اس کے لیے بمب کا گولہ ثابت ہوئی تھی۔
وہ دو سو بیس کی سپیڈ سے بلڈ نگ سے باہر نکلتی کار کی جانب بڑھی تھی
ابھی وہ کار کا دروازہ کھول اندر بیٹھنے ہی لگی تھی
کہ تیزی سے دو آدمی اسکے قریب آتے اسے پکڑ چکے تھے
وہ اس اچانک حملے پر بوکھلائی تھی
چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ جیسے ہی کچھ سمجھ میں آیا تھا
وہ چلائی تھی
مگر اگلے ہی لمحے اسکے ناک پر خوشبودار رومال رکھے اسے بے ہوش کیا جا چکا
تھا۔

اچانک وہاں ایک وین آ رکی تھی

وین کا دروازے کھولا تھا اور اگلے ہی لمحے ہٹے کٹے دو آدمی جنہوں نے اسے بے ہوش کیا تھا اسے وین میں ڈال چکے تھے اور وین ڈرائیور جو کوئی بھی تھا وہ زن سے وین ایک سنسان راستے پر دوڑا لے گیا

❤️❤️❤️❤️

ناک ناک۔۔۔۔

دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا تھا

وہ جو لیپ ٹاپ پر گیم کھیلنے میں مصروف تھی اسے اندر آتے دیکھ بوکھلاہٹ کے مارے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

اسے دیکھتے وہ نظریں جھکاتا چند قدم پیچھے لے چکا تھا

سر حنان کہاں ہیں؟؟ نظریں جھکائے اسنے سوال کیا

وہ کبھی نہ پوچھتا مگر حنان نے اسے بلایا تھا اسے لگا کوئی ضروری کام ہو گا

بھیا میٹنگ میں ہیں کچھ دیر تک آئیں گے۔

اس نے بتایا تھا

۔۔۔بار بار ہتھیلی کی مدد سے اپنی انگلیوں کو مسلتی کبھی نیچے زمین پر دیکھتی تو کبھی اک ہلکی سی نگاہ اس پر ڈال لیتی

اسکی موجودگی میں اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا

اوکے۔۔وہ جانے لگا تو اس نے اسے پکارا تھا

! سنیں۔۔۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسے پکار بیٹھی تھی

جی؟؟؟

وہ پلٹا تھا

وہ میں۔۔۔۔آپکو۔۔تھ۔۔ تھینکس کہنا چاہتی تھی کل جو۔۔۔

عاریہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ حاشر نے اسے روکا تھا

ایک تو پہلے وہ ہکلاہٹ کا شکار اتنی مشکل سے بول رہی تھی اور بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اسے روک چکا تھا

اگر آپ کل جو ہوا اسکے بارے میں بات کرنا چاہتی ہیں تو کل کچھ بھی نہیں ہوا تھا بھول جائیں

وہ اسے دیکھتی ہی رہ گئ

وہ ایسا ہی تھا حیران کر دینے والا حیرت میں ڈال دینے والا

ایسی باتیں یاد نہیں رکھتے تکلیف دیتی ہیں سو بہتر ہو گا کہ بھول جائیں

اتنا کہتا وہ وہاں پلٹا ہی تھا کہ اسے پھر سے رکنا پڑا

سنیں....!!

اسنے پھر سے اسے پکارا تھا

ہاں جی؟؟

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ واپس پلٹا تھا

آپکا نام؟؟

اسنے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا

اب وہ اسکے جواب کا انتظار کر رہی تھی

"اور انتظار ایک لمحے کا ہی کیوں نہ ہو تکلیف دہ ہوتا ہے"

نہ جانے وہ کیا کہے گا اب۔۔ کیا وہ اب غصہ کرے گا۔

وہ کسی سے نہ ڈرنے والی عاریہ آج گھبرا سی رہی تھی

میں بتانے میں انٹرسٹڈ نہیں۔۔ مغرور لہجے میں وہ کہتا اس بار واپس پلٹتا جا چکا تھا

عاریہ کے حلق میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

ریلیکس عاریہ کیا ہو گیا ہے۔

اسکے جاتے ہی اسنے ایک لمبا سانس خارج کرتے خود کو

نارمل کرنا چاہا۔۔

❤️❤️❤️

اپنے آفس میں بیٹھا وہ کچھ فائلز دیکھ رہا تھا۔۔

عاریہ کو وہ کلاس لینے بھیج چکا تھا۔۔۔۔

اتنے میں دروازہ ناک ہوتا ہے وہ سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھتا ہے

یس کم ان۔۔۔اس نے مصروف انداز میں کہا تھا

آپ نے بلایا سر؟؟؟اجازت ملتے ہی حاشر اندر آیا تھا اور اب اس سے سوال کر رہا تھا

حنان اسے دیکھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

وہ پہلا ٹیچر تھا جو اپنے سٹوڈنٹ کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ کیونکہ اس سٹوڈنٹ نے اسکی بہن کی عزت بچائی تھی

ہاں حاشر میں نے آپکو بلایا۔۔۔

وہ مسکراتا آگے بڑھتا حاشر کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے اسے گال پر بوسہ دے گیا تھا۔۔

اور حاشر تو دم سادھے بڑی بڑی آنکھیں کھولے حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

یہ ایک بے ساختہ عمل تھا۔۔۔۔۔اور حاشر کے لیے یہ ایک نیا انکشاف تھا اسکا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔ حنان اسکی حالت دیکھ ہنسا تھا

اسنے جیسے ہی اپنی حالت پر قابو پایا تھا اب مارے شرم کے نظریں جھکا گیا۔۔

یہ کیا تھا سر۔۔۔۔۔۔۔؟

حاشر نے دھیمے لہجے میں پوچھا تھا

!... یہ کس تھی

حنان نے جیسے اطلاع دی تھی

یہ کس تھی؟؟؟؟

حاشر روہانسا ہوا تھا

!!! ہاں کس تھی

حنان نے پھر سے جواب دیا وہ اسکی سیچویشن انجوائے کر رہا تھا

یہ کس کیوں تھی سر؟؟

وہ معصوم سا منہ بنائے بولا تھا۔

حنان کا قہقہ بے ساختہ تھا

یہ کس کیوں تھی یہ تو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا تم نے عاریہ کی ہیلپ کی

وہ اب مدعے پر آیا تھا۔۔۔

نہیں سر۔۔۔یہ میرا فرض تھا بار بار شکریہ ادا کر کے مجھے شرمندہ مت کریں۔۔۔۔

حنان نے واپس چیئر پر بیٹھتے حاشر کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی سامنے چیئر پر بیٹھتا بولا تھا

بار بار۔۔۔۔۔؟

اسکے بار بار کہنے پر وہ حیران ہوا تھا

جی سر پہلے عاریہ جی بھی تھینکیو کہہ رہی تھیں اور اب آپ بھی۔۔۔۔

یہ تو میرا فرض تھا سر۔۔۔

ہمارے معاشرے کی یہی تو خامی ہے کہ کسی کے سامنے کسی کے کردار پر

وار کیا جارہا ہو اور وہ بدلے میں خاموش رہے

میں نے تو بس سچ کے لیے آواز اٹھائی تھی۔

وہ دھیما دھیما سا بول رہا تھا۔۔۔

حنان کو اسکا انداز اچھا لگا تھا۔۔۔

وہ نوٹ کر رہا تھا کہ حاشر کے چہرے پر اضطراب تھا

حنان کو بے اختیار ایمان یاد آئی

شاید حاشر کو وہ گیٹ کے باہر کھڑی نہیں ملی تھی اسلیے وہ مسلسل بے چین

تھا۔

کیا ہوا حاشر کچھ پریشان لگ رہے ہو؟؟

حنان نے جان بوجھ کر سوال کیا تھا تاکہ اسے ایمان کے بارے میں بتا سکے

وہ خود تو ابھی اسکا نام تک نہیں جانتا تھا

جی سر وہ میں ایمان۔۔۔اپنی بہن کو گیٹ کے باہر کھڑا کر کے کچھ کام سے گیا تھا۔۔۔

باہر بارش بھی تھی لیکن اب وہ باہر نہیں ہے

پریشانی سے وہ اسے بتانے لگا۔۔

ہاں وہ۔۔۔۔اپنی کلاس میں ہی ہے۔۔۔۔تمہاری بہن

سر کھجاتا وہ بولا تھا

دراصل آئزل میری چھوٹی بہن کی دوست ہے ایمان۔۔۔۔تمہاری بہن ۔۔تو میں نے دونوں کو اندر جاتے دیکھا۔۔

اس نے بامشکل بات ختم کی تھی۔۔اسے ڈر تھا کہ وہ حاشر کے سامنے کچھ غلط نہ کہہ دے۔

اوہ تھینکس گاڈ۔۔۔۔حاشر ریلیکس ہوا تھا۔

تھینکو سر آپ نے میری پریشانی دور کر دی۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔حاشر پر سکون طبیعت کا تھا جبکہ ایمان تو پٹاخہ تھی۔

ایسا حنان نے سوچا۔۔۔۔۔

مگر وہ ابھی سامنے بیٹھے اس شخص سے واقف نہیں تھا اس کہ گھر والوں سے
کوئی پوچھے کہ وہ کتنا پر سکون طبیعت تھا تو سب توبہ توبہ کرنے لگیں۔۔
کچھ دیر وہ یونہیں ہلکی پھلکی باتوں میں مگن رہے
حنان کو حاشر اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔
اور حاشر بھی اک پروفیسر کی توجہ پا کر خوش ہوا تھا
دنیا کا خوبصورت ترین وقت جب ایک استاد ہم سے ہمکلام ہوتا ہے
اور حاشر کو حقیقی معنوں میں خوشی ہوئی تھی۔۔

❤️❤️❤️

۔

فٹے منہ تیرا اعار یہ بڑی تیس مار خان بنی پھرتی ہے سب کے سامنے اور اس
دن تجھے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔
پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ کلاس میں بیٹھی خود کو کوس رہی تھی۔

پروفیسر لیکچر دے رہا تھا مگر وہ سن نہیں رہی تھی۔
اسکا ذہن کبھی کسی سوچ کو بنتا تو کبھی کسی کو۔۔۔
آجکل اسکا دماغ پڑھائی کی جانب بالکل بھی نہیں تھا
نالائق ہوتی جا رہی ہوں میں ایسا کروں گی حیدر بھائی سے کہوں گی کہ مجھے
تھوڑا سا ڈانٹیں تاکہ میرا پڑھائی میں دل لگے
وہ خود میں ہی بڑبڑائی تھی۔۔

! کیا ہو جاتا اگر وہ اپنا نام مجھے بتا دیتا ہنہہ

ایک دفعہ ہیلپ کیا کر دی اب زیادہ مسٹر اکڑو بن رہا ہے۔۔۔
وہ ابھی ایسی ہی سوچوں کا تانا بانا بن ہی رہی تھی کہ پروفیسر حامد کی چنگھاڑتی
ہوئی آواز سے وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تھی

مس عاریہ گیٹ آؤٹ فرام مائے کلاس۔۔۔۔وہ زور سے بولے تھے
مسلسل عاریہ کی توجہ کلاس کی جانب نہ پاتے ہوئے انہوں نے اسے کلاس
سے نکال دیا وہ تھے ہی بہت زیادہ غصے والے انسان۔۔
اپنے لیکچر میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہ کرنے والے۔۔

ہنہہ ! ویسے بھی میں کونسا آنا چاہتی تھی۔۔۔کندھے جھٹکتی منہ ہی منہ میں
کچھ بڑبڑاتی وہ کلاس سے باہر نکل گئی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر سے حنان کے آفس میں اسکے سامنے کھڑی تھی
عاریہ آپ پھر آ گئی۔۔۔۔۔؟؟بیٹا آپ پڑھائی میں کوتاہی کر رہی ہیں۔
۔حنان سنجیدہ لہجے میں بولا تھا
کلاس سے باہر نکال دیا سر نے۔۔۔۔۔۔اسنے بتایا تھا
کیوں نکالا؟؟حنان پریشان ہوا

پتا نہیں کیوں ! ! عاریہ نے لاپرواہ انداز میں کندھے اچکائے
ایسے تو نہیں کوئی نکالتا ضرور کوئی نہ کوئی غلطی کی ہو گی آپ نے۔
وہ اب اسے جانچتی نظروں۔سے دیکھ رہا تھا

اچھا نا بھیا۔۔۔۔
۔۔۔کل سے پھر اچھے سے پڑھائی سٹارٹ کروں گی۔۔۔۔۔وہ سخت جھنجھلائی تھی

اوکے بیٹھو میں کچھ منگواتا ہوں۔
اسے بیٹھنے کا بول کر وہ انٹر کام کی دوسری جانب کچھ ضروری ہدایات دینے لگا

❤️❤️❤️

جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اس نے خود کو بند اندھیرے کمرے میں کرسی سے بندھا پایا۔
اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی اس لیے اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا

ہاتھ پاؤں کو سختی سے باندھ رکھا تھا
وہ مسلسل خود کو چھڑانے کی تگ ودو میں ہلکان ہوئے جا رہی تھی۔۔۔اور اسکی یہ کوشش ناکام ہوتا دیکھ سامنے وہ راکنگ چیئر جھلاتی قہقہ لگاتی ہنس دی

ریما کو سامنے باندھ رکھا تھا اور زائشہ سیاہ ساڑھی میں راکنگ چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ دھرے گہرے سرخ رنگ کی لپسٹک لگائے۔۔بالوں کو کمر پر پھیلائے وہ نہایت ہی مغرورانہ انداز میں بیٹھی تھی

اس کی پٹی کھولو۔۔۔۔

حکم صادر ہونے کی دیر تھی جھٹ سے حکم کی تکمیل کی گئی تھی
گلوز پہنے ہاتھوں سے اسنے بندھے وجود کی آنکھوں سے پٹی کھولی تھی

پٹی کھولتے ہی چھٹ سے روشنی اسکی آنکھوں میں پڑتی ہے اسکی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں وہ کچھ دیر یونہیں آنکھوں کو سختی سے بند کیے انہیں کو روشنی کا عادی بننے دیتی ہے۔

جیسے ہی مندی مندی آنکھیں کھول کر سامنے دیکھتی ہے تو اسکی پوری کی پوری آنکھیں ضرورت سے کچھ ذیادہ ہی کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔

سامنے سیاہ ساڑھی میں ملبوس بالوں کی لٹوں کو انگلی کے گرد گھماتی دل جلا دینے والی مسکراہٹ لبوں پر سجائے ٹانگ پر ٹانگ دھرے بیٹھی تھی

آوں۔۔۔۔ام۔۔۔۔۔منہ پر بندھی پٹی کے باعث وہ بولنے سے قاصر تھی

ایک اشارہ ملنے کی دیر تھی کہ ریما کا منہ کھولا گیا تھا۔

میں تمہیں برباد کر دونگی۔۔۔۔۔وہ چلائی تھی اور ایسا کرنے میں اسے انتہائی مشکل پیش آئی تھی نتیجتاً اسے کھانسنا پڑا تھا

ماحول میں خنکی بڑھتی چلی جارہی تھی اندھیرے کمرے میں بس ایک ہلکاسا لیمپ روشن تھااوراس کی روشنی صرف اتنی ہی تھی کہ نیچے آمنے سامنے بیٹھے وجود ہی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے

ساتھ ہی کوئ کھڑا تھا مگر روشنی نہ ہونے کے باعث اسکا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا

ہاں مگر اسکے گلوز پہنے ہاتھ ہلکی ہلکی روشنی میں عیاں تھے

اسکا کام ہو گیا تھاوہ جاناچاہتا تھا مگر۔ حکم ملنے کے انتظار میں تھا

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔وہ پھر سے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنے لگی تھی

شششششش۔۔۔۔؟

اورزائشہ بجلی کی پھرتی سے وحشی انداز میں اسکی جانب جھکتی اسے خاموش ہونے کا اشارہ کرتی ہے

تو مقابل کے چہرے پر خوف اترتا ہے۔

چلو شروع سے شروع کرتے ہیں۔
زائشہ کی سنجیدہ آواز کمرے میں گونجی تھی
سب سے پہلے تم مجھے اپنے گھر بلاتی ہو مجھے اپنے مطلب کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہو اور جیسے تمہیں تمہارا پلین چاپٹ ہوتا دکھائی دیتا ہے تو تم مجھے چھوتی ہو مجبوراً مجھے میرا ہاتھ زخمی کرنا پڑتا ہے

وہ افسوس سے بولتی اپنے ہاتھ کی طرف دیکھتی ہے جو ابھی بھی نیم سرخ ہوتا ہے
وہ پھر سے بولنا شروع کرتی ہے

اور پھر تم اپنے آدمی کو میرے آفس میں بھیج کر اس سے میرے نیو
پروجیکٹ کی فائل چراتی ہو
تمہیں لگا تم میری ناک کے نیچے یہ سب کر لو گی اور مجھے پتا ہی نہیں چلے گا تو
میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ زائشہ مرزا خان اڑتی چڑیا کے پنکھ گن لیتی ہے
اور تمہیں لگا مجھے تمہاری سازشیں سمجھ میں نہیں آئیں گی۔

اسکا انداز وحشیانہ تھا۔

تم مجھے اپنا دوست کہتی تھی۔۔۔وہ تاسف سے سر ہلاتی بولی تھی
تم جانتی بھی ہو دوست کے معنی کیا ہیں؟؟؟

وہ اس سے سوال کرتی ہے اور پھر خود ہی جواب دینے کی غرض سے اپنے
لب کھولتی ہے

دوستی کے معنی بہت وسیع ہیں ریما جنھیں تم جیسے مطلبی،، فریبی، خود غرض اور دھوکے باز لوگ سمجھے سے قاصر ہیں

وہ بول رہی تھی اور ریما دم سادھے سن رہی تھی اسے اس نیم اندھیر کمرے میں اپنی موت سامنے بیٹھی دکھائی دی

تم جیسے لوگوں نے دوستی جیسے خوبصورت احساس کی دھجیاں اڑائی ہوئی ہیں

اور پھر کہتے ہو

Snakes are better than Friends

وہ تاسف سے گردن ہلاتی ہے۔۔اسکے لہجے میں اتنا تناؤ تھا کہ سامنے بندھے وجود کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا

یقین جانو ریما بجائے اسکے کہ لوگوں سے مل کر مختلف شازشیں رچتی تم
میرے پاس آتی اور بولتی کہ ریما مجھے تمہارے ساتھ کام کرنا ہے
بیلیومی میں اپنا نیا پروجیکٹ تمہارے ہاتھوں میں تھمادیتی

کیونکہ زائشہ مرزا خان خود کامیاب ہو کر باقی دنیا کو ناکام دیکھنے کی خواہش
مند نہیں ہے

یقین جانو میں اتنی بری نہیں ہوں جتنی دکھائی دیتی ہوں۔

وہ چہرے پر معصومیت کا سایہ لاتی بولی تھی

ممم۔۔۔ مجھ۔۔۔ مجھے۔۔۔ ممم۔۔۔ معاف
کردو۔۔۔ زززز۔۔۔ زا۔۔۔ زائشہ۔۔ پلیز۔۔ مجھے مت۔مارو۔۔۔

مم۔۔میں آئیندہ ایسا نہیں کروں گی۔

وہ بہ مشکل لفظ ادا کر رہی تھی خوف سے اسکا دل کانپ اور لب پھڑ پھڑا رہے تھے

آہاں۔۔۔۔۔۔اب نہیں۔۔۔۔۔
وہ انگلی کی مدد سے نفی میں اشارہ کرتی ہے
زائشہ مرزا خان بس ایک بار معاف کرتی ہے بار بار نہیں۔۔۔۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھایا تو سفید رومال میں لپٹی گن اسکے ہاتھ میں تھمائی جاتی ہے
۔۔۔۔جسے دیکھ ریما کے سانس اٹکتے ہیں

پلیززززز۔۔۔۔زائشہ۔۔۔۔۔مم۔۔۔مجھے معاف کردو۔۔۔۔۔پلیز

۔۔۔۔

سامنے مسلسل رحم کی بھیک مانگی جارہی تھی مگر سامنے موجود پتھر تھا کوئی انسان نہیں

اور دیکھتے ہی دیکھتے بندوق سے چھ گولیاں نکلتی ریما کے سینے میں پیوست ہوتیں اسے ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا چکی تھیں

اور در و دیوار کو چیرتا ہوا زائشہ کا قہقہ گونجا تھا

کتوں کی خصلت کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں ہڈی ڈالی جائے تو وہ "مزید بھونکتے لگتے ہیں



چہرے پر سیاہ ہوڈی گرائے آدھا چہرہ ماسک سے چھپائے وہ اسکے ساتھ چلتا ہوا باہر آیا تھا۔۔۔

میرا کام تم تک تمہارا مطلوبہ شخص پہنچا کر ختم ہو جاتا ہے اسکے بعد تمہاری تقریر سننا مجھ پر فرض نہیں ہو جاتا

سو مہربانی کرنا اور آئندہ مجھے جلدی رخصت کر دینا میں فارغ نہیں مجھے اور بھی کام ہوتے ہیں۔

وہ اپنے ہاتھوں سے گلوز کھینچ کر اتارتا اپنے مخصوص لائٹر سے انہیں آگ لگاتا انکی خاک ہوا میں اڑاتا بولتا ہے

اور اس کا یہ عمل زائشہ پر شوق نگاہوں سے دیکھتی ہے۔۔۔

تمہیں دنیا سے ہی رخصت نہ کر دوں

چلتے چلتے وہ بولی تھی

ابھی اس چیز کا وقت نہی آیا ینگ لیڈی۔۔۔۔وہ لاپرواہ انداز میں بولا تھا۔۔

مجھے پسند آیا تمہارا یہ انداز۔۔۔۔۔وہ ہنستی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی اور وہ

اپنے راہ لگا تھا۔

---❤️❤️❤️

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ کچن میں کھڑا ہو کر ایمان کے ساتھ کھانا بنانے میں

مصروف تھا

اور ثمینہ بیگم مہمان خانے میں بیٹھیں تھیں۔۔ان سے ملنے انکی پڑوس کی سہیلی آئی تھی

اور ایمان پہلے ہی ان کی خاطر داری کی غرض سے بہت سی چیزیں اور فریش جوس وغیرہ اندر رکھ آئی تھی۔

وہ سعد کی کسی بات پر ہنس رہی تھی

ہاہا بھائی۔۔کیا سچ میں اس نے اپنے ہاتھوں پر دوسری دفعہ بھی کافی گرالی ؟؟؟

وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہی تھی ساتھ ہی وہ سعد کو ٹماٹر اٹھا کر دیتی ہے جسے وہ سلاد کے لیے کاٹ کر پلیٹ میں سجانے لگتا ہے

ہاں نا۔۔۔مجھے کہتا بندہ اٹھوانا ہے۔۔۔مطلب کچھ بھی کہہ دیتے ہیں لوگ۔۔۔۔

وہ سر جھٹکتا بولا تھا۔

وہ تو آپکا دوست تھا نا بھائی۔۔ایمان نے پھر سے پوچھا تھا

ہنہ ! دوست۔۔۔۔ایسے لوگ صرف دوستی کو نام بر باد کرنے کے لیے پیدا ہوتے ہیں اس لیے تو میں دوست نہیں بناتا۔۔

چولہا بند کرتے اس نے کہا تھا

سلاد بناتے اسے فرج میں رکھتا واپس پلٹا تھا

چلو مانو بلی اب برتن تم خود دھو گی

۔۔سنک میں پڑے برتن دیکھ وہ بولا تھا۔۔

مشکل ترین کام۔۔۔۔۔۔۔وہ سرد آہ بھر تا سنک تک آئی تھی

دعا کیا کرو میری اچھی سی جاب لگ جائے پھر ماما اور تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

کیوں پھر آپ کام کریں گے؟؟؟

ایمان نے پہلا برتن اٹھاتے اسے صابن لگاتے پوچھا تھا

ارے نہیں بدھو میں تو کام پر جاؤں گا نا۔۔۔۔سعد نے کہا تھا

تو پھر کام کون کرے گا؟؟؟

دوسرا سوال کیا گیا

کام۔۔۔۔۔۔کام والی کرے گی۔۔وہ کندھے اچکاتا بولا تھا

اور کام والی کہاں سے آئے گی۔۔۔وہ برتن دھوتے سوال کرتی گئی۔۔۔

میرے سر سے آئے گی۔۔۔۔۔۔۔وہ جھنجھلاتا غصے سے بولا تھا

آپکے سر سے کام والی بھی آتی ہے؟
وہ اسے مزید تپانے والے انداز میں بولی تھی۔۔

۔
نہیں تمہارے سر سے آئی ہے۔۔

وہ اسے چڑھا رہی تھی اور وہ چڑ بھی گیا تھا

۔۔۔

اچھا مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔۔۔وہ زبان نکالتی بولی تھی۔۔۔
بھاڑ میں جاؤ تم۔۔۔وہ پیر پٹختا کچن سے بار نکل گیا۔
ایمان ہنستے ہوئے واپس برتن دھونے میں مصروف ہوئی تھی

❤️❤️❤️

وہاں سے ہٹ کر حیدر کے سٹڈی روم کی جانب آتے ہیں کھڑکی کھلی ہے اور پردے ہٹا دیے گئے ہیں

بارش کے تھم جانے کے بعد اب ڈوبتے سورج کی ہلکی روشنی رائٹنگ ٹیبل پر پڑتی ہے۔

وہ ہاتھوں میں قلم تھامے ٹیبل پر جھکا کاغذ پر کچھ لکھ رہا تھا

کھڑکی سی ٹھنڈی ہوا سی محسوس ہو رہی تھی جو اسکے دماغ کو فریش کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے

ٹیبل پر دو کافی کے مگ پڑے ہوتے ہیں

ایک سے حیدر تھوڑی دیر بعد سپ لیتا دکھائی دیتا ہے تو دوسرا آئزل اٹھاتی ہے

اسکی گود میں کاغذوں کا پلندہ پڑا ہوتا ہے جو خالی تو بالکل بھی نہیں تھے۔
کافی کی چسکیاں بھرتی وہ گاہے بگاہے گود میں پڑے کاغذوں کے پلندوں پر
نظر پڑتی تو سب سے پہلے آنکھوں کے سامنے جو لفظ آتا اسے وہ پڑھ لیتی
اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگتی

بھیا۔۔۔۔ محبت کے بارے میں آپکی ذاتی رائے کیا ہے۔۔
وہ دوبارہ سے کاغذوں پر نظر دوڑاتی ہے تو اسے لفظ "محبت" دکھائی دیتا ہے
۔۔
وہ فوراً سے حیدر سے پوچھتی ہے

ہمم۔۔۔۔ وہ اب اسکی طرف متوجہ ہوا تھا
میری نظر میں "محبت یقین کا دوسرا نام ہے" وہ بولتا ہے

کیا مطلب؟؟؟آئزل کو سمجھ نہیں آتی تو وہ وضاحت مانگتی ہے۔۔۔۔

مطلب یہ کہ کوئ بھی رشتہ ہو میاں بیوی کا،دوستی،اولاد اور والدین کا،

بہن بھائ کا غرض انسانیت کا رشتہ ہی کیوں نہ ہو اگر آپ ایک دوسرے پر

یقین رکھتے ہیں تو سمجھیں آپ محبت کرتے ہیں۔۔

وہ کافی کا خالی مگ ٹیبل پر رکھتا بولتا ہے۔

محبت ہو گی تو یقین ہو گا نا۔۔۔

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولتی ہے

ہاں ایسا بھی ہو سکتا۔۔وہ کندھے اچکاتا اپنا قلم اٹھاتا اسے ٹیبل پر گھمانے لگتا

ہے

لیکن لوگ یقین توڑ بھی تو دیتے ہیں نا۔۔
وہ پھر سے بولی تھی۔

تو آزما کر دیکھ لیں۔۔۔۔حیدر نے کہا تھا

" جن سے محبت ہو انہیں آزمایا نہیں جاتا "

آئزل نے کہا تو حیدر کو لگا جیسے اسکے سارے لفظ پھیکے پڑ گئے ہوں
❤️❤️❤️

گھر کے ایک چھوٹے سے کمرے کی چار دیواری میں چھت کے عین بیچ و بیچ
ایک سفید روشن بلب جل رہا ہوتا

نیچے کینوس رکھا ہوتا ہے
اور کمرے کی دیواروں پر جگہ جگہ مختلف پینٹنگز لگی ہوتی ہوں
جو اتنی مہارت سے بنائی گئی تھیں کہ دیکھنے والوں کو انکے حقیقت ہونے کا
گمان گزرتا یگ

ایسے میں پاس پڑے چھوٹے بڑے سٹولز پر مختلف رنگوں کی ڈبیاں بکھری
پڑی تھیں

اور رنگوں میں لتھڑے برش پڑے تھے۔
ایسے میں وہ ہاتھوں پر سفید گلوز پہنے ہاتھوں میں برش پکڑے کینوس پر جھکا
تھا

سفید گلوز پر رنگ لگے تھے۔

وہ مسلسل کینوس پر برش چلائے جا رہا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ دوسرا برش اٹھاتا اسے رنگوں میں ڈپ کرتا پھر سے کینوس پر جھک جاتا

اسکے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے۔۔

وہ پھرتی سے ہاتھ چلاتا بے دھیانی میں کچھ بنائے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے مگر وہ مکمل طور پر کینوس پر رنگوں سے بنتی تصویر پر غور نہیں کر رہا تھا

بس بناتا جا رہا تھا۔۔۔

ایسے ہی وہ مزید آدھا گھنٹا رنگوں میں برش بھگوئے کینوس کو سجانے میں مصروف رہا

کمرے کی فضاء خاموش مگر پینٹ اور رنگوں کی خوشبو سے مزین تھی
پینٹ کی خوشبو اسکے دل کو بھا رہی تھی

تصویر مکمل ہو چکی تھی۔۔
وہ اس پر نگاہ ڈالے بغیر پیچھے پلٹتا رنگوں کو ترتیب سے رکھنے لگا جب گلا
کھنکارتا ہوا اسعد وہاں آتا ہے
اسے دیکھتے ہی حاشر مسکرایا تھا
پھر سے کوئی نئی پینٹنگ بنائی ہے آج۔۔۔

جی بھائی یہ دیکھیں۔۔۔۔
وہ جو کینوس کی جانب کمر کر کے کھڑا ہوا تھا پلٹتے ہی اس نے ہاتھ سے پینٹنگ
کی جانب اشارہ کیا تو اسکا ہاتھ وہیں معلق رہ گیا

وہ دم سادھے اپنی ہی کچھ دیر پہلے بنائی گئی پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا

یہ اس نے کیا بنا دیا تھا۔۔
آنکھیں۔۔۔۔۔یہ کس کی آنکھیں۔۔۔۔۔
ان آنکھوں کو وہ پہچانتا تھا ہاں وہ پہچانتا تھا ان آنکھوں کو

جبکہ سعد داد دیتی نظروں سے پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا

واؤ حاشر یہ پینٹنگ سب سے الگ ہے ماشاءاللہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔
وہ اسے کہہ رہا تھا مگر حاشر کا دماغ تو ماؤف ہو چکا تھا وہ یک ٹک اپنے ہاتھوں سے بنائی گئی وہ آنکھیں دیکھنے میں محو تھا۔

وہ شرمندہ ہوا تھا۔۔۔۔

مارے کوفت کے وہ نظریں جھکا گیا

اب وہ کیا بتاتا سعد کو کہ یہ اس نے کیا بنا دیا تھا۔۔۔

اسے ڈر تھا کہ سعد پوچھ نہ لے کہ یہ کس کی آنکھیں ہیں

اور جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔

بائے دی وے۔۔یہ کس کی آنکھیں ہیں حاشر۔۔۔۔

اور حاشر کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے

کسی کی بھی نہیں ہیں بھائی بس ویسے ہی بنایا ہیں میں نے۔۔۔۔۔۔وہ جھٹ سے بولا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے کہا تو سعد نے یقین کر لیا۔۔۔۔۔

لیکن وہ دعا کر رہا تھا کہ یہ پینٹنگ ایمان نہ دیکھے۔۔۔۔ورنہ وہ تو دیکھتے ہی پہچان جائے گی

کیونکہ یونیورسٹی میں ہونے والے واقعے کے بات وہ عاریہ کو جانتی تھی۔۔ اس سے بات نہیں ہوئی تھی کبھی ایمان کی مگر وہ اسے جانتی ضرور تھی

اللہ اللہ کر کے سعد روم سے باہر نکلا تو وہ بھی پینٹنگ پر سفید کپڑا گرائے لائٹ آف کرتے روم کو لاک کرتا باہر آیا تھا

❤️❤️❤️

کچن میں سارا کام سمیٹنے کے بعد وہ اپنے روم میں آئی تھی روم ایسے بکھرا پڑا تھا جیسے ابھی وہاں طوفان آیا ہو۔۔

سرد آہ بھرتی وہ وہ اپنا کمرہ سمیٹنے لگی تھی سب سے پہلے وہ بیڈ پر آئی تھی جہاں اسکا یونیورسٹی بیگ پڑا تھا اور اس سے کتابیں نکل کر بیڈ پر بکھری پڑی تھیں۔۔۔

اسنے آگے بڑھ کر اپنا بیگ اٹھانا چاہا جب اسکی نگاہ بیگ کے نیچے چھپی سیاہ چادر پر پڑتی ہے

یہ چادر اوڑھو اور اندر چلو۔۔۔۔۔۔

بے اختیار حنان کی آواز اسکے کانوں میں گونجتی ہے

وہ مسکراتی ہوئی جھک کر چادر اٹھاتی ہے۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔

کیا مجھے یہ چادر انہیں واپس لوٹانی ہو گی؟؟؟ وہ اداسی سے خود سے بولی تھی۔

کیوں میں کیوں دوں واپس میں نے تو نہیں مانگی تھی اس نے خود مجھے دی تھی۔

وہ خود ہی سوال کرتی خود ہی جواب دیتی اسے تصور میں لاتی اسے گھوریاں وغیرہ ڈالتے کندھے اچکا گئی تھی۔

اگر یہ چادر انکی بہن کی ہوئی تو؟؟؟

ایک اور سوال ذہن میں آیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن ان خیالوں جھٹکتی وہ کمرہ صاف کرنے لگی تھی۔

مڈل کلاس گھر کی لڑکیوں کو کتنا کام کرنا پڑتا نا۔۔۔

وہ آئینے میں دیکھتی خود سے بولی تھی

یہ مڈل کلاس لڑکیاں ہی ہوتی ہیں جو اپنے گھر کو جنت بنا کر رکھتی ہیں

اندر آتی ثمینہ بیگم نے اسکی بات واضح سنی تھی

ماما۔۔۔۔انہیں اپنے کمرے میں دیکھ ایمان مسکرائی تھی۔

یہاں بیٹھو۔۔ ثمینہ بیگم صوفے پر بیٹھتی ہیں اور ساتھ ہی ایمان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہیں اور ایمان انکے پاس جا کر بیٹھتی ہے۔

آپکو پتا ہے بیٹا دنیا کی عظیم ترین ہستیاں جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں اور زوجات ہو گئیں اور بھی نیک ہستیاں اپنے گھر کے کام خود کرنا پسند کرتی تھیں اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ایسا کرنے میں فخر محسوس کرتی تھیں۔

ثمینہ بیگم بتا رہی تھی اور وہ خاموشی سے ان رہی تھی

آپکو پتا ہے بیٹا ایک اچھی لڑکی کونسی ہوتی ہے۔۔۔ایک اچھی لڑکی وہ ہوتی ہے جو اپنے گھر کے کام خود کرتی ہے خوشی سے

اپنے گھر کو سنوارتی ہے بناتی ہے پیار سے محنت سے۔۔

ایک اچھی لڑکی ہی اپنے گھر کو جنت بناتی ہے بیٹا۔

ثمینہ بیگم بول رہی تھیں اور وہ انہیں غور سے سن رہی تھی۔۔

امیر عورتیں جو ہوتی ہے نا بیٹا وہ پھوہڑ قسم کہ ہوتی ہے مکمل طور پر ان کام

والیوں پر ڈیپینڈٹ ہو جاتی ہیں

ثمینہ بیگم نے جیسے راز کی بات بتائی تھی

اگر نوکر چاکر گھر کے کام کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کیا وہ انسان نہیں

ہوتے کیا وہ ہمارے گھر کے کام کر کے نہیں تھکتے؟؟

وہ شرمندگی سے نظریں جھکا گئ۔۔

کیا ہم امیر نہیں ہیں بیٹا؟؟ کیا ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے؟؟ کیا ہماری ساری خواہشات لبوں پر آنے سے پہلے پوری نہیں ہو جاتیں۔؟؟ کیا آپکے بابا اور آپکے بھائیوں نے آپ کے لیے کوئ کمی چھوڑی ہے؟؟ نہیں نا۔؟؟

ایمان نے نفی میں سر ہلایا ثمینہ بیگم نے اسے اچھا خاصا ایموشنل کر دیا تھا

اللہ کی شکر گزار جو عورتیں ہوتی ہیں نا وہ جھونپڑی میں بھی خوش رہ لیتی ہیں ایمان اور ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں سے اتنا کچھ عطا کر رکھا ہے اور مجھے دکھ ہوتا ہے بیٹا جب آپ ایسی ناشکری والی باتیں کرتی ہو۔۔

جب اللہ نے ہمیں اتنا کچھ دے رکھا ہے تو کیا ہم اپنے لیے اتنا نہیں کر سکتے کہ اپنے گھر کو جنت سا بنا سکیں

سوری ماما۔۔۔۔۔وہ رو دینے کو تھی

ثمینہ بیگم پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔
میں اپنی بیٹی کے لیے اچھی سی چائے بناتی ہوں آپ جلدی سے اپنا روم صاف کر لو پھر دونوں مل کر پئیں گے۔۔
نہیں ہم تو سوتیلی اولاد ہیں نا۔۔۔۔

ثمینہ بیگم اٹھ کر باہر جانے لگیں تو سامنے حاشر ناک سکیڑے کھڑا تھا

ماما اپنی سوتیلی اولاد کے لیے بھی چائے بنا دینا۔۔۔۔
ایمان نے کہا تو حاشر نے اسے گھورا جبکہ ثمینہ بیگم ہنستی ہوئی چائے بنانے لگ گئیں۔۔

ایمان تمہیں سر حنان کا پتا ہے؟؟؟

حاشر نے اب ایمان سے پوچھا تھا۔۔

اور بھلا ایمان کو حنان کا پتا نہیں ہو گا۔۔۔

جی بھائی پتا ہے کیوں کیا ہوا۔؟

ایمان نے وہ چادر اٹھا کر الماری میں رکھی تھی اور اب حاشر کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

تمہیں پتا ہے آج کیا ہوا سر نے مجھے آفس میں بلایا اور پھر آفس میں ہوئی ساری روداد اسے سنانے لگا۔

ایمان تو ہنس ہنس کر پاگل ہی ہو گئی۔۔

جبکہ حاشر بھی حنان کی وہ کس یاد کرتا کھل کر ہنسا تھا۔

عاریہ سے بات چیت نہیں ہوتی تمہاری؟؟

حاشر نے پوچھا تھا

نہیں بھائی بات تو نہیں ہوتی لیکن اگر آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ

۔۔۔۔اگر آپ۔۔

چاہیں تو میں ان سے بات کر سکتی ہوں۔

ایمان نے آنکھ دبائی تھی تو وہ جھٹپٹا گیا۔

ہٹ پرے۔۔۔۔۔۔وہ اسے گھوری سے نوازتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔جبکہ کہ ایمان پھر سے ہنسی تھی۔

جب دل ہوا بتا دینا۔۔۔۔میں خود بھی بات کر لوں گی اور آپکی بھی کروا لوں گی۔

ایمان نے اسے چور نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

رہنے دو مجھے کرنی ہوئی تو میں خود کر لوں گا بات۔۔۔۔

وہ غصے سے بولا تھا۔

ہاں ہاں اب تو باتیں ہونگی باتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان نے باتیں کو لمبا کھینچا تھا۔

کیا یار مانو بلی کچھ بھی بولتی رہتی ہو

جلدی سے کمرہ سمیٹو اپنا ورنہ ابھی جو پیار کے جھرنے بہہ رہے تھے ایک دم دھماکے کی طرح پھٹیں گے۔۔۔۔۔

۔۔۔اسکی باتوں سے وہ تذبذب کا شکار ہوا تھا۔

ایک تو پہلے ہی اسے غصہ آیا ہوا تھا کہ اسنے عاریہ کی آنکھیں کیسے بنادیں اور اب ایمان کی باتیں وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا تھا



شام کو وہ تینوں گیسٹ روم میں بیٹھے ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے جب ثمینہ بیگم چائے لائی تھیں۔۔

اور ان کے ساتھ ہی ٹک گئی تھیں۔

ایمان صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے بیٹھی تھی اور چائے کا سپ لیتے اپنے بھائیوں پر بھی ایک چور نگاہ ڈال لیتی۔

ماما مجھے کل کے انٹرویو کے لیے کال آئی ہے دعا کیجئے گا۔۔۔ سعد نے بتایا تھا

ان شاءاللہ بیٹا ہماری دعائیں آپکے ساتھ ہیں۔۔۔

ماما حاشر بھائی کو ایک لڑکی پسند آگئی ہے۔۔۔۔

ایمان نے حاشر کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا۔۔

سعد نے جھٹ سے حاشر کی جانب دیکھا تھا

جھوٹ بول رہی ہے ماما ایسا کچھ نہیں ہے۔۔
اس نے لاپرواہ انداز میں مکھی اڑائی تھی

ماما میں سچ کہہ رہی ہوں میں پوچھیں۔
پوچھیں ان سے عاریہ کون ہے۔

ہاں بھئی بتاؤ کون ہے عاریہ۔۔؟؟
سعد نے اب حاشر کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

کیا بھائی مطلب کچھ بھی یہ مانو بلی تو بس ویسے ہی کچھ بھی بولتی رہتی ہے۔
تمہیں تو میں بعد میں دیکھوں گا چڑیل۔۔۔۔

اس نے ایمان کی جانب دیکھتے ہوئے اشارہ کیا تھا۔

حاشر بیٹا بتاؤ بہن کیا کہہ رہی ہے۔

ثمینہ بیگم کے پوچھنے پر اسکا دل چاہا ایمان کا سر پھاڑ دے۔

ماما میں آپ کو اصل بات بتاتا ہوں۔۔۔
اور پھر حاشر نے انہیں سب کچھ بتایا تھا

ہاں تو بیٹا اس میں کچھ بری بات تو نہیں ہے بلکہ بہت اچھا کیا حاشر بیٹا آپ نے۔۔۔
اسکی ساری بات سن کر ثمینہ بیگم بولی تھیں

جی ماما بس اتنی سی بات ہے۔۔۔اور مانو بلی بات کا بتنگڑ بنا رہی ہے۔

بری بات ایمان بھائی کو تنگ مت کیا کرو۔۔

ثمینہ بیگم نے اسے ڈپٹا تو وہ کھسیانی سی ہنسی تھی۔۔

❤️❤️❤️❤️

کیا سوچ رہی ہو آپی۔۔۔۔۔

آئزل کمرے میں داخل ہوئی تو عاریہ کو سوچوں میں گم دیکھ کر بولی تھی۔

کیا بتاؤ آئزل آجکل پڑھائی میں بالکل دل نہیں لگ رہا اور ایگزامز مڈ کے

ایگزامز سر پر تلوار کی طرح منڈلا رہے ہیں

بتاؤ میں کیا کروں

وہ خاصی پریشان دکھائی دے رہی تھی

پڑھنے لکھنے کے دن ہیں مت پڑو عشق کے عذابوں میں

آخر وہی لوگ بدنام ہوتے ہیں جو پھول رکھتے ہیں کتابوں میں

آئزل نے خالص شاعرانہ انداز میں عاریہ کو ایک خود سنایا تھا
اور یہ دیکھتے ہی دیکھتے صوفے پر پڑے تین کشن یکے بعد دیگر آئزل کو جا کر
لگتے ہیں۔۔

ہاہاہا۔۔۔بدلے میں وہ ہنستی وہی باہر کی جانب بھاگتی ہے
جب اچانک دروازہ کھلتا ہے اور ایک زبردست قسم کا تصادم ہوتا ہے۔
اس سے پہلے کے وہ گھر کر اپنی تین چار ہڈیاں تڑوالیتی حیدر نے اسے تھاما تھا
۔

خیال سے آئزل بچے کیا ہو گیا ہے۔

سوری بھیا۔۔۔۔وہ دانت دبائے بولی تھی۔۔

اٹس اوکے گڑیا۔۔۔وہ مسکراتا اسکی گال پر تھپکی دیتا آگے عاریہ کے پاس صوفے پر جا بیٹھا تھا۔۔

سنائیں میری چھوٹی چھوٹی بہنوں کیا ہو رہا ہے آجکل

وہ ذمین سے کشن اٹھاتا صوفے پر آ بیٹھا تھا۔۔۔۔

بھیا پیسے چاہیئے شاپنگ پر جانا ہے۔۔۔۔عاریہ نے آنکھ دبائی تھی۔

اوکے میں لے جاؤں گا کل آپ دونوں کو شاپنگ پر جو چاہیئے ہو لے لینا۔۔۔

حیدر کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ دونوں بہنیں خوشی سے اچھل پڑی تھیں۔۔

کملی نہ ہوں تو۔۔۔۔۔۔۔حیدر تاسف س سر ہلاتا وہ گیا۔۔

میں بھی شاپنگ کروں گا۔۔۔۔۔۔۔حنان کی آواز ہر تینوں نے دروازے کے جانب دیکھا تو وہ دروازے سے ٹانگوں کو کراس کی صورت میں کیے ٹیک لگائے کھڑا تھا

کونسی شاپنگ کہاں کی شاپنگ۔۔۔میں تمہیں کوئی شاپنگ نہیں کروا رہا حنان۔۔۔۔

اگر تم نے کرنی ہے تو پیسوں سے کروگے۔۔۔

میں صرف عاریہ اور آئزل اور عاریہ کو شاپنگ کرواؤں گا۔۔

بظاہر وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ مگر عاریہ اور آئزل کی طرف دیکھتے اسنے آنکھ دبائی تھی۔

واہ جی واہ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔وہ بھی اب میدان میں اترا تھا۔

ہاں تو سچ کہہ رہا ہوں میں۔۔۔۔۔وہ جان بوجھ اس لڑائ کو طول دے رہا تھا۔

شاپنگ تو آپکو مجھے کروانی ہو گی حیدر بھائ ورنہ۔۔۔۔۔وہ کہتا کہتا یک دم رکا تھا۔

ورنہ؟؟؟؟؟حیدر عاریہ اور آئزل ایک ساتھ بولے تھے

ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں یہ کروں گا۔۔

اور اگلے ہی لمحے حنان حیدر کی پاکٹ سے اسکا والٹ نکالتا باہر کو بھاگا تھا۔

ابے رک سالے۔۔۔۔۔۔حیدر کو جیسے ہی کچھ سمجھ میں آیا وہ اسکے پیچھے لپکا تھا

مگر تب تک وہ بھاگ چکا تھا۔۔

عاریہ اور آئزل تو ہنس ہنس کر پاگل ہونے کو تھیں۔۔

❤️❤️❤️

میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔۔ذندگی نام ہے چاہت کا۔۔چاہت جو محبت ہے
۔۔۔اور محبت جو بندگی ہے۔۔۔اور بندگی خدائے واحد کی، کی جاتی ہے۔
شرک معاف نہیں اور مشرک بے وفا ہے۔
بے وفائی کی سزا موت ہے اور موت سے شروع ہوتی ہے اک نئی ذندگی
ذندگی ایک ایسا عمل ہے جو ہر انسان پر صرف ایک بار فرض ہوا ہے یہ ایک
ایسا عمل ہے جسے بس ایک ہی دفعہ دہرایا جاتا ہے
دربارہ یہ عمل مکروہ ہو جاتا ہے۔
تم "محبت ذندگی ہے" کی بات کرتے ہو مجھے لگتا ہے "محبت ذندگی کا دوسرا
"نام ہے

جب تک ہم ذندہ ہیں ہم مسافر ہیں ایک ایسا مسافر جو ایک ٹرین پر چڑھتا ہے دو گھنٹے بعد وہ ایک پھاٹک پر اترتا ہے اور اگلے سٹیشن سے ایک نئی ٹرین پکڑتا ہے اور پھر سے ایک نامعلوم منزل کی جانب سفر شروع کر دیتا ہے

مگر زندگی کے سفر کی منزل ہمیں معلوم ہے

"موت"

"اس سے پہلے کہ موت آئے کیوں نہ یار گلے مل لیا جائے"

دل میں جو نفرتیں ہیں ایک دوسرے کے خلاف جو بغض ہے اسے نکال پھینکیں۔۔۔

محبتیں بانٹیں کیونکہ زندگی کے ان مختصر دنوں میں ہمارے پاس کچھ تو حاصل ہو۔

ایک اور راز کی بات بتاتا ہوں غور سے سننا

کائنات کا سارا نظام ہی محبت پر بنا ہوتا ہے لیکن۔لوگ اس لفظ کو عورت اور مرد کے تعلق تک محدود سمجھ لیتے ہیں۔

ایسا نہیں ہے محبت میں ناکام ہو کر محبت میں دھوکہ کھا کر انسان کی فطرت بدل جاتی ہے نہیں ایسا نہی ہے

فطرت نہیں بدلتی ہاں مگر عادت بدل جاتی ہے

اکثر خوش مزاج لوگ بھی تلخ باتیں کہہ جاتے ہیں لکھ جاتے ہیں کیونکہ کچھ باتیں انسان پسند کرنے لگتا اور کچھ اس کے مزاج میں شامل ہو جاتی ہیں کچھ وہ زندگی سے سیکھ جاتا ہے ہر بات کی وجہ محبت کا ہو جانا یا کھو جانا نہیں ہوتا۔۔۔۔

زندگی مختصر سی ہے بہتر کہ جب تم زندگی کا سفر شروع کرو تو اسے محبت سے شروع کرو محبتیں بانٹو تاکہ جواب میں تم سے بھی محبت سے پیش آیا جائے۔

اس مختصر زندگی کا حاصل یہی ہے کہ تم اس دنیا میں محبتیں بانٹو اور پھر انہیں محبتوں کے سائے میں اپنے خدائے واحد سے جا ملو

ایک ٹھنڈی آہ بھرتا وہ قلم کو قلم دان میں پھینکنے والے انداز میں رکھتا ہے اور دوبارہ سے وہ کاغذ اٹھا کر پڑھنے لگتا ہے جس پر ابھی اس نے قلم سے چند زندگی کی حقیقتیں گھسیٹی ہوتی ہیں

"میں اک گہرا راز ہوں اور میں چاہتا ہوں کوئی ایسا ہو جو میری اس گہرائی" "میں اترے۔۔

کھڑکی کے باہر لگے لمبے لمبے درختوں کی گہرائی میں دیکھتا وہ بولتا ہے۔

حیدر بھائی باہر آجائیں گرم گرم چائے اور مزے دار پکوڑے شیف حنان
علی سکندر کے مبارک ہاتھوں سے تیار ہیں
نوش فرمایئے اور موصوف کی شان میں لمبے لمبے قصیدے پڑھ ڈالیے۔
حنان کی آواز سنتے ہی وہ سٹڈی روم سے باہر آتا ہے اور کیا دیکھتا ہے کہ سب
لان میں بیٹھے بہار کے موسم کی پہلی شام انجوائے کر رہے ہوتے ہیں
وہ بھی انکے ساتھ جا بیٹھتا ہے اور زندگی سے بھرپور ننھی ننھی خوشیوں کے
سنگ وہ بہار کی پہلی شام کو خوش آمدید کہتے ہیں

❤❤❤

صبح اس کی آنکھ کافی دیر سے کھلی تھی گھڑی پر وقت
دیکھا تو یونی کے لئے دیر ہو رہی تھی وہ جلدی سے اٹھی تو پتا چلا۔ کہ حاشر تو
پہلے ہی یونیورسٹی جا چکا ہے

اسے لگا ایمان آج اٹھی نہیں شاید اس نے نہیں جانا
مگر اسکی آنکھ نہیں کھلی تھی

۔وہ بھاگم بھاگ افراتفری میں یونی پہنچی تو لیٹ ہو چکی تھی

۔پروفیسر نے لیٹ آنے پر کلاس سے نکال دیا کہ وہ کل ہی کہہ چکے تھے آج کے لیکچر میں کوئی دیر سے نا آئے ورنہ آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

وہ رونی صورت لئے کیفیٹیریا کی جانب قدم بڑھا گئی کہ جلدی میں ناشتہ بھی نا کر سکی تھی۔ خیر صبح صبح ہوئی

اس عزت افزائی پر باقی بچی بھوک ویسے بھی مر ہی چکی تھی۔
تو ایک کپ گرما گرم کافی کا تھامے وہ یونی کا ٹور کرنے لگی ساتھ ساتھ خود کو صبح دیر سے اٹھنے پر کوسنے بھی لگی کہ ابھی بے عزتی کا اثر ذرا تازہ تھا۔
وہ آفس رومز کی لمبی راہداری میں اکیلی دھیمی چال چلتے جا رہی تھی۔

راہداری میں آفس رومز کے دروازوں کی قطار لگی تھی۔اور دروازوں کے سامنے یعنی اس کے دائیں جانب وسیع رقبے پر پھیلا گراونڈ نما حصہ تھا

جس میں اطراف پر مختلف اقسام کے درخت کھڑے تھے اور اندر مختلف پھول پودے خوبصورتی سے تراشے گئے تھے۔

وہ کافی کا مگ تھامے چل رہی تھی کہ بیگ میں موجود موبائل بولا
عین اسی وقت آفس کا دروازہ کھلا اور نووارد سامنے کھڑی ایمان سے بری طرح ٹکرایا۔ جس سے ایمان کے ہاتھ میں پکڑی کافی اس کی شرٹ پر گرتی اسکا سینہ جلا گئی تھی

"!!آہہہ"

اچانک ٹکراو پر ایمان کی چیخ نکلی۔

"What the Hell?"

حیان اس اچانک افتاد پر سیخ پا ہوتا اس پر دباد باچلایا اور ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا تھا

۔اس کا سینہ گرم کافی گرنے کے باعث شدید جل۔رہا تھا۔

" ! س سوریٔ"

ایمان نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا

۔اس کی آنکھیں فورا بھر آئیں تھیں۔ایک تو آج کے دن ہی ساری مصیبتیں آنی تھیں اس پر

وہ ایسی نہیں تھی کہ چھوٹی چھوٹی بات پر اسکی آنکھیں بھیگ جاتیں مگر آج پتا نہیں اسے کیا ہو گیا تھا

وہ بہت اچھی سٹوڈنٹ تھی آج پہلی بار اس سے کوئی کوتاہی ہوئی اور اسے کلاس سے باہر نکال دیا گیا

کچھ اس بات کا بھی اسے دکھ تھا

اس لیے اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں

سوری مائے فٹ!" وہ سرخ ہوتا دباد باسا دھاڑا تھا کہ اس وقت وہ " آفس رومز کے باہر کھڑے تھے وہ مزید تماشا نہی بنانا چاہتا تھا۔

اس کے اس طرح غصہ کرنے پر ضبط کئے وہ نظریں زمین پر مرکوز کیے مجرموں کی طرح اس کے سامنے کھڑی تھی۔

جبکہ موٹے موٹے آنسو آنکھوں میں بھر آئے تھے

جیسے ہی وہ اسکی جانب دیکھتا ہے اسکی نم ہوتی آنکھوں کو دیکھ وہ حیران ہوتا ہے

اچھا اب آپ روئیں مت۔۔۔وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا تھا

ا۔ایک تو جلا وہ تھا اور رو وہ محترمہ رہی تھیں جیسے جانے کتنا ظلم ہو گیا ہو بیچاری پر۔

آئے ایم سوری

اپنی نم ہوتی آنکھوں کو ہتھیلی سے رگڑتی وہ وہاں سے ہٹتی چلی گئی تھی۔

اور وہ حیرت و جھنجھلاہٹ سے اسے دور جاتا دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر ریسٹ روم کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

وہ تو اسے مس پٹاخہ سمجھتا تھا مگر وہ اتنی نرم دل نکلے گی اس نے سوچا نہیں تھا

❤️❤️❤️

وہ لائبریری میں داخل ہوئی تو حاشر سامنے بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا اسے حیرت ہوئی حاشر لائبریری میں دیکھ کر

اس نے بے اختیار اسکی جانب قدم بڑھائے تھے

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟

وہ جو کوئی ناول پڑھ رہا تھا ایک نظر عاریہ کو دیکھتے اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا

اسٹرینج مجھے لگا نہیں تھا کہ آپ لائبریری میں بھی مل سکتے ہیں

حاشر نے ناول بند کرتے آئی بروا چکائے اسے دیکھا

کیوں کیا لائبریری میں صرف آپ آسکتی ہیں

نہیں آئی مین مجھے حیرت ہو رہی ہے آپ کو بھی ناول پڑھنے کا شوق ہے

۔۔۔میرا مطلب ناول تو لڑکیاں پڑھتی ہیں ناں۔۔۔اسکے ہاتھ میں ناول دیکھتے وہ بولی تھی

حاشر نے کندھے اچکائے

مطلب آپ کو بھی ناول پڑھنے کا شوق ہے

یس۔۔۔وہ مسکرا کر بولی تھی

لائبریرین نے ان کی آوازوں پر خاموشی اختیار کرنے کا کہا تو انھوں نے اپنی آوازوں کو دھیما کیا تھا

او گریٹ تو کس قسم کے ناول پسند ہیں آپ کو

اب اس کا سارا دھیان صرف عاریہ کی طرف تھا

میرے بھائی رائٹر ہیں حیدر علی سکندر نام تو جانتے ہونگے انکا۔۔عاریہ نے بتایا تو حاشر کی آنکھیں چمکی تھی۔

لبوں کو گول کرتے اسنے واؤ کہا تھا۔

انہیں کون نہیں جانتا ویسے میں نے یہ سوچا نہیں تھا کہ اتنے بڑے رائٹر کی بہن سے میں ملوں گا اور انکے بھائی میرے ٹیچر ہونگے۔۔۔وہ ہنسا تھا

عاریہ نے اسکی خوشی اچھے سے نوٹ کی تھی

خیر آپ کچھ کہہ رہی تھیں۔۔۔وہ اب واپس عاریہ کی جانب متوجہ ہوا تھا

جی۔۔بھائی ناول لکھتے ہیں تو میں پڑھتی رہتی ہوں بہت زیادہ مجھے بس بھائی کے ہی ناول پسند ہیں

اور آپ کو؟؟جواب کے ساتھ ساتھ اسنے سوال کیا

مجھے پرانے طرز کے ناولز پسند ہیں۔جن گزرے ہوئے زمانے کی کہانیاں ہوں۔

ہاں نا بھائی ایسی ہی تو کہانیاں لکھتے ہیں وہ تقریباً چہکی تھی

حاشر مسکرایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حیدر علی سکندر کی کتابیں ایسی ہی ہوتی ہیں

حاشر نے اسے پر شوق نگاہوں سے دیکھا تھا اور

بے اختیار اسکو پینٹ کی گئی عاریہ کی آنکھیں یاد آئی تھی۔

آپکو پتا ہے مجھے نا کبھی کبھی حیرت ہوتی ہے کہ آج کل کے دور میں بھی کوئی کتابیں پڑھتا ہے

مجھے حیرت ہوئی کہ آپکو ناولز میں دلچسپی ہے۔۔۔۔کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ کیسے ؟؟؟

عاریہ نے سوال کرنا چاہا

یہ سوال میں آپ سے بھی تو کر سکتا ہوں آپ کو ناولز بکس کیوں پسند ہیں؟

اممم۔۔۔

وہ سوچ میں گم ہوئی

جی بتائیں آپ کو ناولز کیوں پسند ہیں۔۔۔۔اسے کچھ سوچتا دیکھ حاشر پھر سے بولا تھا

میرے خیال سے ہم جب کوئی کتاب پڑھتے ہیں تو ہم ماضی کی یادوں میں کھو

جاتے ہیں ہمیں لگتا ہے کہ ہم وہ جیتے ہیں صرف پڑھتے نہیں ہیں ہم ان کہانیوں کو جیتے ہیں انہیں محسوس کرتے ہیں جو کہ شاید اب کے دور میں نہیں پائی جاتی

وہ ایک پل کے لیے خاموش ہوئی

یا پھر یوں کہنا کہ وہ ہمیں اس دور میں لے جاتی ہیں وہاں کی ہر ایک چیز کی سیر کرواتی ہیں اور وہ سب پڑھنے کے بعد ہمیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے وہ سب اپنی آنکھوں سے ہوتے ہوئے دیکھا ہے

وہ مبہوت ہوتا بس اسے دیکھے ہی جا رہا تھا

آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔عاریہ نے کہا تو وہ جھٹ سے سیدھا ہوا تھا

مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ اس پوائنٹ پہ آپ کی اور میری سوچ تقریباً ایک جیسی ہے۔۔۔حاشر نے کہا تو عاریہ کو حیرت ہوئی

وہ کیسے ؟عاریہ نے سوال کیا

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم وہ محسوس کرتے ہیں لیکن ہاں اتنا ہے کہ ہم ان سے بہت کچھ سیکھتے ہیں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو کتابوں میں پائی جاتی ہیں حقیقت میں نہیں

اب کی بار وہ الجھی تھی

جیسے کہ ۔۔؟

اس نے سوال کیا حاشر دونوں ہاتھ باہم ملائے ٹیبل پہ آگے کو جھکا جیسے کہ کہانیوں

لوگ ایک دوسرے کی رسپیکٹ کرتے تھے ایک دوسرے کی کیئر کرتے تھے اب شاید یہ چیزیں بہت کم ہو چکی ہیں

لوگ ایک دوسرے کو وقت نہیں دیتے ناولز میں جس کو جو مسئلہ ہوتا تھا
وہ اس کا اکٹھے بیٹھ کر حل تلاش کرتے ہیں
لیکن اب جو مسئلہ ہوتا ہے سب کو یہ لگتا ہے کہ وہ خود سے حل کر سکتے ہیں
لیکن ایسا نہیں ہوتا کچھ مسائل کے لیے ہمیں دوسروں کی رائے کی
ضرورت پڑتی ہے
وہ اس کی باتوں سے کافی متاثر ہوئی تھی اس سے پہلے وہ اس سے کچھ اور
سوال کرتی عاریہ کا موبائل رنگ ہوا
اوہ۔۔۔بھائی کی کال آرہی ہے اس ٹاپک پر ڈیٹیل میں پھر بات ہو گی کہتے
ساتھ وہ کھڑے ہوئی
ضرور اس نے سر کو خم دیا
اوکے اللہ حافظ۔۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی

اللہ حافظ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔۔اسکے چلے جانے کے بعد وہ کافی دیر مسکراتا رہا

جیسے ہی اسکی نظر جہاں عاریہ بیٹھی تھی وہاں پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ عاریہ کا بیگ وہیں پڑا ہوتا ہے

لگتا ہے میڈم جلدی جلدی میں بھول گئیں۔۔۔وہ ناک سے اپنا چشمہ درست کرتا ہے۔

خیر جب باہر جاؤں گا تو دے دونگا

اتنا کہتا وہ واپس کتاب میں گم ہوتا ہے۔

❤️❤️❤️

تقریباً دوپہر کے بارہ بجے کا وقت تھا سورج اپنی مکمل آب وتاب سے چمک رہا تھا

ایسے میں وہ لیکچر دے کر واپس اپنے آفس جارہا ہوتا ہے جب ٹھنڈی ہوا اسے رکنے پر مجبور کرتی ہے

وہ وہیں رکتا یونیورسٹی کے کھلے میدانوں میں ہریالی کو دیکھتا سرور محسوس کرتا ہے

بہار کے موسم میں پھولوں کی خوبصورتی، ہلکی ہوا میں لہراتے ہوئے پتوں کی خوشبو، اور ہر طرف ہریالی کا منظر بہت خوبصورت لگ رہا ہوتا ہے

یونیورسٹی کے میدان میں خوبصورت گلاب، خوشبو ہر جانب محسوس ہوتی ہے اور آسمان میں چمکتے ہوئے سورج کی روشنی نے پورے منظر کو نکھار دیا تھا

وہ چند لمحے اس خوبصورت منظر کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارتا ہے
جب کچھ یاد آتے ہی وہاں سے قدم ہٹاتا آفس کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی اسے آفس میں بیٹھے جب دروازہ ناک کرتی
ایمان اندر داخل ہوئی تھی

یہ مس چڑچڑ یہاں کیا کر رہی ہے۔اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔
وہ صبح والا منظر یاد کرتے ماتھے پر بل لاتا ہے
اور ایسے تاثر دیتا ہے جیسے اسنے اندر آتے اسے دیکھا ہی نہ ہو
مے آئے کم ان سر۔۔؟؟؟
آپ اندر آچکی ہیں مس ایمان۔۔۔۔وہ اسے دلچسپی سے دیکھتے بولا تھا
اوہ۔ہاں۔۔۔۔وہ کھسیانی سی ہنسی تھی

وہ اب تذبذب سے چلتی ٹیبل کے قریب آئی تھی۔۔حنان کو وہ صبح کی نسبت اب فریش لگی تھی

اب وہ وہی والی ایمان تھی۔

مس چڑ پڑ

ایکچولی سر مجھے کچھ کام ہے آپ سے۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں میتھس کی کتاب تھی

جی کہئیے کیا کام ہے؟؟؟

اسکے ہاتھ میں کتاب دیکھتا وہ بولا تھا

سر کچھ سوال ہیں جن کی سمجھ نہیں آ رہی تھی تو سر حامد نے کہا ہے آپ اس معاملے میں میری مدد کر سکتے ہیں

اور ایسا ہی تھا وہ کبھی بھی نہ آتی آ گر اسے کام نہ ہوتا تو

ہمممم ادھر دکھائیں سوال۔۔۔۔۔۔

اس سے کتاب اور پین لیتا وہ سوالوں کو بغور دیکھنے لگا

وہ بھی خاموشی سے اسے دیکھتی رہی جب تک وہ کتاب کی جانب دیکھتا رہا

کتنے ٹیبل آتے ہیں آپکو مس ایمان ملک۔۔۔۔۔

حنان کو شرارت سوجھی

جی؟؟؟؟

وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔وہ اس سے اس قسم کے سوال کی توقع تو بالکل بھی نہیں کر رہی تھی

کتنے ٹیبل آتے ہیں؟؟؟

اسنے بغور اسکی جانب دیکھتے اپنا سوال دوبارہ دہرایا تھا

سر بارہ تک۔۔۔

وہ نظریں زمین میں گاڑھے دل ہی دل میں اسے کوستے ہوئے بولی تھی

ٹھیک ہے آٹھ کا ٹیبل سنائیں پہلے پھر میں آپکو یہ سوال اچھے سے سمجھادونگا

۔

اتنا آسان۔۔۔وہ چہکی تھی۔

ابھی سناتی ہوں۔۔

$8\times1=8$

$8\times2=9$

وہ جلدی جلدی میں بول رہی تھی جب اچانک اسکی زبان کو بریک لگی تھی

لے ہو گئی عزت کی دھجیاں

اسنے آنکھیں بند کیے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔

حنان نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی

واہ مس ایمان ماشاءاللہ سے آپ تو بہت لائق فائق ہیں

تھینکیو سر

خندہ پیشانی سے داد وصول کرتی بجلی کی تیزی سے اپنی کتاب اٹھاتی باہر کو بھاگی تھی۔

بے اختیار حنان کا قہقہ گونجا تھا۔

اسکا پین تو حنان کے پاس ہی رہ گیا

بعد میں اسے واپس لوٹانے کا سوچتا وہ وہ سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہوا تھا

❤️❤️❤️

جلدی سے وہ اپنا بیگ اٹھائے۔۔۔۔۔ تیز تیز قدم لیتی گراؤنڈ تک آئی تھی گھر میں کچھ ضروری مہمان تشریف لائے تھے تو سعدا سے لینے آیا تھا

وہی سیاہ چادر اوڑھے وہ رکی تھی

بیگ سے موبائل نکالتے وہ حاشر کو میسج کرنے لگی تھی

بھائی گھر میں کچھ مہمان آئے ہیں ماما کو میری ہیلپ کی ضرورت ہے سعد بھائی مجھے لینے آئے ہیں میں انکے ساتھ جا رہی ہوں۔

آپ یونی آف ہونے پر سیدھا گھر آیئے گا۔۔۔۔

میسج لکھ کر اسے سینڈ کرتی وہ پھر سے آگے بڑھی تھی

جب کسی نے اسے غور سے دیکھا تھا

لائبریری میں بیٹھے کتاب پڑھتے اسے ایمان کا میسج ملتا ہے تو وہ فوراً سے اسے اوکے کا میسج کر دیتا ہے

❤️❤️❤️

وہ جو ابھی لائبریری سے باہر آئی تھی سامنے
کھڑی لڑکی پر اسکی نظر پڑی تھی۔ جس نے اسکی چادر کر رکھی ہوتی ہے
یہ تو میری چادر ہے جو بارش والے دن مجھے مل نہیں رہی تھی یہ کون ہے
اور اس کے پاس کیسے آئی
وہ حیران ہوتی اسکی جانب قدم بڑھاتی ہے
ایکسکیوزمی۔۔۔۔ایمان جو جا ہی رہی ہوتی ہے کسی کی آواز پر وہ رکتی ہے
جب واپس پلٹتی ہے تو اپنے سامنے عاریہ کو کھڑا دیکھ حیران ہوتی ہے
وہ عاریہ کو جانتی مگر عاریہ اسے نہیں جانتی تھی
جی۔۔۔۔؟؟ایمان نے آبرو اچکائے تھے
معذرت کے ساتھ آپنے جو چادر اوڑھ رکھی ہے یہ میری ہے تو کیا آپ بتانا
مناسب سمجھیں گی کہ یہ آپکو کہاں سے ملی۔۔
اسکے سوال پر ایمان کو ہنسی آئی تھی

معذرت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چادر آپکی ہی ہے میرے پاس کیسے آئی تو میں یہ بھی آپکو بتاتی ہوں

جس دن بارش تھی اس دن میں اپنے بھائی حاشر کے انتظار میں باہر کھڑی بارش میں مکمل بھیگ چکی تھی

حنان سر نے مجھے یہ چادر دی تھی۔۔۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بتانے لگتی ہے

ایمان نے جان بوجھ کر حاشر کا ذکر کیا تھا۔

اوہ اچھا۔۔۔عاریہ سمجھتے ہوئے سر ہلاتی ہے

تو یہ ان موصوف کی بہن ہے وہ دل ہی دل میں کہتی ہے۔

واہ بھیا بڑے چھپے رستم نکلے۔۔۔۔۔۔دل ہی دل میں وہ حنان سے مخاطب ہوتی ہے۔

بائے دی وے میرا نام عاریہ ہے۔۔۔عاریہ علی سکندر آپکو چادر دینے
والے میرے حنان بھیا کی بہن
اور ہنستے ہوئے اسکی جانب ہاتھ بڑھاتی ہے
اور میں ہوں ایمان۔۔۔۔ملک ایمان کاظمی۔۔۔
وہ بھی جواب میں مسکراتی ہوئی اسکا ہاتھ تھامتے ہے
آپ سے مل کر بہت بہت بہت اچھا لگا لیکن ابھی میرے دوسرے بھیا باہر
میرا انتظار کر رہے ہیں میں چلتی ہوں پھر کبھی تفصیل سے بات ہو گی۔

وہ جلدی جلدی سے کہتی وہاں سے بجلی کی تیزی سے واپس پلٹتی ہے۔
بہت جلد آپکی چادر لوٹا دونگی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دور سے ہی چلائی تھی۔
لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔
وہ بھی پیچھے سے اونچی آواز میں بولتی ہے تو ایمان مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلاتی
گیٹ سے باہر نکل گئی۔

وہ تاسف سے سر ہلاتی رہ گئ۔اسکے جاتے ہی وہ بھی حنان کے آفس کی جانب بڑھی تھی

❤❤❤

بھیا۔۔۔۔وہ مصروف انداز میں اسکے کیبن میں آتی ہے وہ جو لیپ ٹاپ پر جھکا کسی کام میں مصروف ہوتا ہے

اسکے اندر داخل ہوتے ہی اسکی جانب متوجہ ہوتا ہے

جی بچے؟؟؟؟

بھیا میرے لیکچرز ختم ہو گئے ہیں

۔۔۔باقی کے تین لیکچرز فری ہیں تو میں سوچا گھر چلی جاؤں ڈرائیور کو کال کی ہے وہ باہر موجود ہے

میں نے سوچا آپکو اطلاع کر دوں۔

تو بیٹا آئزل کو بھی لیتی جائیں۔
بھیا اسکے بہت ضروری لیکچرز ہیں وہ مس نہیں کر سکتی اسلیے اس نے کہا کے
وہ آپ کے ساتھ بعد میں آجائے گی

عاریہ نے اطلاع دی تھی

اوکے بچے دھیان سے جایئے گا۔۔

اللہ حافظ۔۔۔۔۔

اللہ حافظ کہتی وہ آفس سے باہر نکلی تھی

❤️❤️❤️❤️

وہ گھڑی پر وقت دیکھتی ہے اس وقت تین بج رہے ہوتے ہیں یونیورسٹی چار بجے آف ہوتی ہے۔۔۔۔اسنے خود سے کہا تھا۔

وہ گیٹ کی جانب بڑھتی ہے تو اچانک اسے خیال آتا ہے کہ اس کے کندھے پر تو بیگ ہی نہیں ہے

میرا بیگ۔۔۔وہ پریشان ہوئی تھی

اوہ وہ تو لائبریری میں ہی رہ گیا۔

کچھ سوچنے پر اسے یاد آتا ہے تو واپس سے لائبریری کی جانب اپنا رخ کرتی ہے

وہ بھاگ کر لائبریری کی طرف جاتی ہے لائبریری پہنچ کر وہ دیکھتی ہے کہ سب لائبریری سے باہر نکل رہے ہوتے ہیں اور لائبریرین بھی غائب ہے

وہ ادھر ادھر دیکھتی ہے اسے سامنے ٹیبل پہ حاشر بیٹھا دکھائی دیتا ہے
وہاں اس کے ٹیبل پر اس کا بیگ بھی پڑا ہوتا ہے

حاشر اسے آتا ہوا دیکھ چکا ہوتا ہے وہ مسکراتے ہوئے بیگ اٹھاتی ہے
لائبریری خالی کیوں ہے ابھی تو میں آئی تھی تو اتنی زیادہ لوگ تھے یہاں وہ
حاشر سے سوال کرتی ہے
ہاں ابھی سب باہر گئے ہیں پتہ نہیں کیوں سب ایک ساتھ باہر نکل گئے
حاشر نے بھی نوٹ کیا تھا اس نے عاریہ کہ جواب میں کہا تھا
خیر ہمیں کیا وہ ہنسی تھی اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے جیسے ہی جانے لگی لائبریری
کی لائٹ آف ہو گئی تھی
وہ ایک دم کھٹکی تھی حاشر نے بھی کتاب پڑھتے ہوئے سر اوپر کو اٹھایا تھا
لائبریری میں اندھیرا چھایا تھا

کیونکہ اس وقت تین بجے کا وقت ہوتا ہے سورج اپنی مکمل اب وتاب پر ہوتا ہے مگر

لائبریری تک سورج کی کرنیں نہیں پڑ رہی ہوتی اور لائٹ کی جانے کی وجہ سے لائبریری میں اندھیرا ہو جاتا ہے

وہ جیسے ہی دروازے کی جانب بڑھتی ہے دروازہ کھٹاک سے اس کے منہ پر بند کر دیا جاتا ہے

وہ جھپٹ کر پیچھے ہٹتی ہے دروازہ اتنی زور سے بند ہوتا ہے کہ حاشر بھی ایک دم ڈر جاتا ہے

کیا ہوا عاریہ وہ اٹھتا ہوا اسکے پاس آتا ہے

پتا نہیں کیوں دروازہ بند ہو گیا ہے اور وہ بتا رہی تھی کہ اتنے میں لائٹ آجاتی ہے

چلو شکر ہے لائٹ تو آئی لیکن یہ دروازہ کیوں بند ہو گیا ہے وہ تھوڑا سا ڈر رہی تھی

عاریہ نے ڈورنوب کے ذریعے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ نہیں کھلا

ایک منٹ میں دیکھتا ہوں حاشر آگے آیا تھا اس نے دروازے کو کھولنا چاہا مگر دروازہ نہیں کھلا

یہ کیا ہو گیا یہ دروازہ کس نے بند کیا ہے وہ حیران ہوا تھا

وہ زور زور سے دروازہ بجانے لگتا ہے

کوئی ہے دروازہ کھولو ہم ادھر لاک ہو گئے ہیں وہ مسلسل دروازہ بجا رہا ہوتا ہے مگر باہر سے کوئی بھی سن نہیں رہا ہوتا

عاریہ اب گھبرا جاتی ہے اور گھبراتو حاشر بھی جاتا ہے

عاریہ کی تو حالت غیر ہو رہی تھی اچانک دروازہ کس نے بند کیا وہ موبائل سے ٹائم دیکھتی ہے لیکن اس کا موبائل ڈیڈ ہو چکا ہوتا ہے

اوہو ایک تو اس سے ابھی بند ہونا تھا وہ گھبراتے لہجے میں بولی تھی اس کے چہرے پر پریشانی تھی

ریلیکس رہیں عاریہ میں دیکھتا ہوں وہ اپنی پاکٹ سے موبائل نکالتے ٹائم دیکھتا ہے

چار بجنے والے ہیں۔ چار بجے یونیورسٹی آف ہو جاتی ہے اور اس وقت تو آدھے سے زیادہ سٹوڈنٹ گھر جا چکے ہوتے ہیں

وہ عاریہ کی طرف دیکھتا ہے

اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے تاثرات ہوتے ہیں وہ شدید ڈر چکی تھی

پلیز دروازہ کھولیں مجھے گھر جانا ہے میرا موبائل بھی آف ہے میں بھائی کو کیسے کال کروں

پریشان نہ ہو میں کوشش کرتا ہوں وہ پھر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا ہے مگر دروازہ نہیں کھلتا وہ زور سے زور زور سے دروازہ بجانے لگتا ہے کوئی ہے ہماری بات سنو دروازہ کھولو ہم یہاں اندر لاک ہو گئے ہیں وہ چلاتا ہے

کچھ خیال آنے پر وہ کھڑکی کی جانب بڑھتا ہے ایک منٹ میں دیکھتا ہوں
یہاں سے باہر جانے کا کوئی راستہ ہو
وہ کھڑکی کی جانب بڑھتا ہے مگر کھڑکیاں باہر سے لاک ہوتی ہیں ایک
منٹ میں

حنان سر کو کال کرتا ہوں وہ دوبارہ سے موبائل اوپن کرتا ہے اور کال
ملانے لگتا ہے مگر یہ کیا وہاں تو سگنل بھی نہیں تھے
ڈیم اٹ وہ سختی سے مٹھیاں بھیجتا رہ گیا

کیا ہوا عاریہ ڈرتے ڈرتے پوچھتی ہے

اس کے پوچھنے پر وہ موبائل اسکی جانب بڑھا دیتا ہے

دیکھیں سگنل نہیں ہے لائبریری میں ویسے بھی سگنل نہیں ہوتے اور اب تو دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ بھی بند ہیں

بالکل سگنل ڈیڈ ہیں

اسے غصہ آتا ہے مگر عاریہ کی وجہ سے وہ کنٹرول کرتا ہے

وہ پھر سے دروازہ بجانے لگتا ہے جبکہ عاریہ تو رو دینے کو تھی

پلیز کچھ کریں دروازہ کھول لیں اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے انسو بھر آتے ہیں

پیچھے ہٹیں عاریہ میں دروازے توڑنے کی کوشش کرتا ہوں

اس کے کہنے پر وہ پیچھے ہٹتی ہے

وہ ایک دم پیچھے کو ہوتا ہے اور پھر اچانک اس نے دروازے کو ایک ٹانگ ماری تھی

وہ یہی عمل تین سے چار دفعہ دہراتا ہے مگر وہ دروازہ کوئی عام دروازہ نہیں تھا وہ لائبریری کے دروازہ تھا یونیورسٹی در و دیوار بہت ہی زیادہ مضبوطی سے بنائے گئے تھے

دروازہ توڑنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا

او میرے خدایا یہ کیا ہو گیا ہے پلیز کچھ کریں دروازہ کھولیں مجھے باہر جانا ہے بھائی بھی جا چکے ہوں گے میں ان کو بتا کے آئی تھی کہ میں گھر جا رہی ہوں وہ گھر پہنچیں گے اور مجھے نہ پا کر وہ پریشان ہو جائیں گے پلیز پلیز کچھ کریں دروازہ کھولیں۔۔۔۔وہ روتے ہوئے اسے بتا رہی تھی

حاشر بھی پریشان تھا لیکن عاریہ کو دیکھ وہ اور زیادہ پریشان ہوا تھا وہ اکیلا تو ہوتا تو پھر بھی خیر تھی مگر اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی

کوئی ہے پلیز دروازہ کھولیں ہم یہاں بند ہو گئے ہیں خدا کا نام ہے دروازہ کھولیں میرے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے کم از کم اس کی عزت کا ہی خیال کر لیں وہ پھر سے دروازہ بجاتا چلاتا ہے مگر بے سود

وہ دوبارہ سے موبائل کی جانب دیکھتا ہے لیکن وہاں پر سگنل نہیں ہوتے وہ کال ٹرائی کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر کال کہاں سے ملنی تھی جب سگنلز ہی نہیں تھے

وہ ٹائم دیکھتا ہے تین بج کر 50 منٹ ہو چکے ہوتے ہیں چار ہو چکے ہیں یونیورسٹی تو آف ہو چکی ہے

وہ عاریہ کو بتاتا ہے

اب کیا کریں بھائی تو گھر جا چکے ہوں گے وہ اتنا شدید گھبرا جاتی ہے کہ اب رونے لگتی ہے اس کے رونے سے حاشر اور بھی

پریشان ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔بیٹھے بیٹھے کیا مصیبت آ گئی۔۔وہ سخت جھنجلایا تھا

پلیز آپ روئیں مت میں ہوں ادھر آپ میرے یقین کریں ہم ابھی باہر چلے جائیں گے ڈونٹ وری

آپ پریشان نہ ہو میں کچھ کرتا ہوں وہ اسے تسلی دینے کی کوشش کرتا ہے

مگر عاریہ جان چکی ہوتی ہے کہ اب دروازہ نہیں کھلے گا

وہ اپنا بیگ وہیں ٹیبل پہ رکھتی ہے اور کرسی پہ بیٹھے سر ہاتھوں۔میں گرائے رونے لگتی ہے

اب دروازہ نہیں کھلے گا اب کچھ نہیں ہو سکے گا سب چلے گئے ہیں بھائی بھی چلے گئے ہیں آپ کی بہن ایمان بھی چلی گئی ہے وہ جا رہی تھی میری اس سے بات ہوئی تھی

وہ چلی گئی اب کوئی نہیں آئے گا ہمیں یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا وہ رو رہی تھی

اسکے رونے میں شدت آئی تھی

ریلیکس عاریہ ریلیکس مجھ پر یقین ہے نا وہ اس سے پوچھتا ہے وہ اس روتے روتے اثبات میں سر ہلاتی ہے

رونے کی وجہ سے اسکا سانس بند ہونے کو تھا

ہمیں یہاں جان بوجھ کر کسی نے بند کیا ہے میں نے آپ کو کہا تھا نا کہ لائبریری خالی ہو رہی ہے اور لائبریری والے انکل بھی غائب ہیں

انہیں۔۔۔۔۔انہیں کسی نے کچھ کیا ہو گا مجھے لگتا ہے ہمیں جان بوجھ کر یہاں بند کیا گیا ہے

اور سب کو۔۔۔۔۔سب لوگوں کو باہر کسی نے جان بوجھ کر نکالا ہے ہمیں بند کرنے کے لیے

وہ ہلکاتی ہوئی گھبراہٹ کا شکار ہوتی اسے بتا رہی تھی اور

ساتھ ساتھ مسلسل روئے بھی جا رہی تھی رونے کی وجہ سے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی

حاشر دیکھتا ہے اس کی آنکھیں شدید سرخ ہو چکی ہوتی ہیں اور ناک بھی
رونے کی وجہ سے سرخ ہوتا ہے
یہ شکر تھا کہ لائٹ آ گئی تھی اور پنکھے چل رہے تھے ورنہ گرمی کی وجہ سے
قریب تھا کہ وہ بے ہوش ہو جاتی
وہ عاریہ کی حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوتا ہے

وہ کیا کرے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا

ایک منٹ میں پانی ڈھونڈتا ہوں وہ لائبریری میں ادھر ادھر دیکھتا ہے
جب اچانک اسے کاؤنٹر پر پڑی پانی کی بوتل دکھائی دیتی ہے
وہ اسے اٹھا لاتا ہے اور عاریہ کی جانب بڑھاتا

ہے

یہ لیں پانی پئیں اور ریلیکس رونا بند کریں اس طرح آپکی طبیعت خراب ہو جائے گی

اس سے پانی کی بوتل پکڑ کر وہ ایک دو گھونٹ بھرتی ہے اور اس کے بعد بوتل واپس ٹیبل پر رکھ دیتی ہے

ہتھیلی سی آنکھیں رگڑتی آنسو صاف کرتی وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتی ہے

کچھ نہیں ہو گا عاریہ ریلیکس ہم یہاں سے نکل جائیں گے میں کوشش کر رہا ہوں نا۔

اسکے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتی ہے

وہ کچھ دیر یونہیں کھڑا رہتا ہے۔۔

پھر عاریہ سے دور ایک کرسی پر جا بیٹھتا ہے

مجھے کچھ سوچنے دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عاریہ سے کہتا مسلسل یہاں سے باہر نکلنے کی پلیننگ سوچنے لگتا ہے

یہ تو طہ تھا کہ یونیورسٹی اب بالکل خالی ہو چکی ہو اب جو بھی کرنا تھا اس نے خود ہی کرنا تھا۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

رات کے تقریباً نو بجے کا منظر ہے ہر طرف شور اور گہما گہمی ہے

کھانے کی دلفریب خوشبوئیں سب کے دلوں کو لبھا رہی تھی

مرزا پیلس کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا

ہال کے بیچ و بیچ ایک بڑے سے ٹیبل پر بڑا سا سٹرابیری کیک رکھا گیا تھا

ایم کے لکھا گیا تھا congratulations جس پر

آج مرزا پیلس میں پارٹی منعقد کی گئی تھی

زائشہ مرزا خان کا نیو پروجیکٹ کامیاب

ہوا تھا بزنس کی دنیا میں اس نئی کامیابی کی خوشی میں آج مرزا پیلس میں
روشنیوں کی بہار تھی
مگر یہ پارٹی دوسری پارٹیوں سے مختلف تھی۔۔۔
یہ پارٹی سفید اور سیاہ تھیم کی پارٹی تھی۔۔۔
لوگ یا تو صرف سفید یا تو صدف سیاہ لباس پہن سکتے تھے

اس لیے تو ہر طرف صرف اور صرف سفید اور سیاہ لباس میں موجود لوگ
دکھائی دے رہے تھے
اس پارٹی میں الکوہل بھی نہیں تھی

بس سادا سا تین قسم کا سوفٹ ڈرنگ مہمانوں کے لیے بنایا گیا اور کوئ بیہودہ ڈانس وغیرہ کا یہاں کوئ نام ونشان نہیں تھا۔۔۔۔مرزا صاحب مطمئین تھے

کرائم کی دنیا کی ملکہ کہا ہے جاتا ہے مجھے یہ چار پانچ کرائم کرنے کے بعد کیا تم خود کو بہت بڑا کرمنل سمجھنے لگے ہو؟؟

ایسے میں ایک کونے میں کھڑی وہ سفید چمکتی ساڑھی میں ملبوس بالوں کا سٹائلش جوڑا بنائے اطراف میں لٹیں بہہ رہی تھیں لمبے لمبے جھمکے ہے اور گردن میں ہلکی سی سونے کی چین ہاتھوں میں بریسلیٹ اور انگلیوں میں ہیرے کی انگوٹھیاں اسے مزید جاذب بنا رہی تھی

ہلکے پھلکے میکپ اور ڈارک ریڈ لپسٹک کے ساتھ چہرے پر دلفریب
مسکراہٹ سجائے کھڑی مغرور گردن کے ساتھ وہ وہاں موجود ہر مرد
ذات کے دل پر قہر برسا رہی تھی
مگر اس کے سامنے کھڑا وہ ایک وجود نہیں پگھلا تھا۔۔۔۔۔
وہ زائشہ کی طرف چہرہ کیے کھڑا تھا لوگوں کی جانب اسکی آوٹ تھی۔۔

کرائم کی دنیا کی ملکہ کہا کہا ہے جاتا ہے مجھے یہ چار پانچ کرائم کرنے کے بعد
کیا تم خود کو بہت بڑا کرمنل سمجھنے لگے ہو؟؟
وہ مغرور لہجے میں اس سے بولتی ہے
۔۔۔
نہیں میں ایسا کچھ نہیں سمجھتا وہ لاپرواہ انداز میں بولا تھا

ہاں بٹ ڈونٹ فار گیٹ مس زائشہ مرزا خان کہ میں یہ کرائمز آپکے کہنے پر کرتا ہو محتاط رہنا کہیں میں آپکے لیے مستقبل میں نقصان دہ ثابت نہ ہو جاؤں۔

ون سائڈڈ سمائل کے ساتھ وہ پر سکون لہجے میں بولا تھا

زائشہ مسکرائی تھی۔

اگر تو یہ دھمکی ہے تو میں بالکل بھی نہیں ڈری

اگر یہ جوک تھا تو بہت فنی تھا

اور اگر یہ محض تمہاری خام خیالی ہے تو ایک مشورہ دونگی کی کہ اپنے خیالوں میں مضبوطی کا عنصر پیدا کرو۔

وہ سنجیدہ تھی بالکل سنجیدہ اسکے چہرے کے تاثرات یہ بتانے سے قاصر تھے کہ وہ اس وقت غصے میں تھی یا پر سکون تھی۔

یہ نہ تو دھمکی تھی نہ جوک اور نہ خیال
یہ وہ حقیقت تھی جو آج تو نہیں مگر مستقبل میں آپ کے سامنے کھڑے ہو جانے کی قابلیت رکھتی ہے۔۔
وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔

امپریسو۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتی وہ ہنسی تھی
میرے سامنے میرے دشمن دو دن سے زیادہ ٹک نہیں پاتے کرائم پارٹنر
۔۔۔۔۔
وہ اب اسکی جانب سنجیدگی سے دیکھتی بولی تھی
لیکن ہم دوست ہیں۔۔۔۔۔اسنے خود کو کہتا پایا
اور دوست جیسے دشمن۔۔۔۔زائشہ نے جملہ مکمل کیا تھا۔

آل رائٹ۔۔۔۔میں چلتا ہوں۔مجھے اور بھی کام ہیں۔۔۔کندھے اچکاتا وہ
وہاں سے جانے لگتا ہے تو بے اختیار اسکے قدم رکتے ہیں

انہیں قدموں میں پر وہ واپس پلٹتا ہے

بائے دی وے۔۔۔۔۔کانگریجولیشنز کرائم پارٹنر۔۔۔۔۔
وہ ہلکا سا مسکراتا زائشہ کو بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا
تھینکیو۔۔۔۔۔۔۔۔وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی تھی
زائشہ بیٹا کم ہئیر کیک کاٹ لیں۔۔۔وقت ہو رہا ہے۔۔
مرزا صاحب کی آواز آتی ہے

مجھے اچھا لگتا اگر تم کیک کٹ کرنے تک میری خوشی میں شریک رہتے۔۔
مرزا صاحب کو آنے کا اشارہ کرتی وہ اسکی جانب پھر سے متوجہ ہوئی تھی۔

میں برے کا وقت کا ساتھی ہوں لیڈی اچھے وقت سے میرا کوئی سروکار نہیں۔

ہاتھوں کی انگلیوں کو خم دیتا انہیں ماتھے تک لاتا سر کو تھوڑا جھکاتا وہ وہاں سے دھیمے دھیمے قدم لیے نکل گیا
وہ اسے جاتا دیکھتی رہی اور پھر کندھے اچکاتی
سب کے پاس آئی تھی۔

بھرپور شور اور ہوٹنگ کے ساتھ کیک کٹ کیا گیا تھا
ٹیبل پر بے تحاشہ پھولوں کے بکے پڑے تھے۔۔جو لوگ زائشہ کے لیے لائے تھے اور بھی بہت سے تحفے تحائف۔
مرزا صاحب نے آگے بڑھ کر اسے کیک کھلایا تھا۔
وہ مسکراتی ہوئی انکے گلے لگی تھی

لویوڈیڈ۔

لویوٹومیرا بچہ۔۔۔۔۔۔مرزا صاحب نے اسکے سر پر بوسہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

سو گائز تھینکیو سو مچ میری اس خوشی میں میرے ساتھ شریک ہونے کے لیے

اب آپ سب انجوائے کریں۔۔۔۔۔میں چلتی ہوں۔

آواز تھوڑی اونچی کرتی سب کو متوجہ کرتی سب کو مشترکہ شکریہ کہتی وہاں سے جانے لگی۔

یہ سب پھول میرے کمرے میں بھجواؤ۔۔۔

اور گفٹس سب کو واپس لوٹا دو۔۔

کیونکہ زائشہ مرزا خان گفٹس نہیں لیتی۔۔۔

ملازموں کو ہدایت دیتی وہ ایڑی سے ٹھک ٹھک کرتی اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتی سیڑھیاں چڑھتی اپنے روم میں گئی تھی

جیسا اسنے کہا تھا ویسا ہی کیا گیا۔
پھولوں کے بکے اسکے کمرے میں پہنچا دیے گئے تھے اور سب کے تحفے تحائف انہیں واپس لوٹا دیے گئے تھے۔

پھولوں کی خوشبو سے اسکی کمرے کی فضاء معطر ہو گئی تھی۔
ایک لمبی سانس کھینچتی پھولوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتی وہ فریش ہونے چلی گئی تھی۔۔
❤️❤️❤️

❤️❤️❤️

حاشر کہاں ہے ایمان؟؟رات ہونے کی تھی مگر حاشر کا کچھ پتا نہ تھا

ثمینہ بیگم کی بے چینی اور اضطراب بڑھتا جارہا تھا

پہلے تو وہ گھر نہ آیا تو سب نے سمجھا کے وہ اپنے دوست کے گھر نہ چلا گیا ہوا

مگر اب جب رات پڑنے لگی تو سہی معنوں میں ان کے ہاتھ پیر پھولنے لگے

تھے

ماما میں جب گھر آرہی تھی تو بھائی لائبریری میں تھے۔۔۔مجھے نہیں پتا

اسکے بعد وہ کہاں گئے ان سے رابطہ بھی تو نہیں ہو پارہا

سعد مسلسل نمبر ٹرائے کر رہا تھا مگر سامنے سے رابطہ منقطع ہو جاتا۔۔

وہ اس کے ہر دوست کے ہاں پتا کر چکا تھا مگر حاشر نہیں تھا

ثمینہ بیگم کے طبیعیت اب بگڑنے لگی تھی

آپ فکر مت کریں ماما وہ جہاں کہیں بھی ہو گا ٹھیک ہو گا۔۔۔میں کر رہا ہوں نا پتا وہ مل جائے گا۔

انہیں تسلی دیتا وہ پھر سے اسے ڈھونڈنے کی غرض سے باہر نکلا تھا

ایمان تو رو دینے کو تھی

یا خدا میرے بچے کی حفاظت کرنا۔۔۔

ثمینہ بیگم مسلسل دعاؤں میں اسکی سلامتی مانگ رہی تھی

ماما بھائی ٹھیک ہونگے۔۔ سعد بھائی گئے ہیں نا انہیں ڈھونڈنے۔۔۔۔۔۔۔

وہ بس اتنا ہی کہہ سکی اسکی خود کی جان جا رہی تھی

❤️❤️❤️

حنان اور آئزل جب گھر پہنچے تو عاریہ انہیں سامنے کہیں دکھائی نہ دی۔۔۔۔۔

عاریہ کہاں ہیں بھائی؟؟

حنان نے حیدر سے پوچھا تھا۔۔

کیا مطلب کہاں ہے تمہارے ساتھ نہیں آئی کیا؟؟

حیدر اسکے بے تکے سوال پر حیران ہوا۔

نہیں وہ ہم سے پہلے آگئی تھی بھائی ڈرائیور کے ساتھ اس نے ہمیں خود بتایا جواب آئزل نے دیا تھا

وہ تو گھر نہیں آئی۔۔حنان۔۔۔

حیدر اب صحیح معنوں میں پریشان ہوا تھا۔

آئزل اسکا نمبر ٹرائے کرنے لگی۔۔ مگر اسکا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔

بھائی وہ خود میرے آفس میں آئی تھی وہ کہہ رہی تھی ڈرائیور کے ساتھ

۔۔۔۔۔

ڈرائیور۔۔۔۔۔وہ بتا ہی رہا تھا کے اچانک کھٹکا تھا۔

ڈرائیور۔۔۔۔۔ڈرائیور۔۔۔۔۔وہ باہر پارکنگ میں جاتا چلایا تھا

اگلے ہی لمحے ڈرائیور اسکے سامنے تھا۔۔

سلیم بخش تم عاریہ کو لینے گئے تھے نا یونیورسٹی سے۔۔ کہاں ہے عاریہ

۔۔۔۔وہ دباد باسا چلایا تھا

جی جناب میں ہی لینے گیا تھا مگر عاریہ بیٹی باہر نہیں آئی میں گھنٹہ انکا انتظار کرتا رہا وہ باہر نہیں آئیں تو مجھے لگا وہ نہیں آئیں گی اس لیے میں واپس چلا آیا۔

کیا مطلب وہ یونیورسٹی سے باہر نہیں آئی تھی اس نے مجھے خود بتایا تھا کہ وہ جا رہی ہے تمہارے ساتھ

اسکا بس نہیں چل رہا تھا ساری دنیا کو آگ لگا دے

سچ سچ بتاؤ ورنہ جان سے جاؤ گے۔

وہ اتنی زور سے چلایا کہ بچارا سلیم بخش ڈر کے مارے پیچھے ہٹا تھا

میں سچ کہہ رہا ہوں جناب عاریہ میڈم باہر نہیں آئی تھیں۔۔۔

کانپتے ہونٹوں سے وہ بمشکل بات مکمل کر پایا تھا حنان تو مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔

گیٹ آؤٹ۔۔۔۔۔اسے جانے کا اشارہ کرتا وہ سر پر ہاتھ رکھتا۔۔بے خود ہوا جا رہا تھا۔۔

آئزل تو رو دینے کو تھی

شاید وہ اپنے کسی دوست کے گھر نہ چلی گئی ہو

آئزل بچے آپکو تو پتا ہو گا نا اسکی دوستوں کا

نہیں بھائی۔۔عاریہ آپی کی کوئی دوست نہیں ہے۔

وہ مسلسل نفی میں سر ہلانے لگی۔

جبکہ وہ یہ جان کر حیران ہوا کہ عاریہ کی کوئی دوست نہیں ہے۔۔

دونوں بھائیوں کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے

انکی جان بستی ہے عاریہ میں۔

سیکیورٹی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی ایک آواز پر بیس کے قریب سکیورٹی میمبرز بھاگتے چلے آئے اور اسکے سامنے لائن کی صورت میں سر جھکائے کھڑے اسکے حکم کا انتظار کرنے لگے۔۔۔

آئزل تو مسلسل دعا گو تھی۔

سارا شہر چھان مارو شہر کا چپہ چپہ کونا کونا۔۔

زمین کھود دو یا آسماں چیر دو جو مرضی کرو رات تک مجھے عاریہ میرے سامنے چاہیئے۔

گیٹ بیک تو ورک۔۔۔۔انہیں اچھے سے ہدایت دیتا وہ انکو جانے کا کہہ چکا تھا۔

آئزل آپ اندر جائیں میڈ اندر ہیں ان سے کچھ اچھا سا بنوا کر کھا لیں میں اور حنان بھی جاتے ہیں اسے ڈھونڈنے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر وہ چار پانچ گھنٹوں سے مسلسل اسے ڈھونڈتے رہے سیکیورٹی فورس نے حکم کے مطابق سارا شہر کھنگال مارا تھا

مالز،،،ہاسپٹلز۔۔۔۔۔غرض ہر جگہ مگر عاریہ کہیں نہیں تھی۔

آئزل کی الگ سے پریشانی تھی کیونکہ اسنے خود کو رورو کر ہلکان کر لیا تھا

مجھے لگتا ہے ہمیں پولیس کو خبر کر دیتی چاہیئے بھائ۔۔

آخر کار تھک ہار کر حنان نے مشورہ دیا تھا۔

پولیس کیا کر لے گی حنان ہماری طرح اسے ڈھونڈے گی۔۔

ہماری فورس ان سے زیادہ اچھے سے یہ کام کر رہی ہے۔

تم اپنے سورسز کو ایکٹو کرو۔۔میں بھی پتا لگانے کی کوشش کرتا ہوں

لیپ ٹاپ گود میں رکھتا وہ مسلسل اسکی لوکیشن ٹریس کرنے میں لگا ہوا تھا

مگر عاریہ کا موبائل آف تھا۔۔۔

لوکیشن ٹریس ہونا مشکل تھا۔۔

باہر اندھیرا چھا چکا تھا۔

دونوں گھر اپنے اپنے بچے کو لے کر پریشان تھے انکو ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے

ان سے دوران دونوں کی طرف آیا جائے۔

تواب ساری یونیورسٹی میں اندھیرا تھا صرف اور صرف لائبریری کی
لائٹس جل رہی تھی۔۔
کھڑکی سے باہر کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔
مکمل اندھیرا چھا چکا تھا۔۔
ہر طرف گہرا سکوت تھا۔

انہیں پانچ گھنٹے ہو چکے تھے یہاں قید ہوئے
یہ بات تو یقینی تھی کہ اب وہ دونوں صبح ہی یہاں سے باہر نکل سکتے ہیں۔
ہر طرف خاموشی اور گہرا سکوت تھا۔۔ باہر کتوں کے بھونکنے کی آوازیں
مسلسل آ رہی تھیں۔۔۔

ایسے میں کرسی پر دونوں ٹانگیں اوپر کو کیے وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی رو
رہی تھی جب کہ اس سے فاصلے پر بیٹھا حاشر۔۔

بے بس تھا۔

میں کھڑکی توڑنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔

وہ اٹھتا ہوا کھڑکی کی جانب آیا تھا۔

اسنے شیشے کو ایک مکا رسید کیا تھا

عاریہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا

۔۔۔وہ مسلسل شیشے کو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا وہ یکے بعد دیگر شیشے پر
مکے رسید کر رہا تھا ایک،،،،ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا۔

شیشہ نہیں ٹوٹا تھا ہاں مگر اسکا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا

شدید درد اسنے اپنی آنکھیں میچیں تھی۔

اسکے ہاتھ سے اب خون رس رہا تھا۔۔

اسکا زخمی ہاتھ دیکھ عاریہ کا دل کٹا تھا عاریہ جا دل چاہا وہ چلا چلا کر روئے۔

حاشر نے پاکٹ سے رومال نکالا اور ہاتھ پر پٹی کی صورت میں باندھا تھا تا کہ زیادہ خون نہ بہہ جائے

عاریہ نے اسکی جانب بے بسی سے دیکھتے ہوئے پھر سے سر گھٹنوں میں دیا تھا۔

عاریہ خوفزدہ تھی شدید خوفزدہ اسکے سر میں درد کی شدید ٹھیسیں اٹھ رہی تھیں۔ بھوک کی شدت سے وہ مزید بے خود ہوئے جا رہی تھی۔ پانی تو وہ اس بوٹل سے گھونٹ گھونٹ پی لیتی تا کہ حلق خشک نہ رہے مگر حاشر مسلسل بھوکا پیاسا بیٹھا تھا

عاریہ کی غیر ہوتی حالت اسکے لیے پریشان کن تھی
عاریہ ڈر رہی تھی۔۔اس اندھیرے میں باہر بھونکتے کتوں کی آوازوں سے یا پھر۔

یا پھر حاشر سے کہ وہ اسکے ساتھ اکیلی ہے اور نیت بدلتے وقت نہیں لگتا۔
وہ یونہیں گھٹنوں میں سر دیے دبی دبی سسکیوں کے ساتھ خود میں سمٹتی ہی جا رہی تھی۔
عاریہ۔۔۔۔حاشر نے اسے پکارا تھا مگر اسنے سر تک اوپر نہ اٹھایا۔

عاریہ۔۔لک ایٹ می۔
۔اسنے پھر سے پہلے سے زیادہ آواز میں اسے پکارا تھا
تو عاریہ نے گھٹنوں سے اپنا سر اٹھایا تھا۔
رونے کی وجہ اسکی آنکھیں اس قدر لال تھی کہ خون کا گمان ہوتا تھا۔۔۔

میری بات سنیں عاریہ۔

میں اپنی تعریفوں کے لمبے پل نہیں باندھوں گا ہاں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ

میری طرف سے آپ محفوظ ہیں

مجھ سے آپکو کوئ خطرہ نہیں ہے عاریہ

میں مرد ہوں اور مرد عورت کا محافظ ہوتا ہے

میں آپ پر ایک غلط نگاہ ڈالنا بھی اپنی مردانگی کی تذلیل سمجھتا ہوں۔

آپ یہاں میرے ساتھ محفوظ ہیں عاریہ۔۔وہ ایک ایک لفظ الگ الگ کرتا بول رہا تھا۔

وہ اتنا خوبصورت بول رہا تھا کہ وہ رونا وغیرہ بھول کر دم سادھے اسے دیکھتی چلی گئ تھی۔

میں آپکے قریب آنا تو دور کی بات اپنا سایہ بھی آپ پر پڑنے نہیں دونگا عاریہ۔

میں وعدہ کرتا ہوں یہاں سے باہر نکلنے کے بعد مجھے اپنا سر کٹوانا تو منظور ہے مگر میں آپکی عزت پر ایک دھیمی سی آنچ تک نہیں آنے دونگا عاریہ۔

آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا عاریہ۔۔۔۔

وہ پیار سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ تو اسکی باتوں میں کھو ہی تو گئی تھی

اسے اپنے سامنے بیٹھا وہ شخص کوئی انسان نہیں بلکہ فرشتہ لگا تھا اسکی پرورش۔۔۔وہ اسکی پرورش کرنے والی ماں کے ہاتھ چوم لینا چاہتی تھی۔

اب رونا نہیں ہے آپ نے اور ویسے بھی ڈرنے کی کوئ ضرورت نہیں ہے آپ اکیلی نہیں ہیں میں ہوں نا ادھر اور سب سے بڑھ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔۔

اسکے کہنے پر عاریہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔
یہ تو سچ تھا کہ وہ تھا تو وہ اب تک سلامت بیٹھی تھی ورنہ ابھی تک اسکی کیا حالت ہوتی اسکا اندازہ لگانا بھی مشکل تھا۔۔
اسکی باتوں سے اسکا سارا ڈر زائل ہوا تھا۔۔۔۔۔
ڈر زائل ہوا تو سر کے درد نے بھی جانے کی ٹھان لی تھی۔

عاریہ میں چھوڑوں گا نہیں اس انسان کو جس نے یہ گھٹیا حرکت کی ہے
۔۔۔۔
وہ شدید غصے میں بولا تھا۔۔۔

آپکو بھوک لگی ہے؟؟؟؟ کچھ یاد آنے پر اس نے عاریہ سے پوچھا تھا وہ معصوم سا منہ بناتی ہاں میں سر ہلانے لگی۔

تو پھر اپنے بیگ سے جلدی سے لیز نکالیں۔۔۔۔

وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔

اوہ ہاں۔۔۔مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔

وہ جلدی سے اٹھتی اپنے بیگ کی طرف آئی تھی مگر کچھ یاد آنے پر وہ دوبارہ اسکی طرف رخ کیے کھڑی ہو گئی۔۔۔

آپکو کیسے پتا کہ میرے بیگ میں لیز ہیں۔۔

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی

آپ اپنا بیگ یہاں بھول گئی تھیں تو آپکے بیگ کی زپ کھلی تھی میں وہ بند کرنے لگا تو مجھے نظر آیا۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سر اور نگاہیں نیچی کر کے ہنسا تھا۔

اور اسکی یہ ادا عاریہ نے آنکھوں سے نہیں دل سے نوٹ کی تھی۔

مگر فوراً سے خود کو نارمل کرتی وہ بیگ کھولنے لگی۔

ویسے میرے پاس چاکلیٹس بھی ہیں

وہ جیسے اسے راز کی بات بتا رہی تھی۔

بیگ سے دو لیز کے بڑے پیکٹ نکالتے اسنے ایک حاشر کی جانب اچھالا تھا

جسے اس نے کیچ کرنے والے انداز میں پکڑا تھا۔

اور چار چاکلیٹس ہاتھوں میں پکڑتے وہ واپس اس سے دور اپنی جگہ پر آ بیٹھی تھی۔۔

ابھی تو دس ہوئے ہیں۔۔۔ساری رات پڑی ہے۔
موبائل سے ٹائم دیکھتا وہ اسے بتانے لگا۔

گھر والے ہمارے بہت پریشان ہونگے نا۔۔۔
لیز کا پیکٹ کھولتی وہ بولی تھی

اور ہمیں ڈھونڈ بھی رہے ہونگے
اسنے بھی پیکٹ کھولا تھا۔

وہ دونوں اداس ہوئے تھے۔چاکلیٹس کھائیں گے؟؟؟
عاریہ نے پوچھا تھا۔

اممممم ابھی نہیں پہلے لیز کھالیں۔۔۔اسنے پیکٹ کی جانب اشارہ کیا تھا

عاریہ کھانے میں مصروف ہوئی تھی۔۔

لیز کھاتاوہ اٹھتاہوالائبریری کی بکس ریکس میں سے بکس دیکھنے لگا

عاریہ کچھ ٹھیک ہوئی تھی تووہ بھی اب ریلیکس تھا۔

وہ اسے ادھر ادھر جاتادیکھتی رہی۔وہ بھی اسکے سامنے سامنے ہی رہاتھاتاکہ

وہ ڈرے نہیں

وہ اس سے دور ہوکر بھی اسکی حفاظت کررہاتھا۔۔

لائبریرین نے لائبریری کی سیٹنگ بالکل بھی اچھی نہیں کررکھی۔

اسے ایک کتاب نکال کر کھولتے دیکھ عاریہ نے تبصرہ کیا تھا۔

آپکوایساکیوں لگا؟؟؟حاشر نے کتاب سے سر اٹھائے پوچھا تھا۔

ہمارے بھیا کی چھوٹی سی لائبریری ہے ہم ہر ہفتے دو ہفتے بعد اسکی سیٹنگ چینج کرتے ہیں۔اور بہت اچھے سے ڈیکوریٹ بھی کیا ہوا ہے سٹڈی روم کو

وہ اسے خوشی سے بتانے لگی۔۔

بہت اچھی بات ہے یہ تو۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔

وہ کتاب لے کر واپس اپنی جگہ تک آیا تھا۔۔خود چیئر پر بیٹھتا وہ کتاب ٹیبل پر رکھتا اسکا پہلا پیج کھول کر پڑھنے لگا ساتھ ساتھ لیز بھی کھا رہا تھا اور عاریہ پر بھی برابر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

❤️❤️❤️

رات کے تقریباً گیارہ بج چکے تھے۔

سعد نے سارا شہر کھنگال مارا تھا مگر حاشر کا کوئی پتہ نہیں۔۔ ثمینہ بیگم کی حالت بہت نازک ہو رہی تھی۔

وہ ان سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتے تھے کہ حاشر مل گیا ہے یا وہ ٹھیک ہے۔

کیونکہ انھوں نے اپنے بچوں کو جھوٹ بولنا کبھی نہیں سکھایا تھا چاہے حالات کتنے ہی نازک کیوں نہ ہوں۔

ماما بھائی ٹھیک ہونگے ضرور کسی مصیبت میں پھنس گئے ہونگے اور انکا موبائل ڈیڈ ہو چکا ہو گا۔

آپ فکر نہ کریں ماما بھائی بہت سٹرونگ ہیں

سعد تم کچھ کر کیوں نہیں رہے اتنے آرام سے کیوں بیٹھے ہو۔

ایمان کی باتوں کو مکمل طور پر اگنور کرتیں وہ اب سعد پر چلانے والے انداز میں بولی تھیں

وہ جو صوفے پر پریشانی کے باعث ہاتھوں میں سر جھکائے بیٹھا تھا ان کے کہنے پر اس نے اپنا سر اٹھایا تھا

م میں نے اپنے سارے سورسز ایکٹو کر رکھے ہیں ماما جیسے ہی اسکا کچھ پتا چلتا ہے ہمیں خبر ہو جائے گی

وہ پیار سے ان کے پاس آتا انکا سر سہلانے لگا تھا

ایمان پانی لاؤ ماما کے لیے۔۔۔۔۔ سعد کے کہتے ہی وہ جلدی سے کچن میں سے پانی کا گلاس لے آئی

پانی پئیں ماما۔۔۔۔۔۔

سعد نے گلاس انکے لبوں سے لگایا تھا۔۔

چار پانچ گھونٹ بھرنے کے بعد ہی ان پر غنودگی طاری ہونے لگے۔۔

لیٹ جائیں ماما۔۔۔سعد نے انکے سر کے نیچے تکیہ درست کرتے ہوئے انہیں لٹایا تھا۔۔۔

اور اگلے چند سیکنڈ میں وہ گہری نیند میں اتر گئیں۔۔۔

ایمان نے پانی میں نیند کی گولی ملادی تھی۔۔۔۔

ایمان تم ماما کا خیال رکھو میں آتا ہوں۔۔

ایمان کو تسلی دینے والے انداز میں کہتا وہ باہر نکل گیا تھا

❤️❤️❤️

بھائی کچھ پتا چلا۔۔۔۔۔؟؟

حیدر جو مسلسل لیپ ٹاپ پر پھرتی سے انگلیاں چلا رہا تھا حنان کے پوچھنے پر اسے دیکھتا وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

آئزل کو وہ کسی نہ کسی طرح بہلا پھسلا کر سلا چکے تھے۔

بظاہر وہ سو چکی تھی مگر انکے جاتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی اسکی بہن غائب تھی۔۔ نیند کیونکر آنے لگی۔

وہ مسلسل اللہ سے اپنے بہن کی سلامتی کے لیے دعا گو تھی

جتنا ممکن ہو سکتا تھا وہ کوشش کر رہے تھے مگر عاریہ کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔

❤️❤️❤️

یونہیں قطرہ قطرہ لائبریری میں رات گزرتی چلی جا رہی تھی۔

وہ دونوں ایک ہی جگہ بیٹھے اب تھک چکے تھے

عاریہ نے دو چاکلیٹس کے پیکٹ حاشر کو پکڑائے اور باقی خود کھانے لگی تھی۔

یہ تو میلٹ ہو گئی ہیں۔۔۔۔ وہ اداسی سے بولی تھی

کوئی بات نہیں ہم کھاتے نہیں پی لیتے ہیں۔۔
حاشر نے کہا تو وہ بے اختیار ہنستی چلی گئی

بھیا پریشان ہو رہے ہونگے نا۔۔۔۔۔۔۔

کچھ یاد آنے پر وہ پھر سے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لائے بولی تھی

میری ماما کی کنڈیشن بہت بری ہو گی عاریہ۔۔۔

اس بار اسکو تسلی دینے کے بجائے وہ اسے بتانے لگا تھا۔
ضروری نہیں ہر بار ہر کسی کو صرف تسلی ہی دی جائے، کبھی کبھی دکھ درد "
" بانٹ لینے سے بھی دل ہلکا ہو جاتا ہے

ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوا حاشر۔۔۔۔۔۔مجھے تو رہ رہ کر یہ غم ستائے جا رہا ہے کہ جب صبح کو یہ دروازہ کھلے گا تو شاید وہ میری موت کا دروازہ ہو گا

۔۔۔

میں مر جاؤں گی حاشر۔۔۔۔لوگوں کی باتیں مجھ سے نہیں سنی جائیں گی سن بھی لوں تو کیا میرے بھائی مجھ پر دوبارہ کبھی یقین کر پائیں گے۔

ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی گالوں پر لڑکھا تھا۔

آپ میرا کچھ دیر پہلے والا وعدہ شاید بھول چکی ہیں عاریہ۔۔۔۔۔وہ اسے یاد دلانا چاہتا تھا۔

نہیں حاشر ہم جتنا بھی لڑ جھگڑ لیں اپنا دفاع کر لیں لوگوں کی زبانیں بند نہیں کر سکتے۔

وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

عاریہ آپکے بھائی بہت اچھے ہیں وہ آپکی بات کا یقین کر لیں گے انشاءاللہ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔۔۔۔۔۔وہ سرد آہ بھرتی اپنے آنسو صاف کرتی گھٹنوں پر تھوڑی ٹکائے ایک غیر مری نقطے پر نظریں مرکوز کر گئی

حاشر نے بھی دوبارہ اس سے کوئی بات نہ کی۔۔

❤❤❤

(سات گھنٹے مزید گزرنے کے بعد)

صبح کی روشنی ہر سو پھیلی تھی۔۔۔۔۔

اس روشنی کو دیکھ انکے دھڑکتے دل چند لمحے کے لیے ساکت ہوئے تھے

۔۔۔

اب بس دروازہ کھلنا تھا۔۔

اور کھلا دروازہ ان کے لیے کیا مصیبتیں لانے والا تھا وہ نہیں جانتے تھے

❤️❤️❤️

ماما۔۔۔میں جا رہی ہوں یونیورسٹی دیکھنا بھائی وہیں ہونگے وہ لائبریری میں تھے تو لائبریرین نے لائبریری کا دروازہ بند کر دیا ہو گا شاید وہ حاشر بھائی کو دیکھ نہیں سکے ہونگے۔۔

دیکھنا بھائی لائبریری میں ہی ہونگے۔وہ وہاں بند ہو گئے ہونگے اور وہاں سگنلز نہیں آتے اس لیے ان سے رابطہ نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔۔میں جاتی ہوں جیسے ہی کچھ پتا چلتا ہے میں فوراً آپکو کال کروں گی۔

وہ تیزی سے چادر کرتی۔۔۔بیگ اٹھاتی گھر سے نکل گئ

یااللہ میرے بچوں کی حفاظت کرنا۔۔۔۔۔

رات کی نسبت ثمینہ بیگم قدرے بہتر تھیں

سعد، ایمان کو یونیورسٹی کے گیٹ پر چھوڑتا کہیں اور چلا گیا۔
اسے کچھ خبر ملی تھی حاشر کے متعلق

اب اسکو تو نہیں پتا تھا نا کہ وہ خبر جھوٹی ہے یا سچی سو وہ چل دیا۔
❤️❤️❤️

حیدر بھائی میں اور آئزل یونیورسٹی جا رہے ہیں۔۔یونیورسٹی کے کچھ لوگوں نے اسے آخری دفعہ لائبریری میں جاتا دیکھا تھا
ڈرائیور صحیح کہہ رہا تھا وہ باہر نہیں آئی تھی

۔

ہونا ہو وہ یونیورسٹی میں ہی ہو گی لائبریری میں
شاید وہ بند ہو گئی ہو۔۔۔۔
جیسے ہی کچھ خبر ملتی ہے میں آپکو اطلاع کر دوں گا اور

آپ کو بھی یہاں کچھ خبر ملتی ہے تو فوراً ہمیں بتایئے گا

اوکے تم لوگ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ خیر کرے گا۔
حیدر نے حنان کے کندھے پر تھپکی دی تھی تو وہ سر ہلاتا آئزل کو لیتا باہر نکل گیا



حاشر مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے بھائی آنے والے ہونگے۔۔
وہ رات والی کنڈیشن پر دوبارہ آئی تھی
ڈر تو اب حاشر کو بھی لگا تھا مگر وہ عاریہ کے سامنے ریلیکس کھڑا تھا۔

کچھ نہیں ہوتا عاریہ۔۔

وہ اس سے کیا کہتا اب۔۔۔۔

جو ہونا ہے عاریہ وہ ہو کر رہے گا پہلے ہی خود کو ہلکان مت کرو۔۔
باہر وہ محسوس کر سکتے تھے کہ لوگوں کی آوازیں آ رہی ہیں لوگوں کی چہل قدمی تھی بھی وہ واضح سن سکتے تھے

سٹوڈنٹ یونیورسٹی آنا شروع ہو چکے تھے

لیکن کوئی بھی لائبریری کا دروازہ نہیں کھول رہا تھا لائبریرین غائب تھا

عاریہ مسلسل اپنے ہاتھوں کو مسلتی دل کی دھڑکنوں کو قابو پاتی دل ہی دل میں دعا گو تھی کہ جو بھی ہو وہ خیر سے ہو

حاشر ابھی بھی اس سے دور کھڑا تھا اس کے دل میں بھی سو طرح کے خیال اٹھ رہے تھے کہ نہ جانے دروازہ کھلنے کے بعد کیا ہو گا یا پھر نہ جانے دروازہ کون کھولے گا

ادھر دوسری طرف ایمان یونیورسٹی پہنچ چکی تھی یونیورسٹی پہنچتے ہی اس کا سب سے پہلا رخ لائبریری کی طرف تھا

جیسے ہی وہاں پہنچتی ہے تو دیکھتی ہے کہ لائبریری کا دروازہ ابھی بھی بند ہے تو اسے اور مزید یقین ہو جاتا ہے کہ ہاں حاشر لائبریری میں ہی ہے دوسری طرف سے آئزل اور حنان بھی دوڑے چلے آئے تھے

لائبریرین کہاں ہے؟؟ یہ دروازہ ابھی تک کیوں نہیں کھلا؟؟

وہ چلایا تھا

لائبریرین کا کوئی پتہ نہیں ہے سر لیکن یہ دروازہ نہیں کھل رہا شاید لاک ہے وہاں کھڑے کسی سٹوڈنٹ نے اسے بتایا تھا

اس کے ماتھے پر بل چڑھے تھے میں جانتا ہوں لاک ہے کھولو اسے کسی نہ کسی طرح

وہ غصے سے چلایا تھا

سر کیسے کھولیں لائبریرین تو ہے ہی نہیں اسی کے پاس چابی ہوتی ہے

چپڑاسی کو بلاؤ جس مرضی کو بلاؤ جو بھی کرو

اگلے پانچ منٹ تک مجھے یہ دروازہ کھلا ہوا ملنا چاہیے وہ اتنے زور سے چلایا تھا کہ اندر کھڑے حاشر اور عاریہ نے بھی اس کی آواز سنی تھی

اس کی آواز سنتے ہی عاریہ کا دل زور سے دھڑکا تھا اس کا دل باہر آنے کو لپکا تھا

حاشر کی بھی سانسیں اٹکی تھیں نہ جانے اب کیا ہونے والا تھا دروازہ کھلنے کے بعد

عاریہ نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سختی سے کرسی تھام رکھی تھی

حاشر بھی مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا
بار بار اسکے حلق میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوتی تھی

بھیا چپڑاسی کے پاس ہر روم کی ڈپلیکیٹ چابی ہوتی ہے۔۔۔آئزل نے جیسے یاد کروایا تھا

چابیاں لے کر آؤ۔۔۔

اس کے کہنے پر وہ سٹوڈنٹ جس نے اسے لائبریرین کے غائب ہونے کی اطلاع دی تھی چابیاں لینے پہنچا اور اگلے ڈیڑھ منٹ تک چپڑاسی چابیوں سمیت بھاگ کر آتا ہوا نظر آیا۔۔

یہ لیں جناب۔۔۔۔اس نے ہزاروں کے قریب چابیوں کا گچھا اسکے سامنے لہرایا تھا

اس میں سے لائبریری کی چابی کونسی ہے؟؟

سوال ایمان نے کیا تو حنان نے اسے دیکھا تھا

اس نے اسکا یہاں کھڑا ہونا نوٹ نہیں کیا تھا کہ وہ وہاں کس وجہ سے کھڑی ہے۔

لیکن ایمان حیران تھی کہ وہ اتنے غصے کیوں ہے اور دروازے کھولنے کے لیے اتنا جنونی کیوں ہوا جا رہا ہے

پتا نہیں میڈم۔۔۔مجھے نہیں پتا اس میں سے لائبریری کی چابی کون سی ہے

۔۔۔۔

۔چپڑاسی بے بسی سے بولا تھا۔

ڈیم اٹ۔۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہونے کو تھا۔

چابیوں کو چھوڑیں ایک منٹ رکیں میں دیکھتی ہوں ایمان آگے بڑھتی ہوئی لائبریری کے دروازے کی طرف آتی ہے

حنان بھی اس کے پیچھے ہی آتا اس کے ساتھ جا کھڑا ہوتا ہے

ایمان اپنے بالوں سے بلیک ہیئر پن نکالتی ہے اور اس کو لائبریری کے دروازے کے لاک کے اندر لگاتی ہے

آئزل اور حنان دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ کیا کر رہی ہے

کیا اس سے دروازہ کھل جائے گا؟..... حنان نے اس سے پوچھا تھا

کوشش تو کر رہی ہوں کھل جائے اللہ خیر کرے دعا کریں آپ لوگ

وہ حنان کی طرف دیکھے بغیر بولی تھی

وہ لاک کے اندر مسلسل سوئی گھما رہی تھی تین چار دفعہ اس نے یہ عمل دہرایا

اور آخر کار دو منٹ کی انتھک کوشش کے بعد لاک کھل گیا تھا

اور اندر کھڑے دونوں نفوس کے دل کی دھڑکنیں تھم چکی تھیں

حنان آگے بڑھ کے دروازہ کھولتا ہے اور جیسے ہی وہ دروازہ کھولتا ہے اس کے قدم وہیں رکتے ہیں

سامنے کا منظر دیکھ اس کا دل دہل چکا تھا وہ یہ توقع تو کر سکتا تھا کہ وہاں عاریہ ہو گی

لیکن اسے بالکل بھی یہ توقع نہیں تھی کہ وہاں حاشر بھی ہو گا

اور یہی حالت ایمان کی بھی تھی وہ یہ تو توقع کر رہی تھی کہ حاشر لائبریری میں ہی ہے لیکن اسے یہ توقع نہیں تھی کہ اس کے ساتھ عاریہ بھی ہو گی

بھ۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کانپتے لبوں اور کانپتے وجود کے ساتھ اسے پکارتی ہے جبکہ حنان کے وجود میں تو ہلنے کی سکت بھی باقی نہیں رہ گئی تھی

وہ دونوں بھاگتے ہوئے باہر آتے ہیں سب

یونیورسٹی والے اس ان کو یوں دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسے وہ کوئی گناہ کر کے سنگسار ہونے آئے ہوں

حنان کا بس نہیں چل رہا تھا ساری یونیورسٹی کو آگ لگا دے

جو نظر کے سامنے تھا، جیسا لوگوں نے سمجھا تھا اس نے بھی وہی سمجھا تھا

آئزل کا تو دل بیٹھا جا رہا تھا ایمان ان دونوں کو دیکھ اس قدر حیران تھی کہ مارے حیرت کے اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا

عاریہ آگے بڑھ کر اس کے گلے لگتی ہے مگر وہ اسے گلے نہیں لگاتا وہ اسے خود سے دور کر لیتا

ہے

اور عاریہ کا تو دل کٹ کر رہ جاتا ہے

میرے آفس میں آؤ سب

وہ غصے سے کہتا خود لمبے لمبے ڈگ بھرتا آفس کی جانب بڑھتا ہے

اس کے پیچھے ہی ایمان اور آئزل بھی جاتے ہی

ل

چار و ناچار دل کی حالت پر قابو پاتے حاشر بھی انکے پیچھے چل دیتا ہے

وہ ٹھان چکا تھا کہ آج اسکی جان بھی چلی جائے تو وہ عاریہ کی عزت پر حرف نہیں آنے دے گا

جب کہ حنان کے گلے نہ لگانے کی وجہ سے عاریہ کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر روئے

اس کی انکھوں سے آنسو لڑھک کر اسکے گال بھگو رہے تھے

سب کی نظروں سے بچتی اپنی نظریں جھکاتی وہ بھی ان کے پیچھے گئی تھی

حنان آفس میں داخل ہو چکا تھا

راستے میں آتی ہر چیز کو پٹختا دور دھکیلتا

وہ

جیسے ہی آفس میں داخل ہوا اس کے پیچھے حاشر آئزل اور ایمان داخل ہوئے تھے جبکہ عاریہ ابھی نہیں پہنچی تھی

حنان نے ٹیبل پر پڑی ہر چیز لیپ ٹاپ سمیت نیچے میز پر گرائی تھی

آئزل ایک دم ڈر کر پیچھے ہوئی تھی

اب وہ سمجھ چکا تھا کہ ایمان وہاں کیوں کھڑی تھی
اور ایمان بھی سمجھ چکی تھی کہ وہ وہاں کیوں کھڑا تھا

ساری رات عاریہ اور حاشر لائبریری میں تھے یہ سوچ آتے ہی اس پر کپکپی تاری ہوئی تھی

عاریہ مرے مرے قدموں سے آفس میں داخل ہوتی ہے
اسے دیکھتے ہی حنان پر جنوں سوار ہوتا ہے اور وہ حاشر کی طرف بجلی کی تیزی سے جھپٹتا اسکا گریبان پکڑ چکا تھا۔۔۔

❤️❤️❤️

تیری اتنی ہمت

۔۔وہ اسکا گریبان دبوچے کھڑا تھا آنکھوں میں خون اتر آیا تھا ماتھے پر بلوں کا جال تھا

گردن کی سبر نسیں بار بار ابھر کر معدوم ہوتی تھیں

حنان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ حاشر کو زندہ زمین میں گاڑھ دے۔۔

ایمان اسے بے یقینی سے دیکھ رہی ہوتی۔

تم سے۔۔۔۔تم۔سے اتنے گھٹیا پن کی امید نہیں تھی مجھے حاشر۔۔۔۔وہ چلایا تھا۔

کیا کیا ہے تم نے میری بہن کے ساتھ۔۔بولو

کیا کیا ہے۔۔۔۔وہ اسے جھنجھوڑ رہا تھا

جبکہ حاشر تو ہکا بکا سا کھڑا رہ گیا۔

رک جائیں بھیا۔۔۔جب اچانک عاریہ اسکے سامنے آجاتی ہیں

چھوڑیں انہیں بھیا

وہ حنان کو حاشر سے دور کرتی ہے۔

حاشر اپنا گریبان جھاڑتا ایمان کی جانب بڑھتا ہے اسے لے کر جانے ہی لگتا ہے کہ عاریہ کی آواز پر وہ رکنے پر مجبور ہو جاتا ہے

رک جائیں حاشر۔

وہ اسے جاتا دیکھ بولتی ہے

حنان اسے کھا جانے نظروں سے گھورتا ہے کہ آخر وہ کر کیا رہی تھی

آپ غلط سمجھ رہے ہیں بھائی ایسا کچھ نہیں ہے۔۔وہ اب واپس حنان کی جانب متوجہ ہوئی تھی

عاریہ کی آنکھوں میں آنسو تھے

حنان کے تاثرات تھوڑے سے ڈھیلے پڑتے ہیں

کیا مطلب۔۔۔وہ مدھم سا کہتا ہے

مطلب یہ کہ بھائی آپ جو سمجھ رہے ہیں وہ غلط ہے۔ بالکل غلط ہے
اگر بھائی آپکو مجھ سے زرا سا بھی پیار ہے تو آپ میری بات کا یقین کریں گے۔

آپ نے جو دیکھا وہ سچ تھا بھائی مگر جو سمجھا وہ غلط ہے
وہ بول رہی تھی اور آئزل ایمان حنان اور حاشر اسے بغور حیرت و تجسس سے سن رہے تھے

حاشر کی نظریں جھکی تھیں۔۔ایمان کی آنکھیں بھی نم تھیں

آئزل نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامتے اسے تسلی دینے والے انداز سے دیکھا تھا
آئزل سمجھ سکتی تھی ایک بہن کی کیفیت کیونکہ وہ خود بھی اک بہن تھی
ایمان نے آئزل کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا

سچ تو یہ ہے بھائی کہ حاشر خود کل شام سے لاپتہ تھے۔
میں تو اپنا بیگ لینے آئی تھی جب
۔۔۔۔وہ رکی تھی۔
جب کسی نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔
وہ مشکل سے بولی تھی۔

اور بھائی۔۔۔حاشر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی

سچ تو یہ ہے کہ یہ ہر بار میرے لیے فرشتہ ثابت ہوئے ایک بار پہلے بھی
انہوں نے میری عزت کی حفاظت کی اور اس بار پھر۔

ساری رات یہ مجھ سے سو کوس کے فاصلے پر بیٹھے رہے میری حفاظت کرتے رہے۔

وہ رو رہی تھی۔۔حاشر کی نظریں جھکی تھیں

وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ اسکی عزت پر ایک حرف تک نہیں آنے دے گا مگر جب اسکی خود کی عزت داؤ پر لگی تو وہ اس کے کی ڈھال بن کر کھڑی ہو گئی تھی

حنان تو سن سا اسے دیکھتا جا رہا تھا

میں شکر ادا کرتی ہوں بھائی کہ میرے ساتھ حاشر جیسا نیک دل انسان تھا اگر وہاں کوئی اور ہوتا۔۔۔

تو۔۔۔۔وہ سختی سے آنکھیں مینچ گئی تھی۔

دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی

مگر عاریہ نے اپنی بات جاری رکھی۔
اگر میرے ساتھ کوئی اور ہوتا تو ممکن ہے آج میں آپکے سامنے سہی
سلامت کھڑی نہ ہوتی۔۔۔

اپنی بات مکمل کرنے پر وہ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی

۔۔۔۔

حنان اپنا سر ہاتھوں میں گرا چکا تھا۔۔۔
آفس میں ایک سکوت سا چھایا تھا۔۔
چند لمحے کوئی کچھ نہ بولا تھا

جب اس سکوت کو توڑنے والا حنان ہی تھا

میری ہی غلطی ہے۔۔۔وہ نم لہجے میں بولا تھا

میری ہی غلطی ہے۔۔۔۔میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا عاریہ۔۔۔

وہ شرمندگی سے نظریں جھکا گیا

آج وہ خود کے سامنے ہی ایک مجرم کی طرح کھڑا تھا۔۔

مجھے معاف کر دو عاریہ میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا

تمہارے بھیا تمہارا خیال نہیں رکھ سکے۔۔۔۔۔

وہ پشیمان تھا۔۔

اسکی حالت دیکھ ایمان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا

یہاں سب کے دل آج ٹوٹے ہوئے تھے

نہیں بھیا۔۔۔۔۔عاریہ جھٹ سے اٹھتی اسکے قدموں میں بیٹھی تھی۔

آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے بھیا

بلکہ آپ نے تو ہمیشہ میری حفاظت کی ہے

ہمیشہ میرے ہیرو رہیں ہیں۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی اسکا ہاتھ تھام گئی تھی

عاریہ نے محسوس کیا اسکے ہاتھ شدت سے کانپ رہے تھے

بھیا میں ٹھیک ہوں بالکل ٹھیک ہوں آپکی عاریہ محفوظ ہے۔

وہ ہنسی تھی تو سب کے لبوں پر مسکان آئی تھی۔۔

حنان اسے اٹھاتا خود بھی اٹھتا سے سینے سے لگائے کافی دیر اسے پیار کرتا رہا

پھر ماتھے پر اسے عقیدت سے بوسہ دیتا وہ اسے خود سے الگ کر چکا تھا۔

وہ اب چلتا ہوا حاشر کے پاس گیا تھا۔

اور سب حیران رہ گئے خود حاشر بھی بوکھلا گیا جب حنان نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے تھے

مجھے معاف کردو حاشر۔۔۔
حاشر نے بجلی کی پھرتی سے اسکے ہاتھ تھامے تھے۔

ایسامت کریں حنان سر
آپ بھائی ہیں۔۔۔۔۔۔میں آپکی کیفیت سمجھتاہوں کیونکہ میری بھی ایک بہن ہے
یقین جانیں اگر میں آپکی جگہ ہوتا تو یہی کرتا یاشاید اس سے بھی برا

مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں حاشر۔میں تمہارے اس احسان کے بوجھ تلے دب گیا ہوں۔۔

وہ اسے جھٹ سے گلے لگاتا بولا تھا۔۔

دب ہی نہ جائیں۔۔۔۔ایمان نے منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بناتے کہا تھا تو سب کھلکھلا کر ہنسے تھے جبکہ حنان نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

اب اگر رونا دھونا اور معافی نامہ ختم ہو گیا ہے تو سب میری بات سنو۔۔
آئزل نے کہا تو سب اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے
ہو نہ ہو یہ کام ضرور اسی آدمی کا یہ جس نے آپی کی پہلے پکچرز وائرل کی تھیں

وہ تو کافی دن سے یونیورسٹی نہیں آیا مگر ہو سکتا ہے اس نے یہ کام اپنے بندوں کے ذریعے کروایا ہو۔۔۔۔

آئزل نے ویسے پتے کی بات کی تھی

۔

سی سی ٹی وی فوٹیج۔۔۔۔

حنان بھیا۔۔۔حاشر بھیا۔۔۔لائبریری کے باہر کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کریں۔۔۔

وہ جھٹ سے بولی تھی۔

اگر وہ سارا ثبوت مٹا چکے ہوں۔۔۔میرا مطلب ہے فوٹیج ڈیلیٹ کر چکے ہوں یا انہوں نے کیمرا وغیرہ توڑ دیا ہو تو۔۔

ایمان نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔۔۔

ایک بار چیک کرنے میں کیا حرج ہے۔۔۔حاشر نے رائے پیش کی تھی

لائبریری والا انکل غائب ہے۔۔۔۔۔۔عاریہ نے معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

تم سب بیٹھو میں ٹھنڈا پانی منگواتا ہوں۔۔

تب تک فوٹیج بھی نکلواتا ہوں۔

مینگو جوس لیتے آیئے گا سر۔۔۔۔ایمان کھسیانی سی ہنسی تھی

ایک اچاٹ نظر اس پر ڈالتا وہ آفس سے باہر نکلا تھا۔

آئزل اور ایمان تو عاریہ کے ساتھ صوفے پر ٹک گئیں جبکہ حاشر وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔۔

حنان سر جھکائے اپنا ہاتھ دیکھتا رہا جس پر کل رات سے پٹی بندھی تھی عاریہ نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔۔

❤️❤️❤️

تھوڑی دیر بعد وہ سب کے لیے فریش جوس لایا تھا۔۔
تقریباً سب کے وہاں حلق سوکھ چکے تھے
خود حنان کو بھی پیاس سے اپنا گلہ خشک ہوتا محسوس ہوا
تو سب خاموشی سے بغیر ایک دوسرے سے شرمائے۔
جوش کے ڈبے اٹھائے اس میں پائپ لگائے پینے لگے

اور حنان راکنگ چیئر پر لیپ ٹاپ سامنے رکھے بیٹھا تھا۔۔

میں گھر اطلاع کر دوں۔۔۔

ایمان نے جوس پیتے موبائل بیگ سے نکالا تھا

سنو ایمان۔۔۔۔ماما کو سیچویشن سے تھوڑا الگ بتانا۔۔۔۔اتنا کہ وہ یقین کر لیں۔۔۔۔

ایمان نے سر اثبات میں ہلایا تھا ثمینہ بیگم کا نمبر ڈائل کرتی وہ ایک طرف ہوئی تھی

اسلام علیکم ماما۔۔۔

وعلیکم السلام بیٹا۔۔میرے حاشر کا کچھ پتا چلا۔۔۔۔۔

اسنے ثمینہ بیگم کی بے چینی اچھے سے محسوس کی تھی

سعد بھی وہیں کھڑا تھا۔

ماما بھائی بالکل ٹھیک ہیں

ایکچولی کل بھائی دیر تک بیٹھے لائبریری میں بکس پڑھتے رہے۔۔۔۔

اور لائبریرین کی نظروں سے اوجھل تھے سو وہ دروازہ بند کرتا چلا گیا

۔۔۔جیسا کہ میں نے آپکو بتایا تھا

اور میں نے آپکو بتایا تھا نہ کہ یونیورسٹی کے گرد و نواح کے سگنلز رات کے وقت کٹ جاتے ہیں بس وہی ہوا

بھائی ساری رات لائبریری میں بند رہے۔۔۔

میں صدقے میرا بچہ۔۔۔۔۔بات کرواؤاس سے۔۔۔

۔

ماما آپ پریشان نہ ہوں بھائی بالکل ٹھیک ہیں وہ یہاں نہیں ہیں کہ رات سے بھوکے تھے ناتوابھی کینٹین گئے ہیں۔

ہم ابھی ایک دو گھنٹے تک آتے ہیں۔۔

وہ ثمینہ بیگم کو یقین دلانے میں کامیاب رہی تھی

کال کٹ کرتی وہ واپس ان سب کے پاس آئی تھی

حاشر نے اشارہ کیا تواسنے وکٹری کا سائن دکھایا

بے اختیار حاشر نے سکون کا سانس لیا تھا

میرا جوس کہاں گیا۔۔۔۔

اپنی جگہ پر وہ جوس رکھ رک گئی تھی مگر وہاں نہیں تھا۔

اسکا تو دل ہی دہل گیا تھا۔۔۔۔

کیاہو گیاہے ایمان۔۔۔۔یہ ہے جوس تمہارا۔۔۔۔

حاشر نے اسے گھورتے ہوئے اسکا جوس اسے تھمایا تھا۔

اوہ تھینکیو۔۔۔۔وہ ہنسی تھی تو باقی دونوں بھی ہنسی تھیں

وہ تینوں ایسے بیٹھی تھیں جیسے کافی عرصے سے پکی والی سہیلیاں ہوں۔۔۔

اتنے میں حنان کا لیپ ٹاپ بولتا ہے اور سب جھٹ سے سر اٹھاتے ہیں

سی سی ٹی وی فوٹیج۔۔۔وہ ہلکا سا بولا تو

حاشر جلدی سے اسکے دائیں جانب آ کھڑا ہوا تھا

وہ لیپ ٹاپ تھوڑا دور کرتا۔۔

خود بھی پیچھے ہوا تھا کیونکہ اسکے بائیں طرف وہ تینوں کھڑی تھیں۔۔

اور فوٹیج پلے ہوتی ہے
پہلے تو کچھ دیر یونہی لوگ ادھر ادھر آتے جاتے دکھائی دیتے ہیں
پھر اچانک عاریہ لائبریری کے اندر جاتی دکھائی دیتی ہے

میں بیگ لائبریری میں بھول گئی تھی آپکو گھر جانے کی اطلاع دینے کے بعد میں اپنا بیگ لینے گئی تھی۔
آپکو لگا میں چلی گئی۔
وہ ساتھ ساتھ بتا رہی تھی۔۔

ہمم۔۔۔۔حنان بغور ویڈو دیکھتا بولا تھا

تھوڑی دیر بعد لائبریرین باہر آتا ہے اور اگلے ہی لمحے دو لڑکے اسکے منہ پر رومال رکھے۔۔۔۔۔

اسے بے ہوش کر چکے ہوتے ہیں۔۔۔۔
اور اسے دھکیلتے کہیں دوسری طرف لے جاتے دکھائی دیتے ہیں۔

مائے فٹ۔۔۔۔۔۔وہ سختی سے مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔۔۔
چند منٹ بعد وہ پھر سے واپس آتے ہیں اور جب وہ صحیح سے یقین کر لیتے ہیں کہ حاشر اور عاریہ کے علاوہ اندر کوئی نہیں ہے

کیونکہ باقی سب جو لائبریری میں موجود تھے وہ بہانے بہانے سے انکے پاس جاتے انہیں باہر نکال چکے تھے۔
عاریہ ادھر ادھر بیگ ڈھونڈھتی دکھائی دیتی ہے
اور حاشر عاریہ سے بے خبر کتاب پڑھنے میں مگن ہوتا ہے
جب اچانک ایک آدمی کے چہرے سے رومال گرتا ہے
سٹاپ سٹاپ۔۔۔۔۔۔سٹاپ کرواسے

حنان کے کہنے پر حاشر بجلی کی تیزی سے ویڈیو کو پاز کرتا ہے

زوم اٹ۔۔۔۔۔حنان کے کہنے پر حاشر اسے زوم کرتا ہے۔

ڈیم اٹ۔۔اسکا چہرہ صاف دکھائی دیتا ہے۔۔

یہ وہی تھا ان دو آدمیوں میں سے ایک جب وہ زبیر کو کڈنیپ کرنے گئے تھے تو یہ اسکے ان دو دوستوں میں سے ایک تھا جو بھاگ گیا تھا۔۔

حنان نے بتایا تھا۔۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا ابھی جا کر انکی گردن دبوچ لے۔۔۔

حاشر نے دوبارہ سے ویڈیو پلے کی تھی

وہ جلدی سے دوبارہ چہرے پر رومال چڑھاتا ہے اور اگلے ہی لمحے باہر نکلتا وہ دروازے کو بند کر کے لاک لگا چکا ہوتا ہے۔۔۔۔

اور پھر اسکے بعد اندھیرا چھاتا ہے۔۔

وہ لیپ ٹاپ کو بند کرتے راکنگ چیئر پر نیم دراز ہوتا آنکھیں موند گیا تھا
سب کے چہرے سپاٹ تھے۔

کھیل انہوں نے بڑی مہارت سے کھیلا ہے مگر۔۔۔۔۔
وہ ایک اصول بھول گئے۔
وہ آنکھیں بند کیے بولا تھا۔

پھر جلدی سے اٹھا تھا۔
ہمارے ہاتھوں سے بچ کر وہ کہیں نہیں جا سکتے۔۔
انکو بعد میں دیکھ لیں گے ابھی سب گھر چلتے ہیں

حاشر آپ دونوں گھر جاؤ۔۔۔۔۔ تھوڑا آرام کرو

میں بھی دونوں کو لے کر گھر جاتا ہوں

کل پھر مل کر سوچیں گے کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔۔

۔۔۔جیسا حنان نے کہا تھا سب نے ویسا ہی کیا۔۔

حاشر ایمان کو لیتا گھر چلا گیا

اور حنان بھی آئزل اور عاریہ کو لیتے گھر کی جانب گاڑی دوڑا لے گیا

گھر جا کر انہیں حیدر کو بھی ابھی بتانا تھا

❤️❤️❤️

جیسے ہی وہ گھر پہنچے حیدر ان کا منتظر کھڑا تھا

گاڑی میں بیٹھتے ہی آئزل نے اسے میسج کر دیا تھا کہ عاریہ بالکل ٹھیک ہے اور ہمارے ساتھ گھر آ رہی ہے وہ جیسے ہی گھر داخل ہوئے حیدران کی طرف دوڑ کر آیا تھا

بھیا۔۔۔عاریہ بھاگتی ہوئی اس کے سینے سے جا لگی تھی حیدر نے اس کو اپنے سینے سے لگائے خوب پیار کیا تھا

وہ اسے اتنے گھنٹوں بعد دیکھ رہا تھا اور یہ وہی جانتا تھا کہ اس کے دل پر کیا گزری تھی اسے اپنے سامنے دیکھ اس کی جان میں جان آئی تھی

کافی دیر وہ عاریہ کو گلے لگائے اس سے پیار کرتا رہا

میرے بچہ میری جان کہاں تھی آپ کہاں چلی گئی تھی آپ کو پتہ ہے ہم کتنا پریشان ہو گئے تھے میری گڑیا اب ایسا نہ کرنا کبھی بھی اپنے بھائی سے دور نہیں جانا

میری جان اٹک گئی تھی گڑیا
کہاں تھی آپ میرا بچہ مجھے بتائیں

وہ بے خود ہوا جا رہا تھا وہ دیوانہ وار اپنی بہن کو عقیدت سے چوم رہا تھا
اس سے اپنی بے پناہ عقیدت کا اظہار کر رہا تھا وہ چھوٹی سی تھی جب اسکے
ہاتھوں میں آئی تھی۔

حنان نے زیادہ حیدر کی جان بستی تھی اپنی بہنوں میں
اپنے بھائی کا اتنا پیار دیکھ عاریہ دل کھول کر مسکرائی تھی

بھائی عاریہ تھک چکی ہے اسے آرام کرنے دیں میں آپ کو سب بتاتا ہوں

عاریہ بیٹا اندر جاؤ حنان نے اسے اندر بھیجا تھا تو آئزل اسے لیے اندر چلی گئی تھی تاکہ وہ تھوڑا سا فریش ہو لے

اس کی طبیعت کافی بگڑی ہوئی تھی ساری رات جاگنے کی وجہ سے تھکاوٹ

اور ویسے بھی ڈر اور خوف نے اس کے جسم پر برے اثرات مرتب کیے تھے

بتاؤ۔۔۔۔۔بتاؤ حنان کیا ہوا تھا مجھے بتاؤ حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی پلک جھپکتے ہی وہ ساری بات جان لے

بھائی بیٹھیں میں بتاتا ہوں آپ کو حیدر نے اسے بیٹھنے کو کہا تھا تو وہ بھی بیٹھا تھا

بھائی دراصل بات یہ ہے کہ عاریہ کو کسی نے لائبریری میں بند کر دیا تھا

اور لائبریری میں بند کرنے والے اور کوئی نہیں بلکہ زبیر کے وہ دوست
تھے بھائی جنھیں ہم نے چھوڑ دیا تھا
اور انھوں نے صرف عاریہ کو بند نہیں کیا تھا بھائی بلکہ لائبریری میں
انہوں نے حاشر کو بھی بند کر دیا تھا
وہ حاشر اور عاریہ سے بدلہ لینا چاہتے تھے

کیونکہ حاشر نے پہلے بھی عاریہ عزت بچائی تھی اور ہم سے بھی وہ بدلہ لینا
چاہتے تھے کیونکہ ہم نے ان کے دوست کو مار دیا تھا

پہلے جیسے ہی ہم نے دروازہ کھولا تو مجھے لگا کہ یہ سب حاشر نے کیا ہے اس
نے ہماری بہن کے ساتھ کچھ غلط کیا ہے بھائی لیکن جیسے ہی عاریہ نے مجھے
بتایا کہ حاشر نے پچھلی دفعہ کی طرح اس بار بھی اس کی عزت کی حفاظت کی
ہے

بند کمرے میں وہ اس کے قریب تک نہیں بھٹکا تھا اس نے اپنا سایہ تک بھی عاریہ پر نہیں پڑھنے دیا تھا سچ تو یہ بھائی ہے کہ اس بار بھی اس نے عاریہ کی حفاظت بہت اچھے سے کی ہے اس بار بھی وہ ہماری بہن کا محافظ ثابت ہوا

جیسا کہ عاریہ کا کہنا ہے کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اب تک محفوظ نہ ہوتی

وہ حیدر کو بتا رہا تھا جب کہ حیدر دم سادھے سنتا ہی چلا جا رہا تھا اس نے پہلی دفعہ غور نہیں کیا تھا جب آئزل اور حنان، حاشر کے بارے میں بات کر رہے تھے

لیکن اب اس کا دل چاہا کہ وہ حاشر نامی اس لڑکے جس کو اس نے کبھی دیکھا تک نہ تھا اس کے ہاتھ چوم لے

اسے زور سے گلے لگائے اور اس کا شکریہ ادا کرے اس نے دوسری دفعہ اس کی بہن کی عزت بچائی تھی ورنہ کسی کی نیت کا کیا پتا بند کمرہ اور اکیلی رات

ایک اکیلی لڑکی کسی نیک پارسا انسان کی بھی نیت بدل سکتی ہے لیکن وہ لڑکا وہ لڑکا نہیں تھا بلکہ وہ فرشتہ تھا حیدر کو لگا وہ فرشتہ تھا

ہاں وہ فرشتہ ہی تو تھا

بھائی میں نے آپ کو بتایا نا کہ پہلے مجھے لگا کہ حاشر نے ہی یہ سب کچھ کیا اور اس نے عاریہ کے ساتھ کچھ غلط کیا ہے لیکن نہیں بھائی عاریہ کے مجھے سب بتانے کے بعد

ہم نے لائبریری کے باہر کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھی
وہ ویسے تو بہت شاطرانہ طریقے سے کھیلے مگر وہ سب سے بڑا ثبوت ہمارے ہاتھ چھوڑ گئے

ویڈیو میں وہ سب تھا وہی دو لڑکے تھے بھائی مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے اس کی شکل دیکھی ہے وہ وہی لڑکے تھے۔۔۔۔۔
وہی دو لڑکے تھے جن کو ہم نے چھوڑ دیا تھا

انہوں نے دروازہ بند کیا تھا اور ہاں لائبریرین بھی غائب ہے انہوں نے لائبریرین کو مار دیا ہے بھائی
یا پتا نہیں مارا ہے کہ نہیں لیکن وہ اس ویڈیو میں اس کو بے ہوش کر کے کہیں لے جاتے دکھائی دے رہے تھے

ہم نے غلطی کر دی تھی حنان ہمیں انہیں چھوڑنا نہیں چاہیے تھا اگر ہم انہیں نہ چھوڑتے تو آج اس سب کی نوبت ہی نہ آتی

یہ غلطی ہماری ہی ہے۔۔۔

حیدر نے کہا تھا تو حنان اس کی بات پر پوری طرح متفق ہوا تھا۔۔۔آپ صحیح کہہ رہے ہیں بھائی ہمیں انہیں نہیں چھوڑنا چاہیے تھا

انہوں نے حاشر کے سر پر مصیبت کھڑی کی

آپ کو پتہ ہے اس کی بہن کتنا پریشان ہو رہی تھی اس کے گھر والوں کا نہ جانے کیا حال ہوا ہو گا

ہاں یہ تو ہے حنان لیکن وہ لڑکا بہت اچھا لڑکا ہے حنان میں ایک دفعہ اس سے ملنا چاہوں گا حیدر نے کہا تھا

جی بھائی ضرور میں آپ کو اس سے ضرور ملواؤں گا

وہ مجھے بہت عزیز ہوتا جا رہا ہے بھائی

اس کی لہجے میں حاشر کے لیے بے پناہ محبت عزت اور عقیدت تھی

بھائی ان شاءاللہ ان شاءاللہ ہم اس بار پھر ان سے اپنا بدلہ لیں گے میں ان دونوں لڑکوں کو اتنی دردناک موت دوں گا کہ وہ ساری دنیا کے لیے ایک عبرت کا نشان بن جائیں گے بھائی آپ دیکھنا میں اس کو بالکل بھی نہیں چھوڑوں گا

حاشر، میں اور آپ۔۔۔۔۔۔ ہم تینوں مل کر کوئی نہ کوئی پلان بنائیں گے اور دیکھنا بھائی میں نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کو نہ کھلا دیے تو میرے نام بدل دینا

وہ سیخ پا ہوتا اسے کہہ رہا تھا

ریلیکس حنان اس بار بھی ضرور بدلہ لیں گے لیکن ایسے نہیں سوچ سمجھ کر

اب وہ ہمارے لیے یہاں بیٹھے تو نہیں ہوں گے نا

وہ کہیں چھپ گئے ہوں گے حنان ہمیں ہر کام سوچ سمجھ کر نا ہو گا

سمجھداری سے ہر قدم اٹھانا ہو گا

جی بھائی صحیح کہہ رہے ہیں آپ

وہ اسکی بات سے متفق ہوا تھا

اتنے میں آئزل اور عاریہ بھی آئی تھیں عاریہ کو شدید بھوک لگی تھی میڈ

نے جلدی سے کھانا لگایا ہے تو وہ کھانے پر

تقریباً ٹوٹ ہی پڑی تھی اسے شدید بھوک نے ستا رکھا تھا بھوک کی وجہ سے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے انہوں نے مل کر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا

❤️❤️❤️

حاشر اور ایمان جیسے ہی گھر پہنچے ثمینہ بیگم ان کی طرف بھاگی تھیں میرا بچہ آگیا۔۔۔اس کو دیکھتے ہی وہ نم آنکھوں سے اس کی طرف بڑھی تھیں

حاشر ان کے آگے جھکا تھا ثمینہ بیگم نے اس کے سر پر بوسہ دیتے اسے بہت زیادہ پیار کیا تھا

کہاں گئے تھے میرے بچہ آپ کو پتہ ہے میں کتنا پریشان ہو گئی تھی

ماماماریلیکس میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا بتایا ہے نا میں لائبریری میں بند ہو گیا تھا غلطی سے اور موبائل کے سگنل نہیں تھے اس لیے میں آپ سے رابطہ نہیں کر پایا میں بالکل ٹھیک ہوں ماما

آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ ثمینہ بیگم کے سر پر بوسہ دیتا انہیں تسلی دے رہا تھا

جب کہ سعد بھی ساتھ ہی کھڑا تھا

بھائی۔۔۔۔وہ سعد کی طرف بڑھا تو دونوں بغل گیر ہوئے تھے

سعد نے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا

اپنا خیال رکھا کرو اس طرح کی لاپرواہی آئندہ نہیں ہونے چاہئے حاشر وہ غصے میں بولا تھا

ٹھیک ہے بھائی اس بار معاف کر دیں آئندہ ایسا نہیں ہو گا وہ ہنسا تھا

چلو بیٹا فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں میرا بیٹا رات سے بھوکا ہے نا
ثمینہ بیگم نے پیار سے کہا تھا تو وہ بھی اپنے روم میں فریش ہونے چلا گیا

ثمینہ بیگم ابھی کھانا لگا رہی تھیں حاشر فریش ہو چکا تھا
وہ اب ایمان کے کمرے میں کھڑا تھا
وہ دونوں آہستہ آواز میں کچھ بات کر رہے تھے

تو سعد وہاں آیا تھا اور وہ دونوں اسے دیکھتے خاموش ہوئے تھے

کیا باتیں ہو رہی ہیں؟

اندر آتے سعد نے پوچھا تھا

کچھ بھی نہیں بھائی بس ویسے ہی
حاشر نے بات بدلنی چاہی

نہیں کچھ تو بات ہو رہی تھی
سعد دوبارہ سے پوچھتا ہے

نہیں بھائی کچھ بھی نہیں میں تو بس ایمان سے پوچھ رہا تھا ماما کی طبیعت کے بارے میں

وہ بھی بول ہی رہا تھا کہ ایک زرنائے دار تھپڑ
اس کے چہرے پر پڑتا ہے

جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی؟؟

بڑا بھائی ہوں میں تم دونوں کا

اپنی انکھوں کے سامنے اپنے ہاتھوں میں پالا تم دونوں کو

میں تم لوگوں کی آنکھوں سے سمجھ سکتا ہوں کہ جھوٹ بول رہے ہو یا سچ

ماما سے تو تم لوگوں نے جھوٹ بول دیا چلو خیر وہ پریشان ہو جاتیں۔۔

لیکن مجھ سے چھپاؤ گے؟؟؟

میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے سارا سچ نہیں بتایا

اس سے پہلے کہ میں تمہیں ایک اور تھپڑ لگاؤں مار مار تمہارا حلیہ بگاڑ دوں

مجھے سچ بتا دو حاشر

وہ غصے سے دباد با چلایا تھا تاکہ باہر ثمینہ بیگم تک آواز نہ جا سکے

حاشر تو چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا

ایمان کی بھی حالت حاشر سے مختلف نہیں تھی۔۔۔

بتاتا ہوں بھائی۔۔۔۔وہ نظریں جھکاتا۔بولا تھا۔۔

ہمممم۔۔۔۔

دراصل بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔اور پھر حاشر نے اسے سب بتایا تھا
لائبریری میں بند ہونے سے لے کر،رات کیسی گزری، حنان کا ریکشن،
عاریہ کا اسکا دفاع کرنا، سی سی ٹی وی فوٹیج۔۔۔۔

سب بتایا تھا۔

وہ جیسے جیسے سنتا گیا اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔
ماتھے پر بلوں کا جال بکھرا تھا

میں انہیں چھوڑوں گا نہیں حاشر۔۔۔۔وہ دباد باسا غرایا تھا۔
حنان سر انکے بھائی اور میں کسی جگہ اکٹھے ہونے کا سوچ رہے ہیں۔آپ
بھی چلیے گا پھر مل کر سوچتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔

ہمم۔۔اوکے۔۔۔۔اپنا خیال رکھا کرو۔
سعد نے اسکے گال پر تھپکی دی تھی

ہٹ پرے۔۔۔۔۔کوئی ضرورت نہیں مجھے تیرے پیار کی بھائی۔۔۔۔
وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا تھا۔

یہ تھپڑ ضروری تھا حاشر تم اپنا وعدہ بھول رہے تھے۔

ہاں وہی وعدہ کے جو ہو جائے ہم تینوں بہن بھائی ایک دوسرے سے کبھی کچھ نہیں چھپائیں گے۔

تو یہ بات پیار سے سمجھا دیتے۔۔

وہ ابھی بھی ناراض تھا۔

ایمان ہنستی ہوئی کچن میں چلی گئی

جبکہ وہ دونوں کافی دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے

❤️❤️❤️

کھنڈر نما ویران جزیرہ جس کے چاروں طرف کھنڈرات ہی کھنڈرات تھے۔آسمان کو چھوتے سیاہ جھاڑی دار درخت جن پر ایک بھی سبز پتا نہ ہونے کے برابر تھا

یہ جھاڑی دار درخت ماحول کی حولناکی میں اضافہ کر رہے تھے

اندھیرا اس قدر تھا کہ ہاتھ سے ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا

ارد گرد بد صورت دکھائی دینے والے چند ہیولے ہاتھوں میں موم بتی تھامے قطار کی صورت میں کھڑے تھے اور درمیان سے راستہ چھوڑ رکھا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس نے ان کھنڈرات کے جزیرے پر پہلا قدم رکھا ہر طرف ایک شور سا اٹھا تھا۔

جیسے جیسے وہ قدم آگے بڑھتے جا رہے تھے آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں زرا کان لگا کر ان آوازوں کو سننے کی کوشش کرتے ہیں

خوفناک سی آوازیں تھی اور انتہائی بری طریقے سے ان آوازوں میں موجود لفظ ادا کیے جا رہے تھے

وہ لفظ کچھ اس طرح سے تھے کہ

"بلڈی مونسٹر"، "بلڈی مونسٹر"

اور پھر بلڈی مونسٹر کا سایہ دکھائی دیا۔۔۔

ہاتھ میں تلوار پکڑے دھیمے دھیمے قدموں سے بلڈی مونسٹر کی آمد ہوئی
آواز اب مزید بڑھتی جا رہی تھیں۔
سیاہ بڑی بڑی خوفناک آنکھوں میں بھر بھر سرمہ لگائے ماتھے پر بڑی سی
سیاہ بندیا لگائے کلائیوں میں بے تحاشہ سیاہ دھاگے باندھ رکھے تھے
سیاہ پیروں تک آتا گاؤن نما لباس پہنے اسکے قدم آگے کی جانب بڑھ رہے
تھے

کیا کوئی جانتا ہے اس بلڈی مونسٹر کو؟؟
کیا کوئی اسکی جنس پہچانتا ہے
وہ نر ہے یا مادہ۔۔۔۔
وہ کیا ہے۔۔وہ کون ہے،،،

چلیں ہم آپکو بتاتیں ہیں

بلڈی مونسٹر ایک نر ہے۔۔ایک لڑکی۔۔۔۔انتہائ خوفناک لڑکی

اتنی ظالم کے اسکی ظلمت سے ہر کسی کی روح کانپ جائے اور کانپتے کانپتے
پرواز کر جائے
وہ اس پرواز کرتی روح کو بھی کانپتے پر مجبور کر دینے کی طاقت رکھتی ہے

وہ انتہائ خوفناک دکھنے والی بلڈی مونسٹر

اسے پسند تھا اپنا درندہ نما روپ۔

اسے پسند تھا خون کی ہولی کھیلنا۔

۔۔

آہستہ آہستہ اپنے قدم بڑھاتی وہ اس کھنڈر نما جزیرے کے کھنڈر نما محل
کے اندر تخت پر آکر بیٹھی تھی۔

وہ خوفناک دکھائی دینے والے لوگ اب اسکی جے جے کر رہے تھے

بلڈی مونسٹر، بلڈی مونسٹر کے اس اٹھنے والے شور کو خاموش کروانے
کے لیے وہ اپنا ہاتھ کھڑا کرتی ہے

وہاں ایک دم سکوت چھاتا ہے

اے انصاف کی دیوی۔اے میری گرو۔۔

بلڈی مونسٹر

اے انصاف کی دیوی مجھے انصاف چاہیئے

میرے ساتھ انصاف کریے۔

ایک عورت چیختی چلاتی ہوئی اس کی جانب بھاگتی ہوئی اسکے قدموں میں آکر بیٹھی تھی

اے انصاف کی دیوی مجھے انصاف چاہیئے۔

وہ مسلسل انصاف کی پکار لگاتی اسکے قدموں میں گری تھی

بلڈی مونسٹر نے ایک اشارہ کیا تو وہ خوش ہوئی تھی اس عورت کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔

اے انصاف کی دیوی۔۔۔۔۔میرے ساتھ ظلم ہوا ہے۔۔۔میری عزت کو میری عظمت کو پیروں تلے کچلا گیا ہے۔

مجھے سر عام سنگسار کیا گیا ہے۔

میری عزت کو پامال کیا ہے گیا ہے

مجھے انصاف صرف آپ دلا سکتی ہیں اے انصاف کی دیوی۔

اور کھنڈر نما اس خوفناک محل کے تخت پر براجمان بلڈی مونسٹر اس
انصاف کی دیوی کے ماتھے پر پل بڑے تھے
سیاہ بڑی بڑی سرمے سے لبریز آنکھوں میں سرخی اس قدر در آئی تھی کہ
اسکی خوفناک آنکھیں مزید خوفناک ہوئی تھیں
اتنی کہ دیکھنا والے کی روح کانپ جائے

وہ پھر سے اس عورت کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتی ہے
وہ عورت خاموش ہو جاتی ہے

بلڈی مونسٹر اپنی خونخوار آنکھوں کو اٹھا کر دیکھتی ہے
سامنے ہی چار پانچ انتہائی خوفناک دکھائی دینے والے بڑے بڑے طاقتور
ہیولوں نے
ایک آدمی کو جکڑ رکھا تھا

وہ انہیں اپنی آنکھوں سے اسے یہاں لانے کا اشارہ کرتی ہے
آدمی کو اس کے پاس لایا جاتا ہے
وہ اپنی جگہ سے اپنے ہاتھ میں پکڑی تلوار کو سختی سے تھانتی اٹھ کھڑی ہوتی ہے

وہ اب آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی اس آدمی کی جانب بڑھ رہی ہوتی ہے جو زمین پر بے ہوش بیڑیوں میں جگڑا بیٹھا ہوتا ہے

بے ہوش ہونے کی وجہ سے اسکا سر نیچے گھٹنوں میں ڈھلکا ہوا ہوتا ہے
بلڈی مونسٹر اس پر یوں چھپٹتی ہے جیسے جانور شکار پر جھپٹتا ہے
ہوش میں لاؤ اسے۔۔۔۔۔وہ خوفناک آواز سے غرائی تھی
ان سب نے میں وہ پہلی دفعہ بولی تھی

اگلے ہی لمحے ہے وہاں کھڑے بدصورت ہیولوں میں سے ایک نے اس کے اوپر سخت گرم پانی کی بالٹی انڈیلی تھی

بے ہوشی میں بھی اس کی چیخیں اس کھنڈر نما محل کے در و دیوار سے ٹکرائی تھیں

"دوسروں کو اتنی ہی تکلیف دو جتنی خود کے لیے برداشت کر سکو "
وہ آہستہ مگر خوفناک لہجے میں بولی تھی اور اگلے ہی لمحے وہ اس آدمی کے ہاتھوں کی پانچ انگلیاں تلوار کے ایک وار سے کاٹ چکی تھی

اب منظر کچھ یوں تھا کہ وہ آدمی درد سے بلبلا رہا تھا اور اس کی پانچوں کٹی ہوئی انگلیاں اس کے سامنے پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے خون رس رہا

تھااس کے کٹے ہوئے ہاتھ سے بھی خون رستااس کے سفید لباس کو سرخ کر رہا تھا

اس کے تھوڑے دیر بعد ہی وہ اس کے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں بھی کاٹ چکی تھی اب سامنے انگلیاں پڑی تھی جن سے خون رس رہا تھااور وہ آدمی درد کی شدت سے پھر سے بے ہوش ہو چکا تھا

اس نے پھر سے اسے ہوش میں لانے کا حکم صادر کیااور اگلے لمحے پھر سے اسی بدصورت آدمی نے اس پر ایک دوسری گرم پانی کی بالٹی

انڈیلی تھی گرم پانی سے اس کا جسم شدید جل چکا تھااس کی چمڑی پگھل پگھل کر اس کے جسم پر گر رہی تھی

بلڈی مونسٹر نے آگے بڑھ کر اس کی ایک انگلی اٹھائی تھی اور اس کے چہرے کو اپنے بڑے بڑے ناخنوں سے دبوچے اس کا منہ کھولے وہ انگلی اس کے منہ کے اندر نچوڑی تھی اور

انگلی سے بہتے ہوئے خون کے قطرے اس ادمی کے منہ میں گرے تھے
اور پھر باری باری اس نے وہاں پڑی ساری ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ
ایسے ہی عمل کیا تھا
وہ ایک کے بعد ایک ان کو اٹھاتی اس کا منہ دبوچے خون منہ میں نچوڑتی
اسے پلا رہی تھی

اور وہ بار بار نفی میں سر ہلا رہا تھا

وہ عورت خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی

بلڈی مونسٹر کو اس لیے تو انصاف کی دیوی نہیں کہا جاتا وہ انصاف کرتی تھی اور اتنے برے طریقے سے انصاف کرتی تھی کہ دیکھنے والے کی روح بلبلا جاتی

وہ آدمی اپنی چند سانسیں لے رہا تھا لیکن بلڈی مونسٹر اس کی ان چند سانسوں کو بھی اتنا اذیت ناک بنانا چاہتی تھی جتنا وہ بنا سکتی تھی

اس نے پاس کھڑے اس خوفناک دکھائی دینے والے ہیولے کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس آدمی کا منہ کھولے اس کی زبان باہر نکالی تھی

اور اگلے ہی لمحے تلوار کے وار سے وہ اس کی زبان کاٹ کر نیچے پھینک چکی تھی

اس آدمی میں اب ہلنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی دوسرا سانس لیے بغیر ہی وہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا

وہ پیچھے کو ہٹتی اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے

اپنے کھنڈر نما محل کی چھت کو دیکھتی زور زور قہقہ لگاتی ہنسی تھی
وہ ہستی جا رہی تھی ہنستی جا رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس محل میں
کھڑے بد صورت ہیولوں کے قہقوں کی آواز اسکے قہقوں میں
شامل ہوئی تھی

!!!!!!!!!چپ
اس کی چیختی ہوئی آواز سے سب ایک دم خاموش ہوئے تھے
یہ ہے ظلم کا بدلہ جو بھی اس روئے زمین پر ظلم کرے گا وہ بلڈی مونسٹر
کے ہاتھوں بچ نہیں سکے گا
وہ عورت اپنا انصاف پا کر اسکے قدموں میں جھکی اسکی شکر گزرا تھی

کسی کو تکلیف دینا آسان ہے لیکن خود وہی تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل ہے اسی لیے کہتے ہیں کہ کسی کو اتنی ہی تکلیف دو جتنی خود کے لیے برداشت کر سکو ہم دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں درد نہیں ہوتا لیکن جب وہی تکلیف خود پر آتی ہے تو پھر ہم سمجھتے ہیں کہ ہاں یہ تکلیف صرف دردناک ہی نہیں بلکہ اذیت کی وہ صورت ہے جس میں انسان کو مر جانا چاہیے

وہ واپس سے اپنی خون زدہ تلوار ہاتھ میں پکڑے دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی محل سے باہر نکلی تھی

اور پھر آہستہ آہستہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اندھیرے میں کہیں غائب ہوئی تھی

❤️❤️❤️

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی سٹڈی روم میں آئی تھی۔

حیدر وہاں نہیں تھا۔

وہ اب چلتی ہوئی اسکے ٹیبل کے قریب آئی تھی جہاں کاغذ بکھرے پڑے تھے۔۔وہ انہیں سمیٹنے لگتی ہے۔

جیسے ہی وہ دوسری طرف نظر دوڑاتی ہے تو اسے صوفے پر ایک ورق الگ سے رکھا دکھائی دیتا ہے

بھائی بھی نہ سنبھال کر نہیں رکھتے اور پھر انہیں دوبارہ لکھنا پڑتا ہے۔۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتے بولتی ہوئی صوفے کے قریب جاتے اس کاغذ کو اٹھاتی ہے۔

پہلے تو وہ اس پر ایک نظر ڈالے بغیر ہی باقی کاغذوں کے ساتھ رکھ کر واپس پلٹنے لگتی ہے پھر کسی خیال کے تحت واپس مڑتی ہے اور اس کاغذ کو اٹھا کر دیکھنے لگتی ہے

وہ اب اس پر لکھی تحریر کو پڑھنے لگتی ہے۔
وہ جیسے جیسے پڑھ رہی تھی اسکے چہرے پر مسکراہٹ آتی جا رہی تھی۔
تحریر کچھ یوں تھی کہ :

" میں ہماری گھر کی بالکنی میں لگی کھڑکی باہر دو پہاڑوں سے بہتی ایک آبشار کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ کیسے ان دو پہاڑوں کے ملن سے یہ خوبصورت آبشار نکل رہی

کیسے اس میں دھنک کے رنگ کھل رہے ہیں کتنا پیارا منظر ہے نا میں یہ سوال خود سے کر رہی تھی۔۔۔!

اور سوچ رہی تھی کہ ایسے ہی دو لوگوں کے بیچ ایک باہمی اور خوبصورت تعلق ہو تو وہ بھی اسی آبشار کی مانند ہوتا ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہوتی

"وہ خوبصورت اور امر رہتا ہے

اور یہ چھوٹی سی تحریر پڑھ کر اسکی آنکھوں کے سامنے ایک چہرہ لہرایا تھا۔

پہلے تو وہ حیدر کی تحریروں کو صرف کہانی کے طور پر پڑھا کرتی تھی مگر آج
ان لفظوں کے معنی بدلے تھے احساسات بدلے تھے
آنکھوں میں تصوراتی چہروں کی جگہ اب ایک حقیقی چہرے نے لی تھی

اور یہی وہ لمحہ تھا جب عاریہ علی سکندر کا دل بدلا تھا۔۔یہی وہ لمحہ تھا جب
عاریہ علی سکندر کی آنکھوں میں ایک چہرہ آبسا تھا۔

آپ میرے ساتھ محفوظ ہیں عاریہ۔۔۔۔۔۔
اسکی کہی گئی باتیں عاریہ کے کانوں میں گونجنے لگی تھیں

میں مرد ہوں اور مرد عورت کا محافظ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔
اسکی یہ بات اسکے دل پر لگی تھی

میں آپ پر ایک غلط نظر ڈالنا اپنی مردانگی کی تذلیل سمجھتا ہوں۔
بے اختیار اس کے لب مسکرائے تھے

وہ ساری رات لائبریری میں بند تھے۔۔وہ اسکے سامنے بیٹھی تھی۔
اکیلی رات۔۔۔۔ایک اکیلی لڑکی۔۔۔بند جگہ۔۔۔
کسی کی نیت کا کیا اعتبار کب بدل جائے

لیکن وہ شخص۔۔۔۔

چھونا تو دور کی بات اسنے اپنا سایہ تک عاریہ پر پڑنے نہیں دیا تھا اور یہی چیز عاریہ کو اسکا گرویدہ کر گئی تھی۔۔۔

بے اختیار وہ مسکراتی ہوئی۔۔۔وہ کاغذ اپنے پاس چھپائے سٹڈی سے باہر آئی تھی۔

وہ اس تحریر کو ہمیشہ سنبھال کر رکھنا چاہتی تھی کیونکہ یہی وہ تحریر تھی جسے پڑھ کر ایک وجود اسکے دل میں اترا تھا۔

اتر تو اسی دن ہی گیا تھا جب وہ اسے حنان کے آفس میں ملا تھا

لیکن وہ تحریر پڑھنے کے بعد اسے احساس ہوا تھا اسے محسوس ہوا تھا کے ہاں

وہ اس کے دل نہاں خانوں میں موجود ہے۔۔

❤️❤️❤️❤️

رات کے تقریباً ساڑھے نو بجے کا وقت تھا جب گاڑی شہر کے سب سے...
بڑے سیلون کے سامنے جا کر رکی تھی۔۔
وہ ساڑھی کا پلو سنبھالتی کار سے نکلی تھی اور بیگ میں ہاتھ ڈالتے کچھ تلاش
کرتی سیلون میں داخل ہوئی تھی
پہلے تو وہاں موجود سبھی لوگوں نے اسے رشک سے دیکھا تھا پھر اسکی سرد
نظروں سے سب اپنی نظریں جھکانے پر مجبور ہو گئے بلاشبہ وہ ایک حسین
عورت تھی جہاں کہیں بھی جاتی۔۔۔۔۔۔
۔۔لوگ مڑ کر اسے دوبارہ دیکھنے پر مجبور ہو جاتے۔
سنو۔۔۔۔اس نے بیوٹیشن کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا
ویسے تو میں کبھی سیلون نہیں آئی کیونکہ میں خود کو خود ہی بہتر طریقے سے
سنوار سکتی ہوں۔

۔ مگر آج مجھے ایک ڈیسنٹ لک چاہیئے۔۔۔۔۔لائک ساڑھی وغیرہ سے ہٹ کر۔۔۔۔ساڑھی پہننا میرا سٹائل ہے میں اپنے سٹائل کو چھوڑ نہیں سکتی۔۔

گہری سرخ لپسٹک سے مجھے بے تحاشہ محبت ہے۔

وہ آئینے میں دیکھتی بول رہی تھی۔

مگر آج تم مجھے ان سب سے ڈفرنٹ لک دو گی۔۔اگر تو مجھے میری وہ لک جو تم دو گی اچھی لگی تو بہتر ورنہ تم اس دنیا میں دوبارہ نظر نہیں آؤ گی

سامنے لگے بڑے سے آئینے میں خود کے سراپے پر ایک نگاہ ڈالتی وہ بیوٹیشن کو اچھا خاصا خوفزدہ کر چکی تھی

وہ بیوٹیشن جانتی تھی اسے اچھے سے اسکی فطرت کو بھی اسکے قہر سے بھی وہ اچھے سے واقف تھی۔۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں اپنے لیے دعا خیر مانگتی زائشہ کے بالوں کو طرف آتی

ہے۔

❤️❤️❤️

حیدر کل رات حاشر سے ملنے کی خواہش ظاہر کر چکا تھا

آخر حنان بھی تو یہی چاہتا تھا اس نے صبح صبح حاشر کو کال کر کے قریب ہی

میں بنے کیفے ٹیریا میں بلایا

حاشر سعد کے ساتھ ان دونوں سے پہلے کیفے پہنچ چکا تھا

حنان کو اپنی طرف آتا دیکھ حاشر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اسنے سرسری سی نظر

ساتھ آتے حیدر پر ڈالی وہ اسے نہیں جانتا تھا

پر چونکہ وہ حنان کے ساتھ آرہا تھا تو یقیناً اس کا حنان کے ساتھ کوئی گہرا رشتہ تھا اتنا تو وہ جان چکا تھا

حاشر نے حنان سے ملتے حیدر کی طرف سلام کے لیے ہاتھ بڑھایا جسے حیدر نے تھام کر اپنی طرف کھینچا اور حاشر کو گلے لگا لیا

تم نے میری عاریہ کی حفاظت کی ہے اس کے لیے میں ہمیشہ تمہارا شکر گزار ہوں گا حاشر

میری جان بستی ہے اس میں اور تم نے میری جان کی حفاظت کی ہے اس لیے میں تمہارا شکر گزار ہوں

تم نے میری گڑیا کی حفاظت کی کہنے کو تو وہ ہماری بہنیں ہی۔ مگر ہم انھیں پیار باپ کی طرح کرتے ہیں آخر بھائی باپ ہی تو ہوتے ہیں

شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حیدر۔۔۔حیدر نام ہے میرا

حیدر نے حاشر کا بڑھا ہاتھ تھامے کہا

حاشر یہ حیدر ہیں میرے بڑے بھائی

انداز ہ ہو گیا تھا مجھے سر۔۔۔وہ مسکرایا تھا

حاشر اگر تم نہ ہوتے تو۔۔۔۔۔۔۔وہ آگے کچھ نہ بول سکا۔۔۔۔

تھینک یو سو مچ حاشر

پلیز حیدر بھائی مجھے بار بار شرمندہ مت کریں

سعد ان تینوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا

آپکا تعارف؟؟؟حنان اب سعد کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

سعد۔۔۔ملک سعد کاظمی۔۔۔حاشر کا بڑا بھائی۔۔

وہ سر کو خم دیتا بولا تھا

یہ میرے بڑے بھائی ہیں حنان سر

ماشاءاللہ انتہائی خوش خوار ٹائپ کے ہیں وہ ہنستے ہوئے بتانے لگا اینڈ سعد بھائی یہ ہیں حنان سر میں نے آپکو کل بتایا تھا ناں۔

اور یہ ان کے بڑے بھائی حیدر علی سکندر۔ ہمارے رائٹر جن کی بکس ہم اکثر پڑھتے ہیں اب اشارہ حیدر کی جانب تھا

او اچھا یہ ہیں حنان نائیس ٹو میٹ یو حنان سعد آگے بڑھ کر حنان کے سے بغلگیر ہوا اور پھر حیدر سے۔

ویسے ایک راز بتائیں آپ کو۔؟؟ حیدر نے آنکھ دبائے سوال کیا تھا

سعد دھیما سا نظریں جھکائے مسکرایا تھا

کیا راز۔۔۔۔؟

حنان اور حاشر حیران ہوئے تھے۔

راز یہ ہے کہ میں اور سعد کلاس فیلو رہ چکے ہیں اور نہ ہی صرف کلاس فیلو بلکہ بہت اچھے دوست بھی۔

وہ خوشی سے بتاتا ہوا دوبارہ سعد سے بغلگیر ہوا تھا۔

مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔حاشر رونی صورت بنائے بولا تھا۔۔

اب پتا چل گیا نا۔۔۔۔۔سعد نے نظروں کے ٹیڑھے زاویے سے اسے دیکھا تھا

بیٹھ جائیں کیا کھڑا ہی رہنا ہے؟؟؟

حنان نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ سب ٹیبل کے ارد گرد بیٹھے چکے تھے۔۔۔

حاشر آپ مجھے حنان بھائی کہہ سکتے ہیں۔

حنان اب حاشر کی جانب متوجہ ہوا تھا

نہیں مجھے شرم آتی ہے۔۔

وہ نظریں جھکائے بولا تھا۔۔۔

ہٹ بے شرم۔۔۔۔

حنان نے اسکے ٹیبل پر دھرے ہاتھ پر ایک جھاپڑ رسید کیا تو وہاں بیٹھے سب کے چہروں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

سعد اور حیدر کافی عرصے بعد ملے تھے سو ان میں ہلکی پھلکی باتیں جاری تھیں

جبکہ حنان اور حاشر تو کافی کی چسکیاں لینے لگے اور گاہے بگاہے انہیں بھی دیکھ لیتے

وہ دونوں باتوں میں اتنے مگن تھے کہ انہیں پتا ہی نہیں چلا کہ کب حنان اور حاشر نے انکے کافی کے بھرے ہوئے مگ اٹھا کر اپنے خالی مگ وہاں رکھ دیے تھے

اور جیسے ہی سعد نے کافی کا مگ بھاری سمجھ کر احتیاط سے اٹھانا چاہا تو وہ ہلکا پھلکا تھا۔

سعد نے دیکھا تو مگ خالی تھا

پھر حیدر کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا

اب سعد اور حیدر،،،ان کو گھور رہے تھے اور ادھر ادھر دیکھنے میں مصروف انکو مکمل اگنور کر رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

❤️❤️❤️

آئزل۔۔۔۔۔۔۔وہ جو حنان کا ڈریس پریس کر کے ہینگ کر رہی تھی عاریہ کو آتے دیکھ اسکی جانب متوجہ۔ہوئی تھی

جی آپی؟؟؟؟

عاریہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی

جب ہمیں یہ محسوس ہو کہ ہمیں کسی سے سے محبت ہو گئی ہے تو ہمارا پہلا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔۔

اب وہ عاریہ سے سوال کر رہی تھی

مجھ سے تو ایسے پوچھ رہی ہیں جیسے میں یہی کام کرتی رہتی ہوں۔

آئزل کے کندھے اچکا کر کہنے پر عاریہ نے بھوئیں اٹھائے اسے دیکھا تھا

کچھ زیادہ نہیں بولنے لگی تم۔۔۔۔۔عاریہ نے چھوٹی آنکھیں کر کے اسے دیکھا تھا۔

اچھا اب بس کریں۔۔۔۔۔آئزل نے ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔۔۔

اچھا بتاؤ نا کیا کرنا چاہیئے۔۔وہ اب ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

ا مممممم۔۔۔۔۔آئزل نے سوچنے والے انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔
عاریہ اسکے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

کرنا یہ چاہیئے کہ ۔۔۔۔۔۔اسکو کڈنیپ کرواور پھر ویاہ کرلو
۔۔۔ سمپل۔۔۔

وہ ہاتھ جھاڑتی خود کو فخریہ نظروں سے دیکھنے لگی کہ کیا زبردست آئیڈیا دیا
یے اس نے مگر مسلسل عاریہ کو گھورتا دیکھ وہ سیریس ہوئی تھی۔

کیا نہیں آیا پلین پسند۔۔؟؟؟ وہ اب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی
تھی۔

ہاں نہیں آیا پسند۔

وہ اداسی سے بولتی بیڈ پر دونوں ٹانگیں ٹکائے جا بیٹھی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا آپی۔۔۔۔۔۔۔۔ کہیں محبت تو نہیں ہو گئی حاشر بھیا سے ؟؟؟

اب آئزل کی باری تھی عاریہ کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھنے کی

جبکہ آئزل کے کہنے پر وہ تو بوکھلائی تھی
تمہیں کیسے پتا۔۔۔۔۔وہ بجلی کی تیزی سے اچھلی تھی۔
!میرا مطلب نہیں تو۔۔۔۔۔
وہ جھٹ سے بات بدلتی کندھے اچھاگئی

آئزل کو ہنسی آئی تھی یوں عاریہ کے بدلتے رنگ دیکھ کر۔

عشق مبارک ہو پیاری آپی۔۔۔۔۔
اور پھر عاریہ وہیں ساکت ہوئی تھی۔



اسکی آنکھوں۔پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔۔وہ یہ تو جانتی تھی کہ اس سے لباس بدلوایا گیا ہے مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے کیا پہنا ہے

اور جیسے ہی وہ آنکھیں کھولتی ہے سامنے آئینے میں خود کو مبہوت سی دیکھتی ہی رہ جاتی ہے

سر پر جوڑے کی جگہ اب سیاہ لئیر کٹ بالوں نے لی تھی۔۔
خالی آنکھوں میں اب سرمہ مسکارا اور لائنر نے اپنی جگہ لیتے اسکی آنکھوں کو اتنا حسین بنا دیا تھا کہ ۔۔۔وہ خود ہی خود کی آنکھوں میں ڈوبتی چلی جا رہی تھی۔

ہونٹوں پر گہری سرخ لپسٹک کی جگہ اب ڈیسنٹ سی براؤن لپسٹک نے لی تھی۔۔۔ جس نے اسکے لبوں کو پروٹیکٹ کر دیا تھا۔۔۔

کانوں میں بڑے بڑے جھمکوں کی جگہ اب سادہ سے ٹاپس نے لی تھی۔
گردن میں وہی ہلکی سی ڈائمنڈ کی چین۔۔۔

ساڑھی کی جگہ اب۔۔۔ بلیک شرٹ اور ٹراؤزر نے لی تھی۔
اور شرٹ کے اوپر پہنا گھٹنوں تک آتا سیاہ کورٹ۔۔۔۔۔
ساڑھی سے زیادہ وہ اس لباس میں حسین لگ رہی تھی۔۔۔
پیروں میں ہیل کی جگہ سیاہ جوگرز نے لی تھی۔
اسکا مکمل حلیہ ہی بدل گیا تھا۔

وہ حیرت سے خود کو دیکھتی چلی جا رہی تھی

وہ ساڑھیوں کی شوقین لال لپسٹک کی دیوانی۔۔۔آج اس روپ میں
انتہائی حسین لگ رہی تھی
وہ۔۔۔وہ لگ ہی نہیں رہی تھی جو ساڑھیوں میں ہوا کرتی تھی
اسکا تو آج نیا روپ سامنے آیا تھا۔۔
!... یہ پہن لیں میم

بیوٹیشن نے اسے واچ پہننے کو دی تھی جس کو اس نے اپنی کلائی میں باندھا
تھا

اور پھر سیاہ برینڈڈ چشمہ اسے دیا گیا تھا
جسے لگائے اسنے خود کا سراپہ پھر سے آئینے میں دیکھا تھا۔۔۔

کیامیرا یہ نیاورژن سب کو پسند نہ آئے گا..؟وہ خود سے ہی سوال کر رہی تھی۔

بیوٹیشن اب ساتھ کھڑی اسکے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

اب لگ رہی ہیں نا ینگ ڈیسنٹ۔۔۔۔پچیس سالہ بزنس وومین زائشہ مرزا خان۔

اک بھاری آواز پر وہ جھٹ سے پلٹ کر دیکھتی ہے تو سامنے ہاتھوں پر گلوز چڑھائے اپنے مخصوص حلیے میں وہ کھڑا ہوتا ہے۔۔۔۔

اسے اچانک یہاں دیکھ پہلے تو وہ حیران ہوئی تھی پھر ہلکی سی سمائل پاس کر گئی تھی۔۔۔۔۔

امیز نگ لگ رہی ہو لیڈی۔۔۔۔وہ سر جھکائے بولا تھا۔

آر یو شیور۔۔۔اس سے پوچھتے اس نے دوبارہ آئینے میں اپنے سراپے پر نظر ڈالی تھی۔

جھوٹ بولنا میری فطرت میں نہیں۔۔۔وہ جھٹ سے اپنا دفاع کر گیا تھا

اوکے۔۔۔وہ ہنسی تھی

گڈ جاب!!!!وہ اب بیوٹیشن کی جانب متوجہ ہوئی تھی اور اب جا کر بیوٹیشن کے سانس میں سانس آیا تھا۔

اسے ایک بھاری چیک تھماتی وہ بالوں کو اک ادا سے جھٹکتی آنکھوں پر یو نہیں سیاہ چشمہ ٹکائے مغرور چال چلتی۔۔۔۔۔اسکے ساتھ باہر آئی تھی

لگتا ہے آج طوفان آئے گا۔۔۔۔زائشہ کی جانب دیکھتا وہ بولا تھا۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگا۔۔۔۔وہ پوچھ رہی تھی کیونکہ آسمان صاف تھا وہ دیکھ چکی تھی

کیا آپ خود کو آئینے میں دیکھ نہیں چکیں ؟؟؟ سوال کیا گیا تھا۔
اور اسکی بات کا مطلب سمجھتے وہ سپاٹ چہرے اور سنجیدہ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

وہ اب اس کی جانب رخ کیے کھڑی ہوئی تھی تو اس کے قدم بھی وہیں رکے تھے۔

زائشہ نے جیسے ہی چشمہ ہٹایا۔۔۔۔سامنے کھڑے اسے پتھر کے وجود میں ہلچل ہوئی تھی۔

میں جانتی ہوں میں خوبصورت ہوں سو بار بار تعریف کر کے یاد دلانے کی کوئ ضرورت نہیں

وہ اسکو گہری نظروں سے دیکھتی دوبارہ سے واپس چلنے لگی تھی۔۔۔۔ جبکہ چشمہ اب ہاتھ میں تھام رکھا تھا

وہ دوبارہ سے اسکے ساتھ چلنا شروع ہوتا ہے

۔۔۔۔

کہو کیسے آنا ہوا؟؟؟

وہ اب مدعے پر آئ تھی۔۔

گاڑی کے قریب آتے اسنے گلوز پہنے ہاتھوں سے ایک فائل زائشہ کی جانب بڑھائی تھی

وہ اس سے فائل پکڑے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہے۔

وہ بھی اپنی آنکھوں سے فائل کی جانب اشارہ کرتا ہے کہ اسے پڑھو
اور وہ جیسے جیسے پڑھتی جارہی تھی اسکے ماتھے پر بل پڑتے چلے جارہے تھے

آخر اسنے زور سے فائل کو نیچے پٹخا تھا۔
فائل کے کاغذ اسکے قدموں میں بکھرے تھے۔۔
جن پر اپنے نئے چمکتے سیاہ جو گرز رکھتی وہ کار کا دروازہ کھولتے اس میں بیٹھی تھی۔

۔مگر اس نے کار کا دروازہ بند نہیں کیا تھا
آگ لگادو اس کمپنی کو۔۔۔

۔وہ گاڑی سٹارٹ کرتے بولی تھی

میں تم سے ایسے ہی کسی رد عمل کی توقع رکھتا تھا سو کہنے سے پہلے کام ہو گیا ہے ینگ لیڈی۔۔۔
اسنے سر کو خم دیتے کہا تھا۔۔

دوبارہ میری اجازت کے بغیر تم کچھ نہیں کرو گے ورنہ اس دنیا سے رخصت ہونے کی اگلی باری تمہاری ہو گی۔۔۔۔
وہ بغیر اسکی جانب دیکھتے۔۔۔کار کا دروازہ بند کرتے زن سے گاڑی آگے بڑھا لے گئ۔۔۔۔

سٹرینج۔۔۔۔۔۔۔وہ کندھے اچکا تا رہ گیا



پچھلے آدھے گھنٹے سے۔۔۔وہ روم میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی
آخر تھک کر باہر آئی تھی
باہر ثمینہ بیگم سے ملنے کوئی پڑوسن آئی ہوئی تھی۔
وہ پھر اسے اپنے کمرے میں گھسی تھی
ایک تو ہر وقت کوئی نہ کوئی ماما کی دوست آئی ہی رہتی ہے۔۔
ماما کی کتنی زیادہ دوستیں ہیں ایک میں ہوں جس کی آج تک کوئی دوست ہی نہیں بنی

یا اللہ میری ایک عدد پیاری سی دوست تو ہونی چاہیئے تھی نا۔۔۔۔۔

اور دعا کرتے وقت وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی دعا آسمانوں پر سنی جا چکی تھی

--

ایمان بیٹا۔۔۔میں نے چولہے پر دودھ رکھا جا کر دیکھو بیٹا گر نہ جائے کہیں۔۔۔

ثمینہ بیگم نے آواز لگائی تھی۔

آرہی ہوں ماما۔۔۔۔وہ جیسے ہی دوبارہ کمرے سے باہر نکلنے لگی۔۔کچھ یاد آنے پر واپس پلٹی تھی

اسنے وہ چادر الماری

سے نکالتے اپنے بیگ میں ڈالی تھی جو کل ہی وہ اچھے سے دھو کر پرس کر کے اس پر فریشنر سپرے کر کے اسے پلاسٹک بیگ میں ڈال چکی تھی۔۔

اسنے سوچا تھا وہ عاریہ کو واپس لوٹا دے گی۔۔۔

پھر اچانک ہی اسے فضاء میں کچھ جلنے کی خوشبو محسوس ہوتی ہے

اور اگلے ہی لمحے وہ بجلی کی تیزی سے کچن کی جانب لپکتی ہے اور کچن میں

دیکھتے ہی اسنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا

کیونکہ دودھ جناب آبشار کی طرح بہہ چکے تھے۔

اب ماما مجھے نہیں چھوڑیں گی۔۔۔

وہ سر پیٹتی رہ گئ۔۔





کافی دیر سے وہ اپنے گھر کے ٹیرس پر کھڑی۔۔۔۔آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھ رہی تھی

بار بار انہیں موبائل کے کیمرے میں قید کرنے کی کوشش کر رہی تھی

مگر جو منظر آنکھوں کے سامنے تھا وہ کیمرے میں قید نہیں ہو رہا تھا

عاریہ بھی اسکے ساتھ اس سے تھوڑا دور آ کھڑی ہوئی تھی

حنان اور حیدر بھیا کہاں ہیں؟؟رات ہو گئی ہے ابھی تک گھر نہیں آئے۔

اس نے سوال کیا تھا

وہ حاشر بھیا کے ساتھ ہیں۔۔۔۔

آئزل نے بتایا تو اسے شاک لگا تھا

مان لو آئزل کہ آج تم مجھے جھٹکے پر جھٹکے دے رہی ہو۔۔۔وہ ہنسی تھی

میں کیسے مان لوں جب میں نے ایسا کچھ کیا ہے نہیں وہ کھسیانی سی ہنسی تھی۔

تمہیں تو میں بتاتی ہوں۔۔

۔۔عاریہ اسکی جانب بڑھی تھی کہ اسکے پاؤں میں کوئی چیز اٹکی تھی اور وہ سیدھا آئزل میں جا کر لگی تھی

وہ خود تو فوراً سے سنبھلی تھی مگر اس تصادم میں آئزل کا موبائل اوپر ٹیرس سے سیدھا نیچے زمین بوس ہوتا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔

میرا۔۔۔موبائل۔۔

۔وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تھی۔۔

آئزل دھیان سے گر جاؤ گی۔۔۔عاریہ بھی اسکے پیچھے ہی بھاگی تھی۔

جیسے ہی وہ نیچے آئی تھی موبائل کے ٹکرے دیکھ نچلا ہونٹ باہر نکالے رونے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔۔

اور عاریہ ہی جانتی تھی کہ اگر وہ ایک دفعہ رونا شروع کر دے تو پھر مشکل سے ہی چپ ہو گی

حنان اور حیدر بھی گھر نہیں تھے۔

آئزل۔۔۔۔۔عاریہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

اور یہ آئزل نے رونا شروع کیا تھا

بھیاااااااا۔۔۔۔۔۔عاریہ کے تو ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

آئزل پلیز رو مت ہم نیا موبائل لے لیں گے

بھیا نیا موبائل لا دیں گا نا میری پرنسز کو

پلیز اندر چلو۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کے کیسے آئزل کو چپ کروائے۔۔۔

وہ مسلسل وہیں بیٹھے روئے جا رہی تھی عاریہ مشکل سے اٹھا کر اسے اندر لائی تھی مگر اس کے رونے میں کمی نہیں آئی تھی

❤️❤️❤️

کام کی بات کر لیتے ہیں جس کے لیے آئے ہیں حیدر نے کہا تھا تو سب اب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے

کیا کرنا ہے اب۔۔۔۔ سعد نے پوچھا تھا

میں نے اپنی سورسز سے پتہ لگوایا ہے کہ وہ دونوں شہر سے فرار ہو چکے ہیں سب سے پہلے تو ہمیں انہیں ڈھونڈنا ہے

اس کے بعد ان کو زندہ تو میں بالکل بھی نہیں چھوڑوں گا حیدر نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تھا

چھوڑنا بھی نہیں چاہیے حیدر وہ اس قابل نہیں ہیں سعد نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تھا

تو آپ بتائیں ان کو کیسے ڈھونڈیں گے حاشر نے پوچھا تھا
کیسے ڈھونڈنا ہے یار سمپل سی بات ہے پولیس کی مدد تو ہم نہیں لے سکتے تو پھر کیا کرنا ہے حنان نے پوچھا تھا؟؟

میرے پاس ایک آئیڈیا ہے حیدر بولا تھا

کیا آئیڈیا؟؟
سب اس کی طرف پر تجسس نگاہوں سے دیکھ رہے تھے
جب میں نے زبیر کو مارا تھا تو میرے ہاتھوں اس کا موبائل لگا تھا اس کا موبائل ابھی بھی میرے پاس ہے

تو ہم اس کے موبائل سے ان دونوں کے نمبر لیں گے اس کے بعد انکی لوکیشن ٹریس کریں گے

اور یہ کام سعد سے اچھا تو کوئی نہیں کر سکتا

وہ سعد کی جانب دیکھتے بولا تھا

سعد تم دونوں کے نمبر سے انکی لوکیشن ٹریس کرو گے اور پھر مجھے بتاؤ گے

جیسا تم چاہو حیدر ساتھ سعد اثبات میں سر ہلائے بولا تھا

واہ حیدر بھائی بڑے چھپے رستم نکلے میں تو کل سے پریشان ہو رہا تھا کہ کیا کریں گے آپکو مجھے بتا دینا چاہیئے تھا نا۔۔۔

۔۔حنان نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا تھا تو وہ ہنسنے لگا تھا

خیر میں چاہتا تو اسی وقت تمہیں بتا دیتا لیکن میں ان دونوں سے ملنا چاہتا تھا اس لیے ملنے کا کوئی تو بہانہ چاہیے تھا نا

آپ کو ہم سے ملنے کے لیے کسی بہانے کی ضرورت نہیں ہے حیدر بھائی آپ جب چاہیں گے میں آپ سے ملنے آجایا کروں گا۔

حاشر نے آنکھ دبائی تھی۔۔۔ سعد اسکی بات کو دوسرے زاویے سے لیتا ہنسا تھا

حاشر نے خندہ پیشانی سے کہا تھا تو حیدر مسکرایا تھا
حیدر اب سعد کی جانب متوجہ ہوا تھا

سعد کیا کر رہے ہو آج کل ؟؟؟

کچھ نہیں یار کیا کرنا ہے بس جاب کی ادھر ادھر تلاش سعد نے بتایا تھا
تم چاہو تو میرا آفس جوائن کر سکتے ہو سعد۔۔۔مجھے خوشی ہو گی۔۔۔۔
سعد خاموش رہا۔۔۔۔۔حیدر نے پھر سے بولنا شروع کیا
بہت سی انٹر نیشنل کمپنیز۔۔۔جیسے کہ انگلینڈ، یورپ وغیرہ کی کمپنیز ہو گیٔ وہ
چاہتے ہیں کہ میں اپنی کتابوں کو انگلش میں ٹرانسلیٹ کروں اور ایک ایک
کاپی ان تک پہنچاؤں

اور اب مجھے ایک ایسی شخص کی ضرورت ہے جو میرا یہ کام کر سکے میں
تمہیں آفر کرتا ہوں سعد تم جب چاہو میرا آفس جوائن کر سکتے ہو

یہ میں تمہیں آفر نہیں کر رہا ایک دوست ہونے کے ناطے میں تم سے ریکویسٹ کر رہا ہوں کیونکہ مجھے تمہاری ضرورت ہے اور دوست وہی جو ضرورت کے وقت کام آئے

سعد مسکراتا رہ گیا تھا

حنان اور حاشر کے لبوں پر بھی مسکان آئی تھی

ان شاءاللہ حیدر مجھے خوشی ہو گی کہ میں تمہارے کسی کام آسکوں گا انشاءاللہ انشاءاللہ میں ایک دو دن تک خود تم سے ملنے تمہارے آفس آؤں گا

اور میں بتا رہا ہوں میری جوائننگ کی پارٹی دینی ہے تم نے

۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اب حیدر کو دھمکی دینے والے انداز میں کہا تھا

ہاں ہاں کیوں نہیں تمہارے آنے کی خوشی میں میں جہاں کو ستاروں سے سجادوں گا وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

بس بس یہ اپنے جو ڈائیلاگ ہوتے ہیں نا وہ صرف اپن کتابوں تک محدود رکھا کر مجھ سے ٹھرک نہ جھاڑا کر۔۔۔۔کالج کے زمانے میں بھی یہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا

سعد نے کہا تو حنان اور حاشر قہقہ لگا کر ہنسے تھے

چلو یار چلتے ہیں بہت دیر ہو گئی ہے عاریہ اور آئزل گھر میں اکیلی ہیں۔۔۔۔

حنان نے کہا تھا

تم لوگ ایسا کرو ہمارا گھر قریب ہی۔۔۔۔۔ہمارے گھر آجاؤ کوئی کھانا وغیرہ کھاؤ

اب کی بار حنان نے کہا تھا

۔۔۔۔۔نہیں نہیں حنان سر بہت دیر ہو گئی ہے ہم بھی چلتے ہیں۔۔۔۔

ماما انتظار کر رہی ہوں گی

چل اوئے۔۔۔۔ماما کے بچے آنا ہے میں کہہ رہا ہوں نا کہ چلو ہمارے گھر

حنان بضد تھا

سعد بھائی آپ ہی اس سے کہیں یہ تو ایسے ہی میری کوئی بات نہیں مانتا حالانکہ ماننی چاہیے میں اس کا ٹیچر ہوں

حنان بظاہر سعد سے مخاطب تھا مگر گھور حاشر کو رہا تھا۔

اوکے اوکے چلتا ہوں پیارے سر غصہ نہ کریں۔۔وہ ہنسا تو چاروں اب ان کے گھر کی جانب چل دیے

❤️❤️❤️

آئزل خدا کے لیے چپ ہو جاؤ۔۔۔۔بھائی آ گئے تو پھر رو لینا۔

پچھلے دو گھنٹے سے وہ روتی ہی چلی جا رہی تھی عاریہ سے کوئی بات نہیں کر رہی تھی عاریہ حنان اور حیدر کا نمبر ڈائل کر رہی تھی مگر دونوں کال نہیں اٹھا رہے تھے

عاریہ اب سر تھام کر بیٹھ چکی تھی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد حنان اور حیدر اندر داخل ہوتے دکھائی دیے بھیا سنبھالیں اسے۔۔۔۔۔عاریہ انہیں آتا دیکھ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

آئزل نے جھٹ سے سر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔

بھیا۔۔۔۔۔۔۔اب وہ بھاگتی ہوئی حیدر کی جانب آئی تھی۔۔

حیدر نے اسے فوراً سے گلے لگایا تھا اسے روتا دیکھ وہ دونوں پریشان ہوئے تھے

کیا ہوا میرا بچہ کیوں رو رہے ہو آپ؟؟

حنان نے پوچھا تھا۔۔

بھیا آپی نے میرا موبائل توڑ دیا۔۔۔وہ اونچا اونچا رو کر بتانے لگی

بھیا غلطی سے ٹوٹا۔۔۔۔وہ بولی تھی۔

کوئی بات نہیں میری جان۔۔۔آئزل ہم نیا موبائل لے لیں گے میں کل لا دوں گا اپنی گڑیا کو۔۔۔۔

حیدر اسکا سر تھپتھپاتا بولا تھا۔۔

لیکن آئزل تھی کہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

اوہ میرے اللہ میں کیسے بھول گیا عاریہ بیٹا باہر جاؤ۔۔۔حاشر اور اسکا بھائی سعد باہر کھڑے ہیں آپ جا کر انہیں گیسٹ روم میں بٹھائیں میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں

حنان کے کہنے پر عاریہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔

میں جاتی ہوں بھیا۔۔۔۔۔۔سر پر اچھے سے دوپٹا اوڑھتی وہ باہر گئی تھی۔

السلام علیکم۔۔۔۔۔۔عاریہ نے جاتے ہی سلام کیا تھا

وعلیکم السلام۔۔۔۔حاشر اور سعد نے مشترکہ جواب دیا تھا۔۔

اندر آئیں۔۔۔۔۔۔انہیں لیتی وہ گیسٹ روم میں آئی تھی۔۔۔

گیسٹ روم میں آتے ہی دونوں صوفے پر بیٹھے تھے۔

بھائی یہ عاریہ ہیں حنان سر کی بہن۔۔۔حاشر نے سعد کا تعارف عاریہ سے کروایا تھا

اور عاریہ یہ میرے بڑے بھائی ہیں سعد۔۔۔

حاشر کے کہنے پر وہ سر جھکا گئی۔

آپ بیٹھیں میں پانی لاتی ہوں۔۔۔ مسکرا کر کہتی وہ باہر جانے لگی جب حاشر نے اسے پکارا تھا

! عاریہ۔۔

جی...! وہ واپس پلٹی تھی۔

آئزل کیوں رو رہی تھیں؟؟؟

باہر کھڑے وہ آئزل کے رونے کی آواز سن چکے تھے۔

عاریہ نے آنکھیں میچیں تھی۔

دراصل وہ مجھ سے آئزل کا موبائل ٹوٹ گیا تو وہ اس لیے رو رہی تھی۔۔۔

وہ ہنستے ہوئے بتانے لگی۔۔۔۔

اوہ اچھا۔۔۔۔وہ بھی ہنسا تھا۔۔۔

عاریہ پانی لینے گئی تھی۔۔۔۔

پیچھے گیسٹ روم میں حاشر اور سعد رہ گئے۔۔

اہمم اہمممم۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا خیال ہے پھر۔۔۔۔سعد نے اسے ٹہوکا دیا تھا

کہا خیال؟؟؟حاشر نے حیرت سے سوال کیا

اب آئے جو ہیں تو میں تو کہتا ہوں رشتے کی بات بھی کر ہی لیں۔۔

سعد نے آنکھ دبائی تھی۔۔

بھائی۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسے گھورا تو وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔۔۔

ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے۔۔۔۔۔۔سعد نے کہا تھا۔۔

ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے۔۔۔ابا کہیں کا۔۔۔حاشر نے منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بنائے سعد کی نقل اتاری تھی تو وہ ہنستا ہوا سر جھکا گیا۔

۔

سوسوری یاروں۔۔۔۔۔۔۔ایکچولی وہ آئزل ٹھیک نہیں تھی تو اسی میں مصروف ہو گئے تھے ہم۔۔۔۔۔

حنان نے اندر آتے ہوئے معذرت کی تھی۔

نہیں نہیں حنان کوئی بات نہیں۔۔۔۔

ہم بس ابھی چلتے ہیں یہ تو آپ دونوں فورس کر کے ہمیں لائیں ہیں ورنہ بہت دیر ہو چکی ہے۔۔۔

سعد نے پاکٹ سے موبائل نکالے ٹائم دیکھا تو ساڑھے دس ہو رہے تھے

۔۔

بھیا بھیا۔۔۔جلدی سے پکڑیں گر رہا ہے گر رہا ہے۔
آئزل ٹرے میں مینگو جوس کے گلاس رکھتی لڑکھڑاتے ہوئے ہاتھوں سے
ٹرے حنان کے سامنے کرتی ہے
اس سے پہلے کہ ٹرے گلاس سمیت زمین بوس ہوتا حنان نے ٹرے تھاما
تھا۔۔۔

کیا بچے آپ بھی نا۔۔۔۔۔۔حنان نے ٹرے ٹیبل پر رکھتے کہا تھا
سوری بھیا۔۔انکی موجودگی کا احساس کرتی وہ زبان دانتوں میں دبا گئی تھی۔
جبکہ سعد اور حاشر نے نیچے منہ کیے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔
بالکل ایمان کی طرح ہے۔۔۔۔حاشر نے سوچا تھا

آئزل میری گڑیا رونا بند کریں۔۔

لادونگا میں موبائل آپکو کل

۔۔۔۔۔

وہ صوفے پر گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی

میرا بیٹا میری جان میں کہہ رہا ہوں نا میں آپ کو موبائل لا کر دوں گا

حیدر مسلسل اسے سمجھا رہا تھا

نہیں آپ آپی سے پوچھیں انہوں نے کیوں میرا موبائل توڑا ہے وہ بھی بضد تھی رو رو کر اس نے خود کو ہلکان کر دیا تھا

جان بوجھ کر تو نہیں نا توڑا میں نے آئزل۔۔۔

دیکھو آئزل بیٹا ایک چھوٹا سا موبائل تھا اس موبائل کے لیے آپ اپنی آپی سے لڑائی کریں گی

حیدر نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی اسے مجھ سے زیادہ اپنا موبائل پیارا ہے میں آئندہ اس سے بات ہی نہیں کروں گی

عاریہ غصے سے کہتی اٹھتی ہوئی کچن میں چلی گئی

آئزل دور تک اسے جاتا دیکھتی رہی

دیکھا بچے آپ نے خواہ مخواہ کی ضد کے باعث اپنی آپی کو ناراض کر دیا

موبائل آپ کو زیادہ پیارا تھا آپی سے

کہہ رہے تھے ناسب کہ ہم آپ کو لا دیں گے موبائل ہم نے منع تھوڑی نہ کیا تھا

نہیں مجھے ابھی موبائل چاہیے جب تک آپ مجھے موبائل نہیں لا کر دیں گے میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ سوؤں گی اور بس روتی ہی رہوں گی

اس نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا تھا اور دوبارہ اپنا سر گھٹنوں میں دیے رونے لگی تھی

ٹھیک ہے اب چپ ہو جائیں آج ہی آپ کو موبائل لا کر دوں گا اندر سعد اور حاشر آئے ہوئے ہیں

ایک دفعہ میں ان سے مل لوں آپ عاریہ کے ساتھ مل کر کھانا لگائیں ہم سب کھانا کھالیں گے جب تو میں اپنی جان کو موبائل لا کر دوں گا ٹھیک ہے نا؟؟؟؟

حیدر نے اسے پیار سے سمجھایا تھا تو وہ خوش ہوتی ہیں آنسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی

حیدر بھی اب گیسٹ روم کی جانب آیا ہے تھا جہاں حنان حاشر اور سعد بیٹھے تھے

عاریہ کو وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ کھانے کا انتظام کرو
سعد اور حاشر یہیں کھانا کھائیں گے

میڈ کی مدد سے عاریہ کھانا بنا رہی تھی

اور اب آئزل بھی وہاں گئی تھی
آئزل کھانا بنانے میں اس کی مدد کرتی رہی مگر عاریہ اس سے ناراض تھی
عاریہ نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔
آئزل کو اپنے رویے پر شرمندگی ہوئی تھی۔

❤️❤️❤️

کچن میں کھانا تیار کرتے ہوئے آئزل بار بار عاریہ کو بہانے بہانے سے
پکارنے کی کوشش کر رہی تھی اسے لگا تھا کہ عاریہ ویسے ہی اس سے ناراض
ہے لیکن وہ تو سچی والا اس سے ناراض تھی

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب وہ عاریہ کو کیسے منائے

آپی حاشر بھیا آئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔آئزل نے اسکا دھیان اپنی جانب متوجہ کروانا چاہا

عاریہ کا دل زور سے دھڑکا تھا لیکن وہ بولی نہیں تھی

آپی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج تو سپیشل والا کھانا بنائیں گی حاشر بھیا جو آئے ہوئے ہیں وہ آنکھ دبائی سلاد کاٹتے ہوئے عاریہ کو دیکھ بولی تھی۔

یہ ٹیبل پر رکھ دیں۔۔۔۔۔عاریہ نے اسکی جانب دھیان نہیں دیا تھا اور میڈ کو ہدایات دینے لگی۔۔۔

آپی میری بات سنیں نا۔۔۔۔۔۔۔! وہ روہانسی ہوئی تھی۔

میرا تم سے بحث کرنے کا کوئی موڈ نہیں ہے آئزل۔۔۔۔۔

۔وہ سنجیدہ لہجے میں کہتی ڈش اٹھاتی باہر چلی گئی تھی

آئزل کی آنکھوں میں پھر سے موٹے موٹے آنسو آئے تھے جنھیں وہ بمشکل حلق سے نیچے اتارتی دوسری ڈش اٹھاتی باہر آئی تھی۔۔

❤️❤️❤️

حنان بھائی اس تکلف کی کیا ضرورت تھی سچ میں۔۔۔۔۔

حنان اور حیدر انہیں ڈائننگ ٹیبل پر آنے کا کہہ رہے تھے اور وہ دونوں مسلسل منع کر رہے تھے۔

ایسے اچھا تھوڑی نہ لگتا ہے حیدر

۔۔۔۔۔۔۔۔سعد نے بھی کہنا چاہا

اچھا لگتا ہے بہت اچھا لگتا۔۔۔۔۔۔میری بہنوں نے بڑی محنت سے کھانا بنایا ہے چپ چاپ چلو۔۔۔۔۔

۔۔

انھیں گھسیٹتے ہوئے وہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔

حاشر کو تو اتنا عجیب لگ رہا تھا نا جتنا لگنا بھی نہیں چاہیئے تھا جبکہ سعد بظاہر نارمل تھا

عاریہ اور آئزل ٹیبل پر کھانا لگا چکی تھیں۔۔۔۔

وہ چاروں آکر ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

بغیر شرمائے اب تم دونوں نے کھانا کھانا ہے ٹھیک ہے

نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔حیدر نے بظاہر حاشر کو دیکھ دونوں کو کہا تھا

نہیں مجھے شرم آرہی ہے۔۔۔۔حاشر کے کہنے پر اندر کھڑی عاریہ بے اختیار ہنسی تھی۔۔

اوئے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔ بڑی ہنسی آرہی ہے آپی۔۔۔۔۔

عاریہ نے فوراً سے اپنا چہرہ سنجیدہ کیا تھا

آئزل، عاریہ بچے آپ دونوں بھی آجائیں۔۔۔۔۔
حیدر نے آواز لگائی تھی
تو دونوں آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ڈائننگ ٹیبل پر آئی تھیں
السلام علیکم۔۔۔۔۔ آئزل نے سب کو مشترکہ سلام کیا تھا
وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ سعد اور حاشر نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔۔
دونوں حیدر کے ساتھ والی چیئرز پر بیٹھی تھیں۔
آئزل اور عاریہ خاموش رہیں مگر ان چاروں میں کھانے کے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی گفتگو جاری تھی۔

آئزل کب سے یونہیں بیٹھی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی کھا کچھ بھی نہیں رہی تھی۔۔

کیا ہوا گڑیا آپ کھا کیوں نہیں رہیں۔۔۔

وہ جو عاریہ کی ناراضگی کی وجہ سے اداس تھی مشکل سے خود کو رونے سے کنٹرول کیے بیٹھی تھی۔

کچھ نہیں بھیا بھوک نہیں ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔اس نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔

اچھا آپ جائیں۔۔۔روم میں جا کر آرام کریں۔

حیدر کے کہنے پر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

سعد نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔۔

اتنا بھی کیا لاڈلہ ہونا۔۔۔ ہماری بھی بہن ہے بہت لاڈ سے پالا ہے ہم نے اسے مگر یہ کچھ زیادہ ہی بگڑ گئی ہے۔۔۔۔

اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔

آئزل کی نسبت عاریہ اسے زیادہ سمجھدار لگی تھی۔۔۔

پہلی ہی نظر میں وہ اسکے بارے میں غلط تصورات قائم کر گیا تھا۔۔۔۔

گیارہ ہو چکے ہیں مجھے لگتا ہے ہمیں نکلنا چاہیئے حاشر۔۔۔۔ماما پریشان ہو رہی ہونگی۔

سعد نے ٹائم دیکھتے حاشر سے کہا تھا۔۔۔

ہمم۔ چلیں چلتے ہیں۔

وہ دونوں اٹھے تو انکے ساتھ ہی حیدر اور حنان بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے

میری آفر پر سوچنا ضرور سعد۔۔۔۔۔حیدر نے گیٹ پر پہنچتے پھر سے اسے کہا تھا۔۔۔

حاشر۔۔۔۔۔۔عاریہ نے باہر کھڑے اسے پکارا تھا۔۔

جی؟؟؟؟؟

ایک تو جب وہ "جی" کہتا تھا نا عاریہ کا دل چاہتا تھا اپنی جی جان اس پر قربان کر دے۔

ایمان کو میرا اسلام کہیئے گا۔۔۔۔۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے کہا تھا

میں اسے بالکل بھی نہیں بتانے والا کہ میں آپ سے ملا ہوں۔۔۔۔۔

اچھا ایسا کیوں؟؟؟ وہ حیران ہوئی تھی۔

بدلے میں وہ سر کھجانے لگا تھا

اسے لگتا ہے مجھے آپ سے مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اچانک اسکی زبان کو بریک لگا تھا۔

عاریہ کی سانسیں وہی اٹکی تھیں۔۔

میں اس سے آپکا سلام کہہ دوں گا۔

میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔۔۔۔۔۔ایک ہی سانس میں ساری بات کہتا وہ تقریباً بھاگنے والے انداز میں گیٹ تک پہنچا تھا۔۔

حنان اور حیدر سے ملتے وہ گیٹ سے باہر نکل گئے تھے۔۔

انکے جاتے ہی عاریہ اندر گئی تھی اور میڈ کی مدد سے کچن سمیٹنے لگی تھی

یہ تو سچ تھا کہ آج اسنے ضرورت سے زیادہ کام کیا تھا۔

کیا باتیں ہو رہی تھی چھوٹی بھائ؟؟؟؟سعد چلتے ہوئے حاشر سے پوچھا تھا

کس سے؟؟؟

حاشر اسکی بات سمجھ نہ سکا اور درباری سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

بھابھی سے۔۔۔۔۔۔۔سعد نے آنکھ دبائی تھی۔

اور حاشر تو غش کھاتا رہ گیا۔۔۔جس چیز کا اس نے کبھی خیال تک نہیں کیا اسکے بہن بھائی اسے حقیقت کا روپ دیے بیٹھے تھے

یار بھائ یہ گندی باتیں مجھ سے نہ کیا کر میں بہت شریف بندہ ہوں۔۔

وہ ماتھے پر بل چڑھائے بولا تھا۔۔

اور سعد کا بے ساختہ قہقہ اسلام آباد کی سڑکوں پر گونجا تھا۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️

بھیا آپی مجھ سے ناراض ہیں۔

آئزل نے آنکھوں میں نمی لیے حنان کو بتایا تھا

ہاں تو بیٹا آپکی غلطی ہے نا۔

آپ نے انہیں کیوں ناراض کیا۔۔۔۔۔

وہ تینوں باہر لاونج میں بیٹھے تھے جبکہ عاریہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

ابھی موبائل لا کر دوں یا کل؟؟؟

حیدر نے آئزل سے پوچھا تھا۔۔۔

ابھی۔۔۔۔۔وہ معصوم سا منہ بنائے بولی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے میں ابھی لا کر دونگا۔۔۔ لیکن ایک شرط پر کہ آپ ہمارے واپس آتے تک عاریہ کو منالیں گی۔۔۔۔۔۔

شرط مشکل تھی مگر آئزل نے حامی بھری تھی۔

چل اوئے۔۔۔۔۔۔ حیدر نے اٹھتے ہوئے حنان کو بھی گھسیٹا تھا۔۔۔۔۔ لاڈ اٹھانے والے بھائی ہوں تو حنان اور حیدر جیسے۔۔انکی بہن کا موبائل ٹوٹ گیا تھا اور وہ آدھی رات کو اس کے لیے موبائل لینے جا رہے تھے تاکہ وہ روئے نہ۔۔۔۔

وہ دونوں باہر نکلے تو آئزل بھی روم کی جانب بڑھی تھی۔۔

❤️❤️❤️

عاریہ آپی پلیز مان جائیں نا۔۔۔۔۔

وہہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے منانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ اس سے بات کرنا تو دور کی بات اسکی جانب دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

آئزل مجھ تم سے کوئی بات نہیں کرنی بہتر ہے تم یہاں سے چلی جاؤ مجھے پریشان مت کرو۔۔۔۔

عاریہ نے غصے سے کہا تھا اور کروٹ بدلے سونے لیٹ گئی۔۔

آپی میں پھر سے رونے لگ جاؤں گی میں بتا رہی ہوں۔

میری بلا سے روتی رہو آئزل مجھے ایسی بہن نہیں چاہیئے جسے بہن سے زیادہ موبائل عزیز ہو۔۔۔۔

موبائل گر گیا ٹوٹ گیا ٹھیک ہے نیا آجائے گا

تمہیں یہ نظر نہیں آیا کہ اگر میں گر جاتی نیچے مر مرا جاتی تو پھر تو ٹھیک تھا نا

عاریہ کو سچ میں آئزل کا رویہ برا لگا تھا۔۔۔

آئزل کو شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔۔

سوری آپی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے بولی تھی

میں آئندہ ایسا نہیں کروں گی آپی سوری نا۔۔۔۔میں مانتی ہوں میری غلطی ہے پلیز معاف کر دیں۔

اسکے گلے میں باہیں ڈالے وہ مسلسل اسے سے معافیاں مانگ رہی تھی۔

آئزل پیچھے ہٹو۔

جبکہ آئزل کے ایسا کرنے سے عاریہ کا سانس گھٹ رہا تھا وہ اتنا زور سے اسے دبوچے کھڑی تھی۔

آئزل میں کہہ رہی ہوں نا پیچھے ہٹو۔۔۔۔۔۔۔عاریہ اسکی پیچھے ہٹانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

پہلے بولیں کے آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں پھر میں میں پیچھے ہٹوں گی ورنہ ایسے ہی ساری رات آپکے گلے لگی رہو نگی۔۔

اس نے دھمکی دی تھی۔۔۔عاریہ نے بے اختیار لمبا سانس اندر کو کھیں چا تھا۔

اوکے بابا ٹھیک ہے نہیں ہوں میں تم سے ناراض اب ہٹو پیچھے۔

جیسے ہی عاریہ نے کہا تھا وہ جھٹ سے پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔۔

پکا ناراض نہیں ہیں ناں۔۔۔۔اسنے کنفرم کرنا چاہا تھا۔۔

ہاں پکا۔۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی تو آئزل کی آنکھوں میں بھی چمک آئی تھی۔

اسکے بعد وہ کافی دیر عاریہ کو حاشر کے نام سے چھیڑتی رہی اور وہ چڑھ بھی رہی تھی۔

❤️❤️❤️

موبائل خریدنے کے بعد وہ دونوں مال آئے تھے۔۔حنان کو کچھ شرٹس خریدنی تھی

حنان شرٹس دیکھ رہا تھا اور حیدر واچ مین کے پاس کھڑا شیشے میں رکھی برینڈڈ واچ دیکھ رہا تھا۔۔

جی جی ڈیڈ میں مال آئی ہوں۔۔آپکے لیے اچھی وی واچ لے آؤں گی

وہ فون پر بات کرتی چلی آرہی تھی

جیسے ہی حیدر واچ لے کر واپس مڑا ایک دم زور سے اس سے ٹکرایا تھا

اس زبردست تصادم سے اسکے بال بکھر کر چہرے پر آئے تھے

واٹ دا ہیل ودیو۔۔۔۔۔ بالوں کو چہرے سے ہٹاتی کان کے پیچھے کرتی وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

وہ اب غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔آئے ایم سوری۔۔

وہ اس سے معذرت کرتا اسے حیران چھوڑتا حنان کی جانب بڑھا گیا تھا۔۔۔

یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے ایک نظر بھی زائشہ کو دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا ورنہ کون ایسا انسان نہیں تھا جو ایک دفعہ اسے دیکھنے کے بعد دوسری دفعہ دیکھنے کا خواہشمند نہ ہو۔۔۔۔

وہ حیرت سے اسے جاتا دیکھتی رہی

❤️❤️❤️

رات کو تقریباً بارہ بجے وہ گھر آئے تھے

آئزل اور عاریہ ابھی تک جاگ رہی تھیں

حیدر اور حنان کو آتا دیکھ وہ خوشی سے ان کی جانب لپکی تھی

یہ لیں بچے آپکا موبائل۔۔۔۔حیدر نے اسکی جانب موبائل بڑھایا تھا۔۔۔

جسے وہ خوشی سے تھامے اب کھول کر دیکھنے لگی تھی۔

تھینکیو سو مچ بھیا۔۔۔۔وہ اسکے گلے لگی تھی

خوش رہیں میرا بچہ۔۔۔۔حیدر نے اسکا سر تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا

چلیں اب سو جائیں کل یونیورسٹی بھی جانا ہے۔۔۔حنان نے کہا تو وہ دونوں سونے چلی گئیں۔

حیدر اور حنان بھی اپنے روم میں گئے تھے

❤️❤️❤️

اوہووووو تو عاریہ سے مل کر آرہے ہیں۔

وہ جو اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ پر بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا ایمان کو آتا دیکھ سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ حیدر سے کہہ رہا تھا آپ جب چاہیں میں آپ سے ملنے آسکتا ہوں

سعد نے اندر آتے خالص عورتوں جیسے انداز میں اسکی نقل اتاری تھی

۔۔۔وہ کہاں جائے کیا کرے ایمان اور سعد نے تو اس بچارے کو تنگ کر کر کے پریشان کر دیا

۔

بس ہمارے سامنے میسنی گائے بنتا ہے ویسے بڑا وہ ہے وہ۔۔۔۔

۔۔سعد نے آنکھ دباتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تو ایمان نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا

بس کریں آپ دونوں خواہ مخواہ کچھ بھی بولتے چلے جاتیں ہیں۔۔۔۔۔حد ہوتی ہے ویسے۔

وہ غصے سے اٹھتا ہوا لیپ ٹاپ وہیں پٹختا روم سے باہر نکل جاتا ہے۔

انہیں کیا ہو گیا ہے اتنی جلدی غصہ کر گئے ابھی تو عاریہ کی آنکھیں بنانے پر بھی انکو تنگ کرنا تھا۔۔۔

ایمان اسے یوں باہر جاتا دیکھ تاسف سے بولی تھی

کونسی عاریہ کی آنکھیں؟؟ سعد نے سوال کیا تھا

موصوف بھیا نے پینٹ کی ہیں عاریہ کی آنکھیں۔۔

ایمان ہنسی تھی۔

اوہ اچھا تو وہ عاریہ کی آنکھیں تھیں۔

سعد کو بے اختیار اس دن والا منظر یاد آیا تھا جب وہ پینٹنگ بنا رہا تھا اسکے پوچھنے پر وہ بات بدل گیا تھا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے مانو بلی عاریہ ہمارے بھائ کو پسند کرتی ہو گی۔۔ سعد نے جیسے راز کی بات پوچھی تھی۔۔
کوئ مشکل کام نہیں کل ہی آپکو پتا کروا دونگی بھائ۔۔۔۔۔

وہ ایسے بولی تھی جیسے اسے کسی چیز کا حکم دیا گیا ہو اور اسے وہ ہر حال میں پورا کرنا ہے۔۔

ڈن ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔ سعد نے وکٹری کا سائن دکھایا تھا۔
اچھا چلو مانو بلی بہت دیر ہو گئ ہے سو جاؤ اب تاکہ پھر صبح وقت سے آنکھ کھل سکے۔۔

سعد کے پیار سے کہنے پر وہ اپنے روم میں گئی تھی

❤️❤️❤️

ڈیڈ۔۔۔۔۔گھر داخل ہوتے ہی اسے مرزا صاحب سامنے بیٹھے دکھائی دے گئے تھے۔۔

اسے آتا دیکھ وہ مسکراتے ہوئے باہیں پھیلا گئے تھے۔۔۔

زائشہ جھٹ سے انکے گلے لگی تھی۔

مس یو ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔

مس یو ٹو میرا بچہ۔۔۔۔مرزا صاحب نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا

ماشاءاللہ آج تو میری گڑیا بہت اچھی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔اسکا نیا گیٹ اپ دیکھ مرزا صاحب نے تبصرہ کیا تھا۔

آپکی ماما بھی ایسی ہی ڈریسنگ کیا کرتی تھیں بیٹا۔۔۔۔۔

مرزا صاحب کے لہجے میں اداسی چھلکی تھی۔
جبکہ زائشہ کو کسی نے نوٹ نہیں کیا تھا۔۔۔اسکی آنکھوں میں بے پناہ سرخی اتری تھی۔

ڈیڈ آپ نے کھانا کھایا؟؟؟زائشہ نے اب بات کو بدلنا چاہا تھا۔
ہاں بیٹا کھایا اب بس سونے جا رہا ہوں رات بہت ہو گی آپ بھی آرام کریں

مرزا صاحب اٹھے تو وہ بھی اٹھی تھی۔
اوکے ڈیڈ گڈ نائٹ ہیو آ سویٹ ڈریم۔۔۔۔۔۔۔ مسکراتی ہوئی وہ سیڑھیاں اترتی اپنے روم کی جانب بڑھی تھی

❤️❤️❤️

اپنے روم میں وہ کھڑکی کے پاس وہ باہر کے منظر کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی
وہ مسلسل کچھ سوچ رہی تھی مگر نہ جانے کیا۔
آج زندگی نے اسکی واقفیت ایک نئے چہرے سے کروائی تھی اور وہ واحد ایسا
چہرہ تھا جسے خود زائشہ مرزا خان دوبارہ دیکھنا چاہتی تھی۔۔
روزانہ ہزاروں کے قریب لوگوں سے اسکا سامنا ہوا کرتا تھا کسی کی طرف
ایک نظر دیکھنا بھی وہ گوارہ نہیں کرتی تھی مگر مال میں ٹکرائے اس انجان
شخص سے وہ دوبارہ ملنا چاہتی تھی جس کے نام سے بھی وہ ناواقف تھی۔
کیا یہ عجیب اتفاق نہیں تھا۔

اپنا موبائل اٹھاتی اس پر ایک نمبر ڈائل کرتی فون کان سے لگا گئی تھی۔
مجھے اس لڑکے کی ساری ڈیٹیلز چاہیئے نام پتا تصویر کیا کرتا ہے، کہاں
جاتا ہے غرض ہر قسم کی ڈیٹیل۔۔۔۔۔ سمجھے۔۔۔۔

کام ہو جائے گا میم۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے بات سنے بغیر ہی اس نے کال کٹ کر دی تھی۔۔۔

❤️❤️❤️

صبح صبح یونیورسٹی میں وہ کیفے ٹیریا آئی تھی یہ تو اسکی روز کی عادت بن چکی تھی یونیورسٹی آجانے کے بعد یونی کے کیفے ٹیریا سے کافی پینا۔۔۔۔۔۔

کافی لیے ابھی وہ واپس پلٹی ہی تھی کہ اپنے سامنے حنان کو دیکھ بمشکل اس سے ٹکرانے سے بچی تھی۔

اور ایسا کرنے سے گرم گرم کافی اسکے ہاتھ پر گرتی اسکا ہاتھ جلا چکی تھی۔

آہہہہ۔۔۔۔۔! اپنے ہاتھ کو وہ مسلسل جھٹک رہی تھی اور جلن کی تکلیف سے آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

ایمان آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔حنان پریشانی سے بولتا اسکا ہاتھ تھام چکا تھا

۔۔

یہاں بیٹھے۔۔۔اسکا ہاتھ تھامے اسے لیتے وہ ٹیبل پر آیا تھا

اسے چیئر پر بٹھاتے وہ جلدی سے گلاس میں ٹھنڈا پانی لایا تھا۔۔۔۔

ادھر دکھائیں ہاتھ۔۔۔۔دوبارہ سے ایمان کا ہاتھ تھامے اسے ایک طرف کرتے اس پر ٹھنڈا پانی گرا چکا تھا۔

وہ جو تکلیف کی وجہ سے یہ نظر انداز کر گئی تھی کہ حنان اسکے ساتھ ہے اب جب ٹھنڈا پانی ہاتھ پر پڑا تو اسے ہوش آیا تھا

اور یوں اس طرح حنان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھ، شرم وحیا سے اسکا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

ایمان نے جھٹ سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے کھینچا تھا

تو وہ بھی سیدھا ہوا تھا۔

اب جلن تو نہیں ہو رہی نا۔۔۔۔۔حنان نے اس سے پوچھا تھا
وہ نفی میں سر ہلا گئی جبکہ اسکے ہاتھ پر شدید جلن ہو رہی تھی اب وہ اسکو کیا بتاتی

آنکھیں کھول کر چلا کریں میڈم لگتا ہے ہر کسی پر کافی گرانے کا بہت شوق ہے آپکو

کیفے ٹیریا کے عین بیچ و بیچ لگے پلر سے وہ اوٹ لگائے ٹانگوں کو کراس کی صورت میں کیے ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالے دوسرے ہاتھ کو گھٹنے پر رکھے وہ اب اسکی جانب متوجہ تھا

اور وہ وہاں بیٹھی مشکل سے ضبط کر رہی تھی کافی شدید گرم تھی اور اسے اب جلن کا احساس کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔۔۔

آپ پر تو نہیں گرائی نا۔۔۔وہ بھڑکی تھی

اچھا تو اس دن کیا تھا جب آفس کے سامنے صبح ہی صبح آپ نے مجھ پر کافی کی برسات کی تھی۔

وہ اسے یاد دلانے لگا تھا۔

بھاڑ میں جائیں آپ ہٹیں میرے سامنے سے وہ اسے گھورتی بجلی کی تیزی سے اٹھتی آگے بڑھنے لگی جب اسکا پاؤں ٹیبل سے زور سے ٹکرایا تھا اس سے پہلے کہ وہ گرتی حنان اسے جھٹ سے تھام چکا تھا۔

خیال سے ایمان کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔

اسے ایمان آج کچھ ٹھیک نہیں لگی تھی۔۔

وہ جلدی سے سنبھلی تھی۔۔۔۔نم آنکھوں سے اسے گھورتی وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

وہ ہر بار اسکے سامنے آتا اسکی آنکھوں کو نم کر جاتا تھا بھلے ہی وہ اسے کچھ نہیں کہتا تھا مگر اسکے سامنے ہوتے ہی ایسی ایسی وجوہات بن جاتی کہ وہ رو پڑتی۔

عجیب لڑکی ہے کوئی تمیز ہی نہیں ہے ٹیچر سے ایسے بات کرتے ہیں

ناک سکیڑے وہ تاسف اسے دور جاتا دیکھتا رہا پھر سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔

❤️❤️❤️

چلیں ماما آج میں آپکو اچھی سی چائے بنا کر دیتا ہوں۔۔اور ایک گڈ نیوز بھی سناتا ہوں

کچن میں ثمینہ بیگم کو چولہے کے پاس کھڑا دیکھ وہ انہیں سائیڈ پر کرتا خود چولہا جلانے لگا تھا۔۔

اچھا کیا خوشخبری؟؟؟ثمینہ بیگم نے تجسس سے پوچھا تھا

آپ باہر جا کر بیٹھیں ماما میں پانچ منٹ میں چائے لے کر آتا ہوں پھر آپکو بتاتا ہوں۔

اوکے بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔

سعد کے کہنے پر ثمینہ بیگم باہر جا بیٹھی تھیں اور وہ چائے بنانے میں مصروف ہوا تھا

تقریباً دس منٹ ہی گزرے تھے کہ وہ چائے لیے باہر آیا تھا۔۔

لیجئے ماما۔۔۔۔۔

ٹرے سے کپ اٹھاتے ثمینہ بیگم کے سامنے رکھتے خود دوسرا کپ اٹھائے وہ ان کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھا تھا۔

ثمینہ بیگم نے چائے کا ایک سپ لیا تھا۔۔۔۔۔

یقین سے کہہ رہی ہوں بیٹا ایمان سے اچھی چائے بنا لیتے ہو آپ۔۔۔
ثمینہ بیگم ہنسی تھیں۔

ایسا نہیں ہے ماما جو مزہ ایمان کے ہاتھ کی جلی ہوئی چائے پینے میں ہے وہ کسی
بھی
ریسٹورنٹ کی مہنگی سے مہنگی چائے میں بھی نہیں وہ ہنسا تھا

اگر یہاں مانو بلی ہوتی تو ضرور پنجوں سے مجھ پر وار کر چکی ہوتی۔۔۔
اسے تصور کرتا وہ۔۔۔ ہنسا تھا۔۔

ثمینہ بیگم بھی۔۔۔۔اسے دیکھ مسکرا رہی تھیں

ایک ماں کے لیے خوبصورت ترین ہوتے ہیں وہ لمحے جب انکی اولاد "
"مسکراتی ہے۔۔

۔

اچھا بیٹا کیا گڈ نیوز سنانے والے ہیں آپ مجھے ؟؟

اممممم۔۔۔میری جاب لگ گئی ہے ماما۔۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا
اور ثمینہ بیگم خوشی سے کھل اٹھی تھیں

ماشاءاللہ میرا بیٹا بہت بہت مبارک ہو آپکو۔
مبارکباد کے ساتھ اب وہ اسے ڈھیروں دعائیں بھی دینے لگیں تھیں

کہاں لگی ہے بیٹا آپکی جاب۔۔۔وہ اب سنجیدہ ہوئی تھیں

ماما آپکو پتا نہیں یاد ہو یا نہ ہو کالج کے زمانے میں میرا ایک دوست ہوا کرتا تھا
حیدر علی۔ابھی بھی ہے اسی نے مجھے جواب کی آفر کی ہے
وہ بتانے لگا اور ثمینہ بیگم سنتی رہیں۔

❤️❤️❤️

کندھے پر بیگ لٹکائے ہاتھوں میں دو تین کتابیں تھامے وہ جلدی جلدی سے چلی آ رہی تھی جب سامنے ہی کسی سے زبردست قسم کا ٹکرائ تھی اور اسکی ہاتھ میں پکڑی کتابیں زمین بوس ہوئ تھی۔۔

وہ جلدی سے کتابیں اٹھانے جھکی تھی۔

بدتمیز ایڈیٹ۔۔۔۔دکھائ نہیں دیتا کیا۔۔پاگل ہو کیا۔۔۔۔

وہ کتابیں اٹھاتی مسلسل اسے کوس بھی رہی تھی جس سے وہ ٹکرائی تھی

کیا آپ مجھے کہہ رہی ہیں۔؟؟

جیسے ہی وہ کتابیں اٹھا کر کھڑی ہوئ، سامنے حاشر کو دیکھ کر نٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی۔

آپ۔۔۔۔۔وہ حیران ہوئ تھی۔۔

جی میں۔۔وہ سینے پر ہاتھ رکھتا سر جھکائے ادب سے بولا تھا۔۔

میں بھی ہوں۔۔۔۔

ایمان کو اپنا اگنور ہونا برداشت نہ ہوا۔۔۔۔اور بول پڑی۔

ماشاءاللہ آپ بھی ہیں۔۔۔۔عاریہ ہنستی ہوئی آگے بڑھی تو دونوں گلے ملی تھیں

اک راز کی بات بتاتی ہوں۔۔۔۔ماشاءاللہ سے بھیا کی نظریں بہت تیز ہیں مگر جب سے انہوں نے آپکو دیکھا ہے وہ کچھ بھی دیکھنے کے قابل نہیں رہے۔۔

وہ تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔۔۔

عاریہ تو سٹپٹا ہی گئی تھی۔

ایمان۔۔۔۔۔

جبکہ حاشر کے گھورنے پر وہ کھسیانی سی ہنسی تھی۔

چلیں کہیں بیٹھتے ہیں

ایمان کے کہنے پر وہ گراؤنڈ میں آئے تھے وہاں ایک طرف بڑے سے درخت کے نیچے لگے بینچ پر وہ دونوں جا کر بیٹھی تھیں جبکہ حاشر درخت سے آؤٹ لگائے کھڑا ہوا تھا۔۔

ایک منٹ آپ لوگ باتیں کریں مجھے شدید بھوک لگی ہے میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔

میرا انتظار کرنا عاریہ یہاں سے اٹھنا نہیں۔۔۔اسے وارن کرتی وہ تیزی سے کیفے کہ جانب بڑھی تھی۔

ایک تو وہ پھر سے کیفے جا رہی تھی حد ہوتی ہے۔

وہ خود ہی ماتھے پر ہاتھ مارتی ہنسی تھی۔

کیسی ہیں آپ؟؟

حاشر نے پوچھا تھا۔

میں ٹھیک۔۔۔۔

۔مختصر سا جواب آیا تھا

کافی دیر ان میں خاموشی حائل رہی حاشر کو سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے جبکہ عاریہ اسکے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

اتنے میں حاشر کے موبائل پر میسج ٹون بجی تھی۔

میں یہاں سے اٹھ کر اس لیے نہیں گی کہ آپ لوگ خاموش بیٹھے رہیں۔
کوئی بات کریں بھائی۔۔ساتھ ہی غصے والے ایموجی تھے

اسنے پاکٹ سے موبائل نکال کر دیکھا تو ایمان کا میسج تھا میسج پڑھتے وہ ہنسا تھا

کس کا میسج ہے۔۔۔اسے ہنستا دیکھ وہ پوچھ بیٹھی تھی بعد میں شرمندہ ہوئی
تھی

شاید اسے نہیں پوچھنا چاہیئے تھا کچھ پرسنل بھی ہو سکتا ہے
۔۔اسنے دل ہی دل میں سوچا تھا۔
ایمان کا میسج تھا۔۔۔۔۔
حاشر نے دوبارہ سے موبائل پینٹ کی پاکٹ میں ڈالا تھا۔

اچھا کیا کہتی ہے؟؟

وہ حیران تھی کہ ابھی تو پانچ منٹ پہلے وہ یہاں سے اٹھ کر گئی ہے اب میسج پر کیا کہتی ہے۔۔۔

ایمان چاہتی ہے کہ ہم دونوں دوستی کر لیں۔اسنے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا

کون ہم دونوں۔۔۔۔۔؟

عاریہ اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی اس لیے اس نے دوبارہ سے پوچھا تھا۔

ہم دونوں یعنی آپ اور میں۔۔۔۔

وہ نظریں جھکائے مسکرایا تھا۔۔۔عاریہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

اسے بولیں ہم دوست ہی ہیں۔۔۔

وہ ہنسی تھی

کیاایسا ہے؟؟؟

حاشر نے سر اٹھایا تھا

تو کیاایسا نہیں ہے؟؟؟

سوال کے بدلے میں سوال کیا گیا تھا۔۔

!... شاید ایسا ہو

وہ کندھے اچکا گیا تھا۔

دیکھیں عاریہ میں نہیں چاہتا کہ کل کو کوئ بھی ہمارے بارے میں کوئ غلط بات کہے۔۔

وہ پھر سے بولا تھا۔۔۔

یاشاید آگے جاکر ہم دونوں کے درمیان کچھ ایسا ہو جائے کہ ہم دوستی کا
بھرم بھی نہ رکھ سکیں۔۔
قسمت کا کیا بھروسہ۔۔۔۔۔

حاشر نے کہا تو وہ بے اختیار مسکرائی تھی۔۔

حاشر دوستی قسمت کے بھروسے نہیں کی جاتی بلکہ دوستی تو زندگی کے "
"بھروسے کی جاتی ہے کہ جب تک زندہ ہیں نبھائیں گے۔۔۔۔

کتنی خوبصورت بات کہہ گئی تھی ناوہ۔۔حاشر کو لگا تھا

!آپکی بات سے میں متفق ہوں عاریہ۔۔۔
اسنے تسلیم کیا تھا

وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

تو پھر آج سے ہم فرنڈز ہیں نا؟؟؟؟

عاریہ نے دوبارہ سے سوال کیا تھا۔۔۔۔

اممممم۔۔۔۔حاشر پر سوچ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا، جبکہ عاریہ نے تجسس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا

یا افکورس وی آر فرینڈز ناؤ۔۔۔۔۔

اور اتنا سنتے ہی عاریہ کی آنکھوں میں بے تحاشہ چمک ابھری تھی جسے حاشر نے بھی نوٹ کیا تھا۔

عاریہ ہو سکے تو اس دوستی کو صرف دوستی تک ہی محدود رکھنا۔۔۔۔۔۔

اسکی بات کا مطلب سمجھے وہ سامنے کسی غیر مری نقطے پر نظریں مرکوز کر گئ
۔۔

یہ چیز اگر ہم قسمت کے بھروسے چھوڑ دیں تو زیادہ بہتر رہے"
"گا۔۔۔۔۔

وہ دوبارہ کچھ نہ بولا تھا۔۔
اور بس عاریہ کو دیکھتا رہ گیا تھا جو اسکی جانب دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

پیش ہیں گرما گرم سموسے،،، تھوڑی دیر بعد ایمان نے سوفٹ سی پلیٹ میں سموسے کا پیکٹ رکھے حاشر کی جانب آنکھیں بند کر کے پلیٹ بڑھائ تھی

حاشر نے جھٹ سے پلیٹ سے سموسے کا پیکٹ اٹھاتے عاریہ کی جانب بڑھایا تھا جسے وہ بجلی کی تیزی اپنے بیگ کے پیچھے چھپاتی خود بیگ کے سامنے ہو کر بیٹھ گئ۔۔

کہاں ہیں سموسے ؟؟؟؟ سموسے تو نہیں ہیں عاریہ کے کہنے پر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں
جیسے ہی وہ پلیٹ کی جانب دیکھتی ہے وہاں سموسے نہیں ہوتے۔

میرے سموسے کہاں گئے۔۔وہ رو دینے کو تھی
تمہارے ہاتھ میں تھے ہی نہیں سموسے ایمان
حاشر نے کندھے اچکائے تھے۔۔

میں خود لائ تھی کہاں گئے میرے سموسے۔
اتنے میں درخت پر بیٹھا کوا بولا تھا۔

لگتا ہے کوا اچک کر لے گیا۔۔۔عاریہ کے کہنے پر وہ کوے کو پکڑنے اچھلی تھی۔

کوے کے بچے۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکے یوں اچھلنے پر کوا بچارا اڑ ہی گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مینڈک مینڈک،،،،،،،،،عاریہ اٹھو تمہارے پیچھے مینڈک۔۔۔وہ چلائی تھی۔

ایک دلخراش چیخ کے ساتھ عاریہ وہاں سے اچھل کر اٹھی تھی۔۔۔اسکی چیخ پر حاشر کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہوا تھا

ایمان نے آگے بڑھ کر اسکے بیگ کے پیچھے سے سموسوں کا پیکٹ نکالا تھا۔

کہاں ہے مینڈک۔۔۔۔۔عاریہ ابھی تک اچھل رہی تھی

ایمان کی چالاکی اور عاریہ کے اچھلنے پر وہ بے اختیار قہقہ لگا کر ہنسا تھا

مینڈک تو نہیں ہے میں نے تو یہ لینا تھا۔

اسکے سامنے سموسے کا پیکٹ لہراتے اسنے آنکھ دبائی تھی۔۔

تمہاری تو میں۔۔۔۔اب منظر کچھ یوں تھا کہ ایمان سموسوں کا پیکٹ ہاتھ میں تھامے آگے آگے تھی جبکہ عاریہ پیچھے پیچھے۔۔۔

پھر تھوڑی دیر بعد ہی منظر بدلہ تھا اور اب وہ دونوں بینچ پر آمنے سامنے دونوں ٹانگیں اوپر کیے بیٹھی تھیں۔۔۔

اور درمیان میں سموسے پڑے تھے۔

بھائی کھائیں گے؟؟؟

ایمان نے حاشر سے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں تم دونوں کھاؤ میرا بہت ہی ضروری لیکچر ہے میں چلتا ہوں۔۔۔

اتنا کہتا وہ وہاں سے اپنی کلاس کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ دونوں سموسے کھانے میں مگن رہیں۔۔

آئزل کہاں ہے؟؟؟ کچھ یاد آنے پر ایمان نے عاریہ سے پوچھا تھا۔

اسکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو وہ آج نہیں آئی۔۔۔

عاریہ نے کھاتے کھاتے جواب دیا تھا

ایک بات پوچھوں عاریہ۔۔؟ سموسہ کھاتے ہوئے ایمان نے عاریہ سے کہا تھا

ہاں ایمان پوچھو کیا بات ہے۔۔۔۔عاریہ اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی

عاریہ ہم دوست ہیں نا۔۔۔۔؟

ایمان نے پھر سے سوال کیا تھا

یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے ایمان افکورس ہم دوست ہیں۔۔۔

ٹھیک ہے تو میں جو جو بات پوچھوں گی تم نے ٹھیک ٹھیک جواب دینا ہے

مجھے اوکے ٹھیک ہے نا۔۔۔

عاریہ کندھے اچکا گئی۔۔۔

مجھے یہ بتاؤ کہ تم حاشر بھائی کو پسند کرتی ہو نا؟؟

اس کے سوال پر وہ بوکھلائی تھی۔۔۔

یہ کیسا سوال ہوا ایمان۔۔۔۔۔

میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو پلیز۔۔۔

!!!!!ہاں کرتی ہوں

جو سچ تھا عاریہ نے بتایا تھا اس نے دوبارہ بات کو بدلنے کی کوشش نہیں کی تھی

ایمان کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی تھی

ایمان لیکن اس بارے میں تم حاشر سے کوئی بات نہیں کرو گی آج ہی مطلب ہماری اچھے سے دوستی ہوئی ہے
وہ مجھے پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہم اپنی دوستی کو اگر دوستی کی حد تک ہی محدود رکھیں تو زیادہ بہتر رہے گا
عاریہ اداسی سے بتاتی بولی تھی

بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی ابھی مجھے صرف اور صرف تمہارے دل کا حال جاننا تھا

اب میں حاشر بھائی کے دل کا حال جاننا چاہوں گی اور ان سے بات کروں گی دیکھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں پھر میں تمہیں ضرور بتاؤں گی

۔۔۔وہ عاریہ کی طرف سے مثبت جواب پا کر خوش تھی

سچ میں ؟؟؟؟عاریہ نے سوال کیا تھا

ہاں سچ میں۔۔۔۔۔ایمان نے پیار سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے مجھے انتظار رہے گا۔۔۔۔۔۔۔عاریہ بس اتنا ہی کہہ سکی

مجھے نہیں لگتا ان سب کا کوئی فائدہ ہو گا ایمان۔۔۔۔عاریہ اب سیدھی ہو کر بیٹھی تھی

کیا مطلب۔۔۔۔۔ایمان حیران ہوئی تھی۔

یہ تو سچ ہے ایمان کے جس طرح دو دفعہ انہوں نے میری حفاظت کی انکی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی۔۔۔۔مین انکی اسیر ہوتی چلی گئی مگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے یار ایمان۔۔۔۔۔

وہ اداسی سے بولی تھی

اور ایسا کس نے کہا ہے؟؟؟؟

ایمان نے اس کی طرف دیکھتے پوچھا تھا

مجھے ایسا ہی لگتا ہے انہوں نے مجھ سے دوستی کی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مجھ سے محبت بھی کرتے ہیں

لیکن ایک بار پوچھ لینے میں کیا حرج ہیں عاریہ
میں پوچھوں گی بھائی سے۔۔۔۔

اچھا پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟؟؟ عاریہ نے پوچھنا چاہا

کیا ہو گا اس کے بعد یا تو پھر تم بھائی کو پرپوز کرو گی یا بھائی تمہیں پروپوز کریں گے سمپل۔۔۔۔وہ تالی بجائے بولی تھی

میں یہ کام ہر گز نہیں کروں گی میں اپنی دوستی کو خراب نہیں کرنا چاہتی ابھی تو ہماری دوستی کی شروعات ہوئی ہے ابھی تو ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ وقت بھی نہیں بتایا

وہ نفی میں سر ہلاتی رہ گئی۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا عار یہ ایک بار بات کر لینے میں کیا حرج ہے میں تمہیں کہہ رہی ہوں نا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں کچھ نہیں ہو گا تم دونوں کی دوستی پر اور اس تعلق پر میں آنچ تک نہیں آنے دوں گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔۔۔

ایمان نے کہا تو وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

۔

۔اچھااب میں تم سے ایک بات پوچھوں۔۔۔۔عاریہ کو شرارت سوجھی تھی

ہاں پوچھو۔۔۔
تمہیں حنان بھیا کیسے لگتے ہیں؟؟؟؟

عاریہ نے پوچھاتو وہ تقریباً اچھلی تھی
وہ عاریہ سے ایسے سوال کی توقع بالکل بھی نہیں کر رہی تھی

مگر فوراً ہی اس نے خود کو نارمل کرتے بولناسٹارٹ کیا تھا
کیا مطلب کیسے لگتے ہیں کھڑوس، بدمزاج بدتمیز اور ہر وقت بس ٹکرانے کے علاوہ ان کو کوئی کام ہی نہیں آتا،

یہاں سے آتے ہیں تو مجھے ٹکر مار کے چلے جاتے ہیں وہاں سے آتے ہیں تو مجھے ٹکر مار کر چلے جاتے ہیں

ایمان منہ بناتی بولی تھی جبکہ ایمان کی بات سنتے ہی عاریہ کا قہقہ بے اختیار گونجا تھا۔۔

وہ ہنسی تو ہنستی ہی چلی گئ

بس کرو اب۔۔۔۔ایمان نے اسے گھورا تھا

ایسی بات نہیں ہے میرے بھیا تو بہت اچھے ہیں

وہ ہنسنا بند کر کے اب دوبارہ اس کی جانب متوجہ ہوئ تھی

ہاں پتہ ہے مجھے بڑے اچھے ہیں وہ منہ بناتے بولی تھی

عاریہ نے بھی بات کو زیادہ نہیں گھسیٹا تھا۔۔۔۔

اوراس کے بعد وہ کافی دیر وہاں بیٹھی ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں اور باتوں باتوں میں وہ اپنے دو لیکچرز مس کر چکی تھیں

ایمان نے دعا کی تھی کہ اسے اچھی سی دوست مل جائے اور اسکی وہ دعا عاریہ کی صورت میں قبول ہوئی تھی۔

❤️❤️❤️

سفید کلف لگی شلوار قمیض پہنے اوپر سفید ہی جیکٹ پہنے بالوں کو اچھی طرح جیل لگا کر سیٹ کیے بازوں کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے بڑی بڑی سیاہ آنکھوں پر چشمہ ٹکائے وہ بہت ہی

خوبصورت لگ رہا تھا

ایسے میں ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑے وہ بڑی بڑی راہداریوں کے درمیان چلتا جارہا تھا

وہ حیدر کے افس آیا تھا راہداریاں عبور کرتے وہ اب لفٹ کی جانب بڑھا تھا

جیسے ہی لفٹ میں داخل ہوا لفٹ کا دروازہ بند ہوا تھا اور لفٹ اوپر کی جانب چل دی تھی

تقریباً پانچ منٹ بعد لفٹ نے اسے اوپر والی منزل پر پہنچا دیا تھا

لفٹ سے نکلتے تھوڑا سا ہی دور چلنے کے بعد وہ حیدر کے آفس کے سامنے کھڑا تھا

وہ سیدھا ریسپشن پر آیا تھا

جی سر ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟

ریسپشنسٹ نے اسے دیکھتے پوچھا تھا

مجھے حیدر علی سکندر سے ملنا ہے اس نے بتایا تھا۔۔۔
سوسوری سر حیدر صاحب تو ابھی میٹنگ میں بزی ہیں۔۔۔ریسیپشنسٹ
کے کہنے پر اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے

آپ انہیں بتائیں کہ ملک سعد کاظمی آیا ہے اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا

اوکے سر ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی نے حیدر کو کال کی تھی سر آپ سے ملنے
کوئی ملک سعد کاظمی آئے ہیں

۔۔۔۔۔

سر آپ اندر جا سکتے ہیں دوسری طرف سے حکم سنتے ہی اس نے سعد کو
اندر جانے کی اجازت دی تھی وہ ناک کرتا اندر داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی
حیدر اٹھ کھڑا ہوا تھا

واٹ آ سرپرائز بہت خوشی ہوئی تمہیں یہاں دیکھ کر سعد
وہ آگے بڑھتا ہوا اس سے بغل گیر ہوا تھا
سعد بھی اس سے پر جوش انداز میں ملا تھا

آؤ بیٹھو حیدر نے کرسی کی جانب اشارہ کیا تو وہ ٹانگ پر ٹانگ دھرے
کرسی پر جا بیٹھا تو حیدر بھی اس کے سامنے ہی اپنی مخصوص چیئر پر بیٹھا تھا
تم سے ضروری بات کرنی تھی حیدر۔۔۔۔ سعد نے سنجیدگی سے کہا تھا
ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ حیدر کو لگا کے معاملہ تھوڑا سنگین ہے تو
وہ بھی بغیر کسی بات کے سیدھا مدعے پر آیا تھا

تمہارے سورسز سے جو پتہ چلا تھا کہ وہ دونوں لڑکے اس شہر سے فرار ہو چکے ہیں وہ سراسر غلط انفارمیشن تھی حیدر

وہ دونوں شہر سے فرار نہیں ہوئے بلکہ وہ دونوں اسی شہر میں ہیں

سعد نے بتایا تو حیدر حیران ہوا تھا

کیا بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ کیا وہ اس شہر سے فرار نہیں ہوئے

نہیں انہیں لگا کہ انہوں نے اپنے خلاف کوئی کلو نہیں چھوڑا اور یہ کہ انہوں نے اپنے خلاف سارے ثبوت مٹا دیے ہیں مگر ایسا نہیں تھا وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ لائبریری کے باہر لگا سی سی ٹی وی کیمرہ ان کی ہر حرکت کو نوٹ کر رہا ہے

میں کل رات کو بیٹھا یہی کام کر رہا تھا میں نے تمہارے دیے گئے نمبرز سے ان کی لوکیشن ٹریس کی تو وہ لوکیشن یہیں اسلام آباد کے اندر ہی کسی ایریا کی آ رہی تھی

سعد نے ساری تفصیل بتائی تھی۔۔

ہاں تو یہ تو اچھی بات ہے اگر وہ اس شہر سے فرار نہیں ہوئے تو پھر تو ہمارے لیے بہت آسان ہے ان کو ڈھونڈنا

حیدر کی آنکھوں میں چمک ابھری

یہ چیز۔۔۔۔یہی چیز میں تمہیں بتانے آیا تھا حیدر کہ جلد وہ ہمارے شکنجے میں ہوں گے

دونوں کے چہروں پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی

اور کچھ آرڈر کروں؟؟ کیالوگے کافی یاجوس

حیدر کی پوچھنے پر سعد نے کافی کا کہا تھاتو حیدر نے ریسیپشن پر کال کرتے دو کافی کے مگ آرڈر کیے تھے

اور سناؤ گھر میں سب کیسے ہیں حاشر کیسا ہے حیدر نے سوال کیا

الحمدللہ سب بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ سر کو خم دیتا بولا تھا۔

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

جاب کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے سعد۔۔۔۔

حیدر نے اس سے پوچھ تھا

میں یہاں جاب کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔۔

کیا شرط حیدر نے پوچھا تھا

میں یہاں پر ایز آور کر کام نہیں کرنا چاہوں گا مجھے تمہارے ساتھ پارٹنر شپ کرنی ہے جیسے دو دوست مل کر ایک بزنس چلاتے ہیں بالکل ویسے ہی ففٹی ففٹی نا سہی تو تھرٹی پرسنٹ اس کمپنی میں میری انویسٹمنٹ ہو گی

سعد کی شرط سنتا وہ حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔

لیکن سعد ایسا ممکن نہیں ہے میں الریڈی اس کمپنی پر اپنے سو فیصد انویسٹ کر چکا ہوں

تو میں تمہیں تمہارے تھرٹی پرسنٹ واپس لوٹاتا ہوں۔

۔۔حیدر تم سمجھو کہ تم نے میرے 30 پرسنٹ خود ادا کیے ہیں اور اب میں تمہیں وہ لوٹا رہا ہوں۔۔۔مجھے خوشی ہو گی کہ میں تمہاری کسی کام آسکوں گا کیونکہ دوست ہی دوست کے کام آتے ہیں

لیکن میں پارٹنر شپ کرنا چاہتا ہوں

حیدر کو وہ اس وقت انتہائی سنجیدہ لگا تھا ایک منٹ کے لیے حیدر کو لگا کہ وہ مذاق کر رہا ہے لیکن ایسا نہیں تھا وہ سیریس تھا

لیکن تم اتنے پیسے کہاں سے لو گے سعد کیا تمہارے پاس اتنے پیسے ہیں؟؟؟

وہ سوچنا تمہارا کام نہیں ہے حیدر تم مجھے بتاؤ کہ کیا تمہیں میری شرط قبول ہے

وہ آگے کو جھکا ہاتھوں کو باہم جوڑتے حیدر کو دیکھتے بولا تھا

مجھے قبول ہے حیدر خوش دلی سے بولا تھا تو سعد بھی کھل کر مسکرایا تھا

انشاءاللہ میں کل ہی تمہیں تمہارے تھرٹی پرسنٹ لوٹا دوں گا حیدر۔۔۔۔

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی لیکن جوائن کب سے کر رہے ہو؟؟ حیدر نے اب سوال کیا تھا

جوائننگ بھی میں ایک دو دن تک کر لوں گا

حیدر تم میری یہ شرط دوستی کے آڑے آکر قبول نہیں کروگے بلکہ دل سے قبول کروگے تم سچ میں بتاؤ دوستی سے ہٹ کر بتاؤ کہ کیا تمہیں میری یہ شرط قبول ہے

سعد نے دوبارہ سے پوچھنا چاہا تھا۔۔۔

سعد میں ایک دفعہ کہہ چکا ہوں نا کہ مجھے منظور ہے مجھے نہیں لگتا کہ مجھے اپنی بات دوبارہ کہنے کی ضرورت ہے

میں تمہارا منتظر رہوں گا۔۔۔۔۔۔اتنے میں دروازہ ناک ہوتا ہے اور ملازم کافی لے کر آتا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے اب آپ جا سکتے ہیں۔۔۔۔حیدر اس سے کافی لیتا سامنے ٹیبل پر رکھتا ایک مگ سعد کو تھماتا ہے دوسرا خود تھامتا ہوا۔۔۔ملازم کو جانے کا کہہ چکا تھا وہ سر جھکائے باہر نکل گیا

تھینک یو سو مچ حیدر میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔۔۔۔۔۔۔

یہ احسان نہیں ہے سعد اسے ڈیل کہتے ہیں اور مجھے تمہارے ساتھ یہ ڈیل کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں وہ مسکرایا تھا

تو سعد بھی اس تشکر بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا

یہ سچ ہے حیدر کہ تم جیسے دوست قسمت والوں کو ہی ملتے ہیں اور میں اس وقت خود کو ایک خوش قسمت ترین انسان سمجھ رہا ہوں کہ قسمت نے مجھے تم جیسے دوست سے نوازا ہے

ساتھ نے کہا تو حیدر مسکرا دیا

سعد تمہارے جیسے دوست ملنا بھی کسی خوش نصیبی سے کم نہیں تم نے
ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے میرے ہر معاملے میں میری مدد کی ہے
تو میں کیا تمہارے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتا حیدر نے کافی کا سپ لیتے
ہوئے کہا تھا

اس کے بعد کافی دیر دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہیں وہ کیا باتیں کر رہے تھے
یہ انہی پر چھوڑ دیتے ہیں کہ کیونکہ کچھ انسان کی پرسنل باتیں بھی ہوتی ہیں
🤭

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

کلاس میں بیٹھی وہ نوٹس بنانے میں مصروف تھی کہ کوئی پروفیسر اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

سب سٹوڈنٹس نے یک زبان ہو کر سلام کہا تھا۔۔۔

ایمان نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے حنان کو دیکھ اسے جھٹکا لگا تھا۔

یہ کہاں سے آ گئے ؟؟؟ وہ حیران ہوتی بولی تھی۔

وعلیکم السلام۔۔۔سب کے سلام کرنے پر اسنے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

آپکے اس سبجیکٹ کے پروفیسر مصروفیت کے باعث کلاس نہیں سکیں گے آپکی تو انکی جگہ آج میں یہاں ہوں آپ کے ساتھ اور شاید اگلے کچھ دن آپکو میرے ساتھ گزارنے پڑیں۔

وہ بولا تو اسکا لہجہ انتہائی نرم تھا۔۔۔

وہاں بیٹھی کئی لڑکیاں اس پر یوں نظریں مرکوز کیے ہوئے تھیں جیسے وہ کوئی سونے کا مجسمہ ہو۔۔۔۔۔
لیکن حنان نے انکی جانب دھیان کہاں دیا تھا۔۔۔

سٹوڈنٹس کے ہجوم میں وہ یہ بھی نہیں جان پایا تھا کہ اس کلاس میں ایمان بھی موجود ہے۔۔۔
تو آج ایسا کرتے ہیں کہ پڑھائی کو آج رہنے دیتے ہیں کچھ باتیں وغیرہ کر لیتے اور کیوں نہ کچھ تعارف ہو جائے۔۔
اسکے کہنے پر سب باری باری اٹھ کر اپنا تعارف دینے لگے۔۔
جب ایمان کی باری آئی تو وہ اپنی سیٹ سے اٹھی تھی

میں ہوں ملک ایمان کا ظمی

اور حنان نے جھٹ سے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔۔
یہ مس چڑ پڑ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔؟

ظاہر ہے اسکی کلاس ہو گی تب ہی یہاں ہے وہ خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتے بولا تھا

خیر اس نے ظاہر نہیں کیا کہ وہ اسکو جانتا ہے۔۔
بلکہ سب سے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگا موضوع اردو ادب کی اہمیت اور ہمارے معاشرے کے کی مختلف پہلو تھے

ایکس کیوزمی سر؟ایمان جو کب سے خاموش بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی اس نے اب حنان کو تنگ کرنے کا سوچا

یس! حنان اسکی طرف متوجہ ہوا اور اس کو دیکھتے وہ خاصا اکتایا تھا کیونکہ اسے آج ایمان کی نظروں نے شدید پزل کیا تھا

سر آپ کو غصہ آتا ہے؟ایمان بڑا بے تکا سا سوال داغا تھا۔

نہیں مجھے غصہ نہیں آتا حنان دانت چباتا مگر بظاہر مسکرا کر بولا تھا

سر کیا آپ کو سچ میں غصہ نہیں آتا؟ایمان نے پھر سے پوچھا تھا

نہیں مجھے غصہ نہیں آتا۔۔۔حنان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔۔۔۔اب وہ اسے یہاں سب کے سامنے گھور تو نہیں سکتا تھا نا

تو سر میں آپ کو ایک بات بتاؤں لیکن آپ کو غصہ آجائے گا ایمان نے اپنے ناخن کو دانتوں کے نیچے دبایا تھا۔
دل ہی دل میں وہ اپنی خیر مانگ رہی تھی

نہیں مجھے غصہ نہیں آئے گا آپ بات بتائیں۔۔۔۔حنان کا دل چاہا اسکا سر پھاڑ دے

سر لیکن آپ کو غصہ آگیا تو؟ایمان نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑے تھے۔

میں نے کہا نا مجھے غصہ نہیں آتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔حنان نے ڈیسک پہ زور سے ہاتھ مارا تھا اسکے ماتھے پر بکھرے بل اسکے غصے کا پتا دے رہی تھے۔۔

ایمان ایک پل کو ڈری مگر اس نے حنان کو تنگ کرنا نہیں چھوڑا
وہ پھر سے بولی تھی۔۔۔۔

آپ تو کہہ رہے تھے آپکو غصہ نہیں آتا سر
لیکن اب آپ غصہ کر رہے ہیں

وہ منہ بنائے بولی تھی

افففففففف!!! حنان کو لگا تھا وہ پاگل ہو جائے گا

سر کیا آپ کے سر میں درد ہو رہا ہے؟ ایمان نے اسے سر پہ ہاتھ رکھے دیکھ سوال پوچھا تھا۔

نہیں میرا دماغ خراب ہو رہا ہے حنان نے اسے غصے سے دیکھا تھا

سر لیکن آپ کے پاس دماغ تو ہے ہی نہیں۔۔۔۔
وہ انتہائی معصومیت سے بولی تھی

او مائی گاڈ۔۔۔۔۔حنان نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔۔۔
وہ لڑکی آج اسے سچ مچ پاگل کر گئی تھی۔۔۔۔

اس لیے تو وہ اسے مس چڑ پٹر کہتا تھا۔۔۔۔جب اپنے پر آئے تو اچھے خاصوں کو پریشان کر کے رکھ دے

سر مائی گاڈ نہیں بولتے یہ نان مسلم کہتے ہیں۔۔ایمان نے اپنی آنکھوں کو چھوٹا کیا تھا سب سٹوڈنٹس اب دبی دبی ہنسی ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔۔

یاخدایا۔۔۔۔۔۔حنان کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ ابھی اسے اچھی خاصی سنا دیتا

ہاں اب ٹھیک ہے سر ہم کوئی نان مسلم تھوڑی ہیں۔۔۔۔ایمان نے سمجھداری سے کہا تھا۔

چپ،، !ایک دم چپ حنان نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے غصے سے ایمان کو چپ رہنے کا کہا تھا

۔

اوکے سر آئی ایم چپ لیکن سر وائے یو آر چپ میرا مطلب آپ نے فنگر آن یور لپس کیوں رکھی؟

ایمان نے اس شخص کا پاگل کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔

کتنے بد تمیز سٹوڈنٹ ہے یہاں کے میں ابھی کال کرتا ہوں تم لوگوں کے سر کو۔

اس نے ادھر ادھر دیکھتے اپنا فون تلاش کرنا چاہا جو اسے سامنے ٹیبل پر ہی مل گیا تھا

ہائے میں تو بہت معصوم ہوں سر۔۔۔میں نے کیا کوئی بد تمیزی کر دی؟
وہ اسے سے ایسے پوچھ رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو

نہیں جی آپ نے تو قصیدے پڑھے ہیں یہاں۔۔۔۔۔حنان نے دانت پیسے تھے۔

نہیں سر مجھے تو قصیدے آتے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی تھی

آپ کو قصیدے نہیں لیکن دوسروں کا دماغ کھانا بہت اچھے سے آتا ہے اب کی بار حنان مقابلے پہ اتر آیا تھا۔

سر میں تو انسان ہوں مونسٹر تھوڑی نہ ہوں کہ دماغ کھاؤں گی۔۔۔

ایمان نے اپنے دوپٹے کو سر پہ ٹکایا تھا جو بار بار ڈھلکتا اسکے سیاہ بالوں کو عیاں کر رہا تھا۔

مونسٹر جیسے ہی کام کر رہی ہیں آپ اس وقت مس؟

حنان نے دانت چباتے کہا تھا

نہیں تو سر میں تو اپنے گھر میں بھی کام نہیں کرتی بس میں آرام کرتی ہوں۔۔۔۔۔۔ایمان ہنستے ہوئے کہا تھا۔

اسٹاپ اٹ۔۔۔۔۔۔حنان غصے سے کہتا پیچ وتاب کھاتا اسے گھورتا کلاس سے نکل گیا تھا پیچھے

سب اسٹوڈنٹس اسکے جاتے ہی ہنسنا شروع ہوئے تھے اور ایمان کو فکر نے آن گھیرا تھا کہ اب وہ پتا نہیں کیا کرے گا اسکے ساتھ۔۔۔۔

❤️❤️❤️

شام کو وہ تینوں بہن بھائی قریبی پارک میں آئے تھے۔

لمبے لمبے گھنے درختوں کی باڑ لگی تھی۔

چونکہ بہار کا موسم شروع ہو چکا تھا تو پھول ہر طرف کھلے تھے۔

بچے جگہ جگہ فٹ بال لیے کھیل رہے تو کوئی جھولے لیتا دکھائی دیتا

لوگوں کی ادھر سے ادھر چہل پہل جاری تھی

ایسے میں وہ تینوں دھیمی دھیمی سی باتیں کرتے نرم گھاس پر جوتا اتارے ٹہل رہے تھے .

..

بھائی ایک بات پوچھوں۔۔۔یونہیں ٹہلتے ٹہلتے ایمان نے حاشر سے پوچھا تھا۔۔۔

سعد بھی انکے ساتھ ہی چل رہا تھا۔۔وہ بھی ایمان کی جانب متوجہ ہوا تھا

ہاں پوچھو۔۔۔۔۔!

بھائی آپ عاریہ کو پسند کرتے ہیں؟؟؟سچ سچ بتایئے گا۔۔

ایمان تم لوگ ایک بات کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو میں نے دو دفعہ اسکی حفاظت کی اسکا خیال رکھا اسکا یہ مطلب نہیں کہ میرا اسے کوئی ایسا ویسا تعلق ہے۔۔

ایمان کے کہنے پر وہ تھوڑا ناراض ہوا تھا۔۔

اور بار بار مجھے تنگ کرنا بند کرو۔

بھائی تنگ نہیں کر رہی۔۔۔۔اس بار میں سیریس ہوں۔۔۔۔۔۔میں بس آپکے دل کا حال جاننا چاہتی ہوں۔

ایمان نے کہا تھا۔

جبکہ سعد ان سب گفتگو میں خاموش ہی رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے تو پھر سنو۔۔۔۔۔۔۔وہ اچھی لڑکی ہے لیکن مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔۔ہم بس دوست ہیں۔۔۔اور بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہم دوست بن کر رہیں۔۔

ایک ہی سانس میں وہ ایمان کو ساری بات کہہ گیا۔

بے اختیار ایمان کے سامنے عاریہ کا اداس چہرہ گھوما۔۔

دوستی بھی ایک عظیم تعلق ہے۔۔۔۔۔ محبت سے کم نہ ہی محبت سے زیادہ بلکہ دوستی ہی محبت ہے۔۔۔۔ یہ ایک خوبصورت احساس ہے ایمان اور میں بس اسی احساس میں جینا چاہتا ہوں۔

ٹھیک ہے بھائی جیسا آپ چاہیں۔۔۔۔۔۔۔ میں عاریہ کو سمجھالوں گی۔

یہ اس نے دل میں سوچا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپی رک جائیں۔۔۔۔۔۔۔ رک جائیں نا آپی۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک دفعہ میرے ہاتھ لگیں پھر میں آپکو بتاؤں گی۔۔

آپی پانی واپس کریں ایک تو مرچیں کھلائی ہیں پھر پانی بھی نہیں دے رہی۔

حنان دونوں کو پارک لایا تھا جبکہ حیدر کی ضروری میٹنگ تھی۔۔
عاریہ نے آئزل کو سخت مرچوں والی چپس کھلائی تھی یہ کہہ کر کہ اس میں مرچیں بالکل بھی نہیں ہے اور جیسے ہی آئزل نے چپس کھائی مرچیں زیادہ ہونے کی وجہ سے اس نے جلدی سے پانی کی بوٹل اٹھانا چاہی۔۔

اسے سے پہلے کہ وہ بوٹل اٹھاتی عاریہ پھرتی سے بوٹل جھپٹتی بھاگ کھڑی ہوئی تھی

اب منظر کچھ یوں تھا کہ پانی کی بوٹل لیے وہ بھاگ رہی تھی اور آئزل اسکے پیچھے تھی

عاریہ نے بوٹل کا ڈھکن کھول کر بغیر پیچھے دیکھے اندازے سے آئزل پر پھینکا تھا۔

مگر وہ اسے نہیں لگا نہیں۔۔

دھیان سے بیٹا گر نہ جانا۔۔۔۔۔حنان نے آواز لگائی تھی۔۔۔۔

نہیں گرتی بھیا۔۔۔۔

عاریہ نے وہیں سے ہاتھ لہرایا تھا۔۔۔۔۔

آئزل اس تک پہنچنے ہی والی تھی کہ عاریہ کے بھاگنے میں تیزی آئی تھی۔۔

لوزر۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم مجھے نہیں پکڑ سکتی۔۔۔۔۔۔عاریہ پیچھے مڑتی آئزل کو زبان نکالتی جیسے ہی دوبارہ بھاگنے کے لیے واپس پلٹی ہی تھی کہ ایک دم کسی سے زور سے ٹکرائی تھی۔۔

اور پانی سارا ٹکرانے والے شخص پر گرتا اسکے کپڑے بھگو چکا تھا۔۔۔۔
وہ ایک دم رکی تھی۔

حاشر جو ایمان اور سعد سے ہٹ کر فون سننے تھوڑی دور آیا تھا۔۔۔اس اچانک اکتفا پر بوکھلایا تھا۔۔۔۔
اسے سامنے دیکھ عاریہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔مارے حیرت کے وہ منہ ہر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔

حاشر کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے کپڑوں کو جھاڑتا وہ سخت بدمزہ ہوا تھا۔۔۔۔
آپ دیکھ کر نہیں چل سکتی کیا؟؟؟؟۔۔۔۔۔

جیسے ہی اسنے غصے سے کہتے سر اٹھایا سامنے عاریہ کو دیکھ وہ حیران ہوا تھا وہ اس سے یہ توقع تو بالکل بھی نہیں رکھتا تھا کہ وہ کبھی ایسی حرکت کرے گی۔۔۔۔

سس۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔مم۔۔۔میں۔۔وہ۔۔۔ا

اا۔۔۔آئزل۔پر۔۔۔۔۔۔

وہ مزید کچھ کہتا کہ آئزل اور حنان کو دیکھ خاموش ہوا تھا

جبکہ حنان تو ساری کاروائی سمجھتا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوا جا رہا تھا

اتنے میں سعد اور ایمان بھی وہاں آئے تھے۔۔۔

اسلام علیکم سعد بھائی۔۔۔۔سعد کو دیکھتا حنان آگے بڑھتا سے اس سے بغلگیر ہوا تھا

کیسے ہو حنان۔۔۔۔۔۔۔سعد نے خوش دلی سے پوچھا تھا

الحمدللہ بھائی۔۔۔۔۔۔

یہ حاشر کو کیا ہوا ہے۔۔۔۔اسکے گیلے کپڑوں کو دیکھ سعد نے پوچھا تھا۔۔

میں نے جان بوجھ کر نہیں گرایا پانی۔۔۔۔۔۔وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔

بس بس بس میرا بچہ کچھ نہیں ہوتا ماما آپکے ساتھ ہیں رونا نہیں۔۔۔۔

ایمان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے تسلی دی تھی

اور جس انداز سے اس نے تسلی دی تھی سب کے ساتھ ساتھ حاشر بھی ہنسنے پر مجبور ہوا تھا۔۔

ویسے آپ لوگ یہاں کیسے ؟؟؟حنان نے سوال کیا تھا

سر جیسے آپ لوگ یہاں ویسے ہم بھی یہاں۔۔۔۔وہ ادب کے سارے ریکارڈ توڑ کر بولی تھی

ایمان کے کہنے پر حنان نے اسکی بات پر دھیان نہیں دیا تھا
کیونکہ جو کچھ وہ کلاس میں کر چکی تھی وہ اس پر غصہ تھا۔۔

۔

وہ دونوں واحد ایسے سٹوڈنٹ تھے جو اپنے ٹیچر کو ٹیچر کم دوست زیادہ"
"سمجھتے ہوئے اس سے ہر طرح کا مزاق کر لیا کرتے تھے

حنان سعد اور حاشر اب ایک طرف بیٹھے تھے جبکہ آئزل، عاریہ اور ایمان
ان سے ہٹ کر چہل قدمی کرنے لگیں۔۔۔

ساون کے دن ہیں ناگ ناگن کے ملاپ کے دن۔۔۔۔۔۔ ہمارے ناگ
ناگن کا ملاپ کچھ اس طرح سے ہو گا کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔
ایمان تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔۔

جبکہ آئزل زور سے ہنسی تھی۔۔۔عاریہ نے اسے گھورا تھا

ایمان آپی آپ بالکل سہی کہہ رہی ہیں۔۔۔۔

کیا ایمان آپی ہاں۔۔۔۔۔۔۔آئزل کے ہنسنے پر عاریہ بھڑکی تھی

اور تم۔۔۔۔۔اب وہ ایمان کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

تم نے بھائی کو آج کلاس میں کتنا تنگ کیا ایمان۔۔۔۔۔۔بھائی کو بہت برا

لگا۔۔۔۔۔

سوری۔۔۔میں شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔وہ بالکل بھی حیران نہیں ہوئی تھی

کہ حنان نے اسے سب بتا دیا۔۔۔۔

رہنے دو شرمندگی کی بچی۔۔۔میرے بھیا کو سب کے سامنے جو شرمندہ

کیا اسکا کیا؟؟؟؟

اب تم لڑائی کرو گی مجھ سے۔؟؟ایمان رونے کی ایکٹنگ کرنے لگی

اچھا چلیں بس کریں آپ دونوں۔۔۔۔یہاں بیٹھیں آئزل نیچے گھاس پر بیٹھی تو وہ دونوں بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔۔

ایمان تم نے حاشر سے بات کی تھی۔۔۔؟
ایمان جو کب سے یہی دعا کر رہی تھی کہ عاریہ کوئی ایسا سوال نہ پوچھے اب جو اس نے پوچھا لیا تو ایمان سرد آہ بھرتی رہ گئی تھی۔۔۔

عاریہ میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔۔۔۔میں تمہیں کسی قسم کی کوئی جھوٹی امید نہیں دلانا چاہوں گی کیونکہ
"امیدیں جب ٹوٹتی ہیں تو دل زخمی ہو جاتا ہے"

اور میں نہیں چاہوں گی کہ میری دوست کو کوئی تکلیف ہو۔۔
اسکی طرف پیار سے دیکھتی وہ گویا ہوئی تھی۔۔

عاریہ مسکرائی تھی۔

--

حاشر بھائی چاہتے ہیں۔۔۔کہ تم اور وہ صرف دوست ہی
رہیں۔۔۔۔۔انھوں نے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ وہ اس تعلق کو صرف
دوستی کی حد تک رکھیں گے

ایمان نے بتایا تھا۔۔

"پسندیدہ شخص کی دوستی بھی کسی نعمت سے کم نہیں ایمان"
وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

میری پیاری آپی۔۔۔۔۔ان شاءاللہ جو آپکے حق میں بہتر ہو گا اللہ پاک
وہی کریں گے۔۔۔

❤️❤️❤️

حنان سر۔۔۔۔کل کا جو ٹیسٹ ہے ناوہ مجھے نہیں یاد۔۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے سر بالکل سیدھا رکھے آنکھیں جھکائے کہا تھا۔

دیکھ رہے ہیں سعد بھائی۔۔۔۔۔اسکی بات سنتے حنان نے سعد کو اشارہ کیا تھا۔

یہاں پارک میں لحاظ کر رہا ہوں کلاس میں ہوتا تو مرغا بناتا۔۔۔۔۔۔

حنان نے اسے جھاڑ رسید کیا تھا۔۔

میری آپ سے گزارش ہے سر۔۔۔۔۔کہ مجھے ٹیسٹ میں بک کھول کر چیٹنگ کرنے کی اجازت دی جائے۔۔۔۔

وہ اتنی معصومیت سے بولا کہ حنان کا دل چاہا اسکا سر چومنے کے بجائے دیوار میں دے مارے

وہ پہلا ایسا سٹوڈنٹ تھا جو اپنے ٹیچر سے ٹیسٹ میں چیٹنگ کرنے کے "
" لیے بک کھولنے کی اجازت مانگ رہا تھا

سعد کا قہقہ بے ساختہ تھا۔۔

..تجھے تو میں کل بتاؤں گا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔حنان نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔
بائے دی وے مبارک ہو سعد بھائی فائنلی آپ بھائی کی کمپنی کے چالیس فیصد شئیرز کے مالک بن چکے ہیں۔۔۔۔

چالیس۔۔۔۔
چالیس۔۔۔۔

سعد اور حاشر کے منہ سے ایک ساتھ پھسلا تھا۔
لیکن ہماری تو تیس فیصد کی ڈیل ہوئی تھی۔۔۔

ہاں لیکن بھائی کو ایک نئی ڈیل آفر ہوئی ہے۔۔۔۔وہ پروجیکٹ بھائی آپکو دینا چاہتے ہیں اگر آپ اس پروجیکٹ میں انکی امیدوں پر کھرا اترے تو فورٹی پرسنٹ ورنہ وہی تھرٹی۔۔۔

بھائی آپ سے ملنا چاہتے تھے آج ہی لیکن انکی ایک ضروری میٹنگ آن پہنچی۔۔۔۔۔

حنان نے اسے ساری ڈیٹیلز بتائی تھیں۔۔

میں خود اس سے کل ملنے والا ہوں۔۔۔اسنے مجھے ایک اور کام بھی دیا تھا وکیل سے کنڑیکٹ پیپرز بنوانے تھے کل صبح نکلوں گا پیپرز اٹھاؤں گا اور پھر سیدھا آفس لینڈ کروں گا۔۔۔

آخر میں وہ بتاتے ہوئے ہنس پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کے تقریباً سات بج چکے تھے وہ لوگ وہیں پارک میں ہی تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب ایک ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ہنسی مزاق سب جاری تھا۔۔۔۔۔

حنان ایمان کو اگنور کر رہا تھا اسکی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا نہ اسکی کسی بات کا جواب دے رہا تھا

وہ دل ہی دل میں اسے کوسے جا رہی تھی۔

حنان نے بدلہ تو لینا تھا اس سے مگر یوں سب کے سامنے نہیں وہ اسے یونیورسٹی میں بتائے گا۔۔

وہ دل ہی دل میں بولا تھا۔۔

آئزل خاموشی سے بسکٹ کھا رہی تھی۔۔۔۔اسے ان سب کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی بس ایمان اور عاریہ کی بات کا جواب دے دیا کرتی تھی۔۔۔

سعد نے تو اسے بلانا تک گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔ناجانے کیوں اسے وہ معصوم سی لڑکی اتنی بری لگی تھی

خیر آئزل کو کونسا پرواہ تھی۔۔۔۔آئزل نے تو اسے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔

سعد بھیاان دونوں لڑکوں کا کیا بنا؟؟؟
سوال کرنے والی عاریہ تھی۔۔۔

بہنا آپ فکر مت کریں جلد ہی وہ ہماری گرفت میں ہونگے۔۔ سعد نے مسکرا کر جواب دیا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئ۔۔۔
عاریہ نے مجھ پر پانی گرایا ہے۔۔۔۔میں ان سے ناراض ہوں۔۔۔۔۔
اپنے ساتھ کچھ دیر پہلے ہونے والی زیادتی کو یاد کرتا وہ ناراض سا منہ بنائے بولا تھا۔۔

میں نے جان بوجھ کر نہیں گرایا تھا آپ خود سامنے آئے تھے
وہ بھی اب مقابلے پر اتری تھی۔

ہاں تو آپ جو پیچھے منہ کر کے بھاگ رہی تھیں غلطی تو آپکی بنتی ہے نا۔۔

وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

باقی سب انکی لڑائی انجوائے کر رہے تھے

توجب آپکو پتا تھا کہ میں پیچھے منہ کر کے بھاگ رہی ہوں تو آپ سائیڈ پر ہو جاتے۔۔۔۔۔
وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تھی۔

آپ کہنا چاہتی ہیں کہ غلطی میری ہے؟؟؟ وہ مارے حیرت کے اسے دیکھتا رہ گیا۔

جی ہاں جو بھی ہو غلطی آپکی ہی ہے۔۔

بس بات ختم عاریہ نے کہہ دیا تو تو غلطی حاشر بھائی کی ہی ہے۔۔۔۔۔
آئزل نے بھی کہا تھا۔

یہ ذیادتی ہے میں جارہا ہوں۔۔۔۔وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
حنان نے اسے کھینچ کر نیچے بٹھایا تھا

اوورایکٹنگ کی دکان بیٹھ جا۔۔۔۔۔حنان کی بات پر سب قہقہ لگانے پر مجبور ہوئے تھے

عاریہ کو گھوری سے نوازتا وہ واپس بیٹھا تھا۔۔

دیکھو کیسے گھور رہے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ روہانسی ہوئی تھی۔
حاشر بعض آجاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔سعد نے بدلے میں اسے گھورا تھا۔

سہی کہہ رہیں ہیں سعد بھائ۔۔۔۔۔۔۔۔میری دوست کو تنگ مت کریں حاشر بھائ۔۔۔۔۔ایمان نے بھی عاریہ کی سائیڈ لی تھی۔

واہ جی واہ پارٹی ہی بدل لی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ٹیڑھے میڑھے بنی بناتا چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ گیا تھا۔۔۔

اسکی اس حرکت پر بے اختیار عاریہ ہنسنے لگی تھی۔

وہ واپس چہرہ موڑتا پہلے تو اسے گھوری سے نواز چکا تھا پھر اسے بے تحاشہ ہنستا دیکھ وہ خود بھی ہنس پڑا تھا۔

ایمان نے دل ہی دل میں انکی محبتیں سلامت رہنے کی دعا کی تھی۔

جو بھی کرنا پڑا وہ ان دونوں کو کبھی جدا نہیں ہونے دی گی۔۔۔۔اسنے دل ہی دل میں سوچا تھا۔۔

کافی دیر وہ وہاں انجوائے کرتے رہے۔۔۔

تقریباً رات کو دس بجے واپس گھر کو لوٹے تھے۔

عاریہ آج بہت خوش تھی جب کہ ایمان اداس۔۔۔

❤️❤️❤️

بھائی بھائی کہاں ہیں آپ۔۔ایمان یونی کے لیے تیار کھڑی حاشر کو آوازیں لگا رہی تھی جب ثمینہ بیگم سامنے آئیں

کیا ہوا ہے ایمان بیٹا حاشر کو کیوں آوازیں دے رہی ہیں آپ

۔۔۔۔ایمان کی آواز سن کر وہ کچن سے باہر آئی تھیں

ماما حاشر بھائی کہاں ہیں تیزی سے ثمینہ بیگم کے سامنے آتی پوچھنے لگی

وہ تو شاید اپنے روم میں ہے سو رہا ہے۔۔۔ کیا ہوا بیٹا _____ ثمینہ بیگم نے تصدیق چاہی

کیاااااا ابھی تک سو رہے ہیں میں نے کہا بھی تھا کہ صبح مجھے جلدی یونیورسٹی جانا ہے رکیں میں ابھی خبر لے کر آتی ہوں۔۔

وہ اپنا بیگ وہیں پر رکھتی بھاگتی ہوئی حاشر کے کمرے میں چلی گئی

یہ لڑکی بھی نہ۔۔ ثمینہ بیگم تاسف سے سر ہلاتی واپس کچن چلی گئیں

وہ حاشر کے کمرے کو ناک کر کے اندر داخل ہوئی

بھائی یہ کیا بات ہوئی آپ ابھی تک سو۔۔۔۔۔۔

حاشر کو آئینے کے سامنے تیار کھڑا دیکھ ایمان کی چلتی زبان کو بریک لگی

ارے واہ آپ تو تیار ہیں پہلے تو ایسے کبھی تیار نہیں ہوئے کیا بات ہے کسے دیکھنے کے لیے جا رہے ہیں ۔۔۔۔

ایمان شریر لہجے میں بولی تھی حاشر کے لاکھ غصہ کرنے کے باوجود بھی وہ اسے تنگ کرنا نہیں چھوڑتی تھی

۔

بڑا بھائی ہوں تمہارا کچھ خیال کر لیا کرو تم۔۔

وہ تھوڑا سا سخت لہجے میں بولا تھا

بس بس اب صبح صبح شروع نہ ہو جانا

وہ ہنستے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

اچھا بھائی چلیں میں نے آپ کو رات میں بھی کہا تھا کہ ہمیں جلدی یونی جانا ہے دیکھیں لیٹ ہو جائے گی۔۔ایمان منہ بناتے ہوئے بولی

ہاں کہا تو تھا۔۔حاشر سوچنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا

ہاں تو چلیں۔۔وہ اس کا ہاتھ پکڑے اس سے باہر لے آئی

ماما ہم جا رہے ہیں۔۔۔۔اللہ حافظ

بیٹا ناشتہ تو کر لو اور بھائی کو تو کرنے دو۔۔۔ثمینہ بیگم کچن کے دروازے تک آتے ہوئے بولی تھیں

نہیں ماما لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔اتنا کہہ کر وہ بیگ اٹھائے حاشر کو تقریبا گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئی تھی

چلیں بھائی جلدی کریں عاریہ ویٹ کر رہی ہو گی۔۔ہمارا لیکچر آج ایک ساتھ ہے وہ بھی حنان سر کے ساتھ

ایمان ٹائم دیکھتے ہوئے بولی

حاشر سر ہلاتا گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے یونی کی طرف چل دیا

تقریبا آدھے گھنٹے بعد وہ یونی پہنچے تھے
مین گیٹ کے پاس عاریہ پہلے ہی کھڑی انکا انتظار کر رہی تھی

ایمان تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی اور عاریہ کی طرف بڑھ گئی

عاریہ حاشر کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی بدلے میں وہ سر جھکا گیا
السلام علیکم حاشر۔۔۔۔۔!ایمان سے تو وہ گلے ملی تھی جبکہ حاشر کو اسنے سلام دیا تھا
حاشر نے سر جھکائے سلام کا جواب دیا

میں چلتا ہوں میرا بہت ضروری لیکچر ہے پھر بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔
انہیں وہیں چھوڑتا وہ اپنی کلاس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

سو سوری یار میں تھوڑا سا لیٹ ہو گئی۔۔ایمان عاریہ کو لال پیلا ہوتے دیکھ بولی

تم تو چلو تمہیں میں پوچھتی ہوں۔۔عاریہ حاشر سے نظریں ہٹا کر ایمان کو دیکھتے ہوئے بولی

وہ دونوں کم ہی دنوں میں بہت زیادہ اٹیچ ہو گئی تھیں

۔۔۔۔

تمہیں کہا بھی تھا تم جلدی آجانا لیکن نہیں پھر بھی لیٹ ہو گئی پتا ہے نا بھائی کے ساتھ آج لیکچر ہے ہم دونوں کا وہ غصہ کریں گے

اچھا نا یار سوری یہ بتاؤ تمہارے کھڑوس بھیا آئے ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔۔وہ کل والا کارستانی یاد کرتی بولی تھی

ظاہر ہے آئیں ہیں اس لیے تو جلدی کا کہہ رہی ہوں۔۔۔وہ اسے گھورتی بولی تھی

آئے ہیں چھٹی تھوڑی نہ کریں گے۔۔وہ آنکھیں گھماتے ہوئے بولی

تو تمہارے ساتھ کیوں نہیں کھڑے تھے۔۔ایمان کچھ سوچتے ہوئے بولی

جی آپ گولڈ میڈلسٹ ہیں جو آپ کے ادب میں باہر کھڑے ہوتے۔۔

عاریہ کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی

اوہاں میں بھول گئ تھی۔۔ایمان ڈھٹائی سے ہنستے ہوئے بولی

چلو کلاس میں چلتے ہیں ورنہ بھائی غصہ کر جائیں گے۔۔دونوں ہنستی ہوئی کلاس کی طرف بڑھ گئیں

مے آئی کم ان سر وہ دونوں کلاس کے باہر کھڑی اجازت مانگ رہی تھی حنان نے پہلے گھڑی کی طرف دیکھا پھر ان دونوں کے چہرے کی طرف

یس کم ان کہاں تھی آپ دونوں دس منٹ لیٹ ہیں۔۔وہ دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

ایمان سے تو آج وہ بدلہ لینے کی ٹھان چکا تھا

ایکچولی سر میں کسی کی مدد کرنے کے لیے چلے گئے تھے۔۔ایمان کو ہر دفعہ کی طرح ابھی بھی شرارت سوجھی

مدد۔۔۔۔۔۔۔لیکن یہ آپ کی کلاس کا ٹائم ہے مس ایمان ملک۔۔۔۔وہ آئی بروا چکاتے بولا تھا

عاریہ خاموشی سے کھڑی دبی دبی ہنس رہی تھی

سر ایک سوال پوچھوں۔۔ایمان ہاتھ پیچھے باندھتے ہوئے بولی

جی پوچھیے۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے بولا تھا

ہمیں لوگوں کی مدد کرنی چاہیے یا نہیں۔۔؟

ایمان معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی

جی بالکل مدد کرنی چاہیے۔۔۔۔!ایمان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے

جواب دیا

عاریہ کے ساتھ پوری کلاس ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی

تو میں بھی مدد ہی کہہ رہی تھی۔۔ایمان ہلکا ہلکا جھولتے ہوئے بولی

جی تو آپ کس قسم کی مدد کر کے آ رہی ہیں اویئرنس کے لیے کلاس کو بھی بتائیں۔۔ بمشکل اپنے غصے پر ضبط کرتے ہوئے بولا

بتادوں۔۔؟؟؟وہ معصومیت سے بولی

جی ضرور۔۔۔۔!غصے کو کنڑول کرتے ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا

میں نہیں بتاؤں گی۔۔وہ انگلی کا ناخن منہ میں ڈالتے ہوئے بولی

کیوں۔۔؟حنان نے آبرو اچکائے تھے

ایسے مجھے ثواب نہیں ملے گا نا۔۔۔۔نیکی کر دریا میں پھینک والا کام میں نہیں کروں گی وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی تھی

دریا میں پھینک نہیں، دریا میں ڈال۔۔۔۔عاریہ نے آگے ہوتے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی

ہاں ہاں وہی۔۔۔۔۔وہ ناک سے مکھی اڑائے بولی تھی

وہ جو یہ سوچ کر آیا تھا کہ آج اس سے بدلہ ضرور لے گا۔۔۔۔دو بادہ سے مس چڑ پڑ نے اسکا دماغ خراب کر کے دکھ دیا تھا

اففففففففففف.....وہ کلستا ہوا اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گیا

سر کیا ہوا آپ اپنے ہاتھ سے منہ کو کیوں چھپا رہے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حنان کی کاروائی دیکھ وہ فوراً بولی۔

عاریہ کا بس نہیں چل رہا تھا اونچا اونچا ہنسنے لگے۔۔

آپ دونوں جا کر اپنی سیٹ پر کھڑی ہو جائیں آج کا لیکچر آپ کھڑے ہو کر لیں گی۔۔

اور یہاں حنان کی بس ہوئی تھی

جی۔۔۔۔۔!ایمان کے ساتھ ساتھ عاریہ کی بھی پوری آنکھیں کھولے بولی

جی بالکل۔۔۔۔۔۔۔اتنا کہتا سر پر ہاتھ رکھے وہ کلاس کی طرف متوجہ ہوا

وہ دونوں پاؤں گھسیٹتی اپنی سیٹ پر جا کر کھڑی ہو گئی تھیں۔۔۔

تمہاری وجہ سے بھیا نے مجھے بھی سزا دی ایمان کی بچی ایک بار باہر چلو آج میں نے تمہارا حلیہ نا بگاڑ دیا تو میرا نام بھی عاریہ علی سکندر نہیں۔۔وہ دبا دبا غرائی تھی

جبکہ ایمان کھسیانی سی ہنسی تھی

❤️❤️❤️

وہ دونوں یونہیں اپنی سیٹس پر کھڑی تھیں جب عاریہ کا موبائل رنگ ہوا

۔۔

حنان لیکچر دے رہا تھا مگر وہ دونوں سن کہاں رہی تھیں

کس کا میسج ہے ؟؟؟ایمان نے آہستہ آواز میں پوچھا

آئزل۔۔۔۔۔تمہارا بھائی اور وہ کیفے ٹیریا کی طرف جا رہے ہیں لیکچرز مس کر کے کچھ کھانے پینے ہمارے لیے پیغام ہے کہ ہم بھی آجائیں۔۔۔۔

عاریہ نے اسے آئزل کا میسج سنایا

تو اب کیا کریں تمہارا بھائی پکڑ کر بیٹھ گیا ہے۔۔

وہ حنان کو گھورتے دیکھ بولی تھی۔

تمہاری وجہ سے ہوا ہے ایمان اگر لیٹ نہ آتی تو ایسا نہ ہوتا۔۔۔تمہاری وجہ سے مجھے بھی پنشمنٹ ملی

اب کچھ سوچو باہر کیسے جائیں۔۔۔۔؟؟

عاریہ انگلیاں مروڑتی بولی تھی

آئزل کو بولو ہم دس منٹ تک آئے۔۔۔۔۔۔ایمان نے کہا تو وہ حیران ہوئی ہوئی

وہ کیسے؟؟؟
بس دیکھتی جاؤ۔۔۔۔۔۔ایمان نے آنکھ ونک کی تھی۔۔

سر۔۔۔۔۔۔؟
ایمان نے حنان کو پکارا تو وہ وائٹ بورڈ سے نظریں ہٹاتا اسکی جانب متوجہ ہوا تھا

!سر ایک سوال ہے۔۔۔۔۔۔
کیا سوال۔۔۔وہ سیریس تھا اسے لگا کہ وہ لیکچر جو دے رہا ہے، ضروری کلاس چل رہی ہے تو شاید اسی کے متعلق سوال کرنا چاہ رہی ہو۔۔۔

لیکن اسے کیا پتا تھا کہ اسنے ایک لفظ بھی نوٹ نہیں کیا۔۔

سر مینڈک کے کتنے کان ہوتے ہیں؟؟۔

ہمم۔۔۔۔۔وہ سر جھٹکتا رہ گیا

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ پھر سے اسکا دماغ کھانے والی ہے

مس ایمان ملک میں آپکو ایک اسائنمنٹ دیتا ہوں۔۔۔۔ جس میں آپنے مینڈک کا مشاہدہ کرنا ہے۔۔۔

اور ساری ڈیٹیلز لکھ کر لانی ہیں وہ کیا کرتا ہے، کیا کھاتا ہے، کہاں جاتا ہے ،کتنے کان ہیں, کتنے ناک ہیں, کہاں رہتا ہے،،، کب پیدا ہوا تھا، کتنے نوں

بعد مر جاتا ہے،،،، پانی کی کتنی گہرائی میں اسکا گھر ہے، گھر مٹی کا بنایے یا
ماربل کا

اس کی باڈی میں کتنے پارٹس ہیں۔۔۔۔اور اس کے لیے آپکو ہماری
لیبارٹری سے مینڈک مل جائے گا چاہیں تو اسے کھول کر دیکھ لیں
نہیں تو اس سے خود ہی پوچھ لیں۔۔۔

وہ سنجیدہ لہجے میں بول رہا تھا ایمان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

عاریہ سمیت ساری کلاس دبی دبی ہنس رہی تھی
اور ہاں مس ایمان آپکی اسائمنٹ کا وقت شروع ہوتا ہے ابھی سے۔
دو گھنٹے بعد مجھے اسائمنٹ میرے آفس ٹیبل پر چاہیئے۔۔۔
اور ایمان کو لگا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔۔

اب آپ کلاس سے باہر چلی جائیں۔۔۔باقی سب بھی آپکی وجہ سے ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔۔۔۔

اتنا سننے کی دیر تھی کہ وہ جھٹ سے بیگ اٹھتی باہر کو بھاگی تھی۔۔۔۔

کچھ یاد آنے پر وہ واپس کلاس میں داخل ہوئی تھی
عاریہ کو بھی لے جاؤں؟؟؟؟

حنان کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے معصومیت سے سوال کیا
پہلے تو حنان نے اسے دیکھا پھر عاریہ کو۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔۔۔عاریہ بھی پھرتی سے بیگ اٹھاتی ایمان کے ساتھ باہر جانے لگی جب حنان کی آواز سے ایمان پلٹی تھی

مس ایمان ملک اگر دو گھنٹے تک اسائمنٹ میرے آفس میں نا پہنچی تو مجبوراً مجھے آپکو دو ماہ کے لیے سسپینڈ کرنا پڑے گا۔۔

وہ جو باہر جانے کی خوشی میں بھول بھال گئی تھی حنان کے کہنے پر اسے کوستی ہوئی عاریہ کا ہاتھ تھامے باہر نکلی تھی

❤️❤️❤️

وہ دونوں بھاگتی ہوئی کیفے ٹیریا میں آئی تھیں آئزل اور حاشر انہیں کا انتظار کر رہے تھے۔

عاریہ حاشر کو دیکھ کر مسکرائی تھی حاشر نے اپنی نظریں جھکائی تھیں

آپ لوگوں کی وجہ سے حنان سر نے مجھے اتنی گندی اسائمنٹ دے دی اور وہ بھی دو گھنٹے میں کمپلیٹ کرنی ہے ورنہ وہ مجھے دو ماہ کے لیے سسپینڈ کر دیں گے۔۔۔۔

کونسی اسائمنٹ؟؟؟ حاشر نے پوچھا تھا۔۔

ایمان کی جگہ عاریہ نے بتایا تھا اور پھر تو چراغوں میں روشنی نہ رہی۔۔
تینوں ایسے ہنس رہے تھے کہ سب ارد گرد سے گزرتے سٹوڈنٹس انہیں رک کر دیکھتے تھے۔۔

اب میں کیا کروں۔۔۔۔۔۔وہ رو دینے کو تھی

کرنا کیا ہے اسائمنٹ بناؤ۔۔۔۔۔حاشر نے کندھے اچکائے تھے۔۔

کرنا ہے سسپینڈ تو کر دیں اسائمنٹ بناتی ہے میری جوتی۔۔۔۔۔وہ بالوں کو جھٹکتے بولی تھی۔۔۔۔۔

آئیں ایمان آپی کچھ کھانے کو لے کر آتے ہیں آئزل نے اسے اٹھاتے آنکھ ونک کی تھی

اسکا اشارہ سمجھتی وہ اسکے ساتھ اٹھتی ٹرن لیتی کیفے سے باہر نکل گئیں تھیں وہ ان دونوں کو اکیلے میں کچھ ٹائم ساتھ سپینڈ کرنے دینا چاہتی تھیں۔۔

یہ دیکھیں ایمان آپی میرا نیا موبائل۔۔۔۔۔۔آئزل نے اسکی جانب اپنا موبائل بڑھایا تھا۔۔۔۔۔

ہاں بہت اچھا ہے ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔ایمان نے تعریف کی تھی۔

سچی موبائل سے یاد آیا میرے پاس تم لوگوں کے نمبر نہیں ہیں۔۔۔

نمبر دو میں اپنے موبائل میں سیو کرتی ہوں۔۔

بیگ سے موبائل نکالتی وہ آئزل سے نمبر لینے لگی
آئزل نے پہلے اپنا لکھوایا پھر عاریہ کا۔۔۔۔

حنان بھیا کا بھی دوں نمبر؟؟؟؟آئزل نے آنکھ ونک کی تھی۔
بدلے میں اسکے چہرہ کا زاویہ بگڑا تھا

مجھے کیا کرنا ہے کھڑوس کا نمبر رکھ کر اپنے پاس۔۔
وہ ناک سے مکھی اڑاتی بولی تھی۔۔۔۔

اچھا دے دو۔۔۔۔۔۔کچھ یاد آنے پر وہ جھٹ سے بولی تھی۔۔۔۔
آئزل نے آبرو اچکائے تھے۔۔۔۔۔۔

اور پھر ایمان نے اسکا نمبر اپنے پاس سیو کیا تھا۔۔۔

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

سورج اپنی مکمل آب وتاب پر تھا۔۔۔۔۔۔ گرمی کی شدت زیادہ تھی۔۔

ایسے میں اپنے قدموں کی چھاپ چھوڑتا وہ ایک تہ خانے میں گھستا کہیں

غائب ہوا تھا

.....

❤️🔥❤️🔥

کیسی ہیں آپ عاریہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

حاشر نے سوال کیا تھا

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟؟

عاریہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

حاشر نے جھٹ سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔

اور کیا مصروفیات ہیں آجکل آپکی؟؟؟؟

حاشر نے پھر سے سوال کیا تھا۔۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس گھر سے یونیورسٹی اور یونیورسٹی سے گھر۔۔۔۔۔۔وہ تھوڑی پر ہاتھ ٹکائے اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی۔

جبکہ وہ بار بار اپنا سر جھٹکتا کبھی سامنے دیکھتا تو کبھی ادھر ادھر۔۔۔

عاریہ کو مزہ آرہا تھی اسکی سیچویشن دیکھ کر۔۔

یہ ایمان لوگ ابھی تک کیوں نہیں آئے۔۔۔۔

وہ ادھر ادھر دیکھتے بولا تھا۔

وہ نہیں آئیں گی.....عاریہ ہنسی تھی

کیوں۔۔۔۔۔؟

اسکے کہنے پر وہ جھٹ سے اسے دیکھتا ہے لیکن جب دونوں کی آنکھیں ٹکراتی ہیں تو وہ اسے ہی دیکھ رہی ہوتی ہے۔۔

حاشر نے پھر سے نگاہیں جھکائی تھیں۔

کیوں۔۔۔۔۔ نہیں آئیں گی وہ۔۔۔ نظریں جھکائے گود میں رکھے موبائل کو آن کرتے پھر سے آف کرتے اس نے پوچھا تھا۔

کیونکہ وہ کیفے سے باہر نکل گئیں ہیں۔۔۔۔۔

وہ محسوس کر سکتا تھا کہ عاریہ اسے ہی دیکھ رہی ہے۔۔

کیا آپ کہیں اور دیکھ کر بات کر سکتی ہیں میں کنفیوز ہو رہا ہوں۔

وہ ادھر ادھر دیکھتے بولا تھا۔۔

بے اختیار عاریہ ہنسنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ پہلا ایسا شخص تھا جو اپنی دوست سے کہہ رہا تھا کہ کہیں اور دیکھ کر بات کرو میں کنفیوز ہو رہا ہوں۔

عاریہ۔۔۔۔۔۔وہ شکایت کرتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

اچھا میں نہیں دیکھتی آپ کی طرف۔۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئی۔۔۔

اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا کے آپ بالکل آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔

اچھا پھر آپ ہی بتائیں کیا کروں میں؟؟؟؟

وہ دوبارہ سے آنکھیں کھولے اس سے پوچھنے لگی۔۔

آپ ایسا کریں۔۔ا ممممم۔۔وہ کچھ سوچنے لگا۔۔۔۔

آپ ایسا کریں کہ اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ رکھ لیں۔۔وہ ہنسا تھا۔۔۔

اوہ ہاں۔۔۔۔۔آنکھوں سے یاد آیا۔۔۔وہ چہک کر بولی تھی

کیا یاد آیا۔۔۔۔۔۔اسکے ایک دم چہکنے پر وہ حیران ہوا تھا

کیا آپ مجھے میری آنکھوں کی وہ پینٹنگ دکھا سکتے ہیں جو آپ نے بنائی

۔۔۔۔۔۔۔

اور حاشر کی تو مانو سانسیں رکی ہوں۔

اسکی مکمل آنکھیں کھل گئی تھی۔۔۔

آپکو کس نے بتایا۔۔۔۔وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ایمان نے بالکل بھی نہیں بتایا مجھے،اس لیے آپ اسکو کچھ نہیں کہیں گے
۔۔وہ آنکھیں بند کرتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

اور رہی بات مجھے کیسے پتا چلا تو آپ یہ سمجھیں کہ مجھے دوستی میں الہام ہوا
ہے

دوستی میں الہام۔۔۔۔۔۔میں نے تو سنا تھا محبت میں الہام ہوا کرتے ہیں
مگر دوستی میں بھی الہام ہوتے ہیں یہ آج سن رہا ہوں۔۔
وہ خاصا حیران تھا۔۔

وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ ایک رائٹر کی بہن ہے۔۔۔۔اسکے پاس حیران کر
دینے والے لفظوں کی کمی نہیں تھی۔
بس پھر دیکھ لیں۔۔۔۔۔وہ فخریہ کالر جھاڑتے بولی تھی۔

انتہائی متاثر کن۔۔۔۔۔۔۔وہ کندھے اچکاتا کمنٹ پاس کر گیا تھا۔
تو پھر کب دکھا رہے ہیں؟؟؟وہ واپس پھر سے اسی سوال پر آئی تھی۔

عاریہ میں نہیں جانتا وہ میں نے کیسے بنائی۔۔۔۔کیوں بنائی۔۔۔۔بٹ
بیلیو می،،،وہ میں نے نہیں بنائی خود بن گئی۔۔۔۔۔۔

وہ بے بسی سے بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تھا۔
وہ دھیمی سی ہنسی تھی
اسکی ہنسی کی چاشنی حاشر کے کانوں میں گھلتی اسکے دل کو بے چین کر گئی تھی

میں آپکو دکھادوں گا جلد ہی۔۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا

۔۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔!آئزل کسی جن کی طرح وہاں آ ٹپکی تھی۔

دوسری چڑیل کو بھی بلا لیتے۔۔۔۔۔حاشر کا واضح اشارہ ایمان کی جانب تھا

وہ برگر لینے گئی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ابھی آتی ہو گی۔۔۔۔

حاشر کو آگاہ کرتے وہ عاریہ کے ساتھ والی کرسی کھینچے بیٹھ گئی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف حنان انہیں ساری یونیورسٹی میں ڈھونڈ چکا تھا۔۔

آخر کچھ سوچتے وہ کیفے ٹیریا کے جانب چل دیا۔۔۔۔

اور کیفے ٹیریا کے باہر ہی اسے وہ تینوں اندر کرسیوں پر بیٹھے دکھائی دیے

مس چڑپٹر دکھائی نہیں دے رہی۔

وہ باہر ہی کھڑا تھا،،،،،،

اسے ان تینوں کے ساتھ نہ پا کر بولا تھا۔

اوہو۔۔۔۔۔! میں کیسے بھول گیا کہ میں نے اسے اسائمنٹ دے رکھی ہے وہی بنا رہی ہو گی۔۔۔۔۔

اسنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا

اب مزہ آئے گا مس چڑ پڑ کو۔۔۔۔۔وہ شیطانی مسکراہٹ لیے کیفے ٹیریا میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

ایسا کرتا ہوں کچھ کھانے کے لیے لے جاتا ہوں عاریہ اور آئزل نے صبح صحیح سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا

کسی خیال کے تحت وہ کیفے ٹیریا کے کاؤنٹر کی جانب بڑھ گیا۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔۔۔۔!

کاؤنٹر پر جاتے اسنے وہاں کھڑے کچھ آدمیوں میں سے ایک کو آواز دی تھی۔

وہ برگر اور کیچپ کی بوٹل لے کر پلٹی ہی تھی کہ دھماکے دار کسی سے ٹکرائی تھی اور اس زبردست تصادم کے ساتھ اسکے برگر زمین بوس ہوئے تھے

جبکہ لال کیچپ حنان کے وائٹ شرٹ پر گرتا

اسکی شرٹ خراب کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔اپنے زمین بوس ہوئے برگرز پر افسوس زدہ نگاہ ڈالتے اسنے جیسے ہی سر اٹھایا سامنے حنان کو دیکھ اسکا دل دھک سارہ گیا۔۔۔

پھر اس نے اسکی شرٹ کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔شرٹ بہت زیادہ خراب ہو چکی تھی

اور پھر اسکے ماتھے پر بل اسکی آنکھوں میں شدید غصہ۔

امی ی ی ی ی ی ی۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھیں مینچیں تقریباً چیختے ہوئے وہ وہاں سے دو سو بیس کی سپیڈ سے بھاگتی ہوئی حاشر کے پیچھے جا چھپی تھی

حاشر پریشانی سے اٹھا تھا۔۔۔۔
عاریہ اور آئزل بھی پریشان ہوئی تھیں۔

کیا ہوا ہے ایمان۔؟؟؟؟؟ حاشر نے اسے اپنی آوٹ سے نکالے سامنے کیا تھا

جیسے ہی وہ اسکی اوٹ سے باہر نکلی اسے سامنے حنان آتا دکھائی دیا۔۔
نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ پھر جھٹ سے اسکی اوٹ میں ہوئی تھی

بھائی بچالیں مجھے۔۔۔۔۔

اب وہ تینوں بھی حنان کو دیکھ چکے تھے۔۔

حاشر تمہاری بہن نے قسم اٹھا رکھی ہے ہر بار مجھ سے ٹکرا کر میری شرٹ کا ستیاناس کر دینے کی۔۔۔وہ سیخ پا ہوتا بولا تھا

تو آپ میرے پیچھے کیوں آکر کھڑے ہوتے ہیں۔

وہ حاشر کی اوٹ سے ہلکا سا سر نکال کر بولتی واپس اسکی اوٹ میں ہوئی تھی۔

تم تو باہر نکلو۔۔حاشر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کیا تھا

ہاں جیسے مجھے شوق ہے نا تمہارے پیچھے کھڑے ہونے کا کہ تم آؤ مجھ سے ٹکراؤ۔

اور اپنی تھرڈ کلاس چیزیں میرے اوپر پھینکتے میری شرٹ خراب کرو۔

کلاس میں تم نے الگ سے میرا دماغ کھا کر رکھا ہوا ہے۔
اسکا بس نہیں چل رہا تھا ایمان کو زندہ زمین میں دفن کر دے
آئزل، حنان، اور حاشر۔۔۔۔۔ کبھی ایمان کو دیکھتے تو کبھی حنان کو۔۔۔
دونوں نے لڑ لڑ کر سارا کیفے ٹیریا سر پر اٹھا لیا تھا
چپ کریں آپ دونوں سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔عاریہ نے انھیں چپ کروانا چاہا۔۔۔

تمہیں تو میں بعد میں دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔اسکی جانب انگلی اٹھاتا اسے وارن کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے آفس کی جانب بڑھا تھا۔

اب ایمان کی کلاس لگنے والی تھی حاشر سے

❤️❤️❤️

وہ ایمان کو لیتا یونیورسٹی سے سیدھا گھر آیا تھا۔۔ایمان کو کالج میں وہ اچھی خاصی سنا کر آیا تھا۔۔

لیکن عاریہ نے حاشر پر غصہ کیا کہ ایمان کو نہ ڈانٹے تب ہی وہ خاموش ہوا تھا۔۔

اسکے بعد انہوں نے دوبارہ سے برگر کھائے تھے۔

گھر پہنچتے ہی ایمان ثمینہ بیگم کو اطلاع کرتی اپنے روم میں فریش ہونے جا چکی تھی

حاشر بھی آہستہ آہستہ چلتا اپنے روم میں آیا تھا

اسے محسوس ہو رہا تھا اسکا دل اداس ہے۔۔

ہاں وہ اداس تھا عجیب اداسی۔۔۔۔اسے خود بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اتنا بے چین کیوں ہے۔

روم میں پہنچتے ہی اس نے دروازہ اندر سے لاک کیا تھا۔۔

موبائل اور بیگ۔۔۔بیڈ پر پھینکتے وہ آڑھے ترچھے شوز اتارتا

۔۔۔۔۔صوفے پر گرنے والا انداز میں بیٹھا تھا

دل تھا کے بے چین ہوئے جا رہا تھا۔۔۔

صوفے پر نیم دراز اس نے اپنی آنکھیں موندی تھیں

ابھی ایک سیکنڈ ہی نہیں گزرا تھا سے آنکھیں موندے کہ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

اسکی بند آنکھوں کے سامنے دو داس سرمے سے لبریز گھنی سیاہ پلکوں والی آنسوؤں سے بھری آنکھیں لہرائی تھیں۔۔۔۔

اس نے جلد سے آنکھیں کھولیں تھیں

یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ اوہ خدایا۔۔۔۔وہ بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔۔

وہ آنسوؤں سے بھری آنکھیں اب تو اسکی کھلی آنکھوں کے سامنے بھی اپنا عکس دکھا رہی تھیں۔

اور ایسا نہیں تھا کہ وہ ان آنکھوں کو پہچانتا نہیں تھا

وہ جینا بھول سکتا تھا مگر اسکی آنکھیں نہیں

اسنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی مدد سے اپنی آنکھوں کو مسلا تھا

اسنے پھر سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔

حاشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔باریک سے گلابی ہونٹوں نے اسکا نام پکارا تھا تھے

۔۔۔۔۔

ایسے جیسے کوئ چیز سلو موپر چل رہی ہو

بے اختیار دل پر ہاتھ رکھتا وہ جھٹ سے آنکھیں کھولتا اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے لمحہ پہلے بند آنکھوں سے دیکھے وہ دو منظر بار بار لہرا رہے تھے۔۔۔

وہ آنکھیں وہ ہونٹ۔۔۔۔اسکی بے چینی اور
بے سکونی میں اضافہ ہوا تھا۔

وہ صوفے سے اٹھتا ٹیبل سے جگ اور گلاس اٹھاتا جگ سے پانی گلاس میں انڈیلتا گلاس لبوں سے لگاتا غٹا غٹ پانی حلق سے نیچے اتارتا گلاس واپس رکھتا خود بھی واپس صوفے پر آتا نیم دراز ہوتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔۔

بے اختیار اسکا دل چاہا وہ پھر سے ایسا کوئ عکس دیکھے۔۔۔۔
اس نے آنکھیں موندیں تو سفید رنگ کا ریشمی آنچل لہراتی ایک دوشیزہ اسکے چہرہ پر اپنا وہ آنچل گرا گئ۔۔۔

لیکن اس بار اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں

۔۔۔اس آنچل کی خوشبو محسوس کرتا وہیں صوفے پر ہی وہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر گیا تھا

کیااسے بھی الہام ہوا تھا؟؟کیادوستی میں بھی الہام ہوتے ہیں۔

ہاں ہوتے ہیں نادوستی میں محبت کے الہام۔۔

ooooooooo

❤️🔥❤️🔥❤️🔥
❤️🔥❤️🔥❤️🔥

شام کو کام کاج سے فری ہوتی وہ اپنے روم میں آتی موبائل لے کر صوفے پر ٹک گئی تھی۔۔

اس نے عاریہ اور آئزل کو ٹیکسٹ کر دیا تھا تاکہ اسکا نمبر ان تک پہنچ جائے۔

۔۔۔۔

اسکے بعد وہ اپنا سب سے ضروری کام کرنا نہیں بھولی تھی

اس نے گوگل سے ایک مینڈک کی پکچر کا سکرین شاٹ لیے حنان کا نمبر آن کیے اس کے نمبر پر وہ پکچر سینڈ کی تھی۔۔۔

: ساتھ ہی اس نے ایک ٹیکسٹ بھی کیا تھا

مینڈک کے منہ والے سر یہ رہی آپکی اسائمنٹ "ساتھ میں زبان" چڑھانے والا ایموجی بھی تھا۔۔۔

۔اسے اچھے سے یاد تھا کہ پہلی دفعہ اس نے اسکی معصوم سی شکل کو کتنا کچھ کہا تھا

دوسری طرف ان نان نمبر سے میسج ملتے اس نے فوراً سے میسج اوپن کیا تھا اور سامنے بڑے سے مینڈک کی پکچر دیکھ اور پھر ٹیکسٹ پڑھتے وہ یہ تو پہچان گیا تھا کہ یہ میسج کرنے والی اور کوئی نہیں بلکہ مس چڑچڑ ہی ہے

اور ساتھ ہی وہ اپنے چکراتے سر کو تھامتا رہ گیا تھا

مینڈک کے منہ والے سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے بیک وقت ہنسی بھی آئی تھی اور غصہ بھی۔

تو ٹھیک ہے جھانسی کی رانی میں آپکو دو ماہ کے لیے سسپینڈ کرتا ہوں ۔۔۔ سسپینشن لیٹر حاشر کے ذریعے آپ تک پہنچ جائے گا آپکو کل یونیورسٹی آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

حنان نے بھی بدلے میں دل جلا دینے والا ٹیکسٹ بھیجا تھا
وہ جو میسج کرتی موبائل رکھ کر بکس لے کر بیٹھی تھی کہ اتنی جلدی اس نے کونسا ریپلائے کر دینا ہے میسج ٹون بجنے پر وہ موبائل اٹھاتی ہے تو حنان کا میسج دیکھ حیران ہوتی ہے

فوراً سے اسکا جواب پا کر وہ حیران ہوئی تھی۔۔

کیوں جی آپ کونسا ایم این اے ہیں یہاں کہ جو آپ کہیں گے وہی ہو گا

۔۔۔۔

میں صبح یونیورسٹی آؤں گی کسی کے ہمت ہے تو مجھے روک کر دکھائے (غصے والے ایموجی کے ساتھ)

اس نے سسپینشن والے میسج کے ریپلائے میں کہا تھا

وہ تو کل کی کل دیکھی جائے گی۔۔۔ابھی یہ بتاؤ میرا نمبر کہاں سے لیا۔۔

پھر اسے حنان کا میسج آیا تھا۔۔۔

آب آپ مجھ سے یہ توقع تو بالکل بھی نہیں رکھیے گا کہ میں کچھ ایسا میسج کروں گی کہ ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے تو نمبر کیا چیز ہے

رہی بات نمبر کہاں سے آیا تو مجھے تو نہیں پتا کہاں سے آیا۔۔۔۔خود ہی آگیا

اس کا ٹیکسٹ پڑھتے وہ واہ واہ کرتا رہ گیا

ہاں میرے نمبر کے تو پاؤں لگے ہیں نا کہ چل کر آپکے موبائل میں آگیا

وہ ٹیکسٹ بھیجتا سر جھٹکتا رہ گیا

آپکا نمبر بھی آپکی ہی طرح ہے منہ اٹھا کر کہیں بھی چل پڑتا ہے۔۔۔۔

ایمان کے اس ٹیکسٹ کے بدلے اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

بچے بہت ہو گئی بد تمیزی اب صبح میں تمہیں بتاؤں گا۔۔۔۔دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوتا کہہ رہا تھا۔۔
جبکہ کافی دیر میسج کا انتظار کرنے کے بعد جب میسج نہ آیا تو ایمان نے خود ہی میسج لکھ بھیجا تھا دوبارہ

کیا میں آپکا نمبر سیو کر لوں؟؟؟

سیو تو اسنے کر ہی لیا تھا مگر نہ جانے کیوں اسے تنگ کرنے میں ایمان کو مزہ آرہا تھا۔۔۔

نہیں رہنے دیں آپ نے تنگ ہی کرنا ہے بلکہ نہیں رکیں میں خود آپکو بلاک کرتا ہوں مس ایمان۔۔۔

اس نے بھی منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بناتے میسج سینڈ کیا تھا

نہیں نہیں سر میں تو بہت معصوم ہوں میں آپکو بالکل بھی تنگ نہیں کروں گی بس آپکے سٹیٹس دیکھوں گی۔۔

بلاک ہونے کے ڈر سے اسنے دس سیکنڈ میں ٹائپ کر کے میسج سینڈ کیا تھا

لیکن میں تو سٹیٹس لگاتا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔اسکی جانب سے پھرتی دیکھ وہ ہنسا تھا

کوئی بات نہیں میں صرف ڈی پی دیکھ لیا کروں گی سر۔۔۔۔

نہایت خندہ پیشانی اور ادب سے ٹیکسٹ سینڈ کیا گیا تھا

ڈی پی پر میری اپنی پکچر ہے دیکھ کر کیا کریں گی چہرہ تو میرا آپ ویسے بھی روز دیکھ لیتی ہیں کلاس میں۔۔۔

کیا پھر بھی دل نہیں بھرتا کہ اب گھر میں ڈی پی دیکھا کریں گی۔؟؟؟

دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ میسج سینڈ کیا گیا تھا

جسے پڑھتے ہی ایمان تلملا اٹھی تھی۔

ہنہ۔۔۔۔!

مینڈک کے منہ والے سر میں آپکو دیکھ کر اپنا دن بالکل بھی خراب نہیں کرنا چاہوں گی بھاڑ میں جائیں آپ۔۔۔۔

میسج سینڈ کرتے ہی اسنے حنان کا نمبر بلاک کیا تھا۔۔۔

بلاک بھی کر دیا۔۔۔۔۔۔! وہ حیران ہوا تھا

پاگل لڑکی۔۔۔۔۔۔۔وہ اسکے بلاک کرنے پر حیران ہوا تھا ساتھ ہی اسکے دوبارہ مینڈک کے منہ والے سر کہنے پر وہ مٹھیاں بھینچتا رہ گیا۔۔۔

موبائل ایک طرف رکھتے وہ اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

اپنے آفس روم میں بیٹھی وہ راکنگ چیئر جھلاتی سادہ سی بلیک شرٹ اور ٹخنوں تک آتی لمبی سکرٹ پہنے بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے

سامنے ایک فائل پر جھکی اس پر کچھ دیکھ رہی تھی۔
پینسل باکس سے پینسل نکالے اپنی انگلیوں میں گھماتی تو کبھی سامنے رکھے
شیشے کے ٹیبل پر ٹھک ٹھک کے انداز میں چلاتی

اسکے سامنے ہی ایک ورکر دم سادھے کھڑا تھا۔۔۔
جیسے جیسے وہ فائل پڑھ رہی تھی اسکے چہرے پر ناگواری کے گہرے سائے
منڈلاتے جارہے تھے۔۔۔

مکمل فائل پڑھتے وہ فائل کو ایک طرف کرتی پیچھے کو ہوتی راکنگ چیئر سے
ٹیک لگا گئی تھی۔۔
پینسل ہنوز انگلیوں کے درمیان گھومتی چلی جارہی تھی۔
وہ اب پرسکون نظروں سے سامنے کھڑے ورکر کو دیکھ رہی تھی

اسموکنگ کرتے ہو؟؟؟ غیر جانب دار سوال

۔۔۔۔جی۔۔۔۔! وہ حیران ہوا تھا اس کے سوال پر۔

۔۔

میں دوبارہ سوال دہرانے کی عادی نہیں سو جو پوچھا ہے اسکا جواب دو۔

وہ دبادبا غرائی تھی۔

یس۔۔۔۔یس باس۔۔ کرتا ہوں۔اسموکنگ۔۔۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے بولا تھا

! پھر پاکٹ میں کوئی ماچس یا لائٹر تو ہو گا نا سگریٹ سلگانے کے لیے۔۔۔۔

م۔۔۔ماچس ہے۔۔۔

شاباش ادھر لاؤ ماچس۔۔۔۔۔

ور کرنے ڈرتے ڈرتے پاکٹ سے ماچس کی ڈبیہ نکال کر اسکے سامنے ٹیبل پر رکھی تھی۔۔۔۔

وہ آگے کو جھکتی پینسل واپس باکس میں رکھتی ماچس اٹھاتی

اس سے تیلی نکالے اسے جلاتی ماچس کی ڈبیہ واپس ٹیبل پر اچھالتی۔۔

۔۔سامنے ٹیبل پر پڑی فائل اٹھا کر اپنے ہاتھ میں سلگتی تیلی فائل کے کنارے پر رکھ چکی تھی۔

آگ نے آہستہ آہستہ کاغذ کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کیا تھا

زائشہ نے فائل پٹختے کے انداز میں نیچے پھینکی تھی

آگ بھڑکتی ہوئی فائل میں لگے کاغذوں کو اپنی مکمل لپیٹ میں لے چکی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے بھڑکتی ہوئی آگ کے زیر اثر فائل جل کر خاک ہوئ تھی۔۔۔

ایسے کرتے ہیں ڈیل؟؟؟؟تم ایسی فائل بنا کر ڈیل کروگے۔۔۔پھر تو ہو گیا کام میرا۔۔۔۔۔۔۔

وہ غرائ تھی۔۔۔۔

جبکہ ور کر ڈر کر پیچھے ہٹا تھا۔

تم ابھی اور اسی وقت فارغ ہو۔۔۔کل سے آفس آنے کی ضرورت نہیں

۔۔۔۔۔

۔۔

اتنا کہتی وہ اٹھ کر باہر جانے لگی۔

لیکن باس۔۔۔۔۔۔سوری باس۔۔۔ایسا مت کریں۔۔

مگر وہ بے رحم لڑکی۔۔۔۔۔۔ایک دفعہ فیصلہ کر لینے کے بعد اسے مر کر نہ بدلتی تھی۔۔۔۔

میرے آفس روم کی صفائی اچھے سے کروادو ایک زرہ تک نہیں ملنا چاہیئے وہاں مجھے۔۔۔۔۔
ورنہ میں تمہارا صفایا کرتے دیر نہیں لگاؤ گی۔۔

باہر آتے ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی کو ہدایت دیتی ساتھ ہی وارن کرتی وہ بلڈنگ سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔

اسکا اچھا خاصا موڈ بگڑا تھا۔۔

باہر آتی کار کا دروازہ کھولتے اسے میں بیٹھی ایک نامعلوم منزل کی جانب کار بڑھالے گئی تھی

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

یہ ایک کلب کا منظر ہے۔۔گھڑی رات کے ساڑھے نو بجا رہی تھی۔۔

ایسے میں وہ دونوں کلب میں کھڑے تھے جہاں شراب کی آمد و رفت جاری تھی لڑکے لڑکیاں گلاس کے گلاس پیتے نشے میں دھت بیہودہ ڈانس کرنے میں مگن تھے۔۔

کلب میں رنگ برنگی ڈانسنگ لائٹس جل رہی تھیں۔۔

اور فل زور شور سے میوزک بھی جاری تھا۔۔

ایسے میں وہ دونوں ایک کونے میں کھڑے کسی کا انتظار کرتے دکھائی دے رہے تھے۔

کیا وہ یہاں آئیں گے۔؟؟؟سوال کیا گیا۔

میرے سورسز سے پتا چلا ہے کہ وہ ٹھیک دس بجے یہاں پہنچ جاتے ہیں۔

حیدر نے بتایا تھا

پچھلی دفعہ بھی تمہارے

سورسز سے غلط اطلاع ملی تھی حیدر۔۔

نہیں سعد اس دفعہ میں نے خود پتا لگوایا ہے وہ دونوں آئیں گے یہاں۔

ٹھیک ہے ابھی تو آدھا گھنٹہ ہے انتظار کرتے ہیں۔۔

موبائل سے ٹائم دیکھتی سعد نے کہا تھا۔

حیدر کو پتا چلا تھا کہ وہ دونوں لڑکے جنہوں نے عاریہ اور حاشر کو لائبریری میں بند کیا تھا وہ رات کو زوراس کلب میں پائے جاتے ہیں
اسلیے اب وہ دونوں وہاں کلب میں موجود تھے۔۔۔۔

لیٹس ڈرنک بے بی۔۔۔۔۔۔۔ایک لڑکی آدھا ادھورا بیہودہ لباس پہنے شراب کا گلاس پکڑے سعد کی جانب آئی تھی۔

اسکے سامنے گلاس بڑھاتی وہ تقریباً چپکنے والے انداز میں اسکے قریب آئی تھی۔۔۔۔

دور ہٹو۔۔۔۔۔۔! وہ ناگواری سے پیچھے ہٹا تھا۔

Let's dance baby

!---

وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے آگے کو کھینچے لگتی ہے۔

Just don't touch me .

وہ غرایا تھا۔۔۔لیکن کلب کے شور میں اسکی طرف کوئ متوجہ نہ ہوا۔۔۔

سعد نے اس لڑکی کو پٹخنے کے انداز میں دور پھینکا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ سے سعد کے قریب آتی ایک لڑکے کے کھینچنے پر وہ ڈرنکس کے زیر اثر اسکے ساتھ کھنچی چلی گئ تھی۔

خدا کی قسم ان دونوں کو کتوں کی موت ماروں گا ان کی وجہ سے میں آج اس بیہودہ جگہ پر آیا ہوں۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا اس کلب کو آگ لگا دے۔

ریلیکس سعد۔۔۔ڈونٹ وری۔۔۔میں اس کلب کا بھی کچھ کرتا ہوں

۔۔۔۔

وہ دیکھو وہ دونوں۔۔۔۔۔

حیدر ابھی کچھ اور کہتا۔۔اس سے پہلے سعد بولا تھا۔

وہ ان دونوں لڑکوں کو پہچان چکے تھے کیونکہ حنان نے انکی پکچر انہیں میل کر دی تھی۔۔۔

ان کے آتے ہی ان دونوں نے ایسے شو کروایا تھا جیسے وہ بھی اس کلب کے ہی کوئی میمبر ہوں۔

ان دونوں نے ڈھکن سے بند شراب کی بوتلوں منہ لگایااور ایسے شو کیا جیسے وہ نشے میں دھت ہوں۔۔۔۔

اب آگے بڑھتے وہ ڈانس کرتے لوگوں میں آتے خود بھی ڈانس کرنے لگے تھے۔۔

حیدر نے اسے بازو سے پکڑ کر گھمایا تھا تو سعد ایسے گھوما جیسے فلموں ڈراموں میں عموماً اس سیچویشن میں فراک کو پکڑ کر لڑکیاں گھومتی ہیں۔۔

ساتھ ہی ساتھ وہ ان دونوں پر واضح نظر رکھے ہوئے تھے

وہ دنیا کے پہلے ایسے دوست تھے جو کلب میں آئے تو اپنے دشمنوں کو"
پکڑنے تھے مگر خود کپل ڈانس کر رہے تھے تاکہ انکے دشمن انہیں پہچان نہ
" پائیں

وہ دونوں لڑکے جب سے یہاں آئے تھے تقریباً دس دس گلاس شراب
کے پی چکے تھے اب وہ نشے میں یوں دھت تھے کہ بس بے ہوش ہونے کی
کثر رہ گئی تھی۔

اب حیدر اور سعد کو اپنا کام کرنا تھا۔

وہ دونوں انکی جانب بڑھتے انکے چہرے پر رومال رکھ گئے تھے۔

وہ پہلے ہی شراب میں دھت تھے۔۔ فوراً سے بے ہوش ہوئے تھے۔

سعد اور حیدر دونوں کو پکڑے کلب سے باہر لائے تھے اور انکی یہ سرگرمی
کسی نے نوٹ نہیں کی تھی

کیمرا زوہ پہلے ہی توڑ چکے تھے۔۔

دونوں نے مل کران دونوں کے بے ہوش وجود کو کار کی ڈگی میں ڈالتے بند کیا تھا

اتنی ہی دیر میں پولیس کی چار پانچ سائرن بجاتی گاڑیاں کلب کے سامنے آ رکی تھیں

اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک کے بعد ایک پولیس آفیسرز گن تھامے کلب میں داخل ہوئے تھے

وہ سن سکتے تھے کہ اب کلب میں میوزک بند ہوا تھا۔

یہ اچھا کیا تم نے حیدر۔۔۔۔

سعد نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا تھا۔

تھینکیو پارٹنر۔۔۔۔۔۔۔

حیدر نے سامنے نظریں ٹکائے کہا تھا۔۔۔۔

اب ساری کی ساری کلب کی انتظامیہ اریسٹ ہو چکی تھی ساتھ ہی کلب میں موجود تمام لڑکے اور لڑکیوں کو بھی اریسٹ کیا گیا تھا

اب مہینہ سارا تو یہ جیل میں ہی رہیں گے۔
ہمم۔۔۔۔۔

حیدر نے کہا تو سعد نے محض ہمم کہنے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔
سعد نے اپنا رخ حیدر کی جانب موڑا تو وہ پہلے ہی اسکی جانب اپنا رخ موڑے کھڑا تھا۔۔

دونوں کی نظریں ملیں تھی اور بیک وقت دونوں کا قہقہ گونجا تھا
ارد گرد سے گزرتے لوگ رک کر انکو دیکھنے پر مجبور ہوئے تھے۔

وہ کیوں ہنسے تھے یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتے تھے۔

کیا آپ حیدر علی سکندر ہیں

پولیس آفیسرز میں سے ایک وہاں آیا تھا

تو وہ دونوں سنجیدہ ہوئے تھے۔

جی میں ہی ہوں۔۔۔۔۔۔

میں نے آپکو کال کر کے یہاں بلایا ہے۔۔۔۔۔اسکے لہجے میں آفیسر کے لیے ادب تھا۔۔۔۔۔

ہم آپ کے شکر گزار رہیں گے۔۔۔آپکی وجہ سے اس شہر میں کم از کم ایک برائی کا تو خاتمہ ہوا تھا۔۔

یہ تو میرا فرض تھا جناب۔۔۔۔

وہ سینے پر ہاتھ رکھے سر کو خم دیتے بولا تھا

بائے دی وے نائس تو میٹ یو۔۔۔۔آفیسر نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا۔

!نائس ٹو میٹ یو ٹو۔۔

جسے حیدر نے آگے بڑھ کر تھاما تھا

اسکے بعد سعد سے ہاتھ ملاتا آفیسر وہاں سے جا چکا تھا

تو وہ دونوں بھی گاڑی میں بیٹھتے واپس اپنی منزل کی جانب بڑھے تھے

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

ایمان کے فون کی جنگھاڑتی ہوئی آواز سارے گھر میں گونج رہی تھی

ایسے میں وہ خود نہ جانے کہاں غائب تھی

آخر فون بج بج کر تھک ہار کر بند ہو گیا۔

دوسری دفعہ پھر سے موبائل بجا تھا۔

ایمان بیٹا اپنی کال دیکھ لیں۔

ثمینہ بیگم نے کچن سے آواز لگائی تھی مگر ایمان کا کچھ اتا پتا نہیں تھا

آخر دوسری دفعہ بھی موبائل بج بج کر بند ہو گیا

کال کرنے والا بھی بے صبر دکھائی دیتا تھا جب دو دفعہ ریسپانس نہ ملا تو

تیسری دفعہ کال ملائی۔۔

آخر حاشر کو ہی اٹھ کر اسکے روم میں جانا پڑا۔۔

اسنے موبائل دیکھا تو بیسٹی 1 کالنگ۔۔۔۔

لکھا آرہا تھا وہ سوچ میں پڑ گیا کہ ایمان کی تو کوئی دوست نہیں ہے پھر یہ بیسٹی کون ہے

کچھ سوچتے اسنے کال پک کرتے فون کان سے لگایا تھا۔۔
کہاں تھی تم ہاں۔۔۔۔ پچھلے ایک گھنٹے سے میں تمہیں پچاس کالز کر چکی ہوں مگر مجال ہے تم نے ایک کال بھی اٹھائی ہو
جیسے ہی اسنے فون کان سے لگایا عاریہ کی جنگھاڑتی ہوئی آواز پر وہ بے اختیار کان سے موبائل ہٹا گیا۔
وہ عاریہ کی آواز پہچان چکا تھا

اللہ اللہ عاریہ کتنا جھوٹ بولتی ہیں آپ
پچاس کالز۔۔۔؟ جبکہ میں نے تو تیسری کال کی پہلی رنگ پر ہی کال اٹینڈ کر لی۔۔۔

حاشر نے دوبارہ سے فون کان سے لگاتے کہا تھا

دوسری طرف حاشر کی آواز سنتے اسکی چلتی زبان کو بریک لگا تھا۔۔۔

اسلام علیکم حاشر۔۔۔۔۔اس نے جھٹ سے سلام کیا تھا

وعلیکم السلام۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا

ایمان سے بات کروادیں۔۔۔۔

آپکو پتا ہے ناہمارا کل کا لیکچر ساتھ تھا بھیا کے ساتھ

میں نے لیکچر کا ایک بھی پوائنٹ نوٹ نہیں کیا ایمان سے بات کروادیں

شاید اس نے کچھ نوٹ کیا ہو۔۔۔

وہ ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ گئی تھی۔

مانو بلی۔۔۔۔۔عاریہ کی کال ہے تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔۔

کچن میں ثمینہ بیگم کے ساتھ کام میں مدد کراتے سعد کے کان کھڑے ہوئے تھے

دیکھاماما۔۔۔۔۔! وہ آنکھ دباتا ثمینہ بیگم کو حاشر کی جانب متوجہ کر چکا تھا

جی بھائی۔۔۔ کس کی کال ہے۔۔۔

ایمان جہان کہیں بھی تھی بھاگ کر روم میں آئی تھی۔

اسکے آتے ہی حاشر نے اسے فون پکڑایا تھا

اسلام علیکم۔۔۔۔۔۔ایمان نے کان سے فون لگاتے کہا تھا

وعلیکم السلام ایمان کی بچی مانو بلی۔۔۔ کہاں گم تھی پچاس سے زیادہ میسج کر چکی ہوں میں تمہیں اتنی کالز بھی

ایمان نے موبائل کان سے ہٹاتے نوٹیفیکیشن دیکھے تو اسکے صرف پانچ میسج تھے

عاریہ تم نے زیرو کا اضافہ کر دیا ہے غلطی سے تمہارے صرف پانچ میسج ہیں۔

وہ منہ بنائے بولی تھی

ہاں ہاں وہی۔۔۔۔۔اور عاریہ کے کہنے پر حاشر نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔

کیونکہ ایمان نے حاشر کے کہنے پر لاؤڈ سپیکر آن کر رکھا تھا

ایمان کیا تم نے کل بھیا کے لیکچر سے کچھ نوٹ کیا؟؟؟

عاریہ مدعے پر آئی تھی

نہیں یار اپہلے تو کھڑے رہے پھر سر نے کلاس سے باہر نکال دیا تھا نا۔۔

ایک لفظ بھی نوٹ نہیں کیا۔۔۔وہ دانتوں میں انگلی دبائے بولی تھی

اچھا خیر چھوڑو۔۔۔۔۔یہ بتاؤ تم نے مینڈک والی اسائمنٹ پوری کی؟؟

عاریہ نے ہنستے ہوئے پوچھا تھا

نہ میں نے تو نہیں کی نہ ہی کرنی ہے صاف صاف انکار کر دیا ہے میں نے تمہارے بھائی کو

وہ ناک سے مکھی اڑاتے بولی تھی۔

پھر بھیا نے کیا کہا؟؟

عاریہ نے تجسس ظاہر کیا تھا

کہنا کیا تھا سسپینڈ کر دیا دو ماہ کے لیے۔

وہ لاپرواہی سے بولی تھی

تو مطلب تم اب یونیورسٹی نہیں آؤ گی۔۔؟؟
عاریہ اداسی سے بولی تھی۔

آؤں گی نا۔۔۔۔۔اب ظاہر ہے گھر بیٹھ کر امی کی جوتیاں نہیں کھانی وہ ہنسی تھی۔۔۔

جبکہ حاشر تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا
ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔

انکو وہیں چھوڑتا وہ باہر آیا تھا۔

سعد بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے اسے پکارا تھا

جی ماما۔۔۔۔

وہ انکی جانب متوجہ ہوا تھا

بیٹا اپنی شادی کے بارے میں کچھ سوچو۔۔۔۔

۔

ثمینہ بیگم نے اسے پیار سے دیکھتے کہا تھا

پہلے تو حاشر کی کروائیں ماما کہیں عاریہ ہاتھ سے نکل نہ جائے۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

اگر وہ قسمت میں ہوئی تو کہیں نہیں جائے گی بیٹا۔۔۔۔

ثمینہ بیگم عاریہ کو نہیں جانتی تھیں لیکن پھر بھی انکے لہجے میں اسکے لیے پیار تھا

انہیں اپنی تربیت پر پورا بھروسہ تھا

انہیں بھروسہ تھا اپنے بچوں پر کہ وہ ایک بہترین ہمسفر کا انتخاب کریں گے

۔

سعد بیٹا آپکی عمر ہو گئی ہے شادی کی۔۔آپکو اپنے بارے میں کچھ سوچنا چاہیئے اب تو جاب بھی لگ گئی ہے۔۔

وہ پھر سے گویا ہوئیں

ماما ابھی تو میں نے جوائن بھی نہیں کیا۔

ابھی مجھے بہت محنت کرنے ہے ماما بہت آگے جانا ہے۔۔۔کچھ بن کر دکھانا ہے۔۔۔

ذیادہ سی محنت کروں گا نیا گھر بناؤں گا

پہلے میں اس قابل تو ہو جاؤں کہ کل کو آپکی فیوچر بہو کی ساری فرمائشیں تو پوری کر سکوں

وہ ہنستا ہوا انہیں اپنا فیوچر پلین بتانے لگا

اللہ آپ کو زیادہ ساری کامیابیاں دے بیٹا۔۔۔۔ہم تو یہی دعا کرتے ہیں ۔۔ثمینہ بیگم اسے پیار سے دیکھے بولی تھی

کچن سے وہ باہر نکلتا سامنے ہی اسے حاشر دکھائی دے گیا تھا مگر ایمان نہیں یہ مانو بلی پھر کدھر چھپ گئی ہے۔

سعد نے حاشر سے پوچھا تھا۔۔

کہاں جانا ہے عاریہ سے باتیں کر رہی ہے۔۔۔۔اس نے بتایا تھا

ان کی کچھ زیادہ دوستی نہیں ہو گئی۔۔۔۔سعد نے سوال کیا تھا

ہاں بھائی میں بھی یہی سوچ رہا ہوں ایمان نے کبھی کوئی دوست نہیں بنائی تھی اور اتفاق کی بات یہ کہ عاریہ اور آئزل کی بھی کوئی فرنڈ نہیں تھی

اور پھر قسمت نے ان تینوں کو ملا دیا

شاید اس لیے انکی کوئی فرنڈز نہیں تھیں کیوں کہ انکی دوستی ایک دوسرے کے لیے بنی تھی۔

حاشر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اللہ انکی محبتیں سلامت رکھے۔۔۔۔۔۔۔۔

سعد نے کہا تو بے اختیار حاشر نے آمین کہا تھا

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

"کیا ہے جو پیار تو پڑے گا نبھانا۔۔۔"

"رکھ دیا قدموں میں دل نظرانہ۔۔۔""قبول کرلو"

وہ گنگناتی ہوئی باتھروم سے باہر آئی تھی لیکن سامنے سے ہوتے ہوئے حملے سے وہ خود کو بچانا پائی تھی پنک کلر کا کشن سیدھا اسکے منہ پہ لگا تھا نائٹ ڈریس میں ملبوس وہ بالوں کو جوڑے میں مقید کیے منہ دھو کر باتھروم سے نکلی تھی اور اس افتاد پہ وہ بوکھلائی تھی۔

ہائے ظالم صبح صبح منگولوں کی طرح حملہ کر دیا کیا میں کائی قبیلہ سے ہوں؟ وہ حیران ہوتی عاریہ کو دیکھتے پوچھنے لگی

آئزل کی بچی میرا دل کر رہا ہے تمہیں کچا چبا جاؤں۔۔۔۔۔۔عاریہ زیادہ غصے میں تھی۔

ہائے کیوں بھلا؟ مجھ معصوم سی نازک سی پیاری سے لڑکی نے بگاڑا ہے آپی
؟

وہ معصوم ہونے کی ایکٹنگ پہ اتر آئی تھی۔

تم مجھے یہ بتاؤ رات کو تم نے میرا موبائل چارج سے کیوں ہٹایا؟ عاریہ شیرنی
بنی ہوئی تھی۔

یہ موبائل کیا ہوتا ہے؟ آئزل نے نظریں کمرے کے دروازے کی طرف
گھمائی تھیں دروازہ کھلا تھا یعنی راہِ فرار مل چکی ہے۔

آئزل میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی خود تو رو رو کر سب کو پاگل کر دیتی ہو

عاریہ کہتے ہی بیڈ سے نیچے اتر کر اسکے پیچھے بھاگی تھی لیکن آئزل موقع دیکھتے ہی دروازے کو کھولے وہاں سے فرار ہوئی تھی۔

آج نہیں چھوڑوں گی تمہیں عاریہ کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا

پہلے پکڑ تو لیں پھر کی پھر دیکھی جائے گی آئزل بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی تھی۔

آئزل خود میرے ہاتھ آجاؤ ورنہ میں نے پکڑ کر بہت مارنا ہے عاریہ نے اسے دھمکی دی تھی۔

واہ جی واہ۔۔۔ایسے کیسے پکڑی جاؤں پاگل تھوڑی نہ ہوں میں ۔۔۔۔۔آئزل کہتی ہوئی حیدر کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

بیٹا تم کب تک بچو گی کبھی نا کبھی تو باہر آؤ گی نا بلکہ نہیں میں بھیا سے اسکی شکایت کرتی ہوں عاریہ سوچتی ہوئی حیدر کے کمرے کی طرف آئی تھی۔

بھیا بھیا بچا لیں پلیز شیرنی نے مجھ معصوم سی ہرنی پہ حملہ کرنے کی پوری پلاننگ بنالی ہے

آئزل حیدر کے کمرے میں داخل ہوتی اسکے بیڈ پہ چڑھتی اسکے اوپر سے کمبل اتار کر اپنے اوپر لے گئی تھی۔

یااللہ یہ صبح صبح زلزلہ کیوں آگیا خیر تو ہے آئزل بچے صبح صبح کیوں لڑائی شروع کر دی ہے

حیدر جو کہ رات میٹنگ سے بارہ بجے واپس آیا تھا صبح سات بجے کی آفت پہ خاصا پریشان ہوا تھا لوز شرٹ اور ٹرائوزر میں ملبوس وہ بکھرے ہوئے بالوں میں بھی بہت خوبصورت اور دلکش لگتا تھا۔

وہ بھیا وہ آگئی۔۔۔۔۔! آئزل نے بتانے کے لیے کمبل سے منہ باہر نکالا تھا لیکن عاریہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ اس نے جلدی سے خود کو کمبل میں چھپایا تھا۔

بیٹا اگر کبوتر آنکھیں بند کر لے تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بلی اسے نہیں کھائے گی

عاریہ کو اسکی اس حرکت پہ ہنسی بھی آئی تھی لیکن وہ خود کو کمپوز کرتی دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے پہ باندھی حیدر کے بیڈ پہ پاس کھڑی ہوئی تھی۔

ہائے اللہ آپ مجھ معصوم کبوتری کو کھائیں گی بھوکی آپی اس نے کمبل میں سے ہی کہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے عاریہ بچے آپ تو اتنی سمجھدار ہیں کیوں لڑ رہی ہیں؟
عاریہ کو آئزل کی طرف بڑھتا دیکھ حیدر نے پوچھا تھا اس بیچارے کی نیند اچھی خاصی خراب ہوئی تھی۔

حیدر بھیا۔۔۔! آپکو نہیں پتا اس نے کیا کیا ہے عاریہ غصے سے ناک پھلاتی ہوئی بولی تھی۔

بھیا میں تو صرف انکا موبائل چارج سے اتار کر اپنا لگایا تھا آئزل کمبل سے زرا سا منہ نکالتی بولی تھی۔

آئزل اب زیادہ شرارتی ہوتی جارہی تھی۔۔۔۔حیدر نے نوٹ کیا تھا

بچے یہ غلط بات ہے آپکو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا حیدر نے آئزل کو غصے میں دیکھ اپنی توپوں کا رخ آئزل کی طرف کیا تھا

سوری بھیا۔۔۔۔۔وہ معصوم سا منہ بنائے بولی تھی۔۔۔

آپی سے سوری کریں بچے مجھ سے نہیں۔۔۔۔۔

سوری یار آپی پکا پرامس ایسا نہیں کروں گی آئیندہ۔۔۔۔۔وہ دونوں کان پکڑتے بولی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔عاریہ سر جھٹکتی بولی تھی۔۔۔۔۔

اگر لڑائی ختم ہو گئی ہو تو جلدی سے تیار ہو جائیں دونوں یونیورسٹی کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔

حنان کی آواز سے وہ دونوں حیدر کے روم سے نکلتی اپنے اپنے روم گئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

حیدر تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

حنان بھیا چلیں یونی۔۔۔؟

عاریہ اور آئزل یونی کے لیے تیار ہوتی باہر آئی تھیں جہاں حنان انہیں پہلے ہی گاڑی کے پاس کھڑا دکھائی دے گیا تھا

چلو جی چلتے ہیں پھر۔۔۔۔حنان نے والٹ سے پیسے نکالتے دونوں کے سر سے وارتے ملازمہ کو دے تھے

افف بھیا ہر وقت کیوں اتارتے رہتے ہیں ہمارا صدقہ ؟عاریہ نے ہنستے ہوئے پوچھا تھا

کیونکہ صدقہ آئی بلا کو ٹال دیتا ہے بچوں۔

حنان مسکراتے ہوئے کہتا اپنے کف کے بٹنوں کو بند کر رہا تھا

لیکن ایمان تو پھر بھی ہمارے ساتھ رہتی ہے آئزل نے ہنستے ہوئے کہا تھا

توعاریہ بھی ہنسی تھی

اووہو لیکن میں اس بلا کا کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔حنان نے اپنے

تصورات میں اسکا چہرہ لاتے کہا تھا

کر سکتے ہیں نا بہت کچھ۔۔۔"عاریہ شرارت سے بولی تھی۔

جیسا کہ ؟حنان نے عاریہ کی جانب دیکھا تھا۔

اس سے شادی کر لیں۔۔۔"عاریہ شرارت سے کہتی جلدی سے حیدر کی

طرف بھاگی تھی

حنان اپنے سر کو نفی میں جھٹک گیا تھا وہ کبھی بھی عاریہ کو ڈانٹ نہیں سکتا تھا چاہے وہ کیسی بھی بات کر دے لیکن اس وقت مقابل کوئی اور ہوتا اور وہ ایسی بات کرتا تو حنان علی سکندر اسے دن میں تارے دکھانے کا دم رکھتا تھا۔

چلیں آپی۔۔۔۔۔۔آئزل نے آواز دی تھی

اللہ حافظ حیدر بھیا۔۔۔۔۔۔

حیدر کو خدا حافظ کہتے وہ تینوں گاڑی میں بیٹھے یونیورسٹی کی جانب چل دیے

oooooooooooooooooo

ان کے جاتے ہی حیدر اپنے گھر کے پچھلی طرف بنے ٹارچر سیل میں آیا تھا جہاں وہ دونوں بندھے تھے

دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سعد وہاں پہلے سے موجود تھا

مورننگ بڈی۔۔۔۔۔۔۔حیدر نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا

مورننگ۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا

ہمیں معاف کردیں۔۔۔۔۔پلیز ہمیں معاف کردیں آئندہ ایسے نہیں کرونگا

وہ دونوں کرسی پر بندھے ان کے سامنے گڑگڑا رہے تھے۔۔۔

آئندہ تم کچھ کرنے کے قابل ہی نہیں رہو گے۔۔

سعد نے پاکٹ سے چاقو نکالا تھا جسے دیکھ ان دونوں کے سانس اٹکے تھے

۔

مم معافی.....!!!!۔۔۔۔معاف کردیں سر۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہنوز گڑگڑا رہے تھے

نہیں مل سکتی معافی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کہتا ہوا آگے بڑھتا ان دونوں میں سے ایک کے پاس آتا اسکے کان کو پکڑتا ایک ہی بار میں کاٹ گیا تھا پورے ٹارچر سیل میں اس لڑکے کی چینخیں گونج رہی تھیں

اور ساتھ بندھے دوسرے لڑکے کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے

وہ پسینے میں شرابور ہوا تھا ”

حیدر اسکی حالت انجوائے کر رہا تھا

لیکن سعد اسکو کو نظر انداز کرتا پہلے لڑکے کا دوسرا کان بھی کاٹ چکا تھا اسکی کی دلخراش چینخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں اسکی چینخیں کسی بھی

ذی روح کو کانپنے پہ مجبور کر سکتی تھیں لیکن وہ تو اپنے نام کا ایک ہی پیدا ہوا
"تھا سب سے زیادہ ظالم و جابر۔۔۔۔

اب ہاتھ تم کاٹو یار میرا دل نہیں اس نے خون سے لتھڑا تیز دھار چاقو حیدر
طرف بڑھایا تھا

وائے ناٹ بڈی۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے خوشی ہو گی
۔۔حیدر نے اس سے چاقو تھاما تھا

حیدر آگے بڑھتا ہوا اسکا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتے اسکا ہاتھ ایک ہی
وار میں کاٹ چکا تھا۔۔۔۔۔پھر بایاں ہاتھ۔۔۔وہ تڑپتا ہوا نیچے گرا تھا اور
کچھ ہی لمحوں میں وہ دنیا فانی سے رخصت ہوا تھا

"گڈ جاب۔۔۔

وہ ہنسا تھا۔۔۔وہ دونوں اب دوسرے کی جانب بڑھے تھے۔۔۔۔۔جبکہ وہ تو اپنے ساتھی کی حالت دیکھ پہلے ہی دم توڑ چکا تھا

حیدر اور سعد کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

🤎🤎🤎

ماما سعد بھائی کہاں ہیں؟؟؟ صبح ایمان اور حاشر یونیورسٹی کے لیے تیار کھڑے تھے

سعد کو نہ دیکھ ایمان نے سوال کیا تھا

پتا نہیں بیٹا کہہ رہا تھا حیدر نے بلایا ہے وہاں جا رہا ہے

اوہ اچھا اچھا حیدر بھائی نے بلایا ہے۔۔۔۔وہ کچھ سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

چلو مانو بلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مصروف انداز میں موبائل پاکٹ میں ڈالتا

بازوؤں کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے

کندھے پر بیگ لٹکائے وہ اسے چلنے کو کہہ رہا تھا۔۔

ثمینہ بیگم سے پیار لیتے وہ گھر سے یونیورسٹی کے لیے نکل پڑے تھے

🤎🤎

ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔۔کہاں؟؟؟ کہاں چلی آ رہی ہیں میڈم۔۔۔۔

وہ جو حاشر کے ساتھ یونیورسٹی گیٹ سے اندر داخل ہو رہی تھی

جب حنان اسے وہیں یونیورسٹی گیٹ کے سامنے مل گیا تھا اور اس سے پہلے
وہ اندر قدم رکھتی حنان نے اسے وہیں روکا تھا۔۔
عاریہ بھی وہیں کھڑی تھی۔
حاشر ایک طرف سے گزرتا اندر عاریہ کے پاس جا کھڑا ہوا تھا
اب وہ دونوں۔۔۔۔ان دونوں کو دیکھ رہے

کیا خیال ہے اب کیا ہونے والا ہے؟؟؟عاریہ جو حاشر کے کندھے تک
آرہی تھی حاشر نے سامنے دیکھتے اپنے سر کو اسکے سر کے قریب لاتے کہا تھا
بے ساختہ اس کے اس عمل سے عاریہ کی دھڑکنوں کا توازن بگڑا تھا
مگر وہ فوراً سے نارمل ہوئی تھی۔۔

ہونا کیا ہے 1965 کی جنگ لگے گی۔۔۔وہ دبی دبی ہنسی تھی

اور آئزل علی سکندر اس عظیم جنگ کو اپنی خوبصورت آنکھوں سے ضرور دیکھنا چاہے گی

آئزل جو پہلے وہاں کہیں نہیں تھی اچانک ٹپکی تھی

اوئے تم کوئی جن ہو کیا۔۔۔۔اچانک حاضر ہو جاتی ہو۔۔۔عاریہ کے کہنے کر وہ کھسیانی سی ہنسی تھی۔۔۔

آپ اندر نہیں آسکتیں میڈم.....! حنان کے کہنے پر وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کیوں؟؟؟ کیوں نہیں آسکتی۔۔۔۔۔۔

میں تو آؤں گی۔۔۔۔۔وہ اسے ایک طرف کیے اندر قدم رکھنے لگی ہی تھی جب حنان اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا

ہاااا۔۔۔۔۔یہ کیا بات ہوئی یہ تو بد تمیزی ہوتی ہے۔۔۔۔

اچھا؟؟؟ وہ اس کے انداز میں سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا
اور اس بد تمیزی کا کیا جو آپ کرتی ہیں؟؟؟
حنان نے سوال کیا تھا۔

میں۔۔۔۔۔! وہ جتنا حیران ہو سکتی تھی ہوئی تھی
میں بد تمیزی کرتی ہوں؟؟ وہ اپنی جانب اشارہ کرتی رکھے بے یقینی سے
دیکھ رہی تھی

!... میں تو بہت معصوم ہوں سر

وہ معصوم سا منہ بنائے بولی تھی۔

!!!.اچھا۔

اوراس میسج کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گی مس ایمان ملک جس میں

" لکھا تھا کہ "مینڈک کے منہ والے سر

آخر میں وہ دانت پیستا بولا تھا

اور بیک وقت حاشر، آئزل اور عاریہ کا قہقہ گونجا تھا

استغفراللہ سر استغفراللہ۔۔۔۔۔اتنا بڑا الزام۔۔۔۔

آپ تو میرے استاد ہیں میرے باپ کی جگہ میں بھلا آپکی شان میں ایسی گستاخی کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔۔

اس نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلہ تھا کچھ دیر پہلے جو شیرنی بن رہی تھی اب بھیگی بلی بنی تھی

وہ تھی ہی مانو بلی

جبکہ حنان تو اسکے باپ کی جگہ کہنے پر تقریباً بے ہوش ہونے کو تھا۔
آئزل اور عاریہ کی ہنسی روکے نہیں رک رہی تھی
جبکہ حاشر بمشکل کنٹرول کیے کھڑا تھا۔۔۔

مس ایمان ملک آپ جا سکتی ہیں۔۔۔۔آج سے میرا آپ سے کوئی واسطہ نہیں۔۔۔

وہ ایک طرف ہوتا اسکو کو گزرنے کا راستہ دے گیا تھا۔۔۔؟
وہ دو سو بیس کی سپیڈ سے بھاگتی ہوئی عاریہ کی جانب آئی تھی۔۔۔
جبکہ حنان اسے گھورتا ہوا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔۔۔
🤎🤎🤎

حیدر اور سعد کے درمیان ساری پیپر زڈیل ختم ہو گئی تھی

سعد نے تیس فیصد شئیرز حیدر کے حوالے کیے تھے دو گواہوں کے طور پر
حنان اور حاشر کے سائن پہلے ہی لیے جا چکے تھے
سعد نے باقی کے دس فیصد شئیرز لینے سے انکار کر دیا تھا
حیدر نے زیادہ اسرار نہیں کیا تھا کیونکہ اسے لگتا تھا کہ اگر وہ زبردستی
کرے گا تو سعد کو لگے گا وہ اس پر احسان کر رہا ہے
حیدر نے سارے آفس میں واضح اعلان کر دیا تھا اور سعد کو اس نے سب
سے نئے باس کے طور پر متعارف کروایا تھا

اور ساتھ ہی اسی خوشی میں ایک پارٹی کی بھی اناؤسمنٹ کر دی تھی
جو کل شام حیدر لوگوں کے گھر میں ہی منعقد کی گئی تھی

سعد خوش تھا اور حیدر بھی خوش تھا۔

ان سب کو پارٹی کا پتا چلے گا تو بہت خوش ہونگے..... سعد نے کہا تھا

شاپنگ پر چلیں؟؟؟؟ حیدر کسی خیال کے تحت بولا تھا

دیکھ بھائی میرے پاس جو کچھ تھا تجھے دے دیا اب پاکٹس بالکل خالی ہیں

۔۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا۔

چل کوئی بات نہیں میں کروا دونگا

ان سب کو بھی بلوا لیتے ہیں وہیں حنان کے ساتھ آجائیں گے مال

۔۔۔۔۔۔کیا خیال ہے؟؟ سعد نے پوچھا تھا

تمہیں پتا ہے سعد آجکل آئزل اور عاریہ پڑھائی پر دھیان ہی نہیں دے رہیں ایگزامز سر پر ہیں دونوں کے ان دونوں کو تو میں بالکل نہیں لے جانے والا

اسنے صاف صاف منع کیا تھا۔۔

ایمان بھی ایسی ہی ہے۔۔۔۔۔جب سے ان سب کی دوستی ہوئی ہے یہ بگڑ گئی ہیں۔۔۔سعد نے بھی جواب میں کہا تھا

اور سنا ہے حنان آجکل ایمان کے کسی سبجیکٹ کا پیریڈ لے رہا ہے
اور حنان کو ایمان نے زبردست قسم کا تنگ کر کے رکھا ہوا ہے۔۔

وہ ہنستے ہوئے بتانے لگا۔۔
ہاں حاشر نے مجھے بتایا تھا۔۔سعد نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

ان تینوں کو ہم شاپنگ پر نہیں لے جائیں گے۔۔۔۔فائنل رہا۔۔
حیدر نے حتمی فیصلہ سنایا تھا۔۔۔
ٹھیک ہو گیا میں حاشر اور حنان کو کال کرتا ہوں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔سعد نے ٹیبل سے موبائل اٹھائے پہلے حنان کو کال کی تھی پھر حاشر کو

اور وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ کیسے وہ ان تین چڑیلوں سے بچ کر نکلے ہیں۔ ایک سے بچ جاتے تو دوسری سامنے کھڑی ہوتی دوسری سے جان چھوٹتی تو تیسری۔

اللہ اللہ کر کے وہ یونیورسٹی سے باہر آ ہی گئے تھے۔۔

اور ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے بہت بڑا معرکہ سر کر کے آ رہے ہوں



تیرے نخرے ای سہنداے تے لک میرا ہلدا رینداے

چپ کر بے سرے انسان۔۔۔حیدر جو کب سے حنان کے غلط ملط گانے سنتا آ رہا تھا آخر بول ہی پڑا۔

آپ جلتے ہیں بھائی۔۔۔آپ میں میرے جتنا ٹیلنٹ جو نہیں
۔۔۔حنان نے ناک سکیڑی

ایسے ٹیلنٹ سے تو میں نکما اچھا۔۔۔حیدر نے سر جھٹکا۔۔۔
بھائی انہیں چپ کروالے ورنہ میں نے انہیں کبھی نہ لینڈ کرنے والے
ہوائی جہاز میں بٹھا کر اڑا دینا ہے۔حاشر نے کہا تو سعد زیر لب مسکرایا تھا۔۔

میرے بھائی ایسے جہاز بنا ہی نہیں آج تک کوئی۔۔۔جواب حنان کی طرف
سے آیا تھا۔

وہ چاروں شاپنگ کر کے آرہے تھے۔۔دونوں دونوں ہاتھ بیگز سے
بھرے ہوئے تھے۔گویا حیدر

نے انہیں شاپنگ کروائی تھی تو پھر انہوں نے دل کھول کر شاپنگ کی وہ چیزیں بھی لیں جو انہوں نے نہ کبھی زندگی میں استعمال کرنی تھی نہ کی تھیں اب وہ لوگ ریسٹورنٹ جا رہے تھے۔

وعدے کے مطابق کھانے کے پیسے حیدر تو بالکل نہیں دے رہا تھا یہ الگ بات تھی کہ وہ تینوں اسی سے نکلوانے کے پلین سوچ رہے تھے۔

بیگز وہ ڈرائیور کے ذریعے کار میں رکھوا چکے تھے
سونگ سیشن ختم ہوا تو سعد، حنان اور حاشر آگے آگے سر جوڑے چل رہے تھے جبکہ حیدر انکے پیچھے پیچھے انکو سننے کی کوشش کرنے لگا۔۔

لیکن انکی سرگوشیوں میں ہونے والی باتیں وہ سننے سے قاصر تھا۔۔

یہ کیا باتیں کر رہے ہو تینوں۔۔۔؟حیدر کی آواز گونجی تو وہ سیدھے ہوئے۔

کچھ نہیں بھائی کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔۔۔حاشر نے پیچھے مڑتے کہا تھا

حیدر نے چھوٹی آنکھیں کر کے انہیں دیکھا تھا

ایسا لگتا تھا چاروں میں عمروں کا فرق بالکل نہ ہو اور نہ ہی ٹیچر سٹوڈنٹ کا

۔۔۔

چاروں ایسے فرینک تھے کہ بس نہ پوچھو۔۔

سعد اور حیدر بس نام کے بھائی تھے

اور حاشر کے لیے حنان بس نام کا ٹیچر تھا

چاروں ایک ساتھ ریسٹورنٹ میں دھماکے سے داخل ہوئے
سب کی نظریں دروازے کی طرف اٹھی تھیں

کچھ ستائشی نظروں نے انکا ٹیبل تک تعاقب کیا تھا
وہ لاسٹ ٹیبل پر جا کر بیٹھے تھے۔۔اور سعد کی کسی بات پر مسکرا رہے تھے
۔

ویٹر نے مینیو ٹیبل پر رکھا حیدر مینیو اٹھانے لگا
کہ حنان نے جھٹ سے مینیو اسکے ہاتھوں کھینچا تھا
۔۔۔حیدر نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔

حنان ابھی دیکھ ہی نہ پایا تھا کہ سعد نے اسکے ہاتھ سے مینیو کھینچا تھا اب گھورنے کی باری حنان کی تھی وہ بھی سعد کو

چونکہ سعد اس سے عمر میں بڑا تھا تو حنان کو مجبوراً اسے تمیز سے گھورنا پڑا

۔۔جبکہ حاشر کا قہقہ گونجا تھا۔ایک بار پھر سے لوگوں کی نظریں انکی جانب اٹھی تھیں

مٹن کڑاہی مٹن پنیر مٹن قورمہ چار شوارمے دو پیزا لارج۔۔ تین برگر ۔سویٹ ڈش الگ سے یہ تو ہو گیا میرا اب تم لوگوں کی باری۔۔۔

سعد مینیو واپس حنان کو تھماتے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جبکہ باقی تینوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا

ویٹر الگ حیران تھا کہ یہ ابھی ایک کا آرڈر ہے باقی تینوں کیا کریں گے۔

جو انہوں نے کہا ہے وہی سب لے آیئے۔۔ حیران و پریشاں کھڑا ویٹر حیدر کے کہنے پر اثبات میں سر ہلاتا آرڈر لینے چلا گیا

حنان اور حاشر کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے

یہ کیا بات ہوئی حیدر بھائی سب سعد بھائی کی مرضی کا آرڈر کر دیا تو ہم پھر کیا کریں۔

حاشر نے نظروں ہی نظروں میں اسے۔۔۔۔ تو گھر چل تجھے بتاتا ہوں والا اشارہ کیا تھا

۔۔

پیزا نہیں کھاؤ گے تم لوگ؟؟ حیدر نے حاشر اور حنان سے سوال کیا۔۔

کھائیں گے نا۔۔۔۔دونوں نے یک زبان ہو کر کہا تھا

پیزا برگر شوارما نہیں کھانا مطلب تم لوگوں نے؟؟حیدر نے پھر سے سوال کیا؟

کھائیں گے نا....بھائی

تو پھر مٹن کڑاہی مٹن پنیر اور مٹن قورمہ کینسل کر دیتا ہوں۔

حیدر ریلیکس سا کہتا اٹھا تھا۔

ارے نہیں نہیں نہیں۔۔۔۔حنان اور حاشر نے اسے کھینچ کر واپس بٹھایا تھا

ارے سالوں اگر یہ سب کھانا ہی ہے تو ڈرامے کیوں کر رہے ہو۔۔حیدر دباد باسا چلایا تو سعد کا قہقہ بے اختیار تھا۔۔۔۔۔

ویٹر نے باری باری اب چیزیں ٹیبل پر لا کر رکھیں۔۔۔ٹشو پیپرز اور مشروبات الگ سے۔

حنان نے پکچر لی اور سب سے پہلے انسٹا گرام پر پوسٹ لگائی پھر وٹس ایپ پر سٹیٹس اور ایک ریل کلک کرتے اسنے ٹک ٹاک پر اپلوڈ کی تھی۔

تاکہ عاریہ ایمان اور آئزل دیکھ سکیں۔۔اسکے بعد وہ کھانے سے دو دو ہاتھ کرنے لگے۔

واللہ مزہ آگیا۔۔۔۔حاشر نے کھاتے ہوئے حنان کی پوسٹ پر کمنٹ کیا۔ ۔حنان کی چالاکی کو سب سمجھ چکے تھے حیدر سمیت سب نے بڑھ چڑھ کر اپنا حصہ ڈالا

کوئ دیکھ لیتا تو غش کھا کر گر پڑتا کہ کیا یہ وہی لڑکے ہیں جنہوں نے میچورٹی کی

تمام حدیں توڑ رکھی تھیں اور اب انھیں ساتھ دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ سب میچورٹی کی "م" سے بھی واقف نہیں ہیں

کھانا کھاتے ہوئے ان کے مذاکرات جاری تھے ہنسی مزاق۔۔۔اور حاشر تو چپ رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

۔

سربل۔۔۔۔۔ویٹر انکے سر پر آدھمکا تھا۔۔۔۔

سعد نے خالی والٹ سامنے کیا۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔۔۔حنان سر آپ
دیں گے
۔۔حاشر نے آنکھ ونک کی جو سعد اور حیدر سے چھپی نہ رہ سکی
یہ پلین حاشر کا تھا کہ لنچ پر بھی حیدر کو ہی لوٹا جائے۔۔

حنان نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔۔۔۔۔۔حیدر کو غصہ آرہا تھا ان پر۔۔

اور پھر حیدر نے بھی سعد کی طرح اپنا خالی والٹ انکے سامنے پھینکا۔۔۔جو
کچھ تھا ناوہ تم سب شاپنگ پر خرچ کر چکے ہو اب میرے پاس ایک پیسہ
نہیں
اور میں بھی اپنا والٹ حاشر کے کہنے پر عاریہ کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔۔۔۔
حنان نے معصوم سا منہ بنائے کہا تھا

اوراب انہوں نے قائ قبیلے کے سرداروں کی طرح حاشر کی پاکٹس پر حملہ کیا تھا۔

نہیں نہیں۔۔۔۔بھائ بچاو۔۔۔۔۔حیدر بھائی بچالیں

وہ چلا رہا تھا پر سعد اور حنان مسلسل اسکی پاکٹ میں سے والٹ نکالنے کی تگ ودو میں ہلکان ہو رہے تھے۔

حیدر پر اسکے چلانے کا کوئ اثر نہیں ہوا۔۔۔وہ آرام سے تماشہ دیکھ رہا تھا انکا۔۔۔آنکھوں میں چمک اور لبوں پر۔۔مسکان تھی۔۔لوگوں کی نظریں ایک بار پھر سے ان کی جانب اٹھی تھیں

حاشر نہیں نہیں کرتا رہ گیا

اسکی پاکٹ سے والٹ نکالنے میں آخر وہ کامیاب ہو ہی گئے تھے۔۔
بہت غریب بندہ ہوں صبح بابا سے بڑی مشکل سے مانگیں ہیں۔۔۔۔حاشر
اب واضح منتوں پر آتا آیا تھا
مگر اسکی ایک نہ سنتے ہوئے اسکے والٹ سے بل پے کر دیا گیا تھا
اور اب حاشر پیچھے تھا اور حنان اور سعد آگے آگے۔
حیدر محض تاسف سے سر ہلاتا انکے پیچھے چل پڑا
سعد نے بھی بچوں والی حرکتیں کی تھیں آج

ویٹر حیرت کی پتلی بنے انہیں جاتا دیکھتا رہا تھے کیا وہ لوگ۔۔۔۔۔۔؟؟؟



اور وہ تینوں آگ بگولہ ہوئ بیٹھی تھیں۔اپنے اپنے بھائیوں کی گھر جا کر خبر لینے کا پلین بناتیں وہ اپنی اپنی کلاس میں لیکچرز لینے چل دی تھیں

وہ جب سے یونیورسٹی سے گھر آئ تھی اس نے شور مچا کر رکھا ہوا تھا۔

مجھے نہیں پتا مجھے بھی لے کر جائیں شاپنگ پر۔۔۔۔مجھے بھی پیزا برگر شوارما کھانا ہے

اور ڈریس لینا ہے۔۔۔

جبکہ سعد اور حاشر دبا دبا ہنس رہے

چپ کرو یار مانو بلی کان پھٹ رہے ہیں میرے

حاشر نے کان میں انگلیاں ٹھونسی تھیں۔

سعد ثمینہ بیگم کے لیے ڈریس لایا تھا۔۔۔جاب کی خوشی میں۔۔اس نے ثمینہ بیگم کو حیدر کے ساتھ ہوئی ڈیل کے بارے میں بھی بتادیا تھا اور ساتھ ہی انہیں ہفتہ کی پارٹی کے متعلق بھی آگاہ کر دیا تھا۔
کل پارٹی تھی اور ایمان کے پاس پہننے کو نیا ڈریس نہیں تھا اسنے مزید شور مچایا ہوا تھا

حاشر جو کب سے اسائمنٹ بنانے کی کوشش کر رہا تھا ایمان کے شور سے ڈسٹرب ہو رہا تھا

چپ کرو نا ایمان۔۔۔۔اتنے سارے تو ڈریس ہیں انہیں میں سے کوئی پہن لینا۔۔۔ابھی چپ رہو کام کرنے دو مجھے۔
حاشر نے اسے ڈپٹا تھا۔

واہ جی واہ خود نئے پہنیں گے اور مجھ سے چاہتے ہیں کہ پرانے پہنوں۔
بابا گھر ہوتے تو مجھے ابھی لا کر دیتے۔۔
مین انکو کال کر کے بتاؤں گی۔۔۔

وہ اسے وارن کرتی نظروں سے گھورتی اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔۔
اس کے جاتے ہی حاشر سر جھٹکتا کام میں مگن ہوا
جبکہ سعد اسکے پیچھے گیا تھا۔۔۔

ایمان۔۔۔ سعد نے اسے پکارا تھا۔۔۔
جی بھائ۔۔۔ وہ جو اپنی الماری کی جانب آئ تھی سعد کے پکارنے پر اسکے پاس چلی آئ تھی۔

یہ لو۔۔۔ سعد نے ایک شاپنگ بیگ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

یہ کیا ہے۔۔؟؟وہ حیرانی سے بیگ کو تھامتے اس میں دیکھنے لگی
بیگ میں ایک وائٹ کلر کی میکسی تھی۔۔۔۔جسے دیکھ ایمان کی آنکھیں
چمک اٹھی تھیں

تھینکیو بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تقریباً اچھلی پڑی تھی۔
آپ میرے لیے لے آئے تھے ڈریس؟؟؟

تھینکیو بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ اپنے ڈریس کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
پیزا برگر شوارما فرسٹ سیلری پر ادھار۔۔۔۔۔۔
اسکے سر پر تھپکی دیتا وہ روم سے باہر نکل گیا

جبکہ وہ ڈریس کو دیکھتی پھولے نا سما رہی تھی

❤️❤️❤️

دوسری طرف حیدر اور حنان نے آئزل کو زیادہ نہیں ستایا تھا

وہ نہیں چاہتے تھے کہ انکی بہنیں اداس ہوں

اسلیے فوراً ہی حیدر نے انہیں انکے شاپنگ بیگز دے دیے تھے

سب سے پہلے عاریہ نے ڈریس نکالا

ریڈ کلر کی میکسی دیکھ وہ خود کو روک نہیں پائی اور حیدر کے گلے جا لگی تھی

تھینکیو بھیا۔۔۔۔۔

ویلکم میرا بچہ۔۔۔۔وہ پیار سے مسکراتا اسکے سر پر عقیدت سے بوسہ دے

گیا تھا۔۔حیدر کے بعد وہ حنان کے پاس آئی تھی

اب آئزل کی باری تھی۔

جیسے ہی اسنے بیگ کھولا بلیک کلر کی میکسی دیکھ کر وہ تقریباً چیخ پڑی تھی۔

واؤ۔۔۔۔عاریہ کے لبوں سے ادا ہوا۔

آپکو بلیک کلر پسند ہے نا بچے؟؟حنان نے پوچھا تھا تو وہ آنکھوں میں چمک لیے اثبات میں سر ہلا گئ
وہ بھی عاریہ کی طرح حیدر اور حنان کے گلے لگی تھی۔۔

عاریہ کو ریڈ جبکہ آئزل کو بلیک کلر پسند تھا تو ان دونوں کی پسند کے مطابق ان کے لیے ڈریس لیے گئے تھے

ایمان کے لیے بھی لیا ہے ڈریس؟؟سوال کرنے والی عاریہ تھی۔
ہاں۔۔۔۔سعد نے میرا خیال ہے اسکے لیے وائٹ میکسی سیلیکٹ کی تھی

حنان نے بتایا تھا۔۔

اوہ اچھا صحیح ہو گیا۔۔۔ایمان کو وائٹ کلر پسند ہے۔۔۔۔۔آئزل نے بتایا
میں سٹڈی روم میں جا رہا ہوں بچے۔۔۔میرے لیے اچھی سی کافی بجھوا دینا
۔۔

عاریہ کو کہتا وہ اوپر سٹڈی کی جانب بڑھ گیا

عاریہ کچن میں گئی تھی۔۔
آئزل دونوں کے ڈریس سمیٹتی روم میں گئی تھی
اور حنان بھی کسی کام کے عوض گھر سے باہر گیا تھا

پارٹی کے لیے کل شام کا وقت ڈیسائیڈ کیا گیا تھا
کیونکہ عموماً لوگ نائٹ فنکشنز پسند کرتے ہیں۔

سب آج بہت خوش تھے بہت زیادہ۔۔



وہ دنوں ساحل سمندر پر آئے تھے۔۔۔۔یکے بعد دیگر لہریں پیروں سے ٹکراتیں واپس پلٹتیں

سورج ڈوبنے کو تھا پیلا مائل نارنجی آسمان سورج ڈوبنے کا منظر اور ٹھنڈی سرور بخشتی ہوائیں۔

ایسے میں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وہ کنارے کنارے پر چلتے جارہے تھے۔

ایک جگہ وہ رکے تھے۔۔۔۔۔

ایمان آپ خوش ہیں۔۔۔؟؟حنان نے اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنا عکس دیکھتے سوال کیا۔۔۔۔۔

ہوا کے دوش پر اسکے بال لہرائے تھے اس نے دور سورج ڈوبتے منظر پر نگاہیں ٹکائی تھیں۔

چاہت جب حاصل ہو جائے تو زندگی جینے میں مزہ آتا ہے
وہ مدھم سا گویا ہوئی۔

ہاتھ ابھی بھی اسکے ہاتھ میں تھا۔
ایک سرد لہر پیروں سے آکر ٹکراتی واپس پلٹی تھی۔۔
میں آپکو بہت چاہتا ہوں۔۔آپ جانتی ہیں ایمان

اور میری محبت کا مقابلہ آپ نہیں کر سکتیں۔۔۔۔

سرد سا اک احساس تھا۔۔۔۔

ہم دنوں ہی ضدی ہیں حنان اور رہی بات مقابلے کی تو میں آپکا مقابلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں چاہے پھر وہ مقابلہ محبت کا ہو یا نفرت کا۔۔۔

ایمان نے محسوس کیا اسکے ہاتھ پر حنان کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔۔

دونوں کا نکاح تھا دو تین دن بعد اور انہیں دیکھ کر لگ نہیں رہا تھا کہ وہ مطمئن ہیں۔۔ لیکن اندر دور وہ حد درجہ مطمئن تھے۔

وہ تھوڑا آگے چلے پھر رکے۔۔

حنان نے اسکا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

اسے لگا اسکا دل بند مٹھی سے زمین پر دھڑم سے آ گرا ہو

وہ اس سے دو قدم پیچھے ہوا۔۔۔۔

حنان نے اپنی سیاہ آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھ رکھیں تھی۔۔
وہ اسے ایسے دیکھ ہی تھی جیسے صدیوں سے نہ دیکھا ہو اور وہ اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسکے سوا کچھ دیکھنے کے قابل ہی نہ ہو۔۔۔
آپ کریں گی میرا مقابلہ۔؟؟؟

آپ میں اتنی طاقت نہیں کہ حنان علی سکندر کا مقابلہ کر سکیں۔۔۔۔۔۔وہ بولا تو لہجہ سرد تھا۔

اسکی بتاپر ایمان کی مسکراہٹ گہری ہوئ تھی

صحیح کہا آپ نے ایک عورت میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ مرد کا مقابلہ کر سکے۔۔

اور عورت کو مرد کا مقابلہ کرنے کے لیے طاقت کی ضرورت ہوتی بھی نہیں ہے۔۔

آنکھیں ہنوز اسکی آنکھوں میں گاڑھ رکھی تھیں۔

اچھا؟؟

لہجہ سوالیہ تھا

مرد کو ہرانے کے لیے عورت کی اک ادا ہی کافی ہوتی ہے۔۔۔۔اڑ اڑ کر چہرے پر آتے بالوں کو اسنے ایک ادا سے پیچھے جھٹکا تھا۔۔

اوہ تو آپ مجھے اپنی اداؤں سے ہرائیں گی۔۔۔اور آپکو لگتا ہے میں ہارتا چلا جاؤں گا۔۔۔۔وہ طنزاً ہنسا تھا۔۔۔

آپ ہار چکے ہیں حنان علی سکندر۔۔۔۔۔وہ سحر زدہ آواز میں بولی۔۔۔۔وہ چلتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی۔

دو قدموں کا فیصلہ سمٹا تھا

اور وہ جیسے ہی اسکے قریب آئی اسکی سانسیں اٹکی تھیں لب ساکت ہوئے تھے۔۔۔

اور وہ فاتحانہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتی واپس پلٹی تھی۔۔

وہ جیسے ہی اس سحر سے واپس آیا تھا اسنے دیکھا ایمان اس سے کافی دور جا چکی ہے

ایمان۔۔۔وہ اسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔

اسکی آواز لہروں سے ٹکراتی ارتعاش کی صورت میں اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

وہ واپس پلٹی۔۔اسکی طرف دیکھتی کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔۔حنان کو لگا اسکا دل کسی نے مٹھی میں لیا ہو۔

وہ بھاگتی ہوئی اس سے مزید دور گئی تھی۔

۔۔

ایمان رکیں۔۔۔وہ اس کے پیچھے بھاگا تھا اور سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ایمان کا ہاتھ اسکی گرفت میں تھا۔۔

وہ ہنس رہی تھی۔۔۔اور وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔حنان نے اپنی کشادہ ہتھیلی ایمان کے سامنے کی تھی

اور ایمان کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔

کیا آپ میری شریک حیات بن کر ہمارے پیار کو ہمیشہ کے لیے امر کریں گی؟؟؟؟

حنان۔۔۔اور اسکا پُر سکون لہجہ۔۔۔ سمندر نے ٹھاٹھیں ماریں تھیں جیسے ایمان کو کہہ رہا ہو کہ ہاں اے پھول سی لڑکی۔۔۔۔!

اس پیار کو امر کر دو ہمیشہ کے لیے۔

ایمان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ہوا کے دوش پر رقص کرے۔۔

سر اثبات میں ہلاتی وہ اسکی کشادہ ہتھیلی پر اپنے سفید مخملی ہاتھ رکھ گئ۔

حنان نے سر جھکا کر اسکے ہاتھ پر عقیدت سے بوسہ دیا تھا۔

سکون بھری کی لہریں ایمان کے دل میں اتری تھیں۔۔

حنان نے اسے رنگ پہنائی تھی ڈائمنڈ رنگ۔۔

یہی وہ وقت تھا جب ایمان کے لیے وہ تحفہ جان سے زیادہ عزیز ہو گیا تھا اور تحفہ دینے والا تو پہلے ہی اسکی رگ وجاں میں بسا تھا۔

وہ وہاں سے اٹھتا اسکے ساتھ جا کھڑا ہوا تھا

حنان مجھ سے کبھی دور نہیں جانا ورنہ میرا پاگل پن دنیا تباہ کر دے گا۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھتی وہ بولی تھی

حنان کبھی اپنی ایمان سے دور نہیں ہو سکتا۔

حنان نے اسکے گال پر تھپکی دی تھی۔

ایمان اسکی طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔۔حنان نے اسکا ہاتھ پھر سے تھاما تھا اور ایمان کو ایسا لگا جیسے وہ ایک مضبوط چھاؤں میں آئی ہو ایسی چھاؤں جہاں دھوپ تو کیا دھوپ کا سایہ بھی اسکو نہیں چھو پائے گا

لہروں کے سنگ وہ مسکراتے ہوئے آگے چل دیے

جھٹ سے اسکی آنکھیں کھلی تھیں۔۔۔کمرے میں مکمل اندھیرا تھا نائٹ بلب تک روشن نہ تھا

ایسے میں وہ پسینے سے شرابور لمبے لمبے سانس لیتا جھٹ سے اٹھ بیٹھا تھا

اللہ اللہ اتنا ڈراؤنا خواب۔۔۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا

ڈراؤنا نہیں میرا مطلب اتنا عجیب خواب؟؟؟

وہ خود سے ہی بولا تھا

خواب میں انکا نکاح تھا۔۔۔۔واللہ اتنا واضح خواب۔۔

وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھتا سوئچ بورڈ سے بٹن پریس کرتا لائٹ جلا چکا تھا

سانسیں ابھی بھی پھولی ہوئی تھیں

دل کی دھڑکنیں تیز تھیں

وہ رات کو ایک بجے سویا تھا اور پھر دو بجے اس خواب نے اسکو اتنے برے

طریقے سے بیدار کیا تھا

سائڈ ٹیبل سے جگ اٹھاتا پانی گلاس میں انڈیلتا گلاس ہونٹوں سے لگاتا
غٹا غٹ پانی حلق میں اتارتا چلا گیا

گلاس واپس رکھتے وہ کھڑکی جانب آیا تھا
جیسے ہے اسنے کھڑکی سے پردہ ہٹایا سیاہ موتیوں بھرا آسمان۔۔۔اور چمکتے
چاند کے ساتھ ٹھنڈی ہواؤں نے اسکا استقبال کیا تھا۔۔

اسنے ایک لمبی سانس لیے ٹھنڈی ہوا کو اپنے اندر کھینچا تھا
بے اختیار وہ خواب کسی فلم کی طرح اسکی آنکھوں نے سامنے چلنے لگا
اپنی ساری زندگی میں اتنا خوفناک خواب میں نے کبھی نہیں دیکھا۔
وہ ہنسا تھا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

نکاح۔۔۔۔وہ بھی مس چڑپڑ سے؟؟؟

اممم انٹرسٹڈ۔۔۔۔۔۔اس نے خود کو کہتا پایا۔۔۔۔

کافی دیر کھڑکی کے پار کھلے آسمان کو دیکھتا وہ اسکی باتوں کو سوچتا رہا۔

مینڈک کے منہ والے سر۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

ہنہہ!!!! بھاڑ میں جائے۔۔۔میں نہیں کرنے والا اس سے نکاح۔۔

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے وہ اسے سن رہی تھی

وہ سر جھٹکتا بیڈ پر آتا نیم دراز ہوا تھا۔۔۔۔

مگر نیند اسے نہیں آئی تھی

وہ ساری رات اسی خواب کے زیر اثر رہا

پھر کسی خیال کے تحت اسنے موبائل فون اٹھایا تھا

❤️❤️❤️

رات کو اسے نیند نہیں آرہی تھی تو وہ چھت پر ٹہلنے چلی آئی تھی

ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں نے اسکا استقبال کیا تھا

سامنے چمکتے چاند کو دیکھ وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی

چاند جیسا خوبصورت اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔

اسنے سوچا تھا۔۔۔۔

وہ یونہیں یک ٹک چاند پر نظریں گاڑھے کھڑی تھی جب اچانک موبائل فون کی میسج ٹون پر وہ چونکی تھی۔

حنان کا میسج۔۔۔۔۔ میسج دیکھ وہ جتنا ہو سکتی تھی اتنا حیران ہوئی تھی۔۔

ٹائم دیکھا تو تین کا وقت ہو رہا تھا۔

کل پارٹی میں آئیں گی؟؟

عجیب و غریب میسج۔۔۔وہ حیران ہوئی

تو کیا مجھے نہیں آنا چاہیئے؟

اس نے سوال کے بدلے سوال ٹائپ کر کے بھیجا

افکورس آنا چاہیئے آپکے بھائی کی پارٹی ہے

دوسری طرف فوراً سے جواب آیا تھا

ہاں تو جب میرے بھائی کی پارٹی ہے تو پھر اس سوال کا پوچھنا تو بنتا ہی نہیں تھا کہ میں آؤں گی یا نہیں؟؟

غصے سے ریپلائے کیا گیا۔

اوہ سوری میں بھول گیا تھا۔۔۔وہ میسج سینڈ کرتے ہنسا تھا

آپکو نہیں لگتا کہ آپ آدھی رات کو ایک لڑکی کو میسج کر رہے ہیں۔۔۔جو نہایت ہی غلط ہے؟

ایمان نے اسے شرمندہ کرنا چاہا

میسج پڑھتا وہ دانتوں میں انگلی دبا گیا

آپکو نہیں لگتا کہ آپ آدھی رات کو ایک لڑکے کے میسج کا ریپلائے کر رہی ہیں۔۔۔۔۔جو نہایت ہی غلط ہے۔

حنان نے اسی کے انداز میں میسج ٹائپ کر کے بھیجا تھا

وہ جو اسے شرمندہ کرنا چاہتی تھی خود شرمندہ ہوئی تھی

اچھا ایسی بات ہے؟؟؟اب نہیں کروں گی ریپلائے اس نے خود سے کہتے موبائل آف کیا تھا۔۔۔

اب کرتا رہے میسج۔۔۔۔۔۔

ہنہہ!!! سر جھٹکتی وہ نیچے آئے تھی۔۔

اسکے بعد حنان نے اسے چار پانچ جلے کٹے میسج کیے تھے مگر جواب نہ پا کر موبائل ایک طرف رکھتا اوندھے منہ لیٹ گیا

❤️❤️❤️

اپنے آفس میں راکنگ چیئر پر بیٹھی وہ نیچے کو جھکی کچھ اٹھا رہی تھی۔۔

جب بغیر ناک کرتے دھیمے دھیمے قدم چلتا وہ چپ چاپ کرسی پر آکر بیٹھا تھا

سورج کی روشنی مکمل چھائی ہوئی تھی

آفس کی فضاء بالکل ویران محسوس ہو رہی تھی

بالکل خاموش۔۔۔۔وہ یونہیں تھوڑی پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا

امید کرتی ہوں جو کام تم سے کہا تھا وہ تم مکمل کر کے لائے ہو گے۔؟؟
وہ یو نہیں جھکے جھکے بولی تھی

جبکہ وہ تو اپنی جگہ سے اچھلا تھا کہ اسے کیسے پتا چلا۔۔۔
وہ جس چیز کی متلاشی تھی وہ اسے مل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
شاید وہ کوئی فائنل ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

وہ واپس سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔
اسنے دیکھا وہ آج وائٹ شرٹ اور وائٹ ہی ٹراؤزر میں بالوں کو کھلا
چھوڑے
بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے اب اسے ہی دیکھ رہی تھی۔
وہ ایک پل کو اسے دیکھتا رہ گیا پھر اچانک اسنے اپنی نظروں کا زاویہ بدلتے
ہوئے ایک فائل اسکے سامنے ٹیبل پر رکھی تھی

ہاتھوں پر گلوز تھے

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم حکم کرو اور میں اسکی تکمیل نہ کروں۔۔

وہ سر جھکائے بولا تھا

ہمممم۔۔۔! ایمپریسو۔۔۔وہ بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی بولی تھی

اب جو انفارمیشن لائے ہو وہ پڑھنا شروع کرو۔۔۔

واپس اسکی جانب فائل سرکاتی وہ خود راکنگ چیئر پر اوٹ لگائے بیٹھے گئ

!اوکےےےے۔۔

اسنے اپنے گلوز پہنے ہاتھوں سے فائل اٹھا کر اسے کھولے پڑھنا سٹارٹ کیا

تھا

وہ اسکے بولنے کی منتظر تھی۔

!.... نام ہے حیدر علی سکندر

مشہور و معروف ناول نگار

اسلام آباد گروپ آف انڈسٹریز کا اکلوتا مالک۔۔

وہ جیسے جیسے بول رہا تھا وہ دم سادھے سن رہی تھی

نہایت ہی سنجیدہ اکڑو قسم کا انسان

اور دوسری طرف بہت ہی اچھا اور نیک دل انسان

انتہائی ظالم و جابر انسان۔۔۔

تو دوسری طرف نہایت ہی نرم مزاج شخص

ماں باپ کافی عرصہ پہلے وفات پا چکے ہیں۔
ایک بھائی ہے حنان علی سکندر اور دو بہنیں عاریہ علی سکندر اور آئزل علی سکندر

دولت شہرت سب ہے اس کے پاس۔۔۔
اپنے کام کے لیے جنونی
اپنی بہنوں کا باپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اپنے بھائی کا محافظ۔۔
محبت نام کی چیز نہیں ہے اسکی زندگی میں۔۔
اور شادی شدہ ہے نہ ہی منگنی شدہ۔۔

ایک ہی سانس میں ساری انفارمیشن دیتا اب خاموشی سے اسکے بولنے کے انتظار میں تھا

اور اگر یہ انفارمیشن جھوٹی ہوئی تو تمہارا اس دنیا میں آج آخری دن ہو گا

۔۔۔۔

وہ فائل کو اٹھاتی گود میں رکھتی اسکے نام پر انگلیاں چلانے لگی

ملک سعد کاظمی نام ہے میرا۔۔۔

اور یہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ ملک سعد کاظمی اپنے کام میں کتنا ایماندار ہے

اور رہی بات اس دنیا میں آخری دن کی تو میں اپنے زندگی کے دن کا شمار طہ کرنے کا اختیار تمہیں بالکل نہیں دونگا ینگ لیڈی۔۔۔۔

وہ ایک ایک لفظ رک رک کر ادا کرتا دل جلا دینے والی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

میری منہ مانگی قیمت میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دینا۔۔۔۔۔۔۔
اسے تنبیہہ کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی
پھر اسکی نظر وہاں پڑی جہاں کچھ سیکنڈ پہلے وہ بیٹھا تھا

وہاں ٹیبل پر پیکٹ میں چاکلیٹ پڑی تھی۔۔۔جو شاید وہ اس کے لیے چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔۔
اور اگلے ہی لمحے وہ ناگواری سے چاکلیٹ اٹھاتی اسے ڈسٹ بین کی زینت بنا چکی تھی

حیدر علی سکندر۔۔۔۔! وہ واپس فائل کی جانب متوجہ ہوئی تھی

تم سے ایک ملاقات تو بنتی ہے۔

اسکا نام زیر لب دہراتی وہ مسکرائی تھی

❤️❤️❤️

چھ فٹ سے نکلتا قد۔۔ کھڑی ناک مغرور مونچھیں ہلکی ہلکی داڑھی،،اور

گندمی رنگت میں وہ انتہائی حسین لگ رہا تھا

ایسے میں اسکے حسن کو چار چاند لگاتی فورس کی یونیفارم

جس پر اسکا نام "میجر مراد عالم" جگمگا رہا تھا۔۔

لمبی لمبی راہداریوں سے گزتا وہ ایک جگہ رہا تھا جہاں کچھ فوجی افسران نے

اسے سلیوٹ کیا تھا

سر جھکاتا انکے سلام کا جواب دیتے وہ پھر سے آگے چل دیا۔۔۔
ریوالور پاکٹ بیلٹ کے ساتھ باندھ رکھی تھی
ایسے میں وہ مغرور چال چلتا ایک آفس کے سامنے رکا تھا

ناک ناک۔۔۔! ہاتھ کی دو انگلیوں کی مدد سے اس نے دروازے پر دستک دی تھی
اور اجازت ملنے کا انتظار کرنے لگا

یس کم ان۔۔۔۔! تھوڑی ہی دیر بعد اندر آنے کی اجازت اسے دے دی گئی تھی
وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا

اسلام علیکم سر۔۔۔۔۔! وہ سلیوٹ کرتا انکے سامنے سٹریٹ کھڑا ہو گیا تھا

کیسے ہو جوان۔۔۔۔۔؟

کرنل اسد نے سوال کیا تھا

!الحمدللہ سر۔۔۔۔۔۔

میجر مراد عالم نے سر جھکا کر جواب دیا

اور دوسرے برخودار۔۔۔۔؟

کہاں غائب ہیں؟

کرنل اسد کا واضح اشارہ ایجنٹ عالیان خان کی جانب تھا

سر انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تو آرام کی غرض سے وہ فلیٹ میں ہی رکے ہیں۔

میجر مراد نے آگاہ کیا تھا

مدعے پر آتے ہیں مراد۔۔۔۔

پچھلے تین سال سے تم اور عالیان اس مشن پر ہو کب پورا ہو گا یہ سب تم جانتے ہو نا ہمارا ملک خطرے میں ہے
ابھی تک وہ کر منل ہمارے ہاتھ نہیں آیا مراد۔

وہ خاصے پریشان نظر آ رہے تھے

آپ جانتے ہیں سر ایجنٹ عالیان اور میں پچھلے تین سال سے اپنی جان ہتھیلی پر لیے ہوئے ہیں

یہ مشن اتنا آسان نہیں تھا جتنا تین سال پہلے دکھائی دے رہا تھا

سر میں سمجھ سکتا ہوں۔۔آپ بے فکر رہے ہم اپنی کامیابی کے بے حد قریب ہیں

جہاں تین سال انتظار کیا وہاں کچھ عرصہ مزید انتظار کر لیں۔۔۔۔۔

اب تو ہم اپنی منزل کے انتہائی قریب ہیں سر۔

اس ملک کا دشمن ہمارا ابھی دشمن ہے ان شاءاللہ اس ملک کا دشمن جلدی ہی ہماری قید میں ہو گا۔۔۔۔

میجر مراد عالم نے نہایت شائستگی سے کہا تھا

میں جانتا ہوں مراد تم دونوں اور ہمارے فوجی افسران اپنی جان ہتھیلی پر لیے ہوئے ہو۔۔۔تب ہی تو یہ معصوم جانیں آج سکون کا سانس لے رہی ہیں

میں نے اس مشن کے لیے میجر مراد اور ایجنٹ عالیان کو اس لیے چنا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ کام اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ آپ دونوں ہی ہیں

مجھے ہمارے ملک کا دشمن زندہ یا مردہ چاہیئے مراد۔۔۔

آخر میں وہ وارن کرنا نہیں بھولے تھے

جی ان شاءاللہ سر ایسا ہی ہو گا۔۔۔

ٹھیک ہے میجر مراد آپ جا سکتے ہیں۔۔۔

انکے کہنے پر وہ انھیں دوبارہ سلیوٹ کرتا آفس سے باہر نکلتا اپنے فلیٹ کی جانب قدم بڑھا گیا

-

❤️❤️❤️

ڈپلیکیٹ کیز سے فلیٹ کا دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا تھا

اندر داخل ہوتے ہی وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایجنٹ عالیان۔۔۔ جسے وہ آلو کہتا تھا آلو کی چپس بنائے کیچپ کی کٹوریاں بھرے ساتھ کوک رکھے کھانے میں مگن تھا

میں تجھے بیمار چھوڑ گیا تھا۔۔۔

وہ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا تھا

ایسے ہی تو نہیں بن گیا میں ایجنٹ عالیان مضبوط جان ہوں صبح بیمار ہوتا ہوں تو شام کو ٹھیک ہو جاتا ہوں۔۔۔۔

شام کو بیمار ہوتا ہوں تو صبح ٹھیک ہو جاتا ہوں

وہ کھاتے ہوئے بول رہا تھا

مراد نے عالیان کے سامنے سے پلیٹ اٹھائی تھی۔

کہاں سے آرہا ہے؟؟

عالیان نے سوال کیا

کرنل بھائی کے آفس سے۔۔۔۔۔

اسنے چپس منہ میں ڈالتے جواب دیا تھا

کہا کہہ رہے تھے کرنل بھائی؟؟

عالیان نے پوچھا تھا

وہی جو پچھلے تین سال سے کہہ رہے ہیں۔

وہ ہنسا تھا

ہمیں اب اپنی رفتار بڑھانی ہو گی عالیان ہم اسکے بہت قریب ہیں اس سے پہلے کہ وہ اپنی رفتار بڑھائے ہمیں اسے دھر دبوچنا ہو گا

مراد کے لہجے میں جنوں تھا

تو کر رفتار تیز جب پہنچ جائے تو کال کر دینا میں سونے جا رہا ہوں۔۔۔

شرٹ کے بٹن بند کرتا وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

تو لاپرواہی کر رہا ہے آلو۔۔۔۔۔

اور تو جلدی کر رہا ہے بھنڈی۔

وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا

تو پھر کیا کریں۔۔تو بتا؟؟

وہ دباد باچلایا تھا

جو بھی کریں گے بہتر کریں گے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صبر اور حوصلے سے کام لینا ہو گا

پہلے بھی جو ہم نے پھرتی دکھائی تھی اسکی وجہ سے مرتے مرتے بچے ہیں اگر ہم تین سال پہلے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے جلد بازی نہ کرتے تو آج ہم اپنا مشن مکمل کر چکے تھے

جو حقیقت تھی عالیان نے اس سے پردہ ہٹایا تھا

!کہہ تو ٹھیک رہا ہے تو۔۔۔۔۔۔۔

مراد پر سوچ نظروں سے دیکھتا بولا تھا

تو بس پھر تیرے حصے کے برتن پڑے ہیں وہ جا کا کر دھو اور اچھے اچھے آئیڈیاز سوچ میں چلا سونے۔۔۔

عالیان کہتے ہوئے اپنے روم میں بڑھتا روم اندر سے لاک کر چکا تھا

بھاڑ میں جا تو۔۔۔۔۔۔۔!

وہ پیچھے سے چلایا تھا

جسے اگنور کرتا عالیان سونے لیٹ چکا تھا

مراد بند دروازے کو گھورتا کچن میں چلا گیا

❤️❤️❤️

جنگل کے اس کھنڈر نما ویران جزیرے میں رات کی گہرائیوں میں اسکے خونخوار سائے نے ہر انسان کے دل میں خوف پیدا کیا تھا

اس کا قدرتی رنگ، جو خون کی لہریں جیسا تھا، ہر اک شخص کو اپنی موت قریب سے دکھائی دے رہی تھی

اس کا چہرہ، جس پر خون کی لکیریں تھیں، ایک ڈراونا منظر بیان کر رہا تھا جو ہر اک کو خوفزدہ کرتا کانپنے پر مجبور کر رہا تھا

انسانوں کے دلوں میں یہ خونخوار سایہ ایک لازوال خوف پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوا تھا

بلڈی مونسٹر نے اپنی آواز بلند کی اس کے سیاہ دکھائی دینے والے ساتھی حیولے اپنی انسانی خون کی پیاس کو پورا کرنے کے لیے تیار تھے اس کی بلند اور خوفناک آواز،

رات کو چپکے چپکے گونج رہی تھی جو ہر انسان کے دل میں خوف اور حولنا کی کی لہر پیدا کر رہی تھی

رات کی انہیں گہرائیوں میں، ایک پرانے قدیم کھنڈر نما محل کا منظر نظر آیا :

اس قدیم محل کی دیواروں پر آج خون کے نشانات تھے، جیسے کوئی خونی راز اندر چھپا ہو۔

محل کے اندر ایک اندھیرے کمرے میں، ایک انسان کے چیخنے کی آواز سنائی دیتی تھی،

جو ہر دل کو ڈر سے بھر دیتی۔۔۔۔۔

آج پھر بلڈی مونسٹر شان سے اپنے سیاہ خوفناک محل میں خوفناک حلیہ اپنائے تخت پر براجمان تھی

آج پھر کسی کی موت اسے یہاں گھسیٹ لائی تھی

وہ یہاں تب تب آتی تھی جب جب کسی کی موت اسے پکارتی تھی

جب قدرت نے کسی کو اسکے برے کرموں کی سزا دینی ہو تو اسکی ذندگی میں بلڈی مونسٹر کا ظہور ہوتا ہے

اور پھر بلڈی مونسٹر، اس انصاف کی دیوی کی عدالت سے کوئی ایسا انسان نہیں تھا جسے انصاف نہ ملتا ہو

بلڈی مونسٹر کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اس آدمی کو کمرے سے باہر لایا گیا

وہ لوہے کی زنجیروں میں مکمل قید تھا

اسے دیکھ بلڈی مونسٹر کی خونخوار آنکھیں شعلے برسانے لگیں

یہ آدمی کوئی عام آدمی نہیں تھا اک بستی کا راجہ تھا

مگر نہایت ہی بے رحم لوگوں کو بے دیانتی اور بے رحمی سے تکلیف پہنچاتا تھا۔

اس کا دل بے رحمی اور خونخواری سے بھرا ہوا تھا۔

جب اسکے پاس انصاف کی پکار لگائی جاتی تو وہ معصوم لوگوں کو گناہگار قرار دیتا اور ان کو بے رحمی سے قتل کر دیتا۔

اور جو اصلی مجرم ہوتے انکو وہ ہر الزام سے بری قرار دے کر انہیں آزاد چھوڑ دیتا

اس کا نام ساری بستی میں خوفناکی کا سبب بن چکا تھا۔

ایک دن اس بستی میں رہنے والے ایک شجاع اور نیک دل شخص نے فیصلہ کیا کہ اس ظالم بادشاہ کو روکنا ضروری ہے

۔اگر یو نہیں اس جابر بادشاہ کی حکومت اس بستی میں جاری رہی تو جلد ہی یہ بستی تباہ ہو جائے گی

وہ بلڈی مونسٹر کے اس ویران جزیرے میں حاضر ہوا اپنی پکار لگائی اور جو کچھ اس کی بستی میں ہوا وہ سب اسنے وہاں کہہ ڈالا

اور پھر بلڈی مونسٹر کو بلوایا گیا

وہ آدمی انصاف کی دیوی کے قدموں میں گرا تھا

اسکے چہرے پر اسکی برائیوں کا خوف تھا موت کا خوف تھا

آج وہ شدت سے پچھتا رہا تھا کہ کاش وہ ظالم نہ ہوتا

ظالم لوگ ظلم کے پہاڑ توڑے دیتے ہیں مگر اپنی موت کو ہمیشہ بھول جاتے ہیں

اور جب موت سامنے ہوتی ہے تو انہیں اپنے سارے گناہ یاد آنے لگتے ہیں

مگر اس وقت ان کے پاس اتنی مہلت بھی نہیں ہوتی کہ گناہوں سے توبہ کر سکیں

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

سب تیار کھڑے تھے لیکن ابھی تک ایمان کمرے سے باہر نہیں آئی تھی

وہ ابھی بھی تیار ہو رہی تھی

ایمان بچے آجاؤاور کتناٹائم لگاؤ گی۔۔۔ ثمینہ بیگم باہر ہی کھڑے کھڑے "
اسے آوازیں دینے لگیں
بس آگئی ماما۔۔۔۔۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی ایک ہاتھ سے اپنی وائٹ میکسی
سمبھالتے اور دوسرے ہاتھ سے اپنا جھمکا ٹھیک کرتے ہوئے باہر آئی

حاشر اور سعد کو اشارہ کر کے گول گول گھومنے لگی "بتائیں بھائی کیسی لگ
رہی ہوں۔۔۔ایمان چہکتے ہوئے بولی

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ سعد نے پیار سے اسے دیکھتے کہا"

اچھی لگ رہی ہو مانو بلی۔ "
حاشر بھی داد دینے والی انداز میں گویا ہوا

افففففف میرے خدایا زمانہ بدل گیا لیکن آپ دونوں کی تعریف ابھی "
بھی وہیں ہے۔۔۔۔۔۔

پیاری لگ رہی ہو اچھی لگ رہی ہو اپڈیٹ کرلیں اپنی تعریفیں۔۔۔ پھر
اپنی اپنی بیگمات کی کرنی نہیں ہیں شادی کے بعد ایسی روکھی پھیکی کریں گے
؟؟

وہ تھوڑا سا منہ بناتے ہوئے بولی اس کی بات سن کر سب کے چہروں پر
مسکراہٹ آئی تھی

دیر کردی آپ سب نے اب چلیں وہ آگے بڑھتے ہوئے گویا ہوئی اسے "
چٹکیوں میں بدلتا دیکھ کر سب نفی میں سر ہلاتے اس کے پیچھے چلنے لگے

۔۔۔۔۔

تقریبا ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ لوگ اپنی منزل کے سامنے کھڑے تھے حاشر نے وائٹ کلر کی پینٹ اوپر ریڈ کلر کی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے وہ کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا

سعد نے بلیک کلر کا لباس زیب تن کر رکھا تھا جب کہ ثمینہ بیگم نے وہی ڈریس پہنا تھا جو سعد ان کے لیے لایا تھا

رات مکمل چھائی ہوئی تھی۔۔۔اسمان پر ستارے اور سورج اپنے جوبن دکھا رہے تھے

اب لگیں گے محفل کو چار چاند۔۔۔
حیدر انکے آتے ہی خوش دلی سے بولا تھا۔۔۔
السلام علیکم حیدر بھائی۔۔

حاشر آگے بڑھتا حیدر سے بغلگیر ہوا تھا

پھر سعد سے مل کر وہ ثمینہ بیگم کے پاس آیا تھا

اسلام علیکم آنٹی جان۔۔

اس نے اپنا سر انکے سامنے جھکا دیا

وعلیکم اسلام میرا بچہ۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم پیار سے اسے ملی تھیں

کیسی ہو ایمان۔۔۔۔ حیدر ایمان کی جانب متوجہ ہوا تھا

میں ٹھیک ہوں بھائی۔۔۔ وہ چہک کر بولی تھی

حنان بھائی کہاں ہیں؟؟

حاشر نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔

اسے میں نے کام پر لگا رکھا ہے اور اب جاؤ شاباش تم بھی کام پر
لگو۔۔۔۔۔۔

حیدر نے اسے ٹھوکا دیا تھا

تو وہ ہنسنے لگا۔

سعد ثمینہ بیگم کو لیے ایک ٹیبل کی جانب بڑھا تھا۔۔

وہ تینوں کھڑے ابھی باتیں کر رہی رہے تھے کہ حاشر کی نظر تھوڑا سا
فاصلے پر کھڑی عاریہ پر گئی جو ریڈ کلر کی میکسی پہنے کسی سے بات کر رہی تھی

حاشر نے ایک نظر اسے دیکھا اور اس کی نظر پلٹنا ہی بھول گئی

خود پہ کسی کی گہری نظریں محسوس کر کے عاریہ نے سامنے دیکھا
سامنے حاشر کو دیکھ وہ ہلکا سا مسکرائی

حاشر کو نان سٹاپ عاریہ کی طرف دیکھتا پا کر ایمان کو شرارت سوجی

حاشر بھائی میں جانتی ہوں عاریہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہے لیکن یوں "
گھور گھور کر دیکھنا اچھی بات نہیں ہوتی چھپ کر دیکھ لیں میں آپ کے
سامنے کھڑی ہو جاتی ہوں۔۔۔وہ دونوں بازو پھیلائے اس کے سامنے
کھڑی ہو گئی

اس کی حرکت دیکھ کر وہ ہوش میں آیا

کیا کر رہی ہو تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔وہ تھوڑا سا بوکھلاتے ہوئے گویا ہوا"

ہاں ہاں سب سمجھ رہی ہوں میں کیسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے اسے دیکھ "
رہے ہیں۔۔۔ایمان شریر انداز میں گویا ہوئی
چپ کر جاؤ کتنا اونچا بولتی ہو۔۔۔"

حاشرہ آگے پیچھے دیکھتے ہوئے بولا

اب پتہ چلا یہ لال رنگ کا جوڑا پہن کے کیوں آئے ہیں سیم سیم ڈریسنگ "
کرنی تھی نا اس لیے آپ کی تیاری سے ہی پتہ چل رہا تھا کہ آج کوئی نہ کوئی
کارنامہ انجام دے کر آئیں گے۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولی

شکر ہے حیدر وہاں سے چلا گیا تھا ورنہ ایمان نے تو آج کوئی کثر نہیں
چھوڑی تھی

عاریہ انکی طرف چلی آرہی تھی۔۔۔۔۔
عاریہ کو دیکھتے وہ نظریں جھکا گیا

اور ایمان کو ایک اور موقع مل گیا حاشر کو چھیڑنے کا

اووووووہووووووووو بھائی آپ بلش کر رہے ہیں۔۔۔وہ دونوں ہاتھ اپنے" منہ پر رکھتے ہوئے بولی

ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو ایمان۔۔۔۔۔۔

وہ چہکتی ہوئی ایمان کے گلے لگی تھی۔۔

تم بھی قیامت لگ رہی ہو سویٹ ہارٹ۔۔۔۔

ایمان نے آنکھ ونک کی تو وہ جھنپی تھی

میں بھی پیارا لگ رہا ہوں کوئی میری بھی تعریف کر دے۔۔

وہ ناراض سا بولا تھا۔۔

آپ بھی بہت اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔۔۔عاریہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

تھینک یو جی۔۔۔۔وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

حاشر کا موبائل رنگ ہوا تو وہ ایک طرف آیا تھا

جبکہ ایمان

عاریہ کو لیے ثمینہ بیگم کے پاس آئی تھی

آئزل ابھی تک تیار ہو کر نیچے نہیں آئی تھی۔۔

عاریہ کو اس پر غصہ آرہا تھا

ایمان اور عاریہ کو آتا دیکھ سعد اٹھ کھڑا ہوا تھا

ماشاءاللہ۔۔۔۔۔میری دونوں بہنیں بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔۔سعد

نے کہا تھا

وہ دونوں ساتھ میں واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں

اور تیسری دوست کہاں ہے تم لوگوں کی؟؟؟

آئزل کو ان کے ساتھ نہ دیکھ وہ گویا ہوا تھا

میڈم ابھی تیار ہو رہی ہیں۔۔۔۔ایمان نے بتایا تھا

اوہ اچھا۔۔۔۔۔وہ سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گیا

اوہ آنٹی سے تو ملی ہی نہیں۔۔۔۔وہ ماتھے پر ہاتھ مارتی انکی جانب بڑھی تھی

اسلام علیکم آنٹی۔۔۔۔

ماما یہ عاریہ ہے۔۔۔۔۔ایمان نے بتایا تھا

ثمینہ بیگم اس سے ملنے کے لیے اٹھی تھیں۔۔

ماشاءاللہ میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا

ناجانے کیوں عاریہ کے دل میں عجیب سا سکون اترا تھا

نہ جانے کتنے سالوں بعد اس نے ماں سا لمس محسوس کیا تھا

تھوڑی دیر بعد حنان بھی وہاں آیا تھا ایمان کو مکمل اگنور کرتا وہ ثمینہ بیگم کی جانب متوجہ ہوا

اب سعد حنان اور ایمان ثمینہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے

عاریہ نے دیکھا حاشر ابھی تک کسی سے فون پر بات کر رہا تھا
اسے اکیلا کھڑا دیکھ عاریہ اس کی طرف آئی اسے لگا شاید کوئی مسئلہ ہے

وہ جو کال کٹ کر کے پلٹا ہی عاریہ کو اپنے پیچھے کھڑا دیکھ مسکرایا تھا

کیا کوئی مسئلہ ہے۔۔۔عاریہ نے فون کی جانب اشارہ کیا تھا "
نہیں نہیں کوئی مسئلہ نہیں۔۔

ان دونوں کی ایک ڈریسنگ سے شادی شدہ کپلز والی فیلنگز آ رہی تھیں

ایک بات پوچھوں؟؟عاریہ نے اجازت مانگی
ہو چھیں۔؟؟؟حاشر نے تجسس ظاہر کیا

آپ نے ریڈ شرٹ کیوں پہنی ہے۔۔۔۔میرا مطلب۔۔۔۔میرا اڈریس
۔۔۔سیم ڈریس
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیسے بات کرے

اسکی بوکھلاہٹ دیکھ حاشر کو ہنسی آئی تھی۔بائے چانس ایسا ہوا ہے عاریہ
اور ویسے بھی سیم ڈریس کہاں ہے۔۔۔۔آپکی میکسی ہے اور میری
شرٹ۔۔۔۔۔۔

وہ زبان دانتوں میں دبائے بولا تھا

اسکی اس حرکت پر عاریہ کو بے اختیار ہنسی آئی تھی

عاریہ کو ساتھ نہ پا کر ایمان نے مڑ کر پیچھے دیکھا
ان دونوں کو ساتھ دیکھ ایمان نے فوراً موبائل نکال کر دور سے پکچر کلک کی تھی
پکچر بہت اچھی کلک ہوئی تھی
عاریہ حاشر کی کسی بات پر ہنس رہی تھی اور وہ نظریں جھکائے کھڑا مدھم سا مسکرا رہا تھا

ایمان آرام سے چلتی ہوئی ان کی طرف آئی دونوں کے درمیان میں کھڑا ہو کر اونچی آواز میں بولی
اگر آپ دونوں کی کبھی نہ ختم ہونے والی باتیں ختم ہو گئی ہوں تو پارٹی" شروع ہو چکی ہے ادھر چلیں۔۔۔۔۔

ایمان اپنے 32 کے 32 دانتوں کی نمائش کراتے ہوئے گویا ہوئی

استغفراللہ۔۔۔۔عاریہ کانوں کو ہاتھ لگاتی رہ گئ

اس کی اچانک آمد پر دونوں بکھلا گئے

وہ میں یہ اُدھر جارہی تھی۔۔۔۔عاریہ کھسیانی سی بولی تھی"

ہاں میں بھی اُدھر جارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاشر بھی دوسری طرف منہ کرتا بولا تھا

نہیں میں ادھر جارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ واپس پلٹی دوسری طرف ہوئ تھی

ہاں ہاں میں بھی ادھر ہی جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔مارے بوکھلاہٹ کے وہ بھی اسی طرف چل پڑا جہاں عاریہ جا رہی تھی

آپ ادھر جا رہے تھے اور میں اُدھر جا رہی تھی۔۔۔۔۔عاریہ نے اسے اسکی ڈائریکشن یاد کروائی تھی

اوہ ہاں۔۔۔۔آپ ادھر جا رہی تھیں اور میں اُدھر جا رہا تھا

دونوں کی حالت دیکھ دیکھ کر ایمان ہنسے جا رہی تھی دونوں سر جھکائے مخالف سمت میں چلے گئے

❤❤❤

سعد حیدر کے ساتھ گیسٹس اٹینڈ کر رہا تھا

چونکہ وہ دونوں اب بزنس پارٹنر تھے توحیدر اسے سب سے متعارف کروا رہا تھا

یہ کہاں غائب ہو گیا ہے حاشر ملا بھی نہیں ہے عاشق کا بچہ
حنان مارے جھنجھلاہٹ کے ادھر ادھر حاشر کو ڈھونڈ رہا تھا جب تن فن کرتی ایمان چلتی آ رہی تھی
اس سے پہلے کہ وہ دونوں ٹکراتے حنان ایک طرف ہوا تھا جبکہ وہ گرتی گرتی سنبھلی تھی

جیسے ہی وہ کچھ سنبھلی تو حنان کو دیکھتی رہ گئی جبکہ حنان بھی مارے حیرت کے اسے ہی دیکھ رہا تھا
دونوں ایک دوسرے کے ڈریسسز کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

ہائے میں کتنا پاگل ہوں مجھے پتا تھا ایمان کا وائٹ ڈریس ہے پھر بھی میں کیسے بھول کر وائٹ شرٹ پہن بیٹھا۔۔۔

وہ خود کو کوستے بولا تھا

بے اختیار اسے وہ رات والا خواب یاد آیا۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے میرا ڈریس کیوں پہنا۔؟؟؟ وہ ناک پھلائے لڑنے والے انداز میں بولی تھی۔

میں نے آپکا ڈریس تو نہیں پہنا میں نے تو اپنا پہن رکھا ہے۔۔۔۔

وہ ہنسا تھا

میرا مطلب آپ نے وائٹ شرٹ کیوں پہنی؟؟

میری مت ماری گئی تھی اس لیے۔۔۔۔۔

حنان کے کہنے پر بے اختیار وہ ہنستی چلی گئی

اچھی لگ رہی ہو مس چڑ پڑ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی ناک پر ہلکی سی چٹکی کاٹتا وہ سائیڈ سے ہو کر گزر گیا کیونکہ حاشر دور کھڑا
اسے نظر آ چکا تھا
اور اب وہ حاشر کی جانب بڑھا تھا

ایمان تو اسکی حرکت پر سکتے میں آئی تھی۔

پھر خود ہی نارمل ہوتی اوپر کی جانب بڑھی تھی کیونکہ آئزل ابھی تک نیچے نہیں آئی تھی

وہ جاتو اوپر ہی رہی تھی عاریہ کے کہنے پر آئزل کو لینے مگر حنان کی وجہ سے اسے رکنا پڑا

❤️❤️❤️❤️

حنان کو اپنی جانب آتا دیکھ حاشر بھی اسکی جانب بڑھا تھا۔

کدھر غائب تھے آپ حنان بھائی میں کب سے آپکو ڈھونڈ رہا ہوں۔

وہ اس سے گلے ملتا بولا تھا

اور میں تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں کب سے حاشر۔۔۔

حنان ہنستے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

حنان اسے لیتا ایک طرف آیا تھا۔۔۔۔جہاں سجاوٹ کے لیے زیادہ سے آرٹیفیشل پھول رکھے تھے

اور ساتھ ہی اتنی بڑی سیڑھی پڑی تھی

چل شاباش چڑھ جا اوپر اور ہو جا شروع۔۔۔

حنان کے کہنے پر منہ کھولے اسے دیکھنے لگا

میں نہیں۔۔۔۔۔وہ ضدی لہجے میں بولا تھا

اپنے ٹیچر کی بات نہیں مانے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

حنان نے اسے بلیک میل کرنا چاہا۔۔۔

یہ جو آپ بلیک میل کرتے ہیں نہ ٹیچر کے نام پر قسم سے بہت غلط کرتے ہیں حنان بھائی

اس کا قیامت والے دن آپ سے الگ حساب ہو گا

وہ رونی صورت بنائے بولا تھا

جو میں کہہ رہا ہوں وہ کر ورنہ تیرے ٹیسٹ میں نمبر کاٹ لوں گا۔

حنان نے دھمکی دی تھی۔

اچھا کرتا ہوں۔۔۔۔۔وہ منہ بناتا سیڑھیاں چڑھنے لگا

حنان اسے آرٹیفیشل پھولوں کی لڑیاں تھما رہا تھا اور وہ لگا رہا تھا

❤️❤️❤️

لوگوں سے اب مکمل حال بھر چکا تھا۔
سکیورٹی سسٹم سخت تھا۔۔۔ویٹرز سوفٹ ڈرنکس اٹھائے کبھی یہاں جاتے تو کبھی وہاں

حیدر کے سارے کولیگز اور بڑے بڑے بزنس مینز مدعو تھے ۔۔۔اور بھی بہت سے واقفیت رکھنے والے لوگ۔

ایمان جو آئزل کے روم کے سامنے کھڑی تھی اس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتی اندر سے دروازہ کھولا
گیا اور دروازہ پٹاخ سے اسکے سر پر جا لگا تھا

مر گئے بھائی۔۔۔۔۔

ایمبولینس بلاؤ کوئی ایمبولینس۔۔۔۔

ماتھے پر ہاتھ رکھتی وہ زور و شور سے دہائیاں دینے لگی۔۔

آئزل جو تیار ہو کر باہر آ رہی تھی ایمان کے سر میں دروازہ مارتی وہ اب اسے درد سے دہائیاں دیتا دیکھ پریشان ہوئی تھی۔

ایمبولینس بلاؤ۔۔۔۔۔۔میں مرنے والی ہوں۔

وہ ابھی بھی ماتھے پر ہاتھ رکھے آنکھیں مینچیں چلا رہی تھی

!ایمبولینس کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔

۔۔۔وہ کھیسانی سی ہنستی گویا ہوئی تھی

آئزل کی بچی۔۔۔۔۔وہ اسے گھورتی رہ گئی

ایمان نے دیکھا بلیک کلر کی میکسی میں کمر تک آتے بالوں کو کھلا چھوڑے میک اپ سے ہلکا سا ٹچ دیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو بالکل شہزادی۔۔۔۔۔

ایمان اس سے ملتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔

آپ بھی کسی سے کم نہیں لگ رہیں۔۔۔۔۔آئزل نے آنکھ ونک کی تھی تو ایمان مسکرائی تھی

اچھا آپ نے نوٹ کیا ایمان آپی ہم تینوں کے ڈریس ایک جیسے ہیں بس کلر چینج ہے۔۔

آئزل نے اسکے ڈریس کی جانب دیکھتے کہا تھا

ہاں۔۔۔۔۔!۔

اور تمہیں پتا ہے آئزل۔۔۔۔۔عاریہ اور حاشر بھائی کی ڈریسنگ سیم ہے

۔۔۔۔

ایمان نے اسے راز کی بات بتائی تھی۔

اووووووو! اچھا۔۔۔۔۔۔اسنے اووووو کو لمبا کھینچا تھا۔۔

آپکی اور حنان بھائی کی بھی سیم ہے ناڈریسنگ۔۔۔۔

وہ آبرو اچکائے چور نظروں سے اسے چھیڑتی بولی تھی

نیچے چلو یار آئزل سب تمہارا ویٹ کر رہے ہیں۔

ایمان نے بات کو بدلنا چاہا۔۔

جی۔ چلیں۔۔۔

ایمان میرے ڈوپٹے کی پن ٹھیک نہیں ہو رہی تم چلو میرے ساتھ پلیز ہیلپ کر دو۔۔
وہ دونوں جانے ہی لگی تھیں کہ عاریہ وہاں آئی تھی۔

آپی میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔؟؟
آئزل نے دونوں ہاتھوں سے میکسی تھامے گول گول گھومتے عاریہ سے پوچھا تھا

تمہاری تعریف میں بعد میں کروں گی آئزل تم نیچے جاؤ بھیا تمہیں بلا رہے ہیں

میں اور ایمان میری پن ٹھیک کر کے آتے ہیں۔۔

مصروف انداز میں کہتی۔۔۔۔ایک ہاتھ سے دوپٹا سنبھالتی دوسرے ہاتھ سے ایمان کا ہاتھ تھامتے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی

گندی آپی...! اسے جاتا دیکھ وہ منہ بنائے بولی تھی
سر جھٹکتی وہ نیچے جانے ہی لگی تھی کہ کسی خیال کے تحت واپس کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔

کمرے میں آتی ہی پھولوں کی تھال اٹھائے وہ سیڑھیاں اترتی نیچے کی جانب بڑھ گئی۔۔

❤️❤️❤️

کھانے کی خوشبو حیرت انگیز تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ویٹرز ادھر ادھر کھانا سرو کرتی دکھائی دے رہے تھے

حیدر نے سوچا کہ پہلے سب سیر ہو کر کھانا کھالیں پھر سعد کا ویلکم کیک کٹ کرلیں گے۔۔۔۔۔

سو ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔

کھانا لگا دیا گیا تھا

ہر ٹیبل پر طرح طرح کے کھانے چن دیے گئے تھے

کھانے کی دلفریب خوشبو سیڑھیوں کے زینے اترتی آئزل تک بھی پہنچی تھی

وہ تیزی سے نیچے اترنے لگی کہ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اسکا پاؤں سلپ ہوا تھا وہ خود تو سنبھل چکی تھی مگر اس اکتفا میں اسکے ہاتھ سے پھولوں کی

تھال پھسلتی ہوئی سیڑھیوں کے نیچے کھڑے کسی وجود کے سر میں آ لگی تھی اور سارے کے سارے پھول اسکے اوپر گرے تھے

وہ جو سیڑھیوں کے پاس کھڑا ویٹر کو کچھ ہدایات دے رہا تھا ویٹر کے جاتے ہی وہ خود بھی جانے ہی لگا تھا کہ اپنے سر میں لگتی تھال سے اسکے قدم رکے تھے

پھول تقریباً سارے اس پر گر چکے تھے۔

تھال اسکے سر سے ٹکراتی نیچے گری تھی

آئزل جھٹ سے نیچے اتری تھی کہ دیکھ سکے اس نے کس کے سر پر برسات کی ہے

اور سامنے موجود، وجود کو دیکھتی وہ بے اختیار حیرت اور خوف سے منہ پر ہاتھ رکھ چکی تھی

اس نے دیکھا کہ بلیک تھری پیس سوٹ میں بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بڑی بڑی سیاہ آنکھوں پر چشمہ ٹکائے

بازوؤں کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے نسیں ابھرتی گردن اور بازوؤں کے ساتھ ماتھے پر ہزاروں بل لیے ایک ہاتھ سر پر رکھے جہاں تھوڑی دیر پہلے تھال لگی تھی

دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑے وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اسنے ناگواری سے آئزل کو دیکھا تھا

۔۔سس۔۔۔۔سوری۔۔۔۔سوری۔۔۔۔میں۔۔۔۔وہ۔۔۔سلپ۔۔ہ ہ۔۔ہو گئی تھی

ہکلاتے ہوئے اس بمشکل بات مکمل کی تھی۔۔۔

سعد نے دیکھا بلیک میکسی میں اسکی گوری رنگت مزید چمک رہی تھی بڑی بڑی کاجل لگی سیاہ آنکھیں اوران آنکھوں میں خوف کے تاثرات وہ واضح دیکھ سکتا تھا

آئزل نے اسکے ڈریس کلر پر غور نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ڈر چکی تھی مگر سعد نے بغور نوٹ کیا تھا۔۔

سامنے ٹیبل پر ماما بیٹھی ہیں ان سے مل لو۔۔
سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ اسے کے پاس سے گزرتا حیدر کی جانب بڑھ گیا

۔توقع کے برعکس جواب پاکر وہ حد سے زیادہ حیران ہوئی تھی

پھر خود ہی سر جھٹکتی آگے چل دی

وہ جیسے ہی آگے بڑھی کیا دیکھتی ہے کہ ایمان اور عاریہ ایک طرف کھڑی پکچرز بنا رہی ہیں

یہ دونوں تو ابھی اوپر تھی نیچے کیسے آئیں۔۔

وہ حیران ہوئی۔۔۔۔

اسے سامنے ہی ٹیبل پر بیٹھی ایک نفیس سی عورت دکھائی دیں۔

اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ یہی ایمان کی ماما ہیں

مگر ایک بار کنفرم کرنے کی غرض سے وہ ان سے پوچھ لینا چاہتی تھی

السلام علیکم۔۔۔۔ایمان اور حاشر بھائی کی ماما ہیں نا آپ

ثمینہ بیگم کے پاس پہنچتے اس نے سلام کیا اور پھر فوراً ہی سوال بھی کیا تھا

وعلیکم السلام بچے۔۔جی جی میں ہی ایمان کی ماما ہوں۔۔

ثمینہ بیگم نے شائستگی سے جواب دیا

وہ آئزل کو نہیں پہچان پائی تھیں

میں آئزل ہوں آنٹی۔۔۔۔۔عاریہ آپی کی چھوٹی بہن اور ایمان آپی کی فرنڈ

وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی

ان دونوں بہنوں نے ثمینہ بیگم کو بہت متاثر کیا تھا

اچھا ماشاءاللہ بہت کیوٹ ہیں آپ تو۔۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے عاریہ کی طرح آئزل کو بھی بوسہ دیا تھا

اور جو اس عمل سے عاریہ نے محسوس کیا تھا آئزل نے بھی ویسا ہی محسوس کیا تھا

آئزل انہیں کے پاس ٹک گئی تھی۔
وہ دونوں باتیں کرنے لگیں تھیں
ثمینہ بیگم اسے حاشر ایمان اور سعد نے بچپن کی باتیں سنا رہی تھیں
اور آئزل ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہی تھی۔۔۔

ثمینہ بیگم باتیں بھی کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ آئزل کو اپنے ہاتھوں سے کھانا بھی کھلا رہی تھیں۔۔

دور کھڑے حیدر نے یہ منظر نم آنکھوں سے دیکھا تھا
اسے آج سے پہلے آئزل اتنی خوش کبھی نہیں لگی تھی

وہ محسوس کر سکتا تھا آئزل کی آنکھوں کی چمک آج ہمیشہ سے جدا تھی۔۔

سعد نے یہ منظر حیرت سے دیکھا تھا

حاشر مسکرایا تھا

حیدر اور حنان خود کو روک نہیں پائے اور اور انکی جانب بڑھے تھے

میں بھی آتا ہوں۔۔۔۔۔حاشر بھی انکے پیچھے بھاگا تھا جبکہ سعد سر جھٹکتا

دوسری طرف مصروف ہوا تھا

جبکہ عاریہ اور ایمان کا منہ ہی تو بن گیا تھا

مجھے تو پہلے ہی پتا تھا میں سوتیلی اولاد ہوں۔۔۔۔

تن فن کرتی ایمان وہاں پہنچی تھی

سعد کے علاؤہ سب ہی وہاں باری باری کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

آپ سب جیلس ہو رہے ہیں نا۔۔؟

آئزل نے آنکھیں چھوٹی کیے سب کو دیکھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سچ کہیں آنٹی تو آپکو دیکھ کر ماما یاد آگئیں۔

میں ماما کو بہت مس کرتا ہوں مگر ان سب کے سامنے کبھی کہہ نہیں پایا تا کہ

یہ سب اداس نہ ہو جائیں

اور آئزل تو کچھ زیادہ ہی حساس دل لڑکی ہے

میں نے آئزل عاریہ اور حنان کو بالکل اپنے بچوں کی طرح پالا ہے

اور ایک باپ اپنے بچوں کو تکلیف میں کیسے دیکھ سکتا ہے۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے کہتا ہی چلا گیا۔۔۔۔

وہ بول رہا تھا اور سب دم سادھے سن رہے تھے۔۔۔۔

کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔۔جو اللہ کو منظور۔۔۔۔

میں ہوں نا۔۔۔۔۔میں بھی تو آپ سب کی ماما ہوں۔۔اور آپ سب میرے بچے۔

ثمینہ بیگم نے پیار سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ دھرا تھا

حیدر مسکرا اٹھا۔۔۔۔

اس کے بعد ثمینہ بیگم نے سب کو باری باری اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا تھا

۔

دور کھڑا سعد مسکرایا تھا

اتنا حسین منظر اسکی آنکھوں نے نہ کبھی دیکھا تھا نہ شاید کبھی دیکھیں گی۔۔۔۔

❤️❤️❤️

آئزل حنان اور حاشر کو گھسیٹ کر لائی تھی سٹیج پر جہاں وہ تینوں پکچر بنا رہی تھیں

حنان کو ایمان کے ساتھ اور حاشر کو عاریہ کے ساتھ زبردستی کھڑا کر دیا تھا

وہ چاروں حیرت سے اسکی کاروائی دیکھ رہے تھے
ان چاروں کو ساتھ کھڑا کرتے وہ موبائل لیتی تھوڑا دور گئی تھی تاکہ ان کی پکچرز کلک کر سکے۔۔

سمائل پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔آئزل نے کہا تھا

ہی ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسکے کہنے پر عمل کرتے ہوئے سمائل پیش کی

جس پر سب مسکرائے تھے

اور آئزل نے جلدی سے پکچر کلک کی تھی۔

چاروں ایک ساتھ اس تصویر میں ہنستے ہوئے اتنے خوبصورت لگ رہے تھے کہ آئزل کو ڈر تھا کہ نظر نہ لگ جائے۔۔۔۔۔بلاشبہ وہ زندگی سے بھرپور ایک مکمل تصویر تھی

ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔بیسٹ کپلز۔۔۔۔۔۔آئزل نے وکٹری کا سائن دکھایا تھا

استغفر اللہ۔۔۔۔بدستور ایمان بولی۔۔۔

حنان ناک سکیڑے سٹیج سے نیچے اتر گیا

عاریہ مسکرائی جبکہ حاشر نے نظریں جھکائی تھیں

مجنوں لیلا۔۔۔۔۔۔۔ایمان تبصرہ کیے بنا نہ رہ سکی۔۔

نیوٹن کے سر پر سیب گرا تھا اور مجنوں کی گود میں لیلا تب سے مجنوں لیلا کی کہانی مشہور تھی

اپنی بات پر ایمان خود ہی قہقہ لگا کر ہنسی تھی۔۔جب اسنے دیکھا کہ اور کوئی بھی نہیں ہنس رہا تو وہ ایک دم خاموش ہوئی تھی۔۔۔

بھاڑ میں جاؤ سب۔۔۔۔۔۔۔وہ بالوں کو جھٹکتی سٹیج سے نیچے اترتی چلی گئی اور اب ہنسنے کی باری ان سب کی تھی



وہ سب دائرے کی صورت میں ٹیبل پر بیٹھے تھے عاریہ آئزل اور ایمان ایک ساتھ کرسیوں پر جبکہ حنان حاشر سعد اور حیدر ایک طرف بیٹھے تھے

حیدر نے ہلکا ہلاک میوزک پلے کروایا تھا

سب انجوائے کر رہے تھے تھوڑی دیر میں کیک کاٹنے والا تھا تو انہوں نے سوچا کیوں نہ کچھ ٹائم ساتھ سپینڈ کر لیں۔

کیا تجھے اب یہ دل بتائے"

"تجھ پہ کتنا مجھے پیار آئے

حنان ساتھ ساتھ گنگنا رہا تھا۔۔۔۔یونہیں اس نے سامنے دیکھا تو اسے سر جھکائے بیٹھی ایمان کو دیکھ رات والا خواب یاد آیا۔۔۔۔

بے اختیار وہ مسکرا دیا

آنسوؤں سے لکھ دوں میں تجھکو"

"کوئی میرے بن پڑھ ہی نہ پائے

ایمان نے سر اٹھایا تو دونوں کی نظریں ٹکرائی تھیں۔۔۔۔حنان نے آنکھ ونک کی تو بدلے میں وہ اسے زبان چڑھا گئ

اسکی اس حرکت پر وہ ہنسا تھا

یوں رہوں چپ کچھ بھی نہ بولوں"

"برسوں لمبی نیندیں سولوں

عاریہ نے دیکھا تو حاشر بالکل خاموشی سے بیٹھا تھا
وہ تھوڑی تلے ہاتھ ٹکائے یک ٹک اسے دیکھتی چلی گئ
اسے لگا وہاں اور کوئ نہیں بس حاشر ہے اور وہ

جن آنکھوں میں تو رہتا ہے"

"صدیوں تک وہ آنکھیں نہ کھولوں

حاشر نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔بند آنکھوں سے وہ ان جملوں کو
محسوس کرنا چاہتا تھا
ان جملوں کو یا پھر اپنے دل میں بسنے والے وجود کو

میرے اندر خود کو بھر دے"

"مجھ کو مجھ سے خالی کر دے

حاشر کو محسوس ہوا کسی نے اسکے ہاتھ کو چھوا ہے

اسنے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تو عاریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ کے ساتھ دیکھ

اسنے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کو سرکایا تھا

جبکہ عاریہ اس عمل سے بے خبر تھی

ہاتھوں سے گرنے لگی ہر آرزو ہر دعا"

"سجدوں سے میں اٹھ گیا جس پل تو میرا ہوا

سعد نے نظریں اٹھائی تھیں۔

کیا تجھے اب یہ دل بتائے"

"کیوں تیری باہوں میں ہی چین آئے

آئزل کی کلائیوں میں پہنی چوڑیوں میں سے ایک چوڑی ٹوٹی تھی
جسے اس نے احتیاط سے کلائی سے اتار کر ٹیبل پر رکھ دیا

آنسوؤں سے لکھ لوں میں تجھ کو"

"کوئی میرے بن پڑھ ہی نہ پائے

بے اختیار سعد نے وہ ٹوٹی چوڑی کا ٹکڑا اٹھایا تھا۔۔
کانچ کی چوڑی کا وہ ٹکڑا چھوتے ہی اسے معنوں کرنٹ لگا تھا
وہ جھٹکے سے ٹوٹی چوڑی کے ٹکڑے کو نیچے گا گیا تھا

میرے اندر خود کو بھر دے"

"مجھ کو مجھ سے خالی کر دے

آئزل نے اسکا یہ عمل واضح نوٹ کیا تھا مگر بولی کچھ نہیں تھی

ثمینہ بیگم دور سے ان سب کو دیکھ رہی تھیں اور بے شمار دعائیں وہ ان تک پہنچا چکی تھیں

ساتھ ہی ساتھ وہ نظر بد سے بچنے کی دعائیں پڑھتی ان پر دم کر چکی تھیں



انتقام کی ایک نئی داستان رقم ہونے جا رہی تھی

بلڈی مونسٹر کو جس کام لیے بلوایا گیا تھا

وہ کام سرانجام دینے وہ اپنے تخت سے اٹھی تھی
بڑی سی تیزدار تلوار اسنے نیام سے نکالی تھی

اوراس تلوار کو دیکھ سب کے سانس رکے تھے
یہ تلوار کوئی عام تلوار نہیں تھی
یہ تلوار بڑی مغرور تلوار تھی۔۔
یہ جب اپنے نیام سے نکلتی تواس پر مرنے والے کا نام پہلے ہی خون سے لکھا ہوتا
وہ تلوار نیام سے تب ہی باہر آتی جب اسے کسی کے خون سے رنگنا ہوتا

اور پھر ایک ہی وار سے بلڈی مونسٹر نے اسکا سر جسم سے الگ کر دیا تھا
خون کی ندیاں ابل ابل کر باہر آرہی تھیں

جب دنیا کی عدالتوں سے انصاف ختم ہو جائے تو پھر وحشی درندے جنم "
" لیتے ہیں

انسانی خون کے پیاسے حیولے اس پر ٹوٹ پڑے تھے
اور دیکھتے ہی دیکھتے بلڈی مونسٹر کا سایہ اندھیرے میں غائب ہوا تھا

❤️❤️❤️

! سنیں۔۔۔۔۔

ایمان مصروف انداز میں کہیں جا رہی تھی جب حنان نے اسے پکارا تھا
حنان نے اسے اتنے پیار سے بلایا تھا وہ تو غش کھا کر گرنے ہی والی تھی مگر
خیر رہنے دیتی ہوں کہتی خود کو گرنے سے بچا گئی تھی

جی فرمائیں۔۔۔وہ پلٹتی آنکھیں پٹپٹائے بولی تھی

آپ رات کو میرے خواب میں آئی تھیں۔۔۔۔حنان نے اسے بتایا تھا

نہیں میں تو نہیں آئی تھی میں تو سو رہی تھی بے شک ماما سے پوچھ لیں

اور حنان کو لگا اس نے اسے بتانے کی غلطی کر دی۔

نہیں آپ آئی تھیں میں کہہ رہا ہوں نا۔۔۔وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تھا

اچھا مجھے تو نہیں پتا پھر۔۔۔

وہ کندھے اچکا گئی

حنان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔۔۔۔۔

ایمان آپ جہاں جا رہی تھی جائیں۔۔۔۔وہ سر جھٹکتا اسے جانے کا کہہ چکا تھا

آپ کو کیسے پتا میں کہیں جا رہی تھی۔۔۔۔وہ پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھتی ہے

معاف کر دو میری ماں۔۔۔۔۔۔اسکے سامنے وہ ہاتھ جوڑ گیا تھا

جائیں معاف کیا،، کیا یاد رکھیں گے۔۔۔

وہ فخریہ کالر جھاڑتے بولی تھی۔۔

تم سے بات کرنا عذاب ہے۔۔۔۔

وہ تلملاتا ہوا پاؤں پٹختا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

جبکہ وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

ویسے میں جا کہاں رہی تھی۔۔؟؟

وہ خود بھی بھول گئی تھی کہ وہ کہاں جا رہی تھی۔

آخر میں خود ہی ہنستی واپس آئزل کی جانب آئی تھی۔۔

❤️❤️❤️

عاریہ میں آپکے لیے گفٹ لایا ہوں۔۔۔۔

حاشر نے اسے بتایا تھا

سچی؟؟؟وہ خوشی سے اچھلی تھی

ہاں سچی۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔۔

ہمیں بھی دیکھنا ہے گفٹ۔۔۔۔۔ایمان اور آئزل بھی وہاں آئی تھیں

حاشر نے ایک بڑا سا پیک کیا گفٹ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

جلدی سے کھولو۔۔۔۔۔۔میں ویڈیو بناتی ہوں۔۔۔۔

ہماری دوستی کا پہلا تحفہ۔۔۔۔وہ مسکراتا ہوا بولا تھا

وفاسب سے انمول تحفہ ہے حاشر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی گفٹ کھولنے لگی تھی۔۔۔

عاریہ آہستہ آہستہ گفٹ کھول رہی تھی۔۔۔۔

آئزل اسکی ویڈیو بنا رہی تھی۔۔۔۔اور ایمان تو جانتی تھی کہ تحفے میں کیا ہے سو وہ بھی حاشر کے ساتھ کھڑی بس مسکرا رہی تھی

عاریہ پیکنگ کھول چکی تھی۔۔۔۔۔۔وہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک کینوس اوندھا پڑا ہے

وہ جلدی سے اسکو سیدھا کرنے لگی۔۔۔۔

اور جیسے ہی وہ کینوس پر بنی اپنی آنکھیں دیکھتی ہی مارے حیرت سے تقریباً وہ چیخ ہی تو پڑی تھی

اسے یقین نہیں آرہا تھا وہ اسکی آنکھیں ہیں جو حاشر نے پینٹ کی ہیں۔

اسکی خوشی کی تو مانو انتہا نہ رہی تھی۔۔۔

اچھی ہے نا؟؟؟؟ وہ دیکھ سکتا تھا کہ عاریہ شاکڈ ہے

بہت اچھی ہے حاشر۔۔۔۔۔۔۔وہ چہکی تھی۔۔۔

میں اسکو اپنے روم میں لگاؤں گی۔۔۔۔پینٹنگ کو اٹھا کر اپنے سامنے کرتی وہ بتانے لگی۔۔

ایمان۔۔۔۔۔۔بچے ادھر آئیں۔۔۔۔۔۔۔حیدر نے اسے پکارا تھا تو وہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس گئی تھی۔

جی بھائی۔۔۔۔۔

بچے کیک کٹ کرنے کا وقت ہو رہا ہے آپ ایسا کریں آئزل کی مدد سے ٹیبل سجا دیں۔۔

او کے بھیا۔۔۔۔۔

حیدر کے کہنے پر اسنے آئزل کو اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا دونوں کام پر لگ گئیں۔۔

عاریہ نے احتیاط سے پینٹنگ روم میں رکھوائی تھی۔

ایمان اور آئزل ٹیبل سجا چکی تھیں ٹیبل پر ایک بڑا سا چاکلیٹ کیک لا کر رکھا گیا تھا اچانک لائٹس آف ہوئی تھیں اور رنگ برنگی چھوٹی چھوٹی پارٹی لائٹس آن کی جا چکی تھیں

رنگ برنگی لائٹس کی اس روشنی میں وہ دونوں کیک کے پاس کھڑے دکھائی دیے تھے ہلکا ہلکا میوزک بھی چل رہا تھا سب لوگ ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے

سعد اور حیدر نے ایک ساتھ ہی نائف تھام رکھی تھی کیک پر بڑا سا موسٹ ویلکم سعد لکھا گیا تھا وہ

کیک اتنے مزے کا دکھائی دے رہا تھا کہ آئزل اور ایمان کا دل چاہا ابھی سے سارا چٹ پٹ کر جائیں

کانگریجولیشن برو۔۔۔۔ حیدر نے سعد سے کہا تو وہ مسکرا اٹھا

تالیوں کی گونج میں دونوں نے کیک کٹ کیا تھا سب بہت خوش دکھائی دے رہے تھے

سب نے اپنے نئے باس کا استقبال خوش سے کیا تھا

حیدر نے کیک کا پہلا پیس ثمینہ بیگم کو کھلایا تھا
پھر سعد کو کھلایا تھا اس کے بعد آئزل اور عاریہ کو
پھر ایمان اور حنان کو اس کے بعد حاشر کی باری آئی تھی
کیک مزے کا ہے۔۔۔۔۔۔وہ سراہے بنا نہ رہ سکے

دونوں تحفے تحائف وصول کرتے سب کو خوش دلی سے مل رہے تھے
کچھ لوگ جا چکے تھے اور کچھ واپس اپنی نشست پر جا بیٹھے تھے۔

ٹیبل دوبارہ سے سجے تھے ہر ٹیبل پر تین سے چار فلیورز کے کیک رکھے گئے تھے

اپنا کیک کٹ کرنے کے بعد سعد اور حیدر دونوں ایک طرف آئے تھے جہاں کچھ بزنس مین بیٹھے انکا انتظار کر رہے تھے وہ ان دونوں سے مل لینا چاہتے تھے کیونکہ ان کی ضروری میٹنگ تھی اور انہیں جانے کی جلدی تھی وہ دونوں ان کے پاس گئے تو باقی سبھی وہاں سے ہٹ کر ایک طرف آئے تھے

حنان اور حاشر سارے انتظامات سنبھال رہے تھے

ایمان اور آئزل کو پھر سے حیدر نے کسی کام پر لگایا تھا جبکہ عاریہ ایک طرف جا کر کھڑی ہوئی تھی اسے لگ رہا تھا اس کا سانس گھٹ رہا ہے پتہ نہیں اسے کیا ہوا تھا

وہ بے اختیار کھانسنے لگی وہ اتنی زور سے کھانس رہی تھی کہ اس کی کمر میں درد شروع ہوا تھا

پتا نہیں اچانک اسے کیا ہوا تھا کہ جو اتنی زور کھانسنے لگی تھی

اس کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں تھا کیونکہ ایمان اور آئزل تو اوپر کمرے میں گئی تھیں کسی کام کی غرض سے

حنان اپنے یونیورسٹی کے کچھ پروفیسر دوستوں کو رخصت کرنے گیٹ پر آیا تھا

حیدر اور سعد اپنے ان کولیگ دوستیوں کے ساتھ تھے۔۔۔۔۔

اور کھانسنے کے دوران ویٹر وہاں سے ٹرے لے کر گزر رہا تھا اسنے پھرتی سے ٹرے میں سے گلاس اچکتے لبوں سے لگاتے ایک منٹ میں سارا گلاس خالی کر چکی تھی

جبکہ ویٹر کچھ کہنا چاہ رہا تھا مگر عاریہ نے اسے بری طرح جھڑک دیا

حاشر نے جیسے نگاہیں حال میں دوڑائیں۔۔۔
اسے عاریہ کمر پکڑ کر لمبے لمبے سانس لیتی دکھائی دی۔۔

وہ تقریباً بھاگتا ہوا اسکی جانب آیا تھا۔۔۔
آپ ٹھیک ہیں عاریہ.؟؟؟

اسکے آتے ہی عاریہ نے اسکا ہاتھ تھامے سہارا لینا چاہا۔۔۔حاشر نے اسے
ایک طرف لاتے کرسی پر بٹھایا تھا
عاریہ کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا

آپ ٹھیک ہے ناعاریہ کیا ہوا ہے؟؟؟

جی ٹھیک ہوں۔۔۔۔کیک سے مجھے الرجی ہے۔۔۔شاید اسی وجہ سے

۔۔

لیکن اب میں نے پانی پیا ہے میں ٹھیک ہوں۔۔۔

وہ خود کو نارمل کرتی حاشر کو بتانے لگی۔۔

جب نا جانے کیوں اسے ایک زوردار چکر آیا تھا

اس کے بعد وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی ایسے جیسے ہواؤں میں اڑ رہی ہو۔۔

اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک در آئی تھی

حاشر کا ہاتھ اس نے ہنوز تھام رکھا تھا

حاشر نے ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر وہ چھوڑ نہیں رہی تھی آخر زبردستی حاشر نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے الگ کیا

اور حاشر کے اس عمل سے وہ زور سے ہنسی تھی۔۔

حاشر کو عجیب لگا تھا۔۔۔۔اس نے ارد گرد نظر دوڑائی مگر ایمان اور آئزل اسے کہیں نظر نہیں آئیں

عاریہ کی طبیعت اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی سو وہ خود عاریہ کے پاس کھڑا رہا

حاشر سنیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نچلا ہونٹ نکالے ضدی لہجے میں بولی تھی۔۔

جی بولیں۔۔۔۔؟؟ وہ عاریہ کی جانب متوجہ ہوا تھا

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ مجھ معصوم کا پیارا سا دل آگیا ہے آپ پر

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائے بولی تھی

حاشر کو لگا وہ مزاق کر رہی ہے۔۔

نہایت بدتمیزی سے گزارش ہے کہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں محترمہ

۔۔۔۔۔۔۔اس نے بظاہر سنجیدگی مگر شرارت سے کہا تھا

عرض کیا ہے لال ٹماٹر بڑے مزیدار

ہم کو ہو گیا آپ سے پیار۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے حاشر کا ہاتھ پھر سے پکڑا تھا اور خود ہی اپنے شعر پر ہنس ہنس کر پاگل ہونے کو تھی

حاشر کو اسکے پاگل ہونے کا گمان گزرا مگر مذاق سمجھ کر اس نے بات کو زیادہ سیریس نہ لیا

آہہہ۔۔۔واہ بالکل بھی مزہ نہیں آیا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

محبت کی زباں ہے آپ کہاں سمجھیں گے۔۔۔عاریہ نے اسے ناراضگی سے دیکھا تھا

عاریہ بس کریں بہت ہو گئی شرارتیں۔۔۔۔۔۔حاشر نے پھر سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے آزاد کیا۔۔

وہ حیران تھا۔۔۔عاریہ کبھی ایسی حرکتیں نہیں کرتی تھی

دل مت توڑیے مجھ معصوم کا اگر ٹوٹ گیا تو جڑنا مشکل ہو گا۔۔
وہ نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی تھی

عاریہ آپ معصوم ہیں؟؟

یہ کچھ زیادہ بڑا جوک نہیں ہو گیا۔۔۔۔۔حاشر کو ابھی بھی یہی لگ رہا تھا کہ شاید وہ کوئی شرارت کر رہی ہے۔۔

یہ جوک نہیں ہے حقیقت ہے

میں معصوم سی لڑکی آپکے کمینے دل پر قبضہ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔

عاریہ نے اسکے سینے پر ایک مکا رسید کیا تھا

اور پھر حاشر کو احساس ہوا وہ مزاق نہیں کر رہی وہ سیریس ہے

تو اس نے بھی ایک دم اپنے تاثرات سخت کیے تھے۔۔

یہ ناممکن ہے عاریہ۔۔۔۔۔۔۔وہ عاریہ پر غصہ نہیں کر سکتا تھا مگر پھر بھی وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔

اب بس کریں ورنہ میں جارہاہوں۔۔۔۔۔حاشر نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا تھا

جائیں جائیں۔۔۔۔جہاں جانا ہے جائیں پلٹ کر تو میرے پاس ہی آئیں گے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ چکراتی ہوئی واپس کرسی پر بیٹھی تھی

جو چلا جاتا ہے وہ لوٹ کر نہیں آتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حاشر نے اسے حقیقت سے روشناس کرانا چاہا

لیکن آپ آئیں گے دیکھنا۔۔۔۔۔۔لیکن وہ تو جیسے یقین کیے بیٹھی تھی

چلو دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔چیلنج کرتا انداز۔۔۔۔۔

ایمان اور آئزل کو ڈھونڈتے وہ وہاں سے جانے لگا۔۔۔

ایک دو قدم ہی آگے بڑھا تھا جب عاریہ نے اٹھتے ہوئے پھرتی سے اسکا بازو پکڑ لیا تھا۔۔۔

آنکھیں بند ہونے کو تھیں۔۔۔۔

مت جائیں نا چھوڑ کر۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے۔۔۔۔ ننن۔۔۔۔ نکاح مجھے۔آآآ۔۔۔۔۔آپ سے۔۔ ممم۔۔۔ محبت۔۔۔۔۔

اور اسکا لہراتا وجود زمین بوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

!عاریہ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تقریباً چیخا تھا۔۔۔۔

سب اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

عاریہ۔۔۔۔۔۔۔حنان اور حیدر بھاگتے ہوئے وہاں آئے تھے۔

عاریہ میرا بچہ اٹھیں۔۔۔۔۔۔۔حیدر گھٹنوں کے بل بیٹھا مسلسل اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا

عاریہ پلیز اٹھیں۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسکا چہرہ تھپتھپایا تھا

ثمینہ بیگم بھی وہاں آچکی تھیں۔۔

حیدر بھائی عاریہ کو اندر لے چلیں۔۔۔۔۔۔

سر ہلاتے حیدر نے جلدی سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔۔

ایمان اور آئزل نے جا کر جلدی سے دروازہ کھولا تھا۔

حیدر نے اسے بیڈ پر لٹایا تھا

میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔۔۔۔۔

حنان نے ڈاکٹر کو کال ملائی تھی۔۔۔۔؟۔

جو دوسری ہی رنگ پر اٹینڈ کر لی گی تھی

جلدی جلدی سے ڈاکٹر کو آنے کا کہہ کر وہ واپس عاریہ کی طرف آیا تھا۔۔۔۔

ثمینہ بیگم بھی اندر جا چکی تھیں۔۔۔اور منظر کچھ یوں تھا کہ وہ عاریہ کا سر اپنے گود میں رکھے بیٹھیں۔۔۔۔۔۔اور مسلسل کچھ آیات کا ورد کر تیں ۔۔۔۔۔اس پر دم کر رہی تھیں۔۔۔

حاشر اندر نہیں آیا تھا وہ اور سعد باہر کا انتظام سنبھال رہے تھے۔۔وہ سب اندر تھے تو باہر بھی تو کسی کو سنبھالنا تھا نا۔۔

آہستہ آہستہ مہمان جارہے تھے اور وہ انہیں سی آف کررہے تھے۔۔۔۔

آدھے سے زیادہ لوگوں کی زبان پر یہی سوال تھا عاریہ کو کیا ہوا ہے
اور حاشر بس اتنا کہتا کہ کچھ نہیں بس تھکن کی وجہ سے انکی طبیعت تھوڑی
بگڑ گئی ہے۔۔۔

سب مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد وہ سٹیج پر نیچے جا بیٹھا تھا
سر ہاتھوں میں جھکایا ہوا تھا۔۔۔

سعد نے اسکے پاس پہنچتے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

اندر ڈاکٹر آچکا تھا اور اب تسلی سے عاریہ کا چیک اپ کیا جارہا تھا۔

حنان اور حیدر پریشان کھڑے سے

آئزل کو ایمان سنبھالے کھڑی تھی اور اسے رونے سے بعض رکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے ڈاکٹر۔۔۔۔۔میری بچی کو؟؟؟

حیدر نے سوال کیا۔۔۔

پارٹیز میں عموماً وائن پی لیتے ہیں لوگ۔۔۔۔شاید انہوں نے وائن پی ہے مگر یہ نہیں جانتی تھیں کہ وائن ان کے لیے کتنی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی

عموماً جو لوگ فرسٹ ٹائم ڈرنگ کرتے ہیں ان پر وائن کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں

شاید انہوں نے غلطی سے پی لی ہو۔۔۔

یہ تو شکر ہے آپ نے وقت رہتے مجھے بلا لیا ورنہ انکی جان خطرے میں بھی جاسکتی تھی۔۔۔۔

جبکہ حیدر اور حنان سمیت سب سکتے میں آئے تھے۔۔

وائن۔۔۔۔۔۔؟

پارٹی میں تو وائن نہیں تھی۔۔۔

انہیں کچھ ہی دیر میں ہوش آجائے گا

آپ یہ کچھ میڈیسنز انکو دے دیجئے گا باقی یہ ٹھیک ہیں۔۔۔

مزید کچھ ضروری ہدایات دیتا وہ وہاں سے جاچکا تھا۔۔

حنان ڈاکٹر کو ڈراپ کرنے جاچکا تھا

حیدر بجلی کی تیزی سے باہر نکلا۔۔۔۔۔عضے سے گردن کی نسیں تن چکی تھیں

وہ باہر گیا تو آئزل اور ایمان بھی اسکے پیچھے تھے۔۔

حیدر کو آتا دیکھ حاشر فوراً سے اسکی جانب لپکا تھا۔۔۔

ویٹرز۔۔۔۔۔ویٹرز۔۔۔۔۔۔۔

ویٹرز ابھی تک یہیں تھے۔۔۔۔۔

حیدر کی جنگھاڑتی ہوئی آواز سے سب کے سب وہاں جمع ہوئے تھے۔۔

میری بہن کو وائن کس نے دی۔۔۔۔۔سیدھی طرح بتادو وائن کہاں سے آئی ورنہ آج سب کے جنازے اٹھیں گے یہاں سے۔۔

وہ اتنی زور سے چلایا کہ خوف کی ایک لہر سب تک پہنچی تھی

حاشر تو سن کر حیران تھا۔۔۔۔۔

حیدر بھائی جب عاریہ بری طرح سے کھانس رہی تھی تب میں آپکے پاس کھڑا تھا میں نے دیکھا عاریہ نے کسی ویٹر کے ٹرے سے پانی کا گلاس اٹھایا۔۔ اس کے بعد عاریہ بے ہوش ہو گئیں۔۔

درمیانی بات کو وہ اگنور کر گیا۔۔۔۔

کس کی ٹرے سے عاریہ نے وہ وائن گلاس اٹھایا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟

حنان بھی وہاں پہنچا تھا۔۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سب ویٹرز خاموشی سے کھڑے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے

کوئ بھی بول نہیں رہا تھا۔۔۔۔

رک حیدر یہ ایسے نہیں مانیں گے۔۔۔۔۔ سعد نے اپنی گن نکالے حیدر کی جانب بڑھائی تھی۔۔

اور اگلے ہی لمحے حیدر نے گن کا رخ ویٹرز کی جانب کیا تھا

اب بولو ورنہ میں یہیں سب کو ڈھیر کر دونگا۔

وہ دباد باغرایا تھا۔۔

حیدر کو گن تھماتے سعد خود نہ جانے کہاں چلا گیا تھا۔۔۔

آئزل سب کو وہیں چھوڑتے واپس روم کی جانب بھاگی تھی۔۔

سر۔۔۔۔۔۔ میری ٹرے۔۔۔۔ سے۔۔۔ ممم۔۔ میڈم نے گلاس اٹھایا تھا

۔۔

میری ٹرے میں وائن تھی

میں نے میڈم کو بتانا چاہا مگر انہوں نے میری بات سننے سے پہلے گلاس خالی کر دیا۔۔۔۔۔

اتنا سننا تھا کہ حاشر نے آگے بڑھ کر اسے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا تھی۔۔۔

تمہارے پاس کہاں سے آئی وائن بولو۔۔۔۔۔۔

اگر عاریہ کو کچھ بھی ہوتا نا تو بیلیو می، میں ابھی تک تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کو کھلا چکا ہوتا۔۔۔۔۔

وہ اسکا گریبان دبوچے کھڑا تھا۔۔۔

بھائی ریلیکس۔۔۔۔۔ایمان نے اسے پیچھے کیا تھا۔۔۔

جبکہ غصے کی وجہ سے وہ لال پیلا ہو رہا تھا

حنان نے اسے حیرت سے دیکھا تھا

جبکہ حیدر نے اتنا نوٹس نہ لیا۔۔۔۔

تمہارے پاس وائن کہاں سے آئی؟؟؟؟

حیدر نے خود کو کچھ بھی برا کرنے سے بعض رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے آرام سے پوچھا تھا۔۔۔

سر وہاں ایک ٹیبل پر ایک لیڈی بیٹھی تھیں انہوں نے وائن منگوائی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

ویٹر نے ڈرتے ڈرتے بتایا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ۔۔۔

اور سب حیران تھے کہ حیدر نے انہیں ایسے کیسے جانے دیا۔۔۔۔

کون تھی وہ کس نے منگوائی تھی وائن۔۔۔۔۔۔۔

وہ اونچا سا بولا تھا۔۔۔

میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے منگوائی تھی وائن۔۔۔۔۔

ایک نسوانی آواز پر سب پلٹ کر دیکھتے ہیں

❤️❤️❤️

آپی۔۔۔۔۔۔

عاریہ کو ہوش آرہا تھا

اسنے مندی مندی آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔

ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنا چاہا۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے اٹھنے میں مدد کی۔۔

آپی آپ ٹھیک ہیں؟؟؟؟

آئزل نے اسکے بالوں کو چہرے سے ہٹایا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ لیکن مجھے ہوا کیا تھا۔۔۔۔۔؟؟

بھاری سر کے ساتھ وہ پوچھ رہی تھی

کچھ نہیں آپی بس تھکاوٹ کی وجہ سے آپکی طبیعیت خراب ہو گئ۔۔۔

ثمینہ بیگم نے پہلے ہی منہ کر دیا تھا کہ عاریہ کو نہ بتایا جائے کہ اسنے وائن پی تھی۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دماغ پر زور ڈالنے لگی کہ ہوا کیا تھا

بیٹا آپ تھوڑی دیر آرام کر لیں۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے پیار سے کہا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں آنٹی۔۔۔۔۔۔

میں بھائی کو بتا کر آتی ہوں کہ آپی اٹھ گئی ہیں۔۔

آئزل نیچے کو بھاگی تھی

مجھے یاد ہے میں کھانس رہی تھی۔۔۔۔۔ ممم۔۔۔ میری کمر میں

درد۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے پانی پیا۔۔۔۔ پھر مجھے چکر۔۔۔۔۔۔ پھر حاشر۔۔۔۔۔

وہ کڑیاں جوڑنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

اچانک اسکے دماغ میں سب چلنے لگا۔۔۔ وہ سب اسے یاد آیا تھا جو وہ حاشر
سے کہتی رہی تھی۔

اسے سب یاد آچکی تھا مگر وہ یہ نہیں جان پائی تھی کہ گلاس میں وائن تھی نہ
کہ پانی

بے یقینی اور حیرت سے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
ثمینہ بیگم پریشان ہوئیں

یہ میں نے کیا کر دیا۔۔۔میں نے کیا کہہ دیا حاشر سے۔۔
وہ بے یقینی سے بولی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔کچھ لمحوں کے لیے وہ یہ بھی بھول چکی تھی کہ اسکے ساتھ ثمینہ بیگم بیٹھی ہیں

میں نے کیا کہہ دیا حاشر سے۔۔۔وہ۔۔۔وہ میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہونگے۔۔۔۔
وہ مسلسل نفی میں سر ہلائے جا رہی تھی۔

انھوں نے کہا تھا کہ اس دوستی کو دوستی تک رکھنا۔۔۔۔میں نے ان سے کیا کہہ دیا۔۔۔۔۔

میں۔۔۔وہ۔۔۔مجھ سے۔۔۔۔

وہ مجھ سے دور۔۔۔۔۔۔۔

عاریہ۔۔۔۔عاریہ میری بچی۔۔۔۔۔۔رونا بند کریں۔۔

ثمینہ بیگم نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔

ایک دم عاریہ کو بریک لگا تھا۔

وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوا عاریہ بچے۔۔کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔۔

وہ ہیں گھٹنوں میں سر دیے وہ رونے لگی تھی۔۔

عاریہ ادھر دیکھو۔۔۔۔بیٹا۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم اسکے بالوں میں ہاتھ چلائے بولی تھیں۔۔

مگر عاریہ نے سر نہ اٹھایا اور مسلسل سسکیوں سے روتی رہی

عاریہ۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے پھر پکارا تھا۔

اس بار عاریہ نے سر اٹھایا تھا

رونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں اور ناک سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ سر شدید بھاری تھا۔۔

حاشر چاہیئے؟؟؟؟

ثمینہ بیگم نے پیار سے دیکھتے پوچھا تھا۔

عاریہ محسوس کر سکتی تھی کہ اسنے اثبات میں سر ہلایا ہے

ثمینہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے جھٹ سے اسے سینے سے لگایا تھا۔۔

وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم کے سینے سے لگی وہ کہہ رہی تھی۔

نہیں کرتا تو کہا ہوا۔۔۔ مرد ہے بہت جلدی کرنے لگے گا۔۔

اور اسے کیا پتا کیا کرنا ہے میں ماں ہوں اسکی جو میں کہوں گی وہی کرے گا

۔۔۔۔

ثمینہ بیگم اسکا سر تھپک رہی تھیں۔

سچ میں۔۔؟؟؟ وہ رونا بھلائے ان سے ایسے پوچھ رہی تھی جیسے یقین کرنا مشکل ہو۔۔

ہاں سچ میں۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسکے گال مسلتے ہوئے کہا تھا

لو یو آنٹی۔۔۔۔۔۔ آپ بہت اچھی ہیں بہت اچھی بہت زیادہ اچھی۔۔۔۔۔

وہ دیوانہ وار انکے گال چومتے پھر سے انکے گلے لگی تھی۔

حنان جو ابھی ابھی آیا تھا۔۔۔۔عاریہ کو کسی بات پر خوش ہوتے ثمینہ بیگم کے گلے لگتا دیکھ وہ حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

میں نے منگوائی تھی وائن اک نسوانی آواز پر سب نے مڑ کر دیکھا تھا
سفید شرٹ اور سفید ہی ٹراؤزر میں بالوں کو کھلا چھوڑے سفید کانچ کی ہیل پہنے
وہ کار کی کیز انگلیوں میں گھمائے مسکراتی ہوئی کھڑی تھی

وہ کون تھی اسے وہاں کوئی نہیں جانتا تھا

سب اسے بے یقینی سے دیکھ رہے تھے

حیدر کو لگا وہ اسے پہچانتا ہے

کون ہو تم؟؟

حیدر نے پوچھا تھا

زائشہ۔۔زائشہ مرزا خان۔۔۔۔ٹاپ فائیو بزنس وومینز میں سے ایک

مرزا پیلس کی اکلوتی شہزادی۔۔

اور حیدر کو یاد آیا تھا یہ وہی ہے جس سے وہ مال میں ٹکرایا تھا

اسے وہ جانتا تھا کیونکہ وہ خود بھی تو ایک بزنس مین تھا

زائشہ کی کمپنی سے حیدر کی کمپنی کا کوئ کمرہ مینیشن نہیں تھا نہ ہی کوئ تعلق۔

آئزل جو عاریہ کا بتانے آئ تھی وہ بھی وہیں باقی سب کی طرح حیران ہوتی اسے دیکھ رہی تھی

تمہارے یہاں آنے کا مقصد؟؟؟

حیدر نے آبرو اچکائے تھے۔۔۔۔۔

تم نے سب کو انوائیٹ کیا مگر مجھے بھول گئے تو میں خود ہی چلی آئ سوچا کیوں نہ تمہاری اس خوشی کو اپنی آمد سے چار چاند لگادوں

وہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے بولی تھی

تم مجھے نہیں جانتے مگر میں تمہیں بہت اچھے سے جانتی ہوں حیدر علی سکندر۔

باقی سب کو اگنور کرتی وہ صرف حیدر سے ہی مخاطب تھی۔۔۔

تم نے یہاں آکر سب سے بڑی غلطی کر دی مس ایکس وائے زی۔۔۔
تم نے وائن منگوائی تھی تمہاری قسمت اچھی ہے کہ میری بہن کو کچھ نہیں ہوا۔۔۔

اگر اسے کچھ ہو جاتا تو میں تمہارے اندر خون کا اک قطرہ نہ چھوڑتا تمہیں اتنی بے رحمی سے مارتا کہ تم تو کیا ساری دنیا یاد رکھتی کہ حیدر علی سکندر چیز کیا ہے
وہ دبا دبا غرایا تھا

جبکہ اسکی مغرور اٹھی گردن اور مسکراہٹ میں کوئی فرق نہیں آیا تھا

اوہہہہ۔۔۔! میں تو ڈر گئ۔۔۔۔۔۔

وہ ہنسی۔۔۔

میں اتنی بھی بری نہیں کہ بچوں کو نقصان دیتی پھروں۔

وہ آئزل کی جانب دیکھتے بولی تھی

۔۔۔۔۔

آئزل نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا۔

آپ یہاں ہمارے گھر میں کھڑی ہو کر ہم سے ہی مقابلہ بازی کر رہی ہیں۔

آپ جانتی ہیں اسکا انجام کیا ہو سکتا ہے؟؟؟

آئزل اسکے قریب آتی بولی تھی۔

تیور دیکھ کر ہی پتا چل گیا تھا کہ تم حیدر علی سکندر کی بہن ہو۔۔۔
سو سویٹ مائے لٹل گرل۔۔۔۔

وہ آئزل کے گال تھپتھپاتے بولی تھی

جسٹ ڈونٹ ٹچ ہر۔۔۔۔۔۔۔

حیدر نے آئزل کو کا بازو تھامے اسے زائشہ سے دور کیا تھا
حنان وہاں نہیں تھا وہ عاریہ کے پاس گیا تھا۔
جبکہ حاشر اور ایمان تو حیرت کی پتلی بنے اسے دیکھ رہے تھے

آپ چاہتی کیا ہیں؟؟؟
سوال حاشر نے کیا تھا۔

اممم۔۔۔یہ ہوئی نہ بات۔۔۔۔۔۔زائشہ حاشر کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔
بچے ہو لیکن سمجھداری کی بات کی ہے۔
وہ اسکے پوائنٹ کو سیریس لیتی بولی تھی

بچے بچے لگا رکھی ہے خود تو جیسے اماں ہے نا۔۔
ایمان منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تھی
اسکی بڑبڑاہٹ زائشہ کے علاوہ سب نے سنی تھی

چلو میں بتاتی ہوں کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں۔۔۔وہ مدعے پر آئی تھی
میں یہاں انکے لیے آئی ہوں۔

حیدر کی جانب اشارہ کرتی وہ گویا ہوئی۔

حیدر نے آبرو اچکائے تھے

اپنی پچیس سالہ زندگی میں زائشہ مرزا خان پہلی دفعہ خود چل کر کسی کے پاس آئی ہے

میں تمہیں آفر کرتی ہوں حیدر علی سکندر مجھ سے دوستی کا ہاتھ ملا لو۔۔۔۔۔

یقین جانو تم بھی فائدے میں رہو گے اور میں بھی۔

وہ اسکی جانب ہاتھ بڑھا گئی تھی

میں نے بچپن سے لے کر آج تک بہت سے جانور پالیں لیکن یقین کرو مجھے کتے پالنے کا کوئی شوق نہیں۔

شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھتا وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا تھا

مارے تذلیل کے اسکا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔

بہتر ہو گا تم جہاں سے آئی ہو وہیں چلی جاؤ مرزا پیلس کی اکلوتی شہزادی

محلوں میں رہتی ہو تو محلوں کے اصولوں سے بھی واقف ہو گی

یہ سکندر پیلس ہے اور یہاں حیدر علی سکندر کی اجازت کے بغیر کوئی چڑیا پنکھ نہیں مار سکتی تو تم کیا چیز ہو

میں تمہیں آفر کرتا ہوں خود ہی یہاں سے چلی جاؤ یقین جانو یہ تمہارے لیے بھی بہتر ہو گا اور میرے لیے بھی۔۔۔

وہ اسی کے انداز میں دل جلا دینے والی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالتا گویا ہوا تھا

زائشہ مرزا خان کسی کو معاف نہیں کرتی مگر تمہارے لیے میں نے تمہیں معاف کرتی ہوں

آج سے زائشہ مرزا خان کی شان میں کی گئی حیدر علی سکندر کی ہر گستاخی معاف۔۔۔

آنکھیں حد درجہ سرخ تھیں مگر چہرے کی مسکراہٹ ابھی بھی باقی تھی

اور انسان کو ایسا ہی ہونا چاہیئے کسی کو اتنی اجازت نہ دو کہ وہ اپنے لفظوں " " سے آپکے چہرے کی مسکراہٹ چھین لے

وہ زائشہ مرزا خان تھی اسے اپنا وقار برقرار رکھنا آتا تھا
وہ اپنی غرور سے اٹھی گردن کو کبھی جھکنے نہیں دیتی تھی

ابھی چلتی ہوں پھر ملیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔
اتنا کہتی وہ مغرور چال چلتی ایڑی سے ٹھک ٹھک کرتی پانچ منٹ بعد گیٹ سے باہر تھی۔

یہ تھی کون حیدر بھائی۔۔۔۔۔؟

کوئی نہیں تھی بچے بس بزنس کی دنیا میں دشمن لوگ بہت ہوتے ہیں ۔ڈونٹ وری امید ہے یہ اب دوبارہ ہمارے راستے میں نہیں آئے گی اگر آئی بھی تو میں ہوں نا میں ہینڈل کرلوں گا۔۔۔۔
ایمان کے سوال کے جواب میں اس نے کہا تھا

❤️❤️❤️

اہممم اہممم کونسے پیار ہو رہے ہیں دونوں میں ؟

حنان اور سعد کو اندر آتا دیکھ وہ ثمینہ بیگم سے الگ ہوئی تھی۔۔۔اور حنان کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

کیسی ہیں میری گڑیا؟؟؟؟

حنان نے اسے سینے سے لگائے پوچھا تھا

میں ٹھیک ہوں بھیا

سعد زائشہ کو اندر آتے دیکھ چکا تھا اس لیے بجلی کی پھرتی سے وہاں سے غائب ہوا تھا وہ حیران تھا کہ وہ یہاں کیا کر رہی ہے

اور دوسرا اسکا روپ۔۔۔۔

وہ اسے دیکھنا بھی چاہتا تھا مگر خود کو چھپانا بھی چاہتا تھا

لیکن وہ حنان کے ساتھ اوپر ہی چلا آیا

باقی سب بھی وہاں آئے تھے سوائے حاشر کے

عاریہ کی نظروں نے اسے تلاش کرنا چاہا۔۔

نیچے جو کچھ ہوا کسی نے بھی اسکا ذکر نہیں کیا تھا۔۔

حاشر بھیا کہاں رہ گئے۔۔۔۔رکیں میں انکو لے کر آتی ہوں

ایمان عاریہ کی کھوجتی نظریں محسوس کر چکی تھی اس لیے حاشر کو لینے نیچے آئی تھی

مگر اسے سامنے کہیں بھی حاشر دکھائی نہ دیا تھا۔۔۔۔

ایمان۔۔۔۔؟؟

وہ واپس پلٹی تو سامنے حنان کو کھڑا دیکھ وہ رکی تھی

جی؟؟؟؟

اسنے سوالیہ آبرو اچکائے تھے۔۔۔

میں چاہتا ہوں آج آپ لوگ یہیں رک جائیں۔

وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔

آدھی رات تو ہو چکی ہے حنان۔۔۔۔اب مزید کیا رکنا۔۔۔۔عاریہ کہ طبیعت بھی بالکل ٹھیک ہے اب۔۔۔ہم صبح پھر سے آئیں گے نا۔۔۔۔

حنان نے نوٹ کیا آج اسنے صرف اسکا نام لیا تھا سر نہیں کہا تھا

یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ آدھی رات تو ویسے ہی ہو چکی ہے باقی کہ رات بھی یہیں گزار لیتے۔۔۔۔

وہ پھر سے گویا ہوا۔۔۔۔

کہا ہوا بچے؟؟؟؟

ثمینہ بیگم نے نیچے آتے ان دونوں کو ساتھ کھڑا دیکھ پوچھا تھا

وہ ان ماؤں میں سے نہیں تھیں جنہیں اولاد پر شک کرنے کا بس موقع چاہیئے ہوتا ہے

انہیں اپنی تربیت پر یقین تھا کہ انکے بچے کبھی کچھ غلط نہیں کریں گے

اور ایسا ہی ہونا چاہیئے بجائے اسکے کہ والدین چھوٹی چھوٹی باتوں پر اولاد پر
شک کرنے لگیں انہیں چاہیئے کہ اپنی تربیت پر یقین رکھیں
انہیں یقین ہو کہ ہاں انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت اتنے اچھے سے کی ہے
کہ انکی اولاد کبھی کوئ غلط کام کر ہی نہیں سکتی

حنان انکی جانب متوجہ ہوا تھا
اتنے میں حاشر بھی وہاں آیا تھا

آنٹی میں ایمان سے کہہ رہا تھا کہ آج آپ لوگ یہیں رک جائیں عاریہ
آپکے ساتھ کتنا سکیور فیل کر رہی ہے۔۔۔۔

نہیں بیٹا میں تو بالکل نہیں رک سکتی ایمان کے باباکام کے سلسلے میں کچھ دن سے شہر سے باہر تھے۔۔۔انہوں نے آج آنا تھا۔اب تک تو پہنچ بھی چکے ہونگے

ثمینہ بیگم نے بتایا تھا

مگر وہ حنان کو مایوس نہیں کرنا چاہتی تھیں

ایسا کرتے ہیں حاشر اور ایمان یہیں رک جاتے ہیں میں اور سعد گھر چلے جاتے ہیں کیا خیال ہے سعد؟؟؟

سعد کو حیدر کے ساتھ وہاں آتا دیکھ ثمینہ بیگم نے پوچھا تھا

ایسا ہی کر لیتے ہیں ماما۔۔۔۔

سعد نے بھی حامی بھری تھی

اور تھوڑی ہی دیر بعد سب سے ملتے وہ دونوں چلے گئے اور حاشر اور ایمان یہیں رکے تھے

آئزل اور ایمان عاریہ کے روم میں ہی اسکے ساتھ رکنے کا فیصلہ کر چکیں تھیں

وہ دونوں واپس عاریہ کے روم میں آئیں تھیں اور حاشر وہیں حنان کے ساتھ لاونج میں صوفے پر ٹک گیا تھا

جب سے عاریہ کے بے ہوش وجود کو اوپر لایا گیا تھا وہ تب سے اسکے سامنے نہیں گیا تھا۔

عاریہ آپی آج ایمان آپی اور حاشر بھیا یہیں رک رہیں ہیں

اوپر پہنچتے ہی آئزل نے چہکتے ہوئے بتایا تھا

ارے ے ے ے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے عاریہ خوش ہوئی تھی

عاریہ اب تم ٹھیک ہو نا کہیں درد وغیرہ تو نہیں ہے نا۔۔۔

ایمان نے تسلی چاہی تھی

درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

وہ معصومیت سے بولی تھی

کہاں؟؟

ایمان پریشان ہوئی

!دل میں۔۔۔۔

وہ دل کی مقام پر ہاتھ رکھتی آنکھیں مینچیں بولی تھی

ہٹ ٹھرکن۔۔۔۔۔۔۔

ایمان نے اسے جھاپڑ رسید کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی

آئزل۔۔۔عاریہ نے کافی دیر سے کچھ نہیں کھایا مجھے بھی بھوک لگی ہے اور تمہیں بھی لگی ہو گی

.....

ایسا کرو کچھ کھانے کو لے آؤ اور نیچے مرد حضرات بیٹھیں ہیں ان سے بھی پوچھ لینا کسی چیز کی ضرورت ہو تو۔

اچھا۔۔۔ایمان کے کہنے پر وہ نیچے گئی تھی۔

اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ ڈش میں بریڈ کے چند پیس رکھے ساتھ جیم لائی تھی

مجھے فلحال کھانے کو یہی ملا تو میں لے آئی اور مرد حضرات فرما رہے ہیں انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

۔اور وہ اپنے اپنے روم میں سونے جا چکے ہیں

۔اسنے بتایا تھا

آئزل نے ڈش سامنے رکھی تو بغیر کوئ دوسری بات کیے تینوں کھانے لگیں

تم دونوں اچھے سے کھانا پیٹ بھر کر او کے۔۔

ایمان نے عاریہ اور آئزل سے کہا تھا

اچھا اماں جی۔۔۔۔عاریہ ہنسی تھی۔

تینوں نے ہلکی پھلکی باتوں میں خوب سیر ہو کر کھایا تھا

رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے وہ تینوں سونے لیٹیں تھی

تھکاوٹ کی وجہ سے ایمان اور آئزل تو فوراً سے نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئیں جبکہ عاریہ کو نیند نہیں آ رہی تھی

اسکی نیند پہلے ہی پوری ہو چکی تھی

دوسرا اسکا دل چاہ رہا تھا وہ روئے حاشر یہاں ہونے کے باوجود اسکے سامنے نہیں آیا تھا

اسکا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ ایک نظر حاشر کو دیکھے

آدھا گھنٹہ وہ یونہیں جاگتی آنکھوں سے چھت پر نظریں ٹکائے سیدھا لیٹی رہی

اسکی سوچ بس ایک ہی جگہ اٹکی تھی کہ اب نا جانے حاشر اس سے بات کرے گا یا نہیں

تجھے کیا ضرورت تھی عاریہ اتنا اول فول بکنے کی۔۔۔۔وہ خود کو کوستے ہوئے بولی تھی

کئ گھنٹوں سے وہ روم میں تھی اسے گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔

وقت دیکھا تو گھڑی رات کے ایک بتا رہی تھی۔
نیند ویسے بھی اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔
بیڈ سے اٹھتی وہ دروازہ کھولتے کمرے سے باہر آئ تھی۔
لاؤنج عبور کرتی باہر لان میں آئ تھی۔

ٹھنڈی ہوا میں سانس لے کر وہ خود کو تازہ دم محسوس کرنے لگی
رات کے اس پہر بالکل خاموشی تھی۔

لان میں اندھیرا نہیں تھا

پورے چاند کی روشنی سے آسمان چمک رہا تھا اور ستارے چاند کے ارد گرد جھلملا رہے تھے

وہ وہیں لان کی سیڑھیوں پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

گھٹنوں پر بازو رکھے بازو پر سر ٹکائے وہ چاند پر نظریں مرکوز کر گئی۔

حاشر حنان کے روم میں سو رہا تھا اسے پیاس محسوس ہوئی تو اٹھتا ٹیبل کے پاس آیا تھا مگر وہاں پانی نہ دیکھ وہ سیڑھیاں اترتا سیدھا نیچے کچن میں آیا تھا۔

کچن سے پانی پی کر وہ جیسے ہی واپس اوپر جانے لگا عاریہ اسے لان کی
سیڑھیوں پر بیٹھی چاند کو تکتی دکھائی دی۔۔۔۔

اوپر جانے کے بجائے اسنے اپنے قدموں کا رخ عاریہ کہ جانب موڑا تھا۔

کسی کے قدموں کی چاپ محسوس کرتی وہ پیچھے دیکھتی ہے

حاشر کو دیکھ اسکی ترستی آنکھوں کو سکون ملا تھا
اس سے دو سیڑھیوں کے فاصلے پر وہ ٹکا تھا
عاریہ نے اپنا رخ اسکی جانب موڑا تھا مگر نظریں ہنوز چاند پر ٹکائے رکھیں

اسے اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ چاند آسمان پر ہے یا اسکے پہلو میں بیٹھا ہے
وہ آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھے یا پہلو میں بیٹھے اس چاند کو

آپکی طبیعت کیسی ہے عاریہ؟؟؟

حاشر نے گفتگو کا آغاز کیا

میں ٹھیک ہوں۔۔وہ مدھم سا بولی تھی

ایک لمبی خاموشی چھائی تھی۔۔۔کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی

عاریہ اک بات پوچھوں؟؟؟

اس خاموشی کو پھر سے توڑنے والا حاشر ہی تھا

جی پوچھیں۔۔۔وہ اب مکمل اسکی جانب اپنی توجہ مرکوز کر گئ

آپ نے جو کچھ بھی باہر کہا۔۔۔۔ مدہوشی میں۔۔۔ میرا مطلب وہ سچ تھا یا مکمل طور پر اپنے ہواس میں نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے کہہ دیا۔؟؟

اسکے سوال پر عاریہ کا دل دھڑکنیں توڑ کر باہر آنے کو لپکا تھا

بعض دفعہ جو بات انسان اپنے ہوش وحواس میں نہیں کہہ پاتا وہ مدہوشی میں کہہ جاتا ہے

میں نہیں جانتی کہ مجھے اس وقت کیا ہوا تھا مگر میں نے جو کہا وہ سچ کہا تھا۔

عاریہ نے جھوٹ بولنے کے بجائے سچ کہنا زیادہ بہتر سمجھا تھا

جب ایسا ہی تھا تو چھپانے کی کیا بات۔

اگر محبت کر ہی لی ہے تو ایک بار اظہار کی بھی ہمت کر لینی چاہیئے

دیکھیں عاریہ میں نے پہلے آپ سے کہانا تھا کہ اس دوستی کو صرف دوستی کی حد تک محدود رکھیے گا

حاشر نے جیسے اسے یاد کرانا چاہا

اور میں نے بھی آپ سے کہا تھا کہ یہ چیز اگر ہم قسمت کے بھروسے چھوڑ دیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔۔عاریہ نے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا لیکن عاریہ مجھے آپ سے محبت نہیں ہے میں آپ سے نکاح نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے صاف انکار کیا تھا

کیا آنٹی کہنے پر بھی نہیں کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے پوچھا
تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس امید کے ساتھ کہ شاید وہ کہہ دے کہ ہاں اگر ثمینہ
بیگم چاہیں گی تو وہ نکاح کر لے گا
مگر امید نے نازک کوئی چیز نہیں ہوتی

مجھے ماما سے بہت محبت ہے عاریہ میں ان کی ہر بات ماننا اپنا پہلا فرض سمجھتا
ہوں لیکن یہ میری زندگی کا فیصلہ ہے جو میں خود کرنا چاہوں گا

لیکن کیوں کیا کوئی کمی ہے مجھ میں؟؟؟

ایسی ایسی بات نہیں عاریہ۔۔وہ جھنجھلایا تھا
آپ بہت اچھی ہیں بہت زیادہ اچھی ہے بلکہ میرا کہنا ہے کہ آپ مجھ سے
زیادہ اچھا لڑکا ڈیزرو کرتی ہیں

ایسا کس نے کہہ دیا حاشر؟؟

وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی ہے

عاریہ آپ خود سمجھنے کی کوشش کریں بچپن سے ہی آپ آسائشوں میں پلی بڑھی ہیں جس طرح آپ کے بھائیوں نے آپ کو پالا ہے آپ کی ہر خواہش آپ کے لبوں پر آنے سے پہلے پوری کی ہے میں ویسے نہیں کر سکتا مجھے نہیں لگتا کہ میں آپ کے بھائیوں جیسا آپ کا خیال رکھ پاؤں گا یا مجھے نہیں لگتا کہ میں آپ کو اتنا خوش رکھ پاؤں گا جتنا حنان اور حیدر بھائی رکھتے ہیں

میرے پاس تو جاب بھی نہیں ہے عاریہ ابھی تو سٹڈی چل رہی ہے

اور نہ ہی اتنی فیسلٹیز ہیں کہ میں آپکی ہر خواہش پوری کر سکوں ایسے جیسے آپکے بھائی کرتے ہیں

وہ بول رہا تھا اور اسکی بے یقینی بڑھتی جا رہی تھی

وہ کیا سوچ چکا تھا۔۔۔جب کہ عاریہ کا تو دھیان بھی اس طرف نہیں گیا تھا

آپ اپنے جیسے ہی ہائے سٹینڈرڈ لوگ ڈیزرو کرتی ہیں عاریہ

ابھی بھی وقت ہے عاریہ آپ پیچھے ہٹ جائیں میں آپ سے نکاح نہیں کروں گا بس بات ختم

عاریہ کو لگا اسکے جسم سے کسی نے جان نکال لی ہو۔۔۔اسکی آنکھیں نم ہوئیں تھی

میں آپکو خوش نہیں رکھ پاؤں گا عاریہ

بہتر ہے کہ آپ اس بات کو مزید مت بڑھائیں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا تھا

وہ ہنس دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ حیران ہوتے اسے دیکھنے لگا تھا

۔۔۔۔۔۔

عموماً ایسی سچویشن میں لڑکیاں رونے لگتی ہیں مگر وہ عجیب تھی وہ تو ہنس رہی تھی

بس اتنی سی بات تھی؟؟؟؟؟؟

اسے حاشر

کی سوچ پر ہنسی آئی تھی

وہ دیوانہ وار ہنستی چلی جا رہی تھی حاشر کو اس کے پاگل ہونے کا گمان گزرا تھا۔

میں آپ کو ایک کہانی سناتی ہوں حاشر۔۔۔۔۔۔

وہ ہنسنا بند کرتی اب سنجیدہ ہوئی تھی

ایک دفعہ ایک غریب لوگوں کو جوڑا کہیں جا رہا تھا ان کے کپڑے پھٹے پرانے تھے عورت کے بغل میں ایک بچہ تھا ماں اور بچہ دونوں نے پھٹے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے

پھٹا دوپٹہ سر پر لے رکھا تھا میں

نہیں جانتی کہ اس کے شوہر کے بدن پر کوئی کپڑا تھا یا نہیں لیکن اس نے ایک بڑی سی سیاہ چادر میں خود کو لپیٹ رکھا تھا

ان کی انکھوں میں وہ چمک تھی محبت کی چمک ان کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں لوگ مٹھائی کے دانے بنا رہے تھے۔

۔۔۔۔۔۔اور لوگوں کو بیچ رہے تھے۔۔

اس عورت نے فرمائش کی کہ اسے بھی مٹھائی کے دانے کھانے ہیں۔۔۔۔

میں نہیں جانتی حاشر اس مرد نے کیا کیا؟؟ کیسے کیا؟؟؟

مگر تقریباً پندرہ منٹ بعد اس مرد کے ہاتھوں میں دو مٹھائی کے دانے تھے

ایک اس نے اپنی بیوی کو پکڑایااور دوسرا بچے کو،،،بچہ خوشی سے کھانے لگا

مگر بیوی نے وہ خود نہیں کھایااس نے پہلے اپنے شوہر کو کھلایااور پھر خود کھایا

اسکے بعد وہ ہنستے ہنساتے آگے چل دیے۔۔۔

میں بس اتنا جانتی ہوں حاشر کہ جن سے محبت ہو نا ان کی خواہشات پوری کرنے کو دل چاہتا ہے

عورت کے لیے مرد کی وفا سے بڑھ کر اور کچھ بھی قیمتی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی اور حاشر کو لگا وہ رو دے گی

مگر وہ روئی نہیں تھی وہ بس کہتی چلی جا رہا رہی تھی

میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں حاشر جو پیسوں پر مرتی ہیں مجھے پتہ ہے کہ میں آسائشوں میں پلی بڑی ہوں میرے بھائیوں نے مجھ پر اپنی جان تک قربان کر دینے سے گریز نہیں کیا۔۔۔

مجھے ایسے پالا جیسے میں کوئی محلوں کی شہزادی ہوں لیکن یقین کرو حاشر جو اچھی لڑکیاں ہوتی ہیں وہ جھونپڑیوں میں بھی خوش رہ لیتی ہیں۔۔۔
شرط یہ ہے کہ ساتھ نبھانے والا مخلص ہو۔۔۔۔۔

اگر ہمسفر مخلص نہ ہو تو محلوں میں بھی گزارا نہیں ہوتا اور اگر ہمسفر مخلص ہو تو جھونپڑیوں میں بھی محلوں سا گمان ہوتا ہے

گھر خوشیوں اور محبتوں سے بنتے ہیں نہ کہ پیسوں سے

اور حاشر کو یاد آیا ایسا ہی ایک جملہ ثمینہ بیگم نے ایمان سے کہا تھا۔۔

مجھے آپ سے اور کچھ نہیں چاہیے حاشر مجھے آپ سے صرف آپکی محبت اور وفا چاہیے

میں یہ نہیں کہتی کہ آپ مجھ سے بہت بہت زیادہ محبت کریں میرے" لیے محبت کی انتہا کر دیں۔ میں بس اتنا چاہتی ہوں کہ جتنی محبت میں آپ "سے کرتی ہوں بدلے میں آپ بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کریں

وہ بولے جا رہی تھی اور وہ یک ٹک اسے دیکھتا چلا جا رہا تھا اس کی باتوں میں وہ تقریباً کھو ہی تو چکا تھا۔۔۔۔۔۔

میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جن کے لیے پیسہ ہی سب کچھ ہوتا ہے مجھے بس آپ چاہیے حاشر

وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔۔۔۔وہ محسوس کر سکتا تھا کہ کس طرح سے عاریہ نے خود کو رونے سے بعض رکھا ہوا تھا

آپ چاہیں تو مجھے آزما کر دیکھ لیں اگر پھر بھی آپکا دل نہ مانے تو ہم اپنے راستے الگ کر لیں گے۔۔۔۔۔

اور یہ بات مانو عاریہ نے دل پر پتھر رکھ کر کہی تھی

میں مر جاؤں گی حاشر مگر آپ سے محبت کی بھیک نہیں مانگوں گی

سہی کہہ رہے ہیں آپ میں محلوں کی شہزادی ہوں مجھے بھیک سے نفرت ہے

اسنے بے دردی سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو ہتھیلی سے رگڑتے ہوئے صاف کیا۔۔۔

حاشر کا دل چاہا وہ اسے سینے سے لگا لے اسے رونے نا دے ۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ بے بس تھا۔۔۔

مرتی مر جاؤں گی مگر آپکو پلٹ کر آواز تک نہیں دونگی

اس دنیا میں چاہنے والوں کی کمی نہیں ہوتی حاشر لیکن اگر پھر بھی کوئی آپکو چاہتا ہے تو اسکی چاہت کی قدر کر لینی چاہیئے۔

وہ اپنی جگہ منجمد ہوا تھا۔۔۔۔اسے لگا اسکے ارد گرد برف ہے اور وہ اس میں جم چکا ہے

"چاہتوں کا مان رکھیئے، پچھتاوے کام نہیں آتے"
اور یہ آخری بات تھی جو اس چاندنی رات میں عاریہ نے اس سے کہی تھی
اسکے بعد وہ اسے یونہیں ساکت چھوڑتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

وہ جو کب سے اپنے آنسوؤں کو روکے ہوئے تھی وہاں سے اٹھتے ہی وہ تمام آنسو ایک بار ہی پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آئے تھے۔۔

اسکا دل جل رہا تھا آنکھوں سے گرم آنسو بہہ رہے تھے
" محبت بس دل کو جلاتی ہے اور محبت میں بہے آنسو آنکھوں کو"

اسکے جاتے ہی حاشر نے اپنے بالوں کو نوچا تھا۔

وہ اسے کہہ تو چکا تھا کہ ابھی دیر نہیں ہوئی وہ محبت سے پیچھے ہٹ جائے مگر وہ خود محبت کی حد سے بہت آگے نکل چکا تھا

وہ یہ تو کہہ چکا تھا کہ عاریہ میں آپکو خوش نہیں رکھ پاؤں گا تو کیا وہ خود اسکے بغیر خوش رہ پائے گا۔۔۔

نہیں کبھی نہیں۔

اور جب سے ہوش سنبھالا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ حاشر رویا تھا۔۔

وہ رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔کیوں؟؟

کیونکہ اسکی عاریہ تکلیف میں تھی

❤️❤️❤️

عاریہ بچے۔۔۔۔۔۔۔۔حنان جو حاشر کو ڈھونڈنے نیچے آرہا تھا عاریہ کو روتا دیکھ وہ پریشان ہوا تھا۔

عاریہ کیا ہوا ہے میری جان۔۔۔۔۔حنان کو سامنے دیکھ اسکے رونے میں شدت آئی تھی

حنان حاشر کو بھی سیڑھیوں پر بیٹھا دیکھ چکا تھا

عاریہ وہاں رکی نہیں بلکہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں پہنچی تھی کہ کہیں حنان اس سے رونے کی وجہ نہ پوچھ لے اور ابھی وہ بتانے کی کنڈیشن میں نہیں تھی

عاریہ۔۔۔۔۔۔ایمان عاریہ کو ساتھ سوتا نہ پا کر نیچے آئی تھی عاریہ کی طبیعت نہیں ٹھیک تھی اسے تفشیش ہوئ تھی اس لیے وہ اسکی تلاش میں نیچے آئ تھی

حنان کی طرح اسے روتا دیکھ وہ بھی پریشان ہوئ تھی

حنان نے نظر اٹھا کر ایمان کو دیکھا ایمان نے سوالیہ آبرو اچکائے کہ کیا ہوا ہے مگر وہ کندھے اچکا گیا یعنی وہ کچھ نہیں جانتا

حاشر بھائ۔۔۔۔ایمان بھاگتی ہوئ حاشر کے پاس آئ تھی۔

ایمان کی آواز سنتے اسنے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے

حنان اسکی آنکھوں کی نمی دیکھ چکا تھا

کیا ہوا ہے حاشر بھائ۔۔۔۔۔۔ایمان حد درجہ پریشان تھی

پریشان تو حنان بھی تھا کہ وہ دونوں آخر رو کیوں رہے تھے

کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔میں آرام کرنا چاہتا ہوں

ایمان کو مختصر سا جواب دیتے وہ ان دونوں کو اگنور کرتا حنان کے روم کی طرف بڑھ گیا

اوہ میرے خدا یا یہ کیا کر دیا انہوں نے۔۔۔۔۔۔۔بے اختیار ایمان ماتھے پر ہاتھ رکھتی چلی گئ

مگر اچانک حنان کی موجودگی کا احساس کرتی نارمل ہوئی تھی

کیا ہوا ہے ایمان۔۔۔آپ جانتی ہیں؟؟
نہیں مجھے نہیں پتا کیا ہوا ہے۔۔

وہ نظریں چراتی کندھے اچکا گئ۔۔۔۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے حنان نے اسے بازوؤں سے دبوچ چکا تھا

میں جانتا ہوں کہ آپ سب جانتی ہیں بہتر ہو گا کہ مجھے بتا دیں ایمان ورنہ اس لان میں آپکی قبر کھود کر آپکو زندہ دفن کر دوں گا۔۔

سختی سے اسکے بازوؤں دبوچے وہ اسے جھنجھوڑ کر پوچھنے لگا

اتنی تمیز والی بے عزتی۔۔۔۔

بتاؤ مجھے میری بہن کیوں روئی ہے۔۔۔۔۔۔

اسکی سخت گرفت سے ایمان کو اپنے بازو جلتے محسوس ہوئے

ایمان نے اسے ناگواری سے دیکھا تھا

جسٹ لیو می حنان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دبا دبا چلائی

اچانک اسکے بازوؤں پر حنان کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی

اسے چھوڑتا وہ نظریں چرا گیا تھا۔۔

سوری میں۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔۔

اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

تمیز سے پوچھتے تو بتا دیتی۔۔۔۔

اسکی ناک پر غصہ ابھی بھی تھا

پلیز ایمان مجھے بتائیں میں ابھی مذاق کے موڈ میں بالکل بھی نہیں ہوں

۔۔۔۔وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا اسکی آواز میں پریشانی چھلک رہی تھی۔۔

چلیں بتاتی ہوں۔۔۔۔۔

وہ آگے چلنے لگی تو حنان بھی اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا

میں آپ کو بتاتی ہوں لیکن آپ میری بات دھیان سے اور تحمل سے سنیں

گے آپ غصہ نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ایمان نے اسے کہا تھا

ٹھیک ہے۔۔میں غصہ نہیں کروں گا حنان نے اسے یقین دلایا تھا

حنان دراصل بات یہ ہے کہ عاریہ حاشر بھائی کو پسند کرتی ہے شروع سے

مطلب یہ آج یا کل کی بات نہیں ہے وہ بھائی کو شروع سے ہی پسند کرتی

ہے

جب سے وہ ملے ہیں بلکہ وہ حاشر بھائی سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ حاشر بھائی کے ساتھ اپنی باقی کی زندگی گزار سکے جیسے جیسے ایمان نے اسے بتایا وہ تو سکتے میں آیا تھا

اور حاشر۔۔۔۔؟

حنان کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔

تو کیا حاشر عاریہ محبت نہیں کرتا؟؟ حنان نے پوچھا تھا

اس کی بات پر ایمان ہنسی تھی

حاشر بھائی۔۔۔۔۔۔میں تو کہتی ہوں بھائی کو اگر عاریہ نہ ملی تو وہ پاگل ہو جائیں گے حنان

وہ ہنس بھی رہی تھی اور بتا بھی رہی تھی جب کہ حنان تو ابھی بھی حیرت میں تھا

ایمان کو یاد آیا کہ کیسے اس دن حاشر نے بے بس ہو کر ایمان کے سامنے عاریہ سے محبت کا اقرار کر دیا تھا

ایمان عاریہ سے فون پر بات کر رہی تھی جب حاشر اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا

کس سے باتیں کر رہی ہو مانو بلی؟

وہ اسے چھیڑتا ہوا بولا تھا

عاریہ سے بات کر رہی ہوں بھائی پتہ نہیں وہ کال کیوں کٹ کر گئی شاید بزی ہو گئی ایمان نے اسے بتایا تھا

حاشر اس کے پاس بیڈ پر ہی ٹک گیا تھا وہ دیکھ سکتی تھی کہ حاشر کچھ پریشان سا لگ رہا تھا اس کی آنکھوں میں پریشانی تھی چہرے کے تاثرات اس کی تھکن کا واضح بتا رہے تھے

کیا ہوا بھائی آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں ایمان نے اسے پریشان دیکھتے پوچھا تھا

ہاں نہیں۔۔۔۔۔بس کچھ بھی نہیں وہ نظریں چرائے بولا تھا

حاشر بھائی بتائیں مجھے پتا ہے آپ کچھ بتانا چاہتے ہیں مجھے میں سن رہی ہوں آپ مجھے بتائیں جو بھی بات ہے مجھ سے شئیر کریں

حاشر کے تاثرات سے ہی اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ تو کہنا چاہ رہا تھا مگر کہہ نہیں پا رہا تھا

ایمان مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کہوں میں کیا بولوں مجھے۔۔۔۔مجھے عاریہ سے محبت ہو گئی ہے ایمان....!

اس کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ ایمان تو چہک ہی پڑی تھی
سچ آپ سچ کہہ رہے ہیں بھائی یہ تو بہت اچھی بات ہے پتا ہے آپ کو میں بہت خوش ہوں میں بہت زیادہ خوش ہوں۔۔۔۔میں ابھی عاریہ کو بتاتی ہوں۔۔۔۔۔اس نے جلدی سے موبائل اٹھا کر عاریہ کا نمبر ڈائل کرنا چاہا جب حاشر نے اس کے ہاتھ سے موبائل کھینچا تھا

کیا کر رہی ہو پاگل تو نہیں ہو گئی ہو تم ایمان۔۔۔۔۔

حاشر نے اسے ڈپٹا تھا کچھ بھی کرتی رہتی ہو اس لیے میں تمہیں نہیں بتا رہا تھا

۔۔۔۔میری پوری بات تو سن لو وہ غصہ ہوا تھا

اسے غصے میں دیکھ وہ بھی سنجیدہ ہوئی تھی

کونسی پوری بات؟؟؟وہ منتظر تھی حاشر کے بولنے کی۔۔۔۔

ہاں یہ سچ ہے ایمان کہ میں عاریہ سے محبت کرتا ہوں بہت بہت زیادہ محبت کرتا ہوں

شروع سے، پہلے دن سے جب میں حنان سر کے آفس میں بیٹھا تھا اور وہ وہاں آئی تھیں۔

میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا کہ پہلی نظر میں محبت،، لوایٹ فرسٹ سائٹ

لیکن مجھے ان سے محبت ہو گئی ہے ایمان

انسان نفرت چھپا سکتا ہے کئی کئی دن تک لیکن محبت نہیں
میں خود کو بعض نہیں رکھ پایا ایمان میں عاریہ سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا ہوں

تو بھائی اس میں پریشانی والی کیا بات ہے آپ اس سے کہہ دیں آپ اس سے محبت کرتے ہیں اور ویسے بھی اب تو آپ لوگ اتنے اچھے دوست بھی ہیں

اور عاریہ۔۔۔۔۔۔۔۔عاریہ کا تو آپ کو پتا ہے وہ آپ سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔

ایمان جلدی میں بول گئی تھی

عاریہ مجھ سے محبت کرتی ہیں؟

وہ سن کر حیران ہوا تھا۔۔۔ایمان نے عادت کے مطابق اپنی زبان دانتوں تلے دبائی تھی

!جی بہت زیادہ۔۔۔۔

ایمان نے کہا تو وہ آنکھیں مینچ گیا تھا اس کے دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی

یہ بہت غلط ہوا ایمان میں کسی نہ کسی طرح سہہ جاتا لیکن وہ نازک لڑکی ہیں وہ کیسے برداشت کر پائیں گی

لیکن آخر حرج کیا ہے بھائی؟؟ جب دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو پھر تو کوئی پریشانی والی بات ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

ایمان جھنجھلاتے ہوئے اس سے پوچھنے لگتی ہے

ایمان۔۔۔۔ایمان تم سمجھنے کی کوشش کرو حنان اور حیدر بھائی نے کس طرح سے پالا ہے انہیں

وہ بچپن سے آسائشوں میں پلی بڑھی ہیں جس طرح حنان اور حیدر بھائی ان کے لبوں پر آنے سے پہلے ہی ان کی خواہشات پوری کر دیتے ہیں

میرے پاس کیا ہے ان کو دینے کے لیے ایمان کچھ بھی تو نہیں ہے وہ بے بسی سے بولا تھا ابھی میری جاب نہیں ہے میں پڑھ رہا ہوں میری ضروریات بابا اور بھائی

پوری کرتے ہیں میں انہیں اس طرح خوش نہیں رکھ پاؤں گا جیسے حنان اور حیدر بھائی رکھتے ہیں

میں انہیں خوش نہیں رکھ پاؤں گا ایمان میں ان کی تمام خواہشات پوری نہیں کر سکوں گا

تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے بھائی آپ کیوں پڑھ لکھ رہے ہیں اس لیے نا کہ آپ کو اچھی سی

جاب مل سکے آپکی پڑھائی مکمل ہو جائے گی آپ کی اچھی سی جاب لگ جائے گی

بلکہ آپ حیدر اور اور سعد بھائی کے ساتھ اپنا بزنس سٹارٹ کر لینا ان کے ساتھ پارٹنر شپ کر لینا آپ اس لیے پڑھ رہے ہیں
نا بھائی بلکہ سب ہی اس لیے تعلیم حاصل کرتے ہیں کہ کل کو اس قابل بن سکے کہ اپنے ہونے والی لائف پارٹنر کی بچوں کی ماں بہنوں کی خواہشات پوری کر سکیں

آپ نے ساری زندگی جاب لیس تو نہیں رہنا یا ساری زندگی پڑھتے تو نہیں نہ رہنا

اور ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ کبھی کامیاب انسان بن ہی نہیں پائیں گے تو اس میں اتنی پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے بھائی۔۔۔

وہ اسے سمجھانا چاہ رہی تھی وہ اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا اور سمجھ بھی رہا تھا لیکن۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں ایمان تم کیا کہنا چاہتی ہو لیکن تم مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ تم ابھی اس چیز کے بارے میں عاریہ کو کچھ نہیں بتاؤ گی

اور نہ ہی یہ کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں مجھے ابھی بہت سارا وقت چاہیے ایمان میں اپنی پڑھائی پر پہلے سے بھی زیادہ اچھے سے فوکس کروں گا سعد بھائی کی طرح کچھ بن کر دکھاؤں گا

جب میں اچھے سے سیٹل ہو جاؤں گا میرے پاس اتنے سورسز ہو جائیں گے کہ میں عاریہ کی امی کی تمہاری ساری وشز پوری کر سکوں

عاریہ کو خوش رکھ سکوں اس وقت تک

اس وقت تک ہمیں عاریہ کو کچھ نہیں بتانا

اور اگر اس دوران حنان اور حیدر بھائی نے عاریہ کی کہیں اور شادی کر دی تو؟؟؟؟

ایمان نے خدشہ ظاہر کیا

تو کوئی بات نہیں ایمان وہ مجھ سے زیادہ اچھا لڑکا ڈیزرو کرتی ہیں اگر وہ میرے نصیب میں ہوئیں تو وہ مجھے مل جائیں گی

مجھے ابھی وقت چاہیے اور جتنا وقت مجھے درکار ہے اگر اس وقت تک وہ کسی اور کے ساتھ سیٹل نہ ہوئیں تو میں خود جاؤں گا ان کو لینے

اگر وہ میرے نصیب میں ہوئی نہ ایمان تو وہ مجھے آج بھی مل سکتی ہیں اور آج سے دس سال بعد بھی۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا

اگر وہ میرے نصیب میں نہ ہوئیں تو میں بھی کوئی شکوہ نہیں کروں گا ۔۔۔۔۔۔آخر میں وہ اداس سا بولا تھا

یہ تو اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے والی بات ہوئی نا بھائی آپ خود اپنے ہاتھوں سے اسے گنوا دیں گے۔۔۔

ایمان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے کیسے سمجھائے

ایمان میں کہہ رہا ہوں نا اگر اللہ نے اسے میرے لیے لکھا ہے تو وہ میرے پاس ضرور آئے گی آج نہیں تو کل سہی کل نہیں تو پھر کبھی سہی

میں بس دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا میں بس تمہیں بتا دینا چاہتا تھا کہ مجھے ان سے محبت ہے بار بار جو تم پوچھ پوچھ کر میرا سر کھا جاتی ہو اس لیے میں نے سوچا پہلے تمہارے دربار میں حاضری لگاؤں

۔۔۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

آپ ٹھیک ہیں بھائی؟؟؟؟؟؟

ایمان کے سوال پر وہ لمحہ بھر کو رکا تھا

میں ٹھیک ہوں ایمان تمہیں میرے لیے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی تم عاریہ کو کچھ کہو گی تم بس ہمارے لیے دعا کر دیا کرنا

لیکن بھائی۔۔۔۔۔۔۔ایمان نے کچھ بولنا چاہا مگر حاشر نے اسے ٹوکا تھا

میں نے کہا نہ ایمان تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اس کی گال پر تھپکی دیتا اس کے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیتا وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

اور وہ پیچھے کتنی ہی دیر وہیں کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی

وہ چلا گیا۔۔۔۔وہ پھر بھی وہیں کھڑی تھی۔

انسان کی زندگی میں ہر چیر اسکی توقع کے بر عکس کیوں ہوتی ہے۔۔۔۔اس نے سوچا تھا

ایمان نے حنان کو سب بتایا تھااور حنان۔۔۔۔۔۔۔ گویااس کے قدم تو وہیں جم گئے تھے

اب آپ ہی بتائیں حنان بھائی نہیں چاہتے تھے کہ ان کے اور عاریہ کے درمیان کوئی ایسی بات ہو

مگر آج عاریہ نے ڈرنک کی تھی غلطی سے تواس نے مدہوشی میں سب بھائی کو کہہ دیا

اپنی محبت کا اظہار کر دیا اور اب بھائی نے انکار کر دیا میں جانتی ہوں بھائی نے انکار کیا ہو گا یہی کہہ کر کے

عاریہ آپ مجھ سے زیادہ اچھا لڑکا ڈیزرو کرتی ہیں
مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ محبت کرنے والے کو بہتر، زیادہ بہتر، کم بہتر سے'
کوئ سروکار نہیں ہوتا محبت کرنے والے کو بس وہی چاہیئے ہوتا جن سے انکو
"محبت ہوتی ہے

حنان میں تو اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ کچھ بول سکے۔

یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی گئ۔۔۔؟؟؟
وہ اب سوال کر رہا تھا

یہ بات کسی کو معلوم نہیں ہے صرف میں اور آئزل جانتے ہیں عاریہ کی فیلنگز حاشر بھائی کے لیے

اور حاشر بھائی کی فیلنگز صرف میں جانتی ہوں حتیٰ کے سعد بھائی بھی نہیں جانتے

وہ دونوں روشن چاند کی اس رات میں لان میں ٹہل بھی رہے تھے اور ساتھ ساتھ بات بھی کر رہے تھے۔۔

تو ایمان حاشر کو جتنا وقت چاہیئے وہ لے سکتا

حنان نے کہا تھا

یہی تو میں کہتی ہوں نا حنان کے بھائی جتنا وقت چاہیں لے لیں مگر خود کو اور عاریہ کو تکلیف میں نہ رکھیں

اپنا ریلیشن اپنی دوستی کو وقت دیں۔۔۔۔۔

اپنا تعلق خراب نہیں کریں

لیکن مجھے پتا ہے دونوں ضدی ہیں دونوں ہی ایک دوسرے سے بات نہیں کریں گے۔۔

بھائی کہتے ہیں کہ حنان اور حیدر بھائی اس رشتے کے لیے کبھی نہیں مانیں گے

حنان نے بے بسی سے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

آپ سچ میں نہیں مانیں گے ؟؟؟

ایمان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

پتا نہیں یار۔۔۔۔۔اچھا خاصا پریشان کر دیا ہے ان دونوں نے۔
آپ پریشاں نہ ہوں حنان ہم کچھ نہ کچھ کر لیں گے۔۔
ایمان نے اسے تسلی دینا چاہی۔۔

ہمم۔۔
حنان نے بس ہمم کہنے پر اکتفا کیا
اور آپ سنائیں؟؟
انجوائے کیا پارٹی میں۔۔۔؟

حنان نے اس پوچھا تھا

جی ہاں بہت انجوائے کیا میں نے۔۔۔۔بلکہ ہم سب نے

آپکو پتا ہے عاریہ میں نے اور آئزل نے بہت ساری پکچرز بنائی ہیں۔ ہمارا ڈریس سیم تھا نا اس لیے۔

وہ کچھ دیر پہلے والی باتیں بھلاتی چہک کر اسے بتانے لگی

وہ مسکراتے ہوئے سننے لگا

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

کافی دیر وہ یونہیں باتیں کرتے کرتے لان میں ٹہلتے رہے

نیند دونوں کو نہیں آ رہی تھی

ایمان کے مذاکرات جاری تھے۔۔

ایمان۔۔۔۔۔۔۔۔حنان نے اسے پکارا تھا

میں نہیں سن رہی۔۔۔۔۔وہ ہنسی تھی

سن لو۔۔۔۔۔۔۔۔وہ پھر سے بولا تھا

نہیں مجھے سنائی نہیں دیتا میرے کان نہیں ہیں۔۔۔

وہ عادت کے مطابق زبان دانتوں تلے دبائے بولی

کبھی تو سیریس ہو کر بات کر لیا کرو لڑکی۔۔۔۔

وہ سخت بدمزہ ہوا تھا

میں کوئی ہوسپٹل کا ایمرجنسی وارڈ ہوں ہوں جو سیریس ہو جاؤں

۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے جس دن آپ نے مجھ سے سیدھے طریقے سے بات کرلی اس دن مجھے آپ سے محبت ہو جائے گی۔۔۔۔۔بے دھیانی میں وہ کیا کہہ گیا تھا۔۔۔

ایمان کو اپنا دل ساکت ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔

میرا مطلب آپ اچھے سے بات کیا کریں نا ٹیچر ہوں میں آپکا کم از کم استاد ہونے کے ناطے عزت کر لیا کریں میری۔۔۔

وہ ہنستے ہوئے بات کو بدل گیا

یہ دن کبھی نہیں آئے گا؟؟؟ایمان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔۔۔حنان کو وہ اس وقت اتنی سیریس لگی جیسے وہ اداس ہو

کون سا دن؟؟؟حنان نے اسکے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھتے پوچھا تھا

وہ دن جس دن میں آپ سے عزت سے بات کروں گی۔۔۔

وہ کھلکھلا کر ہنستی ہوئی اسکے بال کھینچتی بھاگی تھی۔۔۔وہ تو اچانک اس اکتفا پر اپنا سر مسلتا رہا گیا

ایک منٹ رکیں زرا آپ کو تو میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔

وہ اسکے پیچھے بھاگا تھا

وہ پہلے اسے تم کہتا تھا اور اب آپ۔۔۔۔یہ بات اور کسی نے نوٹ نہیں کی مگر ایمان نے خود ضرور نوٹ کی تھی

"وہ پہلی ایسی سٹوڈنٹ تھی جو اپنے ٹیچر کے بال کھینچ کر بھاگی تھی"

وہ لان میں یہاں سے وہاں بھاگ رہی تھی اور حنان اسکے پیچھے تھا جب اچانک ایمان کا پاؤں پھسلا اور وہ زور سے نیچے گری تھی

ایمان۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تیزی سے اسکی جانب لپکا تھا۔۔۔

ایمان وہیں پاؤں پکڑ کر بیٹھتی چلی گئ۔۔۔۔۔۔۔

ماماااااااااا

پاؤں پکڑے وہ رونے والی ہوئ تھی۔۔۔۔

پاؤں پر چوٹ لگی ہی کیا۔۔۔۔۔ادھر دکھائیں مجھے۔۔

حنان اسکے ساتھ نیچے بیٹھتا اسکا ہاتھ پاؤں سے ہٹاتا خود دیکھنے لگا تھا

نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔پلیز نہیں کریں بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔

وہ آنکھیں مینچیں تقریباً چینخی تھی۔۔

حنان اچھا خاصا پریشان ہو تھا

ایمان مجھے دیکھنے تو دیں کہاں درد ہو رہا ہے مجھے بتائیں۔۔۔۔۔۔اسکی آواز میں پریشانی کا عنصر واضح شامل ہوا تھا

درد تو کہیں بھی نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنا پاؤں ہلاتی زور زور سے ہنسنے لگی

حنان اسکی چلاکی سمجھتے آنکھیں سکیڑے اٹھ کھڑا ہوا

بہت ڈرامے باز ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔وہ ناراض سا بولا تھا۔

وہ ابھی بھی وہیں نیچے ہی بیٹھی تھی۔۔۔

بڑی فکر ہو رہی تھی آپکو میری۔۔۔۔۔؟؟؟

ایمان نے آبرو اچکائے اس دیکھا تھا

نہیں جی۔۔۔۔۔۔۔آپکی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں ایسا ہی رئیکٹ کرتا

ایمان کے کہنے پر وہ نظریں چرا گیا تھا

جبکہ ایمان تو یونہی ہنستی چلی گئی۔۔

جائیں میں آپ سے بات نہیں کرتا
وہ دوسری طرف رخ موڑے کھڑا ہو گیا

اچھا ناراض تو نہ ہوں۔۔۔وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی
وہ یونہیں رخ موڑے کھڑا رہا۔۔۔

میں تو نہیں منانے والی۔۔۔۔ایسے ہی کھڑے رہیں
وہ اسے زبان چڑھاتی اسکے پاس سے بھاگتی ہوئی عاریہ کے روم میں گئی تھی

وہ جو یہ سوچ کر ناراض ہوا تھا کہ وہ اس کو منائے گی حیران ہوتا اسے جاتے دیکھتا رہا

!! اب میں سچ والا ناراض ہوں ہنہہ۔

وہ جل کر بولا تھا۔۔۔۔۔

آخر میں خود ہی ہنستا سر جھٹکتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

رات کا ڈوبتا چاند اور صبح کا طلوع ہوتا سورج ایک اور رات کے جانے اور

دن کے آنے کا اعلان کر رہا تھا

ہر سو ٹھنڈی ہوائیں چلتی لوگوں کے دلوں میں راحت پیدا کر رہی تھیں

پرندے بھی صبح صبح اپنے رزق کی تلاش کو جنگلوں کی جانب نکل چکے تھے
لوگ بھی اپنے کاموں کے لیے گھروں سے نکل کر کام گاہوں کی راہ چل
دیے تھے

وہ خاموشی سے ٹیرس پہ کھڑا طلوع ہوئے سورج کو دیکھ رہا تھا کافی کے
مگ سے دُھوئیں نکل رہے تھے اور ان دُھوئوں کے ساتھ اسکے جذبات
بھی دُھواں دُھواں ہوئے تھے

وہ پُراسرار سا مسکرا رہا تھا ٹوٹا ہوا انداز کِرچی کِرچی ہوئے کچھ خواب کچھ
وعدے وہ سب دعوے جو اس نے کبھی خود سے کیے تھے

ان سب کو وہ سوچتا پھیکا سا مسکرایا تھا

حاشر آجاؤیونیورسٹی کے لیے دیر ہو جائے گی
حیدر آفس جاچکا تھا

حنان تیار ہو رہا تھااور حاشر بھی حنان کا ڈریس پہنے تیار ہوتے ٹیرس پر آیا تھا

حنان کے پکارنے پر
کافی کے مگ کو وہیں پاس پڑی چھوٹی سی ٹیبل پہ رکھتا روم میں آیا تھا

چلیں بھائی۔۔۔۔۔حنان کو وہ بجھا بجھا سا لگا تھا اسکی سرخ آنکھیں رت جگے کا پتا دے رہی تھیں

حنان تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا

دونوں ایک ساتھ نیچے آئے تھے

ایمان اور آئزل فریش ہو کر کچن میں کھڑی تھیں۔

ایمان نے عاریہ کا ڈریس پہنا تھا
کھلی فراک میں وہ موٹی موٹی لگ رہی تھی

دونوں مل کر بریک فاسٹ بنا رہی تھیں
جبکہ عاریہ ابھی اوپر ہی تھی۔۔۔

اسکی حالت بھی حاشر سے کچھ الگ نہیں تھی رو رو کر اسنے اپنی حالت
خراب کر لی تھی

عاریہ نیچے آجاؤ کھانا لگ گیا ہے جلدی سے کھالو پھر یونیورسٹی کے لیے دیر ہو جائے گی حنان سر نے سزا دے دینی ہے۔۔۔۔۔۔
ایمان نے کچن سے عاریہ کو آواز لگائی تھی۔۔۔۔

حنان نے اپنے نام پر کان کھڑے کیے تھے
وہ صبح سے ایمان کو اگنور کر رہا تھا۔۔

اتنے میں ایمان کا موبائل بجتا ہے وہ دیکھتی ہے تو سعد کی کال آرہی ہوتی ہے۔
کال اٹینڈ کرتی وہ کان سے لگاتی موبائل کو کندھے اور گردن سے سہارا دیتی کافی مگ میں انڈیلنے لگی۔

!اسلام علیکم۔۔۔۔

وعلیکم السلام بھائی۔۔۔۔۔ہم ٹھیک ہیں، سب ٹھیک ہیں، ماما عاریہ کا پوچھ رہی ہیں عاریہ بھی ٹھیک ہیں، ہم نے پیٹ بھر کر کھایا ہے، عاریہ کو میڈیسن دی ہیں، حیدر بھائی آفس جا چکے ہیں، اور حاشر بھائی رات کو ٹھیک سے سوئے تھے، میں نے سہی سے کھانا کھایا تھا، حنان سر کو بالکل بھی تنگ نہیں کیا تھا، اور اب ہم سب یونیورسٹی جا رہے ہیں۔

ایک ہی سانس میں وہ بے پناہ سوالوں کے جواب دے چکی تھی جو اس کے خیال سے سعد اور ثمینہ بیگم کی طرف سے پوچھے جانے والے تھے

تم لوگ یونیورسٹی وہیں سے جا رہے ہو تو بیگز تو تم لوگوں کے گھر پڑے ہیں

۔۔۔

وہ سب سوالوں کا جواب پہلے ہی دے چکی تھی
پھر بھی ایک سوال سعد نے پوچھ لیا تھا

بکس کی ضرورت کس کو ہے بھائی۔۔۔۔ذبان دانتوں تلے دبائے وہ بولی تھی

جبکہ حنان تو اسکے آدھے سچ اور آدھے جھوٹ پر تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا

اب میں کیا پوچھوں سب تو تم نے بتا دیا۔۔۔
سعد سر کھجاتا بولا تو وہ کھسیانی سی ہنسی تھی
ٹھیک ہے پھر رکھتا ہوں میں،،، میں بھی آفس کے لیے نکل رہا تھا۔۔۔۔۔

او کے بھائی اللہ حافظ۔۔۔۔۔۔

کال کٹ کرتی وہ باہر ٹیبل پر آئی تھی۔۔۔۔ کھانا ٹیبل پر وہ دونوں لگا چکی تھیں

اتنے میں عاریہ بھی آئی تھی

!!! اسلام علیکم گڈ مورننگ

سب کو مشترکہ کہتی وہ حنان کے ساتھ والی چیئر پر جا کر بیٹھی تھی

اسکی حالت دیکھ حنان کا دل کٹا تھا

کیسی ہیں میرا بچہ ؟؟؟؟ حنان نے پوچھا تھا

میں ٹھیک ہوں بھیا۔۔۔۔۔۔ وہ اتنا آہستہ آواز میں بولی تھی کہ حنان تک بھی اسکی آواز مشکل سے پہنچی تھی۔۔

ایمان نے حنان کی جانب دیکھا تو وہ نظروں ہی نظروں میں اسے
سب ٹھیک ہو جائے گا" کی تسلی دیتا کھانے کی جانب متوجہ ہوا تھا"

سب کھانا کھاتے اب یونیورسٹی کی جانب نکل پڑے تھے

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

گھر سے یونیورسٹی تک کا سفر انکا بالکل خاموشی سے گزرا تھا کسی نے کسی
سے کوئی بات نہیں کی تھی
یونیورسٹی پہنچتے ہی وہ بغیر کسی سے کچھ کہے سیدھا لائبریری میں آئی تھی
حنان اپنے آفس جبکہ حاشر اپنی کلاس میں جا چکا تھا

ایمان عادت کے مطابق کافی لینے کیفے ٹیریا میں گئی تھی۔
حنان کا پہلا لیکچر ایمان کی کلاس میں تھا

مگر کیفے ٹیریا والی کافی زیادہ ضروری تھی۔
لائبریری میں داخل ہوتے وہ اس جگہ آئی تھی جہاں حاشر اور وہ مل کر بیٹھے تھے

وہ رات تکلیف دہ رات تھی اور اسے تکلیف دہ تحفہ دے گی تھی محبت کا تحفہ
وہ اس جگہ آ بیٹھی جہاں حاشر اس دن بیٹھا تھا
آپ بہت برے ہیں حاشر۔۔۔۔۔۔۔وہ دل ہی دل میں اس سے شکایت کرتی اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیل رہی تھی

مگر آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے۔۔

بار بار آنکھیں نم ہوا جاتی تھیں

کافی دیر وہ یونہیں۔۔۔لائبریری میں بیٹھی رہی آتے جاتے لوگ اسے اک نظر دیکھتے کہ آخر وہ وہاں کیوں بیٹھی ہے۔

حاشر نہیں جانتا تھا کہ وہ لائبریری میں ہے۔۔وہ تو لائبریرین کو بک واپس کرنے آیا جب اسکی نظر عاریہ پر پڑی تھی

وہ دیکھ سکتا تھا اسکی سرخ آنکھوں گے گوشے نم تھے

اداس آنکھیں۔۔۔خالی خالی سی ہر چمک سے عاری پھیکی پھیکی

یہ وہ آنکھیں تو نہیں تھیں جو حاشر نے بنائی تھیں

یہ آنکھیں تو اک الگ ہی کہانی بیان کر رہی تھیں

میں جانتا ہوں عاریہ آپ تکلیف میں ہیں اور میں بھی۔۔۔

دل ہی دل میں کہتا ایک آخری نظر اسے دیکھتا وہ لائبریری سے باہر نکل گیا

جبکہ وہ یونہی وہاں بیٹھی رہی

❤️‍🔥🤎

مے آئے کم ان سر۔۔۔۔ایمان نے اجازت چاہی۔

یس کم ان۔۔۔۔گھڑی سے ٹائم دیکھتے حنان نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اندر آئی

آپ آج پھر لیٹ ہیں مس ایمان ملک وہ بھی پچیس منٹ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جانتا تھا وہ ضرور کیفے ٹیریا گئی ہو گی۔

سر پچیس کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تھی۔

چلو جی پھر شروع ہو گئ۔۔۔

وہ پہلو بدلتا رہ گیا

آپ اپنی سیٹ پر جا کر کھڑی ہو جائیں پچیس منٹ کھڑے ہو کر آپ لیکچر لیں گی پھر آپکو اچھے سے سمجھ آ جائے گا پچیس کسے کہتے ہیں

وہ ماتھے پر بل لاتا بولا تھا

سر وہ نا میں نارات کو نا گر گئ تھی نا تو میرے نا پاؤں میں بہت ذیادہ درد ہے نا تو میں کھڑی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔

وہ انگلیاں مروڑتی نازک سا منہ بنائے بولی تھی

وہ تو اس کے جھوٹ پر اش اش کر اٹھا

کوئی بات نہیں ایک ٹانگ پر جا کر کھڑی ہو جائیں جس پاؤں میں درد ہے وہ اوپر اٹھالیں۔۔۔

لیکن سر۔۔۔۔۔۔۔وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ حنان نے اسے ٹوکا تھا

میری بات آپکو سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔۔جائیں اپنی سیٹ پر۔۔

حنان غصے سے بولا تھا

دل ہی دل میں اسے کوستی وہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھی تھی

مس ایمان میں نے آپکو کھڑا ہونے کو بولا ہے۔

وائٹ بورڈ کی جانب متوجہ ہوتا وہ اسے یاد دلوا گیا تھا۔۔۔

ہنہہ ! منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بناتی کھڑی ہو گئی تھی

وہ وائٹ بورڈ پر الجبرا کے سوال کروا رہا تھا ایمان نے ایک نظر بورڈ پر ڈالی۔۔۔

واٹ از دی ویلیو آف ایکس۔۔۔۔۔۔ بڑا بڑا کر کے لکھا گیا تھا

سر میرا اک سوال ہے۔۔۔۔۔اس نے کھڑے کھڑے ہاتھ اٹھایا تھا

یس۔۔۔۔۔۔!

وہ بغیر مڑے بولا تھا ساتھ ساتھ اسکے ہاتھ تیزی سے وائٹ بورڈ پر چل رہے تھے

سر پاسٹ والے کو ایکس کہتے ہیں تو فیوچر والے کو کیا کہیں گے وائے یا زی۔۔۔۔۔۔۔؟

وہ آنکھیں پٹپٹائے معصومیت سے بولی تھی

اور یہاں حنان کی بس ہوئی تھی وہ مار کر وہیں ٹیبل پر پٹختا ماتھے پر بل لاتا اسے دیکھ رہا تھا۔

ایمان نے دیکھا وہ اس وقت فل غصے میں تھا۔۔۔

مس ایمان ملک پانچ منٹ کے اندر اندر آپ مجھے میرے کیبن میں ملیں آج میں آپکو سمجھاتا ہوا کے فیوچر والے کو کہا کہتے ہیں اور پاسٹ والے کو ایکس کیوں کہتے ہیں

پانچ منٹ سے ایک سیکنڈ اوپر نہ ہو سمجھی آپ۔۔۔۔

انگلی دکھاتا اسے وارن کرتا وہ تن فن کرتا کلاس سے باہر نکلتا اپنے آفس کی جانب بڑھا تھا

ساری کلاس اب ایمان کو ہی دیکھ رہی تھی

سر جھکائے وہ ڈرتی ہوئی کلاس سے باہر نکلتی اسکے آفس کی جانب بڑھی تھی

وہ غصے سے اپنے آفس کا دروازہ جھٹ سے کھولتا اندر داخل ہوا تھا

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اس نے اپنا کوٹ اتار کر پھینکا تھا وہ بمشکل خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا

ایمان سر جھکائے اندر داخل ہوئی تھی اسے دیکھتے ہی حنان کے غصے کو ہوا آئی تھی

ایمان نے سر جھکا رکھا تھا کیونکہ حنان اس وقت بہت بہت زیادہ غصے میں تھا

اس کی گردن کی سبز نسیں ابھری ہوئی تھی اور ایمان کو اب اس سے ڈر لگ رہا تھا

تمہارا مسئلہ کیا ہے ایمان وہ غرایا تھا۔۔۔

تم آخر خود کو سمجھتی کیا ہو میں نے ایک دو دفعہ تم سے پیار سے بات کیا کر لی اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم میرے سر پر چڑھ کر ناچنے لگو۔

حد ہوتی ہے،، مذاق کی بھی ایک حد ہوتی ہے ایمان اتنی بد تمیزی آپ کو شرم نہیں آتی

چلیں ویسے آپ مجھ سے فن کرتی رہتی ہیں میں نے آپ کو کبھی کچھ نہیں کہا لیکن کلاس میں تھوڑی سی تو شرم کر لیں۔۔

کلاس کے سامنے آپ اتنی بد تمیزی کرتی ہیں

وہ اتنا زور سے بولا تھا کہ ایمان اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہوئی تھی

تھوڑا سا تو لحاظ کر لیا کریں ٹیچر ہوں میں آپکا۔۔۔
میں نے کہا چلو ایک دفعہ ہو گیا دوسری دفعہ ہو گیا لیکن بار بار ہر روز آپ یہی چیپ حرکتیں دہراتی ہیں۔۔۔

اسکی نسیں بار بار پھولتی معدوم ہو رہی تھیں ماتھے کے بل تھے کہ بڑھتے جا رہے تھے۔۔۔

ایمان کو اپنا دل کانپتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

ایمان اب میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ میری کلاس میں قدم تک نہیں رکھیں گی ورنہ میں آپ کی ٹانگیں توڑ دوں گا

حنان نے اسے وارن کیا تھا

سب سے پہلے تو یہاں سے میں اپنا پیریڈ چینج کروا تا ہوں جب تک میرا پیریڈ چینج نہیں ہو جاتا آپ میری کلاس میں قدم نہیں رکھیں گی یہ بات آپ اچھے سے

یاد کر لیں لکھ لیں اور دماغ میں بٹھا لیں کہ حنان علی سکندر کی کلاس میں ملک ایمان کا ظمی داخل نہیں ہو گی

ورنہ میں وہ کروں گا جو آپ نے کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا سمجھ رہی ہو نا
میری بات کو

جب کہ وہ تو حیرت سے اسے دیکھتی ہی جا رہی تھی یہ وہ حنان تو نہیں تھا
آج اسے کیا ہو گیا تھا

اس کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی دل تھا کہ زور سے دھڑکا جا رہا تھا
وہ ہنوز سر جھکائے کھڑی تھی

ایمان یہاں سے چلی جائیں مجھے آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنی اس وقت
مجھے آپ سے شدید نفرت محسوس ہو رہی ہے

اتنا کہنے کی دیر تھی کہ ایمان کے آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی وہ روتی ہوئی آنسو صاف کرتی وہاں سے بھاگتی ہوئی نکلی تھی

او میرے خدایا اس لڑکی نے مجھے کیا کرنے پر مجبور کر دیا وہ راکنگ چیئر پر بیٹھا اپنا سر ہاتھوں میں گرا گیا تھا

❤️🔥🤎❤️🔥

وہ دونوں اپنے فلیٹ میں ٹیبل پر پڑے نقشے پر سر جھکائے کھڑے تھے

نقشہ کسی شہر کا تھا شاید۔۔۔۔۔اور نقشے پر آڑھی ترچھی کھینچی گئی لکیریں کچھ رستوں کو نمایاں کر رہی تھیں

نقشہ دیکھ رہا ہے آلو۔۔۔۔۔

مراد نے نظروں کو بغور نقشے پر ٹکائے عالیان سے پوچھا تھا

نہیں تیری بیگم دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔وہ ترچھی نگاہوں سے مراد کو دیکھتا بولا تھا

ارے سالے نقشہ ہی دیکھوں گا وہی جو سامنے پڑا ہے۔۔۔

ایجنٹ عالیان کے کہنے پر میجر مراد کے بتیس کے بتیس دانت نمایاں ہوئے تھے۔

پچھلے ایک گھنٹے سے ہم نقشہ صرف دیکھ رہے ہیں مراد بتاؤ کرنا کیا ہے ۔۔۔۔کیا چل رہا ہے تیرے دماغ میں ؟؟

عالیان نے پوچھا تھا۔

عالیان جامیری رائفل لے کر آ۔۔۔۔۔۔مراد بھی اب سیدھا ہوا تھا
رائفل کیوں؟؟؟عالیان حیران ہوا

تیرے سر میں مارنی ہے۔۔۔۔مراد دانت پیستے بولا تھا
کیوں بھئ میں نے کیا کر دیا ہے۔۔۔۔۔وہ بوکھلایا تھا
تو نا اپنا دماغ کھول لے عالیان کام پر دھیان دے یہ مشن ہم نے پینتالیس دن میں پورا کرنا ہے سمجھ رہا ہے نا میری بات کو تو بہتر ہے تو الرٹ ہو جا پچھلے ایک گھنٹے سے میں تجھے جو بکواس کر رہا ہوں وہ تجھے سمجھ نہیں آیا مراد سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

ذیادہ ہیرو نہ بنا کر مجھے پتا ہے تو کیا بول رہا ہے میں سمجھ بھی رہا ہوں تیری بات

میں یہ پوچھ رہاں ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا ہے
میرے لائق کوئی خدمت

پہلے تو وہ جل کر بولا تھا پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھے سر جھکا گیا

ٹھیک ہے سن پھر۔۔۔۔۔۔۔
تم ابھی رات کو وہاں کے گرد و نواح کا جائزہ کے کر آؤ گے عالیان۔۔
وہ راستہ ایسا راستہ ہے جہاں لوگوں کے قریب بھٹکنے پر بھی انہیں موت کی گھاٹ اتار دیا جاتا ہے
اب تم نے کرنا یہ ہے کہ کوئی ایسا راستہ ڈھونڈنا ہے جس سے ہم اس علاقہ میں داخل ہو جائیں اور کسی کو کان و کان خبر بھی نا ہو۔۔

مراد نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

ہممم بل ڈھونڈنی ہے جس میں ہم چوہوں کی طرح گھس کر بلی کا دودھ پی سکیں۔

اسنے سمجھتے ہوئے سر ہلایا تھا

دودھ نہیں پینا بس بل میں گھسنا ہے؟؟

اوکے باس۔۔۔کام جان لیوا ہے بٹ عالیان "داخطروں کا کھلاڑی" یہ کام کر دے گا۔۔۔

وہ فخریہ بولا تھا

کتنے دنوں میں؟؟؟مراد نے اسکی جانب دیکھتے سوال کیا

دس دنوں میں ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔وہ کندھے اچکاتا بولا تھا

دس دنوں میں تیری لاش نکلے گی بچے۔۔۔۔۔۔۔دو دن۔۔،،دو دن میں یہ کام ہو جانا چاہیے وہاں کوئی سرنگ نہیں ملتی تو خود کھود مگر مجھے دو دن کے اندر رپورٹ چاہیئے ایجنٹ عالیان

راجر سر۔۔۔۔۔۔۔وہ پر جوش انداز میں بولا تھا

جب اسکے نام کے ساتھ ایجنٹ لگا دیا جاتا تھا تو وہ پر جوش ہو جایا کرتا تھا اسلیے جب مراد کو اسکی سخت اٹینشن کی ضرورت ہوتی تو وہ اسے ایجنٹ عالیان کہہ کر پکارا کرتا تھا

دس لوگوں کی فورس تمہارے ساتھ جائے گی تمہاری جان محفوظ ہے

عالیان میں خود موت کو گلے لگاؤں گا مگر تجھے کانٹا نہیں چبھنے دونگا۔

وہ محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا بولا تھا

مراد کو عالیان بہت عزیز تھا

عالیان اکیس سال کا تھا جب انہوں نے ایک ساتھ فورس جوائن کی تھی اسکی قابلیت دیکھتے ہوئے اسے میجر مراد عالم کے انڈر بھیج دیا گیا تھا ایز آ ہیلپر۔

پچھلے پانچ سال سے وہ دونوں یہاں اس فلیٹ میں رہ رہے تھے۔

جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے ہیں سر۔۔۔۔۔۔جان کی پرواہ نہیں بس ملک کی پرواہ ہے ملک کے لیے ہم جان بھی دے دیں گے۔

وہ پرجوش انداز میں بولا تو مراد سر ہلا گیا۔۔۔۔

❤️❤️❤️

حاشر کا کوئی بھی لیکچر لینے کو دل نہیں کر رہا تھا سو وہ اپنا بیگ اٹھاتا بغیر کسی کو بتائے یونیورسٹی سے باہر نکل آیا تھا

ایمان کو بعد میں میسج کرنے کا سوچتے وہ فٹ پاتھ پر آیا تھا

بار بار عاریہ کی روتی آنکھیں اس کے سامنے آ رہی تھیں۔

حیدر اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر مصروف تھا جب ناک کرتا ہوا سعد اندر آیا۔۔۔۔

حیدر اسے دیکھتا مسکرایا تھا۔

کیسا گزر رہا ہے دن؟؟؟ وہ حیدر کے سامنے والی سیٹ پر آ بیٹھا تھا جب حیدر نے اس سے پوچھا۔۔۔

الحمدللہ بہت اچھا گزر رہا ہے آج تو کوئی خاص کام۔ نہیں ہے کرنے کو فارغ بیٹھا تھا سوچا تمہارے پاس آجاؤں۔۔۔۔۔۔۔

وہ چیئر جھلاتا بولا تھا۔۔۔۔۔

ہم۔۔۔۔اچھا کیا لوگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کافی یا چائے؟؟؟؟

کچھ بھی نہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے کافی پی ہے۔۔

وہ انکار کر گیا۔۔۔۔۔

وہ ابھی کوئی بات کر رہی رہے تھے جب دروازہ ناک ہوا۔۔۔۔

یس کم ان۔۔۔۔۔سعد نے اجازت دی تھی۔

اور اجازت ملتے ہی حنان اندر داخل ہوا تھا

اسے اندر آتا دیکھ سعد اور حیدر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئے۔۔

ایمان کو اچھی خاصی باتیں سنا کر وہ اپنے آفس سے نکل آیا تھا۔۔۔

اور سیدھا یہاں آیا تو۔۔

وہ عاریہ اور حاشر کو لے کر پریشان تھا ایمان نے اسے صبح صبح ہی تنگ کرنا شروع کر دیا تھا

اس لیے وہ زیادہ غصہ کر گیا۔

ارے حنان تم یہاں ؟؟؟اسے دیکھتا سعد اٹھ کھڑا ہوا تھا

مجھے آپ دونوں سے ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔۔

اسلیے چلا آیا۔۔۔

ہاں ہاں بیٹھو حنان۔۔۔۔ریلیکس ہو کر بات کرو۔۔۔

حیدر نے اسے بیٹھنے کا کہا تھا تو اسکے سامنے والی چیئر پر جا بیٹھا تھا

حیدر کو وہ پریشان لگا۔۔

وہ بیٹھا تو سعد وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ٹانگوں کو کراس کی صورت میں کیے ہاتھوں کو پاکٹ میں ڈالے کھڑا ہوا

وہ دونوں حنان کے بولنے نے منتظر تھے۔۔

حنان بولو کیا بات ہے

بھائی دراصل بات یہ ہے کہ عاریہ اور حاشر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ خاموش ہوا تھا

کیا عاریہ اور حاشر حیدر اور سعد پریشان ہوئے تھے۔۔۔۔۔

بولو بھی حنان وہ دونوں اس کے بولنے کے منتظر تھے

بھائی عاریہ اور حاشر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد وہ انہیں ساری کاروائی سنا چکا تھا جو بات حاشر اور عاریہ کے درمیان ہوئی تھیں اور جو بات ایمان اور اس کے درمیان رات کو ہوئی تھی وہ سب ان کے گوش گزار گیا

جانتا تھا جانتا تھا میں یہ کوئی ایسی ہی حرکت کرے گا۔۔۔۔۔۔ سعد اچھا خاصا بوکھلایا

تھا لیکن حیدر کچھ نہ بولا تھا اس کے ماتھے پر بل آئے تھے

میں بہت پریشان ہوں اور ایمان بھی بہت زیادہ پریشان ہیں ان دونوں کو لے کر جو بھی تھا انہیں اپنی دوستی خراب نہیں کرنی چاہیے تھی وہ تاسف سے بولا تھا

دوستی جائے بھاڑ میں حیدر غصے سے بولا تھا

میری ناک کے نیچے یہ دونوں یہ گل کھلاتے رہے اور مجھے پتا بھی نہیں چلا
وہ بولا تو اسکے لہجے میں غصہ عیاں تھا

سعد اور حنان تو اس کا ری ئیکشن دیکھ کر پریشان تھے

ریلیکس بھائی آپ اس طرح ری ئیکٹ کیوں کر رہے ہیں

تو اور کیا کروں ہاں مجھے دونوں سے کم از کم اس بات کی امید نہیں تھی پہلی
بات تو یہ ہے کہ انہیں اس حد تک جانا ہی نہیں چاہیے تھا

لیکن بھائی اس میں ان دونوں کا کوئی اختیار نہیں تھا انہوں نے کچھ غلط تو نہیں کیا نا بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔حنان نے اسے سمجھانا چاہا

بلکہ انہوں نے تو اپنے راستے بھی الگ کر لیے ہیں وہ دل پر پتھر رکھ کر بولا تھا۔۔۔

کیا خاک راستے لگ کر دیے ہیں اس طرح راستے الگ ہوتے ہیں دونوں تکلیف میں ہیں نہ دونوں ایک دوسرے سے بات کریں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کے بغیر رہ پائیں گے۔۔۔۔۔اب کی بار سعد بولا تھا

حیدر کا غصہ جائز تھا۔۔۔۔۔۔اگر ایسی کوئی بات تھی تو دونوں کو چاہیے تھا کہ ہم سے آکر شیئر کریں حیدر کے کہنے پر حنان نے اسے حیرت سے دیکھا تھا

بھائی کیا ہو گیا اپ کو ایسی باتیں بہنیں اپنے بھائیوں سے شیئر نہیں کرتی مجھے بھی بالکل نہیں پتا چلنا تھا اگر مجھے ایمان نہ بتاتی تو

عاریہ کیا کہتی آپکو کہ بھائی مجھے حاشر سے شادی کرنی ہے وہ لڑکی ہے بھائی حنان اس کے رئیکٹ پر حیران تھا

اور حاشر بھی آپکو کچھ نہیں کہہ سکتا نا نہ مجھے۔۔۔۔۔۔۔اسے ڈر تھا کہ ہم یہ نا کہیں کہ دو دفعہ اسنے ہماری بہن کی حفاظت کیا کر لی سر پر چڑھ گیا

حنان اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں جانتا ہوں حنان کے لڑکیاں ایسی باتیں اپنے بھائیوں سے نہیں کہہ سکتی لیکن ہم نے کبھی اس کو بھائی بن کر نہیں بلکہ باپ بن کر پالا ہے

بلکہ باپ کو تم ایک طرف رکھو ہم نے ہمیشہ اپنی بہنوں کو اپنا دوست بنایا ہے اپنی ہر بات ان سے شیئر کی ہے بچپن سے وہ اپنی ہر بات سب سے پہلے ہمیں آکر بتاتی ہیں اور انہوں نے یہ بات چھپائی ہی کیوں۔۔۔۔۔حیدر بھی نہ عجیب باتیں کر رہا تھا

کیا عجیب باتیں کر رہے ہیں آپ بھائی یہ تو خواہ مخواہ آپ معاملے کو طول دے رہے ہیں

بھائی کوئی بھی لڑکی چاہے اس کے بھائی ہوں اسکا باپ ہو یا اس کا دوست ہو وہ ایسی بات کبھی بھی گھر کے مرد سے نہیں کرے گی یہاں تک کہ ماں سے بھی ایسی بات کرتے ہوئے لڑکیاں ڈرتی ہیں

حنان اچھا خاصا جھنجھلایا تھا

چلو ٹھیک ہے میں سمجھ سکتا ہوں عاریہ مجھ سے نہیں کہہ سکتی تھی لیکن حاشر کو چاہیے تھا کہ تمہیں بتاتا

سعد کو بتاتا مجھے بتاتا یوں خواہ مخواہ خود کو اور میری بہن کو تکلیف دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔۔۔

حیدر کی سوئی اسی بات پر اٹکی تھی

اچھا بھائی ریلیکس میں آپ کو اس لیے نہیں بتانے آیا کہ آپ معاملے کو بگاڑیں بلکہ میں آپ کو اس لیے بتانا آیا ہوں کہ آپ اس بکھرے معاملے کو سلجھائیں

حنان نے اصل مدعا پیش کیا تھا۔۔۔

حنان صحیح کہہ رہا ہے حیدر تُمہیں اتنا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بچے ہیں دونوں اور نہ ہی انہوں نے کوئی غلط
کام کیا ہے صحیح کہہ رہا ہے حنان تمہیں اس معاملے کو سلجھانا چاہیے نہ کہ اپنے غصے سے اس معاملے کو ہوا دینی چاہیے

سعد کے کہنے پر وہ تھوڑا ریلیکس ہوا تھا۔۔

اچھا میں سوچتا ہوں دیکھتا ہوں کہ کیا کرنا ہے

وہ ریلیکس انداز میں بولا تھا جب

اچانک سعد کے فون کی گھنٹی بجتی ہے وہ جیسے ہی موبائل پاکٹ سے نکالتا ہے تو سامنے ان نان نمبر سے کال آرہی ہوتی ہے

ایک دفعہ تو اس نے سوچا کہ سیریس معاملے پر بات چل رہی ہے تو وہ کال کٹ کر دے

.... لیکن پھر نا جانے کیا سوچتے اس نے کال اٹھائی تھی

❤️❤️❤️

فٹ پاتھ پر وہ نظریں اور سر جھکائے چلتا جا رہا تھا مسلسل آدھے گھنٹے سے وہ چلتا جا رہا

تھا اس کے دھیمے دھیمے قدم رکے نہیں تھے

بھاری ہوتے قدموں اور بھاری دل کے ساتھ وہ یوں ہی چلتا رہا۔۔۔۔۔۔

سورج سر پر آگ برسا رہا تھا
مگر کسے پرواہ تھی۔۔۔

اسے پرواہ تھی تو صرف اور صرف اپنی عاریہ کی وہ تکلیف میں تھی
وہ خود بھی تکلیف میں تھا وہ یوں ہی سر جھکائے چلتا جا رہا تھا جب اچانک وہ فٹ پاتھ سے نیچے اترا تھا

جیسے ہی وہ فٹ پاتھ سے نیچے اترا تھا ایک تیز رفتار گاڑی زور سے اس کے ساتھ ٹکرائی تھی اور اس اکتفا میں وہ اچھل کر دور گرا تھا

وہ گاڑی اسے گراتی تن فن کرتی آگے نکل گئی جبکہ کے بیچ و بیچ خون سے لت پت وہ اوندھے منہ پڑا تھا

اس کا سخت قسم کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا ماتھے سے خون بہہ رہا تھا

اب لوگوں کو ہجوم اسکے گرد جمع ہو چکا تھا

لوگوں نے اسے سیدھا کیا تو دیکھا کہ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا
بہت جگہوں پر چوٹیں آئی تھیں

۔خون بہہ رہا ہے اور وہ نیم بے ہوش سا ہے اور اس کے لبوں سے آخری لفظ ادا ہوا تھا

"وہ تھا" عاریہ

اور اس کے بعد وہ حوش و حواس سے بیگانہ ہوا تھا

.....

اتنا سننا تھا کہ سعد کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گرا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا سعد۔۔۔۔۔۔حنان اور حیدر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

ح۔۔۔۔حاشر۔۔۔۔کا۔۔۔۔ایکسیڈنٹ۔۔۔۔۔اتنا کہنا تھا کہ وہ بھاگتا ہوا آفس سے باہر نکلا تھا

حنان تم تینوں بچیوں کو یونیورسٹی سے لے آؤ عاریہ اور آئزل کو گھر پہنچاؤ اور ایمان کو ثمینہ آنٹی کے پاس

اور ہاں عاریہ کو کچھ مت بتانا ایمان کو چاہو تو بتانا دینا وہ سٹرانگ گرل ہے

۔۔

میں سعد کے ساتھ جاتا ہوں

یہ کام کرنے کے بعد تم بھی فوراً ہاسپٹل پہنچو۔

حنان کو کہتا وہ بھی سعد کے پیچھے بھاگا تھا جب کہ حنان اب یونیورسٹی کی طرف چل دیا تھا

❤️🔥❤️🔥

دو سو بیس کی سپیڈ سے وہ گاڑی چلاتا یونیورسٹی پہنچا تھا
ایمان آئزل اور عاریہ پریشان تھی کہ انہیں لینے کیوں آیا ہے
جلدی سے بیٹھیں گاڑی میں آپ تینوں کو میں گھر ڈراپ کر دیتا ہوں

حاشر بھائی کہاں ہیں ایمان نے سوال کیا تھا

وہ کسی کام سے گیا ہے ایمان مجھے بتا کر گیا ہے اسے نے مجھے کہا ہے کہ
تمہیں گھر ڈراپ کر دوں وہ تینوں حیرت کے مارے گاڑی میں بیٹھی تھیں

آئزل حنان کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی تھی جبکہ عاریہ اور ایمان بیک
سیٹ پر بیٹھی تھیں

بھائی آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟؟؟عاریہ کو وہ پریشان لگا تھا اس لیے اس نے پوچھا تھا

نہیں بچے میں نے کیوں پریشان ہونا ہے وہ بات کو ٹال گیا تھا

ان دونوں کو گھر چھوڑ کے اب وہ واپس اپنی گاڑی کی جانب آیا تھے ایمان وہیں گاڑی میں بیٹھی تھی وہ اس کے گھر کے راستے گاڑی دوڑا لے گیا

وہ جیسے ہی تھوڑا آگے بڑھے اس نے ایمان کو پکارا تھا

!ایمان۔۔۔۔

جی۔۔۔!ایمان اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی

ایمان تمہیں کچھ بتانا ہے لیکن تمہیں حوصلے اور ہمت سے سننا ہو گا

کیا بات ہے وہ پریشان ہوئی تھی

میں بتاتا ہوں لیکن تم نے پریشان نہیں ہونا میں پھر سے کہہ رہا ہوں کہ حوصلے سے کام لینا ہے

اور آنٹی کو بھی ہمت اور حوصلہ دینا ہے وہ اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

آخر ہوا کیا ہے آپ مجھے بتا کیوں نہیں رہے وہ غصے سے بولی تھی

ایمان حاشر کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اتنا سننا ہی تھا کہ ایمان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

کیا ہوا بھائی کو۔۔ میرے بھائی کدھر ہیں، بھائی کا کیسے ایکسیڈنٹ ہوا، کہاں ہے بھائی بھائی ٹھیک تو ہے نا،،، وہ ایک ہی سانس میں اتنے سارے سوال کر گئی تھی اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں

ریلیکس ایمان سعد اور حیدر بھائی ہاسپٹل پہنچ چکے ہیں میں بھی ابھی وہیں جارہا ہوں تم گھر جاؤ اگر تو آنٹی کو نہیں پتہ تو اُنہیں کچھ نہ بتانا میں ہاسپٹل پہنچ کر خیر خیریت لے کر میں تمہیں کال کر دوں گا

جبکہ ایمان نے تو کچھ بھی نہ کہا تھا وہ یونہیں کھڑکی سے باہر دیکھتی بار بار اپنے آنسوؤں کو صاف کرتی

بھائی نے اپنا دھیان نہیں رکھا ہو گا نا مجھے پتا ہے بھائی پریشان تھے بہت زیادہ پریشان تھے اس لیے ان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے

وہ بے دردی سے اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کرتی حنان سے کہنے لگی

میں جانتا ہوں ایمان کہ اسے کیا چیز تکلیف دے رہی ہے اور تم فکر مت کرو میں ہوں میں حیدر بھائی اور سعد بھائی ہم مل کر حاشر کی ٹھیک ہونے کے بعد سارا معاملہ سلجھا لیں گے

میں اب مزید ان دونوں کو تکلیف میں نہیں رکھوں گا۔۔۔۔۔وہ اسے پیار سے سمجھا دیا تھا وہ سمجھ سکتا تھا کہ اس وقت ایمان کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی

مجھے بھائی کے پاس جانا ہے آپ مجھے ہاسپٹل لے چلیں مجھے گھر نہیں جانا ۔۔۔اس نے روتے ہوئے کہا تھا

تم پاگل تو نہیں ہو گئی ہو میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں کہ

ثمینہ آنٹی کو کچھ بھی نہیں پتا تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں کے پاس رہو ہم تینوں ہیں وہاں تم اکیلی لڑکی وہاں کیا کرو گی جیسے ہی کچھ خبر ملتی ہے میں تمہیں کال کر دوں گا اور بلکہ میں خود تمہیں لینے آؤں گا

اور آنٹی کو بھی وہ اسے سمجھا رہا تھا

وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

اگلے آدھے گھنٹے تک اس کے گھر کے سامنے اس نے گاڑی روکی تو ایمان دروازہ کھولتی باہر نکلی تھی

بات سنیں ایمان اگر آنٹی حاشر کا پوچھیں تو انہیں کہہ دینا کہ وہ یونیورسٹی میں ہی ہے میرے لیکچر ختم ہو گئے تھے تو اس لیے تم گھر چلی آئی ٹھیک ہے نا

اثبات میں سر ہلاتی وہ دروازہ کھولتی اندر چلی گئی سامنے ہی ثمینہ بیگم کھڑی تھی اسے آتا دیکھ وہ حیران ہوئی تھیں

اتنی جلدی آگئی بیٹا آپ۔۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اس سے پوچھا تھا

جی ماما میں آگئی ہوں عاریہ لوگ گھر جا رہے تھے تو حنان سر نے مجھے بھی ڈراپ کر دیا یہاں دراصل ہمارے لیکچرز ختم ہو گئے تھے

تو میں نے کہا کہ کام میں آپ کا ہاتھ بٹا لوں کاموں میں

مشکل سے اپنی آنکھوں کے نمی کو پیچھے دھکیلتی اپنی لہجے کو نارمل رکھتی وہ ان سے بات کر رہی تھی

یہ بہت اچھا کیا بیٹا آپ آگئیں آپ فریش ہو جاؤ میں کھانا لگا دیتی ہوں اس کے بعد پھر کوئی کام ہوا تو مل کے کر لیں گے ٹھیک ہے نا وہ اسے پیار سے دیکھتی کچن میں چلی گئیں

تو وہ بھی اپنے روم میں آئی تھی روم میں آتے ہی اسکے آنسو بند توڑتے باہر آئے تھے

یا اللہ بھائی کو کیا ہو گیا ہے میرے بھائی کو جلدی سے ٹھیک کر دیں انکی ساری پریشانیاں دور کر دیں انہیں کچھ بھی نہ ہو وہ روتے ہوئے دعا کرنے لگی

اسے چھوڑتا حنان سیدھا ہاسپٹل کی جانب بڑھا تھا ہاسپٹل پہنچتے ہی اسے حیدر اور سعد سامنے دکھائے دے گئے تھے

وہ بھاگ کر ان کے پاس پہنچا تھا

دروازہ بند تھا اور آپریشن تھیٹر کی لائٹ جل رہی تھی

کیا ہوا بھائی حاشر ٹھیک تو ہے نا؟؟؟

ان کے قریب پہنچتے ہی اس نے پوچھا تھا

ہاں ٹھیک ہے بس حیدر بینچ پر بیٹھا تھا جب کہ سعد تو یو نہیں آپریشن تھیٹر کے دروازے کے ساتھ لگا بالکل خاموش اور اداس کھڑا تھا

بہت زیادہ چوٹیں آئی ہیں حاشر کو اور اس کے سر پر بہت زیادہ گہری چوٹ لگی ہے بہت زیادہ خون بہہ چکا ہے آپریشن جاری ہے ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ بس دعا کریں یہ۔۔۔

حنان نے کن نظروں سے آپریشن تھیٹر کی جلتی لائٹ کو دیکھا تھا

اچانک کیا ہو گیا ہے بھائی پتہ نہیں وہ خود بھی پریشان ہوا تھا

صبر کریں سعد بھائی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا وہ اب حیدر کے پاس سے اٹھتا سعد کی جانب بڑھتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے دلاسہ دینے لگا تھا

نہیں حنان۔۔۔۔میرا بھائی اتنی تکلیف میں تھا میں کیوں جان نہیں پایا

حنان کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتا وہ نم لہجے میں بولا تھا

میں سمجھ ہی نہیں پایا۔۔۔کیسا بھائی ہوں میں میرا چھوٹا بھائی اتنی تکلیف

میں تھا اور میں سمجھ ہی نہیں پایا۔۔۔

سب میری غلطی ہی اگر میں اسکی تکلیف پہچان پاتا تو آج وہ اس حال میں نہ

ہوتا

وہ بار بار یہی جملہ دہرائے جا رہا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی تکلیف سمجھ ہی نہیں

پایا وہ رو رہا تھا اسکا بھائی آج زندگی اور موت کے درمیان لٹک رہا تھا

۔۔۔کاش وہ اسکی تکلیف سمجھ پاتا بس یہی ملال لیے وہ آپریشن تھیٹر کے

دروازے سے سر ٹکائے کھڑا تھا

نہیں سعد تم خود کو قصوروار مت ٹھہراؤ

دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ

تم ایسے ہمت مت ہارو ابھی تو تمہیں ثمینہ آنٹی کو بھی سنبھالنا ہے۔
حیدر نے اسے وہاں سے ہٹا کر بینچ پر بٹھانا چاہا مگر وہ وہیں کھڑا رہا۔۔۔

ماما۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان کہاں ہے۔۔؟! حنان ایمان کہاں ہے؟؟؟
حیدر کے کہنے پر اسے ایمان اور ثمینہ بیگم کا خیال آیا
ہم نے کسی کو کچھ نہیں بتایا سعد بھائی بس ایمان کو پتا ہے ثمینہ آنٹی کو نہیں پتا
جیسے ہی حاشر کو روم میں شفٹ کریں گے میں خود لے کر آؤں گا انہیں
حنان نے اسے بتایا تھا۔

اور عاریہ؟؟ سعد نے سوال کیا۔۔۔
عاریہ کو کچھ نہیں بتایا وہ پریشان ہو جاتی۔ حنان سر جھکائے بولا تھا۔۔

واہ۔۔۔ تمہاری بہن پریشان ہو جاتی ہو اور میری بہن کے سر پر جو تم نے بمب پھوڑا ہے اس کا کیا

؟؟اسے بتا دیا۔

تمہاری بہن پریشان نہ ہو میری بہن جائے بھاڑ میں۔۔

سعد نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا

بے اختیار حنان کو ایمان کی آنسوؤں بھری آنکھیں یاد آئیں۔۔۔وہ پریشان ہوا

حنان نے تاسف سے حیدر کو دیکھا تھا

کیونکہ حیدر نے ہی تو اسے کہا تھا کہ ایمان کو بتا دینا وہ اسٹرانگ گرل ہے

۔۔۔

یونہیں اسے گھوری سے نوازے سعد موبائل سے ایمان کا نمبر ڈال کرتے فون کان سے لگا گیا۔

دوسری بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔۔۔
بھائی۔۔۔ایمان کی سسکتی ہوئی آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔

صبر میری جان کچھ بھی نہیں ہوگا ہمارا بھائی ٹھیک ہو جائے گا تم نے پریشان بالکل بھی نہیں ہونا ٹھیک ہے

خود کو رونے سے بعض رکھتے ہوئے وہ اسے پیار سے سمجھانے لگا۔
اب بھائی کیسے ہیں؟؟

ایمان نے پوچھا تھا۔۔۔!! وہ مسلسل رو رہی تھی۔

آپریشن چل رہا ہے جیسے ہی ڈاکٹرز باہر آئیں گے حاشر کو روم میں شفٹ کر دیں گے میں تمہیں خود لینے آؤں گا ٹھیک ہے نا اب رونا نہیں ہے بالکل بھی نہیں رونا

پریشان نہیں ہونا۔۔۔

حیدر اور حنان سے اسکی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی حیدر نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا جسے سعد نے بری طرح جھٹک دیا تھا۔۔۔

بے اختیار اسے شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔۔

باہر والوں کی یہ حالت تھی تو اندر جو زندگی اور موت کی بازی لڑ رہا ہے اسکی کیا حالت ہو گی

ہاسپٹل کے بیڈ پر ہوش وہ حواس سے بیگانہ پڑا زندگی اور موت کی بازی لڑ رہا تھا

آنکھیں ایسے موندیں تھیں جیسے صدیوں کی تھکن اتار رہا ہو۔

چہرے پر آئی خراشیں۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹرز کا عملہ اسکے اوپر اسکا سر کھولے کھڑا تھا

سب ہی اپنی بھرپور کوشش کر رہے تھے اس آپریشن کو کامیاب بنا سکیں

ٹرے میں نرس مختلف اوزار لیے کھڑی تھی

ہر دس منٹ بعد اسے ایک انجیکشن دیا جاتا

آکسیجن لگائے وہ ان سب سے بے خبر بے ہوش پڑا تھا جو اسکے ساتھ ہو رہا تھا

نرس کبھی آکسیجن ماکس چیک کرتی تو کبھی اسکے چہرے پر درست کرتی

بازوؤں پر آئی خراشوں کو اور زخموں پر پٹی لگا دی گئی تھی۔۔

درد نہ ہونے کا انجیکشن اسے تین سے چار لگے تھے
اور دو بے ہوشی کے انجیکشن۔
دائیں پاؤں پر بھی پٹی باندھی گئی تھی۔اور کوشش کی جارہی تھی کہ وہ
پاؤں کو حرکت نہ دے۔
مگر وہ تو بے ہوش تھا۔۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا۔۔۔۔اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا
۔۔
وہ خود کو خلاء میں محسوس کر رہا تھا۔۔
دل و دماغ بالکل ماؤف ہو چکے تھے۔۔۔

❤️❤️❤️

ایمان میرا دل گھبرا رہا ہے بچے پتا نہیں کیوں

جب سے ایمان گھر آئی تھی انکا دل بے چین تھا

اب آخر انہوں نے اپنی بے چینی کا اظہار ایمان کے سامنے کر ہی دیا تھا

وہ ماں تھیں انکے بچے تکلیف میں تھے انہیں کیسے نہ بے چینی ہوتی

کیوں کیا ہوا ماما۔۔ایمان نے اپنے نم لہجے کو نارمل کرتے پوچھا تھا

پتا نہیں بیٹا عجیب سی بے چینی ہے۔۔۔وہ پھر سے گویا ہوئی تھیں۔۔

ارے نہیں ماما آپ کچن میں تھیں نا تو کچن میں گرمی جو ہوتی ہے اس لیے

بس آپ تھوڑا گھبرا گئی ہونگی۔۔۔

آپ بیٹھے میں آپکے لیے ٹھنڈا سا جوس لاتی ہے میں نے ٹک ٹاک سے نئی

ٹرک سیکھی ہے ٹرائے کرتی ہوں۔

وہ ہنستے ہوئے بتانے لگی۔

ایمان انہیں وہیں بٹھاتی کچن میں گئی تھی ثمینہ بیگم کے لیے جوس لینے۔
کچن میں آتے ہی پھر سے اسکی کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔
میں جانتی ہوں ماما یہ آپ کو کیسی بے چینی ہے لیکن میں کیا کروں میں
آپ کو نہیں بتا سکتی وہ دل ہی دل میں ثمینہ بیگم سے مخاطب تھی

صرف ایک ہی دل بے چین نہیں تھا بلکہ نہ جانے کتنے ہی دل بے چین
تھے یہاں سے ہٹ کر دوسری طرف دیکھا جائے تو
وہ کب سے اپنے لان میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی اضطراب کی
کیفیت میں وہ کبھی یہاں جاتی تو کبھی وہاں
جبکہ لان کی کرسیوں پر بیٹھی آئزل اس کی کاروائی خاموشی سے دیکھ رہی
تھی

مسلسل عاریہ کو ٹہلتا دیکھ آخر وہ بول ہی پڑی تھی

کیا ہوا ہے آپی آئزل نے اسے پکارا تھا

وہ جھٹ سے اسکے پاس آئی تھی

آئزل پتا نہیں کیوں عجیب سی بے چینی ہے۔

ایسے جیسے کچھ ہوا ہے کچھ بہت برا یار

وہ بے چین ہوتی اسے بتانے لگی

عاریہ کو حیرت ہوئی ہے اسے ہو کیا گیا ہے۔

ایسا لگتا ہے آئزل جیسے میرا کوئی بہت ہی اپنا تکلیف میں ہو میرا دل گھٹ سا رہا ہے۔۔۔

وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی بولی تھی۔

دوستی میں الہام ہوتے ہیں... محبت کے الہام

کچھ نہیں ہوا آپی ضرور آپ نے پھر سے بھیا کا کوئی ناول پڑھ لیا ہو گا اور ادھورا چھوڑا ہو گا
آپکو تجسس بے چین کر رہا ہے کہ آگے کیا ہو گا

جا کر پڑھ لیں۔۔۔۔۔۔۔آئزل نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔
ہاں شاید سہی کہہ رہی ہو تم۔۔۔میں پڑھتی ہوں۔

وہ ناول لینے اندر کی جانب بڑھی تھی جبکہ آئزل تاسف سے سر ہلا گئ



گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے اور کھلا سا ٹراؤزر پہنے دوپٹہ کندھے پر لٹکائے
بالوں کا جوڑا بناتی وہ سیڑھیاں اترتی کچن میں داخل ہوئی تھی
اسے دیکھتے ہی ساری میڈز نے اپنا سر جھکا لیا تھا
کنیز کے علاوہ سب یہاں سے چلی جائیں ایک میڈ کو وہیں رکنے کا کہہ کر وہ
باقی سب کو باہر جانے کا کہتی ہے۔
کنیز آج میں خود کچھ اچھا سا بنانا چاہتی ہوں کافی عرصے سے میں نے چولہا
تک نہیں جلایا مجھے لگتا ہے میں سب کچھ بھول گئی ہوں
فرج سے پانی کی بوٹل نکالتی وہ ٹیبل تک آئی تھی
بوٹل سے پانی گلاس میں انڈیلتی وہ کرسی دھکیلتی اس پر بیٹھتی پانی پینے لگی
تھی

کنیز خاموشی سے سن رہی تھی وہ حیران تھی کہ آج زائشہ کا لہجہ اتنا نرم کیوں۔۔۔

بتاؤ کیا بناؤں۔۔۔جو بابا بھی کھالیں آنے والے ہونگے وہ بھی دو گھنٹے تک
پانی کا گلاس واپس ٹیبل پر رکھتی وہ گویا ہوئی۔۔۔
جوڑے سے نکلتے بالوں کو دوبارہ سے جوڑے میں اڑستے وہ کنیز کی جانب دیکھتی ہے

اسکے دیکھتے ہی کنیز سٹپٹا جاتی ہے۔۔
وہ تو ڈر کے مارے اتنا بھی نہیں کہ سکتی کہ مرزا صاحب تو شہر سے باہر گئے ہیں تین دن کے لیے

بتاؤ کیا بناؤں؟؟زائشہ نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا تھا

میڈم صاحبہ جی میں تو کہتی ہوں بریانی بنالیں اور ساتھ کچھ میٹھا بھی
کنیز نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا

ہاں یہی بنالیتی ہوں لیکن مجھے لگتا ہے میں بریانی بنانا بھول گئی ہوں لیکن
کوئی بات نہیں تم ہو نا میری مدد کے لیے۔

وہ اٹھتی ہوئی چولہے کی جانب آئی تھی ماچس اٹھا کر اس نے تیلی جلائی تھی
--
کنیز آگے بڑھی تھی۔۔۔۔کہ وہ چولہا جلادے مگر زائشہ نے اسے ہاتھ
سے روک دیا تھا

تم کروگی نا میری مدد؟؟زائشہ نے دوبارہ سے پوچھا تھی
جی میڈم صاحبہ۔۔۔وہ ہلا۔گئ

زائشہ نے چولہے کا بٹن دبایا مگر ہاتھ میں جلتی تیلی سے آگ نہیں جلائی۔
کنیز دیکھ سکتی تھی کہ آگے بڑھتی زائشہ نے گیس کا پائپ چولہے سے اتار دیا تھا

ایک دم گیس خارج ہونے لگی اور گیس کی بدبو کچن میں اس طرح پھیلی کہ سانس لینا بھی دوبھر ہو گیا۔۔۔
مگر وہ نارمل سی کھڑی تھی۔

اگلے ہی لمحے زائشہ نے جلتی تیلی چولہے پر پھینکی اک دم آگ بھڑک اٹھی آگ کے اونچے اونچے شعلے بھڑکنے لگے۔۔

تم بہت پرانی میڈ ہو کنیز میری ماں کے زمانے کی

بہت ایماندار

مگر ایماندار لوگ جب بے ایمانی پر اتر آئیں تو ان کے لیے زائشہ مرزا کی ڈوز لیناضروری ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

یہی وہ جگہ تھی نا۔۔۔۔۔اور یہی وہ آگ تھی

یاد کرو کنیز یاد کرو۔۔۔۔

بھڑکتی آگ کو یک ٹک دیکھتی وہ بول رہی تھی

جبکہ کنیز کے تو پسینے چھوٹے تھے۔

یہ تھا میرا پہلا بدلہ۔۔۔۔اب تم اس گرم آگ میں جلو گی اور میرے دل کو ٹھنڈک پہنچے گی۔۔۔۔۔

آگ کے شعلے اب بڑھتے جا رہے تھے۔

اسکی لپیٹ میں آتیں مختلف چیزیں جل کر خاک ہو چکی تھیں

نہیں بی بی کی ایسامت کریں

ایسامت کریں میڈم۔۔۔۔

میں جانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوگئی۔

کنیز اب اسکے قدموں میں گری تھی

مگر وہ بے رحم تھی اسکے ساتھ رحم نہیں کیا گیا تھا تو وہ کیوں دوسروں کے ساتھ رحم کرتی

ذمانے نے اسے جس رنگ میں ڈھالا تھا وہ ڈھل گئی تھی

اور اب وہی رنگ ان ذمانے والوں کی آنکھوں میں چبھنے لگا تھا۔۔

میں یہاں سے بہت دور چلی جاؤں گی میڈم آپکو کبھی دکھائی نہیں دونگی

۔۔۔۔معاف کردیں۔

میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔

وہ مسلسل اسکے قدموں میں گرتی فریاد کر رہی تھی۔
میں بھی چھوٹی تھی کنیز۔۔۔۔۔
وہ ہنسی تھی۔۔۔کنیز کا دل دھک سارہ گیا

اسے اپنے سارے گناہ آج یاد آرہے تھے۔
موت سے پہلے گناہ اور مشکل کے وقت خدا سب کو یاد آجاتا ہے۔۔

میں تمہیں دور ہی تو بھیج رہی ہوں کنیز بہت دور اس جہاں سے بھی دور
۔۔کیونکہ تم اسی لائق ہو۔۔
اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر رسید کرتی وہ باہر نکلی تھی
کچن کے دروازے کو اسنے لاک کیا تھا

اندر اب آگ ساری کچن کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی
کنیز کے جسم پر انگاروں کی مانند آگ نے برسنا شروع کیا

کوئ بھی تالا کھولنے کی ہمت نہ کرے ورنہ اگلی باری اس کی ہو گی۔
باہر کھڑے سب نوکروں کی پلٹون کو وارن کرتی وہ سیڑھیاں چڑھتی اوپر جاتی رہی تھی
کنیز کی دلخراش چینچیں سب کے دل دہلا رہی تھیں
مگر کسی کی اتنی ہمت نہی تھی کہ دروزے کے قریب بھٹک بھی سکے۔۔

عرش دہلا دینے والی اس کی چینخیں زائشہ کے کانوں میں پڑی تھیں۔۔۔
مگر وہ زیر لب مسکراتی اپنے روم میں آئی تھی
اسکے روم میں آتے ہی چیخوں کی آوازیں اس تک آنا بند ہوئی تھیں۔۔

بے اختیار اسنے دل پر ہاتھ رکھے اک ٹھنڈی سانس خارج کی تھی
اور سائڈ ٹیبل پر پڑے انویلپ سے حیدر کی تصویر نکالے اسے دیکھتی چلی گئی۔

❤️❤️❤️

سعد نے اسکے بعد حیدر اور حنان سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

حیدر اسے کہتا رہا تھا بیٹھ جاؤ پانی پی لو۔
مگر اس نے ایک بات نا مانی یو نہیں دروازہ کھلنے کے انتظار میں کھڑا رہا
اور انتظار تو ہمیشہ طویل ہوتا ہے

آپریشن تھیٹر کی لائٹ بجھی تھی دل زور سے دھڑکے تھے۔
حنان اور حیدر نے سر اٹھا کر دیکھا

بے صبری سے سعد نے دروازے کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

اتنے میں ڈاکٹرز باہر آتے ہیں وہ تینوں انکی جانب لپکے تھے

ڈاکٹر میرا بھائی؟؟؟

سعد کے پوچھنے پر ڈاکٹر مسکرایا تھا

ہی از آؤٹ آف ڈینجر۔۔۔۔اور سعد کو لگا تھا کہ اسکا بے جان دل پھر سے دھڑکنے لگا ہو

کیا ہم مل سکتے ہیں؟؟

ابھی ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ مل لیجئے گا۔۔

میں ایمان کو بتاتا ہوں۔۔۔

حنان نے کہا تو سعد نے اثبات میں سر ہلایا تھا

حیدر آگے بڑھا تو دونوں بغلگیر ہوئے تھے
سعد کی چند لمحے پہلے کی ناراضگی ہوا ہوئی تھی۔۔۔۔

حنان کی کال آئی تو ایمان دھڑکتے دل کے ساتھ فون کی جانب لپکی تھی۔
دودھ کا گلاس لیے ایمان کی جانب آتیں ثمینہ بیگم نے اسکی یہ حرکت کن آنکھوں سے نوٹ کی تھیں

ایمان آپریشن کامیاب رہا ڈاکٹرز حاشر کو اپنے روم میں شفٹ کرنے لگے ہیں حاشر اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔۔
حنان نے بتایا تو بے اختیار وہ دل پر ہاتھ رکھتی سرد آہ خارج کر گئی۔۔

الحمدللہ۔۔۔۔شکر ہے بھائی اب ٹھیک ہیں۔۔۔۔اور اسی لمحے ثمینہ بیگم کے ہاتھوں سے گلاس چھوٹ کر گرتا چکنا چور ہوا تھا

ایمان جھٹ سے پیچھے مڑی تھی

ماما۔۔۔۔۔موبائل بیڈ پر پھینکتی ثمینہ بیگم کی جانب بھاگی تھی۔۔۔۔
حنان نے اسکی آواز واضح سنی تھی

مجھے لگتا ہے ثمینہ آنٹی نے ہماری باتیں سن لی ہیں
میں جارہا ہوں انہیں لینے۔۔۔۔۔وہ بھاگتے ہوئے گاڑی کی جانب آیا تھا
اور گاڑی میں بیٹھنا زن سے گاڑی سعد کے گھر کے راستے بھگا لے گیا

سعد پریشان ہوا تھا۔

ریلیکس سعد۔۔۔۔۔حنان گیا ہے نا۔۔۔۔۔

حیدر نے اسے تسلی دی

ڈاکٹرز حاشر کو روم میں شفٹ کر چکے تھے۔سعد اس سے ملنے گیا جبکہ حیدر ہاسپٹل کی کچھ فارمیلیٹیز پوری کرنے گیا تھا

کیا ہوا۔۔۔ایمان مجھے بتاؤ کیا ہوا میرے بچے کہاں ہے۔۔۔

ماما حاشر بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔

ایمان نے انہیں سنبھالتے ہوئے بیڈ پر بٹھاتے انہیں بتایا تھا

یا خدایا۔۔۔وہ روتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ گئیں

آپ فکر مت کریں ماما بھائی بالکل ٹھیک ہیں سعد بھائی حیدر بھائی اور حنان سر ان کے پاس ہیں

ابھی حنان کی کال آئی ہے بھائی بالکل ٹھیک ہیں۔۔

مجھے میرے بچے کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔سعد کو کال کر و لے جائے مجھے۔۔۔۔

میں کہتی ہوں ماما آپ پریشان نہ ہوں ہم جاتے ہیں ابھی جائیں گے۔۔

وہ ابھی سعد کو کال کرنے ہی لگی تھی کہ کار کے ہارن پر رکی تھی

وہ اس ہارن کو پہچانتی تھی اور اگلے ہی لمحے حنان ناک کرتا اندر داخل ہوا تھا

وہ تو اسے دیکھ سکتے میں آئی تھی۔

آنٹی۔۔۔۔وہ ثمینہ بیگم کی جانب بڑھا۔۔۔۔

حنان مجھے میرے بچے کے پاس لے چلو۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

جی آنٹی میں لینے آیا ہوں۔۔۔آپکو ہی لینے آیا ہوں چلیں۔

ایمان چادر کرو اور آنٹی کو باہر لاؤ میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں

ایمان کو کہتا وہ باہر کی جانب بڑھا تھا

اسکے جاتے ہی پانچ منٹ بعد وہ دونوں باہر آئی تھیں

انکے گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ زن سے گاڑی ہاسپٹل کے رستے بھگا لے گیا

❤️🔥❤️🔥

آدھے گھنٹے میں وہ ہاسپٹل پہنچے تھے

ثمینہ بیگم تو دوڑی چلی آئی تھیں حنان انہیں روم میں لے آیا تھا جہاں حاشر ہوش میں تو آچکا تھا مگر ابھی سو رہا تھا سعد اس کے سرہانے کھڑا تھا
میرا بچہ ثمینہ بیگم بھاگتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی تھیں

حاشر کو ابھی بھی ڈرپ لگی ہوئی تھی ماتھے اور پاؤں پر اور بازو کے مختلف حصوں پر پٹیاں دیکھ کر ان کا دل تڑپ اٹھا تھا
چہرے پر بھی خراشیں آئی ہوئی تھیں

سعد نے انہیں تھاما تھا۔۔۔۔۔۔۔میرا بچہ ثمینہ بیگم دیوانہ وار اسے چومے ہی چلی جا رہی تھی حاشر نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھی مگر اس نے پھر سے آنکھیں بند کر لی تھیں بار بار اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتا

۔۔۔۔۔وہ جان چکا تھا کہ ثمینہ بیگم آئی ہیں اسنے دوبارہ سے آنکھیں کھولیں تھیں اور اس بار وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوا تھا اس نے اپنی پوری آنکھیں کھولی تھیں

ثمینہ بیگم کو دیکھتا وہ درد بھری مسکراہٹ چہرے پر لائے انکی جانب ہاتھ بڑھا گیا تھا

ثمینہ بیگم نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما اور اس پر بوسہ دیا

ماما۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے انہیں پکارا تھا

جی میرے بچے میری جان کیا ہو گیا آپ کو یہ کیا کر لیا ہے حاشر بیٹا آپ نے اپنے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

ثمینہ بیگم مسلسل رو بھی رہی تھیں کبھی اس کا ماتھا چومتی تو کبھی اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیتی تو کبھی اس کے گالوں پر پیار کرتیں وہ ماں تھیں اپنی اولاد کو اس حالت میں دیکھ ان کا دل تڑپ کر رہ گیا تھا

میں ٹھیک ہوں ماما مجھے درد بھی نہیں ہو رہا وہ تھکن سے چور لہجے میں بولا تھا اس کے لیے بولنا مشکل ہو رہا تھا

چل جھوٹا۔۔۔۔ کہتا ہے درد نہیں ہو رہا ہے اتنی تکلیف میں پڑے ہو اور کہتے ہو درد نہیں ہو رہا ماں سے جھوٹ بولو گے ماں ہوں میں تمہاری میں جانتی ہوں کہ میرے اولاد کتنی تکلیف میں ہے

سعد نے شرمندگی سے نظریں جھکائی تھیں۔ وہ ماں تھیں وہ جان گئیں تھی کہ بیٹا جھوٹ بول رہا ہے اسے درد ہے

مگر وہ بھی تو بھائی تھا نا باپ کی طرح وہ کیوں نہیں پہچان پایا اسکی تکلیف

اچھا ماما اب میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں

انکی کی جانب سے نظریں ہٹاتا وہ اب ایمان کو دیکھ رہا تھا جو سعد کے ساتھ کھڑی تھی

بھائی۔۔۔۔ایمان نے اس کا ہاتھ تھاما تھا

بھائی آپ تو یونیورسٹی میں تھے نا پھر یہ سب کیسے وہ حیران ہوتی اس سے پوچھنے لگی

ایکچولی میرا کوئی بھی لیکچر لینے کو دل نہیں کر رہا تھا تو میں باہر چلا آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بمشکل ہنستے ہوئے وہ بولا تھا

چلیں اب بس کریں حاشر کو آرام کرنے دینا چاہیے مجھے نہیں لگتا اس کو زیادہ ڈسٹرب کرنا چاہیئے

دواؤں کے زیر اثر ہے حاشر زیادہ بات کرنا مناسب نہیں

باہر آجائیں۔۔۔۔۔۔۔۔سعد نے کہا تو ثمینہ بیگم اس کے ماتھے پر بوسہ
دیتی باہر نکل آئی تھیں جب کہ ایمان وہیں کھڑی تھی
سعد ثمینہ بیگم کو لیے باہر آیا تھا
عاریہ کہاں ہے ایمان۔۔۔۔۔۔۔۔؟ایمان کو لگے ہی تھا کہ حاشر کچھ ایسا
پوچھے گا اور ایسا ہی ہوا تھا اس نے عاریہ کا پوچھا تھا
وہ گھر ہے بھائی اسے کچھ نہیں پتا ایمان نے اسے بتایا تھا
ہاں بہتر ہے میں بھی یہی کہنے والا تھا کہ اس کو کچھ مت بتانا میں نہیں چاہتا
وہ پریشان ہوں اور ویسے بھی اگر وہ میرے لیے پریشان ہوتی ہے تو اس میں
میرا کوئی مسئلہ نہیں

میں نہیں چاہتا کہ میرے متعلق کوئی خبر اس تک پہنچے وہ نگاہیں پھیر گیا تھا
بس کریں بھائی پہلے بھی آپ نے ہم سے اپنی تکلیف چھپائی ہے نا اسی وجہ
سے آپ آج یہاں اس حال میں ہیں

اب جھوٹ مت بولیں بھائی آپ نے جھوٹ کب سے بولنا شروع کر دیا
وہ اسے کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔
ایمان باہر آجاؤ سعد میں آواز دی تھی۔۔

آرہی ہوں۔۔۔۔۔۔سعد کو کہتی وہ واپس حاشر کی جانب متوجہ ہوئی تھی
۔بھائی اب آپ ارام کریں آپ کو کسی بھی قسم کی کوئی بھی پریشانی لینے کی
ضرورت نہیں ہے ہم سب آپ کے پاس ہیں آپ فکر مت کریں آپ
بس جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔

مجھے آپ کو ڈھیر سارا تنگ کرنا ہے اور آپ سے لڑنا بھی تو ہے نا اور پارٹنر
بن کر سعد بھائی کو لڈو میں ہرانا ہے
ایمان اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہنستی ہوئی گویا ہوئی

اس کی طرف مسکرا کر دیکھتا ہے

میں چلتی ہوں بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے جاتے ہی وہ آنکھیں موند گیا تھا

چونکہ وہ دوائیوں کے زیر اثر تھا اس لیے جلد ہی وہ نیند کی گہری وادیوں میں

اتر گیا ایا

حیدر کو حنان نے اندر جانے کو کہا تو وہ اندر آتا بیڈ کے سامنے والے صوفے

نما ٹیبل پر جا بیٹھا تھا

سب باہر تھے تو اسکے پاس کوئی تو ہونا چاہیئے تھا نا

خود حیدر اپنے آفس جانے کا سوچتا ہا سپٹل سے باہر نکل آیا تھا

تا کہ وہاں کے ادھورے کام سمیٹ سکے۔

❤️❤️❤️

ماما اور ایمان۔۔۔اپ دونوں چلیں میں آپکو گھر چھوڑ کر آتا ہوں۔۔

نہیں سعد میں یہیں رکوں گی حاشر کے پاس۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے کہا تھا

ماما حاشر کے پاس ہم سب ہیں اور ویسے بھی ڈاکٹرز نے اس سے زیادہ بات کرنے سے منع کیا ہے آپ ایک دفعہ گھر چلیں پھر کل آجایئے گا اور ویسے بھی تین چار دنوں تک ڈسچارج ہو جائے گا

ہم تینوں ہیں یہاں آپ یہاں بیٹھ کر کیا کریں گی بلکہ آپکی اپنی طبیعت خراب ہو گی

سعد نے انہیں سمجھانے والے انداز میں کہا تھا

بھائی سہی کہہ رہے ہیں ماما۔۔۔۔۔۔۔۔ایمان نے بھی کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

سعد دونوں کو چھوڑنے گھر چلا گیا۔۔

حاشر سو رہا تھا حنان اسکے ساتھ تھا اور حیدر دو گھنٹے کا کہتا آفس چلا گیا تھا

❤️❤️❤️

پتا نہیں بھائی ابھی تک کیوں نہیں آئے چلو حیدر بھیا تو دیر سے آتے ہیں

حنان بھیا بھی ابھی تک نہیں آئے یونیورسٹی تو کب سے بند ہو چکی ہے

سات بجنے والے ہیں

وہ دونوں حیدر کی سٹڈی روم میں تھیں

کھڑکی سے وہ دیکھ سکتی تھی کہ سورج مکمل ڈوب چکا ہے اور نیم اندھیرا چھا چکا ہے۔۔۔

میں کال کرتی ہوں حنان بھیا کو۔۔۔۔عاریہ نے موبائل اٹھاتے حنان کو کال کی تھی جو دوسری ہی بیل پر اٹھالی گئی تھی

اسلام علیکم بھیا۔۔۔۔۔۔۔۔جیسے ہی حنان نے کال پک کی وہ جھٹ سے بولی تھی

وعلیکم السلام بچے۔۔حنان نے جواب دیا

بھیا آپ کہاں ہیں ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے؟؟؟

بے چینی سے وہ پوچھنے لگی

حنان نے سر کھجایا تھا۔۔۔۔

ہاں بچے مجھے کچھ ضروری کام تھا تو میں آٹھ بجے تک آجاؤں گا۔

گھڑی سے ٹائم دیکھتا وہ بولا تھا

کوئی پریشان والی بات تو نہیں ہے نا بھیا۔۔۔۔عاریہ کا دل تھا کہ بیٹھا جا رہا تھا۔۔۔۔

نہیں پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے میں کہہ رہا ہوں ناگڑیا میں آجاؤں گا ایک دو گھنٹے تک

آپ آئزل کا خیال رکھنا اور کچھ کھا پی لینا ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔

حنان نے اسے فون پر ہدایت دی تھی۔۔۔۔

ٹھیک ہے بھیا۔۔۔۔۔۔وہ کندھے اچکاتی کال کٹ کر گئی۔

کیا ہوا کیا کہہ رہے ہیں حنان بھیا۔آئزل نے بکس ریک سے ایک بک اٹھاتے پوچھا تھا

کہہ رہے ہیں کچھ کام ہے آٹھ بجے تک آجائیں گے۔

میں بور ہو رہی ہوں آپی۔۔۔۔وہ منہ بسورے بولی تھی

آجاؤڈانس کر کے دکھاتی ہوں تمہیں۔۔۔

عاریہ نے دانت پیسے تھے۔

ھاھاھا یہ ٹھیک ہے لیٹس سٹارٹ۔۔۔۔۔۔آئزل ہنسی تھی

مرجا کے پرے۔۔۔وہ اسے گھوری سے نوازتی کمرے سے باہر نکل گئی

۔۔۔

کندھے اچکاتی آئزل پھر سے کتاب پڑھنے میں مصروف ہوئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے اور آئزل کے لیے پاستہ بنانے کچن میں آئی تھی

ایمان کو کال کرتی ہوں اسنے سوچتے ہوئے موبائل سے ایمان کا نمبر ڈائل کیا تھا

ایک دفعہ، دو دفعہ لیکن ایمان فون نہیں اٹھا رہی تھی آخر خود ہی سر جھٹکتے پاستہ بنانے میں مصروف ہو گئی

شاید ایمان بزی ہو گی اس نے دل ہی دل میں سوچا تھا چڑیل کہیں کی ایک دفعہ تم آؤ کل آؤ یونیورسٹی پھر میں تمہیں بتاتی ہوں کہ کیسے نہیں کال اٹھاتے ہیں

بزی ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں نا کہ کال نہیں پک کرنی

کم از کم ایک دفعہ کال ریسیو کر کے بتا تو دیتی کہ عاریہ میں بعد میں بات کروں گی ابھی میں بزی ہوں

اس کو تو میں صبح دیکھوں گی وہ دل ہی دل میں اسے کوستی پاستہ بنانے لگی

حیدر کی گاڑی اس کے آفس کے سامنے جار کی تھی کار دروازہ کھولتے
ہوئے باہر نکلا تھا رف سے حلیے میں بکھرے بال شرٹ کے اوپری دو بٹن
کھلے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے

ٹائی کے بغیر وہ تھکن سے چور بدن کے ساتھ آفس کی بلڈنگ میں داخل
ہوا تھا لمبی لمبی راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ لفٹ کے قریب آیا تھا
لفٹ دس سیکنڈ میں اسے دوسری اوپر والی منزل تک پہنچا چکی تھی

وہ اپنے آفس کے دروازے کے سامنے رکا تھا دروازہ کھولتا جیسے ہی وہ اندر
داخل ہوا کہ جب اچانک اس کے قدم رکے تھے

اس کی راکنگ چیئر پر کوئی بیٹھا تھا وہ شاید کوئی لڑکی تھی کیونکہ اس کے بال
اور ہیلز واضح دکھائی دے رہی تھیں

وہ دیوار کی طرف منہ کیے بالوں کو کھلا چھوڑے سادہ سی بلیک شرٹ اور ٹراؤزر پہنے دوپٹہ ایک طرف لٹکائے بڑی سی سیاہ ہیل پہنے ہونٹوں کو سرخی سے سجائے اس کے آفس آئی تھی اسے وہاں موجود نہ دیکھ وہ اس کی راکنگ چیئر پر جا بیٹھی تھی

اور اب ٹانگ پر ٹانگ دھرے راکنگ چیئر جھلائے جا رہی تھی گارڈز نے اسے بہت منع کیا تھا مگر وہ پھر بھی اسکے آفس داخل ہو گئی تھی اور پچھلے ایک گھنٹے سے وہاں بیٹھی تھی

حیدر کے ماتھے پر بل پڑے تھے اس نے دروازہ ناک کیا تھا مگر سامنے موجود نفوس کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلی تھی

اس نے اپنا رخ کو دیوار کی جانب ہی کیے رکھا تھا
یہ کیا بد تمیزی ہے کون ہو تم؟؟؟

موصوف کو زائشہ مرزا خان کہتے ہیں

بھاری انداز میں کہتی وہ اب سیدھی ہوئی تھی اسے سامنے دیکھتا وہ دھک سے رہ گیا تھا

تمہیں کس نے اجازت دی میرے آفس میں آنے کی اور میری چیئر پر بیٹھنے کی تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی۔۔۔۔۔۔وہ مٹھیاں بھینچتا کلستا رہ گیا

ہمت کی بات تو تم مت کرو حیدر علی سکندر کیونکہ زائشہ مرزا خان میں جتنی ہمت ہے نا اتنی تو کسی کی باپ میں بھی نہیں وہ چہرے پر مسکراہٹ لاتی اس سے گویا ہوئی تھی

کسی کے باپ کو تم چھوڑو زائشہ مرزا خان میں تم سے سوال کر رہا ہوں کہ تمہاری ہمت کیسے ہوئی شاید تم جانتی نہیں ہو مجھے تمہاری اس حرکت کا انجام کیا ہو سکتا ہے یہ تم تو کیا تمہارا باپ بھی برداشت نہیں کر پائے گا

اوہ۔۔۔۔! سو سویٹ اتنا غصہ مت کرو وہ چیئر سے اٹھتی ہیل سے ٹھک ٹھک کرتی ایک ادا سے بال سے جھٹکتی اس کے قریب آئی تھی

دور رہو تم میرے قریب مت آنا وہ اس سے دو قدم دور ہوا تھا
اوکے اوکے نہیں آتی وہ ہنسی تھی۔۔۔۔

تم یہاں آئی کیوں ہو حیدر نے سوال کیا تھا آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے چاہتی کیا ہو تم؟؟؟

میں بس اتنا چاہتی ہوں کہ تم مجھ سے دوستی کر لو۔۔۔۔وہ پہلے بھی کہہ چکی تھی اب پھر سے کہہ رہی تھی

مس زائشہ مرزا خان زبردستی کسی کے آفس میں گھس کر اس کی چیئر پر بیٹھنا،،، کسی کی غیر موجودگی میں اس کے آفس میں گھس کر اس کی چیزیں استعمال کرنا

یہ کہیں سے بھی تمیز کے دائرے میں نہیں آتا اگر تمہیں کو دوستی کرنی ہی تھی تو اس کے لیے تم کو کچھ دوستی کے مینرز بھی سیکھنے چاہیے تھے

پہلے تم نے میری بہن کو ڈرنک پلائی اور اب تم اس طرح کی اوچھی حرکتیں کرو گی اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے دوستی کر لوں گا وہ غصے سے بولا تھا

اس کی ماتھے بل ابھی تھے غصے کی وجہ سے گردن کی سبز نسیں تن چکی تھی وہ سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا

میں نے تمہاری بہن کو وائن نہیں پلائی اس نے خود پی پانی سمجھ کر اور رہی بات دوستی کی تو دوستی تو تمہیں کرنی ہی پڑے گی

وہ بھی اب سنجیدہ ہوئی تھی

معذرت کے ساتھ مس زائشہ خان لیکن تمہیں کچھ مینرز بھی تو سیکھنے ہی پڑیں گے نا دوستیاں ایسے نہیں ہوتی۔۔۔

اوہ تو پھر کیسی ہوتی ہیں دوستیاں وہ اس سے سوال کر رہی تھی
یہ میں تمہیں پھر کبھی سمجھادوں گا زائشہ ابھی تم یہاں سے جاؤ

کیوں جاؤں۔۔۔۔۔۔وہ دباد باسا غرائی تھی

تم یہاں سے اس لیے جاؤ کیونکہ میں کہہ رہا ہوں وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا

اگر مجھے جانا ہی ہوتا تو میں آتی ہی کیوں وہ کندھے اچکا گئی

تم یہاں سے چلی جاؤ زائشہ اس سے پہلے کہ میرا ہاتھ تم پر اٹھ جائے کیونکہ میں اس وقت شدید پریشانی کا شکار ہوں

اور یہ نہ ہو کہ میں اپنا سارا غصہ تم پر اتار دوں میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں نہیں چاہتا کہ میں کوئی سخت قدم اٹھاؤں

واسطہ ہی تو بنانے آئی ہوں۔۔۔۔۔۔وہ آنکھ ونک کر گئی تھی

تم واسطہ نہیں زائشہ تم پاستہ بنایا کرو کیونکہ واسطہ بنانا تمہارے بس کی بات نہیں

جس لڑکی کو اتنی تمیز نہیں کہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کے آفس میں داخل نہیں ہوتے وہ کیا رشتے بنائے گی

حیدر نے سخت قسم کی چوٹ کی تھی زائشہ تو کلستی ہی رہ گئی تھی

ابھی تم اسی وقت مجھے میرے آفس سے باہر نظر آؤ زائشہ ورنہ میں سکیورٹی کو بلالوں گا

وہ اسے دھمکانے والے انداز میں بولا تھا

سکیورٹی کی دھمکی مجھے مت دو حیدر علی سکندر میرے پاس تم سے بھی زیادہ فورس ہے

وہ جل کر بولی تھی

مجھے اپنی فورسز مت گنواؤ زائشہ میں نے جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔۔۔وہ ناگوار نظروں سے اسے دیکھتا بولا تھا

اگر میں نہ جاؤں تو۔۔۔۔۔۔۔وہ چلتی ہوئی مزید اس کے قریب آئی تھی

حیدر نے اپنے قدم پیچھے کو لیے تھے

جسٹ گیٹ آؤٹ وہ زور سے چلایا تھا۔۔۔

میں آئی اپنی مرضی سے تھی تو جاؤں گی بھی اپنی مرضی سے
دل جلا دینے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتی وہ گویا ہوئی تھی

تم اپنی مرضی سے آئی ہو لیکن جاؤ گی میری مرضی سے اور اتنا کہنا تھا کہ حیدر اسے بازو سے دبوچتا آفس کا دروازہ کھولتا اسے باہر دھکا دے چکا تھا

وہ گرنے ہی لگی تھی کہ بمشکل سنبھلی تھی سارا آفس انہیں دیکھنے والا تھا عجیب سا تماشہ لگ گیا تھا

ایک تو پہلے ہی وہ حاشر کی وجہ سے پریشان تھا اور پھر زائشہ نے اسے اچھا خاصا زچ کر دیا تھا

تم بھگتو گے حیدر علی سکندر مجھے دھتکارنے کی سزا تم بھگتو گے۔۔۔۔۔۔وہ زہر اگلتی نظروں سے اسے دیکھتی غرائی تھی

تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی زائشہ مرزا خان کیونکہ حیدر علی سکندر کسی کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ کوئی اس کا کچھ بگاڑ سکے

وہ مغرور لہجے میں بولا تھا

یہ تو بعد میں پتا چلے گا کہ کون کس قابل ہے اور کون نہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک اچارٹ نظر اس پر ڈالتی ایڑی سے ٹھک ٹھک کرتی بجلی کی تیزی سے وہ وہاں سے واک اؤٹ کر گئی

میری اجازت کے بغیر آئندہ میرے آفس میں کوئی آیا تو یقین کرو میں تم سب کو نہ صرف نوکری سے نکالوں گا بلکہ اس دنیا سے ہی نکال باہر پھینکوں گا سمجھ رہے ہو نا میری بات کو

وہ آفس کی ساری ٹیم کو انگلی دکھاتا وارن کرتا غصے سے واپس اپنے آفس میں چلا آیا تھا

اب اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ کوئی کام کرے اپنی چیزیں سمیٹتا آفس روم کو لاک کرتا سب کو لیگز کو ایک دن کی لیو دیتا

ان سے جانے کا کہتا

خود بھی آفس سے باہر نکلتا دوبارہ واپس گاڑی میں بیٹھ چکا تھا گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ گاڑی ہاسپٹل کی جانب بھگا لے گیا تھا



حاشر کو اب مکمل طریقے سے ہوش آچکا تھا نیند آور دواؤں کا اثر زائل ہو چکا تھا

وہ اب جاگ رہا تھا

ڈاکٹر اسے ایک دفعہ چیک کرنے آچکے تھے۔۔

میڈیسنز لینے کے بعد وہ اب دوبارہ لیٹا تھا مگر سویا نہیں تھا

حنان اور سعد اسکے پاس بیٹھے تھے۔

جتنا پریشان تو نے کیا ہے نا حاشر دل تو کر رہا ہے منہ توڑ دوں تمہارا۔۔۔ حنان سیب کاٹتے اپنے منہ میں ڈالتے بولا تھا

سیب کا دوسرا ٹکڑا سعد نے پلیٹ سے اٹھایا تھا

مزہ نہیں آیا حنان۔۔۔انار کاٹ۔۔۔

سعد نے کہا تو وہ پھلوں کی ٹوکری سے انار اٹھاتا کاٹنے لگا

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کھا رہے

اور اب بس گنتی کے دو امرود رہ گئے تھے

حاشر انہیں دیکھ دیکھ کلس رہا تھا اور پھر حنان کے چودہ سو طعنے وہ شدت سے دعا کر رہا تھا وہ دوبارہ سو جائے مگر نیند نہیں آ رہی تھی۔

شرم کریں آپ دونوں بیمار بندہ ہوں ایک تو میرے سارے پھل کھا گئے پھر پچھلے آدھے گھنٹے سے مجھے پندرہ سو باتیں سنا چکے ہیں۔

چودہ سو اور پندرہ سو کل ملا کر کرنے ہوئے۔۔۔انار کے دانے میں میں ڈالتا سعد گویا ہوا۔۔۔

اسکے سر میں درد تو ہو رہا تھا مگر وہ برداشت کر رہا تھا
اور پاؤں کو حرکت دینے سے منع کیا گیا تھا

حاشر نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا
تو حنان نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے اسکے پیچھے گاؤ تکیہ رکھے اسے
بیٹھنے میں مدد دی تھی۔
درد تو نہیں ہو رہا؟؟
سعد نے پوچھا تھا۔۔۔
پچھلے آدھے گھنٹے سے یہ سوال آپ سترہ سو بار کر چکے ہیں بھائی
کل ملا کر کتنے ہوئے؟؟؟ سعد نے پھر سے کہا تو حنان کا قہقہ گونجا تھا جبکہ
حاشر انہیں کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا

حیدر بھائی آجاتے تو میں بھی گھر جاتا وہ دونوں اکیلی ہیں گھر میں۔۔

ان کو یونیورسٹی ڈراپ کرتے صبح صبح میں آجاؤں گا۔۔۔

واپس صوفے پر ٹکتا وہ گویا ہوا۔۔

تو چلا جاؤں ہوں نا۔۔۔۔ سعد نے کہا

نہیں بھائی حیدر بھائی نے کہا تھا کہ ان کے آنے تک میں یہیں رکوں۔۔

حنان نے بتایا تو سعد نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا تھا

گھر وہ پہلے ہی کال کر کے تمام خیر خیریت دے چکا تھا۔

عاشق کی اولاد تجھ سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔۔ حنان تاسف سے بولا تھا

حاشر نے سر اٹھایا۔۔۔ آخر میں نے کیا کر دیا مجھے بھی تو پتا چلے۔

وہ زچ ہوا تھا۔

سب پتا ہے مجھے ایمان نے سب بتایا ہے۔۔

حنان نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا تھا

وہ ایک دم خاموش ہوتا نظریں جھکا گیا

نظریں اٹھالے مجنوں یہاں تیری لیلہ (عاریہ) نہیں ہے۔۔۔
سعد نے اسے چوٹ کی تھی تو وہ دانت پیستا رہ گیا
تم لوگوں کا بھی وقت آئے گا بھائیوں پھر میں دیکھ لوں گا سب کو۔۔۔۔۔
وہ انہیں وارن کرتا دوسری جانب رخ موڑ گیا
جبکہ سعد اور حنان کا قہقہ گونجا تھا

اتنے میں کھٹاک سے دروازہ کھلتا ہے اور وہ تینوں اپنی جگہ سے اچھلتے ہیں

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

اپنے آفس سے نکلنے کے بعد وہ سیدھا اپنے گھر آیا تھا

عاریہ اور آئزل باتیں کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھیں پاستہ بھی کھا رہی تھیں۔۔۔۔

عاریہ کی بے چینی ہنوز قائم تھی مگر وہ آئزل سے ذکر نہیں کر رہی تھی

اسنے ناول بھی سارا پڑھ لیا تھا پھر بھی عجب اداسی سی تھی

حیدر اندر داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی وہ سیدھی ہو کر بیٹھی تھیں

آئزل اسکے لیے پانی لینے گئی تھی

آٹھ

ہو گئے تھے حنان نے آٹھ بجے آنے کا کہا تھا مگر ابھی وہ آیا نہیں تھا

حیدر عاریہ کے ساتھ صوفے پر ٹک گیا۔

آ گئے آپ بھیا کیسا گزرا آپکا دن۔

عاریہ پوچھ رہی تھی بدلے میں وہ مسکرا دیا

بہت تھکا دینے والا دن تھا گڑیا۔

وہ سرد آہ خارج کرتا گویا ہوا

کیوں کیا ہوا؟؟ عاریہ پریشان ہوئی۔۔

عاریہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں بیٹا۔۔۔ کیا آپ مجھے سچ بتائیں گی ؟؟

وہ اداس لہجے میں بولا تھا عاریہ کو وہ پریشان لگا آئزل بھی اتنے میں پانی لیے وہاں آئی تھی

حیدر نے اس سے پانی لیتے ٹیبل پر رکھا تھا اور اسکا ہاتھ پکڑے اسے اپنے پاس بٹھایا تھا

میری بہنیں اب بڑی ہو گئیں ہیں۔

وہ دونوں کو محبت بھری نظروں کے حالے میں لیتا بولا تھا

جب اچانک ایک دن ماما بابا کی میت اس گھر میں آئی نا۔۔۔۔وہ آنکھیں مینچ گیا تھا

ان دونوں کے دل زور سے دھڑکے تھے

مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا میں کس کے جنازے کو کندھا دوں ماں یا باپ۔۔۔

میرے لیے مشکل تھا بچے بہت مشکل تھا اس وقت فیصلہ کرنا۔۔

وہ بول رہا تھا اور وہ دونوں دم سادھے بیٹھی تھیں

تب میں نے فیصلہ کیا کہ میں نہ ماما کے جنازے کو کندھا دونگا نہ بابا کے جنازے کو

کیونکہ وہ میرے لیے بھاری تھے مگر اس سے بھی بھاری ذمہ داری ماما بابا میرے کندھے پر چھوڑ کر گئے وہ آپ دونوں تھیں

چھوٹی سی عاریہ اور اس سے بھی چھوٹی آئزل

تب میں آپ دونوں کے پاس آیا آپ دونوں کو سینے سے لگایا۔
وہ منظر یاد کرتے تینوں کی آنکھیں بھیگی تھیں۔
بہت مشکل تھا مگر میں نے کیا آپ دونوں کو کبھی ماں بن کر پالا تو کبھی بھائی تو کبھی دوست۔
آپ دونوں کو جب سکول میں کوئی تنگ کرتا تو میں ان سے لڑنے پہنچ جایا کرتا تھا ایک بار پتا ہے کیا ہوا۔۔
ہنستے ہوئے آنسو صاف کرتے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا
ایک دفعہ سکول میں آئزل کی پونی کسی نے کھینچی۔۔۔۔تب اس نے ضد پکڑی کہ میں کبھی سکول نہیں جاؤں گی بھیا،،، میرے بال کھینچتے ہیں سب بچے
اور حنان جا کر اس کے بال کھینچ آیا تھا جس نے آئزل کے بال کھینچے تھے۔
اور ساتھ ساتھ اسے دو تین تھپڑ بھی لگا آیا تھا
گھر آ کر اسنے ہمیں بتایا تو آئزل خوشی سے اچھلتی ہوئی تالیاں بجانے لگی۔

میرے ہیرو بھیا۔۔۔۔۔۔ماضی کہ ایک چھوٹی سی جھلک سب کی
نظروں کے سامنے آکر پلٹی تھی
وہ دونوں نم آنکھوں سے مسکرائی تھیں

سچ کہا کسی نے جب بیٹیاں بڑی ہو جائیں تو اپنے درد چھپانے میں ماہر ہو جاتی ہیں۔
آپ دونوں بھی بڑی ہو گئی اپنے بھائیوں سے باتیں چھپانے لگی ہیں
وہ اداسی سے شکوہ کرتا ہے۔۔

عاریہ آپ کو حاشر چاہیئے تھا میری گڑیا آپ مجھے بتاتی میں آپکو لا دیتا حاشر
اور عاریہ کا دل دھک سارہ گیا وہ اپنی جگہ ساکت کوئی تھی۔۔

آئزل بھی حیران تھی۔۔۔۔

عاریہ لیکن میں آپسے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔
حاشر کاایکسیڈنٹ ہواہے عاریہ وہ ہاسپٹل میں ہے۔
اور عاریہ کی سانسیں اٹکی تھیں دل بند ہواتھاآنکھوں سے آنسوٹوٹ کر
گالوں پر لڑکھے
تھے وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی بالکل منجمد برف کا مجسمہ
وہ بے چین تھی وہ صبح سے بے چین تھی
اوراب اسے پتاچلا تھاکہ وہ کیوں بے چین تھی

ح۔۔۔۔ا۔۔۔۔۔ش۔۔۔۔ر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بمشکل اتناہی کہہ پائی تھی
وہ کچھ بول ہی نہیں پارہی تھی
اسے لگاتھااسکی دنیافریز ہوئی ہے

اب کیسے ہیں حاشر بھیا کیسے ہوا ان کا ایکسیڈنٹ۔۔۔۔
سوال کرنے والی آئزل تھی۔۔۔

اس کے سر پر گہری چوٹ آئی ہے آپریشن ہوا ہے دو گھنٹے مسلسل اسے
آپریشن تھیٹر میں رکھا گیا
زخمی بہت ہے چہرے پر خراشیں آئی ہیں پاؤں بھی فریکچر ہے اور ایک بازو
بھی مگر زیادہ نہیں
اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے اب وہ کچھ بہتر ہے
حیدر نے بتایا تھا

کک۔۔کب۔۔ہوا۔۔ایک۔۔۔۔ایکسیڈنٹ۔۔۔

عاریہ نے پوچھا تھا۔۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو ہنوز جاری تھے جنہیں وہ بے دردی سے شرٹ کی آستینوں سے صاف کرتی

جب حنان آپ لوگوں کو یونیورسٹی سے لینے آیا اس وقت۔

اور عاریہ تب سے ہی تو بے چین تھی

ایمان کو پتا تھا۔۔۔؟؟؟

آئزل نے پوچھا

ہاں اسے حنان نے بتادیا وہ اور ثمینہ آنٹی آئی بھی تھیں ہاسپٹل مشکل سے انہیں گھر بھیجا ہے کہ رات ہونے کو ہے۔۔

مجھے کیوں۔۔۔۔ نہیں۔۔بب۔بتایا۔۔۔۔

عاریہ اب روتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی

میری جان میری گڑیا۔۔۔

حیدر نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا

اسکے سینے سے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

بھیا۔۔۔۔ ممم۔۔مجھے جانا ہے۔۔۔ہہ۔۔۔ہاسپٹل۔۔۔۔۔وہ سسکیاں لیتی حیدر سے کہ رہی تھی۔

ٹھیک بچے آپ چادر لے کر آئیں ہم ابھی جاتے ہیں ہاسپٹل۔۔۔۔

میں گاڑی سٹارٹ کرتا ہوں آپ دونوں جلدی سے آجائیں۔

اسکا سر تھپتھپاتا وہ باہر نکلا تھا

اور عاریہ کی تیزی دیکھنی والی تھی دس سیکنڈ کے اندر اندر وہ باہر تھی

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھیں تو وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

آدھے گھنٹے میں وہ ہاسپٹل پہنچے تھے حیدر نے ان دونوں کو کمرے سے باہر بٹھایا تھا

عاریہ نے ضد کی تھی کہ اس نے اندر جانا ہے لیکن حیدر نے کہا کہ ابھی رکو ابھی میں دیکھ کر آتا ہوں کہ حاشر سو نہ رہا ہو

انہیں وہیں بٹھاتا وہ خود کھٹاک سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا

اس نے کھٹاک سے دروازہ کھولا تھا اور تینوں نے سر اٹھا

وہ آگے بڑھتا ہوا آنکھوں میں غصہ لیے بجلی کی تیزی سے حاشر کا گریبان دبوچ چکا تھا

سب ایک دم اسے اچانک اس اکتفا پر حیران ہوئے تھے

حیدر نے اس کو گریبان سے پکڑے اس کے چہرے پر ایک مکا رسید کیا تھا

کیا کر رہے ہو حیدر مر جائے گا وہ سعد نے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی
مگر وہ تھا کہ غصے سے اسے مارتا ہی چلا جا رہا تھا

جیسے ہی اس نے حاشر کی چہرے پر ایک مکا رسید کیا وہ کراہ کر رہ گیا
ایک درد بھری سسکاری اس کے منہ سے خارج ہوئی تھی اور دیکھتے ہی
دیکھتے ایک کے بعد ایک اسکے چہرے پر مکے رسید کرتا چلا گیا
جب کہ وہاں کھلبلی سی چکی تھی

ہٹ جاؤ حیدر مت کرو ایسا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کسی کی بات نہ سنتے ہوئے وہ
دیوانہ وار حاشر کو پیٹتا ہی چلا جا رہا تھا کبھی وہ اپنے پاؤں سے اس کے زخمی

پاؤں پر ٹھوکر رسید کرتا تو کبھی اس کے چہرے پر تھپڑ برساتا تو کبھی اس کے پیٹ میں گھوسا مارتا

حاشر تو درد سے دہرا ہوتا چلا گیا وہ درد سے کرا رہا تھا اس کی جان نکلی جا رہی تھی ابھی وہ اسے اور مارتا کہ سعد نے اسے پکڑ کر پیچھے دھکیلتے اسے صوفے پر پٹخا تھا

حنان بھاگتا ہوا حاشر کی جانب بڑھا تھا وہ درد سے کرا رہا تھا اسے شدید تکلیف تھی ماتھے کے زخم سے خون نکلا تھا اور منہ سے بھی خون نکل رہا تھا وہ تقریبا بے ہوش ہونے کو تھا حنان تیزی سے باہر کی جانب لپکا تھا ڈاکٹر کو بلانے کے لیے

جبکہ عاریہ اور آئزل دل تھامے باہر کھڑی تھی نہ جانے اندر کیا ہو رہا تھا وہ سن سکتی تھیں مگر دیکھ نہیں سکتی تھیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے

حنان کے بھاگ کر باہر آنے پر وہ جھٹ سے اسکی جانب لپکی تھی مگر وہ ان کی طرف دیکھے بغیر تقریباً بھاگتا ہوا ڈاکٹرز کو بلانے گیا تھا

یاخدا۔۔عاریہ نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھا تھا

تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو ایسے کون کرتا ہے وہ وہ پہلے ہی اتنا زخمی ہے تکلیف میں اگر اسے کچھ ہو گیا تو پھر۔۔۔؟

تمہارا مسئلہ کیا ہے حیدر تم چاہتے کیا ہو سعد اس پر چلایا تھا

اس سے پوچھو اس سے پوچھو کیا چاہتا ہوں میں وہ حاشر کی جانب اشارہ
کرتا غرایا تھا

یہ پتا نہیں یہ سمجھتا کیا ہے خود کو وہ دوبارہ سے اٹھتا ہوا حاشر کی جانب آیا تھا
اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ تاسف سے ہنسا تھا
اس بار وہ اس سے دو قدم کی دوری سے جا کھڑا ہوا تھا
تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ حاشر کی جانب انگلی کرتا غصے سے لبریز آنکھوں سے
اسے دیکھ رہا تھا

جب کہ حاشر تو درد سے مسلسل کراہ
رہا تھا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا

حیدر نے اسے بری طرح مارا تھا

وہ سمجھ ہی نہ پایا تھا کہ حیدر ایسا ریکٹ کیوں کر رہا تھا

کیا اسے پتہ چل گیا تھا کہ وہ اور عاریہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں

یقین کرو حاشر اگر تم کوئی چیز ہوتے نا اور میری بہن ایک دفعہ تمہاری خواہش کرتی تو میں تمہیں اپنی جان کی عوض خرید کر اپنی بہن کو دیتا مگر تم انسان ہو اور انسان بکنے کی چیز نہیں۔

وہ اس سے کہہ رہا تھا اور حاشر کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔۔

مجھے افسوس رہے گا حاشر تم ایک بزدل انسان نکلے خود کو بھی تکلیف میں رکھا اور میری بہن کو بھی۔

میری آج کی بات یاد رکھنا حاشر۔۔۔اول تو محبت کرو ہی نا اور اگر کر ہی لی ہے تو دنیا کے سامنے اسے اپنانے کی ہمت رکھو۔۔۔

محبت تم جیسے بزدلوں کا کام نہیں تم پاستہ بناؤ جا کر۔۔۔

تم پاستہ بناؤ جا کر "آج کل حیدر کا فیورٹ ڈائلاگ بنتا جا رہا تھا جو وہ ہر " سیچویشن میں دہراتا تھا۔

اگر میں۔۔۔۔۔ بزدل ہوں

۔۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔آپ۔۔۔تو بڑے۔۔دد۔۔۔دل کے ہیں۔۔۔نا۔۔

اپنا۔۔۔۔دل۔۔۔۔بب۔۔ بڑا۔۔۔ کریں۔۔۔۔اور۔۔۔ مم۔۔۔مجھے ۔۔۔ ممم۔۔۔میری۔۔۔۔عا۔۔۔عاریہ دے۔۔۔۔

دیں۔۔۔

وہ اٹکتی سانسوں کے ساتھ بولا تھا۔۔۔انکھیں نم تھیں۔۔چہرے پر حیدر
کے گھوسوں اور تھپڑوں کے نشان تھے
سعد پھرتی سے اسکی جانب بڑھا تھا
اسکا بس نہیں چل رہا تھا حیدر کو زندہ زمین میں گاڑھ دے۔

حنان تیزی سے ڈاکٹرز کو لیے اندر داخل ہوا
ڈاکٹرز نے فوراً سے ٹریٹمنٹ شروع کیا تھا

آپ لوگ باہر جائیں۔۔۔۔۔۔ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔
ڈاکٹرز نے کہا تو وہ دونوں باہر نکلے تھے۔

تجھے تو نا کسی دن میں جان سے مار دونگا۔

سعد نے باہر آتے حیدر کو دھکا دیا تو وہ لڑکھڑاتا ہوا بینچ پر اوندھے منہ جا گرا تھا

بس کرو سالوں۔۔۔۔۔حنان نے انہیں روکا تھا۔۔

تو بے اختیار سعد کی ہنسی کا فوارہ پھوٹا تھا

اسے ہنستا دیکھ سیدھا ہوتا حیدر بھی ہنسا پڑا تھا

اور وہ اب پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہے تھے

حنان حیران تھا کہ اندر وہ انتہائی تکلیف میں پڑا ہے اور ان کو ہنسی کا دورا پڑ گیا تھا

آئزل اور عاریہ بھی منہ کھولے کھڑی تھیں۔۔

ڈاکٹرز نے چیک اپ کر دیا تھا اسکے زخموں پر مرہم لگا دی تھی اور سر کی پٹی بھی دوبارہ تبدیل کر دی تھی درد ختم کرنے کا انجیکشن لگاتے وہ اسے آرام دہ حالت میں بٹھاتے باہر آئے تھے۔ لیٹنے سے اس نے انکار کر دیا تھا

ڈاکٹرز چلے گئے لیکن وہ سب باہر کھڑے تھے
عاریہ اندر جانے لگی جب حنان نے اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کیا تھا
یعنی اسے اندر جانے سے روکا تھا
وہ جو کب سے تڑپ رہی تھی مزید تڑپی تھی۔

اتنے میں جھٹ پٹ چلتی ہوئی ایمان بڑی سی چادر خود پر اوڑھے بمشکل چادر سنبھالتی پاؤں میں چپل گھسیٹے وہ ایک سفید داڑھی والے بزرگ کو لیے بھاگی چلی آ رہی تھی
ہاتھ میں ایک شاپر پکڑ رکھا تھا جس میں پتا نہیں کیا تھا

شاپر کلائی میں پہنے دونوں ہاتھوں سے دوپٹے کا پلو ہلکا سا ناک پر رکھا ہوا تھا
یہ تھا کہ بیگم صاحبہ کا نقاب۔۔۔

وہ بزرگ بھی اس کے ساتھ ہی تقریباً بھاگتے ہوئے چلے آرہے تھے بغل
میں ایک رجسٹر تھا اور ہاتھ میں پینسل

چلیے مولوی صاحب۔
انکے قریب آتی وہ اپنا تقریباً نہ ہونے کے برابر نقاب کو اتارتی ایک لمبا
سانس خارج کر گئی تھی

یہ لیں حیدر بھائی میں لے آئی مولوی صاحب کو۔۔۔۔
حیدر کو بتاتی وہ فخریہ لہجے میں بولی تھی
شاباش بچے۔۔۔۔ حیدر نے اسکا سر تھپتھپایا تھا

سب حیران تھے وہ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے جبکہ سعد تو دو گھنٹے پہلے اسے گھر چھوڑ آیا تھا

ساتھ ہی اس نے اپنی کلائی سے شاپر اتارتی اسکی گرہ کھولتی اسے میں سے ایک ڈوپٹہ نکال چکی تھی۔۔

وہ سرخ چندری تھی جسے وہ اگلے لمحے عاریہ پر اوڑھا چکی تھی

وہ تو بت بن گئی تھی اپنی جگہ۔۔عاریہ کے علاؤہ سب کے چہروں پر مسکان تھی

ایمان عاریہ کو ہاتھ سے پکڑتی روم میں داخل ہوئی تھی

وہ کٹی پتنگ کی طرح اسکے ساتھ کھنچی چلی آئی

وہ کچھ بھی بول نہیں رہی تھی بس ساکت سی تھی دل کی دھڑکنیں منجمد تھیں

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے اسے سرخ چندری اوڑھے دیکھ حاشر کی بھی حالت عاریہ جیسی ہوئی تھی

ایمان نے اسے صوفے پر بٹھایا تھا

اسکے جسم میں تو جان ہی نہیں رہی تھی۔۔

مولوی صاحب بسم اللہ پڑھیے حیدر نے اشارہ کیا تو مولوی صاحب رجسٹر کھولے نکاح پڑھانا شروع کر چکے تھے۔

انکا نکاح ہو رہا تھا۔۔حاشر اور عاریہ کو نکاح ہو رہا تھا(رائٹر خوش ہوتے ہوئے)

یہ انکشاف ان دونوں کے لیے حیران کن تھا

وہ دونوں اٹکی سانسوں کے ساتھ سب کو یک ٹک دیکھے جا رہے تھے۔۔۔

ایمان نے اسکے چہرے پر سرخ چندری کا گھنگھٹ گرایا تھا

آئزل نے چپکے سے ایک تصویر بنائی تھی

سب سے پہلے حاشر سے اعجاب و قبول کروایا گیا تھا

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

جی قبول ہے!!!!!اسکی سن لی گئی تھی

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

جی قبول ہے!!!!اسکی عاریہ اسے مل گئی تھی

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

جی قبول ہے!!!!اسکی زندگی مکمل ہوئی تھی۔

زخمی حالت میں ساکت ہوتے دل کے ساتھ اسکا نکاح ہو چکا تھا

مولوی صاحب اب عاریہ کی جانب بڑھے تھے

کیاآپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

جی قبول ہے!!!اسے حاشر سے محبت ہوئی تھی

گھنگھٹ کے اندر وہ بولی تھی

کیاآپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

جی قبول ہے!!!!اسے حاشر سے محبت ہے

!!! کیاآپکو یہ نکاح قبول ہے

جی قبول ہے!!!!اور تاحیات رہے گی۔

سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔۔۔حاشر اور عاریہ نے بھی ہاتھ

اٹھائے تھے

انکے لبوں پر بس شکر خدا تھا۔

بس شکر خدا۔۔۔۔

اللہ بہت مہربان ہے، بے شک



ہم تو چلے باہر سیر سپاٹے کرنے کل سے خدمتیں کروا رہا ہے ہم سے اب ذرا بیوی کے بھی کچھ فرائض ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

حیدر کے منہ سے بیوی لفظ سننا تھا کہ عاریہ تو شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی
لمحے بھر کو وہ عاریہ سے کسی کی بیوی بن گئی تھی
جب سے نکاح ہوا تھا حاشر کے لبوں سے مسکان جدا ہی نہیں ہو رہی تھی

سب باری باری باہر نکلے تھے اب کمرے میں صرف حاشر اور عاریہ رہ گئے تھے

عاریہ صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ حاشر اٹھ کر بیٹھا تھا
عاریہ نے وہ چندری اتار کر ایک طرف رکھی تھی۔
کیونکہ پہلے سے ہی اس نے چادر کر رکھی تھی

حاشر اسکی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ وہ نظریں جھکائے کھڑی
پہلے وہ دیکھتی تھی اور حاشر نظریں جھکا لیا کرتا تھا
آج اسکے برعکس تھا یہی تو خوبصورتی ہے نکاح کی۔

عاریہ۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسے پکارا تھا
مگر وہ کچھ نہ بولی اسنے ہنوز نظریں جھکائے رکھیں
عاریہ ناراض ہیں؟؟حاشر نے پھر سے اسے پکارا تھا
محبت نہ سہی دوستی کا بھرم تو رکھ لیتے۔۔۔وہ اب اس سے شکایت کر رہی تھی
مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔

میں نے کہا آپ پریشان ہو جائیں گی اس لیے نہیں بتایا۔۔۔
ہممممم۔۔۔۔۔

اسکے بعد دونوں میں چند لمحے کی خاموشی حائل رہی

نکاح مبارک ہو عاریہ۔۔۔۔۔۔حاشر پھر سے گویا ہوا۔

بہت اچھا نکاح ہوا ہے نا۔۔۔۔ڈھول تو بجے ہی نہیں۔۔
وہ اداسی سے بولی تھی۔

اتنی تکلیف میں بھی حاشر کا قہقہ گونجا تھا

آپکے بھائی نے جو میرا ڈھول بجایا ہے کیا اتنا کافی نہیں ہے۔۔۔۔خیہر
اچھا آپکی یہ حسرت بھی پوری کر دیں گے

حاشر نے شرارت سے کہا تھا۔۔۔تو وہ مدھم سی مسکرادی

ایک بات پوچھوں؟؟؟عاریہ نے سوال کیا تھا

پوچھیے جناب۔۔!!!۔۔۔۔۔وہ پیار سے بولا تھا

کیا آپ نے مجھے کبھی اپنے خواب میں دیکھا۔؟؟؟

وہ پر تجسس لہجے میں سوال کرتی ہے

میں ڈراؤنے خواب نہیں دیکھتا لڑکی۔۔۔۔وہ شرارت سے بولا تھا

میں آپکو ڈراؤنی لگتی ہوں؟اسے صدمہ ہوا

تو اور کیا کسی آسیب کی طرح چھائی ہیں مجھ پر آپ۔۔۔۔وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتا بولا تھا

آج اس نے نظریں نہیں چرائی تھیں آج وہ اسے پورے حق سے دیکھ رہا تھا

ایسا ہے کیا؟؟اس نے پوچھا

ہاں۔۔۔۔میں چاہ کر بھی آپکے احساس سے خود کو آزاد نہیں کر سکتا

آپ قید ہیں مجھ میں اور اس قید سے آزادی ناممکن۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی

میں آزاد ہونا بھی نہیں چاہتا بس آپ میں امر ہو جانا چاہتا ہوں

مجھے آپ سے والہانہ محبت ہے حاشر۔۔وہ اسے بتانے لگی

اچھا یہاں آئیں نا میرے پاس۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولا تھا

نہیں کوئی دیکھ لے گا۔۔۔وہ شرارت سے بولی تھی

بند کمرے میں ہمیں دیکھنے والا کوئی نہی۔۔۔۔حاشر نے آنکھ ونک کی تھی

دیواروں کی بھی آنکھیں ہوتی ہیں۔۔۔اس نے جیسے حاشر کو پتے کی بات بتائی تھی۔

ہاہا میری شہزادی۔۔۔۔۔۔۔دیواروں کے کان ہوتے ہیں آنکھیں نہیں ہیں

۔۔

حاشر آپ کچھ زیادہ اوور نہیں ہو رہے

عاریہ نے اسے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا تھا۔

آہہہ۔۔۔۔۔حاشر کے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی تھی شاید اسے کہیں درد اٹھا تھا

کیا ہوا ہے آپ ٹھیک ہیں حاشر۔۔۔۔وہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی تھی اور

اگلے ہی لمحے حاشر نے اسے ہاتھ سے کھینچ کر اپنے پاس بٹھایا تھا

جبکہ وہ تو اسکی چالاکی سمجھتی اسے گھورتی رہ گئی۔۔

جب اچانک دھڑام سے دروازہ کھولتی وہ ساری پلٹون اندر داخل ہوئی تھی

اور وہ کرنٹ کھا کر وہاں سے اٹھی تھی

ظالموں اگر نکاح کر ہی دیا ہے تو تھوڑی پرائیویسی ہی دے دو

انہیں اندر آتا دیکھ حاشر دانت پیستے بولا تھا

ہٹ بے عاشق کی اولاد۔۔۔۔۔۔۔

حنان نے اسکے زخمی پاوں پر تھپڑ مارا تھا

اوئیییییییییی۔۔۔۔۔۔۔

وہ چیخا تھا

مار دو مجھے مار دو۔۔۔۔۔درد سے کراہتا وہ خونخوار نظروں سے حنان کو گھورنے لگا۔۔۔۔

جبکہ ایمان اور آئزل اب عاریہ کو تنگ کر ہی تھیں اور وہ زچ ہو رہی تھی یونہیں ہنستے ہنساتے وہ لوگ کافی دیر باتیں کرتے رہے

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

چلو بچے بہت رات ہو گئی ہے ہمیں ابھی گھر چلنا چاہیئے ایمان آپ بھی چلیں میں راستے میں آپکو ڈراپ کرتا جاؤں گا۔۔

حنان نے کہا تو حاشر کو منہ بن گیا

کہاں لے جا رہے ہیں میری بیوی کو ابھی آدھا گھنٹہ پہلے تو ہمارا نکاح ہوا ہے

عاریہ آئزل اور ایمان اٹھ کھڑی ہوئی تھیں

جا آو مجنوں کی اولاد پہلے ٹھیک تو ہو لے پھر میری بیوی بیوی کرنا،،، تیری بیوی سے پہلے وہ میری بہن بھی ہے،،، اسکا خیال رکھنا ہمارے زمہ داری ہے سمجھ آئی۔۔

اسے گھوریوں سے نوازتا وہ انھیں لیے چل دیا۔۔

جبکہ حاشر تلملاتا رہ گیا

عاریہ اور آئزل کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد اب وہ ایمان کو گھر ڈراپ کرنے جا رہا تھا

ایمان کھڑکی سے باہر نظریں مرکوز کیے بیٹھی تھی

حنان کے کہنے پر پچھلی سیٹ سے اٹھتی وہ فرنٹ سیٹ پر آئی تھی

مگر اسکی زبان کو چپ لگی تھی

رات کو اسلام آباد کی روشن سڑکوں کا منظر بہت خوبصورت ہوتا ہے بس وہ

ساری راہ باہر ہی دیکھتی آئی تھی

ایمان اور وہ بھی چپ رہ لے یہ ناممکن تھا

حنان کو اسکی خاموشی چبھی تھی

ایمان۔۔۔!!!!!!!!حنان نے اسے پکارا تھا مگر ایمان نے کوئی تاثر نہ

دیا

آئے ایم سوری ایمان۔۔۔!!!!حنان پھر سے بولا

تھا

اب کی بار ایمان نے اپنی مکمل توجہ حنان کی جانب مرکوز کی تھی

سوری کس لیے ؟وہ سوال کر رہی تھی

میں نے آپکو اس دن بہت زیادہ ڈانٹ دیا نا۔۔۔۔

وہ اداسی سے بولا تھا

تو؟؟؟وہ کندھے اچکا گئی

میں جانتا ہوں آپ ناراض ہیں مجھ سے

سامنے ونڈو سکرین پر نظریں مرکوز کرتا وہ ڈرائیونگ کرتا بولا تھا

میں ناراض نہیں،، ناراض اپنوں سے ہوا جاتا ہے آپ میرے کچھ نہیں لگتے۔۔

وہ لاپرواہی سے بولی تھی

آنکھوں میں نمی تھی جسے اسنے مہارت سے چھپایا تھا

اب تو واضح تھا کہ وہ اس سے ناراض تھی

کیا میں واقعی آپکا کچھ نہیں لگتا؟؟ وہ افسوس سے بولا تھا

نہیں کوئی رشتہ نہیں میرا آپ سے۔۔۔۔۔ سر جھٹکتی وہ پھر سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

اور اگر میں رشتہ بنانا چاہوں تو؟؟ وہ نرمی سے بولا تھا

ایمان کا دل زور سے دھڑکا تھا

مجھے آپ سے کوئی رشتہ نہیں بنانا۔۔

مجھے آپ اچھے نہیں لگتے۔۔۔

وہ ناک پر غصہ چڑھائے بولی تھی

حنان نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی

اچھا ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔۔

حنان نے کہا تو وہ کچھ نہ بولی بدلے میں وہ بھی خاموش رہا

بد تمیز،، کھڑوس،، بے شرم انسان۔۔۔۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تھی

کیا آپ نے کچھ کہا؟؟

حنان نے پوچھا تھا

نہیں۔۔۔۔کچھ نہیں کہا میں نے۔۔۔۔

وہ جل کر بولی تھی اور اسلام آباد کی سڑکوں پر حنان کا قہقہ گونجا تھا وہ اسے گھورتی ہی رہ گئی تھی۔

اسے گھر ڈراپ کرتا وہ واپس آیا تھا بہت تھک گیا تھا اور سیدھا اپنے روم میں گیا تھا

بیڈ پر لیٹتے ہی وہ گہری نیندوں میں اتر گیا

❤️❤️❤️

گھر آتے ہی وہ دونوں سیدھا اپنے روم میں گئ تھیں۔
آئزل فریش ہونے گئ تھی جبکہ عاریہ دروازہ کھولتی ٹیرس پر آئی تھی
ٹھنڈی ہوا نے اسکا استقبال کیا تھا
وہ ہاسپٹل میں ہونے والی کاروائی یاد کرنے لگی
بے اختیار اسکے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی
اسنے سوچا ہی نہیں تھا کبھی کہ اسے حاشر ایسے بھی مل سکتا ہے
وہ تو سمجھ رہی تھی کہ اسنے حاشر کو کھو دیا
وہ ابھی سوچوں میں گم ٹیرس پر کھڑی تھی جب اسکی توجہ کمرے میں چلتے
فل والیم کے میوزک کی طرف مرکوز ہوئی تھی

آئزل نے فل آواز میں میوزک چلار کھا تھا

جیسا کہ کمرے ساؤنڈ پروف تھے آواز باہر نہیں جاسکتی تھی اس لیے اسنے فل والیم کے ساتھ میوزک ان کیا تھا۔۔

پیچھے باراتی
آگے بینڈ باجا
آیئے دلہے راجہ
گوری کھول دروازہ۔۔۔۔

آئزل ساتھ ساتھ گنگناتی ٹیرس پر سے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے گھسیٹ کر روم میں لائی تھی

اسنے کمرے کی لائیٹ آف کر دی تھی کیونکہ بوفے سے نکلتی رنگ برنگی
میوزک لائیٹس کمرے کو روشن کر رہی تھیں

عاریہ کے ہاتھ پکڑے وہ کپل ڈانس کر رہی تھی اسکے ساتھ
جبکہ فل میوزک میں عاریہ کو اپنے کان پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے
مگر آئزل تو جیسے ہوش میں ہی نہیں تھی۔۔

کیا کر رہی ہو آئزل بند کرو میوزک وہ بوفے بند کرنے جا ہی رہی تھی کہ
آئزل نے اسے واپس کھینچا تھا

خود بھی ڈانس کرتی اسے بھی اشارہ کیا تھا
شادی ہو گئی ہے آپی آپکی تھوڑا سا خوش ہو جائیں ناچیں جھومیں گائیں
خوشیاں منائیں

وہ اسکا ہاتھ پکڑے زبردستی اس سے ڈانس کروا رہی تھی

جبکہ عاریہ کو غصہ آیا اسنے ایک دم آئزل کو دھکا دیا وہ بیڈ پر جا گری تھی
اور اگلے ہی لمحے مینڈک کی طرح اچھلتی ہوئی وہ بیڈ پر کھڑی ہوئی تھی تکیہ
اٹھاتے وہ اسے سر کے اوپر سے تیزی سے گھماتی ڈھمکے لگا رہی تھی

اوئے ہوئے اوئے ہوئے آپی کی شادی آپی کی شادی۔۔
عاریہ کو اسکی حرکت پر مزید چڑھی تھی

دوسرا تکیہ اٹھاتے اسنے زور س آئزل کو دے مارا تھا جو جا کر آئزل کے سر پر
لگا تھا

وہ دھڑام سے بیڈ پر گری تھی اسکے بال بکھرے تھے
اگلے ہی لمحے اٹھتے ہوئے اسنے اپنے ہاتھ میں پکڑا تکیہ عاریہ کو دے مارا تھا یہ
الگ بات تھی کہ اسے لگا نہیں تھا

پاگل عورت میرا شوہر ہسپتال میں پڑا ہے اور تجھے ناچنے کا شوق چڑھا ہے

بوفے بند کرتی وہ اب اسکے اوپر چڑھ دوڑی تھی
نکاح ہوا ہے نا اس لیے۔۔۔۔۔

وہ کھسیانی سی ہنسی تھی
نہیں نکاح میرا ہوا ہے اور تمہیں کیوں اتنی خوشی ہو رہی ہے ہاں۔۔۔۔

وہ اسے گھورتی بولی تھی

ارے آپی فائنلی میری جان چھوٹ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔اپ سے
آہ سکون میں اس بڑے س گھر میں رہوں گی اکیلا کمرہ۔۔۔
کہیں بھی چڑیل نہیں ہو گی۔

باہوں کو پھیلائے وہ پورے کمرے میں گھومتی بول رہی تھی
تمہیں تو میں بتاتی ہوں بیٹا تمہارا جینا حرام نہ کر دیا تو میرا نام بھی عاریہ نہیں

۔وہ اسکی جانب لپکی تھی اور اگلے ہی لمحے آئزل دروازہ کھولتی باہر تھی جبکہ عاریہ اسکے پیچھے

❤️❤️

اندھیری رات میں ہر طرف سناٹا ہی سناٹا
تھا ہر طرف ہو کا عالم تھا موت سی خاموشی تھی جنگل کے خونخوار جانوروں کی آوازیں قریب سے آتی محسوس ہو رہی تھیں ایسا لگتا تھا جیسے موت بالکل قریب کھڑی ہے

مکمل اندھیرا بادلوں کی اوٹ میں چاند چھپ چکا تھا
وہ بمشکل اندھیرے میں چل رہا تھا۔۔۔۔
شاید اسے کچھ دکھائی دے رہا تھا

جھاڑی دار آسمان کو چھوتے بھیانک درختوں کی قطار کے درمیان وہ چلتا جا رہا تھا

ہاتھ بار بار کانوں میں لگے ائیر پیس پر لگاتا
ایک جگہ وہ رکا تھا کیونکہ اسکو محسوس ہوا تھا کہ کوئی اس کے پیچھے ہے

اسنے ڈرتے ڈرتے گردن کو ہلکا ہلکا پیچھے کی جانب موو کرنا شروع کر دیا
پاکٹ سے گن کو نکالتے اب وہ پھرتی سے پلٹتا اپنے پیچھے آنے والے شخص پر بندوق تان چکا تھا

اور اگلے ہی لمحے اس نے وہ بندوق واپس رکھی تھی کیونکہ وہاں اسکا ساتھی کھڑا تھا

۔

انہوں نے دوبارہ سے چلنا شروع کیا اور مسلسل ادھر ادھر باریک بینی سے دیکھتے ہوئے چلتے رہے

وہ تقریباً دو گھنٹوں سے اس خونخوار جنگل میں بھٹک رہے تھے اک سراغ کی تلاش میں مگر افسوس وہ خالی ہاتھ لوٹے تھے۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️

حاشر سوچکا تھا توحیدر کی بھی آنکھ لگ گئی تھی

اور سعد ہلکے ہلکے قدم دھرتا پہلے کمرے سے باہر اور پھر ہسپتال سے ہی باہر نکل چکا تھا

بے اختیار اسنے ٹھنڈی ہوا میں سانس لیا اور اگلے چند سیکنڈز تک اپنے ہاتھوں پر گلوز چڑھائے وہ اپنے قدم ایک منزل کی جانب بڑھا لے گیا۔۔

سیاہ ساڑھی کا پلو سنبھالتی جھمکا درست کرتی گہری مہرون رنگ کی لپسٹک لگائے اتنے دنوں بعد آج وہ اس طرح تیار ہوئی تھی یا یہ کہنا بہتر تھا کہ اتنے دنوں بعد اس نے ساڑھی پہنی تھی

کیا تم کہیں جا رہی ہو لیڈی؟؟

پیچھے سے بھاری مردانہ آواز سنتی وہ پلٹی تھی

جیسے ہی وہ پلٹی تھی سعد کو اپنا دل زور سے دھڑکتا محسوس ہوا

اسنے آج تک اتنی حسین عورت نہیں دیکھی تھی یا یہ نظروں کا کمال تھا
سعد کو دیکھ اسنے بھوئیں اچکائی تھیں

تم رات کو اس وقت میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟؟ سوال کیا گیا۔۔
میں کھڑکی سے آیا ہوں؟؟

وہ ہنسا تھا

تم چاہے جہنم سے آؤ آئے ڈونٹ کیئر یہ بتاؤ کیوں آئے ہو۔
وہ ناک پر غصہ چڑھائے بولی تھی
آہاں۔۔۔۔کام کوئی نہیں۔۔

دیوانے کو فقط حسینہ سے مطلب ہے۔
وہ آنکھ ونک کرتا بولا تھا

فلرٹ کر رہے ہو؟؟زائشہ نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا

وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے قریب آئی تھی جہاں وہ کھڑا تھا جیسے جیسے وہ اسکے قریب آرہی تھی اسے اپنی سانسیں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئ تھیں

فلرٹ ہی سمجھو،،،خود کو نارمل کرتا وہ کندھے اچکا گیا

ابھی تم چھوٹے ہو۔۔۔۔وہ شرارتی سے لہجے میں بولی تھی

جھوٹ مت بولو تم سے عمر میں بڑا ہوں میں۔

وہ اسکا جھوٹ پکڑتے بولا تھا

کیا تمہیں میری عمر معلوم ہے؟

وہ حیران ہوئی

ہاں معلوم ہے۔۔۔۔اسنے اقرار کیا

اوہ اچھا۔۔۔وہ سمجھتی ہوئے سر ہلا گئی

میں نے تمہیں بزنس ٹائیکون حیدر علی سکندر نے گھر سے نکلتے دیکھا تھا تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم وہاں کیا کر رہی تھی۔؟

سعد نے نہایت ہی حق سے سوال کیا

تمہارے اس سوال پر تمہاری جان خطرے میں پڑ سکتی ہے ینگ بوائے مگر چلو بتا ہی دیتی ہوں

میں اس سے ملنے گئی تھی۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ لہجے میں گویا ہوا

پھر ہوئی ملاقات؟؟

سعد نے پوچھا۔۔

ہم تو محبوب کو دیکھ لینے کو ہی ملاقات سمجھ لیتے ہیں
بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی وہ سرد آہ بھرتی بولی تھی
اور سعد کا دل پر بھر کو تھما تھا

وہ جب بھی اسکے سامنے ہوتی تھی اسکی دھڑکنوں کی رفتار کبھی بڑھ جایا کرتی تھی تو کبھی بالکل سلو موشن اور کبھی تو دل دھڑکنا بھی بند ہو جاتا تھا

سیاہ سرمے سے لبریز بڑی بڑی آنکھوں اٹھا کر اسنے سعد کو دیکھا
اسے مسلسل محو ہو کر خود کہ جانب دیکھتے پا کر زائشہ نے اسکے بازو پر چٹکی کاٹی تھی

اس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس تو آیا تھا مگر نازک لڑکیوں کی طرح درد سے ہر گز نہیں چلایا تھا

تم وہاں کیا کر رہے تھے؟؟

اچانک یاد آنے پر زائشہ نے پوچھا تھا

میں وہاں نہیں تھا میں تو بس ان کے گھر کے سامنے سے گزر رہا تھا

کیا تم بھول رہی ہو تم نے ہی مجھے اس کام پر لگایا ہے کہ میں تمہیں تمہارے محبوب کی ایک ایک حرکت کے بارے میں آگاہ کرتا رہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔وہ لفظ محبوب پر زور دیتے بولا تھا

مگر زائشہ نے کوئی تاثر نہ دیا۔

میں اسکے آفس گئی تھی مگر اس نے مجھے یہ کہہ کر آفس سے نکال دیا کہ مجھ میں مینرز نہیں ہیں۔۔۔۔۔،،نہ جانے کیوں وہ یہ سب اسے بتا رہی تھی

کیاایسا ہے ؟؟ وہ سیریس ہوا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔وہ باہر دیکھتی بولی تھی

تو تمہیں مینرز سیکھ لینے چاہیئے۔۔۔۔۔۔سعد نے اسے مشورہ دیا تھا

ہاں اب تو سیکھنے پڑیں گے۔۔۔۔۔وہ ہنسی تھی

کیا تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے ینگ لیڈی؟؟؟؟

سعد نے سوال کیا

معلوم نہیں۔،،،،،وہ کندھے اچکا گئی

دماغ کہا کہتا ہے ؟؟؟

صرف اسے سوچنا چاہتا ہے۔۔۔۔

وہ ایک غیر مری نقطے پر نظریں مرکوز کیے بولی تھی

دل کیا کہتا ہے ؟؟؟

اسکی طرف دیکھتے وہ بولا

دل بس اسکا دیدار چاہتا ہے۔۔۔۔؟؟اسکی نظریں پلٹی تھیں

اور تم کیا کہتی ہو؟

آخری سوال!!!!!!!!؟

میں بس اسکی محبت چاہتی ہوں

واہ۔۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے تالی بجا گیا

مش زائشہ مرزا خان کو محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔وہ ہنسا تھا مگر اسکا دل جلا تھا

میرے کام کے پیسے مجھے کل تک پہنچا دینا میں اب دوبارہ تمہارے لیے کوئی بھی ایسا کام نہیں کروں گا

وہ اسے واضح منع کر چکا تھا

بس ایک جرم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سعد۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بعد ہمارے رستے الگ

وہ ہاتھ کھڑے کرتی بولی تھی

کیا ہمارے رستے صرف کرائمز کی حد تک جڑے تھے

اسے افسوس ہوا

یہیں سمجھو۔۔۔۔وہ لاپرواہ انداز میں بولی تھی

ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے کل شام میں تمہارے آفس آؤں گا

اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ یہ آخری کرائم کروں تو تمہیں میری

ایک شرط ماننی ہو گی۔۔۔۔۔

کیسی شرط؟؟وہ حیران ہوئی

یہ میں تمہیں کل ہی بتاؤں گا

اتنا کہتا وہ کھڑکی سے واپس نیچے کودا تھا۔۔
عجیب پاگل۔۔۔۔ سر جھٹکتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️

ماما حاشر بھائی اور عاریہ کا نکاح ہو گیا ہے۔

۔

حیدر نے ڈرائیور بھیجا تھا اور ساتھ میں ایمان کو پیغام بھی کہ مولوی وہ ساتھ لائے

ثمینہ بیگم سمجھیں کہ کوئی کام تھا وہاں اس لیے انہوں نے ایمان کو بلوا بھیجا

--

اب جب وہ واپس آئی تھی تو ثمینہ بیگم ٹی وی لاونج میں بیٹھی حاشر کے لیے تسبیح کر رہی تھیں

ایمان انکے پاس جا بیٹھی اور انہیں کان میں بتانے لگی

ایمان یہ کوئی وقت ہے مزاق کا۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے ڈپٹا تھا

ماما میں سچ کہہ رہی ہوں بھائی کا نکاح ہو گیا ہے میرے سامنے۔۔۔۔۔ میں خود مولی صاحب کو لے گئی تھی۔

ایمان نے انھیں یقین دلانا چاہا مگر ثمینہ بیگم کو یقین کہاں آ رہا تھا انہیں لگا ایمان مزاق کر رہی ہے

اچھا رکیں میں آپکو کچھ دکھاتی ہوں

وہ موبائل لیے تھوڑا آگے کو جھکی تھی

اور موبائل کی سکرین پر ثمینہ بیگم نے دیکھا کہ سرخ چندری جو انکے ہی
نکاح کی تھی عاریہ نے گھنگھٹ کی صورت اوڑھ رکھی تھی

حاشر بیڈ پر نیم دراز سا سر جھکائے ہوا تھا

مولوی صاحب درمیان میں بیٹھے تھے حیدر اور حنان عاریہ کے پاس جبکہ
سعد حاشر کے پاس کھڑا تھا
ثمینہ بیگم تو ہکا بکا رہ گئیں
یہ کیا تھا ایمان؟؟؟

وہ جتنا حیران ہو سکتی تھی ہوئی تھیں

حیدر بھائی نے نکاح کروایا رخصتی تو پھر کبھی۔۔۔۔۔۔

جبکہ ثمینہ بیگم کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کیا بولیں



صبح کا سورج ایک نئے دن کا آغاز کرتا طلوع ہوا بادل چھٹ چکے تھے اب واضح اجالا تھا

حنان اور آئزل یونیورسٹی چلے گئے تھے حاشر اب کچھ بہتر تھا عاریہ کو صبح صبح حنان حاشر کے پاس چھوڑ گیا تھا

حیدر اور سعد پہلے گھر گئے وہاں سے فریش ہو کر وہ آفس آئے تھے

سعد اپنے کیبن میں بیٹھا کوئی فائلز چیک کر رہا تھا جب حیدر اندر آیا

کیا ہوا بڈی۔۔۔۔۔ سعد نے فائل سے سر اٹھاتے اسے دیکھا تھا۔

ایک بات بتا۔۔۔۔۔ حیدر وہیں کھڑا کھڑا بولا تھا

ہاں پوچھ۔۔۔۔۔۔۔۔ سعد کو تجسس ہوا

رات کو ہاسپٹل سے کہاں گیا تھا؟؟

حیدر نے پوچھا تو وہ لمحے بھر کے لیے حیران ہوا پھر خود کو نارمل کرتا فائل ٹیبل پر رکھتے سیدھا ہوا تھا

کہیں نہیں یار بس بھوک سی محسوس ہوئی تھی تو باہر چلا آیا۔۔

اسنے صفائی سے جھوٹ بولا تھا

جھوٹ مت بولو سعد مجھے بتاؤ کہاں گئے تھے۔

حیدر نے اب چہرے پر سنجیدگی سجائی تھی۔۔

تو سو رہا تھا تجھے کیسے پتا۔۔۔۔۔۔وہ الٹا اس سے سوال کرنے لگا

سو رہا تھا مر نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔۔حیدر سخت لہجے میں بولا تھا

میں زائشہ کے گھر گیا تھا۔

سعد نے آنکھیں مینچیں تھیں وہ اب حیدر سے کچھ نہیں چھپا سکتا تھا

کون زائشہ۔۔۔۔اسنے بھوئیں اچکائی تھیں

اوہ۔۔۔۔۔زائشہ مرزا خان۔۔۔۔۔۔حیدر حیران ہوا تھا

تم اسے کیسے جانتے ہو اور اتنی رات کو اس سے ملنے کیوں گئے تھے

وہ اب سہی غصے میں لگ رہا تھا۔۔۔

سعد نے سر جھکایا تھا۔۔۔کیا وہ حیدر کو سب کچھ سچ سچ بتادے۔۔۔۔۔وہ

دل ہی دل میں خود سے پوچھ رہا تھا

سعد تو بتا رہا ہے یا پھر میں تجھے حاشر کی طرح مار مار کر تیری عقل واپس لاؤں

آفس کا خیال کرتے وہ دباد با چلایا تھا

بتاتا ہوں۔۔۔ سعد نے حامی بھری تھی

ہم دونوں ایک حادثے میں ملے تھے

اسلام آباد کی سڑکوں پر ہلکی ہلکی بارش برس کر اب تھم چکی تھی۔۔۔۔۔ سڑکیں ابھی گیلی تھیں۔۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں ۔۔درختوں کے پتوں کا شور ارد گرد پھیلا ہوا تھا

ایسے میں وہ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتا سر جھکائے چلتا جارہا تھا۔۔دائیں بائیں دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔۔۔اسکی چال میں روانی تھی وہ بغیر رکے تیز تیز قدم بڑھاتا چلتا جارہا تھا

اسے محسوس ہوا کوئ

اسکے پیچھے ہے مگر وہ پھر بھی رکا نہیں نہ ہی اس نے پلٹ کر دیکھا کیونکہ

" "جو پلٹ کر دیکھتا ہے وہ وہیں منجمد ہو جاتا ہے

اسکے پیچھے اب قدموں میں آواز بڑھتی جارہی تھی۔۔

اس کے قدموں میں تیزی آئ تھی۔۔۔۔۔۔بارش کا پانی جگہ جگہ سڑک کے کڈھوں میں جمع تھا ان سے بچتا وہ کبھی دائیں طرف ہوتا تو کبھی بائیں طرف۔۔۔۔وہ جس طرف جاتا پیچھا کرنے والا شخص اسی طرف جاتا۔

اسکے سکس سنسز نے کچھ کلک کیا تھا

وہ اپنے چلنے کی رفتار اب سست کر گیا تھا۔۔۔

سست قدموں سے وہ تھوڑا سا ہی آگے چلا تھا کہ اچانک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اسنے ٹرن لیا تھا۔۔

مقابل جو اسکا پیچھا کر رہا تھا ایک دم اسکے یوں مڑنے پر بوکھلایا تھا۔
اس نے پھرتی سے اپنی گلوز پہنے ہاتھوں سے اسکی گردن دبوچی تھی
۔۔مقابل کچھ اقدامات اٹھاتا وہ پہلے ہی اسکی گردن کی مخصوص نس دباتا
اسے وہی ڈھیر کر چکا تھا

کسی نے اسکا یہ عمل نوٹ تک نہ کیا تھا وہ اتنی صفائی سے کام کرتا تھا۔۔
لاش کو وہیں چھوڑتا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔اسنے اپنے گلوز اتارے تھے۔۔
چلتے چلتے جیب سے لائٹر نکالتے اسنے بٹن کلک کر کے آگ جلائی تھی
اور اس لائٹر کی آگ سے وہ اپنے گلوز جلاتا انکی خاک ہوا میں اڑا چکا تھا۔
وہ واپس اب اپنے گھر کی راہ چل دیا تھا۔۔

مگر یہ کیا اسے ٹریپ کرنے کی مکمل تیاری کی گئی تھی

سہی معنوں میں اسکے اوسان تب خطا ہوئے جب اسے اپنے پیچھے پولیس کی

گاڑی کا سائرن سنائی دیا

اور اگلے ہی لمحے وہ بھاگا تھا

پولیس کے آدمی اسکے پیچھے بھاگے تھے

سب لوگ انہیں دیکھنے والے تھے سڑک پر عجیب تماشہ سا بن گیا تھا

وہ مسلسل بھاگ رہا تھا اور پولیس کے لوگ اسکے پیچھے بھاگ رہے تھے

دونوں میں سے کسی کی رفتار سست تھی ایک چیتا تھا تو مقابل شیر

سعد نے ٹرن لیا اور ایک پتلی گلی میں جا گھسا

اس سے پہلے کے پولیس کے آدمی وہاں تک اس گلی میں گھستے ایک پرانے

طرز کا لکڑی کا دروازہ کھلتا ہے اسے اندر غائب کر لیا جاتا ہے

سعد نے دیکھا ایک لڑکی جس نے سفید ساڑھی پہن رکھی ہے ہیلز کے ساتھ ہلکا پھلکا میکپ کیے گہری مہرون لپ سٹک لگائے وہ اب دروازہ اندر سے لاک کر چکی تھی

مجھے خبر ملی چکی تھی کہ تم ایک قتل کر کے بھاگے ہو۔۔۔۔۔۔وہ بولی تو انداز شیطانی تھا۔۔۔۔ہاتھ جھاڑتی وہ اسکی جانب بڑھی تھی

تم ہو کون۔۔۔۔۔سعد نے بھوئیں اچکائی تھیں۔۔۔

میں زائشہ مرزا خان ہوں۔۔

مرزا پیلس کی اکلوتی وارث۔۔۔۔۔۔ورڈز بیسٹ بزنس وومین۔۔۔۔کرائم کی دنیا کی ملکہ۔۔۔۔۔

تو میں کیا کروں۔۔؟؟

وہ کندھے اچکاتا بولا تھا

میں چاہوں تو واپس ابھی تمہیں پولیس کی حوالے کر سکتی ہوں میں تمہیں بچایا تم میرا احسان سمجھو اور سب سے پہلے اپنے لہجے کو نارمل رکھو۔۔۔۔
وہ انتہائی سنجیدہ مزاج لڑکی لگی تھی سعد کو۔۔

اس نے اسے پولیس سے بچایا تھا۔۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اپنا انداز نرم کرنا پڑا۔۔

چاہتی کیا ہو۔۔۔۔۔ سعد نے سوال کیا تھا

میں یہ چاہتی ہوں کہ ۔۔۔۔۔۔

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

وہ سن سکتی تھی کہ دروازے کے پار پولیس کے بھاری جوتوں کی آواز ہے۔۔

بولو بھی چپ کیوں ہو گئ۔۔۔۔۔۔

!!!!!!شششششش۔

زائشہ نے اسکے لبوں پر انگلی رکھی تھی اور وہ وہیں ساکت ہوا تھا

انگلی ہٹاتی وہ اب کان لگائے کھڑی تھی دروازے سے

باہر پولیس ہے،،،وہ سرگوشی میں بولی تھی۔

سعد نے بے اختیار اپنے لبوں پر ہاتھ رکھا جہاں کچھ دیر پہلے زائشہ نے انگلی رکھی تھی

کچھ دیر وہ یونہیں کان لگائے باہر ہونی والی سرگرمی کو محسوس کرنے کی کوشش کرتی رہی

جب اسے یقین ہو گیا کہ باہر اب کوئی خطرہ نہیں تو وہ واپس پلٹی تھی۔۔۔

اب بولو۔۔۔۔۔اس نے پھر سے وہی سوال دہرایا تھا

شکل سے بہت سمجھدار لگتے ہو۔۔۔۔

مجھ سے دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ۔۔۔میرے لیے کام کرو یقین کرو مالا مال ہو جاؤ گے

اوہ۔۔۔!!!اگر میں ایسا نہ کروں تو؟؟؟

تو میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گی

ویسے کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ پولیس والوں سے نمٹنا بھی اچھے سے جانتا تھا مگر وہ جیل نہیں جانا چاہتا تھا

اپنے گھر والوں پر بدنامی مسلط نہیں کرنا چاہتا تھا اسکی ایک بہن بھی تھی یہی سوچ اس سب پر حاوی ہو گئی۔

ٹھیک ہے،،اور اس نے حامی بھری تھی۔۔۔

وہ خیالوں کی دنیا سے چونکا تھا

میں دن بدن اسکے ساتھ مختلف قسم کے جرائم کرتا رہا وہ مجھے پیسے دیتی رہی
مجھے ڈر رہا کہ یہ مجھے پولیس کے حوالے نہ کر دے۔۔

میں کئی عرصے تک اسکے ساتھ کام کرتا رہا
وہ بتا رہا تھا اور حیدر ماتھے پر بل چڑھائے سن رہا تھا
جب مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس واقع کو کافی عرصہ گزر چکا ہے میں بھی
زائشہ کے ساتھ ایڈجسٹ ہو گیا

یقین کرو حیدر مجھے اس عورت سے جتنی شدید نفرت تھی نا آج اتنی ہی
شدید محبت ہے
وہ بے بسی سے بولا تھا اور حیدر کا غصہ حیرت میں بدلا تھا

اتناسب کچھ ہو گیا اسے پتا ہی نہیں

سعد نہ جانے کب اسکی محبت میں مبتلا ہوا اسے پتا ہی نہیں چلا

جب محبت ہونے لگتی ہے نا تو انسان کو پتا ہی نہیں چلتا اور جب وہ محبت "
شدت اختیار کر لیتی ہے تو پھر انسان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہاں اسنے تو
" موت کو گلے لگایا ہے

وہ میرے لیے وبال جان بنتی جا رہی ہے

اسنے اپنے بال نوچے تھے

میں اسکی آنکھوں میں خود کو ڈوبتا محسوس کرتا ہوں۔۔

اسنے سر ہاتھوں میں گرایا تھا

حیدر ساکت ہوا تھا

میں اعتراف کرتا ہوں مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ مجھے ٹھکرا دے گی

وہ ہنسا تھا وہ بے بسی سے ہنسا تھا

حیدر کو تو کچھ سمجھ نہی آ رہا تھا وہ کیا بولے۔۔۔

تاسف سے سر ہلاتا وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

گھر جا رہا ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔ تھک گیا ہوں میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔

سب سنبھال لینا۔۔۔۔ سنجیدہ لہجے میں کہتا وہ وہاں سے واک آوٹ کر گیا

وہ چلا گیا تب بھی سعد نے سر اٹھا کر نہ دیکھا تھا

آج یہ اعتراف اس نے صرف حیدر کے سامنے نہیں کیا تھا بلکہ آج یہ

اعتراف اسنے خود سے بھی کیا تھا

جو اسے بھاری پڑنے والا تھا

میں۔۔۔میں تو۔۔۔اس سے نفرت کرتا تھا،،،اس۔۔نے مجھے گناہوں کی

دلدل میں دھکیلا،،، مجھ سے جرم کروائے،،،،

مجھے تو اس سے شدید نفرت ہونی چاہیئے تھی

!!!!پھر یہ محبت۔؟؟؟؟؟

یہ محبت کہاں سے آگئی!!!!!!؟؟؟؟؟

کہاں سے آتی ہے یہ محبت۔۔۔۔۔!!!!!!؟؟؟

وہ بے بسی سے سوچتا رہ گیا۔۔

❤️❤️❤️

حاشر لیٹا تھا عاریہ اسکے پاس بیٹھی تھی۔۔نکھرے نکھرے روپ میں آج

وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی

آپ کی خدمت کرنے آئی ہوں۔۔۔۔وہ ہنسی تھی

رہنے دیں آپ خود اتنی سی ہیں میری کیا خدمت کریں گی۔۔۔۔ تھک جائیں گی آپ بس میرے پاس بیٹھیں۔

وہ پیار سے اسے اپنے پاس بٹھاتے بولا تھا

آپ کو کہیں درد تو نہیں ہو رہا نا؟؟ عاریہ نے فکر مندی سے پوچھا تھا

ہو رہا تھا مگر اب نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔ وہ شرارتی لہجے میں بولا تھا

اب کیوں نہیں ہو رہا؟؟؟ عاریہ نے پوچھا تھا

اب آپ میرے پاس ہیں نا اس لیے۔۔۔۔۔۔

حاشر نے اسکے گال پر چٹکی کاٹی تھی

اوہ اچھا اچھا۔۔۔۔ وہ سمجھتے ہوئے سر ہلاتی۔

اب میں کیا بولوں۔۔۔۔۔۔ عاریہ کی نظریں جھکی تھیں

آپ کچھ نہ بولیں میرے سامنے بیٹھی رہیں میں بس آپکو دیکھوں گا

حاشر نے اس کا ہاتھ تھاما تھا

ڈاکٹرز آپکو کب ڈسچارج کریں گے ؟؟؟اپنے ہاتھوں پر اسکی مظبوط گرفت محسوس کرتی وہ بولی تھی

پتا نہیں۔۔۔ کہہ رہے تھے ایک دو دن تک کر دیں گے ڈسچارج،، آپکو پتا ہے میں تھک گیا ہوں یہاں لیٹے لیٹے اب میں کافی بہتر ہوں گھر جانا چاہتا ہوں

وہ اسے بتا رہا تھا

نہیں ابھی آپکا زخم تازہ ہے اور پاؤں بھی ابھی آپ صحیح سے موو نہیں کر سکتے اور بھی جو آپکو چوٹیں آئی ہیں وہ کچھ بہتر ہیں زیادہ نہیں ابھی آپکو ایک دو مہینے مکمل ریسٹ کرنا ہو گا۔۔۔تاکہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں۔

عاریہ اسے سمجھا رہی تھی

ہاتھ ابھی بھی حاشر کے ہاتھوں کی گرفت میں تھا

وہ جو اسے دیکھ کر نظریں جھکا لیا کرتا تھا آج جب اسے حق مل گیا تھا تو وہ اسکی طرف سے نظریں ہٹا ہی نہیں رہا تھا

جب میں ٹھیک ہو جاؤں گا تو پتا ہے سب سے پہلے کیا کام کروں گا۔۔۔۔۔

اس نے عاریہ سے پوچھا تھا عاریہ سوچ میں پڑ گئ

اممممم رکیں مجھے گیس کرنے دیں۔،،،وہ کچھ سوچنے لگی۔۔۔

آپ سب سے پہلے ہمارے گھر آئیں گے۔۔۔وہ جھٹ سے بولی تھی

ہاں آپکے گھر آؤں گا اور آپکو لے کر جاؤں گا۔۔

وہ شرمائی تھی۔۔۔۔

ہائے عاریہ آپکو شرم بھی آتی ہے۔۔۔۔۔

نہیں آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے میں بے شرم ہوں۔

اسے صدمہ ہوا۔۔۔غصے سے وہ بولی تھی

میں نے ایسا کب کہا۔۔۔وہ حیران ہوا

مطلب تو یہی تھا۔۔۔۔۔آپ شوہر لوگ جو ہوتے ہیں ناوہ ڈھکے چھپے لفظوں میں بیویوں کو بڑے طعنے دے جاتے ہیں مگر میں بھی عاریہ علی سکندر ہوں آپ نامیرے ساتھ یہ چالاکیاں نہ کیا کریں۔۔۔وہ اپنے ٹون میں واپس آئی تھی

اللہ اللہ یہ میری اچھی خاصی بیوی کو کیا ہو گیا ہے

وہ تو اسکے رئیکٹ پر ہکا بکا رہ گیا

عاریہ۔۔۔۔۔وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا جا رہا تھا

بس بس اب مجھے نہ سمجھائیں مجھے سب سمجھ میں آتا ہے معصوم نہیں ہوں میں۔ سمجھ گئی تھی آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

اس سے ہاتھ چھڑواتی وہ صوفے پر جا کر بیٹھی تھی

کیا ہو گیا ہے،،،نئی نویلی دلہن سے ڈائن کیوں بن گئی ہیں؟؟؟؟وہ پوچھ رہا تھا

آپ شکر کریں کہ زخمی حالت میں ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑے ہیں
!!! ورنہ آپکو اچھے سے بتاتی ہنہہ
سر جھٹکتی وہ دوسری طرف رخ موڑ گئی۔۔۔

حاشر تو اپنی حیرت کی تاب نہ لا رہا تھا
اللہ توبہ عاریہ۔۔۔۔۔!!! وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا رہ گیا
ظالم بیوی۔۔۔۔۔ وہ افسوس سے بولا تھا
جب کہ عاریہ دوسری طرف منہ کیے دبی دبی ہنس رہی تھی

❤️❤️❤️

حنان یونیورسٹی پہنچا تو وہ ایمان کو دیکھ چکا تھا اسے اگنور کرتا وہ کلاس میں لیکچر دینے چلا گیا تھا

ایمان نے اسے دیکھا تھا کہ وہ اسے اگنور کلاس میں چلا گیا ہے

اسکے دل میں ٹھیس سی اٹھی تھی

سر جھٹکتی وہ کیفے ٹیریا کی جانب چل دی۔۔۔

وہاں بیٹھے اسنے برگر اور کافی کا مگ آرڈر کیا تھا

آئزل اسے ڈھونڈتی ڈھونڈتی وہاں آئی تھی

اسلام علیکم آپی۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے والی چیئر پر آکر بیٹھی تھی

کیسی ہیں آپی۔۔۔۔۔؟

آئزل نے پوچھا تھا

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔وہ مسکرائے بغیر بولی تھی۔

کیا ہوا ہے ایمان آپی؟؟

اتنا پوچھنا تھا کہ وہ جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی لپالپ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی اور وہ زار و قطار رونے لگی

اسکے اس طرح رونے سے آئزل کے تو ہاتھ پیر پھول گئے تھے

ایمان آپی کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھتی اسکے پاس آئی تھی

اب حاشر بھائی ٹھیک ہیں آپی عاریہ ہیں نا انکے پاس آپ پلیز پریشان نہ ہوں روئیں مت

میں۔۔حاشر بھائی کی وجہ سے نہیں رو رہی اسنے روتے ہوئے بتایا تھا

پھر کیوں رو رہی ہیں بتائیں مجھے کیا ہوا ہے آپی۔۔۔

آئزل اچھی خاصی پریشان ہو چکی تھی

وہ۔۔۔حنان نے مجھے۔۔۔بہت ڈانٹا،،بہت زیادہ ڈانٹا۔

وہ بہت برے ہیں۔۔۔انکا۔۔جب دل کرتا ہے مجھے بری طرح اگنور کر دیتے ہیں اور جب دل کرتا ہے بات کرنے لگتے ہیں

کیا میری کوئی فیلنگز نہیں ہیں۔۔۔۔ابھی بھی انہوں نے مجھے اگنور کیا۔۔۔

وہ سسکیوں سے روتی بتانے لگی

کیا بولا ہے آپکو بھائی نے کیوں ڈانٹا ہے؟؟

وہ حیران ہوئی۔۔۔۔۔

ایمان نے اسے سب بتایا تھا۔۔۔۔

ہاا ایہ تو بہت غلط بات ہے۔۔۔آپ رونا بند کریں میں اچھے سے بھائی کی ڈانٹ لگاؤں گی ایسے کیسے ڈانٹ دیا ہماری اتنی پیاری دوست کو

چلیں میرے ساتھ کہاں ہیں بھائی بتائیں مجھے۔۔

کلاس میں ہیں۔۔۔۔آنسو صاف کرتی وہ معصومیت سے بولی تھی۔

رکھیں زرا میں بھائی کو ابھی یہاں بلاتی ہوں انکی خیر نہیں۔

آئزل نے حنان کو ٹیکسٹ کیا کہ فوراً کیفے میں آئے۔۔۔اور خود وہاں سے ہٹ کر ایک طرف کھڑی ہوئی تھیں

وہ جو وائٹ بورڈ پر کچھ لکھ رہا تھا موبائل رنگ ہونے پر پاکٹ سے موبائل نکال کر دیکھنے لگا

آئزل کا ٹیکسٹ دیکھ وہ کلاس کو دس منٹ تک آنے کا کہتا کیفے ٹیریا کی جانب بڑھا تھا

تقریباً پانچ منٹ میں وہ وہاں پہنچا تھا مگر آئزل اسے کہیں دکھائی نہ دی تھی

---

oooooooooooooooooooo

اوئے دیکھو حنان سر کیفے میں آگئے ہیں۔

آئزل ایمان کے ساتھ باہر کھڑی تھی جب کیفے ٹیریا میں کام کرتا ہوا چھوٹا بچا باہر آیا تو وہ اس سے مخاطب ہوئی تھی

وہ جی وہ کیفے میں ہیں۔۔۔۔۔۔بچے نے بتایا تھا

اچھا جی تو کیفے میں آ چکے ہیں بھیا

ایمان کا ہاتھ تھامتی وہ کیفے ٹیریا میں داخل ہوئی تھی

انہیں ساتھ آتا دیکھ حنان کے اوسان خطا ہوئے تھے

کیا کچھ ہونے والا تھا؟؟اسنے دل ہی دل میں خود سے پوچھا تھا

میرے بھیا آپ کو چھپنے کیلئے کوئی ایسی جگہ ڈھونڈنی چاہیے جہاں آئزل علی سکندر کی نظر نہ پڑے آپ نے اتنا بڑا جرم کیا ہے اور آپ کو لگا آپ پکڑے نہیں جائیں گے

لیکن افسوس ایمان آپی نے مجھے سب بتا دیا۔

شرافت سے اٹھ کر کھڑے ہو جائیں

وہ جو کرسی پر بیٹھا تھا آئزل کے کہنے پر ہکا بکا اٹھ کھڑا ہوا

آئزل پاس رکھی کرسی کو گھسیٹتے اس پر بیٹھی تھی کیفے ٹیریا میں اس وقت زیادہ لوگ نہیں تھے کیونکہ تقریباً سبھی کی کلاسس اسٹارٹ تھیں۔

لیکن میں نے کیا، کیا ہے۔۔۔۔۔وہ منہ بناتا بولا تھا

آپ نے ایمان کو ڈانٹا ہے بھائی۔۔۔وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتی ہی

دیکھیں آئزل اس میں میری غلطی نہیں ہے میں نے کچھ نہیں کیا ایمان حرکتیں ہی ایسی کرتی ہے

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ مجرم ہے اور کٹہرے میں کھڑا ہے

ہاں تو پھر بھی آپ نے کیوں ڈانٹا ہے وہ مصنوعی غصے سے بولی تھی

ایمان کی آنکھوں میں چمک تھی۔۔

میں نے نہیں ڈانٹا۔۔۔۔۔یار

جھوٹ بول رہے ہیں یہ آئزل انہوں نے مجھے ڈانٹا ہے۔۔۔۔۔ایمان جو
آئزل کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی جھٹ سے بولی تھی
اورانہوں نے کہا ہے کہ میں انکی کلاس میں نہ آؤں کبھی بھی ورنہ یہ میری
ٹانگیں توڑدیں گے

وہ معصومیت سے بتانے لگی

اووووو۔۔۔۔!!!کیا یہ سچ ہے بھیا.؟؟

آئزل نے پوچھا تھا

آئی ایم سوری حنان نے اپنا سر جھکایا تھا۔

نو آئزل میں انھیں معاف نہیں کرونگی ایمان نے آئزل کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

معاف کردو یار حنان نے اب کی بار ایمان کو دیکھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب تک ایمان معاف نہیں کرے گی آئزل بھی نہیں کرے گی۔

ایک شرط پہ" ایمان جلدی سے بولی تھی جیسے اس نے سب پہلے سے ہی" سوچ رکھا تھا۔

کونسی شرط آپی؟؟ آئزل نے آبرو اوپر کی جانب اٹھاتے ایمان کی طرف دیکھا تھا جو کہ معصومیت خود پہ طاری کر چکی تھی۔

آئزل ان سے کہو یہ اٹھک بیٹھک کریں ایمان نے نم آواز سے کہا تھا حنان تو اب تک اس لڑکی کی چالاکی کو سمجھ ہی نہیں پایا تھا۔

آئزل بچے پلیز میری عزت کا فالودہ نہ کریں

اب اسنے اپنی بہن یعنی آئزل کو مدد طلب نظروں سے دیکھا تھا۔

بھیاسٹ اسٹینڈ اسٹارٹ کریں۔۔۔آئزل نے کھڑے ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے پہ باندھا تھا

۔

آئزل پلیز!!!!!!حنان نے مسکین سی صورت بنائے آئزل کو دیکھا تھا۔

ڈویو انڈر اسٹینڈ پیارے بھیاوٹ آئی سیڈ؟

آئزل نے عزت سے اپنے بھیا کو گھورا تھا

دیکھیں آئزل بچے بھائی ہوں میں آپکا وہ بھی بڑا اور کچھ تو عزت کا خیال کریں اپنے بھائی کی میں یہ کرتا اچھا تھوڑی نا لگوں گا حنان نے پھر سے دامن بچانا چاہا تھا۔

ہاں تو بھیا ایمان آپی بھی مجھے روتی ہوئی اچھی نہیں لگیں آپکو پتا ہے وہ اتنا رو رہی تھیں

آئزل نے کہا۔۔۔۔۔!! وہ اب شرمندہ سا سر جھکا گیا تھا۔
آئزل گڑیا پلیز کوئی اور سزا دے دیں اس نے ایمان کی جانب گھور کر دیکھتے آئزل سے کہا تھا۔
مرغا بن جائیں۔۔۔۔۔۔۔ایمان نے نئی آفر دی تھی

نہیں اٹھک بیٹھک ہی ٹھیک ہے حنان نے ایمان کو گھورا تھا۔
چلیں بھیا سٹارٹ کریں ہمیں دیر ہو رہی ہے ہماری کلاس اسٹارٹ ہونے والی ہے ہم دونوں نے جانا بھی ہے آئزل نے کیفے ٹیریا میں لگی وال کلاک میں ٹائم دیکھا تھا۔

حنان بے بس تھا آئزل کے سامنے وہ اپنی بہن کی بات نہیں ٹال سکتا تھا
چار و ناچار حنان نے اٹھک بیٹھک سٹارٹ کی

"وہ یونیورسٹی کا پروفیسر اپنی بہن کے کہنے پر سب کے سامنے یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا میں اٹھک بیٹھک لگا رہا تھا کیونکہ اسنے اپنی بہن کی دوست کو ڈانٹا تھا"

ایک دو تین۔۔۔۔۔ایمان نے ٹھہر ٹھہر کر کاؤنٹنگ کی تھی۔

چلیں ایمان آپی اب بہت ہو گیا آئزل کو اب اپنے بھائی پر ترس آیا تھا وہ

ایمان کا ہاتھ تھامے کیفے سے نکل گئی تھی۔

کیونکہ اسکی کلاس کا ٹائم ہو رہا تھا

ایمان نے پیچھے سے مڑ کر حنان کو زبان چڑھائی تھی

سب کے سامنے اسکی عزت کی دھجیاں ہو چکی تھیں

وہ مٹھیاں بھینچتا کلستا ہی رہ گیا تھا۔۔۔۔

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا مس پٹاخہ

وہ دل ہی دل میں اسکے خلاف اس سے بدلہ لینے کا پلین بناتا مٹھیاں بھینچتا

اپنے کیبن کی جانب بڑھا تھا

ایمان بہت خوش تھی۔۔۔۔۔فائنلی اسکے دل کو سکون ملا تھا



عاریہ

حاشر۔۔۔۔۔

کسی خیال کے تحت دونوں نے اک ساتھ ایک دوسرے کو پکارا

آپ بولیں؟ حاشر نے کہا تھا

نہیں پہلے آپ؟؟ عاریہ نے اسے بولنے کو کہا

نہیں آپ بولیں میں سن رہا ہوں؟؟؟

وہ پھر سے اسے کہتا ہے

نہیں آپ بولیں میں کہہ رہی ہوں نا۔۔۔۔۔وہ تھوڑا اونچا سا بولی تھی

اسے واپس بیوی سے ڈائن کے روپ میں آتا دیکھ وہ خود ہی اپنی بات

سٹارٹ کر گیا

آپکو پتا ہے آپ کب مجھے اچھی لگی تھیں۔؟؟

وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتا سوال کر رہا تھا

میں تو ہوں ہی اتنی پیاری ہر وقت آپکو اچھی لگتی ہوں اور لگتی رہوں گیٔ

سہی کہانا میں نے ؟؟ وہ چہک کر بولی تھی

وہ جو کوئی رومانٹک سی بات کرنے والا تھا سخت بدمزہ ہوا تھا

ہاں ہاں۔۔۔ یہیں کہہ رہا تھا۔۔۔ ہر وقت آپ مجھے اچھی لگتی ہیں

دانت پیستا وہ بولا تھا

جبکہ وہ تو خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی

اب تو وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کیا بلا گلے پڑ گئی ہے کیونکہ اس بلا کو حاصل

کرنے کے لیے وہ روتا رہا تھا

وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کیسا دن تھا جب وہ اس لڑکی کو پسند کر بیٹھا تھا

کیونکہ وہ لڑکی اسکی جان تھی۔۔۔

آخر میں خود ہی سر جھٹکتا ہنس دیا

دروازہ ناک ہوا دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو سعد اندر داخل ہوا

اسلام علیکم بھابھی۔۔۔۔۔! عاریہ کو سلام کرتا وہ حاشر کی خیر خیریت لینے لگا

بھابھی؟؟ وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئی

ایمان اور ماما کیسی ہیں؟؟ حاشر نے سوال کیا

ٹھیک ہیں تیری شادی کی تیاریاں شروع کر دی ہیں دونوں نے

سعد نے کہا تھا وہ دونوں ہنسے تھے

میں بس پتا کرنے آیا تھا کہ آپ دونوں ٹھیک ہیں دراصل حیدر آج جلدی گھر چلا گیا تو سائن لینے تھے اس سے ایک فائل پر

ابھی بہت جلدی میں ہوں چلتا ہوں۔

حاشر کے سر پر بوسہ دیتا وہ وہاں سے نکل گیا

عاریہ مدھم سا مسکرا دی بھائیوں کا پیار دیکھ



اپنے گھر کے لان میں وہ تینوں دوٹوکریاں غباروں کی لائے تھے
غباروں میں پانی بھرا تھا آج عاریہ نہیں تھی اسے شوہر کی خدمت کرنے
بھیج وہ خود موج مستیاں کر رہے تھے۔۔۔۔
آئزل نے غبارہ اٹھا کر حنان کو دے مارا جو جا کر حیدر نے سر پر پھٹا تھا۔۔۔
ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔حنان ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ گیا

ویسے بھیا۔۔۔۔ایک اور غبارہ اٹھائے وہ حیدر کے پاس آئی تھی
کیسے خیال آگیا آپکو آپی اور حاشر بھائی کے نکاح کا۔۔۔۔
آئزل کے سوال پر حنان بھی متوجہ ہوا تھا اور یہ آئزل نے غبارہ سیدھا حنان
کے سر پر پھوڑا تھا۔۔
اسکا سر سارا گیلا ہوا تھا، شرٹ بھی

عاشق کی اولاد کہہ رہا تھا کہ مجھے نہیں جینا یہ وہ۔۔۔اور بھی کئی ایمو شنل جملے

اس لیے میں نے کروادیا نکاح۔۔۔حیدر بول رہا تھا جب حنان نے اس پر غبارہ پھوڑا تھا بدلے میں وہ ہاتھ میں پانچ چھ غبارے تھامے اسکے پیچھے بھاگا تھا

ویسے جب پہلی بار میں نے حاشر بھائی کو دیکھا تھا بڑے ہی کوئی سنجیدہ مزاج اور غصے والے لگ رہے تھے ایسے جیسے کوئی جلاد ہوں

سوچا نہیں تھا عاشق ٹائپ نکلیں گے۔۔

وہ ہنسی تھی۔۔۔

حنان نے حیدر پر غبارا پھوڑنا چاہا حیدر نیچے کو جھکا اور غبارہ آئزل پر جا کر پھٹا تھا

بھیاااا۔۔۔۔۔۔۔!!! وہ بپھری شیرنی کی طرح غبارے ہاتھ میں پکڑے اسکے پیچھے بھاگی تھی اور جیسے ہی اسنے غبارہ پھینکا حنان ایک طرف ہوا تھا اور غبارہ سیدھا گیٹ سے آتے سعد کے اوپر پھٹا تھا

اوئیییییییی،،، آئزل منہ پر ہاتھ رکھتی جھٹ سے بھاگی تھی جبکہ سعد تو گیلا ہوتا اس اچانک منگولوں کے حملے سے بوکھلایا تھا

اسنے دیکھا تو آئزل اندر کو بھاگی تھی جبکہ حیدر اور حنان قہقہ لگائے ہنسے تھے

۔۔

سعد انکو گھورتا رہا گیا۔۔۔۔

آنا ہی نہیں چاہیئے تھا مجھے تو۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے تلملاتا بولا تھا

اب آگیا ہے تو بیٹھ جا۔۔۔۔حیدر نے اسے لان میں لگی چیئرز میں سے
ایک پر بٹھایا تھا
سعد نے دیکھا وہ دونوں گیلے تھے اور آئزل بھی بھیگی ہوئی تھی اس نے
نوٹ کیا
بچوں والی حرکتیں ہیں تم لوگوں کی۔۔۔۔تینوں اب آمنے سامنے بیٹھے تھے
آئزل بیٹا تین کپ چائے بنالائیں۔۔۔۔۔
حنان نے آواز لگائی تھی۔۔۔۔

وہ سیدھا اپنے کمرے میں بھاگی تھی
فریش ہونے کے بعد اسکا ڈریس چینج تھا اب پہلے اس نے وائٹ فراک پہنے
رکھا تھا اور اب ریڈ شرٹ اور ٹراؤزر پہنا تھا
سر پر دوپٹا ٹکائے وہ چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔
حنان کے کہنے پر وہ سیدھا کچن میں آئی تھی۔

چائے کے لیے دودھ چولہے پر رکھتی وہ اب کچن کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

تینوں بیٹھے شاید کسی سیریس مسئلے پر بات کر رہے تھے نن

اس نے سعد کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے وہ تھوڑا پریشان لگا تھا۔۔

حاشر کی کیسی طبعیت ہے؟؟حیدر نے پوچھا تھا

میں ابھی ہاسپٹل گیا تھا موصوف اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ خوش ہیں

مجھے کہتا آپ کیوں آئے ہیں بھیا

دل تو کیا ایک تھپڑ لگادوں۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

سالا پکا رن مرید نکلا۔۔۔۔۔۔حنان نے قہقہ لگایا تھا

اچھی بات ہے یہ تو۔۔۔۔۔حیدر سنجیدہ ہوا تھا

عاریہ رات کو گھر آجائے گی عاریہ پھر آج رات تم اور میں یا حنان رک جائیں گے حاشر کے پاس ڈاکٹرز کہہ رہے تھے کہ ایک دو دن میں ڈسچارج کر دیں گے

حیدر گویا ہوا۔۔۔

آئزل چائے کے کپ ٹرے میں سجا رہی تھی

تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے حنان۔۔۔۔۔حیدر اب حنان کی جانب متوجہ ہوا تھا

کیا؟؟حنان نے بھوئیں اچکائی تھی

وہ جو زائشہ ہے نا۔۔۔اس دن جس کی وجہ سے عاریہ نے وائن پی لی تھی ۔۔۔۔حیدر نے اسے یاد کروانا چاہا

سعد نے اسے گھورا تھا

ہاں۔۔۔۔۔!! حنان کو یاد آیا

۔۔اس سے اپنے سعد بھائی کو محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔

چائے اور دوسرے ہلکے پھلکے لوازمات ٹرے میں سجائے وہاں آتی آئزل نے یہ جملہ واضح سنا تھا

کیا۔۔۔۔۔۔اس۔۔۔۔۔اس بد تمیز لڑکی تھی۔۔۔

نہیں میرا مطلب وہ عجیب و غریب۔۔۔۔۔۔

حنان تو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا

آئزل کو لگا وہ مزاق کر رہے ہیں۔

ہاں مجھے ہو گئی ہے اس سے محبت۔۔۔۔۔۔ سعد نے سر جھکائے اقرار کیا

اور آئزل نے جھٹ سے اسے دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں حیرت اور بے یقینی تھی

--

ناجانے کیوں۔۔۔۔۔۔اسکا دل جلا تھا۔۔۔۔

نہ جانے کیوں اسکی آنکھوں کی چمک ماند پڑی تھی

ناجانے کیوں۔۔۔۔اسے عجیب سا محسوس ہوا تھا

اور ناجانے کیوں وہ اداس سی ہوئی تھی۔

۔۔۔انہیں چائے سرو کرتی وہ اپنے روم میں آئی تھی

مت کریں سعد بھائی۔۔۔ کہہ دیں مذاق ہے۔۔۔۔

حنان کو اب بھی یقین نہیں آرہا۔۔۔

وہ مجھ سے ایک آخری کرائم کروانا چاہتی ہے۔۔۔۔اور اب وہ کرائم نا جانے کیا ہو گا

وہ پریشان تھا

وہ بہت شاطر عورت ہے سعد۔۔۔وہ میرے آفس آئی تھی جب حاشر کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

مجھے پھر سے وہی آفر دے رہی تھی دوستی کر لو۔۔۔۔

حیدر نے اسے بتایا تھا

اسے تجھ سے محبت ہے۔۔۔۔۔سعد نے بتایا تھا اور حنان اور حیدر کا تو بس نہیں چل رہا تھا ہنس ہنس کر مر جائیں۔

مت کر یار تو آجکل بہت فنی ہو گیا ہے

ہنس ہنس کر حیدر کے پیٹ میں درد شروع ہوا تھا

اسنے مجھے خود بتایا ہے۔۔۔۔حیدر۔۔۔۔سعد سنجیدہ تھا

تو اندھا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔تو جا کر پاستہ بنا، تیری آنکھوں پر جو آندھی پٹی بندھی ہے محبت کی وہ اتر جائے گی۔۔

وہ بہت شاطر عورت ہے تو سمجھ نہیں رہا اسکی چالاکیوں کو۔۔ حیدر نے اسے سمجھانا چاہا

میں جانتا ہوں وہ بری ہے ایک کرمنل ہے ظالم عورت ہے شاطر ہے چالاک ہے،،، وہ مجھے کبھی اپنا ہمسفر نہیں بنائے گی،،،
اور پھر بھی تجھے اس سے محبت ہے۔۔۔۔ حیدر نے کہا
ہاں مجھے پھر بھی اس سے محبت ہے

اور محبت کی خوبصورتی یہ ہے کہ محبوب کو تمام تر عیبوں کے ساتھ قبول "
" کیا جائے

اپنے کمرے کی کھڑکی سے وہ لان میں دیکھ رہی تھی

اسے ان کی باتیں نہیں سنائی دے رہی تھیں مگر پھر بھی وہ سننا چاہتی تھی

آخر بے بس ہو کر وہ کھڑکی بند کرتی اپنے روم سے نکلتی حیدر کے سٹڈی روم میں آئی تھی

اور یہی وہ جگہ تھی جہاں اسے سکون ملتا تھا

حقیقی دنیا سے دور ناولز کی دنیا ایک حسین دنیا جہاں کوئی دکھ نہیں جہاں سب ہماری مرضی سے ہوتا ہے ایک نئی دنیا ہماری چاہت کی دنیا۔

❤️‍🔥❤️‍🔥❤️‍🔥

سعد کی جانے کے بعد وہ سیدھا اپنے سٹڈی روم آیا تھا آئزل وہاں نہیں تھی وہ حنان کے ساتھ ہاسپٹل گئی تھی

جیسے ہی وہ اپنی رائٹنگ ٹیبل کی جانب بڑھا اسے ایک انویلپ دکھائی دیا تھا
یہ انویلپ کہاں سے آگیا اس نے انویلپ اٹھایا تھا

اس نے وہ کھولا تھا اور اس میں سے ایک فولڈ ہوا کاغذ برامد ہوا تھا اس پر
کچھ لکھا تھا اس نے وہ پیپر کھولا اور پڑھنا سٹارٹ کیا
" پہچان تو گئے ہو گے مجھے میں ہوں زائشہ مرزا خان, زائشہ مرزا خان کو
کوئی بھولتا ہی کب ہے لیکن تم ایک سنگ دل انسان ہو تم سے کچھ بھی امید
کی جا سکتی ہے اس سے پہلے کہ تم مجھے بھولو میں تمہارے دلوں دماغ پر اپنے
نقش کھینچ دینا چاہتی ہوں

ایسے نقش کہ تم بھول کر بھی مجھے بھول نہ پاؤ مجھے تم پسند آئے،،، مجھے تم
پسند ہو تمہارا انداز تمہاری بے رخی مجھے دیکھتے ہی تمہاری آنکھوں میں در
آنے والے غصے سے مجھے عشق ہے

وہ پڑھتا جا رہا تھا اور حیرت کے مارے وہ کنگ ہوتا چلا گیا

اور تمہیں پتہ ہے میں نے مینرز سیکھنے سٹارٹ کر دیے ہیں میرے بابا کہتے ہیں کہ میں سب سے سمجھدار ہوں بیٹی چاہے پاگل بھی ہو تو باپ کے لیے وہ سمجھدار ہی ہوتی ہے

میں تمہارے لیے،، خاص کر تمہارے لیے دوستی کے مینرز سیکھوں گی اور بھی کئی اچھے مینرز جو تمہارے خیال سے مجھ میں نہیں پائے جاتے

میں زائشہ مرزا خان دنیا بدل کر رکھ دینے والی کی طاقت رکھنے والی تمہارے لیے آج سے خود کو بدلنا شروع کروں گی

میں تمہیں کہنا چاہوں گی کہ زندگی میں انسان کو کسی نہ کسی موڑ پر ہم سفر کی ضرورت ہوتی ہے شادی تو ہر کوئی کرتا ہے کسی نہ کسی سے تو کرنی پڑتی ہے

تم نے بھی کسی سے کرنی ہے تو وہ زائشہ مرزا خان کیوں نہیں مجھے تم اپنی شریک حیات کے طور پر چن لو،،، بلاشبہ میں ایک اچھا انتخاب ثابت ہونگی حیدر کی ماتھے بل پڑے تھے

تمہارے پاس وقت ہے تم سوچ لو تم میری آفر قبول کر لو ورنہ میں تمہارے ساتھ وہ کروں گی جس کو تم نے کبھی سوچا ہی نہیں ہوگا اور یہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ جب زائشہ مرزا خان کچھ تباہ کرنے پر آئے تو اسے تباہ کر کے ہی چھوڑتی ہے

تم میرے بن جاؤ حیدر علی سکندر ورنہ میں تمہیں برباد کر دوں گی تمہیں
میرا بننا ہی پڑے گا ورنہ انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے زائشہ کی طرف سے
دھمکی آمیز خط پڑھتا وہ مٹھیاں بھینچتا کلستارہ گیا تھا
اس کی ماتھے پر بل پڑے تھے آنکھوں میں خون اتر آیا تھا گردن کی سبز
نسیں بار بار ابھر کر معدوم ہوتی تھی

اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں
کاغذ کو مٹھیوں میں جگڑتا وہ انویلپ سمیت اسے ڈسٹبین کی زینت بنا چکا تھا
وہ سعد کی طرف سے بھی پریشان تھا کہ وہ کس شاطر عورت سے محبت کر
بیٹھا ہے
سعد سچ کہتا ہے زائشہ اس کو کبھی نہیں اپنائے گی عجیب پاگل پیچھے پڑ گئی ہے
اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی جا کر زائشہ کو زندہ زمین میں گاڑھ دے
❤️❤️❤️

حاشر آنکھیں موندے لیٹا تھا۔۔۔عاریہ اسکے سرہانے بیٹھی تھی

اسکے سر کی چوٹ میں درد تھا ڈاکٹرز چیک اپ کر کے گئے تھے مگر پھر بھی

اسے کچھ خاص آرام محسوس نہ ہوا

شام ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔حنان نے فون کر کے آنے کا کہہ دیا تھا۔۔۔

عاریہ اسے باتیں سنانے میں مگن تھی پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اسکے

سرہانے بیٹھی چڑ پڑ کرتی اسکا سر جھکائے بیٹھی تھی

پہلے ہی اسے درد تھا اور عاریہ کی وجہ سے پریشان ہو رہا تھا مگر اسے کہہ نہیں

رہا تھا

وہ اسے کوئی باتیں سنا رہی تھی

باتیں بھی بے تکی سی

وہ اسے اپنے بچپن کے قصے سنا رہی تھی

وہ آنکھیں بند کیے سن رہا تھا

اور یکے بعد دیگر اسے ہمم۔۔۔،ہاں۔،،،اچھا۔۔،،

سرسری سا جواب بھی دے دیتا

حاشر آپکو پتا ہے ایک دفعہ ناجب میں چھوٹی تھی تو ہم سب کو حیدر بھیا مری لے گئے تھے وہاں۔۔۔۔۔

عاریہ آپکے پاس پیسے ہیں۔۔وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ آنکھیں موندے حاشر گویا ہوا

عاریہ سیریس ہوئی تھی اسے لگا وہ پیسوں کا پوچھ رہا ہے تو شاید کوئی میڈیسن وغیرہ لینی ہو

میرے پاس تو بہت تھوڑے سے پیسے ہیں وہ بھی موبائل کور میں

پھر بھی بتائیں تو سہی کتنے پیسے ہیں؟؟

حاشر نے اب کی بار آنکھیں کھولی تھیں

سو روپے۔۔۔۔۔وہ ذبان دانتوں تلے دبائے بولی تھی

کافی ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ بولا تھا

لیکن کرنا ہے۔۔۔۔؟عاریہ نے پوچھنا چاہا

کینٹین سے دس روپے والا لالی پاپ لے کر اپنے منہ میں ڈال لیں

۔۔۔۔۔۔وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تھا

اچھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اٹھی تھی۔

ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔۔۔وہ واپس پلٹی تھی

کیا مطلب آپکا۔۔۔۔۔۔؟؟

وہ اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اب اسے گھور رہی تھی جبکہ وہ آنکھیں

موندیں کچھ دن پہلے اخبار میں پڑھنے والے ایڈ "بیوی سر درد کا دوسرا نام"

یاد کرتے دل ہی دل میں ہنسا تھا

بھاڑ میں جائیں آپ۔۔۔۔۔۔وہ غصے سے باہر جانے لگی جب دوسری
طرف نرس اندر داخل ہوئی تھی
اسکے ہاتھ میں انجیکشن تھا
جو شاید حاشر کو لگانا تھا
وہ ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی
!!ہیلو۔۔۔۔۔مسٹر حاشر کیسے ہیں آپ۔۔۔۔
وہ ہنستی ہوئی حاشر کو اپنی جانب متوجہ کر گئی۔۔۔۔۔۔عاریہ نے آبرو
اٹھائے تھے
حاشر نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔
ایم فائن۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا
نرس نے اسکے بازو سے تھامے اسے انجیکشن دیا تھا۔
اس سے آپکا درد وغیرہ ٹھیک ہو جائے گا اور آپکے آرام کے لیے رات کو
آپکو پر سکوں نیند آئے گی

انجیکشن واپس ٹرے میں رکھتی وہ گویا ہوئی

شکریہ۔۔۔۔! وہ بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انجیکشن تو لگا دیا اب یہ جا کیوں نہیں رہی۔۔۔۔عاریہ

نے سوچا تھا۔۔

ایک تو وہ اسکے شوہر کے پاس کھڑی تھی اسکا بس نہیں چل رہا تھا اسکا لٹو بنا کر اسے گھما کر رکھ دے۔۔

ایک عورت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے مگر کبھی یہ برداشت نہیں"

" کرے گی کہ اسکے شوہر کے ساتھ کوئی دوسری عورت وابستہ ہو

کیا آپ مجھے اپنا نمبر دے سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔نرس نے حاشر سے کہا تھا

عاریہ کے کان کھڑے ہوئے تھے

کیا بہن۔۔۔۔۔ہاں۔۔کیا نمبر ادھر آ میں تیرے کو نمبر دیتی ہوں

عاریہ اٹھتی ہوئی اسکے قریب گئی تھی۔

میں تو بس۔۔۔۔۔نرس بوکھلائی تھی

کیا میں تو بس تیری نا میں آج ساری فلرٹیاں نکالتی ہوں میرے شوہر سے نمبر مانگتی ہے تیرے کو شرم نہیں آتی۔۔کیا تو یہاں یہ کام کرنے آتی ہے

ہاں عاریہ نے پنجہ مارتے اسکے بال مٹھی میں دبوچے تھے

عاریہ کیا کر رہی ہو چھوڑو اسے۔۔۔۔حاشر نے اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر عاریہ اسکے بال دبوچے اسکے ٹرے سے انجیکشن اٹھاتی جو اس نے حاشر کو لگایا تھا

وہی انجیکشن عاریہ نے اسکے بازو میں آڑھا ترچھا گھونپا تھا

نرس تو درد سے بلبلا اٹھی۔۔۔۔

دروازہ کھولتے اندر داخل ہوتا حنان۔۔۔۔۔تو سامنے کا منظر دیکھ کنگ رہ گیا

وہ پھرتی سے عاریہ کی جانب بڑھا تھا

عاریہ لیوہر۔۔۔۔۔۔حنان نے اسے پیچھے ہٹایا تھا اور نرس کے بازو سے انجیکشن نکالا تھا شکر ہے سوئی بازو میں ٹوٹی نہیں تھی

درد سے بلبلاتی نرس وہاں سے رفو چکر ہوئی تھی

یہ کیا تھا عاریہ۔۔۔۔۔۔سب منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے

!!اب کسی کے شوہر سے نمبر مانگنے کی ہمت نہیں کرے گی ہنہہ۔۔۔۔

ایک ادا سے بال جھٹکتے وہ دروزے کو گھوریوں سے دیکھ رہی تھی جہاں سے کچھ دیر پہلے وہ نرس باہر نکلی تھی

حاشر تو تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا

بیوی کے نام پر جنگلی بلی ملی ہے مجھے تو وہ بڑبڑایا تھا سکسی بڑبڑاہٹ آئزل نے واضح سنی تھی بمشکل اسنے اپنی ہنسی کو کنڑول کیا تھا

کیا عاریہ کوئی ایسا بھی کرتا ہے اگر آپکی اس حرکت سے اسے کوئی نقصان ہو جاتا تو

حنان نے اسے ڈانٹا تھا۔۔۔

سوری۔۔۔۔!وہ شرمندگی سے نظریں زمین میں گاڑھ گئ

!!کیسے ہیں جیجو۔۔۔۔۔۔

آئزل نے پوچھا تھا۔۔۔

کیسا ہو سکتا ہوں۔۔۔۔اشارہ عاریہ کی طرف تھا

بچ کر رہنا پڑے گا۔۔۔۔۔آئزل نے اسے وارن کیا تھا

اب تو اللہ ہی وارث۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

عاریہ اور آئزل باہر ڈرائیور کھڑا ہے جائیں آپ دونوں ڈرائیور باہر کھڑا ہے اسکے ساتھ گھر جائیں

میں یہیں رکوں گا آج اور سعد بھائی بھی آنے والے ہونگے

چلیں شاباش۔۔۔۔حنان نے کہا تو آئزل کو لیتی وہ منہ بسورتی باہر نکل گئ

سنا پھر حاشر کیسا رہا شیطان کے ساتھ سیشن؟؟

حنان نے آبرو اچکائے تھے

مت پوچھ۔۔۔وہ نفی میں سر ہلا گیا۔۔

مجھے تو نرس کی فکر ہو رہی ہے۔۔وہ ہنسا تھا

❤️❤️❤️

وہ دونوں کیپٹن اسد کے کیبن میں کھڑے تھے

نوجوانوں کوئی سراغ ملا؟؟

وہ سوال کر رہے تھے

نہیں سر۔۔۔۔۔۔میجر مراد نے نفی میں سر ہلایا

تو پھر کب ملے گا۔۔۔؟

وہ غصے سے گویا ہوئے

کیا ہم آپکی جگہ دوسرے افسران کو یہ کام سونپ دیں؟

نہیں سر۔۔۔۔۔ایجنٹ عالیان گویا ہوا

اب آپ جلدی کر رہے ہیں کیپٹن۔۔۔۔۔جب ہم نے تین سال دن رات اس مشن پر لگائے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اور اب ہم ہماری منزل کے انتہائی قریب ہیں تو آپ ہماری محنت کسی اور کو سونپنے کی بات کر رہے ہیں۔۔

اسکا لہجہ سنجیدہ تھا

سراغ نہیں ملا تو کیا ہوا۔۔۔مل جائے گا سراغ تلاش کرنا ہے سر کنواں نہیں جو کہیں بھی منہ کھولے ہمارے انتظار میں ہو گا۔

عالیان کو کیپٹن اسد پر غصہ آیا

عالیان کے کہنے پر کیپٹن اسد کے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے

یہ آخری موقع ہے ایجنٹ عالیان خان اور میجر مراد عالم آپ دونوں کے پاس

پھر مجھے اعتراض مت کیجیے گا

کیپٹن اسد نے انہیں لاسٹ وارننگ دی تھی

راجر باس۔۔۔۔۔سلیوٹ کرتے وہ اسکے آفس سے نکلے تھے

عجیب پاگل۔۔۔عالیان نے کمنٹ پاس کیا تھا

بس یار کیپٹن ہیں وہ پچھلے تین سال سے ہم اس مشن پر ہیں انہیں بھی تو ہیڈ آفس رپورٹ دینی ہے نا۔۔۔

ہم ان شاءاللہ ہم کچھ دن میں کوئی نہ کوئی سراغ پالیں گے اس علاقے میں داخل ہونے کا

وہ پر جنون لہجے میں بولا تھا

سچ کہہ رہے ہو مراد۔۔۔۔۔میں اب تھک چکا ہوں۔۔۔۔

مجھے اپنے گھر جانا ہے کامیاب ہو کر۔۔۔۔۔

اب میں یہ نہیں کہوں گا کہ سوچ سمجھ کر دھیرے دھیرے قدم رکھو

اب میں یہ کہوں گا کہ ایک لمبا قدم اور نگل لو سالوں کو

عالیان نے کہا تو مراد نے اثبات میں سر ہلایا تھا

❤️❤️

اگلی صبح یونیورسٹی میں یونہیں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی سب سے فرسٹ لیکچر حنان کا ہوتا تھا سو وہ کلاس میں جانے سے کتراتی تھی یونہیں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ایریا میں اپنی کلاس کے سامنے وہ چل رہی تھی کبھی اس طرف کبھی اس طرف

ہائے جانِ جہاں وہاج (ایمان کا کلاس فیلو)

اسکے پاس آتا شوخی انداز میں بولا تھا (گرے رنگ کی آنکھیں سرخ و سفید رنگت بڑھی ہوئی داڑھی بالوں کو جیل سے سیٹ کیے لائٹ پنک شرٹ

بلیک پینٹ میں بازو کو فولڈ کیے وہ بہت ہنڈسم تھا یونیورسٹی کی آدھی
لڑکیوں کا کرش لیکن کسی کو گھاس ناڈالنے والا)
شوخا بھی انتہا کا تھا۔۔۔ گھمنڈی ضدی ہاں مگر سٹوڈنٹ اچھا تھا

بکواس کی ضرورت نہیں ہے بیٹا یہ بتاؤ۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب اسے کلاس سے نکلتا حنان دکھائی دیا وہ دیکھ
سکتی تھی وہ غصے سے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔ کل کہاں تھے سارا دن یونی کیوں نہیں آئے اگر میں نے اسائمنٹ
بنانے کا بول دیا تو غائب ہی ہو گئے
ویسے بنا لیتی میں خود اپنی اسائمنٹ مگر تمہیں پتا ہے میرے بھائی ہاسپٹل
میں ہیں تو۔ میں تھوڑی ڈسٹرب سی تھی

ایمان نے ترچھی نگاہوں سے مٹھیاں بھنچے حنان کو دیکھا اور پھر وہاج کی طرف معصومیت سے دیکھا تھا

وہاج ایمان کے اس طرح کہنے پہ مسکراتا ہوا اسکے ساتھ چلنے لگا تھا وہ یک طرفہ

مسکراتا بہت پیارا لگتا تھا ساری لڑکیاں اور لڑکے مڑ مڑ کر ان دونوں کو ساتھ چلتا دیکھ رہے تھے۔

وہاج بہت خوبصورت تھا مگر حنان سے کم ایمان نے اسکے ساتھ چلتے سوچا

ارے تو کیا ہو گیا ایک بار، آپ ہزار بار اسائمنٹ بنانے کا بولیں میں بنا دوں گا آپ بس پریشان نا ہوا کریں بندا آپکا تابعدار ہے

وہاج نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے ایمان کو دیکھا تھا

جو اسکی تابعداری پہ مسکرائی تھی اور مسکراتے ہوئے وہ سیدھا وہاج کے دل میں اتری تھی۔

ہائے کیا مارنے کا ارادہ ہے ظالم حسینہ وہاج نے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا۔

جبکہ حنان کا تو بس نہیں چل رہا تھا جا کر دونوں کو الٹا لٹکا دے

ہاہاہاہا بلکل نہیں میں کیوں مارنے لگی تمہیں

اور اس سے مجھے کونسا فائدہ یا نقصان ایمان ہنستی ہوئی اسے بہت پیاری لگی تھی

فائدہ نا صحیح لیکن نقصان ضرور ہو گا۔۔۔وہ ہنسا تھا
نقصان کیا ہو گا؟ایمان اسکے ساتھ واک کرتی کبھی وہاں جاتی تو کبھی کسی جگہ رک جاتی

اہم اہم۔۔۔۔نقصان یہ کہ آپ کا ایک دیوانہ ختم ہو جائے گا وہاج نے مسکرا کر ایمان کو دیکھا تھا تو وہ بھی اپنے سر کو نفی میں جنبش دیتی مسکرائی تھی۔

اور یہاں حنان کی بس ہوئی تھی
تن فن کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اگلے ہی لمحے ان کے سر پر کھڑا تھا

ایکسکیوزمی۔۔۔۔۔۔۔!!غصے کو قابو میں رکھتے وہ نرم لہجے میں بولا تھا
دونوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا
ایمان کا دل زور سے دھڑکا تھا

مس ایمان ملک شاید آپ بھول رہی ہیں یہ آپکی کلاس کا وقت ہے تو اندر جا
کر کلاس اٹینڈ کریں
آپکو اپنی پڑھائی کی کوئی فکر نہیں ایگزامز سر پر ہیں۔۔۔۔وہ اسکے سر کی
جانب اشارہ کرتے بولا تھا
دانت پیستا وہ اسکی جانب متوجہ ہوا

سر پر۔۔۔۔سر پر کہاں ہیں؟؟
وہ آنکھوں کو اوپر کی جانب گھمائے سر پر ہاتھ رکھتی گویا ہوئی
جبکہ وہاج دباد با ہنسا تھا
کلاس میں جایئے مس ایمان۔۔۔۔۔وہ سرد لہجے میں بولا تھا
لیکن سر آپ نے کہا تھا کہ میں آپکی کلاس میں قدم بھی نہ رکھوں
آنکھیں پٹپٹائے وہ معصومیت سے بولی تھی

اب میں کہہ رہا ہوں نا کہ اپنے قدم مبارک کلاس میں لے جائیں۔۔۔۔
کلاس کی جانب اشارہ کرتا وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا بظاہر وہ
نرم انداز میں بولا تھا
اوکے۔۔۔۔جاتی ہوں۔۔۔
بائے وہاج۔۔۔جاتے جاتے وہ وہاج کو بائے کرنا نہیں بھولی تھی

اور تم۔۔۔۔۔وہ اب سخت غصے میں وہاج کی جانب مڑا تھا
دور رہو ایمان سے ورنہ اچھا نہیں ہو گا تمہارے لیے
وہاج تو حیران ہوں۔۔۔۔
اور اگر میں ایسا نہ کروں تو۔۔۔۔۔وہاج نے بھوئیں اچکائے پوچھا
تھا۔۔۔۔۔۔وہ اب بحث پر اترا تھا

تو بیٹا انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے گڑھے مردوں کو کھود کر تمہیں انکی جگہ زندہ دفن کروں گا

وہ انگلی دکھاتا اسے وارن کرتا بولا تھا

سوڈینجرس۔۔۔۔وہ ہنسا تھا وہاج پر اسکی دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا

حنان کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے تھے۔

ویسے وہ لگتی کیا ہے آپکی؟؟؟جو آپ اتنا کلس رہے ہیں۔۔۔وہاج نے پر تجسس لہجے میں دھیمی ہنسی ہنستے پوچھا تھا

تم یہ فکر کرو کہ تمہاری وہ کیا لگتی ہے۔۔۔۔۔۔میری تو بیوی ہے

وہ۔۔۔۔۔۔وہ شیطانی مسکراہٹ لیے بولا تھا

اور یہی وہ لمحہ تھا جب وہاج حد سے زیادہ حیران ہوا تھا

وہ شرمندہ سا نظریں جھکا گیا۔۔۔

سوری سر۔۔۔۔۔۔اس سے معذرت کرتا وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

۔۔

اچھا خاصا بیچارے کا دل ٹوٹ گیا تھا

جیسے ہی وہ واپس کلاس میں جانے کے لیے پلٹا تھا سامنے ایمان کو دیکھ اسکے قدم رکے تھے

ایمان سن چکی تھی جو حنان نے کہا

اور اب بے یقینی سے اسے دیکھ رہی

تم مجھے اسکے قریب بھٹکتی دکھائی نہ دو ایمان وہ اسکے قریب آیا تھا ایمان سیدھی ہوئی تھی

کیا کر لیں گے۔۔۔ کروں گی میں اس سے بات اور یہ کیا بکواس کیا ہے آپ نے اس سے

میں آپکی بیوی نہیں سمجھے میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں

وہ غصے سے گویا ہوئی

تعلق بنتے دیر نہیں لگتی۔۔۔۔۔۔ کہو تو ابھی بنا لیتا ہوں۔۔۔

حنان نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا اور اگلے ہی لمحے زرنائے دار تھپڑ حنان کے چہرے پر پڑا تھا

ایمان نے حنان کو تھپڑ مارا تھا

!اور حنان۔۔۔۔

گال پر ہاتھ رکھتے اسنے بے یقینی سے ایمان کو دیکھا تھا

آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

ایمان کے حلق میں ایک گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

دوبارہ میرے ساتھ اس طرح کے بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے
حنان علی سکندر۔۔

کیونکہ آپ اس قابل نہیں کہ آپ سے کوئی رشتہ بنایا جائے اور میں جو
مرضی کروں آپکا کوئی حق نہیں مجھے روکنے ٹوکنے کا
اور دوبارہ مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔۔

جب آپکا دل چاہے آپ میری طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے اور جب
دل کرے دھونس جمانے آجاتے ہیں۔۔۔۔
دور رہیں مجھ سے مسٹر حنان سکندر۔۔۔۔

اسے کھری کھری سناتی وہ واپس جانے کو پلٹی ہی تھی کہ حنان نے پھر سے
اسکا بازو تھاما تھا اتنی سختی سے کہ ایمان کی کلائی میں پہنی چوڑیاں ٹوٹتی ہوئی
اسکی کلائی زخمی کر گئی تھیں

اسنے سختی سے آنکھیں بند کی تھیں

حق نہیں ہے۔۔۔۔بن بھی جائے گا
اسکی بازو سے تھامے تقریباً وہ اسے گھسیٹتا ہوا اپنے آفس کی جانب لے جا رہا تھا
کوئی بھی انکی جانب متوجہ نہیں تھا کیونکہ سب اپنی اپنی کلاسسز میں موجود تھے

چھوڑو مجھے۔۔۔وہ اپنا بازو چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگی اسنے حنان کے ہاتھ پر جھکتے ہوئے دانت گاڑھے تھے مگر اسکے کان پر جوں تک نہ رینگی تھی
وہ اسے یونہیں گھسیٹتا لے جا رہا تھا
آفس کا دروازہ کھولتے اسنے ایمان کو زور سے اندر پٹخا تھا۔۔۔

آج میں تمہیں سارے تعلق سارے حق سمجھادونگالڑکی۔۔۔۔بس کچھ گھنٹے انتظار کرو۔

اسے وہیں چھوڑتاوہ آفس کادروازہ بند کرتاباہر سے لاک لگاچکا تھا

کھولودروازہ کھولو۔۔۔۔بدتمیزانسان جانے دومجھے میں سب کوبتاؤں گی تمہاری حرکت کا۔۔۔

نکالومجھے یہاں سے باہر۔۔۔۔۔۔۔وہ زور سے دروازہ بجائے جارہی تھی اور چلا بھی رہی تھی

مگر وہ اسکی اندر سے آتی آوازوں کواگنور کرتااپنی شرٹ جھاڑتابالوں کو درست کرتاواپس اپنی کلاس کی جانب بڑھا تھا

عاریہ اور آئزل توآج آئی ہی نہیں تھیں کالج

عاریہ صبح دیر تک سوئی رہی تو حنان نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا بقول
حیدر کے ہماری بہن کسی کی نئی نویلی دلہن ہے جتنا سونا ہے سو لے۔۔۔
اور آئزل اس لیے نہیں آئی تھی کیونکہ عاریہ جو نہیں آئی تھی
حاشر کے ساتھ حیدر رکا تھا اور سعد آفس۔۔

وہ دروازہ بجاتی رہ گئی مگر وہ جا چکا تھا اور کس کی ہمت نہیں تھی کہ اسکے آفس
کے قریب بھٹک بھی سکے۔
بدتمیز جاہل انسان۔۔۔۔ گھٹیا آدمی۔
وہ اونچا اونچا چلا رہی تھی۔۔
آخر خود ہی کھانستے ہوئے وہ چپ ہوئی تھی

کلاس کی طرف جاتے ہوئے اس نے سعد کو کال کر دی تھی کہ ایمان اسکے ساتھ ہے وہ آج دیر سے گھر لوٹیں گے کیونکہ انہیں یونیورسٹی ٹیم کے ساتھ سروے کے لیے دوسرے شہر جانا ہے۔۔۔صاف جھوٹ تھا۔۔ ناجانے وہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️

عاریہ آپی اٹھ جائیں۔۔۔۔۔۔یونیورسٹی بھی نہیں گئیں آپ آج اور آپ کی وجہ سے میں بھی نہیں گئی

دوپہر ہونے کو تھی وہ ابھی بھی سو رہی تھی آئزل اسے جگانے آئی تھی

ہمم۔۔۔۔وہ انگڑائی لیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی بال سمیٹتی کیچر میں انہیں باندھتی وہ

الماری سے سمپل سا ڈریس نکالے باتھروم میں گھسی تھی

کھانا لگا دیتی ہوں آپی کے لیے چلو تھوڑا سا کام کر ہی دوں انکے لیے چند دن کی مہمان ہیں ہنستی ہوئی وہ کچن میں گئی تھی روسٹ اور آملیٹ بناتی وہ ڈائننگ حال میں آئی تھی اتنے میں عاریہ بھی فریش ہوتی نیچے ہی آئی تھی

اسے بھوک لگی تھی۔۔۔

کرسی دھکیلتی وہ آئزل کے سامنے ہو کر بیٹھی تھی بسم اللہ پڑھتے اس نے کھانا شروع کیا تھا

بھلا ٹیسٹ کروں کیسا بنایا ہے میں نے آملیٹ۔؟؟!

آئزل نے ٹیسٹ کرنا چاہا

امم مزے کا ہے۔۔۔نوالہ لیتی وہ بولی تھی

آئزل ایک بات پوچھوں؟؟

عاریہ نے سوال کیا؟

ہاں پوچھیں۔۔۔۔

میں نے حاشر کو زیادہ تنگ کر دیا نا کل ؟

وہ اداسی سے بولی تھی

شاید۔۔۔۔!!آئزل کندھے اچکا گئی

ہاں اب نہیں کروں گی میں تنگ ان کو۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی

ہاہاہا آپی سیریسلی حاشر بھائی ٹھیک ہوں جائیں گے تو آپکی رخصتی کر دی جائے گی

آئزل نے اسے بتایا تھا

سچ..؟وہ چہکی تھی۔۔

آئزل نے سر کو جنبش دی۔۔۔

تو اسکی آنکھوں کی چمک بڑھی تھی

میں آپ سب کو مس کروں گی۔۔۔۔وہ اداسی سے بولی تھی

ہاں بس کریں کر ہی نا لیں آپ ہمیں مس

آئزل طنزیہ بولی تھی

اب ایسی بھی بات نہیں ہے کروں گی میں سب کو مس۔۔۔۔۔۔وہ اسے گھورتی بولی تھی

چلیں دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔۔

آئزل کہتی کھانے میں متوجہ ہوئی تھی

..

❤️❤️❤️

وہ رف سے حلیے میں بکھرے بالوں کے ساتھ آفس میں داخل ہوا تھا

وہ سامنے ہی اسے دکھائی دے گی تھی

ہاتھ سے اشارہ کرتی وہ اسے اپنے آفس میں آنے کا کہہ کر اندر غائب ہوئی تھی

اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی اب باہر کہیں نہیں تھا اسکے پیچھے وہ بھی ندر غائب ہوا تھا

وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھی تھی

بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا گہری مہرون لپسٹک لگائے وہ گھٹنوں تک آتی براؤن شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر میں ملبوس راکنگ چیئر مسلسل گھمائے جا رہی تھی

ساتھ ہی اسکی انگلیاں ٹیبل پر ٹھک ٹھک کے انداز میں بجتیں

آنکھوں میں چمک تھی اور چہرے پر دھیمی سی مسکان

ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی

اسکے سامنے وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

چائے لوگے یا کافی؟؟؟

زائشہ نے پوچھا تھا۔۔۔

کچھ بھی نہیں کام کی بات کرو۔۔۔وہ لاپرواہ انداز میں بولا تھا۔۔

اوکے کام کی بات کر لیتے ہیں نو پرابلم وہ ہاتھ کھڑے کرتی کندھے اچکا گئی

جیسا کہ تم جانتے ہو یہ ہمارا آخری کرائم ہے تو یہ ایک دم زبردست ہونا چاہیئے

تھوڑا،،ڈفرنٹ،، بالکل ڈفرنٹ،،دلچسپ،،،خوفناک۔۔،،،

آنکھوں میں شیطانی چمک لیے وہ ایسے تاثرات نمایاں کر رہی تھی کہ کوئی بھی اسکے تاثرات سے ہی خوف میں مبتلا ہو جاتا مگر مقابل ملک سعد تھا

۔۔۔۔

کیا کرنے والی ہو تم۔۔۔۔اسنے آبرو اٹھائے تھے

حیدر علی سکندر کی جان لینی ہے تاکہ وہ خود چل کر میرے پاس آئے

وہ اسکے بعد بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر سعد،،،

وہ وہیں کنگ رہ گیا۔۔۔

تم قتل کرنے کا کہتی تو میں اسے قتل کر دیتا مگر میں اسکی جان نہیں لے سکتا

وہ کون سی جان لینے کو کہہ رہی تھی؟؟

سعد نے صاف انکار کیا تھا

اوکے۔۔۔۔وہ پاس پڑی فائلوں کے بنڈل ہٹاتی سب سے آخری فائل نکالتی اس کے سامنے رکھ چکی تھی۔

یہ کھولو۔۔۔۔اور فائل ہاتھ سے اسکی جانب دھکیل دی

گلوز پہنے ہاتھوں سے اس نے وہ فائیل کھولی تھی اور جیسے جیسے وہ دیکھتا جارہا
تھا اسکی آنکھیں پھٹی جارہی تھیں۔۔
کیا اب بھی تم میرا کام نہیں کروگے ؟؟؟
اسنے دل جلادینے والی مسکراہٹ کے ساتھ اس سے پوچھا تھا
کام ہوجائے گا مگر ابھی نہیں کچھ وقت چاہیئے مجھے۔۔۔۔
وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا
فائل دیکھا اسکی جان نکلی تھی
فائیل میں وہ تمام تصویریں تھی جب اس نے اس آدمی کو قتل کیا
کب وہ آدمی اس کے پیچھے تھا،، کب وہ واپس پلٹا،، کب اس نے اس آدمی
کی گردن کی مخصوص نس دبائے اسے ڈھیر کیا
کب وہ گلوز کو جلاتا انکی خاک ہوا میں اڑا چکا
،،،
کب اور کس گلی میں وہ غائب ہوا

یعنی پوری فلم۔۔۔۔ جس سے وہ اسے نقصان پہنچا سکتی تھی حتیٰ کے اسے پھانسی تک بھی پہنچا سکتی تھی

اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ سارا کیا دھرا زائشہ کا تھا

کیا اتنی ظالم تھی اسکی محبت۔۔۔۔۔

لے لو لے لو جتنا وقت لینا ہے لے لو

تب تک میرے محبوب کو بھی سوچنے کا وقت مل جائے گا

وہ ہنسی تھی۔۔۔۔

کیا میں جاؤں۔۔۔۔۔۔؟ سعد نے سوال کیا

جاؤ۔۔۔۔۔۔

اجازت ملتے ہی وہ آفس سے باہر نکلا تھا

جو ہونے والا تھا وہ ٹھیک نہیں تھا جو زائشہ نے کہا تھا وہ غلط تھا،، کیا وہ کبھی ایسا کر پائے گا

وہ اسکی جان لے گی اور اسے زندہ تڑپنے کے لیے چھوڑ دے گی۔

اور دعوے دار ہے اس سے محبت کی

محبتیں ایسے نہیں ہوتیں۔۔۔۔۔تم پاستہ بناؤ زائشہ

حیدر کا جملہ اسکے لبوں سے ادا ہوا

اسکا دل چاہا وہ زمین میں دھنس جائے

کہیں غائب ہو جائے۔

مر جائے۔۔۔۔۔۔

❤️❤️❤️

دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں

آج شام حاشر ڈسچارج ہو رہا تھا

ثمینہ بیگم گھر کی صفائی کر رہی تھیں

اور انھوں نے حاشر کا کمرہ اچھے سے سجایا تھا

تاکہ وہ خوش ہو جائے

وہ سب خوش تھے کیونکہ حاشر فائنلی گھر آرہا تھا۔۔
آج شام ان کے گھر محفل سجنی تھی آج تیاریاں کچھ ویسے بھی مختلف تھیں

نکاح کے بعد پہلی بار انکی بہو گھر آرہی تھی
حیدر عاریہ حنان اور آئزل حاشر کے ساتھ ہی گھر آئیں گے
ثمینہ بیگم طرح طرح کے کھانے بنانے میں مصروف تھیں
یہ ایمان بھی نا آج ہی ان کی یونیورسٹی میں کوئی کام آنا تھا
اچھی بھلی میری مدد کروادیتی۔۔۔۔
سعد پہلے ہی بتا چکا تھا کہ آج ایمان دیر سے آئے گی اسے اور حنان کو
یونیورسٹی ٹیم کے ساتھ کسی سروے کے لیے جانا ہے
آنٹی پریشان کیوں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔ہم ہیں نا۔۔۔۔۔۔ہم کرتے ہیں
آپکی مدد

پیچھے سے عاریہ اور آئزل کی آواز سن کے وہ حیرت سے پلٹی تھیں
انہیں سامنے دیکھ انکی حیرت کی انتہا نا رہی تھی ارے میری بچیوں۔۔۔۔وہ آگے بڑھتی انہیں گلے لگا گئیں

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

ہم دونوں گھر میں بور ہو رہی تھیں تو حیدر بھیا سے پوچھ کر ہم یہاں آ گئے۔
عاریہ نے بتایا تھا
بہت اچھا کیا بیٹا آپکا گھر ہے یہ تو۔۔۔۔آپکے شاہر کا گھر سب سے زیادہ حق تو اس پر آپکا ہے۔۔
ثمینہ بیگم نے دونوں کو فریش جوس پیش کیا۔۔
نہیں آنٹی میں حق نہیں لوں گی کسی سے کوئی میں تو بس اپنی جگہ بنانا چاہتی ہوں۔

وہ مسکرائی تھی

آنٹی مجھے نا ایک اور جوس کا گلاس دیں بلکہ تین چار۔۔۔

آئزل کھسیانی سی ہنستی ہوئی خالی گلاس انکی جانب بڑھا دیا

آئزل خود جا کر لے لو۔۔۔عاریہ نے کہا تو اوکے کہتی وہ کچن میں گئی تھی

بتائیں آنٹی کیا بنا رہی ہیں آپ آج۔۔۔شام کو مزہ آنے والا ہے۔۔۔بھیا نے بتا دیا تھا کہ یونیورسٹی کے کام سلسلے میں انھیں باہر جانا ہے تو ہم دونوں نے سوچا آنٹی اکیلے سب کیسے سنبھالیں گی

مل کر کام کر لیں گے بہت مزہ آئے گا

وہ انھیں بتانے لگی۔

میں سوچ رہی تھی بریانی بنالوں،،،اور بھی نمکین تین چار ڈشز اور کچھ میٹھا

۔۔

ثمینہ بیگم نے ترتیب بتائی تھی

صفائی ساری ہو گئی ہے اب بس یہی کھانا تیار کرنا رہ گیا ہے۔

ثمینہ بیگم نے بتایا تھا

اوکے مل کر بنالیں گے آئزل کو بس پاستہ بنانا آتا ہے وہ ہمیں انٹرٹینمنٹ دیتی رہے گی

عاریہ ہنسی تھی

نہیں جی بہت اچھا کھانا بناتی ہوں میں۔

اپنی بد تعریفی پر وہ منہ بناتے بولی تھی

کوئی بات نہیں ابھی چھوٹی سی تو ہے۔۔۔آجائے گا بنانا سب کچھ

ثمینہ بیگم نے پیار سے اسے اپنے پاس بٹھاتے کہا تھا

چھوٹی نہیں ہے انیس سال کی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔عاریہ نے بتایا تھا

چھوٹو سی بچی ہوں میں۔۔۔۔وہ معصومیت سے نچلا ہونٹ باہر نکالے بولی تھی تو ثمینہ بیگم ہنس دی

آپ کے گھر ہم پہلی دفعہ آئے ہیں۔۔۔۔۔مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے آئزل بولی تھی

آپ لوگ ایسا کریں گھر دیکھ لیں سامنے ایمان کا روم ہے اس کے ساتھ والا حاشر کا

اور بائیں طرف سعد کا

ثمینہ بیگم اشارہ کر رہی تھیں

اور آپکا روم۔؟؟عاریہ نے پوچھا

میرا روم سعد کے ساتھ والا

یہ گیسٹ روم ہے اور اس کے ساتھ ہی حاشر کا پینٹنگ روم۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے بتایا تھا

اچھا ہم جلدی سے دیکھ کر آتے ہیں پھر بنائیں گے کھانا۔۔۔۔

عاریہ نے اپنی چادر اتارتے ڈوپٹہ اوڑھا تھا

سفید سادہ شلوار قمیض اور سفید ہی ڈوپٹے میں اسکا سفید رنگ نکھرا تھا

آئزل پہلے ہی چادر اتار چکی تھی

عاریہ کی طرح اس نے بھی سادہ سا لباس پہنا تھا مگر رنگ سیاہ تھا۔

سیاہ رنگ اس پر خوب جچتا تھا،،، بہت معصوم تھی اور بہت جلد قسمت اس سے اسکی معصومیت چھین لینے والی تھی

اپنی قسمت سے بے خبر وہ سعد کے روم میں گئی تھی

اور عاریہ حاشر کے پینٹنگ روم میں

ماشاءاللہ بہت پیاری بچیاں ہیں

آئزل کو اپنے سعد کی دلہن بناؤں گی

دل ہی دل میں ثمینہ بیگم نے سوچا تھا

" مگر بعض اوقات زندگی ہماری سوچوں کے برعکس چل رہی ہوتی ہے "

ساری یونیورسٹی جا چکی تھی جب ایمان کو دروازہ کھلتا محسوس ہوا
..اسکی کلائی میں درد تھا۔۔۔حنان دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا
وہ اپنی جگہ سے بھاگ کر اٹھی تھی
پھرتی سے اس نے حنان کا گریبان دبوچا تھا۔۔۔
گھٹیا انسان۔۔۔۔۔کیوں بند کر کے رکھا ہے مجھے یہاں۔
ایک دفعہ مجھے یہاں سے نکلنے دو پھر میں سب کو بتاؤں گی تمہاری اس گھٹیا
حرکت کا
حنان نے مسکراتے ہوئے اسکے سر پر بڑی سی چادر اوڑھائی تھی۔۔
اسکے گریبان پر ایمان کے ہاتھ ڈھیلے پڑے تھے۔

گھٹیالوگ گھٹیا حرکت ہی کرتے ہیں۔۔وہ اسکے کان میں سرگوشی کے انداز میں بولا تھا

اسے اپنے اتنے قریب کھڑا دیکھ وہ کرنٹ کھا کر پیچھے پلٹی تھی

ککک۔۔۔۔کیا کرنے۔والے ہیں آپ میرے ساتھ۔۔۔۔

اسکی ذبان لڑکھڑائی تھی

فکر مت کرو تمہاری عزت نہیں لوٹنے لگا۔۔وہ ہنسا تھا

آجایئے۔۔۔۔۔۔۔اس نے دروازے کی طرف منہ کر کے آواز لگائی

ایمان تو وہیں شل رہ گئی جب اسنے دیکھا کہ آفس کے دروازے سے مولوی صاحب اور دو مزید لوگ داخل ہو رہے تھے

وہ تو وہی بت بنی تھی

حنان نے اسکی چادر سر سے اٹھائے اسکے چہرے پر گھنگھٹ گرایا تھا

ایمان کو لگا اسکے جسم میں جان نہیں ہے۔۔حنان ٹانگ پر ٹانگ دھرتا اسکے ساتھ جا بیٹھا تھا

نکاح شروع کیجئے مولوی صاحب۔۔۔۔دلکش مسکراہٹ چہرے پر سجائے

وہ گویا ہوا

ایمان کو پیاس کی شدت سے اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا

آنکھیں ایک دم بنجر ہوئی تھیں

دل دھک سے باہر کو لپکا تھا

حلق میں کانٹے ابھر آئے تھے

کہا تھا نا تعلق بنتے دیر نہیں لگتی اب کم از کم یہ تو نہیں کہو گی نا کہ میرا حق کیا

ہے تم پر۔۔۔

اسکے کان کے قریب جھکتا وہ بولا تھا

وہ اس سے دور ہوئی تھی۔۔

آنکھوں میں اب غصہ در آیا تھا

وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ لرز رہی تھی

مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا۔۔

سب سے پہلے حنان سے اعجاب و قبول کروایا گیا

اس نے تینوں بار نہایت ہی خندہ پیشانی سے قبول ہے کہا تھا

مولوی صاحب اب ایمان کی جانب متوجہ ہوئے تھے

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟

مگر ایمان کچھ نہ بولی۔

مولوی صاحب نے پھر پوچھا مگر دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

ایمان بولو۔۔۔۔ قبول ہے۔۔۔۔۔ حنان نے دانت پیستے کہا تھا

مجھے یہ نکاح قبول نہیں۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور اسنے چہرے سے گھنگھٹ بھی اتارا تھا

حنان کے تن بدن میں آگ لگی تھی

چپ چپ یہاں واپس بیٹھ جاؤ جو مولوی صاحب پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دو

حنان غرایا تھا

میں اپنا جواب دے چکی ہوں اور مولوی صاحب۔۔۔وہ اب مولوی صاحب کی جانب متوجہ ہوئی تھی

ویسے تو بڑے مولوی بنتے ہیں کیا یہ نہیں معلوم کے جو نکاح کروانے بھاگے چلے آئے ہیں وہ نکاح غیر شرعی اور غیر قانونی ہے

لڑکی کی مرضی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔

وہ مولوی صاحب پر چلائی تھی وہ تو بوکھلا ہی گئے تھے

شٹ اپ ایمان۔۔۔۔۔

ہاسپیٹل میں پڑے اپنے بھائی کی سلامتی چاہتی ہوں تو چپ چاپ جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرو۔۔۔

حنان نے دھمکی دی تھی

وہ ہنس دی۔۔۔۔مجھے یہ دھمکیاں مت دیں جنہیں سوچتے ہی آپ خود بھی سہم جائیں میں جانتی ہوں حاشر بھائی کو آپ ایک خراش تک نہیں پہنچا سکتے۔۔

وہ ہنستے ہوئے بولی تھی

اور تو ایسی بات ہے۔۔۔۔۔۔۔اور اگلے ہی لمحے حنان پاکٹ سے گن نکالے ایمان کے اوپر تان چکا تھا

آج یا تو پھر تم بچو گی یا میں۔۔۔۔۔۔۔اسکی طرف سے گن ہٹاتا اپنی کنپٹی پر رکھ چکا تھا

ایمان ہاں بولو ورنہ میں خود کو گولی ماری دونگا یقین کرو حاشر کو خراش پہنچانے سے آسان مجھے میری موت ہے۔۔۔۔

ایمان کی آنکھوں میں بے یقینی تھی اس نے حنان کے ہاتھ سے گن لینا چاہی

ایمان اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو ہاں بول دو۔۔

وہ ابھی بھی اپنے کنپٹی پر بندوق تانے کھڑا تھا

حنان آپ مجھے اس طرح سے ٹارچر نہیں کر سکتے اگر نکاح کرنا ہے تو گھر والوں کی مرضی سے کریں گے سب مان جائیں مگر پلیز ایسا نہ کریں

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے۔۔۔۔۔وہ مسلسل روئے جارہی تھی اور اس سے بندوق چھننے کی تگ ودو میں ہلکان ہورہی تھی

ایمان ہاں بولو ورنہ میں خود کو شوٹ کردوں گا۔۔۔

میں بس تین تک گنوں گا اگر تم نے ہاں نا کہا تو پھر تمہیں یہاں میری لاش ملے گی۔۔۔

جتنا ہو سکتا تھا وہ اسکی جان حلق میں اٹکا رہا تھا

تین۔۔۔!!!!اس نے گننا شروع کیا۔۔۔ٹریگر پر انگلی رکھی۔

وہ زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

پلیززززز نہیں حنان۔۔۔۔

!!!!!دو۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹریگر ہلکا سا پریس ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔

حنان پلیز مت کریں۔۔وہ گڑگڑائی تھی

ایک۔۔۔۔۔۔!!!؟

مجھے قبول ہے۔۔۔۔۔۔

قبول ہے مجھے

ہاں مجھے قبول ہے۔۔۔۔۔

وہ صوفے پر ڈھے سی گئی تھی

فاتحانہ مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی

اسنے گن واپس پاکٹ میں رکھی تھی۔۔۔

دعا کے بعد مولوی اور دو گواہ آدمی جو کالج کے ہی حنان کے پروفیسر دوست تھے چلے گئے

جبکہ ایمان سکتے کی حالت میں بیٹھی تھی

وہ ایمان کی جناب بڑھا تھا۔۔۔

مجھے۔۔۔۔گھر۔۔۔جانا ہے۔۔۔۔وہ اٹکتے لہجے میں بولی تھی۔

گھر میں کسی سے ذکر مت کرنا میں خود سب کو بتاؤں گا

اور اب تم اچھے سے سمجھ گئی ہو گی کہ حنان علی سکندر کے دل میں کتنی آگ جلی ہو گی جب تم نے اس لڑکے سے بات کی تھی۔

اور جب تم کہتی ہو کہ تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

تو میرا دل کرتا تھا یا تمہیں مار دوں یا خود کو۔۔۔

اسکے پاس سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا وہ بول رہا تھا

اور وہ آنکھوں میں آنسوں لیے سن رہی تھی

ایمان کچھ لوگوں سے تعلق خون کا یا رشتے کا نہیں ہوتا کچھ لوگوں سے "
تعلق روح کا ہوتا ہے
اور انسان اس روح کے تعلق کے لیے اس قدر پوزیسسو ہو جاتا ہے کہ نہ
" جان لینے سے گریز کرتا ہے اور نہ جان دینے سے

یقین کرو ایمان تم سے میرا بہت گہرا تعلق ہے،،روح کا،،،اور اب تو رشتہ
بھی بن گیا ہے۔۔

میں نہیں مانتی اس رشتے کو نہ ہی کبھی اس رشتے کو قبول کروں گی زبردستی
کے بنائے گئے رشتوں کی میری نظر میں کوئی اہمیت نہیں آپ بھی ایک
بات کا یقین کر لیں کے آپکے جینے یا مرنے سے

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔مجھے فکر تھی سب کے سوالوں کی جن کے
جواب میں نہیں دے سکتی تھی
فکر مت کریں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی آپکی گھٹیا حرکت کے بارے میں
بہتر ہو گا کہ آپ مجھے ڈائیورس پیپر جلد ہی بھجوادیں
ایمان غصے سے پھنکاری تھی مگر حنان کے تاثرات بالکل نرم تھے وہ
پر سکون کھڑا تھا

آج کہا ہے دوبارہ کہنا بھی مت میں نے تم سے یہ رشتہ توڑنے کے لیے
نہیں جوڑا۔۔۔۔
پر سکون لہجے میں وہ اسے سرد بات کہہ گیا تھا

میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں میں اس رشتے کو نہیں مانتی۔۔۔۔وہ تقریباً
چلائی تھی

تمہارے ماننے یا ماننے سے کچھ نہیں ہوتا ایمان۔۔۔تم مانو یا نا مانو رشتہ تو بن چکا۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بولا تھا

گھر جانا ہے مجھے۔۔۔۔

۔اسکی بات کو سرے سے اگنور کرتی وہ بولی تھی

چلو مجھے بھی تمہارے گھر ہی جانا ہے اپنا حلیہ درست کرو۔۔۔اور باہر آؤ میں ویٹ کر رہا ہوں

وہ باہر کی جانب بڑھا تھا

آپ نے کیوں جانا ہے ہمارے گھر۔۔۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی وہ پوچھ بیٹھی اسے اس شخص سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی وہ مزید اسکا سامنا نہیں کر سکتی تھی

حاشر ڈسچارج ہو کر گھر آ رہا ہے سعد بھائی نے ہم سب کو انوائیٹ کیا ہے ڈنر پر۔۔۔

انفیکٹ عاریہ اور آئزل تو پہنچ بھی چکی ہیں۔

شام کو حیدر بھائی اور سعد بھائی حاشر کو لے کر آ جائیں گے۔۔

وہ اسے تفصیل سے بتاتا گویا ہوا

ایمان کا بس نہیں چل رہا تھا وہیں زمین پھٹے اور وہ اس میں دفن ہو جائے کیسے فیس کرے گی وہ سب۔۔۔

حنان بغیر اسکے تاثرات نوٹ کیے باہر نکل گیا

وہ بھی اسکے پیچھے آئی تھی

فرنٹ سیٹ پر حنان کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے وہ بیک سیٹ کا دروازہ کھولے اندر بیٹھی تھی

حنان نے کچھ نا کہا اور چاپ چاپ گاڑی سٹارٹ کر دی

ایمان تو ابھی بھی سکتے کی کیفیت میں تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ہوا کیا ہے

بھوک سے الگ طبیعت نڈھال ہو رہی تھی

سارا دن وہ اسکے کیبن میں بند رہی

باہر ہوتی تو تھوڑی دیر بعد کیفے سے کچھ لے کر کھا لیتی

یہ سوچ اسے کھائے جا رہی تھی کہ جب گھر والوں کو پتا چلے گا تو کیا ہو گا

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ حنان کی اپنی بندوق سے اس پر گولیاں چلا دے۔۔

❤️❤️❤️

وہ سعد سے کمرے میں داخل ہوئی تھی سامنے ہی وال پر اسکی اتنی بڑی
تصویر لگی تھی
جس میں کھڑا مسکرا رہا تھا
ریڈ شرٹ اور بلیک پینٹ میں بکھرے بالوں کے ساتھ مسکراتا ہوا وہ بہت
ہی خوبصورت لگ رہا تھا

بیڈ کے لیفٹ سائیڈ پر بڑا سا ڈریسنگ ٹیبل رکھا تھا۔اسکے اوپر طرح طرح
کے ڈفرنٹ برینڈز کے پرفیومز پڑے تھے
وہ آگے بڑھتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی تھی
اسنے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا
اور ایک پرفیوم اٹھا کر بے اختیار خود پر سپرے کیا تھا

کمرے کی فضاء میں پرفیوم کی خوشبو پھیلی تھی جو اندر داخل ہوتے سعد کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی

ایمان میرا ڈریس نکال دو۔۔۔۔۔سعد کو لگا ایمان ہے کیونکہ وہی اسکے پرفیومز استعمال کرتی تھی
اسکی آواز سنتے ہی وہ کرنٹ کھا کر پلٹی تھی اور اسکے ہاتھ سے پرفیوم چھوٹ کر نیچے گر تا ٹوٹ چکا تھا۔۔۔

اسے وہاں دیکھ سعد حیرت سے کنگ ہوا تھا۔
آئزل تو ڈر کے مارے کبھی ٹوٹی پرفیوم کی بوٹل کو دیکھتی تو کبھی سعد کو
سعد کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

پرفیوم کی خوشبو کمرے میں کچھ زیادہ ہی پھیل گئی تھی
آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔۔۔۔؟

وہ غصے سے بولا تھا

وہ۔۔۔۔میں۔۔آپی کے ساتھ آئی تھی تو۔۔آنٹی نے کہا گھر دیکھ لو۔۔

وہ ڈرتے ڈرتے بتانے لگی

ماما نے کہا گھر دیکھ لو تو آپ میرے روم میں چلی آئیں۔۔۔۔۔سعد نے بھوئیں اچکائی تھیں

تو آپکا روم بھی تو گھر کا ہی حصہ ہے نا۔۔۔

وہ معصومیت سے بولی تھی

میرے گھر والوں کے علاوہ میرے روم میں داخل ہونے کی اجازت کسی کو نہیں۔

جائیں یہاں سے

وہ سخت لہجے میں بولا تھا بے اختیار اسکی آنکھوں میں نمی چھائی تھی

سر جھکاتی وہ اسکے پاس سے گزرتی باہر جانے لگی

سعد کو اس سے اپنی ہی خوشبو محسوس ہوئی تھی

سنو۔۔۔۔۔!!! سعد نے اسے پکارا تھا

جی۔۔۔؟ وہ پلٹی تھی

ایک بات پوچھوں۔۔۔؟؟؟

وہ سوال کر رہا تھا

!! پوچھیں؟

رونا بھلائے اب وہ پر تجسس لہجے میں بولی تھی

انسان اگر کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور ہو جو وہ نہیں کرنا چاہتا ہو تو؟؟؟؟

مجبوری انسان سے گناہ تک کروانے کی طاقت رکھتی ہے

وہ دروازے سے آوٹ لگائے کھڑی تھی

اور اگر دل نا مانے تو۔۔۔؟

اپنا رخ اسکی جانب کرتے وہ گویا ہوا

!!!!!دل ہماری مانتا ہی کب ہے۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی

سچ کہہ رہی ہیں آپ،،،انسان اگر سب سے زیادہ کسی چیز کے ہاتھوں مجبور ہے تو وہ اسکا اپنا دل ہے۔۔۔۔۔

وہ آئزل کہ بات سے متفق تھا

کیا آپ بھی اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہیں۔؟

آئزل نے پوچھا تھا

ہاں۔۔۔۔۔۔وہ سرد آہ بھر تا رہ گیا

آپکی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے آئزل؟

میری کوئی بڑی خواہش نہیں ہے بھائی بتاتے ہیں ماما کہا کرتی تھی بڑی خواہشوں کی بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے میری کوئی بڑی خواہش نہیں میری بس ایک چھوٹی سی خواہش ہے۔۔

وہ اسے بتانے لگی۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کونسی خواہش؟؟

پتا نہیں کیوں وہ اس سے بات کرنے میں دلچسپی دکھا رہا تھا ایسے جیسے اسکے دل میں چھپی کوئی بات جاننا چاہتا ہو

میری خواہش ہے اپنے ہمسفر کو لاڈلہ ہونا۔۔۔وہ یک طرفہ مسکرائی تھی یہ تو بہت بڑی خواہش ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ حیران ہوا اسکی چھوٹی سی خواہش پر

کیاایسا ہے؟؟

وہ اسے سے سوال کر رہی تھی

!!معلوم نہیں۔۔۔۔

وہ کندھے اچکا گیا

کیااس کے علاوہ آپکی کوئی خواہش نہیں؟؟

!نہیں۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے اگر یہ خواہش پوری ہو جائے تو باقی خود بخود ہو جائیں گی۔۔

وہ سر جھکائے بولی تھی

!!جیسے کہ:؟؟

وہ اسے دیکھ رہا تھا

جیسے کہ میرے بھائیوں کو ہی دیکھ لیں میں انکی کتنی لاڈلی ہوں وہ میری ساری وشز پوری کرتے ہیں

جو جس کا جتنا لاڈلہ ہوتا ہے وہ اسکی خواہشات کا اتنا ہی خیال رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ کو ہی دیکھ لیں اپنے لاڈلوں کی دعائیں وہ کتنی خوبصورتی سے قبول کرتے ہیں نا

سر کو جنبش دیتا وہ مسکرا دیا

جب وہ دونوں بہنیں سنجیدہ ہوتی تھی تو

واقعی لگتا تھا کہ وہ ایک مصنف کی بہنیں ہیں

وہ اسکی معصوم سی خواہش پر مسکرا دیا

ایک بات پوچھوں؟؟؟

آئزل نے سر اٹھایا تھا

پوچھیں؟؟؟

وہ بھی اسکی جانب دیکھتا بولا تھا

کیا آپکو سچ میں اس زائشہ سے محبت ہے ؟؟

اسے اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ سعد کو زائشہ سے محبت ہے

!!!ہاں۔۔۔۔

سعد کے اقرار نے اسکے دل ہو ٹھیس پہنچائی تھی

کیا وہ آپکو بہت اچھی لگتی ہیں ؟؟

پھر سے ایک معصومانہ سوال

وہ خوبصورت تو ہے مگر خوب سیرت نہیں۔

سعد نے کہا تھا

!پھر بھی آپ ان سے محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

ہاں پھر بھی کرتا ہوں

لیکن کیوں ؟؟؟

دل کے ہاتھوں مجبور ہوں

مجھے لگتا ہے ہمیں اپنے دل کو قابو میں رکھنا چاہیئے تاکہ ہر ایرے غیرے پر
فدا نہ ہو جائے
جلے دل کے ساتھ وہ بولی تھی

آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ دل ہماری مانتا ہی کب ہے۔۔۔ سعد نے اسے
یاد دلانا چاہا۔۔۔
آئزل نے کچھ نہ کہا اور خاموشی سے باہر نکل گئی
اسے جاتا وہ دیکھتا رہا
ٹوٹے ہوئے پرفیوم کو وہیں چھوڑتا اپنا ڈریس نکالتا وہ فریش ہونے گیا تھا
وہ زائشہ کے آفس سے سیدھا گھر آرہا تھا فریش ہو کر اسے ہاسپٹل جانا تھا اور
حیدر کے ساتھ حاشر کو لانا تھا

دوسری طرف عاریہ حاشر کے روم اور پینٹک روم کا ہر طرح سے جائزہ لے چکی تھی پولیس والوں کی طرف باریک بینی سی انویسٹیگیشن کرتی وہ اب مطمئن سی کھڑی تھی

بقول اسکے وہ اسکے شوہر کا کمرہ تھا

ہائے صدقے میرے پیارے دلہے راجہ۔۔۔۔

کچھ یاد آنے پر وہ جلدی سے باہر بھاگی تھی

آنٹی بھی کہیں گی مدد کرنے آئے اور شوہر کے کمرے کی ہو کر رہ گئی۔

وہ ہنستی ہوئی کچن میں گئی تھی جہاں پہلے ہی آئزل موجود تھی

ثمینہ بیگم نے تھا دونوں مدد کرنے لگیں

فریش ہوتا سعد کچن میں آیا تھا

اسلام علیکم بھابھی۔۔۔۔۔۔عاریہ کو سلام دیا تھا

وعلیکم اسلام۔۔۔وہ مسکرائی تھی

ماما میں اب نکلتا ہوں حیدر کی کال آئی ہے۔۔

ڈسچارج پیپرز بن گئے ہیں اب بس ایک دو سائنز باقی ہیں

تسلی کے لیے ڈاکٹرز نے ایک دفعہ پھر سے چیک کیا ہے حاشر کو اچھے سے

اب بس گھنٹے تک گھر آجائیں گے

وہ انہیں آگاہ کرنے لگا

ٹھیک ہے بیٹا دھیان سے جانا

کمرہ وغیرہ سیٹ ہے نا اسکا۔۔۔۔۔۔۔

جاتے جاتے وہ پلٹا تھا۔۔

سیٹ ہے بھائی۔۔۔۔۔عاریہ نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتا چلا گیا

عاریہ بچے آپ ایسا کریں فریزر سے فروٹ نکال کر ملک شیک بنالیں

آپی مینگو والا بنانا۔۔۔۔وہ فریزر کی جانب بڑھنے لگی تو آئزل نے کہا تھا

ابھی تو مینگو جوس پیا ہے تم نے اتنا زیادہ آئزل۔۔۔

عاریہ نے اسے گھورا تھا

مجھے مینگو پسند ہیں۔۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تھی

اسٹرابیری والا بنالیتے ہیں کیا خیال ہے۔۔۔۔عاریہ نے پوچھا تھا

دیکھا آنٹی آپی ابھی سے میرے ساتھ ایسا سلوک کر رہی ہیں کل کو میں

انکے گھر آؤں گی تو یہ بولیں گی اپنے گھر سے کھا کے آتی

وہ مصنوعی آنسو صاف کرتی ثمینہ بیگم سے کہنے لگی

بری بات عاریہ۔۔۔۔

آپ مینگو والا بنادیں بچی کہہ جو رہی ہے۔۔۔۔

۔ایک تو بچی نے الگ سے سر کھایا ہوا ہے
ثمینہ بیگم نے عاریہ سے کہا تو وہ آئزل کو دل ہی دل میں کوستی مینگو شیک بنانے لگی جبکہ آئزل دبی دبی سی ہنسی تھی

وہ کوئی کام نہیں کروا رہی تھی بس وہاں کھڑی سر کھائے جا رہی تھی
آئزل کچن سے باہر نکلنے لگی تو سامنے سے آتے حنان سے زور سے ٹکرائی تھی

اوئیییییی اللہ میرا سر۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنا سر تھامتی رہ گئی

اوہ سوری بچے۔۔۔۔حنان اسکا سر مسلنے لگا

آپ بھی ناجن کی طرح ٹپکے ہیں

آئزل اسے گھورتے ہوئے بولی تھی

آ گئے بیٹا آپ۔۔۔۔ ثمینہ بیگم اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی
جی آنٹی آ گئے۔۔۔۔۔آگے بڑھتا ہوا ثمینہ بیگم سے پیار لیتا وہ چولہے پر رکھی کڑاہی سے ڈھکن اٹھا کر دیکھ رہا تھا کہ کیا بن رہا ہے

آنٹی بھیا کھانا چوری کر رہے ہیں۔۔۔۔۔وہ شرارت سے بولی تھی
آئزل آپ بہت شرارتی ہوتی جا رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حنان نے تبصرہ کیا
نہیں میں تو معصوم سی ہوں ہے نا ثمینہ آنٹی۔۔۔۔
ہاں ہاں بہت ہی معصوم ہے ہماری بچی۔۔وہ ہنسی تھی
ایمان کہاں ہے؟؟ عاریہ نے پوچھا تھا
وہ اپنے روم میں گئی ہے۔

دھیمے لہجے میں بتانے لگا

میں زرا اس سے مل لوں۔۔۔آئزل ایمان کے روم کی جانب بڑھی تھی

سعد ابھی ابھی حاشر کو لینے نکلا ہے۔۔۔ ثمینہ بیگم نے بتایا تھا

جی آنٹی میں ملا ہوں ان سے باہر۔

اور اچھا۔۔۔

آئزل ایمان کے روم میں گئی تھی وہ فریش ہو کر باتھ روم سے نکل رہی تھی

آئزل کو دیکھ مسکرائی تھی

مگر آئزل کے چہرے کے تاثرات پریشانی میں بدلے تھے

ایمان کی سرخ سوجی آنکھیں اسکے رونے کا پتا دے رہی تھی

اور تھکن سے چور بدن کے ساتھ وہ بمشکل چلتی ہوئی آئزل کی جانب آئی تھی

کیا ہوا ہے آپی آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی آپ روئی ہیں کیا؟؟
وہ حیرت سے سوال کر رہی تھی

انہیں رونا کیوں تھا آج کام بہت تھا تھک گئی ہوں سر میں درد ہے رات کو ٹھیک سے سو نہیں سکی اور نیند کی وجہ سے آنکھوں میں درد ہے

آدھے سچ اور آدھے جھوٹ کا کا سہارا لیا تھا اس نے وہ بمشکل خود کو رونے سے بعض رکھے ہوئی تھی

آپ آرام کریں میں آپکے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں
نہیں آئزل میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں پلیز تم یہ لائیٹس بند کرو اور دروازہ بھی۔۔۔

اسے کہتی وہ بیڈ پر نیم دراز ہوئی تھی

اچھا ٹھیک ہے

آئزل لائٹس اور دروازہ بند کرتی کچن میں آئی تھی جہاں حنان اور عاریہ ثمینہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مگن تھے

ایمان آپی کو پتا نہیں کیا ہوا ہے۔۔۔۔

سو گئی ہیں کہہ رہی تھیں انہیں کچھ دیر سونا ہے انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے

آئزل نے بتایا تو حنان کے کان کھڑے ہوئے تھے

کیا ہوا ایمان کو۔۔۔اسکی طبیعت تو نہیں خراب۔۔۔۔ثمینہ بیگم کو فکر ہوئی

پتا نہیں کہہ رہی ہیں رات کو ٹھیک سے سو نہیں سکیں اور یونیورسٹی میں بھی بہت کام تھا اور ان کے سر میں درد ہے

سو گئی ہیں وہ۔

آئزل نے بتایا

چلو کچھ دیر سوئے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔

حنان سر جھکاتا باہر نکل گیا

کھانا وغیرہ مکمل تیار کرتیں وہ تینوں لاونج میں آئی تھیں۔۔

بند کمرے کے پار وہ سر میں درد کی ٹھیسوں کو برداشت کرتی آنکھیں موندے لیٹی تھی

آنسو ابل ابل کر باہر آرہے تھے

اسنے کبھی سوچا نہیں تھا کہ حنان ایسا کرے گا

اس نے دل میں یہ چاہا ضرور تھا کہ حنان اسکا ہو جائے مگر اس طرح وہ نہیں چاہتی تھی

اس کے ساتھ جو ہوا تھا وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی نا جانے کیوں اسکے ساتھ ایسا کیا حنان نے

کل کو کیا جواب دے گی وہ سب کو

یہی سوچ سوچ کر وہ ہلکان ہوئے جا رہی تھی

میں اس رشتے کو کبھی قبول نہیں کروں گی

حنان نے میرا مان توڑا ہے میرا دل توڑا ہے میرا بھروسہ توڑا ہے

وہ دل ہی دل میں خود سے محو گفتگو تھی

میری نظر میں اب حنان کی عزت بہت کم پڑ گئی ہے بلکہ ختم ہو چکی ہے

کبھی میں نے جس شخص سے محبت کا اقرار خود سے بھی نہیں کیا آج مجھے اس شخص سے شدید نفرت ہو رہی ہے

میں حیدر بھائی سے بات کروں گی اور ان سے کہوں گی مجھے اس زبردستی
کے رشتے سے آزاد کریں
وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر چکی تھی
یونہیں سوچوں کے گرداب میں چکر کاٹتی وہ تھکن کی وجہ سے بہت جلد
نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی

❤️🔥❤️🔥❤️🔥

شام ہوئی تو گاڑی کے ہارن سے سب اٹھے تھے
حیدر اور سعد حاشر کو سہارا دیئے اندر داخل ہوئے تھے
اپنے سامنے اپنی ماں اور بیوی کو دیکھ وہ دلفریب انداز میں مسکرایا تھا
ایک اسکی جنت تھی تو دوسری اسکے ہونے والے بچوں کی جنت۔

مرد سکون میں رہے گا اگر اسکی ماں اور بیوی اتفاق سے رہیں گی

وہ مطمئن تھا ثمینہ بیگم ظالم ساس نہیں تھیں اور بلاشبہ عاریہ ایک اچھی بہو تھی

میرا بچہ آگیا۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے آگے بڑھ کر اسے پیار سے بوسا دیا تھا

وہ زور سے اپنی ماما سے ملا تھا

عاریہ کی جانب دیکھتا وہ مسکرایا تھا

سب کے سامنے وہ شرمائی تھی

حنان اور حیدر نے اسے روم میں لے جانا چاہا مگر اس نے باہر لان میں بیٹھنے کی خواہش ظاہر کی

میں تھک گیا ہوں لیٹ لیٹ کر بند کمرے میں مجھے باہر لان میں بیٹھنا ہے کھلی فضا میں

حیدر نے لان میں رکھی کرسیوں کے پاس چارپائی ڈالی تھی گاؤ تکیے سے
ٹیک لگاتا وہ نیم دراز ہوا تھا
باقی سب کرسیوں پر ٹکے تھے
عاریہ آئزل کی مدد سے سب کے لیے شیک گلاسوں میں ڈال کر لائی تھی

ماشاءاللہ سے بہنوئی صاحب اب بالکل ٹھیک ہیں پاؤں کو بھی موو کر لیتے
ہیں ہلکا سا چل بھی لیتے ہیں اور سر کی چوٹ بھی کافی بہتر ہے

حنان کہہ رہا تھا اور سب سن رہے تھے۔۔۔

بہت گہری چوٹیں آئی ہیں میرے بچے کو۔۔
ثمینہ بیگم دکھ سے بولی تھیں

اور کرتا محبتاں اور معشوقیاں۔۔

حیدر نے اسے اچھا خاصا طعنہ دیا تھا

عاریہ ہنسی تھی

اب بس حاشر بھائی جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ہمیں اب شادی انجوائے کرنی ہے آپ دونوں کی۔۔۔۔بہت ہو گئی بورنگ لائف اب تھوڑی سی انجوائمنٹ تو بنتی ہے نا

آئزل چہک کر بولی تھی

ہاں آپ سب تیاریاں شروع کریں ان شاءاللہ کچھ دن تک شادی کے فنکشنز سٹارٹ کریں گے

ثمینہ بیگم نے جہیز لینے سے انکار کر دیا تھا آجکل کی دنیا میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں

کم ڈیٹس میں شادی ہو گی بھائی؟

حنان نے پوچھا تھا

اممم اتنی جلدی کرنے کی ضرورت نہیں حاشر ٹھیک ہو جائے مکمل طور پر شادی بھی ہو ہی جائے گی۔

سعد کی بات سے سب متفق تھے

ہاں سچی آپکو مزے کی بات تو بتائی ہی نہیں

کچھ یاد آنے پر حنان تقریباً چہکا تھا

کیا بات۔؟

عاریہ نے پوچھا

ہاسپٹل میں ایک بچاری نرس نے حاشر سے نمبر مانگ لیا بس پھر نہ پوچھو جو حال عاریہ نے اس کا کیا

وہ بتاتے ہوئے ہنسے لگا۔۔۔۔

عاریہ نے اسے گھورا تھا

ہاں تو اور کیا۔۔۔۔۔آئزل بھی ہنسی تھی

مجھے بھی بتائیں کیا کیا بھابھی نے۔۔۔۔

سب کے سامنے خود کو بھابھی کہے جانے پر وہ اچھی خاصی شرما جاتی تھی

حنان نے انھیں ساری کارستانی سنائی تھی

سب ہنس ہنس کر پیٹ میں درد کیے بیٹھے تھے

نہیں جی میں نے کچھ نہیں کیا

۔۔۔وہ صاف مکر گئی۔۔

حاشر کو بھی ٹکر کی ملی ہے سہی ناک میں دم کر کے رکھے گے

حیدر نے تبصرہ کیا تھا

یہ تو ہے۔۔۔۔مزہ آنے والا ہے۔۔۔۔سعد نے ایگری کیا تھا

شرم کر مزے کے بچے شرم پیچ کر پتیسہ کھالیا ہے تو نے

بلکہ رہنے دے شرم تو تجھے آنی نہیں ہے تو جا کر پاستہ بنا جھوٹے بھائی کی

شادی ہے اور بڑا لور لور پھر رہا ہے

حیدر نے طنز کیا تھا

حیدر بیٹا میں آپکی بات سے متفق ہوں۔۔۔۔تھینکیو آنٹی۔۔۔۔حیدر نے

سر جھکایا تھا

آئزل نے چور نظروں سے سعد کو دیکھا تھا

عاریہ حاشر کی جانب دیکھ رہی تھی حاشر نے جیسے ہی اسکی جانب دیکھا وہ اسکو آنکھ ونک کر گئی بدلے میں وہ اسے گھوریاں ڈالتا رہ گیا

ایمان کہاں ہے ماما ابھی تک نہیں اٹھی۔۔۔۔
حاشر کسی خیال کے تحت بولا تھا

پتا نہیں بیٹا کیا ہو گیا ہے اسے آتے ہی سو گئی آنزل کو بتا رہی تھی کہ سر میں درد ہے اسے پریشان نہ کیا جائے
ثمینہ بیگم نے لاتعلقی کا اظہار کیا

ماما آپ ایک بار جا کر دیکھ لیں شاید ایمان کی طبیعت زیادہ خراب ہو ورنہ وہ یوں سوتی تو نہیں ہے
سعد کے کہنے پر ثمینہ بیگم اٹھتی ہوئی اسکے روم کی جانب بڑھی تھیں

شام کو اسکی آنکھ چند آوازوں سے کھلی تھی
دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا بدن تھکن سے چور تھا سر میں درد کی ٹھیسیں
اٹھ رہی تھیں

وہ ان آوازوں کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگی
تھوڑا سا غور کرنے پر پتا چلا کہ یہ آوازیں تو لان سے آ رہی ہیں
حیدر حاشر حنان اور سعد لان میں بیٹھے کوئی کلام پڑھ رہے تھے
انکی آوازوں میں سرور تھا
کتنے خوبصورت انداز میں وہ پڑھ رہے تھے
اس نے اٹھنا چاہا مگر سر اٹھا نہ سکی دوبارہ سے آنکھیں موند گئ
نیم بے ہوش سی وہ پھر سے آنکھیں موند گئ
انکی سرور بخشتی آوازوں سے وہ پھر سے نیند کی وادیوں میں اتر گئ

مغرب کا وقت ہو رہا تھا عاریہ نے سب کو چائے اور چند ڈرائے فروٹس پیش کیے

نماز کے بعد پھر سب مل کر ڈنر کرنے والے تھے

پھر انہیں گھر کے لیے بھی نکلنا تھا

حاشر چلو اٹھو بس اب لیٹ جاؤ روم میں جا کر تھوڑا سا ریسٹ کرو۔۔۔

حیدر اور سعدا سے سہارا دے اندر لائے تھے

خاموشی سے وہ لیٹا تھا

ہم نماز پڑھ کر آتے ہیں

حیدر جانے لگا تو حاشر نے اسکو پکارا تھا

بڑے سالے صاحب میری بیگم صاحبہ کو اندر بھیج دیں۔

حاشر نے آنکھ دبائی تھی۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتا باہر نکل گیا

ٹھیک تو ہو لے پہلے پھر کرنا معشوقیاں سعد نے اسے ٹہوکا دیا تھا

آپ کریں تو محبتیں ہم کریں تو معشوقیاں واہ جی واہ۔۔۔۔وہ جل کر بولا تھا

سعد ہنستا ہوا باہر نکل گیا

❤️❤️❤️

آپ نے بلایا پپی جی۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ شوخ انداز میں اندر داخل ہوئی

جی میں نے بلایا۔۔۔ باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن یہ پپی کہ کیا ہے۔۔۔؟ وہ حیران ہوا

پپی جی مطلب ہبی جی۔۔۔۔۔ ہبی جی کو پیار سے پپی جی کہتے ہیں۔۔ وہ آنکھیں پٹپٹائے بولی تھی

استغفر اللہ۔۔۔۔اسکے منہ سے جھٹ سے نکلا تھا

کیا ہوا پپی جی۔۔۔؟؟ وہ پریشان ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔۔۔

یہی اہمیت ہے میری آپکی نظر میں شوہر سے کتا بنا دیا۔۔۔وہ منہ بسورتا رہ گیا

جبکہ عاریہ کا قہقہ جاندار تھا

عاریہ سیریس نا مجھے سچ میں آپ سے باتیں کرنی ہیں ابھی میرا مزاق کا موڈ نہیں

لیٹے لیٹے اس نے عاریہ کا ہاتھ تھاما تھا

اچھا بولیں۔۔۔وہ اب سیریس ہو کر بیٹھی تھی

آئے مس یو۔۔۔۔حاشر نے اسکی ہاتھ کی انگلیوں سے کھیلتے ہوئے کہا تھا

لیکن میں تو آپکے پاس بیٹھی ہوں نا

پھر بھی میں آپکو مس کر رہا ہوں۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ لبوں سے لگائے بولا تھا

عاریہ کہ ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی تھی

مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ حاشر کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ جدا کر سکے۔۔

آپ نے ایسا کیوں کہا تھا کہ آپ مجھ سے شادی نہیں کریں گے کبھی بھی نہیں۔

آپکو پتا ہے مجھے بہت برا لگا تھا

مجھے لگا تھا میں نے آپکو کھو دیا میں اب آپکو کبھی حاصل نہیں کر سکوں گی

آپ نے میرا دل توڑا تھا۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے اسے شکایت کرنے لگی

سوری نا۔۔۔۔اسکا ہاتھ سختی سے تھامے وہ بولا تھا

دس بار سوری بولیں۔۔۔۔وہ معصومیت سے شرط رکھ گئی تھی

اوکے۔۔۔۔وہ دس بار سوری بولنا شروع ہوا تھا

سوری، سوری، سوری، سوررررررری، سوری، سوری، سوری، سوری

وائفی، سوری مائے پرنسز،،، سوری نااااااا

آخر میں وہ سوری کو لمبا کر گیا تھا

وہ ہنسی تھی۔۔۔

بہت کیوٹ ہیں میرے ہبی جی۔۔

وہ اسکے گالوں پر چٹکی بھرتی بولی تھی

شکر ہے کتا نہیں بنایا، دل ہی دل میں وہ بولا تھا

اہمم۔۔آپ نے میرے کمرے کی خوب تلاشی لی ہے۔۔۔۔۔۔

وہ شرارتی لہجے میں بولا تھا

آپ کو کیسے پتا میں آپکے روم میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ حیرت سے سوال کرنے لگی

میں جیسے ہی اندر آیا آپکا احساس سا مجھ سے ٹکرایا وہ سر جھکائے مسکرایا تھا

یہ تو ہو گئی فلسفانہ بات۔۔۔۔آگے بولیں

وہ اچھی خاصی رومینٹک بات کا ستیاناس کر گئی تھی

مجھے پتا چل گیا تھا آپ میرے روم میں آئی ہیں اور تلاشیاں لیتی رہی ہیں اور یہ کیسے پتا چلا تو بیگمات بہت شکی مزاج ہوتی ہیں شوہر حضرات کی غیر موجودگی میں وہ انکی چیزوں کا باریک بینی سے معائنہ کرتی ہیں

وہ جل کر بولا تھا ایک ہی سانس میں

بیگمات۔۔۔۔؟؟ کیا مطلب بیگمات،،،اسکا میں کیا مطلب سمجھوں
۔۔وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی

اسکا آپ کچھ مطلب مت سمجھیں آپ بس مجھے سمجھیں وہ اسکے ہاتھ سے
کھینچتا اسے اپنے اوپر گرا چکا تھا
وہ اس اکتفا کے لیے تیار نہیں تھی تو سیدھا اسکے سینے سے جا ٹکرائی تھی

اتنے میں دھڑام سے دروازہ کھلا تھا

استغفراللہ میں بہت معصوم ہوں۔۔۔۔۔سامنے کا منظر دیکھ آئزل
آنکھوں پر ہاتھ رکھ گئی تھی

عاریہ کرنٹ کھا کر اٹھی تھی

حاشر سخت بدمزہ ہوا تھا

سالی صاحبہ اب اگر شادی کر ہی دی ہے تو جانی دشمنی چھوڑ دیں کیوں ہمارے پرائیویٹ مومنٹس کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔۔

وہ کلس کر بولا تھا

استغفراللہ بے شرم ہبی جی چپ کریں سامنے سالی کھڑی ہے

عاریہ نے اسے جھڑکا تھا

آئزل نے تھوڑا سا ہاتھ ہٹا کر ایک آنکھ سے انہیں دیکھا تھا دونوں کو ایک دوسرے سے دو کوس دور دیکھ وہ اب ہاتھ ہٹائے مکمل آنکھیں کھولے کھسیانی سی ہنسی تھی

کیاہاں؟؟؟عاریہ نے بھوئیں اچکائی تھیں

!!!وہ نامیں نا۔۔۔۔،

،انگلیاں مسلتے وہ بول تھی

کیامیں نا؟؟

عاریہ نے گھور تھا

!!!!!وہ میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔

!!!!!!استغفراللہ۔۔۔۔۔۔

اتنا کہتی وہ دوسو بیس کی سپیڈ سے باہر بھاگی تھی

عاریہ اور حاشر بے اختیار ہنسے تھے

میں چلتی ہوں ہبی جان۔۔۔۔اسے ہاتھ ہلاتی وہ جانے لگی

سارے حساب بعد میں پورے کرلوں گا وائفی جان۔۔۔وہ بھی اسی کے

انداز میں بولا تھا

وہ ہنستے ہوئے باہر نکل گئی

❤️❤️❤️

اٹھ جاؤ ایمان بیٹا بھائی آ گئے ہیں آپکے ان سے ملنا نہیں ہے۔؟

ثمینہ بیگم کمرے میں داخل ہوتیں پردوں کو سائڈ پہ کرتی مغرب کے وقت کی ہلکی سی روشنی کو اندر داخل ہونے کی اجازت دے گئی تھیں۔

ایمان بچے؟

انہوں نے پھر سے اسے پکارا تھا وہ انکی ایک آواز پہ اٹھ جاتی تھی لیکن آج تو اس نے جواب بھی نہیں دیا تھا

ثمینہ بیگم آگے بڑھتی اس پہ سے کمبل ہٹا گئی تھیں۔

چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور ہونٹ بلکل خشک اسکے ماتھے پہ آتے بالوں کو پیچھے کرنے کے لیے ثمینہ بیگم نے ہاتھ لگایا تھا

لیکن وہ جھٹکے سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ گئی ایمان کا پورا وجود تیز بخار میں پھنک رہا تھا

انہوں نے جلدی سے آگے بڑھتے تکیہ ہٹا کر اسکا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔

ایمان بیٹا اٹھو آپکو کیا ہوا ہے وہ اس کی حالت دیکھتی بہت پریشان ہوئی تھی۔

ماماااااااا...! اسکی بخار اور درد کی ملی جلی کیفیت سے چور آواز سن کر ثمینہ بیگم کا دل بیٹھا تھا۔

بولو ماما کی جان آپ کو اتنا تیز بخار تھا مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔" وہ اسکے ماتھے سے بالوں کو ہٹاتی ہوئی بولی تھیں۔

پپ پتا نہیں کک کب ہوا وہ یونی۔۔۔" وہ کہتی اٹھنے کی کوشش میں تھی لیکن اسکا سر شدید چکرایا تھا وہ واپس اپنی ماں کی گود میں ڈھیر ہوئی تھی۔

یونی سے بہت تھک کر واپس آئی تھی نا آپ بیٹا کل یونی نہ جانا بھائی آپکو ہسپتال لے کر جائے گا

آپ تھوڑی سی ہمت کر کے کچھ کھاؤ پھر ڈاکٹر کے پاس جائیں گے ابھی۔۔۔۔

انہوں نے اسے سہارا دیتے اٹھایا تھا۔

ماما ہمت نہیں مجھ میں۔۔۔۔" اسکی آواز بھی بھاری ہوئی تھی۔

ہمت تو کرنی پڑے گی میرا بچہ میں آتی ہوں آپکے لیے کھانا لے کر وہ اس سے کہتی کمرے سے نکل گئی تھیں

وہ آرام سے ٹیبل کا سہارا لے کر اٹھی تھی آرام آرام سے چلتی وہ واشروم میں آئی تھی پانی کے چھینٹے منہ پہ مارتے اس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے اپنا عکس آئینے میں دیکھا تھا

لال آنکھیں زرد چہرہ وہ خود کو دیکھتی سر کے درد کی تکلیف سے آنکھیں بند کرتی واپس مڑی تھی چکراتے ہوئے سر کو سنبھالتی ہوئی وہ واشروم سے باہر نکلی تھی

لیکن اچانک پھر سے چکراتا سر اس نے تھاما تھا لیکن وہ اپنا توازن برقرار نا رکھ پائی تھی وہ چکراتی ہوئی نیچے گری تھی اسکا سر کانچ کے ڈیکوریشن پیس سے لگتا خون پھوار گیا تھا۔

ماماااااااا۔۔" وہ بس یہی کہہ پائی تھی اور ہوش ہواس سے بیگانہ ہوتی اسکی انکھیں بند ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔

سعد بیٹا ایمان کو بہت سخت بخار ہے میں اس کے کیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں آپ اسکے پاس جائیں

حاشر کے کمرے سے نکلتی عاریہ اور آئزل ایمان کے روم کی جانب بھاگی تھی

سعد بھی انکے پیچھے گیا تھا

ایمان!!!! عاریہ کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی تھی

سعد حیرت سے آگے بڑھا تھا ایمان کو فرش پر بے ہوش پڑا دیکھ وہ اسکی جانب لپکا تھا

عاریہ کہ چیخ سنتے ثمینہ بیگم اور حنان بھی وہاں آئے تھے

سعد نے جلدی سے اسے فرش سے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا

سعد کو اپنا ہاتھ گیلا محسوس ہوا اسنے دیکھا تو خون تھا

ایمان کے سر پر چھوٹ لگی ہے۔۔۔ سعد نے کہا

بے اختیار حنان کے دل پر بھی چوت پڑی تھی اپنے غصے میں وہ معصوم لڑکی کے ساتھ کیا کر گیا تھا

جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔۔ حنان جلدی سے ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کر گیا تھا

میری بچی کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نم آنکھوں سے اسکے پاس پہنچی تھیں

ایمان اٹھو۔۔۔۔۔!!! عاریہ نے اسکے گال تھپتھپائے تھے

حنان مارے شرمندگی سے نظریں جھکا گیا

وہ سمجھ چکا تھا کہ ایمان کی یہ حالت اسکی وجہ سے ہوئی ہے

اتنے میں حیدر ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا

ایمان کے سر کے بیک سائیڈ پر چوٹ آئی تھی شکر ہے زیادہ نہیں تھی بس
چھوٹا سا زخم آیا تھا سر جیسی نازک شے تھی تو خون ذیادہ بہہ گیا تھا
ڈاکٹر نے سر کی پٹی کر دی تھی
اور چیک اپ وغیرہ کر کے اسے کچھ انجیکشنز دیے تھے۔
وہ دھرے دھیرے ہوش میں آ رہی تھی
سب پریشان کھڑے تھے ثمینہ بیگم باقاعدہ رونے میں مصروف تھیں
آئزل ناہیں سہارا دیے ہوئی تھی
یہ کچھ میڈیسنز میں دے رہا ہوں انہیں وقت پر دیں کل ایک دفعہ زخم کی
پٹی بدلوا لیجیے گا
بخار کا انجیکشن میں نے دے دیا ان شاءاللہ تھوڑی دیر رک بہتر ہو جائیں گی
باقی کام میڈیسنز کر دیں گی
انہیں تھوڑا فریش ماحول مہیا کریں ڈیپریشن پریشانی وغیرہ سے دور رکھیں
ہیلتھی کھانا کھلائیں باقی الحمدللہ یہ بالکل ٹھیک ہیں

بس بخار کی وجہ سے چکر آنے پر یہ بے ہوش ہوئی ہیں

اسکے بے ہوش ہونے کی وجہ بتاتے چند ضروری ہدایات دیتے ڈاکٹر نے

انہیں کچھ میڈیسنز بھی تھمائی تھیں

ڈاکٹرز کی جانب سے تسلی پاکر سب کچھ مطمئین ہوئے تھے مگر ثمینہ بیگم

پریشان تھیں

پتا نہیں ناکے بچوں کو کس کی نظر لگ گئی وہ دل ہی دل میں کہہ رہی تھیں

ڈاکٹر کو حنان گیٹ تک چھوڑنے گیا تھا

زیادہ پریشانی والی بات تو نہیں ہے ناڈاکٹر

حنان نے گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر ڈاکٹر سے پوچھا تھا

نہیں نہیں کوئی پریشانی والی بات نہیں ہیں بس ان کا زیادہ سا خیال رکھیں

ان شاءاللہ ٹھیک ہو جائیں بی بہت جلد

ڈاکٹر نے اسے تسلی دی تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا

ایمان نے مندی مندی آنکھیں کھولی تھیں

سر میں درد کی ٹھیس اٹھی تھی

ماما۔۔۔لبوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی

جی میری جان۔۔۔ثمینہ بیگم نے احتیاط سے اسکا سر اپنی گود میں رکھا تھا
اور اس پر کچھ قرآنی آیات پڑھ کر دم کر رہی تھیں

ماما حاشر۔۔۔بھائی۔۔۔

اسنے حاشر سے ملنا چاہا

بھائی دوسرے کمرے میں ہے بیٹا آرام کر رہا ہے۔۔ثمینہ بیگم نے بتایا تھا

بھائی ٹھیک ہیں؟؟؟اسنے نیم بند آنکھوں سے پوچھا تھا

ہاں میرا بچہ بھائی ٹھیک ہیں آپکے لیکن آپکو کیا ہو گیا ہے

حنان اندر آیا تھا

اٹھو بیٹا کچھ کھا پی لو پھر میڈیسن بھی تو لینی ہے نا تاکہ آپ جلدی سے ٹھیک
ہو جائیں

ثمینہ بیگم اور عاریہ کی مدد سے وہ اٹھ کر بیٹھی تھی

سر بھاری ہو رہا تھا

وہ حنان کی جانب دیکھنے سے اجتناب کر رہی تھی

حنان نے بھی نظریں چرائی تھیں

میں حاشر کو دیکھتا ہوں۔۔۔حنان وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

سعد آگے بڑھتا ایمان کے پاس آیا تھا

کیا ہو گیا ہماری مانو بلی کو آج تو اتنا خوشی کا موقع ہے اور سب سے اہم بندہ بیمار پڑ گیا

سعد نے اسکے سر کی چوٹ کا معائنہ کرتے ہوئے کہا تھا

حیدر بیٹا ڈاکٹر چلا گیا ہے نا

ثمینہ بیگم نے پوچھا تھا

جی جی آنٹی چلا گیا۔۔۔مجھے لگتا ہے حاشر کی میڈیسنز کا وقت ہو گیا ہے

آپ لوگ ادھر رکیں میں اسے دیکھتا ہوں

گھڑی سے ٹائم دیکھتا ہو باہر نکلا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔آئزل بریڈ کے چند پیسسز اور آملیٹ لائی تھی

ثمینہ بیگم اسے نوالے توڑ توڑ کر کھلا رہی تھی

عاریہ بیٹا میڈیسن نکالیں ایمان کی

ثمینہ بیگم کے کہنے پر اثبات میں سر ہلاتی وہ میڈیسن نکالنے لگی

مشکل سے اسنے ایک ڈیڑھ پیس کھایا تھا

اتنا بہت تھا سعد کے کہنے پر اسے میڈیسن دی گئ

ایمان آپی کیا ہو گیا ہے آپ کو ہم نے اتنا انجوائے کرنا تھا۔۔۔آئزل نے کہا

تو سعد نے ایک نظر اسے دیکھا تھا

میں ٹھیک ہو میری جان۔۔۔۔ایمان مسکراتی ہوئی آرام سے بولی تھی

۔۔۔۔۔۔

پتا نہیں میرے بچوں کو کس کی نظر لگی ہے ایک اس کمرے میں سر پر چوٹ لگوائے بیٹھی ہے تو دوسرا اس کمرے میں

میرا تو دل کلس کر رہ گیا ہے دونوں کو دیکھ کر

ثمینہ بیگم آنسو صاف کرتیں کہنے لگیں

پریشان نہ ہوں ماما سب ٹھیک ہو جائے گا

سعد نے اسے تسلی دی تھی

بھائی کے پاس جانا ہے مجھے۔۔۔۔ایمان نے پھر سے کہا تھا

ایمان ابھی سو جاؤ آرام کرو پھر بھائی سے مل لینا

سعد نے پیار سے کہا تھا

سعد بھائی میں ابھی اتنا زیادہ سو کر اٹھیں ہوں۔۔

انجیکشنز کی وجہ سے وہ خود کو تھوڑا فریش سا محسوس کر رہی تھی

حاشر بھائی آ گئے۔۔۔آئزل نے کہا

سب نے دیکھا تو وہ خود بغیر کسی کے سہارے آہستہ آہستہ چلتا اندر آرہا تھا

مگر احتیاط کے لیے حنان اور حیدر ساتھ تھے

حاشر آرام آرام سے چلتا ایمان کے پاس آکر بیٹھا تھا

کیا ہو گیا ہے ہماری شرارتی بلی کو

حاشر نے عقیدت سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اس اپنے ساتھ لگایا تھا

آپ ٹھیک ہیں نا بھائی

ایمان نے پوچھا تھا

بالکل ٹھیک ہوں میں تو۔۔۔۔وہ فریش سا بولا تھا

بیٹا رات ہو گئی ہے آپ سب کھانا کھالیں۔۔۔بھوک لگی ہو گی ناسب کو

ثمینہ بیگم نے پوچھا تھا

ایمان آپی نے بیمار ہونے کے بہانے جلدی سے کھانا کھالیا اور ہم کو بھوک

نے ستا رکھا ہے۔۔۔۔۔بھوک سے پیٹ میں مینڈک دوڑ رہے ہیں

وہ معصومیت سے بولی تھی

جبکہ سعد کا قہقہ جاندار تھا

وہ جھینپ سی گئی تھی

چلو آجاؤ سب ڈائننگ حال میں میں کھانا لگاتی ہوں

ایمان بچے آپ آرام کریں۔۔۔۔احتیاط سے عاریہ نے اسے لٹایا تھا

حنان تو اسکی حالت دیکھتا رہ گیا

حاشر بیٹا آپ ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھائیں گے یا روم میں

ثمینہ بیگم نے پوچھا تھا

میں آتا ہوں ہوں ماما ڈائننگ ٹیبل پر۔۔۔حاشر نے آہستہ سے کہا تھا

حنان کے سہارے وہ چلتا ہوا ڈائننگ ٹیبل پر آیا تھا

حنان بھیا میرا اور آئزل کا کھانا یہیں بجھوا دیں ہم ایمان کے پاس ہی بیٹھیں گے

عاریہ نے کہا تو ایمان آنکھیں موندیں مسکرا دی

ایمان آپی۔۔۔۔۔جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر شاپنگ پر چلیں گے

آئزل نے اسے اپنا پلین بتایا تھا

حیدر انہیں کھانا دے گیا

ہلکی پھلکی باتوں میں دونوں جگہ کھانا کھایا گیا

آئزل اور عاریہ ایمان کو فریش کرنے کی کوشش میں آوٹ پٹانگ باتیں کر رہی تھیں

ساتھ ساتھ اسے کھانا بھی کھلا رہی تھیں

کیونکہ پہلے اس نے سہی سے نہیں کھایا تھا کچھ

بریانی دیکھ ایمان کی بھوک بھی بڑھی تھی۔۔۔۔۔میڈیسن لینے کے بعد وہ کچھ فریش سی ہوئی تھی۔۔

عاریہ اور آئزل نے اسے مزید فریش کر دیا تھا

❤️❤️❤️

بیٹا آپ لوگ رک جاتے آج رات یہاں تو ہمیں اچھا لگتا

حیدر لوگ جانے لگے تو ثمینہ بیگم نے ان سے کہا تھا

نہیں آنٹی پھر کسی دن رکیں گے ابھی آفس کا بہت زیادہ کام ہے کرنے والا

سعد کو دو دن مزید میں نے حاشر کے پاس ہی رہنے کا بولا ہے

عاریہ اور آئزل صبح یونیورسٹی جائیں گی دو دن سے وہ دونوں یونی نہیں انہیں

تو پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے

حیدر نے تفصیل سے ساری بات بتائی تھی

اچھا بچوں دھیان سے جانا

ثمینہ بیگم باری باری عاریہ اور آئزل سے ملی تھیں

ایمان سے مل کر وہ باہر آئی تھیں

حاشر اپنے روم میں تھا

ایک دوسرے سے ملتے ملاتے وہ گھر کے لیے نکل گئے

حاشر کا موڈ سخت آف تھا عاریہ اسے بائے کہہ کر بھی نہیں گئی تھی

تھوڑی شرارتی ہے بٹ امیزنگ ہے دل ہی دل میں اپنی وائفی کی تعریفیں کرتا خوش ہوا جا رہا تھا

اب اسے جلدی سے ٹھیک ہونا تھا کیونکہ اسے اپنی عاریہ کو ہمیشہ کے لیے اپنے پاس لانا تھا

ایمان سو چکی تھی دوسرے بیس پر ثمینہ بیگم اسکے ساتھ سو رہی تھیں آج۔

سعد اور حاشر سعد کے روم میں ہی تھے۔۔۔۔رات کا آدھا پہر گزر چکا تھا سب نیند کی وادیوں میں اترے سکون بھری نیند سو رہے تھے

بلاشبہ آج کا دن تھکا دینے والا تھا

❤️❤️❤️

رات کی تاریکی میں زوردار قدموں کی دھمک ماحول کو پُراسرار بنا رہی تھی

زور سے چلتی ہوائیں اور زور و شور سے ہوتی بارش

میں بھی وہ شخص اتنی آسانی سے چل رہا تھا جیسے عموماً اسکی یہی عادت ہو
اس کے قدموں کی آواز اب رک گئی تھی

کیچڑ سے لتھڑے اسکے قدم اوپر کی جانب اٹھے تھے وہ آرام سے سیڑھی
چڑھتا بالکونی میں کودا تھا
یہ سیڑھی صرف رات کے وقت ہی پائی جاتی تھی دن میں ایسی سیڑھی
اور اسکے نشان کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔

مائے پرنسز!!اس نے اسے سویا ہوا دیکھ ہلکے سے کھڑکی کھولتے اندر
چھلانگ لگائی تھی لیکن اس کا ہر عمل بہت آہستہ آواز میں کیا گیا تھا۔
دوسرے بیڈ پہ سوئے ہوئے وجود کو وہ سرے سے نظر انداز کرتا

اسکے بیڈ کے قریب بیٹھتا اسکے بالوں میں ہلکے سے ہاتھ پھیر رہا تھا اپنے کیچڑ سے بھرے جوتے وہ وہیں اتار آیا تھا وہ کتنی ہی دیر اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا تھا

پھر وہ آرام سے اٹھتا اسے ایک پیار بھری نظر سے دیکھتا آرام آرام سے چلتا جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔

❤️❤️❤️

❤️❤️❤️

صبح یونیورسٹی میں انکا دل ہی نہیں لگ رہا تھا نہ حاشر تھا نہ ایمان دونوں بور سی ہو کر فری لیکچر میں کھاس پر بیٹھیں پاپڑ چبا رہی تھیں

آج پتا چلا ذندگی بہت بورنگ ہے حاشر اور ایمان کے بغیر عاریہ نے کہا تو آئزل نے اتفاق کیا تھا

کوئی بات نہیں آج کا دن گزار لیں کل سے چھٹیاں۔۔۔۔آئزل نے دوسرا لیز کا پیکٹ کھولا تھا

چھٹیاں کیوں؟؟عاریہ نے حیرت سے پوچھا تھا

بھائی صبح کہہ رہے تھے کہ کل سے شادی کی شاپنگ سٹارٹ اور ایک دو دن تک شادی کے فنکشنز شروع۔

آئزل نے اسے بتایا

سچ میں؟؟؟وہ چہکی تھی

ہاں سچ میں۔۔۔۔دونوں خوش ہوئی تھیں

جس بات پر خوش ہو رہی ہیں میری کیوٹ سی بہنیں مجھے بھی بتائیں

حنان کی آواز پر انہیں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا

دونوں گھاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں

اب وہ حنان کو اپنے ساتھ نیچے تو نہیں نا بٹھا جاتی تھیں

وہ تو انکا بھائی تھا سر کا تاج۔۔۔۔

کیفے میں چلتے ہیں مجھے آپ دونوں کو کچھ بتانا ہے

حنان کے کہنے پر وہ اسکے پیچھے چلتیں کیفے میں آئی تھیں

تینوں ایک ہی ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے تھے

ایمان ہوتی تو اس نے کافی ضرور منگوانی تھی

عاریہ نے ہنستے ہوئے کہا

ہم بھی منگوا لیتے ہیں اس میں کونسی بڑی بات ہے۔۔

حنان نے کہتے ہوئے کیفے میں کام کرتے بچے جو اپنے پاس بلا کر اسے تین مگ کافی لانے کو بولا تھا

بھائی کیا بات کرنی ہے؟؟آئزل سے صبر نہیں ہو رہا تھا سو پوچھ بیٹھی

میں نے نکاح کر لیا ہے۔۔۔اس نے گویا بم پھوڑا تھا

کیا۔۔۔!!!!آئزل اور عاریہ ایک ساتھ چلائی تھیں

سب کہ نظریں انکی جانب اٹھی تھیں

آپ سچ کہہ رہے ہیں بھائی۔۔۔اس بار عاریہ نے اپنی آواز کو دھیمار کھا تھا

ہاں سچ میں۔۔۔۔۔۔۔وہ انسے ایسے ہی رئیکٹ کی توقع کر رہا تھا

کس سے؟؟کون ہے وہ؟؟اور کب کیا؟؟۔۔۔۔۔۔۔

ایک ساتھ اتنے سوال پوچھے گئے

ایمان سے۔۔۔۔۔۔وہ سر جھکائے بولا تھا

کیا۔۔۔۔۔۔!!!ایک اور بم پھٹا تھا ان پر۔۔۔۔

حنان مدھم سا مسکرایا تھا

دراصل بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حنان نے انہیں کل کے دن کی ساری کارستانی سنائی تھی

کہنا تو نہیں چاہتی لیکن ڈوب مرنے کا مقام ہے بھیا۔۔۔۔عاریہ نہایت عزت سے اسکی بے عزتی کر گئی تھی

حد ہوتی ہے بھائی۔۔۔۔وہ دونوں صحیح معنوں میں برا فیل کر رہی تھیں آپکی وجہ سے وہ اتنی تکلیف میں تھی کل بھائی۔

عاریہ نے اسے یقین دلانا چاہا

اب کیسے بتائیں گے سب کو؟ سوال کیا گیا

جس دن تم دونوں کی مہندی کی رسم ہو گی

میں تب سب کو بتا دونگا۔

حنان نے کہا تھا

ایمان آپ سے بہت ناراض ہو گی نا۔۔

ہاں سو تو ہے۔۔۔آئزل کے کہنے پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گیا

پتا نہیں سب کیسا ریکٹ کریں گے۔۔۔۔،عاریہ پریشان تھی ظاہر ہے اب اسکے سسرال کا معاملہ تھا

میں نے غلطی کر دی۔۔۔۔۔وہ اداسی سے بولا تھا

اب پچھتانے کا کیا فائدہ جب مینڈک کھا گئے مچھلیاں جو ہو گا دیکھا جائے

ہاتھ جھاڑتی ہوئی آئزل اٹھ کھڑی ہوئی تھی

ہاں سہی کہہ رہی ہے آئزل پریشان مت ہوں

ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو گا

عاریہ نے اسے تسلی دی تھی یہ الگ بات تھی کہ خوف وہ دل ہی دل میں بے حد پریشان تھی



سعد تیار کھڑا تھا ایمان اور ثمینہ بیگم کو شاپنگ پر لے جانا تھا عاریہ اور آئزل کو حنان یونیورسٹی سے سیدھا مال لے کر پہنچ چکا تھا

ایمان بیٹا کیا ہوا آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں کیا آپکو شاپنگ پر نہیں جانا بیٹا

ثمینہ بیگم ایمان کو بلانے کمرے میں آئی تھیں تو اسے یونہیں نیم دراز دیکھ گویا ہوئی تھیں

نہیں ماما۔۔۔میرا موڈ نہیں آپ چلی جائیں بھائی کے ساتھ عاریہ اور آئزل بھی تو ہیں نا

ایمان نے صاف انکار کیا تھا

لیکن کیوں ایمان۔۔۔شاپنگ تو آپکی فیورٹ ایکٹیویٹی ہے ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ ایمان شاپنگ سے انکار کر دے۔۔

ثمینہ بیگم نے ہنستے ہوئے کہا تھا

ماما واقعی میرا کوئی موڈ نہیں ہے پلیز آپ اپنی پسند کی میری چیزیں لیتے آنا میں پہن لوں گی ضد نہیں کروں گی لیکن اس وقت میرا دل نہیں کر رہا ماما سر میں بھی درد ہے

ساری رات وہ جاگتی رہی تھی نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور رہی تھی۔ رے جگے کے باعث اسکے سر میں درد تھا اور سر پر لگی چوٹ میں بھی درد سا اٹھ رہا تھا

ثمینہ بیگم نے زیادہ اسرار کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اسے حاشر کا خیال رکھنے کا کہتیں سعد کے ساتھ مال کی جانب بڑھیں تھی

انکے جاتے ہی اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں ساری رات لمحہ بہ لمحہ اسکی آنکھیں نم ہوتی رہیں

آنکھوں کی نمی صاف کرتی وہ حاشر کے روم میں گئی تھی۔۔۔حاشر بیڈ پر لیٹا موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا ایمان کے آتے ہی اس نے موبائل آف کر کے سائیڈ پر رکھا تھا

شاپنگ پر نہیں گئی مانو بلی؟؟

حاشر نے پوچھا تھا

نہیں بھائی موڈ نہیں تھا میرا۔۔۔صوفے پر ٹانگے اوپر کیے وہ بیٹھ گئی

کیا ہوا ایمان کچھ پریشان سی لگ رہی ہو۔؟؟

حاشر اسکے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتا بولا تھا

۔۔

نہیں بھیا ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔وہ نظریں چرا گئی

نہیں ایمان جو بھی بات ہو چھپانا مت کوئی بات پریشان کر ہی ہے تو بتا تو ہم مل کر سلیوز۔ نکالیں گے

حاشر نے پھر سے کہا تھا

وہ سوچ میں پڑ گئی تھی کہ حاشر کو بتائے یا نہ بتائے مگر حنان کی دھمکی یاد کرتے وہ خاموش ہوئی تھی

نہیں بھائی میں ٹھیک ہوں بس سر میں درد ہے ویسے بھی میں جب پریشان ہوتی ہوں کسی بات کو لے کر تو سب سے پہلے آپکو ہی تو بتاتی ہوں

ایمان گویا ہوئی

وہ مسکرایا تھا

اسکے بعد کافی دیر وہ دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہے انکی باتوں کا رخ ایک طرف سے شروع ہوتا تو دوسری طرف جا کر ختم ہوتا

یہ کہنا بہتر تھا کہ دنیا جہان کی ساری باتیں آج وہ دونوں فرصت سے لے کر بیٹھے تھے

سعد ثمینہ بیگم کو لے کر پہنچا تو عاریہ اور آئزل حنان کے ساتھ پہلے ہی ان کے انتظار میں کھڑے تھے

سعد اور حنان جینٹس مارکیٹ جبکہ ثمینہ بیگم آئزل اور عاریہ

۔۔۔۔۔لیڈیز مارکیٹ میں بیٹھیں عاریہ کے لیے لہنگا پسند کر رہے تھے طرح طرح کے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت لہنگے شاپ کیپر ان کے سامنے رکھ رہا تھا

عاریہ کا دل کیا سارے لے لے

آپی جب میری شادی ہو گی تو میں یہ والا لہنگا لوں گی۔

آئزل نے عاریہ کے کان میں ایک لہنگے کی طرف اشارہ کرتے سرگوشی کی تھی

چپ ایسے نہیں کہتے۔۔۔۔۔عاریہ نے اسے ڈپٹا تھا وہ منہ بسورتی رہ گئی

آخر ایک گھنٹے کی مسلسل کوشش کے بعد دو لاکھ کا مہرون اور گولڈن لہنگا خریدتے وہ شاپ سے باہر آئے تھے

مزید دو گھنٹے لگے تھے اور عاریہ کے تینوں فنکشنز کی شاپنگ ہو چکی تھی جسے وہ ڈرائیور کے ذریعے حنان کی گاڑی میں۔رکھوا چکے تھے

اب آئزل اور ایمان کی شاپنگ رہتی تھی

آئزل نے خواہش ظاہر کی کے ایمان اور اسکی ایک جیسی شاپنگ کی جائے۔۔

حنان اور سعد دو گھنٹے سے یہی کھپ ماری کر رہے تھے کہ دلہے راجا کی کونسی شیروانی لی جائے

باقی کہ شاپنگ تو وہ کر ہی چکے تھے

عاریہ سے پوچھتے ہیں

حنان نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر عاریہ لوگ اسے کہیں دکھائی نہ دیے

رہنے دے یار۔۔۔۔ تھک ہار کر وہ ایک سیاہ شیر وانی اٹھاتا بیگ میں ڈالتا

شاپ کیپر کو پیسے دیتا وہاں سے نکل آیا تھا

آئزل اور ایمان کی طرح سعد اور حنان نے اپنے لیے اور حیدر کے لیے

ایک جیسے ڈریس سلیکٹ کیے تھے

فائنلی آٹھ گھنٹے لور لور پھرنے کے بعد وہ اپنی شاپنگ مکمل کر پائے تھے

میں بہت تھک گئی۔۔۔۔۔۔۔آئزل کمر پر ہاتھ رکھتی لمبے لمبے سانس لیتی

باہر آئی تھی

سعد سارے بیگز گاڑی میں رکھ چکا تھا

واقعی آج تھکا دینے والا دن تھا۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اقرار کیا

اوہ مجھے لگتا ہے میں اپنا ہینڈ بیگ وہیں بھول آئی۔۔۔ عاریہ نے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا

کیا کرتی ہو بیٹا چلو آؤ لے کر آتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم اور عاریہ واپس اندر گئی تھیں۔۔

عاریہ آپی ہمیشہ ایسا کرتی ہیں میں ان سے کہتی ہوں بیگ گھر رکھ کر جایا کریں۔۔

آئزل نے دل ہی دل میں بیگ کو کوسا تھا ہر بار گم جاتا ہے

دس منٹ ہو گئے تھے انہیں اندر گئے ابھی تک بیگ لے کر واپس نہیں آئی تھیں

میں دیکھتا ہوں۔۔۔ حنان اندر کی جانب بڑھا تھا

گاڑی کے پاس اب آئزل اور سعد رہ گئے تھے

اسکے ساتھ اپنی اکیلی موجودگی کا احساس کرتے اس نے گہر خاموشی اختیار کی تھی

وہ سر جھکائے کھڑی تھی

سعد گاہے بگاہے ایک سرسری سی نظر اس پر دوڑا لیتا

کیا ہوا عاریہ بچے بیگ نہیں ملا کیا۔؟؟

حنان انکے پاس پہنچتے سوال کر رہا تھا

بیگ تو مل گیا ہے وہ ایک چیز پسند آگئی تو اسی کا بھاؤ تاؤ کرنے کھڑے ہو گئے تھے

وہ کھسیانی سی ہنسی تھی

حد ہے بھائی حنان تاسف سے سر ہلانے لگا

سعد بار بار کلائی میں بندھی کھڑی سے ورق دیکھتا تو کبھی مال کی جانب نظر دوڑالیتا

آئزل تو پزل ہوئے جارہی تھی
میں بھی جاتی ہوں
وہ مال کی جانب جیسے ہی قدم بڑھاتی ہے ایک زرناٹے بھرتی گاڑی دو سو بیس کی سپیڈ سے آئزل کہ طرف آتی دکھائی دی

آئزل کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اس سے پہلے کہ وہ گاڑی اسے ٹکر مارتی سردنے پھرتی سے اسکی کلائی تھامے اسے اپنی جانب کھینچا تھا

یو باسٹرڈ۔۔۔۔۔۔۔سعد چلایا تھا مگر گاڑی کا نام و نشان بھی اب وہاں نہیں تھا

اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے

آپ ٹھیک ہیں؟؟

وہ اب آئزل کہ جانب متوجہ ہوا تھا۔

وہ نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا گئی

آپکو ڈرنے کی ضرورت نہیں میں ہوں نا۔۔

وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں بولا تھا

آئزل نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے نظریں جھکا گئی

عاریہ اور ثمینہ بیگم حنان کے ساتھ آتی دکھائی دیں

آپ ریلیکس ہو جائیں کسی سے ذکر مت کیجئے گا سب پریشان ہو جائیں گے

سعد نے کہا تو وہ لمبی سانس کھینچتی نارمل ہوئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔گاڑی میں بیٹھتے سب گھر کی جانب بڑھے تھے

❤️❤️❤️❤️
❤️❤️❤️

(تین دن بعد)

۔

۔

۔

نئی صبح کا سورج اپنے سنگ ڈھیروں خوشیوں کو باندھ لایا تھا آج اس روشن سورج کی کرنیں سب کے چہروں پر چمک بکھر چکی تھیں

اس روشن دن کی پہلی گھڑی میں دیکھتے ہیں اسلام آباد کے ایک گھر کے صحن میں

جہاں خوشیوں بھری چہل پہل تھی

ہر کوئی مصروف تھا کوئی کسی طرف جاتا دکھائی دیتا تو کوئی کسی طرف ایک دوسرے کی سکون سے کھڑے ہو کر بات سننے کی بھی فرصت نہ تھی

مصروفیت اس قدر تھی

حاشر اور ایمان ایک ساتھ کھڑے اپنے گھر میں لگی چہل پہل سے لطف اندوز ہو رہے تھے

ایمان اور حاشر اب مکمل طور پر صحت یاب تھے

سعد انتہائی مصروف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم کو کچن سے فرصت نہیں تھی

شام کو مہندی کا فنکشن تھا

گھر کو مختلف رنگوں کی سجاوٹوں سے مزین کیا گیا تھا آرٹیفیشل پھولوں کی لڑیاں دیواروں پر لٹک رہی تھیں

رنگ برنگی لائٹس لگادی گئی تھیں

ڈیکوریشن کا تھیم وائٹ اور اورنج کلر کا تھا

دوسری طرف چلتے ہیں تو وہاں

پیلے اور سفید موتیے اور گیندے کے آرٹیفیشل پھولوں سے لان کے بیچ و بیچ ایک خوبصورت سا سٹیج سجایا گیا تھا

لان کو دلہنوں کی طرح سجایا گیا تھا

حنان اور حیدر اس قدر مصروفیت تھے کہ انہیں کھانے کا وقت بھی نہیں ملا تھا

عاریہ اور آئزل اوپر سٹڈی روم کی کھڑکی سے نیچے لان کا منظر دیکھ رہی تھیں

یقین نہیں ہو رہا آپی آپ مجھ سے دور جا رہی ہیں

وہ بولی تو لہجہ نم تھا آنکھیں بھیگی تھیں

میری جان۔۔۔۔عاریہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا تھا

آپکو پتا ہے آپی آپ سے ہوں تو میں بس دو تین سال چھوٹی لیکن ماما کے بعد میں آپکو ماما کہا کرتی تھی

وہ نم آنکھوں سے ہنسی تھی

اور میں کتنا چڑھتی تھی عاریہ بھی یاد کرتی ہنسی تھی

سچ کہیں تو آپی آپ دور جا رہی ہیں میرا دل بیٹھا جا رہا ہے کبھی آپ سے دور نہیں ہوئی نا آپکی عادت ہے اور اب دل کو کچھ ہو رہا ہے

میں اکیلی ہو جاؤں گی آپی

وہ باقاعدہ رونے لگی تھی

اور جب آئزل روتی تھی تو عاریہ کے ہاتھ پیر پھول جاتے تھے

میری جان میرا بچہ رونا نہیں ہے رونا بند کریں

عاریہ نے اسے سینے سے لگائے کہا تھا

مگر وہ تو ایک دفعہ رونا شروع ہو چکی تھی اب چپ اسے صرف حیدر یا حنان ہی کروا سکتے تھے

عاریہ نے اوپر سے حیدر کو اشارہ کیا تھا

وہ سر ہلاتا فوراً اوپر کی جانب بھاگا چلا آیا تھا

اپنی سٹڈی کا دروازہ کھولتے وہ سیدھا اندر آیا تھا

ارے میرا بچہ کیا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آئزل کی جانب بڑھا تھا

کیاہو گیاہے گڑیا۔۔۔۔۔آگے بڑھتاہواوہ اسے گلے سے لگا گیا تھا
اپنے بھائی کے سینے سے لگی وہ شدت سے رونے لگی تھی
بھیاااا آپی چلی جائیں گی تو میں اکیلی ہو جاؤں گی
وہ سسکیاں لیتے کہنے لگی

آہ۔۔۔میرا معصوم سا بچہ۔۔۔۔

آپ کہاں اکیلی ہو نگی گڑیا میں اور حنان ہونگے نا آپ کے ساتھ وہ اسکے پر
تھپکی دیتا گویا ہوا

ابھی آپ چپ کریں اتنی خوشی کا موقع ہے انجوائے کریں چلیں آئیں
میرے ساتھ مل کر کام کرتے ہے بھیا اکیلے تھک گئے ہیں۔۔۔۔

اسکے خود سے الگ کرتا اسکے آنسو صاف کر گیا تھا
آپی کو بھی بولیں کام کروائیں۔۔۔۔

آنسو صاف کرتی وہ معصومیت سے بولی تھی

اوہہ۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

آپی آپکی مہمان ہیں آج کی کل چلی جائیں گی نہیں کرواتے ان سے کام۔۔۔

وہ آنکھ دباتا بولا تھا

عاریہ نے ہنستے ہوئے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی تھی

اوکے۔۔۔۔آئزل ہنستی ہوئی حنان نے ساتھ باہر گئی تھی

کیا بنے گا اس لڑکی کا ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سینسٹو ہے۔۔۔۔

زندگی تو بہت سے ایسے موڑ دکھاتی ہے جہاں انسان ہر طرح کے دکھوں کا سامنا کرتا ہے

مگر آئزل وہ بہت معصوم تھی وہ کیسے زندگی کی تلخیوں کو برداشت کرے گی

زندگی لاڈلوں کو ہمیشہ لاڈلہ نہیں رہنے دیتی،،،لاڈلوں کے حصے میں "
زیادہ دکھ آتے ہیں،،،، جنہیں برداشت کرنا ان کے بس سے باہر ہوتا
"ہے۔۔۔۔
مہندی کا فنکشن کمبائنڈ نہیں تھا دونوں گھر اپنا اپنا الگ فنکشن کر رہے تھے
۔۔

ایسے میں وہ چاروں اپنے مشن پر نکل چکے تھے

چاروں نے مل کر ایک مہیم چلائی تھی
منظوری دو منظوری دو کمبائنڈ فنکشن کی منظوری دو۔۔۔۔
لان میں شور اٹھا حنان اور حیدر نے پلٹ کر دیکھا انکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی
رہ گئیں
آئزل اور عاریہ کے پیچھے لڑیوں کا مکمل جم گفیر تھا

دوسری طرف

دھرنا ہو گا دھرنا ہو گا کمبائنڈ فنکشن کرو ورنہ مرنا ہو گا۔۔۔۔

حاشر اور ایمان کا شور بلند ہوا انکے ساتھ گلی

محلے کی لڑکیوں کا شور بھی گونجا تھا

ہمیں کمبائنڈ فنکشن چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔

دونوں طرف سے بھرپور تحریک چلائی گئی تھی

شرم کریں عار یہ دلہن ہو کر ایسی حرکتیں کر رہی ہیں۔۔۔ حنان تاسف سے بولا تو وہ بتیس کے بتیس دانتوں کی نمائش کر گئی تھی

شرم کر لو اگر اتنی سی بچی ہے تو۔۔۔۔ دلہا ہو کر بیغیرتی کر رہا

سعد نے طنز کیا تھا
مگر کس کو اثر ڈھیٹ بلائیں تھی

دونوں گھروں میں کمبائنڈ فنکشن کا اٹھتا شور اب بڑھتا ہی جا رہا۔۔
جتنا تنگ وہ کر سکتے تھے انہوں نے اپنے گھر والوں کو کیا تھا
آخر ایک عدالت رکھی گئی جس میں کمبائنڈ اور علیحدہ فنکشنز کے ووٹ
ہوئے تھے
حیدر کو لگا اس سے اچھا تھا وہ کچن میں جا کر پاستہ بنا لیتا کیونکہ سوائے اس کے
سب چاہتے تھے کمبائنڈ فنکشن ہو
کیونکہ حنان بھی ان کے ساتھ مل گیا تھا
تین دن سے اس نے ایمان کو نہیں دیکھا

بیوی تھی اسکی اور اب اسکا دل چاہ رہا تھا دیدار کو کچھ موج مستیاں کریں گے

مزہ آئے گا۔۔۔

سعد کا دل چاہا حیدر کے ساتھ کا کر پاستہ بنالے کیونکہ ووٹنگ کے بعد دو ووٹس کے علاؤہ سب ووٹس کمبائنڈ فنکشن کے تھے

اب دونوں گھروں کے بڑے فریق سر تھامے بیٹھے تھے

اوکے فنکشن کمبائنڈ ہوگا۔۔۔۔میں ہوٹل بک کرتا ہوں۔۔

حیدر کہتا اٹھتا ہوا باہر چلا گیا۔۔۔

!!!!!!!!!یاہووووووووو

میں حیدر کے ساتھ ہوٹل کی بکنگ کرنے جارہا ہوں تم دونوں کام سنبھال لینا

ایمان اور حاشر کو اطلاع کرتا وہ گھر سے باہر نکلا تھا

اوہہہ یس۔۔۔۔۔۔۔حاشر اور ایمان نے تالی بجائی تھی
مشن سکسیس فل۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گروپ میں میسج کر دیے گئے تھے

وٹس ایپ گروپ کل رات کو ہی بن گیا تھا جس میں حنان حیدر سعد حاشر
آئزل عاریہ اور ایمان ایڈ تھے

گروپ کا ٹائٹل فیملی گروپ کے نام سے رکھا گیا تھا

رات دیر تک وہ گروپ میں گپ شپ لگاتے رہے مگر ایمان حنان سے
کھنچی کھنچی رہی

ینگ جنریشن بہت خوش تھی کمبائنڈ فنکشن سے
سوائے حیدر سعد اور ثمینہ بیگم کے

بقول ایمان گھر کے بزرگان۔۔۔۔اولڈ نیچر کے تھے

🥲 اچھے بھلے ینگ مینز حیدر اور سعد کو انہوں نے اولڈ بنا دیا تھا

اور آخر کار "داروئیلز ایونٹ کمپلیکس "میرج ہال میں مہندی کے فنکشن کی بکنگ ڈن ہوئی تھی

سب لوگوں نے وہاں آٹھ بجے جمع ہونا تھا

"رسم حنا"

پیلے رنگ کا شرارہ ساتھ نیٹ کا ہم رنگ دوپٹہ لیے بالوں کی چٹیا بنا کر آگے کو ڈالے پھولوں کی جیولری اور ہاتھوں میں گجرے پہنے وہ کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی

سٹیج پر بیٹھی وہ سجاوٹ کے پھولوں کا حصہ لگ رہی تھی حاشر کا بس نہیں چل رہا تھا اسے خود میں چھپا لے

:

حاشر سفید کلر کی قمیض شلوار اوپر پیلے رنگ کی واسکٹ پہنے بالوں کو نفاست سے بنائے ہاتھ میں برانڈڈ گھڑی پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔۔عاریہ کے ساتھ بیٹھا وہ گاہے بگاہے اسے دیکھ لیتا

سب لوگ انہیں ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے

وہ دونوں نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہے تھے ثمینہ بیگم تو صدقے واری جاتیں نہیں تھک رہی تھیں

ایمان نے اورنج کلر کا شرارہ پہنا ہوا تھا ساتھ گولڈن کلر کا دوپٹہ کندھے پر ٹکائے بالوں کو کھولے کانوں میں پھولوں کے جھمکے اور ہاتھوں میں گجرے پہنے اس وقت وہ حنان کے دل میں اتر رہی تھی حنان کے صبر کا امتحان لے رہی تھی

آئزل بھی ایمان کے ساتھ کا لباس پہنے کی ساتھ ہم رنگ دوپٹہ گلے میں ڈالے کانوں میں گولڈن کلر کے جھمکے اور ہاتھوں میں گجرے پہنے ہلکے سے میک اپ کے ساتھ وہ انتہائی دلکش لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

دونوں ہی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں ایسا لگتا تھا جیسے دونوں بہنیں ہوں

مرد حضرات نے سفید رنگ کے کلف لگے کاٹن کے سوٹ پہن رکھے تھے ساتھ ہی پہلے رنگ کی پٹیاں گردن سے گزارے آگے کو ڈالی ہوئی تھیں حنان،، حیدر،،، اور سعد تینوں نے ایک جیسا لباس زیب تن کر رکھا تھا

اور تینوں اس قدر خوبصورت لگ رہے تھے کہ کچھ بولڈ لڑکیوں نے انہیں
اپنا اپنا کرش مان
لیا تھا
میرج ہال میں لوگوں کی یہاں سے وہاں چہل پہل تھی کچھ لوگ سٹیج پر
دلہا دلہن کو مبارک باد دیتے واپس پلٹ رہے تھے
آئزل اور ایمان نے خوب تصویریں بنائی تھیں عاریہ کے ساتھ
حاشر عاریہ کو چھیڑ رہا تھا بدلے میں بس وہ اسے گھور دیتی
ہلکا ہلکا میوزک پلے تھا
لڑکیاں اب ڈانس اور ڈھولکی کی تیاریاں شروع کر چکی تھیں تاکہ رسم حنا کو
مزید چار چاند لگا سکیں اور سب کو انٹرٹین کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ اس
خوشی کے موقعے کو اپنی مستیوں سے مزید دلفریب بنا سکیں
ایمان حنان سے دور دور تھی

حنان جہاں آتا وہ وہاں سے غائب ہو جاتی

حنان اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اسکا جواب رک نہیں دے رہی تھی ایسا نہیں تھا وہ ناراض تھی۔۔۔وہ ناراض نہیں تھی بس اسے اس شخص سے نفرت سی محسوس ہوتی تھی

جو رشتہ انکے درمیان بن چکا تھا وہ نازک رشتہ تھا اسے زبردستی بنایا گیا تھا اور

رشتوں کی زبردستی کی کھینچی گئی رسیاں مظبوط نہیں ہوتیں بلکہ زبردستی سے ٹوٹ جاتی ہیں۔

!عاریہ۔۔۔۔۔۔

حاشر نے اسے پکارا تھا

جی پپی جی۔۔۔۔۔اسنے پیار سے جواب دیا

اسکا حساب میں بعد میں لوں گا دل ہی دل میں کہا گیا

آپ شرما کیوں نہیں رہیں عاریہ۔۔۔۔دلہنیں تو شرما شرما کر آدھا دوپٹا کھا جاتی ہیں۔

وہ اسے ہونکوں کی طرح ادھر ادھر تکتا سب کے ساتھ باتیں کرتا دیکھ بولا تھا

لے میں کیوں شرمانے لگی۔۔۔۔۔اور ایک ڈوپٹہ دس ہزار سے کم ہو نہیں ہے ایسے کیسے کھا جاؤں۔۔۔۔۔

وہ منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بناتی بولی تھی

نہیں لیکن۔۔۔۔اچھی لگتی ہیں دلہنیں شرماتی ہوئی۔۔۔

اپنے دل کی حسرت وہ لبوں تک لایا تھا

اچھا پپی جی۔۔۔۔

وہ آنکھیں بند کرتی چہرے پر ہاتھ رکھ گئی تھی

دیکھیں مجھے شرم آرہی ہے

وہ چہرے پر ہاتھ رکھے بولی تھی

رہنے دیں۔۔۔۔۔۔یہ جھوٹ والی شرم نہ کریں۔

وہ جل کر بولا تھا

نہیں سچی والی شرم ہے دیکھیں تو سہی۔

اس نے ابھی بھی چہرے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا

وہ تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا

آئزل سنیں۔۔۔۔۔اپنا دوپٹا سنبھالتی وہ گزر کر حنان کے پاس جا رہی تھی جب سعد نے اسے پکارا تھا

اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا

سعد نے ایک نظر اسکے سجے سنورے سراپے پر دوڑائی بلاشبہ وہ خوبصورت لڑکی تھی

!!جی۔۔۔۔

وہ پلٹی تھی۔۔۔۔

ٹھنڈا پانی پلا دیں۔۔۔۔اسے کہتا وہ پاس پڑی چیئر دھکیلتا اس پر بیٹھا تھا

کولڈ ڈرنک پی لیں نا۔۔۔۔۔۔پانی اچھا نہیں لگتا شادی بیاہ کا موقع ہے

وہ اسے سمجھانے والت انداز میں۔بولی تھی

ایسا کس کتاب میں لکھا ہے کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر کولڈ ڈرنکس پیتے ہیں پانی نہیں

آبرو اٹھاتے اس نے سوال کیا

حیدر بھیا کہ کتاب "میری پہلی خطا تم ہو" میں لکھا ہے

وہ معصومیت سے سر جھکائے بولی تھی

کیا سچ میں حیدر نے ایسا کچھ لکھا ہے؟؟

وہ حیران ہوا

جی میں نے ہی بھیا کو آئیڈیا دیا تھا۔۔۔۔۔وہ فخریہ لہجے میں بولی تھی

آپ نے کہا اور حیدر نے لکھ لیا؟؟

وہ ابھی بھی حیران تھا

جی بھیا میری کوئی بات نہیں ٹالتے میں جو بھی آئیڈیا دوں وہ لکھ لیتے۔

وہ خوشی سے بتانے لگی اور سعد سوچ میں پڑ گیا کہ آئزل کے آئیڈیاز کے بعد

حیدر اتنا کامیاب مصنف کیسے

اچھا کولڈ ڈرنک ہی پلا دیں۔۔۔۔۔۔سعد نے سر اٹھا کر دیکھا آئزل کی

ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی

سر جھکاتی وہ اسکے لیے کولڈ ڈرنک لینے چلی گئی

پانچ منٹ بعد وہ کولڈ ڈرنک کا گلاس ٹرے میں رکھے اسکے پاس آئی تھی

تھینکیو۔۔۔۔۔۔سعد نے گلاس اٹھاتے لبوں سے لگایا تھا

دو گھونٹ بھرے مگر اسے وہ پسند نہیں آئی سو واپس گلاس ٹرے میں رکھتا

وہ وہاں سے اٹھتا دوسری طرف چلا گیا

بے اختیار آئزل نے ٹرے میں رکھا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا

ایک انجانی سی خوشی اس کے اندر اتری تھی

دل ہی دل میں خوش ہوتی وہ ہنستی کھلکھلاتی تتلیوں کی طرح کبھی یہاں تو کبھی وہاں منڈلانے لگی

اب وہ اس سے بات کرنے لگا تھا کچھ کچھ اب وہ اسے پکار لیا کرتا تھا

شاید اس لیے آئزل خوش تھی

پگلی سی لڑکی۔۔

اگلے ہی لمحے اس کی ساری خوشی جھاگ کی طرح بیٹھی تھی

وہ کسی کے ساتھ کھڑا تھا اور مسکرا رہا تھا

وہ اسے جانتی تھی۔۔۔۔۔اسکا دل جلا تھا۔۔۔۔

تکلیف ہوئی تھی۔

۔۔

ایمان۔۔۔وہ چند گیسٹس سے ہیلو ہائے کرتی واپس عاریہ کے پاس اسے تنگ کرنے سٹیج پر جا رہی تھی جب حنان نے اسے پکارا تھا

وہ سنی ان سنی کرتی وہاں سے جانے لگی جب حنان نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا تھا

جسٹ لیو می حنان وہ دبا دبا غرائی تھی

حنان نے خمشگین نظروں سے اسے دیکھا تھا

میں کب سے آپ سے بات کرنا چاہ رہا ہوں مگر آپ سن ہی نہیں رہیں

۔۔۔۔وہ شکایت کر رہا تھا

آپ کو کس لیے بات کرنی ہے مجھ سے کیا اب بھی کوئی بات کرنے کو رہ گئی ہے وہ سوالیہ لہجے میں بولی تھی

میں شوہر ہوں آپکا آپ مجھے خود سے بات کرنے پر یوں روک نہیں سکتیں۔۔

لہجہ دھونس جماتا تھا

ہاہا۔۔۔۔۔وہ طنزیہ ہنسی تھی

کون سے شوہر کیسے شوہر۔۔۔۔اس نے آبرو اٹھائے تھے سچ تو یہ ہے حنان کہ آپ میں اور مجھ میں نہ پہلے کوئی تعلق تھا نا اب ہے۔۔۔

حنان کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا

سچ تو یہ ہے ایمان کہ آپ کا اور میرا تعلق پہلے بھی تھا اور اب تو مزید گہرا ہو گیا ہے۔۔

وہ بھی اسے حقیقیت سے آشنا کروا گیا تھا

مجھے اگر اس دنیا میں جس انسان سے شدید نفرت ہے نا حنان تو وہ آپ ہیں

۔

وہ اسے سرخ نگاہوں سے دیکھنے لگی

مگر میں تو محبت کرتا ہوں نا۔۔۔۔!!اور میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ایمان۔۔۔

وہ اپنا دفاع کرتا بولا تھا۔۔

محبت۔۔۔۔!!!وہ سر جھٹک گئی۔۔۔

غلط نہیں کیا تو صحیح بھی نہیں کیا مسٹر حنان علی سکندر

کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا مجھے

اپنی بہن سے ہی کچھ سیکھ لیتے تکلیف سہہ لی مگر غلط قدم نہیں اٹھایا۔۔۔۔

آپ اسے محبت کا نام مت دینا آپ نے بس دھونس جمایا ہے۔۔۔

بس آپ مجھے دکھانا چاہتے تھے کہ آپ مرد ہیں طاقت ور ہیں اور میں ایک کمزور لڑکی ہوں

جس پر کبھی بھی آپ ٹارچر کا ٹیگ لگا کر ہر کام کروا سکتے

تعلق بنانا تھا محبت تھی؟؟..!!!!تو میرے گھر والوں سے بات کرتے یقین کریں کسی کو اعتراض نہ ہوتا۔۔۔۔۔

آپ نے بس اپنا خوف مجھ پر طاری کرنا چاہا کہ حنان علی سکندر کچھ بھی کر سکتا ہے

۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے ایمان۔۔۔۔۔وہ دکھی لہجے میں بولا تھا

ایسا ہی ہے حنان۔۔۔۔اسکا لہجہ مزید سخت ہوا تھا

کیا کہیں گے آپ سب کو ہاں؟؟ میں نے ایمان سے نکاح کر لیا زبردستی۔۔

آپکی کیا عزت رہ جائے گی میرے گھر والے میرے بارے میں کیا سوچیں گے؟؟؟

کس کس کو یقین دلاؤں گی کہ مجھے اس رشتے میں زبردستی باندھا گیا ہے۔

وہ اس سے سوال کر رہی تھی

تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ایمان تم پر اٹھنے والے ہر سوال کا جواب دینے کے لیے حنان تمہارے سامنے کھڑا ہو گا

حنان نے اسے تسلی دینی چاہی

بس کریں۔۔۔۔۔بس کریں۔۔۔بہت ہو گیا۔۔ایسی نوبت ہی کیوں آنے دی کہ لوگ سوال کریں۔۔۔۔

اب جواب دینے کے لیے آپ کھڑے ہوں نا ہوں میری عزت مل گئی مٹی میں

میری ماں کی پرورش میرے بھائیوں کا مان۔۔

سب کچھ برباد ہوا ہے حنان

تم مرد اگر عورت پر اپنی طاقت کی دھونس جمانا بند کر دو اپنے مرد ہونے عورت سے افضل ہونے کا غلط استعمال کرنا بند کر دو تو معاشرے کی ہر لڑکی اپنی ذات پر اٹھتے سوالوں سے محفوظ رہتی۔

وہ تاسف سے بولی تھی

محبت کے نام پر بس اپنا حق جماتے ہیں۔۔۔۔جس دن صحیح معنوں میں محبت کی ناحنان اس دن سمجھ جائیں گے کہ محبوب کی مرضی کتنی معنی رکھتی ہے

حنان کا سر شرمندگی سے جھکا تھا اسے لگا وہ زمین میں دھنس جائے گا۔

میں سب کچھ ٹھیک کر لو گا ایمان۔۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا

جس دن سب ٹھیک ہو گیا اس دن میں آپکی۔۔۔۔

ایک آخری نگاہ اس پر ڈالتی وہ واپس پلٹی تھی

اور وہ وہیں ساکت سا کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا

وہ کس کو بتائے کس سے کہے کہ اس نے کیا کر دیا ہے اسے سمجھ نہیں آ رہا

تھا کیا کرے وہ واقعی غلط کر بیٹھا تھا

حاشر چلیں ڈانس کرتے ہیں۔۔۔۔۔زور و شور سے چلتے میوزک سے

لطف اندوز ہوتے اس نے ساتھ بیٹھے حاشر کو کہنی ماری تھی

شرم کریں دلہن ہیں آپ۔۔۔۔۔وہ تاسف سے بولا تھا

مجھے پتا ہے میں دلہن ہوں بار بار یاد مت کروائیں وہ بدمزہ ہوتے بولی تھی

کس کی دلہن ہیں یہ بھی یاد کر لیں۔۔۔۔وہ شرارت سے بولا تھا

عاریہ آپ نے مہندی میں میرا نام لکھا۔۔۔

کسی خیال کے تحت وہ جھٹ سے بولا تھا

ہاں لکھا ہے نا۔۔۔

وہ اپنے مہندی سے بھرے ہاتھ حاشر کے سامنے کرتی ہے

دائیں ہاتھ پر بڑی سی ٹکیا میں "حاشر کی دلہن" لکھا ہوتا ہے

حاشر نے آگے بڑھ کر عاریہ کی ہتھیلی چومی تھی۔۔۔۔

بے اختیار عاریہ کی دھڑکنوں کا توازن بگڑا تھا

اس سے پہلے کہ وہ مزید اسے کچھ کہتا سٹیج پر ایک دم مچتے شور نے انکی توجہ

اپنی جانب مبذول کروائی تھی

دونوں نے دیکھا تو ساری پلٹون سٹیج پر ہنگامہ مچانے چلی آ رہی تھی

ایمان آئزل حنان حیدر اور سعد

مل گیا آپ سب کو وقت ہمارے پاس آنے کا

انکے آتے ہی حاشر نے طعنہ مارا تھا

جیجو آپ خود ہی تو کہتے ہیں ہمارے پرائیویٹ مومنٹس میں ٹانگ مت اڑایا کریں۔

ڈوپٹے کے کونے کو اپنی انگلیوں کے گرد گول مٹول لپیٹتی معصومیت سے بولی تھی

سعد نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی

حیدر اور حنان نے حاشر کو گھورا تھا

چل اٹھ۔۔۔۔

حنان نے بازو سے پکڑ کر حاشر کو عاریہ کے پاس سے اٹھاتے خود بیٹھا تھا اور عاریہ کی دوسری طرف حیدر جا کر بیٹھا تھا

عاریہ ہنس رہی تھی

یہ غلط بات ہے۔۔۔۔۔۔وہ منمنایا تھا

نیگ دو پھر بیٹھنا۔۔۔۔۔۔۔حنان نے شوشا چھوڑا تھا

کونسا نیگ کہاں سے آیا نیگ۔۔۔۔۔۔حاشر حیران تھا

بھئی اگر بیوی کے پاس بیٹھنا ہے تو نیگ دینا پڑے گا۔۔

وہ دونوں بضد تھے

یہ کیا بات ہوئی اپنی بیوی کے پاس بیٹھنے کے کونسے پیسے لگتے ہیں۔۔وہ بھی میدان میں اتر آیا تھا

پیسے تو دینے پڑیں گے ورنہ نکل یہاں سے۔۔۔۔حیدر نے اشارہ کرتے کہا تھا

میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ گھورتے ہوئے بولا تھا

نہیں ہیں تو ہم کیا کریں مانگ کر لادے پیسے تب ہی ہم تجھے یہاں بیٹھنے دیں گے۔

حنان اور حیدر کا پکا ارادہ تھا اس سے پیسے نکلوانے کا

باقی سب انجوائے کر رہے تھے حاشر کی سیچویشن۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔۔حاشر نے مدد طلب نظروں سے سعد کو دیکھا تھا

میں کچھ نہیں جانتا سالے جانے اور بہنوئی۔۔

وہ ہاتھ کھڑے کر گیا تھا

میرے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے غریب بندا ہوں ابھی پڑھ رہا ہوں جاب بھی نہیں ہے ماما بابا سے مانگتا ہوں تو کبھی بھائی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں آپ سب کے پاس تو جابز ہیں پھر بھی مجھ غریب سے مانگتے ہیں

حاشر نے آخری پتہ پھینکتے ہوئے انہیں ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا جھوٹ بول رہا ہے یہ کل ہی اس نے اپنی پینٹنگ سیل کی ہے اس وقت اسکی پاکٹ میں ہم سب سے زیادہ پیسے ہیں

اس سے پہلے کہ وہ دونوں اسکی باتوں میں آتے سعد بول پڑا تھا

بھائی تیرا وقت آئے گا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دانت پیستا گویا ہوا

میرا بچہ جھوٹ نہیں بولتے۔۔۔۔اسکے گال کھینچتے سعد نے اسے پیار سے سمجھایا تھا

ہٹ پرے۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسکا ہاتھ پیچھے کو جھٹکا تھا

اب کے قہقے پلند ہوئے تھے

حنان اور حیدر ایک ساتھ اٹھتے اس پر آتنک وادی والا حملہ کر چکے تھے اگر اگلے ہی لمحے اسکی پاکٹ سے والٹ نکالتے فرار کی راہ پکڑ چکے تھے۔۔۔

اللہ کرے گٹر میں گرو تم سب۔۔۔۔۔وہ پیچھے س چلایا تھا

استغفراللہ بے شرم پپی جی میرے بھائیوں کو ایسا مت بولیں وہ کیوں گریں آپ گریں گٹر میں

عاریہ نے اسکے بازو پر مکا جڑھا تھا

ایک میں معصوم اکیلا ظالم دنیا میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا عاریہ کو گھور رہا تھا

اور پھر پٹختا اسکے ساتھ جا بیٹھا تھا۔۔

اچانک لائٹس آف ہوئیں تھیں

❤️❤️❤️

سٹیج پر ڈانسنگ لائٹس روشن ہوئی تھیں جو صرف سٹیج تک ہی پھیلی تھیں

وہ بھی بس ہلی ہلکی

عاریہ اور حاشر درمیان میں کھڑے تھے

انکے آگے پیچھے ایمان آئزل سعد حنان اور حیدر کھڑے تھے

میوزک سٹارٹ ہوا تھا

سب انکی جانب متوجہ ہوئے تھے

کیسے کہوں عشق میں تیرے"

" کتنا ہوں بے تاب میں

حاشر نے اپنا رخ عاریہ کی جانب کیا تھا باقی سب نے بھی اپنے اپنے سٹیپ لیے تھے

آنکھوں سے آنکھیں ملا کے "

" چرالوں تیرے خواب میں

حاشر اور عاریہ کی نظریں ملی تھیں ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے انہیں نے دائیں جانب سٹیپ لیا تھا اور پھر بائیں جانب

کیسے کہوں عشق میں تیرے "

" کتنا ہوں بے تاب میں

آنکھوں سے آنکھیں ملا کے "

" چرالوں تیرے خواب میں

وہ دونوں درمیان میں کھڑے تھے

باقی سب انکے گرد گھومتے پھر خود ہی میں گھومے تھے

سب کی ہوٹنگ کا شور گونجا تھا

میرے سائے ہیں ساتھ میں "

" یارا جس جگہ تم ہو

عاریہ حاشر کے گرد گھومی تھی

باقی سب نے کپلز نہیں بنائے تھے بلکہ آئزل حیدر کے ساتھ ایمان سعد

کے اور حنان اکیلا تھا

ایمان کو دیکھ کر اس نے منہ بنایا تھا

ڈانسنگ لائیٹس جہاں جہاں وہ سٹیپ لیتے انکے اوپر پڑ رہی تھیں

میں جو جی رہا ہوں"

" وجہ تم تم ہو

سعد نے ایمان کو حاشر نے عاریہ کو حیدر نے آئزل کو انگلی پکڑ کر گھمایا تھا

جب کہ حنان بچارہ تو منہ بسورتا خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

میں نہیں کر رہا۔۔۔وہ منمنایا تھا

میں جو جی رہا ہوں"

"وجہ تم ہووووووو

میوزک۔۔۔۔۔۔۔

ہے یہ نشہ یا ہے زہر"

"اس پیار کو ہم کیا نام دیں

"اس پیار کو ہم کیا نام دیں"

اچانک سے ڈانسنگ لائٹس بھی بجھی تھیں

حنان نے پھرتی سے ایمان کو اپنی جانب کھینچا تھا اور اسکے کمر میں ہاتھ ڈالے اسکا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھتے میوزک پر چلنے والے جملوں میں کھویا تھا حاشر عاریہ کے سراپے سے نظریں ہٹا نہیں رہا تھا وہ نظریں جھکائے پزل ہو رہی تھی

ہے یہ نشہ یا ہے زہر

"اس پیار کو ہم کیا نام دیں

اندھیرے میں پتا ہی نہیں چلا تھا کب آئزل سعد کے پاس آئی تھی

اور انجانے میں سعد نے اسکے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دائیں جانب سٹیپ لیا

تھا

آئزل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑی تھی جبکہ سعد کے دل میں

ایک عجیب سا احساس جاگا تھا

کب سے ادھوری ہے اک داستاں"

" آجا اسے آج انجام دیں

سٹیج پر ایک غیر معمولی سی حرکت ہوئی تھی

حیدر کے پاس کوئی چپکے سے آیا تھا
اسکے گلے میں بازو حائل کرتے وہ اسکی پیشانی پر لب رکھ گئی تھی
وہ تو جیسے سکتے میں آیا تھا

تمہیں بھولوں کیسے میں "
" میری پہلی خطا تم ہو

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔وہ اسے پہچان چکا تھا۔
ماحول کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے وہ کچھ نہ بولا تھا خاموشی سے اسکی کمر میں
ہاتھ ڈالے وہ گھوما تھا
اسکی حرکت پر اسکے ماتھے پر بل چھائے ہوئے تھے

آپ نے نہیں بلایا ہم خود چلے آئے کیا کہتے ہیں آپ بن رہا نا گیا۔

وہ مدھم سی بولی تھی

میں جو جی رہا ہوں"

" وجہ تم ہو

" وجہ تم ہو"

تمہیں بس یہی نصیب ہے۔۔۔۔ تم بن بلائی اور بن چاہی ہی رہو گی
حیدر علی سکندر تمہیں کبھی اپنی خوشیوں میں شامل نہیں کرے گا
وہ بھی اسی کے کہنے میں بولا تھا

میوزک۔۔۔۔۔۔

میں تمہیں میری آفر یاد دلانے آئی ہوں پیارے لڑکے۔۔۔۔۔۔میری
بات مان لو ورنہ انجام بہت برا ہو گا
اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی وہ مکمل اب اسی کے حوالے خود کر کرنا چاہ رہی تھی

اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں۔۔۔۔اسے خود سے الگ کرتا وہ مسکرایا تھا
مار ہی دوں گی۔۔۔۔وہ بھی مسکرائی تھی

کیا جانے تو میرے ارادے"
" لے جاؤں گا سانسیں چرا کے

ایک اور سٹیپ کے ساتھ کپلز چینج ہوئے تھے
آئزل واپس حیدر کے ساتھ جا کھڑی ہوئی تھی
اپنی تیز دھڑکنوں کو اس نے لمبا سانس خارج کرتے نارمل کرنا چاہا۔

عاریہ اور حاشر ایک دوسرے کے سر سے سر جوڑے ایک دوسرے میں مکمل مگن تھے

انہیں لگ رہا تھا کہ ان کے ارد گرد اور کوئی نہیں

بس وہ ہیں اور انکا ایک خوبصورت جہاں

ایمان مسلسل اس کی گرفت سے خود کو چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی

مگر آج تو جیسے حنان اس میں ڈوب جانا چاہتا تھا

" دل کہہ رہا ہے گنہگار بن جا "

زائشہ اب گھومتی ہوئی سعد کے پاس آئی تھی

ویسے میں نے سوچا نہیں تھا تم ایک دوست ہو کر دشمن بھی نکلو گے

اپنے دوست کے ساتھ اتنی بے ایمانی

وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتی بولی تھی

ویسے میں سوچ نہیں سکتا تھا کہ محبت بھی کرو گی اور عداوت بھی

اپنی محبت کے خلاف اتنی بڑی سازش؟؟؟؟

اسکی کمر میں بازو حائل کرتا وہ اسی کے انداز میں بولا تھا

وہ ہلکا سا مسکرا دی

" بڑا چین ہے ان گناہوں سے آگے "

محبت اور جنگ میں سب جائز ہے اگر وہ میرا نہ ہوا تو میں اسکی زندگی جہنم بنا دونگی تمہیں پتا ہے اس نے انکار کر دیا ہے

اس نے خود بربادی کو چنا ہے اپنے لیے۔۔۔۔۔

وہ طنزیہ ہنسی تھی۔۔۔۔۔۔۔

" میں گمشدہ سی رات ہوں "

" میری خوش نما صبح ہو تم

تم میرے ساتھ ہوا اسکی بربادی کے لیے۔۔۔۔

وہ اسے یاد دلا رہی تھی۔

مگر میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کرائم میں تمہارا ساتھ دونگا میں،،،، ساتھ کیا میں ہی کرتا ہوں سب کچھ تم تو بس حکم کرتی ہو۔

وہ جل کر بولا تھا مگر اس کے لیے میری ایک شرط ہے

" میں جو جی رہا ہوں"

" وجہ تم ہو"

کیسی شرط۔۔۔۔۔!!! تم نے بتایا نہیں۔۔۔وہ سوال کر رہی تھی

" وجہ تم ہو"

" وجہ تم ہو"

چلو میرے ساتھ بتاتا ہوں

" وجہ تم ہو"

" وجہ تم ہو "

اچانک لائٹس روشن ہوئی تھی

سب اس سحر سے واپس چونکے تھے

حال میں تالیوں کی گونج اٹھی تھیں

وہ اب مسکرائے تھے

مگر دو وجود وہاں نہیں تھے

زائشہ اور سعد۔۔

کھانا کھل چکا تھا کھانے کی حیرت انگیز خوشبو نے سب کی بھوک بڑھائی تھی

حاشر اور عاریہ کے ساتھ سٹیج پر بیٹھ کر حیدر حنان ایمان اور آئزل کھانا کھانے لگے ساتھ چھیڑا چھاڑی موج مستیاں بھی جاری تھیں

❤️❤️❤️

بولو کیا شرط ہے؟؟؟

وہ دونوں ہال کے دوسری جناب آئے تھے

سعد نے پاکٹ سے ریڈ روز نکالا تھا اور اب وہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا

ول یو میری می؟؟؟

وہ اسے پرپوز کر رہا تھا

کیا تم میری کرائم پارٹنر سے میری لائف پارٹنر بننا پسند کرو گی؟؟

اسنے ریڈ زورا اسکی جانب بڑھایا تھا

حیدر کو بھول جاؤ وہ تمہارے لیے نہیں بنا اسے تمہاری محبت کی قدر کبھی نہیں ہو سکتی

اگر ایک بار وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ لیتا تو دوبارہ کچھ بھی کہنے کی ہمت نا کرتا

زائشہ کی آنکھوں میں خون اترا تھا

اسنے سعد کے ہاتھ سے پھول لیا تھا

سعد اٹھ کر اس کے پہلو میں کھڑا تھا

اوراب وہ دیکھ سکتا تھا کہ زائشہ نے پھول ہاتھ میں مسل کر اپنے قدموں میں پھینکا تھا

اوراسکے بعد وہ اپنی سرخ ہیل مسلے پھُولوں کی کلیوں پر دھر چکی تھی
چہرے پر دل جلادینے والی مسکراہٹ تھی

بہت اچھامزاق کر لیتے ہو تم

میں مزاق نہیں کر رہازائشہ میں سچ کہہ رہاہوں
مجھے تم سے بے تحاشہ محبت ہے زائشہ
وہ اسے یقین دلا رہا تھا

میرے ٹکڑوں پر پلنے والے میرے ساتھ چلنے کے خواب دیکھنا چھوڑ دو

تمہاری اوقات کیا ہے؟؟؟

پیسوں کے لیے تم کچھ بھی کرنے کو تیار ہو گئے

تم جواب تک پل رہے ہو میرے ہی دیے ٹکڑوں پر

تمہارے اور میرے سٹینڈرڈ میں زمین آسمان کا فرق ہے

اور تم چاہتے ہو میں تم سے محبت کروں۔

مائے فٹ۔۔۔۔میں سامنے والے کی اوقات دیکھ کر اس سے محبت کرتی

تمہاری اوقات سے مہنگی میری جوتی ہے۔۔

وہ اپنی ہیل کی جانب اشارہ کرتی بولی تھی

میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا تمہارا اور میرا تعلق صرف کرائمز کی حد تک ہے۔

مجھے تمہاری یہ شرط منظور نہیں

"محبت کے کھیل شرطوں پر نہیں کھیلے جاتے"

تم میرا کام کروگے اور اس کے بعد میں تمہیں اتنا پیسہ دونگی اتنا پیسہ دونگی کہ تمہاری سات نسلیں بھی بیٹھ کر کھائیں تو بھی کم نہیں پڑے گا کیونکہ یہی تمہاری اوقات ہے

دو دن ہیں تمہارے پاس بس دو دن میرا کام ہو جانا چاہیئے ورنہ تمہیں پھانسی کے پھندے پر چڑھا دونگی اور آج جہاں یہ سب خوشیوں سے رقص کر رہے ہیں دو دن بعد تمہاری میت پر سوگ منا رہے ہونگے۔۔۔۔۔

آنکھوں میں شدید غصہ لیے اسے وارن کرتی وہ وہاں سے واک آوٹ کر گئ

وہ سکتے کے عالم میں وہیں کا وہیں کھڑا رہ گیا
وہ یہ تو جانتا تھا کہ وہ اسے ٹھکرا دے گی مگر اتنے برے طریقے سے
ٹھکرائے گی اسنے کبھی سوچا نہیں تھا

اس کا دل ٹوٹا تھا اسے لگا تھا وہ زمین میں دھنس جائے گا

وہ وہیں نیچے بیٹھتا چلا گیا
اسکی آنکھوں میں آنسو تھے آنکھوں گے گوشے حد درجہ سرخ تھے

اسکا دل چاہا وہ شدت سے روئے۔۔۔۔۔

اتنا روئے اتنا روئے کہ زمین پھٹ جائے۔۔۔

خدا تم سے حساب لے گا۔۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا

سعد۔۔۔۔۔۔حیدر جو دونوں کی تلاش میں باہر آیا تھا سعد کو اس حالت

میں دیکھ اسکا دل کٹا تھا

وہ بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا تھا

اور جھٹ اسے سینے سے لگا گیا تھا

حیدر دیکھا تم نے دیکھا نا۔۔۔۔۔۔۔وہ دکھ سے چور لہجے میں نم آنکھوں

سے اسے کہہ رہا تھا

میں نے دیکھا میں نے سب دیکھا

چپ بالکل چپ آنسو صاف کرو اپنے مظبوط بنو۔۔

ہم مرد کوئی اتنے گئے گزرے نہیں کہ ایک دو ٹکے کی عورت کے ٹھکرا دینے پر ٹوٹ کر بکھر جائیں

اٹھو۔۔۔۔۔اٹھو۔۔۔۔۔

یو کین ڈواٹ

وہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاتا کھڑا کر چکا تھا

اسکے کپڑوں سے مٹی جھاڑتا اسکے کندھے پر تھپکی دیتا اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا

سعد نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے

دل تھا کہ مر جانا چاہتا تھا

شدید تکلیف تھی اسکے سینے میں

اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

مگر وہ رونا نہیں چاہتا تھا

ایک لمبا سانس خارج کرتے وہ سختی سے آنکھیں مینچ گیا۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔اسکا ہاتھ تھامے وہ اندر کی جانب بڑھے تھے

آئزل نے کن نظروں سے انہیں جاتے دیکھا تھا

واللہ محبت اچھوں اچھوں کے دل توڑ دیتی ہے

سر کی نفی میں جنبش دیتی آنکھوں کی حلق میں دھکیلتی وہ اندر کی جانب بڑھی تھی



لان میں پودوں کے پاس کھیلتی دو ننھی سی بچیاں سرخ ہونٹ گلابی پھولے گال بالوں کی پونیاں بنائے مل کر کھیلنے میں مصروف تھیں ایک دو سال کی بچی جبکہ دوسری اس سے دو تین سال بڑی لگ رہی تھی۔

اچانک وہ گری تھی اور اسکے رونے کی آواز بلند ہوئی تھی۔

دنوں نے ہوم ورک رجسٹر سے سر اٹھا کر دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے بھاگتے ہوئے اس کے پاس پہنچے تھے

بھیا میں گر گئی بھیا میں گر گئی۔۔۔۔رو رو کر دہائیاں دی جا رہی تھیں

دوسری چھوٹی بچی اسکے یوں منہ کھول کر رونے پر یک ٹک معصومیت سے پریشان سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

میری گڑیا آپکو چھوٹ تو نہیں لگی نا

دونوں بھائی گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے

نہیں چوٹ نہیں لگی لیکن میں گر گئی۔۔۔۔۔

وہ ابھی بھی رو رہی تھی۔۔

حیدر نے اسے باہوں میں اٹھایا تھا

کوئی بات نہیں لٹل بے بی بچے گرتے گرتے بڑے ہوتے ہیں۔
حیدر کی آواز پر وہ خاموش ہوتی آنکھیں پٹپٹائے اسے دیکھنے لگی تھی
میں بھی گرتی گرتی بڑی ہو جاؤں گی؟؟
معصومیت سے پوچھا گیا

یس لٹل پرنسسز۔۔۔۔۔۔جواب سن کر وہ خوش ہوئی تھی
اب آپ نے رونا نہیں ہے اوکے۔۔۔یو آر اسٹرانگ گرل۔۔۔۔
حنان نے اسے حیدر سے لیتے کام میں رکھی چیئر تک آتے اسے اپنی گود
میں بٹھایا تھا

حنان نے اسکے پھولے گالوں پر بوسہ دیا تھا
جبکہ ایک بار پھر سے کسی کے رونے کی آواز پر دیکھتے ہیں تو اب دو سالہ
آئزل رونے میں مصروف تھی

مائے ڈول اب آپ کو کیا ہو گیا ہے

وہ پریشانی سے اسے اٹھاتا ہے

شب آپی شے پیاڑ کڑ رہے ہیں میڑے شے پیاڑ نہیں کڑ رے۔

(سب آپی سے پیار کر رہے ہیں میرے سے نہیں کر رہے) روتے ہوئے شکایت کی گئ

حیدر اسے اٹھاتا حنان کے ساتھ والی چیئر پر آ کر بیٹھا تھا

حیدر نے اسے گود میں بٹھایا تھا

مائے لٹل ڈول سب آپ سے پیار کر رہے ہیں آپی کو چوٹ لگی تھی نا اس لیے۔

پیار سے اسکے ماتھے پر آتے بالوں کو حیدر نے پیچھے ہٹایا تھا

جبکہ آپی کو چوٹ لگی ہے سن کر وہ رونا بھول اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی

بھیا کل حنان بھیا نے آئزل کی کینڈی لے لی تھی

حنان کی گود میں بیٹھی عاریہ نے حیدر سے اسکی شکایت کی تھی

بری بات حنان آئیندہ آپ کسی سے کینڈی نہیں لوگے

حیدر نے اسے جھڑکا تو عاریہ خوشی سے تالیاں بجانے لگی

ہاں میں تو جیسے بچہ ہوں نا جو کینڈی کھا جاؤں گا انکی

وہ بڑبڑایا تھا

کچھ کہا آپ نے حنان؟؟؟

حیدر نے پوچھا

!!کچھ نہیں بھائی۔۔۔

۔وہ کندھے اچکا گیا

بھیا کہہ رہے ہیں میں توئی بچہ ہوں کہ ان شے تینڈی لے کڑ کھا جوں گا

۔۔۔

(بھیا کہہ رہی ہیں میں کوئی بچہ ہوں جوان سے کینڈی لے کر کھا جاؤں گا)

آئزل نے اسکی بڑبڑاہٹ سن لی تھی اب حیدر کو بتا رہی تھی

حنان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

توبہ اللہ۔۔وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا رہ گیا جبکہ انہیں قہقہوں کی گونج میں وہ ماضی کی یادوں سے پلٹے تھیں

چاروں کی آنکھیں اشکبار تھیں

گھر آنے کے بعد وہ سب لاونج میں بیٹھے تھے

عاریہ ابھی تک اسی لباس میں تھی

بھیا آپ مجھے مس کریں گے نا؟؟

عاریہ نے آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتے سوال کیا

میرا بچہ ایک باپ بیٹی کو رخصت کرنے کی ہمت تو رکھتا ہے مگر اسکا خیال لمحہ بھر کو بھی اپنے دل سے نہیں نکال سکتا۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اسے سینے سے لگا گیا۔

بھیا آپ بھی شادی کر لیں نا۔۔۔

آئزل نے شکایت کی تھی

اچھا کر لوں گا۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

عاریہ حنان کے بازو پر سر ٹکائے بیٹھی تھی

اسکا دل نہیں کر رہا تھا وہاں سے اٹھنے کا اپنے بھائیوں کو چھوڑ جانے کا

آئزل کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھا

چلیں میرا بچہ اب آپ فریش ہو کر سو جائیں کل بہت تھکا دینے والا دن

ہو گا

آپ تھک گئی ہو نگی نا دنوں

وہ پیار سے انہیں دیکھتا بولا تھا

اثبات میں سر ہلاتے وہ وہاں سے اٹھتیں اپنے روم میں گئی تھیں

پیچھے کتنی ہی دیر حنان اور حیدر باتوں میں مگن رہے

---😍😍😍😍😍

❤️❤️❤️

رسم بارات

ایک نئ صبح کا اجلا سورج آج ماحول میں خوشیوں کے ساتھ کچھ اداسیوں کی رمک لیے طلوع ہوا تھا

جلدی کرو سعد بیٹا آپ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں۔۔۔۔۔

اوکے اوکے جارہا ہوں۔۔۔ مصروف انداز میں وہ پھر سے کسی کام میں مگن ہوا تھا

عجیب سی ہلچل مچی ہوئی تھی ایمان کا جھمکا نہیں مل رہا اسنے الگ سے بکھیرا ڈالا ہوا تھا

گھر میں مہمانوں کی چہل پہل تھی

دلہے میاں کمرے سے باہر قدم نہیں رکھ رہے تھے بقول ثمینہ بیگم انکے پیروں میں رات کو مہندی لگ گئ تھی

کام کی مصروفیات میں وہ اپنے ٹوٹے دل کے ٹکڑے سنبھالے ہوئے تھا یا یہ کہنا بہتر تھا کہ اسے درد نہیں ہو رہا تھا

رات کی تکلیف رات کے اندھیروں میں سمٹی تھی

تمام رسمیں جو لوگ شادی بیاہوں پر کرتے ہیں ان کی تیاریوں میں ہر کوئی

مصرف نظر آرہا تھا

حنان عاریہ اور آئزل کو سیلون چھوڑ کر آؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حیدر نے آواز لگائی تھی

جارہا ہوں بھیا۔۔

کار کا دروازہ کھولے وہ کھڑا تھا۔۔۔

آئزل اور عاریہ جلد سے کار میں بیٹھیں تھیں انکے ہاتھ میرا بڑا سا بیگ تھا

جس میں عاریہ کا لہنگا اور اسکے ساتھ کی چیزیں تھیں

انکے بیٹھتے ہی وہ گاڑی سیلون کی طرف بڑھا لے گیا

انہیں سیلون چھوڑتے وہ گھر واپس آیا تھا کیوں گھر میں بہت کام تھے

❤️❤️❤️

وہ پارلر میں بیٹھی تھی بیوٹیشن اسے تیار کر رہی تھی دوسری چیئر پر آئزل تیار ہوئے بیٹھی اب عاریہ کے انتظار میں بیٹھی ٹک ٹاک چلا رہی تھی

جب عاریہ کا فون بجا۔۔۔حاشر کی کال آ رہی تھی اسکے لبوں پر مسکان در آئی تھی

اہمممم۔۔۔۔۔کال اٹھاتے اسنے گلہ کھنکارا تھا

کیسی ہیں دلہن جی۔۔۔۔ سپیکر سے آواز گونجی تھی

میں ٹھیک دلہے راجا۔۔۔وہ ہنسی تھی

مجھے آپکو دیکھنا ہے عاریہ۔۔۔۔خواہش ظاہر کی گئی

لو جی پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوا؟؟ وہ منہ بسورتی بولی تھی

دیکھا ہوا ہے نا لیکن ابھی دیکھنا ہے آپکو۔۔۔۔دلہن کے روپ

میں۔۔۔۔وہ ضدی لہجے میں بولا تھا

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی نہ

بارات لے کر آئیں گے تو دیکھ ہی لیں گے نا۔۔

وہ حیران ہوئی اس کی بات پر

نہیں مجھے ابھی اسی وقت دیکھنا ہے آپکو

وہ ضد پر اڑا تھا

حاشر کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔۔۔

بیوٹیشن نے اسے لاسٹ ٹچ دیا تھا۔۔

آپ ریڈی ہیں میم۔۔۔۔۔۔

عاریہ نے ایک نظر آئینے میں اپنے عکس پر دوڑائی تھی

ہائے ے ے ے ے میری پیاری آپی بالکل گڑیا لگ رہی

ہو۔۔۔۔۔آئزل نے اسے پیار سے دیکھا تھا

بدلے میں وہ مسکرادی۔۔۔

میری دلہن تیار ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کتنی پیاری لگ رہی ہو نگی نا

آپ عاریہ۔۔۔

اور عاریہ تو بھول ہی گئی تھی کہ حاشر میں کال چل رہی ہے

جی۔۔۔۔وہ دھیما سا مسکرائی تھی

اچھا عاریہ ایک منٹ باہر آیئے گا۔۔۔۔حاشر نے ریکویسٹ کی تھی

کہاں باہر۔۔۔۔وہ حیران ہوئی

آئزل نے آبرو اچکائے تھے کہ حاشر کیا کہتا ہے

سیلون سے باہر۔۔۔۔۔۔حاشر نے پھر سے کہا تھا

نہیں لیکن اس حالت۔۔۔اس نے اپنے بھاری لہنگے کی جانب دیکھا تھا

۔۔جو اس کے لیے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا

عاریہ پلیززززززز!! وہ معصومیت سے بولا تھا اور عاریہ اس منع نہیں کر پائی تھی

اوکے آتی ہوں۔۔

اس نے کال کٹ کی تھی۔

کیا ہوا آپی۔۔۔آئزل نے پوچھا تھا

کہہ رہے ہیں سیلون سے باہر آؤ۔۔۔۔

کیوں؟؟ عاریہ کی طرح وہ بھی حیران ہوئی تھی

جا کر دیکھتی ہوں تم رکو ایسا کرو حنان بھیا کو کال کر دو ہمیں لینے آجائیں

اسے کہتی وہ سیلون سے باہر نکلی تھی

جیسے ہی وہ سیلون کا دروازہ کھولتے باہر آئی تھی اچانک اسکے سامنے سرخ
پھولوں کا بڑا سا بکے آیا تھا
وہ جھٹ سے پیچھے ہٹی تھی
مگر اسکی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا جب اس نے دیکھا کہ حاشر پھول لیے کھڑا ہے
وہ مارے حیرت کے منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی

تھینکیو ہبی جی۔۔۔۔اس نے اچھلتے ہوئے خوش ہوتے ہوئے پھولوں کا
بکے تھاما تھا

حاشر نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا
عاریہ مہرون کلر کا لہنگا پہنے جس پر گولڈن کلر کا کام کیا گیا تھا اور گولڈن کلر
کا ہی بھاری کام دار دوپٹہ سر پر ٹکائے میچنگ جیولری پہنے جس پر مہرون کلر

کے نگ لگے ہوئے تھے بال جوڑے میں قید تھے چند آوارہ لٹیں چہرے کا طواف کر رہی تھی برائیڈل میک اپ کیے وہ کوئی اپسر الگ رہی تھی

دل کر رہا ہے آپکو یہیں سے لے تک بھاگ جاؤں۔۔۔۔

اسے نظروں ہی نظروں سے اپنے دل میں اتارتے وہ پیار بھرے انداز میں بولا تھا

مشکل سے ایک ہاتھ سے لہنگا سنبھالتی وہ مسکرائی تھی دوسرے ہاتھ میں پھولوں کا بکے تھام رکھا تھا جو حاشر اس کے لیے لایا تھا

آپ یہاں کیسے ؟؟ وہ اب اس سے پوچھ رہی گی

ارد گرد سے گزرتے لوگ انہیں دیکھتے آگے بڑھتے جاتے۔

میں نے سوچا اس سے پہلے کہ کوئی اور آپ کو دیکھے سب سے پہلے اپنی دلہن کو دیکھنے کا حق میں رکھتا ہوں

اسکے سراپے پر نظریں گاڑھے وہ اسے پزل ہونے پر مجبور کر رہا تھا

لیکن مجھے تو دیکھ لیا آپ سے پہلے کسی نے۔۔وہ شرارت سے بولی تھی

کس نے۔۔۔؟اسے افسوس ہوا

آئزل نے۔۔۔!!!وہ ہنسی تھی

کیا۔۔۔آئزل بھی آپ کے ساتھ آئی ہے۔۔۔وہ حیران ہوا تھا

جی اندر ہے وہ۔۔۔عاریہ نے بتایا تو وہ سر کھجانے لگا

اچھا پھر چلتا ہوں۔۔۔۔آپ اندر جائیں۔۔۔

حاشر نے کہا تو وہ سر جھکائے لہنگا سنبھالتی اندر چلی گئی

جب تک وہ اندر نہیں چلی گئی حاشر اسے دیکھتا رہا۔

کیا ہوا۔۔۔جیسے ہی وہ اندر گئی آئزل اسی کا انتظار کر رہی تھی اسکے اندر

آتے ہی وہ اس نے پوچھا تھا

حاشر آئے تھے باہر۔۔۔۔۔۔پھولوں کا بکے اسے تھماتی وہ لہنگا سنبھالتی

صوفے پر بیٹھی تھی

ابھی سے لہنگے میں اسے اتنی الجھن ہو رہی تھی سارا دن کیسے گزارے گی

ماشاءاللہ میم بہت لکی ہیں آپ بہت پیار کرتے ہیں آپ کے ہسبنڈ آج صبح ہی مجھے ان کی کال آئی تھی کہہ رہے تھے میری وائف کو بہت زیادہ ہیوی میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ پہلے ہی بہت خوبصورت ہیں یہ نا ہو خواہ مخواہ کے ہیوی میک سے ان کے چہرے پر دانے نہ نکل آئیں

بیوٹیشن ہنستے ہوئے بتانے لگی۔

آئزل کا قہقہ بے اختیار تھا

جبکہ عاریہ ہنہہ کہہ کر منہ دوسری جانب جھٹک گئی۔۔

عاریہ کے اندر جاتے وہ جیسے ہی پلٹا تھا سامنے حنان کو دیکھ کر نٹ کھا کر اچھلا تھا

!!!...ہاں جیجا صاحب۔

حنان نے آگے بڑھتے اسکے کندھے پر جھاپڑ مارا تھا

وہ میں۔۔۔۔۔میں۔۔۔وہ۔۔۔۔دراصل۔۔میں۔۔۔وہ

۔۔میں۔ادھر۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے

بھیں بھیں بھاں بھوں۔۔۔۔۔حنان نے زبان نکال کر اسکی نکل اتاری تھی

اور ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جارہا تھا۔

حاشر نے اسے گھورا تھا

صبر نہیں ہوا پھر جیجا آپ سے۔۔۔۔وہ ہنستا ہوا پیٹ پر ہاتھ رکھے بولا تھا

تیرا ٹائم آئے گا بچے۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے انگلی دکھائی تھی

شرم کر استاد ہوں میں تیرا۔۔۔۔وہ تاسف سے بولا تھا

جب نئے رشتے بنتے ہیں تو پرانے مٹ جاتے ہیں بھلے ہی استاد ہو لیکن اب میں تم کی بہن کا شوہر ہوں عزت کیا کرو میری۔

وہ رعب دار لہجے میں بولا تھا

اسے ذبان چڑھاتا وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا

وہ بھی عاریہ اور آئزل کو لیتا گھر کی راہ چلا تھا

دلہن کی طرح دلہے راجا بھی بالکل تیار تھے

سفید کلف لگے کاٹن کے سوٹ جس کے گلے پر ہلکی ہلکی کڑھائی کی گئی تھی

سیاہ رنگ کی شروانی پہنے بالوں کو جیل سے اچھی طرح سیٹ کیے سر پر کلاہ

پہنے بڑی بڑی سیاہ آنکھوں پر چشمہ ٹکائے مسکراہٹ زدہ لبوں کے ساتھ وہ

کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا

ارے ے ے ے میرے ڈیشنگ بھیا۔!!!!!میں صدقے جاؤں اتنے پیارے لگ رہے ہیں ماشاءاللہ۔۔۔۔۔ایمان نے اسکی ایک دو پکچرز لی تھیں

ثمینہ بیگم تو اسکے صدقے واری جاتی نہیں تھک رہیں تھیں مگر یہ افسوس ضرور تھا کہ بڑے سے پہلے چھوٹے کی شادی کر رہی ہیں

خیر جو رب کو منظور

پیچھے باراتی"

آگے بینڈ باجا

آئے دلہے راجا

" گوری کھول دروازہ

بارات دھوم دھام سے چل نکلی تھی بینڈ باجا ڈھول سب کچھ تھا عاریہ کو اس وقت یہ دکھ تھا کہ نکاح تو ہو گیا مگر ڈھول تو بجا ہی حاشر نے ساری کثر پوری کی تھی

پچاس سے زائد گاڑیاں ایک ساتھ نکلیں تھیں
سب سے پہلی گاڑی جو سرخ پھولوں سے سجی تھی جس پر پھولوں سے دل بنایا گیا تھا اور دل کے اندر سفید پھولوں سے "عاریہ کا دلہا" لکھا ہوا تھا۔۔
سب سے آگے تھے

پٹاخوں کے شور میں سعد فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کار ڈرائیو کر رہا تھا حاشر اسکے ساتھ والی سیٹ پر ٹھاٹھ سے بیٹھا تھا

پیچھے ایمان تھی تینوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ یہ حسین وقت تینوں بہن بھائی
مل کر بتائیں گے
فل میوزک پچاس سے زائد ہر گاڑی میں
سب کے لبوں پر مسکراہٹیں تھی

ایمان بہت زیادہ خوش تھی فائنلی اسکی بھابھی آنے والی تھی اور اس نے
عاریہ کے ویلکم کی خوب تیاریاں کر رکھی تھیں

لاج شرم کی ریکھا کو پار کر لے"
" نہ نہ نا کر ہاں ہاں تو پیار کر لے

بھیا بڑے چھپے رستم نکلے دیکھ بھی آئے دلہن کو۔۔۔۔ایمان نے اسے چھیڑا تھا صرف دیکھ ہی نہیں آئے پھولوں کا نظرانہ بھی پیش کر کے آئے ہیں۔

سعد نے اضافہ کیا تھا

اوہووووووووو!!!!ایمان نے ہونٹوں کو گول گیا تھا

یہ بارارت جہاں جہاں سے گزرتی سب کی نظروں میں ستائشی تاثرات چھوڑتی جارہی رھی

ناچتے گاتے تیری گلی ہم آئیں گے"

" تجھ کو اٹھا کہ گوری ہم لے جائیں گے

حاشر کی گاڑی کے آگے بینڈ باجے والوں نے گویا ڈھول پیٹ پیٹ کر تباہی مچائی ہوئی تھی

پیچھے گاڑیوں کے باہر لڑکوں نے پٹاخے چھوڑے تھے
باقاعدہ کچھ لڑکے تو بھنگڑا ڈال رہے تھے جن میں سے عموماً حاشر کے کچھ
دوست اور گلی محلے کے جانے مانے لڑکے تھے

اپنی مرضی سے آجا"
دل میں سما جا
آئے دلہے راجا
"گوری کھول دروازہ

سعد بھائی کیوں حاشر بھائی کے صبر کا امتحان لے رہے ہیں جلدی کار چلائیں
یہ نا ہو حاشر بھائی کھڑکی سے کود کر بھاگ جائیں
وہ قہقہ لگا کر ہنسی تھی حاشر نے نفی میں سر ہلایا تھا سعد مسکرایا تھا

پیچھے باراتی"

آگے بینڈ باجا

آئے دلہے راجا

"گوری کھول دروازہ

سعد اپنے بھائی کی خوشیوں میں بہت خوش تھا۔۔اسکا دل ٹوٹا تھا مگر وہ ان لوگوں میں سے نہ تھا جو اپنے دکھ میں کسی کو تکلیف دیتے ہیں اور اسکی تکلیف سے سوائے حیدر اور آئزل کے سب انجان تھے عورت ذات سے اسکا اعتبار اٹھ چکا تھا

مہندی لگالے سولہ سنگھار کرلے"

"دلہن بن جا خود کو تیار کرلے

حاشر نے ساتھ ساتھ جملے دہرائے

ایک گھنٹہ پہلے کی تیار ہوئی بیٹھی ہیں بھابھی۔

سعد اور ایمان کا قہقہ پھر سے گونجا تھا

دیکھ لوں گا میں سب کو۔۔۔۔حاشر انہیں گھورتا رہا گیا یہ تو سچ تھا کہ سب

نے حاشر کو دل کھول کر تنگ کیا تھا

گاڑی انکے گھر کے سامنے آرکی تھی

کب سے نہ جانے تیرے پیچھے کھڑا ہوں"

"دیکھ تیرے گھر کے سامنے کھڑا ہوں

ایک دم زور و شور سے پٹاخے بجے تھے انکی منزل آچکی تھی اوپر دلہن بنی

عاریہ بھاگ کر کھڑکی کی جانب آئی تھی

اپنی بارات کا منظر دیکھ اسنے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا

افففف ڈھول بینڈ باجے ،،،،،،اتنی خوشی،،،آئزل کو پکڑے وہ گول گول گھومی تھی

اسے وہیں چھوڑتی آئزل باہر بھاگی تھی کیونکہ کچھ رسمیں کرنی تھیں

سب لوگ بارات کے استقبال کو نکل آئے تھے سب سے آگے حیدر حنان اور آئزل کھڑے تھے

میں اندر آؤں یا باہر تو آجا"

" آئے دلہے راجا گوری کھول دروازہ

عاریہ بے اختیار ہنسی تھی

سعد اور حاشر ایک ساتھ گاڑی سے باہر نکلے تھے آئزل کی بے چین نظروں کو سکون ملا تھا

حنان اور حیدر آگے بڑھ کر ان سے بغلگیر ہوئے تھے

ثمینہ بیگم ایمان حاشر اور سعد ایک ساتھ کھڑے تھے

اندر آیئے حیدر نے کہا تھا

پیچھے بارات"

آگے بینڈ باجا

آئے دلہے راجا

"گوری کھول دروازہ

مگر یہ کیا ان کے اندر آنے کا رستہ بند تھا

آئزل اور حنان انکا راستہ روکے کھڑے تھے

عاریہ اوپر سے دیکھ رہی تھی اسے تو بہت مزہ آرہا تھا

اندر آنے دیں۔۔۔۔حاشر نے بھوئیں اچکائی تھیں

نیگ دیں پہلے۔۔۔۔۔۔۔آئزل نے ہاتھ آگے کیا تھا

آج جمعرات نہیں ہے باجی پیچھے سے آواز آئی تھی

اہونوووو۔۔۔۔!! سعد نے ٹوکا تھا

تم چپ کرو چھچھورے۔۔۔۔۔۔آئزل چیخنے والے انداز میں بولی تھی

سعد اور حاشر نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی

ہنستا ہوا سعد سیدھا اسکے دل میں ٹھاہ کر کے لگا تھا

حنان تو ایمان سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا

کونسا نیگ بھئی کہاں کا نیگ ہم اپنی بھابھی کو لینے آئے ہیں ہٹیں راستے سے

ایمان میدان میں اتری تھی

ہماری بہن ابھی بھی ہمارے پاس ہی ہے اندر آنا ہے تو نیگ دینا پڑے گا

مقابل بھی ضدی تھے

حاشر بیٹا دے دو نیگ۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے کہا تھا آئزل نے دور سے
انہیں فلائنگ کس بھیجی تھی
نو ماما ہم تو نہیں دے رہے نیگ تھوڑا سا تنگ تو کرنے دیں۔۔۔۔۔ حاشر
نے آنکھ دبائی تھی

مجھے تنگ کریں گے مجھے۔۔۔۔۔ مجھ معصوم پیاری چھوٹی سی جس پر
کیوٹنیس اوور لوڈڈ
وہ اپنی جانب اشارہ کرتی بولی تھی
مجھے تنگ کرتے آپکو ترس نہیں آئے گا
وہ آنکھیں پٹپٹائے بولی تھی

حیدر اور حنان ہنسے تھے کیونکہ باقاعدہ اب آئزل بلیک میلنگ پر اتر آئی تھی

یہ لو پھر کیا یاد رکھو گے سب
اگلے ہی لمحے سعد نے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ انہیں تھمائے تھے
جنہیں لیتے انہوں نے راستہ چھوڑا تھا اور فائنلی بارات اندر آئی تھی

حاشر کو سٹیج پر لا کر بٹھایا گیا تھا

عاریہ کو کچھ ہی دیر بعد حیدر اور حنان اپنے ہمراہ باہر لائے تھے
حاشر نے اٹھتے ہوئے اپنی ہتھیلی عاریہ کی جانب بڑھائی تھی
اسکی جھکی نظریں بھی حاشر کے دل پر وار کر رہی تھیں باخدا وہ نظریں اٹھاتی
تو قیامت ہوتی

عاریہ نے اپنا سفید مخملی مہندی چوڑیوں اور انگوٹھیوں سے سجا ہاتھ حاشر کے ہاتھ پر رکھا تھا

حاشر کے سہارے وہ سٹیج پر آئی تھی

دونوں کو ساتھ بٹھایا آگیا

سب کی ستائشی نظریں انکی جانب اٹھیں تھی

ثمینہ بیگم نے بہت سے نوٹ ان پر سے وارے تھے اللہ بری نظروں سے بچائے

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے تھے یہ بات تو سب جان ہی چکے تھے

آجا بہن ہم بھی مل ہی لیتے ہیں۔۔۔۔۔ایمان اور آئزل گلے لگی تھیں

ایمان گولڈن کلر کی فراک پہنے مہرون کلر کے دوپٹے کو بازوں میں
الجھائے ہلکی سی جیولری کے ساتھ نک سک سے تیار ہوتی حنان کو خود پر
نگاہیں ٹکانے پر مجبور کر گئی تھی

آئزل سفید کلر کی گھٹنوں تک آتی فراک جس پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا ہلکا
ساشیفون کا دوپٹا کندھے پر لٹکائے ساتھ گولڈن کلر کی ہی جیولری پہنے
ہلکے سے میک اپ میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی

سعد اپنے دماغ میں چلنے والے سوالوں کی جنگ لڑ رہا تھا
حنان سعد اور حیدر کے لباس ایک جیسے تھے ہاف وائٹ قمیض شلوار کے
اوپر سیاہ رنگ کی واسکٹ ہاتھ میں گھڑی پہنے بالوں کو اچھی طرح سے سیٹ
کیے وہ ہر کسی کے دل پر قیامت ڈھا رہے تھے

حاشر تھوڑی سی تعریف ہی کر دیں۔۔۔عاریہ نے اسکے بازو سے پکڑ کر کہا تھا

عاریہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے نفی میں سر ہلا گیا

عاریہ تو کلس کر رہ گئی

جھوٹ سے یاد آیا ہبی جی بیوٹیشن سے کیا بکواس کر کے آئے تھے کہ میری بیوی کو زیادہ میک اپ نہ کرنا اسکے چہرے پر دانے نکل آئیں گے

نہیں آخر مطلب کیا تھا آپکا

اگر دانے نکل ہی آتے تو آپکو کیا مسلہ تھا

ماحول کی سنگینی کا احساس کرتے وہ سامنے نظریں ٹکائے دانت پیستے بولی تھی جبکہ وہ تو گہرے صدمے میں اترا تھا آج کے دن بھی وہ لڑائی کر ہی تھی

عاریہ آج تو معاف کر دیں۔۔۔۔وہ منت بھرے لہجے میں بولا تھا

ہنہہ!! سر جھٹک کر منہ دوسری جانب کر گئی

آپ کے کہنے کا یہی مطلب تھا نہ کہ اگر میرے فیس پر دانے نکل آئے تو

میں آپکو اچھی نہیں لگوں گی

وہ پھر سے اس سے بولی تھی

ارے میری پرنسز میرا مطلب تھا کہ میری پیاری سی وائفی کا فیس خراب

نہیں کرنا میں نے آپکے بھلے کے لیے کہا تھا بیوٹیشنز اکثر کیمیکلز یوز کرتی ہیں

جن سے فیس خراب ہو جاتا ہے

اب بھلا چاند پر داغ اچھا تھوڑی نہ

لگے گا

اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ بولا تھا

ہائے میں صدقے ہبی جی اتنا پیار۔۔۔۔۔شرم کے مارے اسنے دوپٹا منہ میں لیا تھا

عاریہ آج کا دوپٹا پچاس ہزار کا ہے۔۔۔۔

حاشر نے یاد دلایا تھا

اوہ ہاں۔۔۔وہ کھسیانی سی ہنستی ہوئی جھٹ سے دوپٹا چھوڑ گئی تھی

حاشر نے اسکا ہاتھ تھاما تھا

سٹیج پر ایک دم سے شور اٹھا تھا آئزل پھولوں سے سجی ٹرے میں دودھ کا گلاس لیے چلی آرہی تھی

اسکے دائیں بائیں حیدر اور حنان لڑکیوں کی طرح مورنی کی چال چلتے وہاں آئے تھے

دودھ پلائی کی رسم ہونے جارہی تھی یعنی اب پھر حاشر کو لوٹا جائے گا

میں نے نہیں دودھ پینا۔۔۔۔۔اس سے پہلے اسکی جانب اشارہ کیا جاتا وہ چہرے پر ہاتھ رکھ گیا تھا

ہبی جی دودھ پئیں میری بہن کو آپ انکار نہیں کر سکتے

عاریہ غصے سے بولی تھی۔۔۔۔۔حاشر کو صدمہ ہوا تھا سب نے ہو ٹنگ کی تھی کہ اب تو پینا پڑے گا

عاریہ نے کہہ دیا تو اب حاشر نہیں ٹال سکتا تھا بے بسی کے مارے اس نے گلاس پکڑتے ہونٹوں سے لگایا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سارا گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھ چکا تھا

رسم کہ رسم اور پیٹ پوجا ساتھ یعنی ایک کے ساتھ ایک فری۔۔

رومال سے چہرہ تھپتھپاتے بولا تھا

بھوکے ہبی جی۔۔۔عاریہ بڑبڑائی تھی

فری نہیں ہے جیجا جی آٹھ دس لاکھ کا چیک نکالیں

اور حاشر بے ہوش ہو کر گرا تھا

اٹھ اوور ایکٹنگ کی دکان۔۔۔۔حیدر نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتا تھا وہ

واپس سیدھا ہو کر بیٹھا تھا

میں شادی نہیں کر رہا تھا

اتنا کہنا تھا کہ اسے عاریہ کے سر پر سینگھ نظر آئے تھے

پیسے کم کرو۔۔۔۔اسنے بمشکل حلق میں ابھرتی گلٹی کو نگلا تھا

کم کر دیتے ہیں حیدر نے کہا تھا

کتنے کم۔۔۔پوچھنے والا سعد تھا

چلیں کیا یاد رکھیں گے ایک لاکھ دودھ پلائی۔۔۔۔۔فائنل کہا گیا تھا

تین سو روپے کلو دودھ والے سے دودھ مل جاتا ہے یہ ایک چھوٹے سے

گلاس کا آپ لوگ ایک لاکھ مانگ رہے ہو

وہ تاسف سے بولا تھا

!! ہبی جی دے دیں نا۔۔؟؟۔۔۔

عاریہ نے آنکھیں پٹپٹائے پیار سے کہا تھا

سب کے قہقے گونجے تھے

عاریہ آپ بھی ساتھ جا کر کھڑی ہو جائیں

اسے صدمے پر صدمے لگ رہے تھے آج

جو دروازے پر لوٹا ہے اسکا کیا۔۔۔

سعد نے دفاع کرنا چاہا تھا

وہ بات ختم نئی بات کریں۔۔۔۔آئزل نے ناک سکیڑا تھا

ایسے کیسے بات ختم۔۔۔۔۔۔۔مقابل بھی میدان میں اترے تھے

دیکھو جیجا جی ہماری بہن لے جانی ہے تو دودھ پلائی تو دینی پڑے گی ورنہ
دلہن ہاتھ سے جائے گی

حیدر نے عاریہ کو اٹھاتے اپنے پیچھے کھڑا کیا تھا
وہ ہنسی تھی

امی میری دلہن۔۔۔۔۔وہ بچوں کی طرح منمنایا تھا
مجھے میری دلہن دکھادو پلیز مجھے میری دلہن دے دو۔۔۔۔بچوں کی طرح
وہ ضدی لہجے میں بولا تھا

سب ہنسے تھے

عاریہ حیدر کی اوٹ میں چھپی تھوڑا سا سر باہر نکالے اسے ترس بھری
نظروں سے دیکھ رہی تھی

بھائی انکو پیسے دیں مجھے میری دلہن چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔وہ رونے والا ہوا تھا
سب کو اس پر ترس آہی گیا تھا ایک لاکھ کا چیک سائن کیا گیا تھا اور اسکی
دلہن اسکو دے دی گئی تھی

بہت ظالم ہیں آپ۔۔۔اس نے عاریہ سے شکایت کی تھی

میں نہیں کروں گا آپ سے بات۔۔۔وہ منہ پھلائے بیٹھا تھا

سوری ہبی جی۔۔۔۔۔وہ کان پکڑ کر بیٹھی تھی

آئے صدقے جاؤں میری دلہن۔۔۔وہ اسکے گالوں پر چٹکی کاٹے بولا تھا

اچانک میوزک پلے ہوا تھا جس نے سب کے دل کے تار چھیڑ دیے تھے

دل عبادت کر رہا ہے"

دھڑکنیں میری سن

تجھ کو میں کر لوں

"حاصل لگی ہے یہی دھن

زندگی کی شاخ سے لوں"

کچھ حسین پل میں چن

تجھ کو میں کر لوں حاصل
" لگی ہے یہی دھن

حاشر نے عاریہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اب وہ اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے آسمان سے اسکے دل کی بنجر زمین پر من و سلویٰ کا انعام اترا ہو

جو بھی جتنے ہل جیوں"
اتنے تیرے سنگ جیوں
جو بھی کل ہو اب میرا
" اسے تیرے سنگ جیوں

حنان نے ایمان کی جانب دیکھا تھا اسکی نظریں ایمان کو اسکی دل کی حالت زار بیاں کرتی ہوئی دکھائی دیں

وہ نظریں چرا گئی تھی
حنان کے دل میں ٹھیس سی اٹھی تھی

جو بھی سانسیں میں بھروں"
انہیں تیرے سنگ بھروں

چاہے جو ہو راستہ
"اسے تیرے سنگ چلوں

ایمان۔۔۔۔۔۔!!! حنان نے اسے پکارا تھا ایمان نے کوئی جواب نہ دیا
ایمان ایسا مت کریں۔۔۔۔یقین کریں مجھے تکلیف ہو رہی ہے

دل عبادت کر رہا ہے"
دھڑکنیں میری سن

تجھ کو میں کر لوں حاصل

"لگی ہے یہی دھن

مجھے بھی!!!!!!مجھے بھی تکلیف ہوئی تھی حنان ابھی بھی ہے۔۔ نظروں میں شکایت در آئی تھی

مجھ کو دے تو مٹ جانے"

اب خود سے دل مل جانے

"کیوں ہیں یہ اتنا فاصلہ

عاریہ کو اپنے پہلو میں حاشر کی صورت میں جنت بیٹھی دکھائی دی اسے حاشر مل گیا گویا اس نے سب کچھ پالیا

لمحے یہ پھر نہ آنے"

ان کو تو نہ دے جانے

"تو مجھ پہ خود کو دے لٹا

ایمان میں شرمندہ ہوں۔۔۔۔مجھ سے بس برداشت نہیں ہوا آپ کسی اور بات کر رہی تھیں میرا دل۔۔۔۔مجھے برا لگا تھا یار

اس نے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا

تجھے تجھ سے توڑ لوں"

کہیں خود سے جوڑ لوں

میرے جسم و جاں میں آ

"تیری خوشبو اوڑھ لوں

وہ کب سے اپنے دوپٹے میں الجھی کھڑی تھی جو اسکی چوڑیوں میں اٹک گیا تھا

اس نے مدد طلب نظروں سے سامنے دیکھا

ایک سیکنڈ،،،

سعد نے اسکا دوپٹا اسکی چوڑیوں سے آزاد کیا تھا

جو بھی سانسیں میں بھروں"

انہیں تیرے سنگ بھروں

چاہے جو ہو راستہ

"اسے تیرے سنگ چلوں

وہ مسکرائی تھی

تھینکیو!!!!!آنکھوں میں چمک ابھری

یو ویلکم۔۔۔۔۔!دل میں ہنوز جنگ کا سماں تھا

دل عبادت کر رہا ہے"

دھڑکنیں میری سن

تجھ کو میں کر لوں

"حاصل لگی ہے یہی دھن

حنان پلیز مت کریں مجھے آپ اب ایمو شنل بلیک میل مت کریں مجھے نفرت ہے آپ سے میں آپ سے بات تک نہیں کرنا چاہتی محبت تو دور کی بات۔۔

وہ سر جھٹکتی اس سے دور ہوئی تھی

وہ تڑپا تھا

باہوں میں دے بس جانے "

سینے میں دے چھپ جانے

" تجھ بن میں جاؤں تو کہاں

دل ٹوٹنے کا درد کیسا ہوتا ہے ؟؟

وہ اس سے سوال کر ہی تھی

بہت ہی میٹھا۔۔۔۔اسنے جواب دیا

مجھے لگا شاید خون رس رہا ہو۔۔

نظریں جھکائے اس نے استفسار کیا

شاید ایسا ہی ہو۔۔۔۔وہ کندھے اچکا گیا

تجھ سے ہے مجھ کو پانے "

یادوں کے وہ نظرانے

" اک جن پہ حق ہو بس میرا

میری زندگی میں آنے کا شکریہ دلہن۔۔۔۔وہ اسکے ہاتھ ہونٹوں سے لگا گیا تھا

وہ دل کھول کر مسکرائی تھی

تیری یادوں میں رہوں"

تیرے خوابوں میں جگوں

مجھے ڈھونڈے جب کوئی

"تیری آنکھوں میں ملوں

دونوں کی نظریں ملی تھی۔

عورت بے وفا ہے۔۔۔نہایت افسوس سے کہا گیا

کمزور مرد کی سوچ ہے۔۔۔۔دفاع مضبوط تھا

وہ کچھ نہ بولا

جو بھی سانسیں میں بھروں"

انہیں تیرے سنگ بھروں

چاہے جو ہو راستہ

"اسے تیرے سنگ چلوں

آپکو میں یوں دنیا کی بھیڑ میں کھونے نہیں دونگا آپ میرے دل میں رہتی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی

اسکے کان کے قریب جھکتا وہ سرگوشی کے انداز میں بولا تھا

دل عبادت کر رہا ہے"

دھڑکنیں میری سن
تجھ کو میں کر لوں
"حاصل لگی ہے یہی دھن

دل اتنے بے مول نہیں۔۔۔وہ سر جھٹکتی ہنسی تھی

رخصتی کا وقت قریب تھا۔۔۔سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔۔
عاریہ پر بڑی سی چادر اوڑھادی گئی تھی
جس گھر میں اپنا سارا بچپن گزارا ہو رونا ہنسنا کھیلنا لڑنا جھگڑنا جس گھر کے آنگن میں سب ایک ساتھ ہوا ہو اسے چھوڑ کر جانا آسان نہیں تھا مگر باقی لڑکیوں کی طرح عاریہ بھی بابل گھر چھوڑ پیا دیس سدھارنے والی تھی

آج ماما بابا ہوتے تو بہت خوش ہوتے آئزل نے آنکھوں کی نمی صاف کرتے

کہا تھا

چلیں رخصتی کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔

حیدر نے عاریہ کو اٹھانا چاہا جب اچانک۔ حنان کی آواز گونجی تھی

!!!..رک جائیں

وہ بولا تھا

سب اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے

مجھے آپ سب کو کچھ بتانا ہے

اور ایمان نہ آنکھوں میں حیرت اتری تھی

کیا بات ہے حنان حاشر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

سعد حیدر اور ثمینہ بیگم پریشان ہوئیں

عاریہ اور آئزل سمجھ چکی تھیں وہ دل ہی دل میں دعا گو تھیں

آئزل نے ایمان کو سہارا دیا تھا

ایک نہ ایک دن تو سچ سامنے آنا ہی تھا

میں نے اور ایمان نے نکاح کر رکھا ہے اور اب میں رخصتی چاہتا ہوں

سب کے سروں پر پہاڑ توٹے تھے

ایمان لڑکھڑائی تھی

سب کی آنکھوں میں حیرت اتری تھی

وہ اپنی جگہ بت بنی تھی

آج یا تو دو گھر بسنے والے تھے یا پھر دونوں ٹوٹ جانے والے تھے۔۔۔

یہ کیا مزاق ہے حنان اب مزاق کا کوئی ٹائم نہیں بچے رخصتی کا وقت ہو رہا ہے

حیدر نے آگے بڑھ کر اسکا کندھا تھپتھپایا

یہ مزاق نہیں ہے حنان بھائی سچ کہہ رہے ہیں ایمان اور بھیا کا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔۔۔

عاریہ نے سر جھکائے کہا تھا

ایمان نے سختی سے اپنی آنکھیں مینچیں تھی

آنسو لڑکھ لڑکھ کر گالوں پر گر رہے تھے

دل تھا کہ بالکل ساکت ہوا تھا

ایمان کیا یہ سچ ہے۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا

اسکے رونے میں شدت آئی تھی

سعد اور حاشر کی آنکھوں میں بے یقینی تھی

وہ حد سے زیادہ حیرت میں تھے

ایمان کا کوئی قصور نہیں ہے آنٹی سب میری غلطی ہے۔۔۔۔

میں نے ہی اسے مجبور کیا۔۔۔

اور دھیرے دھیرے اس نے ساری بات بتائی تھی۔

۔کہ کیسے وہ خود کی جان لینے والا تھا

میں مانتا ہوں میری غلطی ہے اور ایمان کے ساتھ ساتھ سب کو مجھ سے

نفرت محسوس ہو رہی ہو گی

مگر میں اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں اور اپنی غلطی سدھارنے کا موقع چاہتا

ہوں

وہ سر جھکائے کھڑا تھا

تم یہ غلطی کیسے سدھارنا چاہتے ہو؟؟

ایمان کو ڈائیوورس دے کر؟

نہیں۔۔۔۔!! وہ پورے وجود کے ساتھ تڑپا تھا

مر جاؤں گا میں۔۔۔۔! وہ بولا تو اسکا لہجہ نم تھا

میں نے مانا میری غلطی ہے مگر میری میر غلط نہیں تھی میرا طریقہ کار غلط تھا مگر یقین جانیں میرا خود پر بس نہیں رہا تھا میں آپ سب سے منت کرتا ہوں مجھے ایمان دے دیں میں پہلی ہی اسکا گنہگار ہوں تکلیف میں مجھے مزید اذیت کا شکار مت کریں

اسکی آنکھوں میں نمی سب نے دیکھی تھی ایمان نظریں جھکائے کھڑی مسلسل آنسو بہا رہی تھی

اگر ایسا ہو پھر ٹھیک ہے یہ رخصتی بھی آج ہی ہو گی

ایمان نے تڑپ کر سعد کو دیکھا تھا

ثمینہ بیگم نے اسی کا ڈوپٹہ اسکے سر پر اوڑھایا تھا

ماما۔۔۔۔۔۔!!وہ سسکی تھی

آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں

میری بچی جو خدا کو منظور نکاح آپکا ہو چکا ہے سچ مانو تو مجھے حنان کی حرکت پر

غصہ ہے مگر مجھے اپنی بیٹی کے لیے حنان جیسا ہی ہمسفر چاہیئے تھا

نکاح ہو چکا ہے رخصتی آج نہیں تو کل ہونی ہے تو آج کیوں نہیں

آپ کا مرنا جینا اب یہیں اس گھر میں ہے ایمان اپنے شوہر کے گھر میں

اسکا دل ٹوٹا تھا اسے کانوں میں ٹوٹے دل کی گونج اٹھی تھی

لب کانپے تھے وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر لفظ ختم ہوئے تھے

ماں باپ جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ بیٹی کا مرنا جینا اب شوہر کے گھر میں ہے"

کیسے کتنی بے دردی سے وہ اپنی بیٹی کا تعلق اپنے گھر سے توڑ دیتے ہیں ایک

پل میں جسے وہ ساری زندگی میرا گھر میرا گھر کہتی ہے اسے پرایا کر دیتے ہیں"

کیا آسان ہوتا ہے اس در پر دستک دینا جس کی کنجیاں کبھی ہماری ملکیت رہی ہوں

سعد نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔۔۔حاشر نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا تھا آنکھیں نم تھیں۔

آج اسے خوشی نہیں ہوئی تھی اپنے بھائیوں سے پیار لیتے آج وہ خوش نہیں تھی

وہ ہنسی وہ قہقے وہ لڑائی وہ جلی ہوئی چائے ماں کے طعنے پھر پیار سے سمجھانا وہ سب کسی فلم کی طرح اسکی آنکھوں کے سامنے چل رہا تھا اور شور کانوں کو کاٹ رہا تھا

ایمان کو حنان کے روم میں چھوڑ کر آؤ۔۔۔۔

آئزل اسے اندر لے جا رہی تھی اور وہ روبوٹ کی طرح ساتھ چلتی جا رہی تھی

آنکھیں بلکل خشک تھیں بنجر ویران۔۔۔

سارے احساس مر چکے تھے

سارے خواب ٹوٹ چکے تھے ساری خوشیاں جھاگ کی مانند بیٹھی تھیں

اسے حنان کے کمرے میں چھوڑ کر وہ باہر آئی تھی کیونکہ اسے عاریہ سے ملنا تھا سب کی آنکھیں اشکبار تھیں

ثمینہ بیگم بار بار آنکھوں میں آتے آنسو صاف کرتیں انکی بیٹی تکلیف بھی تھی وہ بھی تکلیف میں تھیں

مگر جو قسمت کو منظور حنان آئزل اور حیدر سے ملنے کے بعد عاریہ کو قرآن مجید کے سائے میں رخصت کر دیا گیا۔۔۔

❤️❤️❤️

سارے کام سنبھالنے کے بعد وہ اپنے روم میں آیا تھا ایمان کو دیکھ اسکا دل کٹا تھا سوجی سرخ آنکھیں سرخ ناک بکھرا وجود وہ اس وقت نصیب سے ہاری جوگن لگ رہی تھی۔۔

ایمان۔۔۔۔حنان نے اسے پکارا تھا ایمان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور حنان کو اسکی نظروں میں اپنے لیے صرف اور صرف نفرت دکھائی دی

چلے جاؤ جہاں سے مجھے تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔وہ پھنکاری تھی

وہ اسکے پاس آتا گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اپنے ہاتھ اسکے گود میں دھرے ہاتھوں پر رکھے تھے

ایمان سب ٹھیک ہو گیا ہے دیکھیں کسی نے کچھ نہیں کہا سب مان گئے ہیں سب ٹھیک ہو گیا ہے آپ نے کہا تھا نا کہ جس دن سب ٹھیک ہو گیا اس دن آپ میری ہو جائیں گی

سب ٹھیک ہو گیا ہے ایمان پرانی رنجشوں کو بھلا کر ہمیں اپنی نئی زندگی کی شروعات کرنی چاہیے۔۔۔

ایمان جھٹ سے اپنے ہاتھ کھینچتی ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی حنان بھی ساتھ ہی اٹھا تھا

سیریسلی حنان کیاسب ٹھیک ہو گیاہے آپ کو لگ رہاہے یہ سب ٹھیک ہو ہے؟؟؟؟

وہ حیرت اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات لیے اس سے سوال کر رہی تھی

میرے خوابوں کا کیاحنان میری خوشیاں کا کیا

چلو بھاڑ میں جائیں خواب اور خوشیاں میری ان سب تیاریوں کا کیاحنان جو میں نے اپنے گھر میں کر رکھی تھیں اپنے بھائی کی دلہن کے استقبال کے لیے۔۔۔

وہ چلا رہی تھی اور حنان خاموشی سے سر جھکائے کھڑا تھا

میری ماں میرے بھائی نہ جانے دل میں میرے خلاف کیا کیا غلط گمان اخذ کرتے مجھے لاوارثوں کی طرح رخصت کر کے گئے ہیں

اور آپ کہتے ہو سب ٹھیک ہو گیاہے۔۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا حنان کو جھنجھوڑ کر پوچھے اس سے سوال کرے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔۔۔۔

چلے جائیں حنان یہاں سے اس وقت میں آپکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی چلے جائیں۔۔۔

ایمان نے کہا اور حنان سر جھکائے چلا گیا

وہ روم سے نکلا تو سامنے حیدر کھڑا تھا

اسے سپیس دو حنان وہ ٹھیک ہو جائے گی اسکے کندھے پر تھپکی دیتا وہ اسے دلاسہ دے رہا تھا حنان نے اثبات میں سر ہلایا تھا

اسے کچھ کھلا دو آئزل کب سے کچھ نہیں کھایا اس نے

حنان نے آئزل سے کہا

میں نے کھلانے کی بہت کوشش کی ہے بھیا وہ نہیں کھا رہی

آئزل نے بتایا تھا

میں ٹرائے کروں۔؟ حیدر نے پوچھا تھا

کر کے دیکھ لیں آئزل جو ہاتھ میں ٹرے تھامے کھڑی تھی اس کی جانب

بڑھا دی وہ اندر آیا تھا

ایمان جھٹ سے سیدھی ہوئی تھی

حیدر کھانے کا ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتا اس سے کچھ فاصلے پر جا بیٹھا تھا

ایمان بچے آپ بہن ہیں میری مجھے بالکل عاریہ اور آئزل کی جتنی عزیز ہیں

بلکہ آپ میری تیسری بہن ہیں

یہ آپکے بھائی کا گھر ہے ایمان آپ اس وقت اپنے بھائی کے گھر موجود ہیں

آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

حنان سے اگر بات نہیں کرنی تو نہ کریں بے شک وہ ہے ہی اس قابل ۔۔۔اور اگر وہ آپکو پریشان کرے تو مجھے بتاؤ میں اچھے سے اسکی طبیعت صاف کر دوں گا

وہ ہنسی تھی۔۔۔

ہاں نا بالکل آپ یہاں ریلکس ہو کر رہیں۔۔اور اب جلدی سے کھانا کھا لیں کیونکہ یہ ایک بھائی کہ رہا ہے اوکے۔۔۔۔۔

حیدر نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی

آئزل بھی اندر آئی تھی

آئزل بیٹا بہنا کو کھانا کھلائیں اسے اندر آتا دیکھ حیدر نے کہا تھا اور خود اٹھتا باہر چلا گیا تھا

آئزل نے ایک نوالہ توڑ کر اسے کھلایا تھا جسے اس نے خاموشی سے کھا لیا تھا

آپ سے چھوٹی ہوں میں بجائے اس کے آپ مجھے لاڈ پیار سے کھانا کھلائیں

مجھے کھلانا پڑ رہا ہے

وہ بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالے معصومیت سے بولی تھی

تو بے اختیار ایمان ہنس دی اسے ہنستا دیکھ حنان کے دل میں سکون اترا تھا



حاشر مجھے بہت ڈر۔۔۔لگ رہا بہت زیادہ۔۔ مجھ۔۔۔۔میں۔۔۔میری

وجہ سے یہ سب۔ہوا۔۔میرے بھیا نے یہ سب

آنٹی نہ جانے میرے ساتھ کیسا بیہیو کریں گی۔۔۔کیسے وہ یہ سب۔۔۔۔

وہ جب سے رخصت ہو کر آئی تھی روئے جا رہی تھی ایمان کے ساتھ بہت برا کیا تھا حنان نے سسرال کا معاملہ تھا وہ بہت زیادہ پریشان تھی اور پریشانی کی وجہ سے روتی دکھائی دے رہی تھی

عاریہ چپ۔۔پلیز رونا بند کریں اس طرح رونا بند کریں کچھ بھی نہیں ہو گا میں ہوں نا آپکے ساتھ

حاشر اسے مسلسل چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا جب ثمینہ بیگم اندر داخل ہوئیں حاشر اس کے پاس سے اٹھا تھا ثمینہ بیگم عاریہ کے پاس جا بیٹھی تھیں

عاریہ بیٹا آپ خوامخواہ پریشان ہونا چھوڑ دیں میں اچھی والی ساس ہوں

ثمینہ بیگم نے جھکتے ہوئے اسے راز کی بات بتائی تھی

جو ہونا تھا وہ ہو گیا نصیب کا لکھا تھا آج نہیں تو کل ایمان کو رخصت ہونا ہی تھا

آپ کو اس میں پریشان ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں آپ خوش رہیں

بیٹا

ماں ہوں میں آپکی یہ گھر آپکا ہے۔۔

ثمینہ بیگم اسے پیار سے سمجھا رہی تھیں

لیکن ایمان اور حنان بھیا کے درمیان کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے ایمان بھائی

سے بلکہ ہم سب سے غصہ ہے

حاشر عاریہ کی بات سے متفق دکھائی دے رہا تھا

ہاں۔۔یہ تو ہے ثمینہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا تھا

لیکن کوئی بات نہیں حنان سب ٹھیک کر لے گا۔۔۔۔ ثمیمہ بیگم اسے تسلی

دیتیں اٹھ کھڑی ہوئیں

انکے جاتے ہی حاشر نے دروازہ لاک کیا تھا اور واپس عاریہ کی جانب آیا تھا

عاریہ کا ہاتھ تھامے اسنے اسے گولڈ کی رنگ پہنائی تھی جو عاریہ کے ہاتھوں

میں بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی

اب یہ مت کہیے گا کہ آپ کے ہاتھ میں آنے کے بعد اس انگلی کی قیمت مزید بڑھ گئی ہے۔

وہ فل ڈرامیٹک انداز میں بولی تھی۔

نہیں میں ایسا نہیں کہوں گا۔۔۔۔۔

اسنے انکار کیا تھا

کیوں نہیں کہیں گے آپ کو کہنا چاہیئے تھا۔۔۔۔وہ منہ بنائے بولی تھی

آپ پہلے ڈیسائیڈ کر لیں بیگم کے کرنا کیا ہے۔

وہ ترچھی نظروں سے اسے دیکھتا گویا ہوا

مجھے کچھ چاہیے آپ سے۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تھی

جان بھی قربان۔۔۔۔وہ سر کو خم دیتا مسکرایا تھا

جان تو آپکی میری ہی ہے ہبی جی لیکن نا مجھے آپ کے سارے کلرز چاہیئے۔۔۔۔۔۔جو آپکے پینٹنگ روم میں پڑے ہیں

بہت پیارے ہیں حاشر مجھے بہت بہت اچھے لگے۔۔

وہ اسے چہک کر بتا رہی تھی

اس طرح بولنے پر وہ حاشر کو بہت پیاری لگی تھی

ٹھیک ہے کل میں آپکو اپنے سارے کلرز دے دونگا

اور وہ ملک حاشر کاظمی اپنے رنگوں کو کسی کو چھونے تک کی اجازت نہیں دیتا تھا آج اپنی بیوی کو دے رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی حیات کے سارے رنگ اب اسکے سامنے بیٹھی شریک حیات سے ہی تو ہیں۔۔

وہ اسے دیکھ رب کا شکر ادا کرتا رہ گیا۔۔۔ان کو چھوڑ کر ہم چاندنی رات کے جاند کے جوبن کو ڈوبتا دیکھتے ہیں اور یوں ایک خوبصورت دن اپنے اختتام کی جانب چل دیا تھا۔

❤️❤️

وہ رات سے اپنے کمرے میں نہیں آیا تھا۔۔۔۔

صبح ہوتی ہی وہ اپنے روم میں داخل ہوا تھا ایمان کو سوتا پا کر وہ شکر ادا کر گیا تھا اگر جاگ رہی ہوتی تو ایک مست والی لڑائی ہونی تھی

الماری سے اپنا ڈریس نکالے وہ فریش ہونے چلا گیا تھا

ایمان ان سب سے بے خبر تھکن کی وجہ سے لمبی تانے سو رہی تھی

فریش ہوتا وہ ڈریسنگ ٹیبل تک آیا تھا ڈرائیر سے اپنے بال خشک کرتے

بالوں کو جیل لگا کر نفاست سے سیٹ کیے۔۔۔۔

وہ خود پر پرفیوم چھڑکتا اپنا موبائل اٹھاتا واپس باہر آیا تھا۔۔۔۔

آپی سو رہی ہیں ابھی تک ؟؟ آئزل نے سوال کیا

ہاں سو رہی ہے جنگلی بلی۔۔۔۔ وہ ہنسا تھا

بہت سویٹ ہیں بھیا ایمان آپی آپ نے خود انہیں جنگلی بلی بنایا ہے

وہ شکایت کر رہی تھی۔۔

ان شاءاللہ ٹھیک ہو جائے گی اسکا غصہ جائز ہے۔۔۔۔ کافی کا مگ واپس

ٹیبل پر رکھتے حیدر گویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

جی درست کہا آپ نے بھیا۔۔۔۔ وہ سر کو خم دیتا بولا تھا

ولیمے کا فنکشن رات کو طہ کیا گیا تھا

عاریہ اور حاشر کے ساتھ ساتھ ایمان اور حنان کا بھی ولیمے کا فنکشن تھا

اسلیے رات کو رکھا گیا تھا تاکہ سب اچھے سے تیاریاں وغیرہ کر لیں

بھائی میں ایک دو گھنٹے کے لیے یونیورسٹی جا رہا ہوں مجھے کچھ کام ہے ان

شاءاللہ جلد واپس لوٹوں گا

حیدر کو اطلاع کرتا کار کی کیز اٹھاتا وہ یونیورسٹی کے لیے نکل چکا تھا

حیدر واپس اخبار پڑھنے میں مصروف ہوا تھا

آئزل بور ہو رہی تھی اور اسے ایمان کے اٹھنے کا انتظار شدت سے تھا

صبح اسکی آنکھ کھلی تو کمرے کی فضاء میں موجود حنان کے پرفیوم کہ خوشبو

اسکے ناک سے ٹکرائی تھی

اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں اسے لگا شاید حنان موجود ہو

مگر وہ نہیں تھا۔۔۔اسکے پرفیوم کی خوشبو تھی

تو کیا جب وہ سو رہی تھی تو حنان اندر آیا تھا

وہ حیران ہوئی

خیر مجھے کیا اس کا روم ہے وہ آسکتا ہے میں آئزل کے ساتھ شفٹ ہو جاؤں یا الگ روم میں رہ لوں گی

اس نے سوچا تھا

وہ باتھ روم میں گئی تو پہلے ہی اسکے لیے وہاں کپڑے لٹکا کر رکھے گئے تھے اچانک رخصتی کہ وجہ سے اسکے پاس کوئی چیز نہیں تھی اس لیے حنان رات کو اسکی ضروت کی تمام چیزیں لے آیا تھا

فریش ہو کر وہ باہر آئی تھی اسے آتا دیکھ آئزل فوراً اسکی جانب بڑھی تھی اٹھ گئی آپ آپی

۔۔وہ مسکرائی تھی اسنے دونوں کو مشترکہ سلام کیا تھا حنان اسے کہیں نہیں دکھائی دیا تھا

بے اختیار اس نے خدا کا شکر ادا کیا تھا

کھانا کھانے کے بعد اب وہ آئزل کے ساتھ حیدر کے سٹڈی روم میں تھی

آئزل اسکے ساتھ ڈھیروں باتیں کر رہی تھی تاکہ ایمان کا دھیان بھٹکا رہے اور کل جو بھی ہوا اسکے بارے میں سوچ وہ اپنا ذہن خراب نہ کر لے

آپکا اور حنان بھیا کا ولیمہ ہے آج ساتھ می

میں آپکو آپکا ڈریس دکھاؤں۔۔۔

آئزل نے خوشی سے پوچھا تھا وہ اسے منع نہیں کر پائی تھی

اور اسکے ساتھ اسکے کمرے میں ڈریس دیکھے چلی آئی آئزل اسے ڈریس دکھا رہی تھی مگر وہ تو کسی اور سوچوں کے گرداب میں پھنسی تھی

حاشر اندر آیا تو عاریہ اٹھ کر فریش ہو چکی تھی

حاشر نے دیکھا ہلکے مہرون رنگ کی فراک اور نیچے چوڑی پجامہ پہنے وہ گیلے کھلے بالوں کے ساتھ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے چہرہ نکھرا نکھرا سا تھا

اٹھ گئی ہیں آپ؟؟..اس نے پیار سے پوچھا تھا

جی اٹھ گئی۔۔۔۔!وہ بھی مسکرائی تھی

چلیں باہر عاریہ نے پوچھا تھا

ارے ایسے کیسے باہر جانا ہے نہ آپ نے چوڑیاں پہنی ہیں نہ آپ نے لپسٹک لگائی ہے نہ ہی آپ نے بال بنائے ہیں کملی لڑکی دلہنیں جو ہوتی ہیں نا نئ نئ وہ ہر وقت تیار ہو کر رہتی ہیں

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا

اچھا۔۔۔۔۔! تو یہ بات ہے میں تو نہیں ہونے والی تیار وہ جان بوجھ کر دوسری طرف رخ موڑ گئ تھی

اچھا تو ایسی بات ہے حاشر نے پکڑ کر اس کو بیڈ پر بٹھایا تھا اس کے سامان سے چوڑیاں نکال کر اسے پہنائی تھی

اور جیولری باکس سے اسکی رنگز نکال کر اسے پہنائی تھیں جو رات کو وہ اتار کر سوئی

وہ خاموشی سے ہنستے ہوئے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی

دل میں خوشی کے لڈو پھوٹ رہے تھے

چلیں اب آپ لپسٹک لگالیں۔۔۔۔حاشر نے اسے براؤن براؤن سی لپسٹک اٹھا کر دی تھی۔۔۔۔۔

مجھے لپسٹک نہیں لگانی آتی۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تھی

اللہ اللہ اتنا جھوٹ لڑکی ہو کر لپسٹک نہیں لگانی آتی۔۔۔۔وہ کانوں کو ہاتھ لگا گیا تھا

مجھے لپسٹک لگانی نہیں آتی اسکا کا مطلب ہے کہ مجھے آپ لپسٹک لگائیں

وہ ضدی انداز میں بولی تھی

سوری اچھا اچھا آپکا یہ مطلب تھا

وہ سمجھتے ہوئے سر ہلاتا اسے لپسٹک لگانے لگا

اگلے ہی لمحے عاریہ کو چھینک آئی تھی اور لپسٹک کا ستیاناس ہوا تھا

عاریہ نے آئینے میں دیکھا اسکے سارے نوز پر لپسٹک لگی تھی

اب اس نے حاشر کی جانب دیکھا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوا جا رہا تھا

عاریہ نے اسے گھورا تو وہ خاموش ہوا تھا

اچھا رکیں میں صاف کرتا ہوں

وہ ٹشو باکس سے ٹشو نکالنے لگا جب عاریہ نے اسے روکا تھا

مجھے ٹشو سے صاف نہیں کروانی لپسٹک مجھے ٹشو اچھا نہیں لگتا۔

کیوں جی۔۔۔وہ پلٹا تھا پھر کس چیز سے صاف کروں وہ سوچ میں پڑ گیا

عاریہ کو اس پر غصہ آیا تھا

مجھے ٹشو سے لپسٹک صاف نہیں کروانی اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے

رومال سے کریں۔

وہ ناراض سی بولی تھی

اوہ اچھا آپکا یہ مطلب تھا۔

سر ہلاتے ہوئے اس نے اپنی پاکٹ سے رومال نکال کر اسکی نوز سے لپسٹک صاف کی تھی اسکے بعد عاریہ نے صحیح سے ہونٹوں پر لگائی تھی

حاشر نے اسے چھوٹے چھوٹے ائیر رنگز پہنائے تھے

اب وہ فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا

چلیں اب بال بنالیں۔۔۔وہ ہئیر برش اسکی جانب بڑھاتا بولا تھا

وہ بالوں میں برش کرنے لگی تھی پھر کچھ سوچتے اس نے برش واپس رکھ دیا

میرے ہاتھ میں درد ہے میں برش نہیں کروں گی۔

وہ منہ بناتے بولی تھی

اوہو کیا ہوا ہے ہاتھ کو درد کیوں ہو رہا ہے

وہ پریشان سا بولا تھا

میرے ہاتھوں میں درد ہے میں نہیں بناؤں گی بال اسکا مطلب ہے کہ
آپ میرے بال بنائیں وہ خفا خفا سی بولی تھی
اور اچھا آپکا یہ مطلب ہے۔۔وہ مسکراتا ہوا اس سے برش لیتا اسکے باپ
بنانے لگا تھا
ایک تو آپکو میری کوئی بات سمجھ میں ہی نہیں آتی۔۔۔۔
وہ منہ بسورتی بولی تھی
آپکی باتوں کا جو بھی مطلب ہوتا ہے آپ سیدھا سیدھا بتایا کریں نا کیا ہے
غریب بندہ ہوں ابھی پڑھ رہا ہوں
پہلی بار شادی ہوئی ہے تو تجربہ نہیں ہے۔۔۔۔۔وہ آنکھ دباتے بولا تھا
میری بھی پہلی بار ہی شادی ہوئی ہے اور میں بھی پڑھ رہی
ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔
عاریہ نے اسی کے لہجے میں جواب دیا تھا
اس سے برش لیتی وہ خود اپنے ہاف بالوں کو کور کرتی کیچر لگا گئی تھی

پیچھے سے بالوں کو کھلا چھوڑا گیا تھا اور چند آوارہ لٹیں اطراف بہہ رہی تھیں

عاریہ نے سر پر دوپٹا ٹکایا تھا

چلیں اب؟؟؟ وہ اٹھتے ہوئے پوچھنے لگی

نہیں نا۔۔۔۔۔

کیوں اب کیا مسئلہ ہے؟؟

بیٹھیں آپ یہاں مجھے بس آپکو دیکھنا ہے

وہ محویت سے اسے دیکھتے بولا تھا

حاشر میں بالکل نہیں شرمانے والی چلیں اب

وہ اسے بازو سے گھسیٹ کر باہر لے گئی تھی۔۔۔

یونیورسٹی میں دو گھنٹے گزارنے کے بعد وہ واپس آ رہا تھا
راستے میں اسے ایک پھولوں کی دکان نظر آئی تھی جہاں سرخ پھولوں کے گجرے لٹک رہے تھے

وہاں سے ایمان اور آئزل کے لیے گجرے پیک کروا تا وہ گھر آیا تھا
گھر آتے ہی لاؤنج میں اسے حیدر اور آئزل کے ساتھ باتیں کرتی دکھائی دی
اسے دیکھتے ہی وہ خاموشی سے اپنا رخ پھیر گئی تھی
یہ دیکھو میں آپ دونوں کے لیے کیا لایا ہوں
انکے پاس آکر بیٹھتا وہ گجروں کی ایک جوڑی آئزل کو تھما گیا تھا
آئزل نے جھٹ سے پہنے تھے
بھیا اچھے ہیں نا؟؟ آئزل نے حیدر سے پوچھا تھا
جی میری گڑیا بہت اچھے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا

یہ آپکے لیے ایمان!!!اسنے گجروں کی دوسری جوڑی ایمان کی جانب بڑھائی تھی

مجھے نہیں چاہیئے۔۔۔۔۔۔حنان کا ہاتھ جھٹکتی وہ وہاں سے اٹھتی ہوئی آئزل کے روم میں آئی تھی کیونکہ اب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اب حنان کے روم میں نہیں رہے گی

حنان کا دل بری طرح سے ٹوٹا تھا

وہ جھٹ سے اٹھا اس کے پیچھے گیا تھا

سب سے پہلے وہ اپنے روم میں گیا تھا مگر وہ وہاں نہیں تھی

وہ آئزل کے روم کی جانب آیا تھا اسنے دروازہ کھولا تو ایمان اندر ہی تھی۔

ایمان جان چکی تھی کہ حنان آیا ہے وہ وہ جیسے بیٹھی تھی ویسے ہی بیٹھی رہی اسنے نظریں تک اوپر نہیں اٹھائی تھیں۔

ایمان کب تک چلے گا یہ سب وہ بے بسی سے بولا تھا

جب تک میں مر نہیں جاتی۔۔۔۔۔۔وہ بولی تو لہجہ سرد تھا

مرنے تو میں تمہیں نہیں دونگا۔۔۔۔وہ ڈھیٹوں کی طرح بولا تھا

معذرت کے مسٹر حنان سکندر میری سانسیں روک لینے میں آپکا بس نہیں چلنے والا آپ مجھ سے زبردستی نکاح تو کر سکتے ہیں مگر مجھے زندہ یا مردہ نہیں کر سکتے کیونکہ اس چیز کا اختیار آپ کے پاس نہیں۔

وہ مسکرائی تھی

اختیار کی تو بات ہی نہ کرو ایمان کیونکہ جس کے اختیار میں موت اور زندگی ہے اگر وہ نہ چاہتا تو آج تم اس جگہ میری بیوی بن کر میرے گھر میں نہ بیٹھی ہوتی

اسکے جواب پر ایک لمحے کو ایمان ساکت ہوئی تھی

میرا بحث کا کوئی موڈ نہیں وہ سر جھٹکتی اپنے موبائل میں مصروف ہوئی تھی۔

اسکے بعد حنان اسے بیسوں دفعہ آوازیں دے چکا تھا مگر وہ سنی ان سنی کرتی رہی

یاد رکھنا ایمان یاد رکھنا ایک دن تم مجھے یونہیں پکارو گی مگر میں جواب نہیں دونگا

ایسا وقت کبھی نہیں آئے گا جب ایمان ملک حنان سکندر کو آواز دے گی ...وہ سر جھٹک گئی۔

بے بسی سے کلستا وہ باہر نکل گیا

اسکے جاتے ہی پندرہ منٹ بعد وہ اسکے روم میں گئی تھی

جیسے ہی وہ دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی حنان کی خوشبو اس سے ٹکرائی تھی بے اختیار اسنے وہ خوشبو اپنے اندر اتارنے کی غرض سے فضا میں سانس لی تھی

پسندیدہ مرد کی خوشبو سے بھی عورت کو محبت ہوتی ہے
مگر ایمان کا دعویٰ تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتی ہے۔۔۔۔۔
حنان سے اسے محبت ہے اس چیز کا اظہار اسنے خود سے بھی نہیں کیا تھا
اسے حنان سے نفرت ہے اس چیز کا اظہار اس نے نہ صرف خود سے بلکہ حنان سے بھی کیا تھا
اور جس احساس کا اظہار کر دیا جائے پھر وہ پہلے سے سو گنا بڑھ جاتا ہے
ایمان کو حنان سے نفرت ہے وہ بس اتنا جانتی تھی
ٹیبل پر پڑے اسکے لیپ ٹاپ کے اوپر وہ ایک کاغذ رکھ گئی تھی جس کے اوپر کچھ لکھا تھا۔۔۔۔

اسکے ساتھ ہی وہ واپس پلٹی تھی

❤️❤️❤️____

اپنے روم میں کھڑا وہ تیار ہو رہا تھا جب اسکا موبائل رنگ ہوا
ہیلو ملک سعد کاظمی سپیکنگ

کال پک کرتا وہ کال لاؤڈ سپیکر پر کرتے ایک طرف رکھتا خود پرفیوم کا جھڑکاؤ کرنے لگا

جانتی ہوں ملک سعد کاظمی ہے دوسری طرف مگر کیا تم یہ جانتے ہو کہ جو وقت میں نے تمہیں دیا وہ ختم ہونے کو ہے۔
زائشہ۔۔۔۔۔وہ تلخی سے مسکرایا تھا

اسکی آواز سنتے ہی سارے زخم تازہ ہوئے تھے

ختم ہونے کو ہے ختم ہوا نہیں ینگ لیڈی
وہ آج بھی اسے ینگ لیڈی ہی کہہ کر پکار رہا تھا
دوسری بات۔۔۔۔۔اسنے پھر سے بولنا شروع کیا

میں باتیں بھولتا نہیں ہوں مجھے سب یاد رہتا اچھے سے کب کس نے کیا کہا
الفاظ کیا تھے لہجہ اور رویہ کیسا تھا کس کے لہجے میں کتنی نفرت تھی میرے
لئے اور کتنی محبت تھی
کس کے لفظوں نے مجھے کب اور کتنی تکلیف دی
مجھے یاد رہتا ہے میں بھولتا نہیں ہوں بھولنا آسان نہیں
اب وہ کف کے بٹن لگا رہا تھا

رکھو فون تمہارا کام ہو جائے گا میں بار بار اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں

لہجہ سرد تھا محبت ایک طرف مگر آناسب سے اوپر تھی ویسے بھی عورت ذات سے اسکا یقین اٹھ چکا تھا۔۔

مجھے انتظار رہے گا
اور کال کٹ ہوئی تھی

❤️❤️❤️

ولیمے کا فنکشن چونکہ دونوں کپلز کا تھا تو اسی میرج ہال میں رکھا گیا جس میں مہندی کا کمبائنڈ فنکشن ہوا تھا
آئزل کاموں میں مصروف تھی جبکہ ایمان اسکے بعد نیچے ہی نہیں آئی تھی

حنان نے بیوٹیشن کو کال کر دی تھی تاکہ وہ ایمان کو تیار کر دے۔۔۔کل وہ دلہن تو بنی نہیں تھی سو وہ آج اسے سجے سنورے روپ میں دیکھنا چاہتا تھا

دوسری طرف عاریہ کو بیوٹیشن تیار کرنے آچکی تھی
نیوی بلیو اور سلور کلر کی میکسی پہنے بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے میچنگ جیولری، برائیڈل میک اپ کے ساتھ اسکا خوبصورت چہرہ مزید کھل اٹھا تھا۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی حاشر نے بھی اسکے ساتھ کا میچنگ کلر کا تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا جو اسکی شخصیت کو چار چاند لگا رہا تھا
انہیں ابھی میرج ہال کی طرف نکلنا تھا

ماشاءاللہ ماشاءاللہ نظر نہ لگ جائے میری بچی کو۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے پیار سے گلے لگایا تھا

آنٹی ایمان کی چیزیں رکھ لی ہیں نا۔۔۔۔۔ عاریہ نے پوچھا تھا

ہاں بیٹا سب تیار ہے میں پھر بھی ایک نظر دیکھ لیتی ہوں وہ باہر نکلی تھیں

بڑی سی چادر میں خود کو لپیٹے وہ تیز تیز قدم بڑھا رہی تھی ادھر ادھر نظریں دوڑاتے وہ کسی سے چھپ رہی تھی، اسکے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا بیگ میں چند چیزیں رکھی تھیں قدموں نے مزید رفتار پکڑی تھی وہ گھر کے پچھلے حصے میں آئی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گیٹ کھول کر وہاں سے باہر نکل گئی تھی

-

ہبی جی کیسی لگ رہی ہوں میں ؟؟

عاریہ گول گول گھومتی اس سے پوچھ رہی تھی

قسم سے بندوق کی گولی لگ رہی ہیں۔۔۔۔وہ آنکھ دباتا بولا تھا

قسم سے کبھی سیدھی بات نہ کرنا آپ یہ کیا ہوتا ہے بندوق کی گولی بندہ تعریف کرے کوئی اچھی سی تعریف کرے بیوی میں ہوں میں آپ کی اور اتنی پیاری بھی لگ رہی ہوں تو آپ کو تو چاہیے تھا کہ میری تعریف میں آسمان اور زمین کے قصیدے پڑھ دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ خفا خفا سے بولی تھی

ہائے عاریہ مجھے قصیدے نہیں آتے وہ معصومیت سے بولا تھا

نہیں آتے تو یاد کر لیتے ناشادی کرنے کا بڑا شوق تھا یہ نہیں پتہ تھا کہ بیوی کی تعریف بھی کرنی ہوتی ہے وہ غصے سے بول رہی تھی

اچھا میڈم آج معاف کر دیں آئندہ ایسا نہیں ہو گا میں وقت نکال کر اٹھ دس قصیدے یاد کر لوں گا پھر روز آپ کی تعریف میں پڑھا کروں گا

وہ ہنس رہا تھا

بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی بعد قصیدے آپ یاد کر لیجئے گا لیکن اس وقت میں پوچھ رہی ہوں کہ کیسی لگ رہی ہوں میری تعریف کریں جلدی سے میری تعریف کریں وہ مصنوعی غصے سے بولی تھی۔۔۔۔

اچھا رکیں میں آپ کی تعریف کرتا ہوں پہلے آنکھیں بند کریں

حاشر نے اسے کہا تھا

آنکھیں بند کر کے کون سی تاریف ہوتی ہے وہ حیرانی سے بولی تھی

ارے میں کہہ رہا ہوں نا آنکھیں بند کریں اس نے ضد کی تھی

اچھا ٹھیک ہے میں آنکھیں بند کرتی ہوں۔۔۔۔

عاریہ نے آنکھیں بند کی تھیں قسم سے بندوق کی وہ گولی لگ رہی ہیں جو زور سے ٹھاں کر کے لگتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھرتی سے حاشر اس کے گالوں پر کس کرتا وہ بھاگا تھا

حاشر کے بچے وہ تلملاتی اس کے پیچھے بھاگی تھی پھر اپنی کنڈیشن کا خیال کرتے وہ وہیں رکی تھی

ایک بار اندر آئیں پھر میں بتاتی ہوں آپ کو وہ اندر سے ہی چلائی تھی جب کہ وہ ہنستا ہوا اسعد کے روم کی طرف بڑھ گیا تھا

یہ بھی نا!!!!!! نفی میں سر کو جنبش دیتی وہ ہنسی تھی

❤️❤️❤️

وہ دونوں کیپٹن اسد کے کیبن میں کھڑے تھے ان کے چہروں پر آج خوشی تھی فاتحانہ چمک ان کی انکھوں میں تیر رہی تھی

کیا بات ہے نوجوانوں بہت خوش لگ رہے ہو؟؟؟

کیپٹن اسد نے پوچھا تھا یس باس میجر مراد عالم پر جوش انداز میں بولا

اس نے عالیان کے کہنے پر ایک فائل کیپٹن اسد کی جانب بڑھائی تھی جسے وہ کھول کر دیکھ رہے تھے اور جیسے جیسے وہ پڑھ رہے تھے

ان کی انکھوں میں بھی وہی چمک تھی جو میجر مراد عالم اور ایجنٹ عالیان کی آنکھوں میں تھی

ہم اس علاقے میں گھس چکے ہیں سر ہمیں وہ راہ مل گیا ہے سر جس کی کھوج ہم برسوں سے لگا رہے تھے

آج جتنی خوشیاں منائیں اتنی کم ہیں۔۔۔۔۔۔عالیان کا انداز چہکتا ہوا تھا

لیکن آج ہم اس خوشی کو سیلیبریٹ نہیں کریں گے ابھی ہم صرف کامیاب ہوئے ہیں ہم نے مکمل دشمن پر فتح نہیں پائی ہم یہاں تک پہنچ چکے ہیں اور انشاءاللہ بہت جلد ہم اس کیس کو ہمیشہ کے لیے اپنی زندگیوں سے نکال دیں گے۔۔۔

میجر مراد عالم نے عالیان وہ ٹوکا تھا۔۔؟

عالیان اثبات میں سر ہلا گیا

مجھے تم دونوں پر فخر ہے کرنل اسد نے دونوں کی شانے باری باری تھپتھپائے تھے

اتنی بڑی کامیابی ہے سر آپ ہمیں گلے نہیں لگائیں گے ؟؟؟

ایجنٹ عالیان نے پوچھا تھا

نہیں آج نہیں جس دن تم لوگ مکمل کامیاب ہو کر میرے پاس آؤ گے
اس دن میں گلے لگاؤں گا اپنے بچوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج وہ ان کو اپنا بچہ کہہ رہے تھے عالیان تو اش اش کر تا رہ گیا پچھلے تین
سال سے وہ ان سے گالیاں سنتے آئے تھے ڈانٹ سنتے آئے تھے اور آج
،،،،،،،،،،،آج وہ انہیں میرا بچہ کہہ رہے تھے

سر بچے نہیں ہیں ہم بڑے ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولا تھا

بچے چاہے جتنی بھی بڑے ہو جائیں باپ کے لیے وہ چھوٹے ہی رہتے ہیں
میں تم لوگوں کے باپ کی جگہ ہوں اور تم دونوں میرے بچے ہو

وہ مسکرائے تھے

چائے یا کافی منگواؤں ؟؟؟ کیپٹن اسد نے پوچھا تھا

نہیں سر اب ہم چلتے ہیں

کیپٹن اسد کو سلیوٹ کرتے وہ باہر آئے تھے باہر آتے ہی وہ ایک دم

چلائے تھے اور زور سے ایک دوسرے کے گلے ملے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ارد گرد سے گزرتے لوگوں نے انہیں حیرت سے دیکھا تھا

مبارک ہو۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی تھی

آج تو پارٹی بنتی ہے عالیان نے کہا تو مراد اسے لیتا کیفے ٹیریا میں آیا تھا

دونوں نے کافی آرڈر کی تھی اور اب وہ کافی پی رہے تھے ہلکی ہلکی گفتگو کے ساتھ

❤️❤️❤️

ایمان کو تیار کرنے بیوٹیشن آچکی تھی۔۔۔۔۔۔

آئزل بیٹا بیوٹیشن کو اندر لے جاؤ۔۔

حنان نے کہا تو وہ سر ہلاتی اسے لیے اپنے روم کی جانب بڑھی تھی

اس نے دروازہ کھولا ایمان وہاں نہیں تھی

آپ یہاں بیٹھیں میں ایمان کو لے کر آتی ہوں

وہ بیوٹیشن کو وہیں بٹھاتی حنان کے روم میں گئی تھی کہ شاید ایمان وہاں ہو مگر ایمان وہاں بھی نہیں تھی اب وہ حیدر کی سٹڈی میں آئی تھی ایمان وہاں بھی نہیں تھی

وہ ہر روم میں ڈھونڈ چکی تھی مگر ایمان کسی بھی روم میں نہیں تھی

وہ بھاگ کر نیچے آئی تھی

بھائی۔،،، حنان بھیا،، حیدر بھیا

ایمان آپی کہیں بھی نہیں ہیں پتا نہیں کہاں کی گئی ہیں

وہ بھاگتی ہوئی نیچے آئی تھی

کیا مطلب کہیں نہیں ہے صحیح سے دیکھو بیٹا ادھر ہی کہیں ہو گی باتھ روم وغیرہ میں۔۔۔۔

حنان نے اسکی بات کو سیریس نہ لیا

نہیں بھیا میں نے ہر جگہ چیک کر لیا کہیں نہیں ہیں ایمان آپی۔۔

وہ پریشان تھی اب کی بار تو حیدر اور حنان بھی پریشان ہوئے تھے

دونوں نے سارے رومز ہر جگہ چیک کیا تھا

مگر نہیں ملی ایمان

حنان کے صحیح معنوں میں ہاتھ پیر پھولے رہے

شاہد باہر گئی ہو میں دیکھتا ہوں

وہ اپنے روم میں گیا تھا کار کی کیز اٹھانے

ٹیبل سے کیز اٹھاتا وہ پلٹا ہی تھا جب اسکے قدم رکے تھے

وہ پھر سے ٹیبل کی جانب بڑھا تھا

اسکے لیپ ٹاپ کے پاس فولڈ ہوا کاغذ رکھا تھا

حنان جلدی کرو کہاں رہ گئے ہو۔۔

حیدر اسکے پیچھے آیا تھا

اسکے ہاتھ میں کاغذ دیکھ وہ رکا تھا

حنان اب کاغذ کھول رہا تھا آئزل بھی وہاں آئی تھی

❤️❤️❤️

۔۔۔۔۔۔۔حاشر نے کاغذ کھولا تھا

اور پڑھنا شروع کیا تھا

حنان بہت برے ہیں انہوں نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے سب بہت برے ہیں کسی کو میری فکر ہی نہیں سب اپنی خوشیوں میں مگن ہیں یہ سب حنان کہ وجہ سے ہوا ہے مجھ پر جان چھڑکنے والے بھائیوں نے مجھے ایک فون کال تک نہیں کی ماما نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے
میں نے فیصلہ کیا ہے اب میں یہاں نہیں رہوں گی کسی کے پاس بھی نہیں کروں گی میں جا رہی ہوں میں سب کو چھوڑ کر جا رہی مجھے ڈھونڈنے مت آیئے گا

حنان کے ہاتھ سے گرتا کاغذ زمین بوس ہوا تھا۔۔۔اسکی مانو جان نکل گئی تھی

حنان وہ ابھی بہت دور نہیں گئی ہو گی بھاگو۔۔۔۔جاؤاسے لے کر آؤ۔۔

حیدر کے کہنے پر وہ تقریباً بھاگتا تھا

جلدی سے گاڑی سٹارٹ کرتا وہ مین سڑک پر دوڑا لے گیا

نہیں۔۔ایمان نہیں۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتی آپ مجھے یوں اس طرح چھوڑ کر نہیں جا سکتی

ننن۔۔۔نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتا ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا اسکی آنکھیں اسے کھوج رہی تھیں دل تھا کہ بند ہونے کو تھا سانسیں گھٹ رہی تھیں دماغ شل ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے ایک طرف سر جھکائے چلتی جا رہی شام کا وقت ہو رہا تھا وہ وہاں سے نکل تو آئی تھی مگر اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جائے۔

آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے اسے اپنی کوئی خبر نہیں تھی گھر سے نکلتے وقت جو بیگ اس کے ہاتھ میں تھا اب وہ بیگ کہیں نہیں تھا وہ یونہیں خاموشی سے سر جھکائے روتے ہوئے بس چلتی جا رہی تھی اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں پاس سے گزرنے والا ہر کوئی اس پر ایک سرسری سی نظر دوڑا لیتا۔۔۔۔

حنان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑتا ہوا ایمان کے پاس پہنچ جائے نہ جانے وہ کہاں گئی تھی

اسے اس وقت اتنا شدید غصہ آ رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے آتی ہر شے کو تہس نہس کر دے

سٹیرنگ کے گرد اسکے ہاتھوں سے کی گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ ہاتھ مکمل سرخ ہو چکے تھے بازوؤں کی سبر نسیں ابھری کر باہر آ رہی تھیں آنکھوں میں وحشت تھی سرخی اس قدر تھی کے اسکی آنکھوں میں دیکھنے والا ایک سیکنڈ کے لیے سہم جائے

یونہیں دوسو بیس کی سپیڈ سے گاڑی ڈوڑاتا اسکی کھوج کی غرض سے نظریں

یہاں وہاں دوڑا رہا تھا

اور پھر ایک جگہ اسکی نظریں ساکت ہوئی تھیں بالکل ساکت منجمد۔۔

ای۔۔۔۔مان۔۔۔۔۔لب تھتھرائے تھے

اسنے پھرتی سے گاڑی کو بریک لگائی تھی اس اکتفا میں اسکا سر زور سے

سٹیرنگ پر چا لگا تھا اور خون کی ایک لکیر ماتھے سے پھوٹھی تھی مگر کسے فکر

تھے

اسکے سامنے اسکی ایمان تھی وہ بھاگا تھا

ان سب سے بے خبر وہ چلتی جا رہی تھی جب اچانک کسی نے اسے اسکے

بازوؤں سے دبوچا تھا

حنان بجلی کی تیزی سے اسکی جانب بڑھتا اسکے بازو سختی سے تھام چکا تھا

ایمان نے نظریں اٹھا کر دیکھا سامنے حنان کو دیکھ وہ شل ہوئی تھی

پاگل تو نہیں گئی تم ہاں۔۔۔پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔۔۔وہ اتنی شدت سے چلایا تھا کہ ایمان سہمی تھی۔۔۔

کہاں جا رہی رھی،، بولو کہاں جا رہی تھی،،ایسے کیسے جا سکتی ہو تم

۔۔ایسے کون جاتا ہے۔۔۔۔؟کون جاتا ہے ایسے کسی کو چھوڑ کر؟؟؟

ایسے کیسے کوئی کسی کو چھوڑ کر جا سکتا ہے

وہ مسلسل اسے جھنجھوڑ رہا تھا ایمان کو اسکی آنکھوں میں دیوانگی نظر آئی۔۔۔

وہ دیکھ سکتی تھی اسکے ماتھے پر چوٹ آئی ہے مگر اسے پرواہ نہیں تھی

تمہیں رحم نہیں آیا مجھ پر ایسے کیسے مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔۔مجھے لگا۔۔۔۔مجھے لگا مجھ سے سانسوں کی نعمت چھین لی گئی ہو۔۔

انداز وحشیانہ تھا

ایمان یک ٹک اسے دیکھتی چلی جا رہی تھی

ایک بار بھی تم نے میرے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔۔ تمہیں کچھ ہو جاتا تو مر جاتا

۔۔۔۔۔۔وہ بے بسی سے بولا تھا اسکی آنکھوں سے آنسو لڑھک کر ایمان کے دل پر گرے تھے۔۔۔

اسے جھٹکے سے چھوڑتا وہ سختی سے مٹھیاں بھینچتا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکا ہاتھ پکڑتا سے گاڑی تک لایا تھا

یہاں سے لوگ گزر رہے تھے گاڑی وہ ایک سائیڈ پر کھڑی کر کے آیا تھا

وہ اسکے ساتھ کھنچی چلی آئی تھی

!!گاڑی میں بیٹھو۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی کے قریب آتے اسے اندر بیٹھنے کا کہتا وہ خود کار کے بونٹ سے اپنی پشت ٹکائے آنکھیں موندے ان پر ہاتھ رکھ چکا تھا

ایمان کے دل میں ٹھیس اٹھی تھی

وہ ابھی تک گاڑی میں نہیں بیٹھی تھی۔۔

ح۔۔۔حنان۔۔۔۔!!!!ایمان نے اسے پکارا تھا۔۔

میں نے کہا گاڑی میں بیٹھو۔۔۔۔

وہ چلایا تھا ایمان ڈر کر پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

مگر پھر بھی گاڑی میں نہیں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔وہ اپنی نظریں اس پر گاڑھے ہوئے تھا

ایمان کے لبوں سسکی برآمد ہوئی تھی۔۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے وہ ساری نفرت بھلائے روتے ہوئے اسکے سینے سے جا لگی تھیں۔۔۔۔۔۔

حنان تو حیرت کا مجسمہ بنا تھا

اسکے سینے سے سر ٹکائے وہ مسلسل روئے کا رہی تھی۔۔۔

حنان کے لب ہنوز مسکرائے تھے

ہٹیں پیچھے۔۔۔۔۔یہ کیا بات ہوئی جائیں آپ جہاں جارہی رہی تھی

اسے خود سے الگ کرتا وہ مصنوعی غصے بولا تھا۔۔۔۔

وہ اس سے دور ہوتی سر جھکا کر کھڑی ہوئی تھی

نہیں جانا میں نے۔۔۔۔وہ سسکیوں کے درمیان بولی تھی

اسنے حنان کا ہاتھ پکڑا چاہا جسے وہ بے دردی سے جھٹک گیا

جائیں جہاں جانا ہے۔۔۔۔۔وہ چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ گیا تھا

وہ بھی اسے تھوڑا سا ستا لینا چاہتا تھا کیونکہ ایمان نے بھی تو اسے بہت تڑپایا تھا۔۔

اسنے اپنی چادر سے اپنے آنسو صاف کیے تھے

جہاں حنان رخ موڑے کھڑا تھا تو وہ بھی سر جھکائے وہی کھڑی تھی

بار بار آنکھوں سے آتے آنسوؤں کو چادر سے صاف کرتی۔۔

حنان اسے نہیں دیکھ کر رہا تھا وہ تڑپی تھی

حنان۔۔۔۔وہ اسے پکار رہی تھی مگر حنان نے کوئی جواب دیا تھا

بے اختیار اسے حنان کی کچھ گھنٹے پہلے کہی گئی بات یاد آئی

اسنے کہا تھا وہ کبھی حنان کو نہیں پکارے گی اور وہ اسے بار بار پکار رہی تھی

وہ بھی اسکے ساتھ اسی کے انداز میں گاڑی سے پشت ٹکائے کھڑی ہو گئی تھی

وہ ڈھیٹ تھا تو وہ ماہا ڈھیٹ تھی

حنان کے کانوں میں اسکی شوں شوں کی آوازیں آ رہی تھیں

وہ دبا دبا ہنسا تھا۔۔۔۔

پاگل لڑکی۔۔۔سب آپ سے بہت محبت کرتے ہیں بہت زیادہ

۔۔۔۔ایسے سوچا بھی کیسے آپ نے یو نہیں بنا کچھ سوچے سمجھے اک دم

سے نکل آئیں آپکو پتا ہے نا باہر کے حالات کتنے خراب ہیں

وہ اس سے شکوہ کر رہا تھا

شکر ہے میں نے آپکو ڈھونڈ لیا ورنہ آپکو تو کوئی فکر ہی نہیں تھی۔

فکر سے یاد آیا حنان کے سر پر چوٹ آئی تھی

حنان آپکے سر پر چوٹ لگی ہی۔۔ابھی تک ہلکا ہلکا خون بہہ رہا تھا

ڈاکٹر کے پاس چلیں آپ کو زیادہ چوٹ لگی ہے چلیں۔۔۔۔وہ اسے گاڑی

میں بیٹھنے کا کہہ رہی تھی

نہیں جانا مجھے ڈاکٹر کے پاس آپ اپنا دوپٹا پھاڑ کر مجھے پٹی باندھیں۔۔۔۔وہ

ضدی لہجے میں بولا تھا

کوئی فلم کی شوٹنگ نہیں چل رہی حنان جو آپکو اپنا دوپٹا پھاڑ کر پٹی کروں۔

وہ ہنسا تھا۔۔ایمان کو اندر بٹھاتا وہ خود دوسری جانب سے آتا ڈرائیونگ

سیٹ سنبھال چکا تھا

حنان نے ڈیش بورڈ سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا تھا

سامنے مرر سے دیکھتا وہ اپنا خون صاف کرنے لگا تھا

لائیں میں کرتی ہوں۔۔۔ایمان نے ہاتھ بڑھائے تو حنان نے اسے روک

دیا

نہیں میں خود کر لوں گا۔۔۔

اگلے دو منٹ تک وہ اپنے ماتھے پر بینڈج لگا چکا تھا۔۔۔۔

گاڑی سٹارٹ کرتا وہ گھر کے رستے دوڑا لے گیا

دونوں کے درمیان کافی دیر خاموشی چھائی رہی۔۔

حنان میرا بیگ گر گیا اس میں میری کچھ چیزیں تھیں۔۔۔۔

وہ اداسی سے بتانے لگی

کیا چیزیں تھیں اس میں؟؟ حنان فکر مندی سے بولا تھا

میرا موبائل تھا دو چاکلیٹس تھیں اور آپکی۔۔۔۔وہ خاموش ہوئی تھی۔۔۔

اور میری؟؟؟؟ حنان نے اسے دیکھا تھا

اور۔۔۔اا۔۔۔آپکے پرفیومز تھا۔۔۔۔۔۔

وہ سر جھکا گئی

وہ گھر چھوڑ کر جا رہی تھی۔۔۔اور گھر چھوڑتے وقت اسکے بیگ میں اپنا"
" موبائل دو چاکلیٹس اور اپنے شوہر کے پرفیومز تھے

حنان کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا

پرفیومز کیوں؟؟

وہ پوچھنے لگا تھا۔۔۔

وہ کچھ نہ بولی۔۔۔۔۔

اچھا پریشان نہیں ہو ہم نیا موبائل لے لیں گے چاکلیٹس بھی اور لے کر
دونگا آپکو۔۔۔

وہ پیار سے کہہ رہا تھا

اور آپکے پرفیومز وہ مجھ سے گم گئے۔۔۔

وہ مجھے بہت اچھے لگتے تھے

اسکی آنکھوں نم ہوئی تھیں۔

حنان کو اس لمحے اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا

کوئی بات نہیں پرفیومز بھی ہم نیو لے لیں گے۔۔۔اسنے کہا تو ایمان خوش ہوئی تھی۔۔۔

وہ دونوں گھر آئے تو حیدر اور آئزل انکے منتظر تھے۔۔۔

ایمان کی بے وقوفی پر حیدر نے اسے اچھا بھلا ڈانٹ دیا تھا

آپ ہماری زمہ داری ہیں ایمان آپ سے مجھے اس قسم کی بے وقوفی کی بالکل بھی امید نہیں تھی۔۔۔

اچھا بس کریں میری بیوی کو نہیں ڈانٹیں۔

وہ ایمان کو اپنے ساتھ لگا گیا تھا جبکہ سب کے سامنے وہ شرم سے سرخ ہوئی تھی

چلو جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ بیوٹیشن کب سے بیٹھی انتظار کر رہی ہے وہ بھی کہے گی عجیب ہے سارا خاندان دلہن کو سڑکس سے پکڑ کر لا رہے ہیں۔۔

حیدر کے کہنے کر تقریباً سب ہی ہنسے تھے

آپ دنوں کے درمیان سب ٹھیک۔۔۔ہو گیا۔؟؟

آئزل نے پوچھا۔۔

ہو گیا۔۔۔۔۔حنان بولا تھا

ہو گیا؟؟اب وہ ایمان کی جانب مڑی تھی

ہو گیا۔۔۔!!ایمان نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا تھا

ہو گیا۔۔۔۔۔!!!آئزل نے ہاتھ جھٹکے تھے

!!شکر ہے ہو گیا۔۔۔۔

حیدر کے بھی "ہو گیا" کہنے پر سب کے قہقے بلند ہوئے تھے۔

رسم ولیمہ

حاشر لوگ پہلے ہی ہال میں پہنچ چکے تھے حیدر لوگ بعد میں پہنچے تھے۔
انکے آتے ہی ثمینہ بیگم بھاگ کر اٹھتی ایمان کو گلے لگا گئی تھیں

میری بچی۔۔۔انہوں نے ایمان کو بہت زیادہ پیار کیا

حاشر اور سعد سے وہ خفا خفا سی ملی تھی

میں آپ سے ناراض ہوں بھائی آپ دونوں نے مجھے ایک فون کا تک نہیں
کی آپکو میری کوئی فکر نہیں

وہ ناراضگی سے بولی تھی

اب وہ عاریہ سے ملی تھی۔۔۔۔

اوہو۔۔۔سوری یار ہم بہت بزی تھے تمہارے لیے شاپنگ کر رہی تھے
ہم نے بہت سی چیزیں خریدی ہیں اپنی شہزادی کے لیے

سعد اسے بتا رہا تھا

آپکے سر پر کیا ہوہے حنا بیٹا۔۔۔ ثمینہ بیگم نے پوچھا تھا۔۔کچھ نہیں آنٹی بس ویسے ہی ہلکی سی چوٹ آئی ہے وہ بات کو گول کر گیا

مانو بلی نے پنجا تو نہیں مارا۔۔۔۔حاشر ہنسا تھا

ایمان کے اسے گھورنے پر سب ہی ہنس دیے تھے

واقعی وہ ایمان کے لیے بہت سی چیزیں لائے تھے بہت سے ڈریسز جوتے جیولری۔۔۔۔گفٹس جنہیں دیکھ ایمان کی خوشی چھپائے نہ چھپ رہی تھی

وہ ایسے ہی سب کے بارے میں اتنا غلط غلط سوچتے اتنا بڑا قدم اٹھا گئی شکر ہے حنان آ گئے تھے ورنہ میں تو آج خود کی ہی دشمن بنی بیٹھی تھی اپنی بے وقوفی پر اسنے جھجھری لے تھی

مس یو سو مچ آپی۔۔۔۔۔۔آئزل نے زور سے عاریہ کو گلے لگایا تھا

مس یو ٹو میری جان۔۔عاریہ نے پیار سے اسکے گالوں پر کس کی تھی

ہم سے بھی مل لیں ہمارا بچہ

حیدر اور حنان سعد اور حاشر سے ملنے کے بعد عاریہ کی جانب بڑھے تھے

مس یو بھیا۔۔۔حیدر سے ملنے کے بعد وہ حنان کے گلے لگی تھی

مس یو ٹو میرا بچہ۔۔۔اسکے سر پر بوسہ دیتا وہ بولا تھا

ثمینہ بیگم نے دیکھا پیچ کلر کی ہیوی میکسی کے ساتھ گولڈن ڈوپٹہ سر پر اوڑھے گولڈن رنگ کی جیولری پہنے

برائیڈل میک اپ میں وہ حنان کے دل میں تو اتر رہی تھی مگر باقی سب کو بھی وہ بہت پیاری لگی تھی

حنان نے بھی اسکی کے ساتھ کی ڈریسنگ کر رکھی تھی

اور شوخیاں مارتا بہت ہی پیارا لگ رہا تھا

انکی دنوں بیٹیاں سجے سنورے روپ میں قیامت ڈھا رہی تھیں
عاریہ اور ایمان کو ایک ساتھ بٹھایا گیا تھا دائیں طرف عاریہ کے ساتھ حاشر
جبکہ بائیں طرف ایمان نے ساتھ حنان کو بٹھایا گیا تھا

آپی آپکو پتا ہے بھیا اور ایمان آپی کے درمیان سب ٹھیک ہو گیا ہے
آئزل نے چہکتے ہوئے بتایا تھا

ہو بھی گیا اتنی جلدی مجھے لگا کوئی ٹوسٹ آئے گا کہانی میں۔۔
وہ اداس سی ہوئی تھی جیسے ایکشنز دیکھے کو تیار بیٹھی تھی
ٹوسٹ نہیں پورا کا پورا رول پلے ہوا تھا فل آف ایموشنز
آئزل نے بھرپور ایکٹنگ کی تھی
اچھا کیا رول؟؟؟
وہ حیران ہوئی

حاشر اور سعد بھی سننا چاہتے تھے۔
جبکہ ایمان اور حنان ہنسنے کے ساتھ ساتھ اسے گھور بھی رہے تھے۔۔۔

آئزل نے باری باری سب بتایا تھا وہ ایسے سن رہے تھے جیسے کسی ہورر
مووی کے سین کو مکمل غور سے دیکھا جاتا ہے کہ اب جن کہاں سے نکلے گا

ہائے ایمان تجھے شرم نہیں آئی
ساری کہانی سننے کے بعد اب وہ ایمان کی جانب متوجہ ہوئی تھی
نہیں۔۔۔۔! کھسیانی سی ہنستی وہ نفی میں سر ہلا گئی
یہی امید کی جاسکتی تھی اس سے۔۔۔حاشر نے اسے گھورا تھا
چلو شکر ہے کہ سب ٹھیک تو ہو گیا نا
سعد کے کہنے پر سب نے اثبات میں سر ہلایا تھا

سعد حیدر کے ساتھ جا کر کھڑا ہوا تھا حیدر سفید کرتے شلوار میں ملبوس انتہائی چارمنگ لگ رہا تھا

وہ دونوں ساتھ میں کھڑے لڑکیوں کے دلوں پر چھریاں چلا رہے تھے۔

سب افسوس سے یہی باتیں کر رہے تھے کہ دونوں گھروں کے چھوٹے بھائیوں کی شادیاں ہو گئی ہیں جبکہ بڑے ایسے ہی بیٹھے ہیں اور یہ ثمینہ بیگم کے لیے دکھ کا مقام تھا

آئزل نے آج بلیک کلر کی سمپل شارٹ فراک پہنے ڈوپٹے گلے میں لٹکا رکھا تھا ریڈ لپسٹک اور کھلے بالوں کے ساتھ ہاتھوں میں چھ چھ کانچ کی کالی چوریاں پہنے ہم رنگ ہلکی پھلکی جیولری پہنے چہرے پر بلا کی معصومیت سجائے وہ نک سک سی تیار کھڑی قیامت ڈھا رہی تھی

اتفاق کی بات یہ تھی سعد نے بھی بلیک کرتا شلوار پہن رکھا تھا جو اسکی سفید رنگت پر بے حد جچ رہا تھا

سنجیدہ شخصیت ہلکی ہلکی داڑھی تاؤ دیتی موچھیں سفید رنگت پر بڑی بڑی سیاہ آنکھیں۔۔

کرتے کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے جس میں اسکے سفید کسرتی بازو چمک رہے تھے کلائی میں بریںڈ ڈواچ پہنے چھ فٹ سے نکلتا قد بھرپور جسامت کے ساتھ وہ قیامت ڈھا رہا تھا

آئزل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ایک پل کو بھی اسکی نظروں سے اوجھل ہو

❤️❤️

ولیمے کا فنکشن زور و شور سے جاری تھا سب خوب انجوائے کر رہے تھے۔

آنے والے وقت سے بے خبر وہ لوگ۔۔۔۔اپنی خوشیوں میں رقص کرتے دکھائی دے رہے تھے۔۔

حنان اور ایمان کے درمیان اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا یہ ایک غیر متوقع چیز تھی۔۔۔۔
مگر کسی کی آنکھ کو یہ سب کھٹکا تھا۔۔۔

سعد کہاں ہے؟؟ حیدر مصروف انداز میں حاشر کے پاس آکر سعد کا پوچھ رہا تھا

! بھائی پتا نہیں۔۔۔۔

میں یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاشر ابھی کچھ بول ہی رہا تھا جب سعد آیا تھا

اوہ اچھا شکر ہے۔۔۔۔۔یار ادھر آ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ضروری کام ہے

!۔۔۔

وہ اسے لیتا ایک طرف آیا تھا

عاریہ حنان حاشر اور ایمان سٹیج پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

مجھے لگتا ہے زندگی میں ہم نے کبھی اتنی باتیں نہیں کیں جتنی آج کی

ہیں۔۔۔۔

ایمان کہتی ہوئی ہنس پڑی تھی

ینگ جنریشن سٹیج پر بیٹھی انجوائے کر رہی تھی

کیا میں کچھ بولوں؟؟؟؟

انجان آواز پر سب ہی پلٹے تھے

وہاج۔۔۔۔! ایمان کے منہ سے نکلا تھا حنان حیران تھا کہ وہ یہاں کیا

کر رہا ہے

۔اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے باقی سب اسے نہیں جانتے تھے مگر ایمان اور حنان کے چہرے کے ایکسپریشنز دیکھ کر انہیں پتا چل گیا تھا کہ سامنے کھڑے نوجوان کو وہ دونوں جانتے ہیں

!! ہاں میں۔۔۔۔وہاج شاہ

مس ایمان ملک۔۔۔۔

اوہ سوری۔۔۔۔۔اب تو آپ مسسز حنان علی سکندر ہیں

وہ تالی بجاتا ہنسا تھا

سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟

حنان غصے سے اسکی جانب بڑھا تھا اسے وہاج کا یہ انداز بالکل نہ بھایا تھا

نکاح مبارک ہو ایمان ملک۔۔۔

حنان کو اگنور کرتا وہ ایمان کی جانب ہی متوجہ رہا

نکاح مبارک ہو مگر نکاح پر نکاح نہیں ہوتا

سب کی آنکھوں میں بے یقینی تھی

کیا بکواس کر رہے ہو حنان آگے بڑھ کر اسکا گریبان دبوچ چکا تھا۔۔۔

جسٹ لیو میں حنان علی سکندر۔۔۔۔وہاج اسکا ہاتھ سختی سے جھٹک چکا تھا

!.... آپ کو کچھ دکھاتا ہوں بلکہ آپ سب کو

اسنے ایک انویلپ حنان کی جانب بڑھایا تھا سعد اور حیدر حنان کے پاس آئے تھے

حاشر کے پاس کھڑی عاریہ اور آئزل اس نئے اٹھنے والے تماشے کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں

ایمان کو وہ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے

ثمینہ بیگم الگ سے پریشان کھڑی تھیں اوپر سے لوگوں کی باتیں۔۔

حنان نے ایک کھا جانے والی نظر سے اسے گھورا تھا پھر انویلپ کھولنے لگا تھا
ایمان کا دل تیزی سے دھڑکا تھا
حنان نے انویلپ کھولا تو اس میں چند تصویریں الٹی کر کے رکھیں تھیں
دیکھیں دیکھیں۔۔۔وہاج نے تصویروں کی جانب اشارہ کیا تھا۔
حنان نے ایک سرسری سی نگاہ اسکی جانب دوڑائی تھی اور پھر سے سر جھکاتا
تصویروں کی جانب متوجہ ہوا تھا وہ جیسے جیسے تصویریں دیکھ رہا تھا اس کے
سر پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے

سعد نے آگے بڑھ کر اسکو سہارا دیا تھا اسکے ہاتھوں میں تصویریں دیکھ اس
نے سختی سے آنکھیں بند کی تھیں

حنان اپنی جگہ لڑکھڑایا تھا

کک۔۔کیا۔۔ہوا ہے۔۔۔

وہ چلتی ہوئی ایمان کے پاس آئی تھی۔۔۔۔اور اگلے ہی لمحے سعد سے پڑنے والا زرناٹے دار تھپڑ اسکے چودہ طبق روشن کر گیا

یہ ہوا ہے۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔!اگلے ہی سعد نے طمانچے کی صورت میں اسکے منہ پر وہ تصویریں ماری تھیں

ثمینہ بیگم کا تو رو رو کر برا حال تھا

وہ چند تصویریں نہیں تھیں وہ قیامت کی گھڑی تھی

وہ تصویریں ایمان اور وہاج کی تھی۔،،

ایمان اور وہاج کے نکاح کی۔۔۔۔۔۔

نہیں یہ جھوٹ ہے یہ سب جھوٹ ہے بکواس کر رہا ہے یہ آدمی۔۔۔۔وہ مسلسل اپنے سر کو نفی میں ہلا رہی تھی

حنان کے دل پر تو مانو چھریاں چل رہی تھیں

کیا ثبوت ہے۔۔۔ تمہارے پاس

وہ بمشکل بول پایا تھا۔

مجھے پتا تھا تم لوگ ثبوت مانگیں گے وہاج نے نکاح نامہ انکی جانب بڑھایا تھا

حنان نے اسکے ہاتھوں سے پیپر جھپٹا تھا۔

اسکے بعد اسے لگا کہ موت آجانی چاہیئے وہ نکاح نامہ اصلی تھا اس پر ایمان اور وہاج کے سائن تھے اور نکاح کی تاریخ میں یہ لکھا تھا کہ آج سے دو ماہ پہلے انکا نکاح ہو چکا ہے۔

ایمان اب مجھ سے طلاق مانگتی ہے کیونکہ حنان نے ان سے زبردستی نکاح کیا ہے مگر یہ انجان ہے، نہیں جانتی کہ نکاح پر نکاح نہیں ہوتا تو مبارک ہو ایمان تمہارا نکاح نہیں ہوا تم میری بیوی ہو۔۔

حنان نے پیچھے کی جانب قدم بڑھانے شروع کیے تھے کیا گزر رہی تھی اس کے دل پر یہ سب وہی جانتا تھا۔۔۔۔

میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ایمان۔۔۔

اتنا کہتا وہ وہاں سے نکل گیا

کیا یہ سچ ہے ایمان۔۔۔۔؟

ثمینہ بیگم نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا تھا

اسنے بے دردی سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا تھا

بولو ایمان۔۔۔۔حاشر جھنگھاڑا تھا

ہمیں بتاؤ ایمان؟؟؟سوال کرنے والا حیدر تھا

ہر طرف یہی سوال دہرائے جا رہے تھے

تم کچھ بولنا پسند کرو گی کہ نہیں۔۔۔۔۔سعد کی آخری آواز تھی جس پر
ایمان سہم ہی تو گئی تھی۔

ہاں۔۔۔۔ہاں یہ سچ ہے میرا اور وہاج کا نکاح ہو چکا ہے دو ماہ پہلے سے۔۔
اور اتنا سننا تھا کہ وہاج کے لبوں پر مسکان دور گئی۔

چلیں جان جہاں؟؟؟

وہاج نے ایمان کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا
میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں اور کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو تو لے جاؤں۔
مگر کسی نے جواب نہ دیا

ثمینہ بیگم تو ڈھے سی گئی تھیں۔
عاریہ اور آئزل انہیں سنبھالنے میں لگیں تھی

سعد اور حاشر کچھ کھوج رہے تھے شاید اپنی تربیت میں پیدا ہوا فرق جو آج
انہیں یہ دن دیکھنا پڑا گیا
ان سب کی آنکھوں نے وہ منظر دیکھا تھا جب ایمان وہاج کے ساتھ چل
دی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ انکی نظروں سے اوجھل ہوئی تھی
حنان کی کچھ خبر نہیں تھی وہ کہاں ہے اور کہاں نہیں
انکا نکاح ہوا ہی نہیں تھا حنان کا دل چاہا وہ آج مر جائے۔

وہ سب ایک دوسرے سے نظریں نہیں پلا رہے تھے ابھی ابھی کچھ ہی دیر
پہلے تو سب کچھ ٹھیک ہوا تھا پھر اچانک
اچانک یہ کیا ہو گیا ہے تھا۔۔۔۔

کسی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا مگر وہ نکاح نامہ وہ تصویریں ایمان کا اقرار

۔۔

اس سے زیادہ اور کیا رہ گیا تھا۔

وہ تو کچھ بولنے سے بھی قاصر تھے۔

حنان وہاں نہیں تھا حیدر اور سعد، حنان کے پیچھے نکلے تھے

آئزل اک طرف کھڑی تھی سب کی طرح وہ بھی بہت پریشان تھی

اچانک سارے ہال کی لائٹس آف ہوئی تھیں

❤️❤️❤️

چھوڑو مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے۔

میں کہہ رہی ہوں چھوڑو مجھے

اسکے ہاتھ باندھے جا چکے تھے

مگر باندھنے والا اور اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالنے والا کون تھا

وہ نہیں جانتی تھی اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتی اسکے ناک پر رومال رکھ کر اسے بے ہوش کیا جا چکا تھا

میر ابیگ لائے ہو۔۔۔ہال سے باہر وہ بہت دور آئے تھے ارد گرد وسیع پیمانے پر سمندر پھیلے ہوئے تھے

ایمان کار ڈرائیور کر رہی تھی اسکی آنکھوں میں چمک تھی لبوں پر مسکان تھی دل میں سکون سا تھا

کار وہاج کی تھی جو ایمان نے ایک سمندر کے کنارے پارک کی تھی

یہ رہا تمہارا بیگ۔۔۔وہاج نے ایمان کی جانب پیسوں سے بھرا ایک بیگ بڑھایا تھا

تھینکس پارٹنر۔۔۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی

ویسے اگر وہاں سے نکلنا ہی تھا تو تم نے وہ سب صبح والا ناٹک کیوں کیا میرا مطلب گھر چھوڑ کر چلے جانا خط لکھنا پھر حنان کا تمہیں ڈھونڈ لینا پھر سب ٹھیک ہو جانا۔۔

تو یہ سب کیا تھا؟؟

وہاج اس سے سوال کر رہا تھا وہ ابھی بھی ولیمے والے ڈریس میں تھی۔۔۔

دلوں سے کھیلنے کا فن جانتے ہو۔۔؟؟

بس اسی کھیل کا ماہر مانا جاتا ہے مجھے۔۔۔

اسکا قہقہ گونجا تھا

سمندر کے پانیوں میں لہریں اٹھی تھیں

اور اگلے ہی لمحے وہ وہاج کو دھکا دے چکی تھی

اس اکتفا میں وہ سنبھل ہی نہ پایا تھا کہ سمندر میں گرا تھا ایک بڑی سی لہر

اسے اپنی لپیٹ میں لیتی کہیں بہت دور لے جا چکی تھی

وہ ہاتھ پیر مار رہا تھا مگر بے سود پانی بہت گہرا تھا

جن کے پاس میرے راز ہوں میں انہیں زندہ تو بالکل بھی نہیں چھوڑتی وہ

ہنسی تھی

اس نے وہ جھوٹی تصویریں اور نکاح نامہ پھاڑ کر جلا دیا تھا

افف توبہ ایک بدلے کے لیے کتنے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں

وہ تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی

اسے اپنا ڈریس چینج کرنا تھا

اپنے سامان سے قینچی نکالتے اس نے اپنی میکسی کو کاٹا تھا اور کاٹ کر جیسے ہی
اس نے اسے خود سے الگ کیا تھا اس نے نیچے بلیک پینٹ اور کوٹ پہن رکھا
تھا میکسی کو کاٹتے چند جگہوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے وہ سمندر
کے کنارے پھینک چکی تھی

مجھ کو نہیں قبول یہ دستور، معذرت
جب کہہ دیا تو مت کریں مجبور، معذرت

میری انا کو آپ کے حکموں سے بیر ہے
دیکھیں جناب آپ سے بھرپور، معذرت

ان لفظوں کی ادائیگی دشوار ہے مجھے
تسلیم، جی، بجا، صحیح، منظور، معذرت

قربت بڑھا کر اپنی میں گھٹاؤں اہمیت
بہتر رہے گا مجھ سے دور رہیں، معذرت

مجھ سے توقع آپ نہ رکھیے رجوع کی
خود غرض آپ ہیں تو ہم مغرور، معذرت

اور زن سے گاڑی بھگاتی وہ وہاں سے نکل چکی تھی

رات کے تقریباساڑھے نو بجے کا وقت تھاسب لوگ اپنے گھر جا چکے تھے ہال اب بالکل خالی ہو چکا تھاعاریہ اور حاشر ثمینہ بیگم کو لیے گھر چلے گئے تھے

حیدر تو حنان کے پیچھے تھا مگر آئزل کہاں تھی یہ کوئی بھی واقف نہیں تھا حاشر لوگوں نے سمجھا کہ آئزل حیدر اور حنان کے ساتھ گھر چلی گئی ہے جبکہ وہاں دوسری طرف حیدر کے ٹیرس پر کھڑے حیدر اور حنان کا یہی سوچنا تھا کہ آئزل حاشر لوگوں کے پاس ہے

حنان ہال سے نکلتا سیدھا گھر آیا تھا اپنے کمرے میں داخل ہوتا ہی وہ ٹیرس پر آتا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو نوچ لے

جس لڑکی سے اس نے بے تحاشہ محبت کی تھی اس کے ساتھ اس کا نکاح ہی نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تو پہلے سے ہی کسی اور کے نکاح میں تھی

اس لیے تو وہ وہاج کے ساتھ اس قدر فرینک تھی حنان پہلے کیوں نہیں سمجھ پایا

یہ سب کیا ہو گیا تھا ابھی۔۔۔۔ابھی تو سب ٹھیک ہوا تھا یہ کیا ہوا میری قسمت نے میرے ساتھ کیسا کھیل کھیلا ہے مجھے کس گناہ کی سزا ملی ہے وہ آسمان کی طرف دیکھتا سوال کر رہا تھا

چاند کے قریب چمکتا تارا ٹوٹ کر گرا تھا اور یہ منظر حنان کی آنکھوں نے واضح دیکھا تھا بس اسی طرح میں نے بھی اپنے تارے کو کھو دیا وہ بے بسی سے بولا تھا

حیدر بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے آیا تھا اسے لگا تھا کہ حنان کوئی غلط کام نہ کر لے وہ خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے مگر اس کو ٹیرس پر یوں آسمان کی طرف تکتا دیکھ اسے سکون ملا تھا

!!! بھیا۔۔۔۔

حیدر کو دیکھ وہ جھٹ سے اس کے گلے لگا تھا بس میری جان بس حیدر سمجھ سکتا تھا اس کی تکلیف کہ وہ کس اذیت سے گزر رہا ہے مگر حیدر صرف اندازہ لگا سکتا

حنان کو اس قدر تکلیف تھی کہ لفظوں میں بیان کرنا قاصر تھا حیدر کے سینے سے لگے وہ سسکیوں سے رو رہا تھا

بھائی ایسا میرے ساتھ کیوں ہوا کیوں ہوا میرے ساتھ ایسا اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا میں اسے اتنی زیادہ محبت کرتا ہوں بھائی اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا

میں۔۔۔۔۔میں کیا کروں مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں وہ بے بسی سے اپنے بال دبوچ گیا تھا

ریلیکس حنان خاموش ہو جاؤ حنان چپ بالکل چپ حیدر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے کیسے چپ کروائے وہ مسلسل اسے چپ کروانے کی کوشش تو کر رہا تھا مگر حنان تھا کہ آج بس روئے ہی چلا جا رہا تھا

حنان جب سے بڑا ہوا تھا حیدر نے اس کی آنکھوں میں ایک انسو تک نہ دیکھا تھا وہ تو مضبوط اعصاب کا مالک تھا آج وہ اس قدر ٹوٹے گا یہ اس نے سوچا نہیں تھا

حنان میری بات سنو ماں بابا کے مرنے کے بعد میں نے تم سے کہا تھا کہ یہ آخری دفعہ ہے جب تم روئے ہو یہ آخری دفعہ حنان جب تمہاری آنکھوں میں آنسو آئے ہیں

اس کے بعد میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھوں کیا یہی نہ کہا تھا میں نے تمہیں؟؟؟

وہ رکا تھا

حنان رونا بھلائے اسے دیکھ رہا تھا

اوراس کے بعد۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں آئے حنان میں نے اپنی جان تک قربان کرنے سے گریز نہیں کیا مگر میں نے تم تینوں تک تکلیف تو کیا تکلیف کا سایہ بھی نہیں پڑنے دیا
اور آج کون ہوتی ہے وہ عورت میرے بھائی کی آنکھوں میں آنسو لانے والی میرے بھائی کو تکلیف پہنچانے والی

میں نے اپنی جان تک قربان کر دی تم لوگوں کی آنکھوں میں چمک دیکھنے کے لیے اور وہ ایک دو ٹکے کی لڑکی تمہاری آنکھوں میں نمی کی وجہ نہیں بن سکتی ہے حنان

تم میری پچیس سال کی محنت کو ضائع مت کرو حنان تم یوں اس طرح رو کر میرے سرمایہ حیات کو ضائع نہ کرو۔۔
حیدر نے آگے بڑھتے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا تھا

حنان نے اپنے آنسو صاف کیے تھے

حیدر کا موبائل رنگ ہوا تھا عاریہ کی کال آرہی تھی

اسلام علیکم بھیا۔۔۔۔! حنان بھیا کیسے ہیں۔۔۔

کال پک ہوتے ہی وہ پریشانی سے بولی تھی

حنان ٹھیک ہے بچے آپ بتاؤ آنٹی کیسی ہیں؟؟

حیدر نے سوال کیا تھا

مت پوچھیں بھیا سعد بھائی انہیں اب ہاسپٹل سے لے کر واپس آرہے ہیں

وہ فکر مندی سے بتا رہی تھی

چلیں بیٹا اللہ خیر کرے جو ہوا اچھا نہیں ہوا ہم نے سوچا نہیں تھا وہ ایسی نکلے گی۔

اچھا بھیا سنیں آئزل نے کچھ نہیں کھایا تھا تو آپ اس سے کہیں کچھ کھا پی
لے ورنہ بیمار پڑ جائے گی
اور حیدر کی جان نکلی تھی
کیا مطلب آئزل آپکے ساتھ نہیں ہے۔

حنان پریشان ہوا تھا
نہیں بھیا آئزل تو آپکے ساتھ ہے
آئزل ہمارے ساتھ نہیں ہے عاریہ

وہ آئزل کے کمرے کی جانب بھگا تھا
حنان اسکے پیچھے تھا
کیا ہوا ہے حیدر بھائی بتائیں تو
آئزل کے کمرے کا دروازہ جھٹ سے کھولا تھا مگر آئزل وہاں نہیں تھی

کیاہوا ہے بھائی بتائیں تو۔۔۔حنان نے پھر پوچھا تھا

مجھے لگا آئزل عاریہ کے ساتھ مگر عاریہ کہہ رہی ہے آئزل انکے پاس نہیں ہے۔۔

تو پھر کہاں ہے آئزل۔۔۔

یاخدا۔۔۔۔۔حیدر نے سر تھاما تھا ایک ساتھ اتنی مصیبتیں

مجھے لگتا ہے وہ ہال میں ہی ہو گی ہمیں جانا چاہیئے۔

حنان نے کہا تو حیدر اٹھا تھا

حاشر۔۔۔۔حاشر۔۔۔۔۔

عاریہ بھاگتی ہوئی ثمینہ بیگم کے روم میں آئی تھی

حاشر وہیں بیٹھا تھا

حاشر آئزل پتا نہیں کہاں مجھے لگا وہ گھر ہے لیکن وہ گھر نہیں ہے اور حیدر بھیا کو لگا کہ وہ ہمارے ساتھ ہے

!!!کیا۔۔۔۔۔۔۔

حاشر اور سعد اٹھ کھڑے ہوئے تھے

بھیا ابھی میرج ہال گئے ہیں پتا کرنے شاید وہ وہیں بند ہو گئی

آپ پلیز جائیں حاشر آپ پلیز جائیں۔

عاریہ مسلسل رو رہی تھی

میں جاتا ہوں۔۔حاشر جانے لگا جب سعد نے اسے روکا تھا

میں بھی چلتا ہوں ساتھ

نہیں بھیا ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ ماما کے پاس رکیں میں جا رہا ہوں

آپ پریشان مت ہوں عاریہ۔اسے تسلی دیتا وہ گھر سے باہر نکلا تھا

حنان کو اپنا دکھ بھول چکا تھا اسے بس آئزل کی فکر تھی

حیدر نے دو سو بیس کی سپیڈ سے گاڑی دوڑائی تھی وہ دونوں اگلے پندرہ منٹ میں ہال کے سامنے کھڑے تھے

حاشر بھی وہاں پہنچا تھا

وہ تینوں ہال میں داخل ہوئے تھے مگر کیا دیکھتے ہیں وہاں تو کسی اور کی شادی کا فنکشن چل رہا تھا

وہ سارا سیٹ اپ جو انہوں نے کروایا تھا وہ اب چینج تھا

وہ اندر داخل ہوئے لوگ ان تین اجنبیوں کو دیکھتے حیران ہوئے تھے

سیکیورٹی سے سوال کیے گئے مگر گارڈز نے بتایا کہ وہ سب چلے گئے تھے ہال میں کوئی نہیں تھا ابھی گھنٹہ پہلے ہال کھولا ہے اور دوسرا فنکشن سٹارٹ کیا ہے۔۔

کہاں جاسکتی ہے۔۔۔آئزل کہاں ہے۔۔۔۔؟

حیدر کی جان جارہی تھی۔

اسکی جان ہی تو کی گئی تھی

آئزل کوڈھونڈو۔۔۔۔ڈھونڈوآئزل کوسارا شہر چھان مارو ساری دنیا کھوج ڈالو

مجھے میری بچی لادو

اسکی ایک آواز پر اسکی ساری فورس آکھڑی ہوئی تھی

!!!!آئزل۔۔۔۔۔۔۔

!.....آئزل

وہ سڑک کے بیچوں بیچ کھڑا پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا اسکی بہن لاپتہ تھی اسکی جان جارہی تھی وہ اپنا بس کھو رہا تھا اسنے اپنے چہرے کو نوچ ڈالا تھا

وہ مسلسل یہی کہہ رہا تھا میری گڑیا مجھے لادو میری بچی مجھے واپس لادو وہ سڑک پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔۔

وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا اپنی بہن کو پکار رہا تھا

حیدر بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔ سنبھالیں خود کو

حنان رو دینے کو تھا مگر اسے رونا نہیں تھا

اور یہی تو مرد کی خوبصورتی ہے کہ وہ ضبط کی انتہا پر بھی آنسو چھپا لیتا ہے۔

ہم اسے ڈھونڈتے ہیں وہ ضرور کسی مشکل میں ہو گی حیدر بھائی ہم اسے ڈھونڈ لیں گے

اٹھیں۔۔۔۔

حنان اور حاشر نے اسے اٹھایا تھا

وہ بے خود ہوا جا رہا تھا

آئزل اسکی بے حد لاڈلی تھی حنان سے زیادہ اسے پیاری تھی اسنے باپ بن کر پالا تھا اسے

بچپن میں اسے زرا سی چوٹ کیا لگتی حیدر تڑپ اٹھتا

آج وہ نا جانے کتنی تکلیف میں ہو گی یہی سوچ سوچ کر اسکی جان جا رہی تھی

۔

وہ تینوں گاڑی میں بیٹھے تھے حنان نے ابھی گاڑی کو سٹارٹ ہی کیا تھا کہ اندھیرے میں انہیں ایک سایہ دکھائی دیا تھا

آہستہ آہستہ وہ سایہ ہٹا تھا اور ایک وجود سامنے آکر کھڑا ہوا تھا

سیاہ ہیل۔۔۔۔اور مکمل سیاہ لباس میں وہ بالوں کو کھلا چھوڑے گہرے مہرون رنگ کی لپسٹک لگائے سر کو خم دیے انکے سامنے کھڑی تھی

آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا

!!!زائشہ

حیدر کے لبوں سے بے اختیار نکلا تھا

❤❤❤

!تمہارا کام ہو گیا ہے لیڈی۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے کھڑا تھا

وہ جو دوسری طرف رخ کیے کھڑی تھی اسکی جانب گھومی تھی

مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی

اب اگلی چال میں چلوں گی

اسنے شیطانی قہقہ لگایا تھا

سعد کا دل چاہا وہ اسے زندہ زمین میں گاڑھ دے

وہ اس لمحے کو کوس رہا تھا جب اسے زائشہ سے محبت ہوئی تھی

ایک بھرا ہوا بیگ اس نے سعد کے سامنے رکھا تھا

جیسے ہی بیگ کھولا گیا وہ ہزار ہزار کے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا پڑا تھا

یہ پیسہ لو میری زندگی سے نکل جاؤ اور جب میں تمہیں آخری فون کال کروں گی تم اسے واپس چھوڑ دو گے۔

اچانک کھڑکی ٹوٹنے کی آواز آئی تھی

سعد نے جھٹ سے دیکھا تھا

وہ پریشان ہوا تھا

فکر مت کرو ینگ بوائے میں نے بہت سے کتے پال رکھیں ہیں بس انہیں میں سے ایک ہو گا اور اب تک میرے آدمی اسے اپنی گرفت میں لے چکے ہونگے اسے بس زائشہ مرزا خان کی چھ گولیوں کی ضرورت ہے وہ ہنسی تھی وہ بھی ریلیکس ہوا تھا

سعد نے سر ہلاتے ایک دوسرا بیگ وہاں زائشہ کے سامنے رکھا تھا۔

زائشہ نے سوالیہ آبرو آچکائے

سعد نے کھولا تو اس میں پیسے تھے جس میں زائشہ کے بیگ والے پیسوں سے زیادہ پیسے تھے

یہ لو زائشہ مرزا خان یہ وہ سارے پیسے ہیں جو تم آج تک مجھے دیتی آئی ہو اس میں سے میں نے ایک پیسہ بھی استعمال کیا ہو تو مجھ پر حرام

میں سمجھ گیا تمہاری چالاکی ینگ لیڈی میں نے وہ قتل خود نہیں کیا تھا تم نے مجھ سے کروایا تھا مجھے ٹریپ کیا تھا میرے خلاف ایسی سازش رچی کہ میں نہ آر کا رہا نہ پار کا

یہ سارے پیسے تم رکھو زائشہ۔۔۔۔۔۔مجھے انکی ضرورت نہیں
تم نے مجھے مجبور کیا کہ میں تم سے محبت کروں اور پھر اس مجبوری کا فائدہ اٹھا کر تم مجھ سے ہر وہ کام کرواسکو جو تم کروانا چاہتی ہوں

میں تم سے ڈرتا نہیں زائشہ تم مجھے پھانسی تک بھی پہنچا تو دو مجھے ڈر نہیں
میرا خاندان ٹوٹ چکا ہے میں بھی نہ رہا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا

وہ بول رہا تھا اور زائشہ بالوں میں انگلیاں چلائے لاپرواہی سے سن رہی تھی

میں نے محبت کی ہے زائشہ اور وفاداری محبت کی پہلی شرط ہے میں ہمیشہ
تمہارا وفادار رہوں گا
مجھے تمہاری آخری کال کا انتظار رہے گا۔۔۔۔۔۔

اتنا کہتا وہ باہر نکل آیا تھا آج وہ خود کو اتنا بے بس محسوس کر رہا تھا جسکی حد
نہیں تھی
کیا سے کیا ہو گیا تھا
زائشہ نے اس سے کیا کروا دیا تھا ایمان نے کیا کر دیا تھا

اسے لگا صرف زائشہ جیسی عورتیں بے وفا ہوتی ہیں مگر اسکی تو اپنی بہن بھی
بے وفا تھی تو یہ طہ رہا عورت نام ہی بے وفائی کا ہے
صرف عاریہ محبت میں وفادار نکلی

"وہ پہلا ایسا مرد تھا جس کی نظر میں دنیا کی ہر عورت بے وفا تھی سوائے اس
کی ماں اور بھابھی کے حتیٰ کہ اسکی بہن بھی بے وفا عورتوں میں شامل تھی
"

اسکے جاتے ہی زائشہ بھی باہر نکلی تھی

❤️❤️❤️

بند اندھیرے کمرے میں وہ مسلسل پچھلے دو گھنٹوں سے گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی اسکا سارا وجود لرز رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں ہے اس وقت کس نے اسے اغواہ کیا ہے

وہ تو بس ایمان کے چلے جانے کے بعد پریشان کھڑی تھی سب پریشان تھے لائٹ بند ہوئی تھی

اسے گاڑی میں بٹھایا گیا تھا۔۔۔

اسکے چہرے پر رومال رکھا گیا تھا

اسکے بعد جب اسے ہوش تو وہ یہاں تھی اس اندھیرے کمرے میں

یا خدا۔۔۔۔ !

رو رو کر اسکا برا حال تھا

آج اسے چپ کروانے والے اسکے بھائی نہیں تھے نہ اسکے رونے پر پریشان ہونے والی بہن تھی

ان کے ساتھ کیا ہو رہا تھا

انکی خوشیوں کو کس کی نظر لگ گئی تھی۔۔۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے بھیا۔۔۔وہ سسکاریاں بھرتی بولی تھی

مگر وہ اپنے گھر نہیں تھی جو اسکی ایک آواز پر اسکے حنان بھیا اور حیدر بھیا دوڑے چلے آتے



!!زائشہ۔۔۔۔۔۔

زائشہ۔!!!ہاں زائشہ مرزاخان۔۔۔۔

۔

کیوں حیران ہو۔۔۔۔۔!وہ گاڑی سے اترتا تن فن کرتا اسکی جانب بڑھتا اسکا گلہ دبوچ چکا تھا

میں سب جان چکا ہوں سب مجھے پتا ہے یہ ت۔نے کروایا ہے نا میری بہن کو تم نے غائب کروایا ہے نا میں بتا رہا ہوں زائشہ میں تمہاری جان لے ہوں گا۔

وہ اتنا غصے میں تھا کہ اسکی دماغ کی نسیں پھول رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے اسکے دماغ کی پھولتی نسیں ابھی کے ابھی پھٹ جائیں گی آنکھیں حد درجہ سرخ تھیں

بھائی چھوڑیں اسے مر جائے گی وہ۔۔۔۔۔۔حاشر نے اسے پیچھے دھکیلا تھا

مار ہی تو دینا چاہتا ہوں میں اسکو مار ہی تو دینا چاہتا ہوں وہ چلایا تھا اسلام آباد کی سڑکوں پر اسکی وحشت گونج رہی تھی

زائشہ نے بے اختیار اپنی گردن کو چھوا تھا اسکے لب مسکرائے تھے

۔۔۔۔چلو اسی بہانے تم نے مجھے ہاتھ تو لگایا نا۔۔

۔۔

بکواس بند کرواپنی۔۔۔۔۔۔۔کہاں ہے میری بہن بولو میری بہن کہاں ہے کیا، کیا ہے تم نے اس کے ساتھ۔۔۔۔۔وہ پھر سے اسکی جانب لپکا تھا اسے قابو میں کرنا حنان اور حاشر کے بس سے باہر ہوتا جارہا تھا

زائشہ ریلیکس کھڑی تھی

تم نے خود ہی خود کو تباہی کی طرف دھکیلا ہے پیارے لڑکے زائشہ مرزا خان اس طوفان کا نام ہے جس کے قریب آؤ گے تو ہواؤں میں رقص کرو گے اور دور جانے سے تم فقط تباہ ہو گے

میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا میرے پاس آجاؤ میرے ہو جاؤ ورنہ تم میری مچائی گئی تباہی برداشت نہیں کر پاؤ گے اب چونکہ تم نے تباہی کا راستہ چنا ہے تو زائشہ کو مزہ آنے والا ہے

وہ آنکھ دباتی بولی تھی

حیدر کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا

کہاں ہے میری بہن چپ چاپ بتا دو زائشہ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔

!!! بھائی چلیں یہاں سے۔۔۔۔۔

تمہاری بہن محفوظ ہے حیدر علی سکندر۔۔۔

تم مجھے مارنا چاہتے ہو مار دو تمہارے ہاتھوں مجھے موت بھی منظور مجھے تم سے اتنی محبت ہے اگر میں تمہیں تباہ کر سکتی ہوں تو تمہارے ہاتھوں برباد ہو بھی سکتی ہوں

اسکے لبوں سے مسکان جدا ہو ہی نہیں رہی تھی

بھائی چلیں۔۔۔۔ہم خود ڈھونڈ لیں گے اپنی بہن کو ہم کیا کسی سے کم ہیں یہ
بہت کچھ ہے تو ہم اس سے بھی چار ہاتھ آگے ہیں
حنان نے حیدر کو پیچھے ہٹایا تھا

یاد رکھنا مس زائشہ مرزا خان یہ جو تم نے تباہی تباہی کی رٹ لگا رکھی ہے نا
اک دن جب خود تباہ ہو گی تو تمہیں سمجھ تک نہیں آئے گا ایسی کونسی ہوا
چلی جو تمہارے طوفان کو بہا لے گئی
تم اگر طوفان ہو تو حیدر علی سکندر وہ پانی ہے جس کے سامنے کوئی طوفان
چند دن سے زیادہ ٹکنے کی ہمت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔
سمجھی تم۔۔۔۔۔اور بہت جلد میری بہن میرے پاس ہو گی
اسے ایک خراش بھی آئی نا تو تمہارا کھیل تو ختم

وہ انگلی دکھاتا اسے وارن کر رہا تھا

تم فکر مت کرو اسے ایک خراش نہیں آئے گی میری دشمنی بچی سے نہیں
مجھے تم سے غرض ہے
میرے ہو جاؤ حیدر علی سکندر میرے ہو جاؤ تمہارے حق میں بہتر رہے گا
اور میرے حق میں بھی
یقین جانو میں اتنی بری نہیں ہوں مجھے بس تم مل جاؤ تو میں دنیا کی سب
سے اچھی لڑکی کہلاؤں گی مجھے برا تمہاری محبت نے بنایا ہے

میں تمہارے لیے ہر حد سے گزر جانا چاہتی ہوں نا جانے کیوں کب سے
میں تمہاری اس قدر اسیر ہو گئی کہ تمہیں تکلیف میں دیکھ میرا دم گھٹتا ہے
اور تمہیں تکلیف دینا بھی میرے لیے ضروری ہو گیا ہے۔۔۔
تم ایسے نہیں مان رہے میری بات تم نہیں سمجھو گے مجھے تم جس دن
میرے پاس آؤ گے حیدر علی سکندر اس دن ہو سکتا ہے میرا وجود ختم کو چکا
ہو۔۔۔۔۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا حیدر علی سکندر تمہارے پاس کبھی نہیں آئے گا

وہ ہنسا تھا

تم آؤ گے حیدر۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی

اسکی آنکھوں میں نمی چمکی تھی رات کے اس اندھیرے میں اسکی آنکھوں کی نمی کی چمک حیدر کے سینے میں کانٹے کی طرح چبھی تھی

بس کرو ناٹک بازی کی تم جیسی عورتیں محبت نہیں کرتی تم پاستہ بناؤ جا کر۔ اور بے اختیار زائشہ ہنسی تھی

مجھے پاستہ بنانا نہیں آتا گھر جا کر ٹرائے کروں گی۔۔ تمہارے لیے کچھ بھی

حنان اور حاشر مشکل سے اسکو گاڑی میں لائے تھے

میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔۔۔۔

ریلیکس بھائی۔۔۔۔۔۔

اسنے اپنا گریبان جھاڑا

حنان زن سے گاڑی آگے بڑھالے گیا وہ حیدر کو دیکھ رہی تھی اسکے پاس سے گاڑی گزر گئی حیدر نے اسے ایک نظر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا

اتنی نفرت مت کرو۔۔۔۔۔۔۔کہ کل قسمت محبت کا موقع ہی نہ چھوڑے۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی

وہ عجیب لڑکی تھی وہ مسکراتی تھی وہ روتے ہوئے مسکراتی تھی۔۔

وہ دور تک انکی گاڑی کو جاتا دیکھتی رہی



زائشہ سے ملنے کے بعد وہ گھر کی طرف پیدل چل دیا تھا یوں ہی چلتے چلتے وہ ایک جگہ رکنے پر مجبور ہوا تھا سامنے دو لوگ لڑائی کرتے دکھائی دے رہے تھے ایک لڑکا تھا تو دوسری لڑکی تھی

وہ رک کر انہیں دیکھنے لگا تھا اسے لگا کہ معاملہ سیریس ہے اس لیے وہ ان کو بغور دیکھنے لگا بلکہ یہ کہنا بہتر تھا کہ وہ ان کی لڑائی سننے کی کوشش کر رہا تھا جو کافی حد تک اس سے سنائی دے رہی تھی

لڑکا تھوڑا پریشان سا دکھائی دے رہا تھا جب کہ لڑکی غصے میں دکھائی دے رہی تھی

دیکھو تم میری بات کا یقین کیوں نہیں کر رہی میں کہہ رہا ہوں نا مجھے تم سے محبت ہے تم ایک دفعہ مجھ پر یقین تو کر کے دیکھو وہ لڑکا اس سے کہہ رہا تھا

مگر لڑکی اسکی بات نہیں سن رہی تھی

میں نے کہا نہ میں تم سے پیار نہیں کرتی میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں تم چلے جاؤ میری زندگی سے وہ غصے سے بولی تھی

لیکن میں تم سے پیار کرتا ہوں ناخدارا میرے ساتھ ایسا نہ کرو ایک بار مجھ پر یقین تو کر کے دیکھو وہ بار بار اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا

سعد کے ماتھے پر بل پڑے تھے

تم نکل جاؤ دفع ہو جاؤ میری زندگی سے لڑکی اسے لڑکے کو پیچھے کی جناب زور سے دھکیلتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی جبکہ لڑکا لڑکھڑایا تھا اس سے پہلے کہ وہ گرتا سعد آگے بڑھتا اسے تھام چکا تھا

شکریہ بھائی اس نے سعد کا شکریہ ادا کیا تھا سعد نے اس کا شانہ تھپتھپایا تھا وہ مسکرا کر اس کی جانب دیکھتا وہاں سے چل دیا

اب وہ اس لڑکی کے پیچھے گیا تھا تم عورتیں کتنی بے وفا ہوتی ہو نا اس لڑکی کے قریب پہنچتا ہوا اسے سوال کر رہا تھا

لڑکی تو اسے حیرت سے دیکھنے لگی تھی کہ وہ کون ہے اور اچانک اس طرح اس کے قریب آتے ایسا سوال کیوں کر رہا تھا

آپ کیا چاہتے ہیں بھائی۔۔۔۔۔۔؟

وہ وہیں کھڑی ہوتی ہے اس سے پوچھنے لگی تھی

میں کچھ نہیں چاہتا میں صرف تمہیں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ سو میں سے 99 فیصد عورتیں بے وفا ہوتی ہیں اور تم انہیں میں سے ایک ہو

اچھا یہ بات ہے تو آپ کو ایسا کس نے کہا اگر ہوتی بھی ہیں تو اس سے آپ کو کیا تکلیف

وہ لڑکی بار بار لڑائی کرنے پر اتر آئی تھی

تکلیف ہی تو ہے یقین کرو بہت تکلیف ہوتی ہے اور اگلے ہی لمحے سعد نے اس کی گردن کی مخصوص نس دبائی تھی

چند سیکنڈ ہی گزرے تھی کہ وہ لڑکی بے ہوش ہوئی تھی میں نے سوچا ہے آج سے ایک نیک کام کی شروعات کروں،،،دنیا بھری پڑی ہے بے وفا عورتوں سے

میں آج سے ہی شروع کروں گا توانشاءاللہ مجھے امید ہے کہ جب تک میری زندگی رہے گی میں اس دنیا سے تمام بے وفا عورتوں کا خاتمہ کر چکا ہوں گا

وہ مغرور سا اس لڑکی کا بے ہوش وجود دیکھتا بولا تھا

اس نے اپنی پاکٹ سے گن نکالی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے لڑکی کے سینے میں تین گولیاں یکے بعد دیگر اتاری تھیں

اس انجان لڑکی کے بے ہوش وجود میں جنبش تک نہ ہوئی اور وہ آخری سانس لیتی اس دنیا سے چل بسی سعد کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی

فائنلی میں اپنے پہلے قدم میں کامیاب ہوا

اس سے کم از کم کچھ تو کمی ہوئی ہے اس دنیا سے ایک بے وفا عورت چل بسی ہے اور یوں ہی ایک کے بعد ایک۔۔۔۔۔۔۔وہ شیطانی ہنسی ہنسا تھا

مجھے خوشی ہو گی اگر لوگ مجھے لیڈی کلر کے نام سے جانیں گے وہ ہنسا تھا

اندھیری رات میں اسلام آباد کی سڑک پر اس کا وحشت بھرا قہقہ گھونجا تھا

❤️❤️❤️

کھنڈر نما وہ ویران جزیرہ جس کے چاروں طرف کھنڈرات ہی کھنڈرات تھے۔ آسمان کو چھوتے سیاہ جھاڑی دار درخت جن پر ایک بھی سبز پتا نہ ہونے کے برابر تھا۔

یہ جھاڑی دار درخت ماحول کی ہولناکی میں اضافہ کر رہے تھے۔

اندھیرا اس قدر تھا کہ ہاتھ سے ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔

ارد گرد بد صورت دکھائی دینے والے چند ہیولے ہاتھوں میں موم بتی تھامے قطار کی صورت میں کھڑے تھے اور درمیان سے راستہ چھوڑ رکھا تھا۔۔۔

جیسے ہی اس نے ان کھنڈرات کے جزیرے پر پہلا قدم رکھا ہر طرف ایک شور سا اٹھا تھا۔

جیسے جیسے وہ قدم آگے بڑھتے جارہے تھے آوازیں قریب آتی جارہی تھیں۔

زراکان لگا کران آوازوں کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔

خوفناک سی آوازیں تھیں اورانتہائی برے طریقے سے ان آوازوں میں موجود لفظ ادا کیے جارہے تھے

وہ لفظ کچھ اس طرح سے تھے کہ

"بلڈی مونسٹر"، "بلڈی مونسٹر"

اور پھر بلڈی مونسٹر کا سایہ دکھائی دیا۔۔۔

ہاتھ میں تلوار پکڑے دھیمے دھیمے قدموں سے بلڈی مونسٹر کی آمد ہوئی۔۔

آوازاب مزید بڑھتی جارہی تھیں۔

سیاہ بڑی بڑی خوفناک آنکھوں میں بھر بھر سرمہ لگائے ماتھے پر بڑی سی
سیاہ بندیا لگائے کلائیوں میں بے تحاشہ سیاہ دھاگے باندھ رکھے تھے
سیاہ پیروں تک آتا گاؤن نما لباس پہنے اسکے قدم آگے کی جانب بڑھ رہے
تھے۔

کیا کوئ جانتا ہے اس بلڈی مونسٹر کو؟؟
کیا کوئ اسکی جنس پہچانتا ہے۔۔
وہ نر ہے یا مادہ۔۔۔۔
وہ کیا ہے۔۔وہ کون ہے،،،
چلیں ہم آپکو بتاتیں ہیں

بلڈی مونسٹر ایک نر ہے۔۔ایک لڑکی۔۔۔۔انتہائ خوفناک لڑکی۔۔

اتنی ظالم کے اسکی ظلمت سے ہر کسی کی روح کانپ جائے اور کانپتے کانپتے
پرواز کر جائے۔۔
وہ اس پرواز کرتی روح کو بھی کانپتے پر مجبور کر دینے کی طاقت رکھتی ہے۔۔

وہ انتہائ خوفناک دکھنے والی بلڈی مونسٹر

اسے پسند تھا اپنا درندہ نما روپ۔

اسے پسند تھا خون کی ہولی کھیلنا۔

۔۔

آہستہ آہستہ اپنے قدم بڑھاتی وہ اس کھنڈر نما جزیرے کے کھنڈر نما محل
کے اندر تخت پر آکر بیٹھی تھی۔

وہ خوفناک دکھائ دینے والے لوگ اب اسکی جے جے کر رہے تھے۔

بلڈی مونسٹر، بلڈی مونسٹر کے اس اٹھنے والے شور کو خاموش کروانے
کے لیے وہ اپنا ہاتھ کھڑا کرتی ہے۔

وہاں ایک دم سکوت چھاتا ہے

!!!ایمان بی بی۔۔۔۔

ایک عورت کی آواز بھرے مجمے میں گونجی تھی

!!!آہاں۔۔۔۔۔ششششششش

بلڈی مونسٹر۔۔۔۔۔ایمان نہیں صرف بلڈی مونسٹر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتی وہ اس عورت کو وحشت سے دیکھتی ہے

میں چاہتی تو تمہاری اس گستاخی پر تمہیں ختم بھی کر سکتی تھی مگر میں تمہاری اس گستاخی کو تمہاری نادانی سمجھ کر بھول رہی ہوں اور چونکہ تم مجھ سے انصاف مانگنے آئی ہو تو میں انصاف دونگی

کہوں کیا مسئلہ ہے۔۔۔

وہ تخت پر پشت ٹکائے بیٹھی تھی

بولو تمہارا کیا مسئلہ ہے

میرے ظلم ہوا ہے۔۔۔۔۔وہ عورت بولی تھی

میں جانتی ہوں جو کوئی بھی بلڈی مونسٹر کی عدالت میں آتا ہے وہ ظالم نہیں بلکہ مظلوم ہی ہوتا ہے میں تم سے پوچھ رہی ہوں کہ اپنا مسئلہ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ظلم ہوئے ہیں اور کس نے ظلم کیا ہے

یقین کرو اتنی دردناک موت دوں گی اسے کہ اس کا رواں رواں کانپ جائے گا اس کی رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے

اے انصاف کی دیوی۔۔۔۔۔! میرے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے کہ میرے پہلے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی تھی جیسا کہ اس معاشرے کا رواج ہے وہ طلاق یافتہ عورت کو جینے نہیں دیتے

میری ماں نے میری دوسری شادی کروادی کسی اور مرد سے اور اس مرد کے پاس پہلے ہی ایک عورت تھی اور پھر اس عورت نے یعنی کہ جو میری سوتن تھی اس نے میری زندگی اجیرن بنادی اور پھر سے میں ایک دن پھر سے طلاق کا دھبہ خود پر لیے اپنے ماں باپ کے دروازے پر آ بیٹھی ہوں

انہوں نے میرے ساتھ وہ ظلم کیا ہے جس کا ذکر میں چاہ کر اپنی زبان پر نہیں لا سکتی

میں یہاں انصاف مانگنے آئی ہوں میں جانتی ہوں آپ میرے ساتھ
انصاف کریں گی

وہ مسلسل دہائیاں دے رہی تھی منتیں کر رہی تھی بلڈی مونسٹر کے
قدموں میں گری تھی بلڈی مسٹر نے ہاتھ کھڑا کیا تو وہ خاموش ہوئی تھی
تم بے فکر ہو کر جاؤ خدا کے بعد بلڈی مونسٹر کی عدالت ہی وہ واحد عدالت
ہے سے جہاں سے تمہیں انصاف مل سکتا

جاؤ گھر جاؤ اور دعا کرو اللہ سے دعا کرو کہ وہ اپنی عدالت میں ان مجرموں
کے لیے دردناک فیصلہ فرمائے اور اس کے بعد اگلا کام بلڈی مونسٹر کرے
گی میں تمہارے ساتھ انصاف کروں گی بلڈی مونسٹر بولی تھی تو وہ عورت
خوشی سے وہاں سے اس کی جے جے کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی

ایک گھنٹے کی دیری کے بعد عدالت میں تین مجرم کھڑے تھے دو مرد تھے
تو ایک عورت تھی

مرد تو ہے غدار بے وفا عورت ہر اپنی طاقت کا دھونا جمانے والا مرد کو کبھی
عورت سے محبت نہیں ہوئی جس عورت کی کوکھ سے نکلا ہے اسی عورت کو
گالیاں دیتا ہے

جو عورت اس کا گھر سنوارتی ہے اس کو گالیاں دیتا ہے جس عورت کے
قدموں تلے اس کی نسل کی جنت ہے جو اس کی نسل جنتی ہے اس عورت
کو وہ گالیاں دیتا ہے

مرد کی یہی فطرت ہے وہ کبھی عورت سے راضی نہیں ہوتا لیکن اب بات عورت کی کرتے ہیں تو وہ بھی کسی سے کم نہیں عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے اور یقین جانو دوسری شادی کر لینے سے مرد کی شان میں کوئی گستاخی نہیں آ جاتی وہ چاہے تو دو عورتوں کے درمیان برابری رکھ سکتا ہے

بعض مرد رکھتے ہیں دیکھیں بات آتی ہے کہ عورت جب عورت کی دشمنی پر اتر آتی ہے تو مرد دو عورتیں تو کیا ایک بھی نہیں رکھ پاتا

دنیا انتہائی ظالم ہے اور اس دنیا کی عدالتوں میں انصاف اور لوگوں کے دلوں میں شرم و حیا ختم ہوتی جا رہی ہے

لیکن کوئی بات نہیں جہاں جا کر ان کی شرم وحیا کی حد ختم ہوتی ہے وہی بلڈی مانسٹر کا قہر شروع ہوتا ہے

مار ڈالو ان تینوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ چلائی تھی

اس بار اس نے خود اپنی تلوار یا اپنے ہاتھوں کو استعمال نہیں کیا تھا بلکہ اپنے ہیلوں کو حکم دیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے دیوانہ وار ہیولے تلوار سے ان پر ٹوٹ پڑے تھے

ان پر ضربیں لگاتے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر چکے تھے خون کی ندیاں بہہ چکی تھی گویا خون کی ہولی کھیلی گئی ہو

جسے بلڈی مونسٹر خاموشی سے دیکھ رہی تھی

اس خون سے ایک چمک سے نکلتی ہوئی بلڈی مونسٹر کی آنکھوں میں سمائی تھی

ظلم کا انجام کچھ اس طرح ہی ہوتا ہے وہ ہنسی تھی اس کے محل میں اس کا شیطانی قہقہ گونجا تھا

اگلے چند منٹ بعد اس جگہ کو صاف کر دیا گیا تھا ان کے ٹکڑے کہیں دور پھینک دیے گئے تھے اور خون وہاں سے صاف کر دیا گیا تھا

ایک خوشخبری ہے تم لوگوں کے لیے وہ اب اپنے خوفناک ہیلوں سے مخاطب ہوئی تھی

میں اب ہمیشہ کے لیے یہاں رہوں گی یہ دنیا یہی میرا گھر ہے یہی میرا سب کچھ ہے اور اب میں ہمیشہ کے لیے یہاں آچکی ہوں جشن ہونا چاہیے سب کو بتادو سب کو بتادو کہ بلڈی مونسٹر آئی ہے اور اب آئی ہے کبھی نہ جانے کے لیے وہ اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں پھیلاتی ہوئی وحشت ناک آواز سے بول رہی تھی

سب اس قدر خوش ہوئے تھے کہ خوشی کا شور اٹھا تھا وہ انہیں وہیں چھوڑتی اپنے اس خوفناک محل کے خوفناک کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔

❤️❤️❤️

کتنے عرصے بعد آج وہ یہاں آیا تھا اس جگہ پر۔۔۔۔اس جگہ سے اسکی کتنی یادیں جڑی تھیں

قبرستان میں پہلا قدم رکھنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا باقی کی قبروں پر پاؤں نہ آجائے اس لیے احتیاط سے چل رہا تھا

جانوروں کی آوازیں،، سخت اندھیرا قبرستان کا ہولناک سناٹا اس قدر خوفناک کہ عام انسان لرزنے لگے مگر وہ ملک سعد کاظمی تھا وہ پر سکون سا چل رہا تھا قبرستان کے بائیں طرف وہ آیا تھا جہاں سا ایک طرف اس نے قبر کھودی ہوئی تھی

وہ آہستہ سے قبر میں اترا تھا۔۔۔۔اتنی وحشت میں اسکی آنکھیں سرخ تھی۔ جہاں ڈر کر رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہیئے وہ پر سکون سا کھودی ہوئی قبر میں اترا کھڑا تھا اسکے پاس ہی وہ لاش پڑی تھی اس لڑکی کی لاش جسے اس نے سڑک کے بیچ و بیچ قتل کیا تھا اس لڑکی کے ماتھے پر کچھ لکھا تھا جو اندھیرے میں چھپ گیا تھا مزید آگے جا کر غور سے دیکھا جائے تو کوئی کوڈ ورڈ لکھا گیا تھا انگریزی کا "بی، ڈبلیو "

جانوروں کی آوازیں گھنے جنگل کے بیچ وبیچ موجود قبرستان کی وحشت کو بڑھا رہی تھیں

!!!مونسٹر۔۔۔مونسٹر

اس نے آواز لگائی تھی جب اچانک تیز دھمک سے کسی کے بھاگنے کی آواز آئی تھی

ایک بہت بڑا کالا رنگ کا بھیڑیا سفید روشنی کی طرح چمکتی آنکھیں بھاگتا ہوا اس سے لپٹا تھا وہ اتنا بڑا تھا کہ سعد کے برابر اسکا قد جا رہا تھا اور وہ بھیڑیا بالکل کالا تھا سوائے اسکی سفید چمکتی آنکھوں کے وہ مسلسل سعد سے لپٹا محبت سے اسکے ہاتھ پاؤں چاٹ رہا تھا

اوہ بس کرو مونسٹر۔۔۔۔۔

سعد نے اسکے گھنے بالوں والے جسم پر ہاتھ چلایا تو وہ پیچھے ہٹا تھا

آج کافی دن بعد وہ مونسٹر سے مل رہا تھا۔۔۔

تمہیں پتا ہے دیکھو میں کیا لایا ہوں وہ اس کالے دکھنے والے بھیڑیے

مونسٹر سے مخاطب ہوا تھا

یہ دیکھو۔۔۔اس نے لاش کی جانب اشارہ کیا تھا

اس کو یہاں دفن کرنا ہے تم میری مدد کرو۔۔

اور ایک دم کالا بھیڑیا یعنی وہ مونسٹر اپنی دو ٹانگوں پر کھڑا ہوا تھا

اسنے اپنے پنجوں کی مدد سے سعد کے ساتھ اس لاش کو قبر میں اتارنے میں

مدد کی تھی

سعد قبر سے باہر نکلا تھا

بھیڑیا مسلسل ذبان باہر نکالے اس سے پیار لینا چاہ رہا تھا مگر سعد نے اسے

اگنور کیا

وہ جانور تھا پیار کی زبان جانتا تھا وہ انسان تھا وہ نفرت کی ذبان جانتا تھا وہ بار

بار سعد سے لپٹنے کی کوشش کرتا سعد اسے جھٹک دیتا

پہلے کام کرلیں مونسٹر۔۔۔۔وہ آنکھیں گھمائے بولا تھا

مونسٹر واپس اپنے چار پیروں پر کھڑا ہوا تھا

لاش قبر میں اتارنے کے بعد اب اس پر مونسٹر کی مدد سے وہ مٹی ڈالنے لگا تھا

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس پر مٹی کا ڈھیر لگا تھا لاش پر مٹی ڈال دی گئی تھی وہ قبرستان کی پہلی قبر تھی جو بے نام تھی

تم وہ سب لائے ہو نا مونسٹر۔۔سعد نے ایسے پوچھا تھا جیسے وہ کوئی انسان ہو ۔۔مونسٹر اپنا سر زمین تک لایا تھا واپس پلٹتا وہ اندھیرے میں چند سیکنڈ کے لیے غائب ہوا تھا

وہ دوبارہ آتا دکھائی دیا مگر اس کے منہ میں اس بار کچھ تھا

شاید کوئی بیگ نما چیز۔۔۔۔

اسنے سعد کو آکر دی تھی

وہ جانور کی کھال سے بنا ایک بیگ نما تھیلا تھا جسے سعد نے کھولا تھا

اس میں سفید پھولوں کے ہار تھے

بہت زیادہ تھے وہ ہار گننے میں تقریباً سو تھے

اس نے قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر کچھ سوچتے ہوئے اس نے ہاتھ جھٹکے تھے

اللہ معاف کرے گا میں تو خود گنہگار ہوں کسی اور کے لیے کیا بخشش طلب کروں۔

وہ سو سفید پھولوں کے ہار اس نے قبر کے سرہانے رکھے تھے ایک نظر مونسٹر پر ڈالی جو شاید اس چیز کا منتظر کھڑا تھا کہ سعد اسے پیار کرے

سعد پنجوں کے بل بیٹھا تھا

یہ بے وفا عورت تھی بے وفائی عورت کی فطرت میں شامل ہے سب عورتیں بے وفا ہیں تمہیں پتا ہے ایک عورت نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔۔۔۔۔وہ مونسٹر کو بتا رہا تھا کو مسلسل اسکے ہاتھ چاٹ رہا تھا سعد نے ہاتھ پیچھے کو کھینچا تھا مونسٹر نے دو قدم پیچھے لیے تھے

میری بہن نے میرے دوست کے ساتھ بے وفائی کہ میری بہن بھی بے
وفا عورتوں میں شامل ہے
میں مار دونگا
میں سب کو مار دونگا
وہ جنونی سا بولا تھا
ایک ایک کر کے میں سب بے وفا عورتوں کو قتل کر دونگا
اپنی بہن کو بھی۔۔

وہ ہنسا تھا اس ہولناک سناٹے میں اسکا قہقہ گونجتا ہوا واپس پلٹا تھا
!تم جاؤ مونسٹر۔۔۔۔۔۔
سعد نے کہا اور مونسٹر چلا گیا

وہ اسے اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھتا رہا۔۔۔۔
کپڑے جھاڑتا وہ احتیاط سے چلتا ہوا واپس گاڑی تک آیا تھا

گاڑی میں بیٹھتے اس نے پانی کی بوتل منہ سے لگائی تھی

پیاس اس وقت شدت سے محسوس ہوئی تھی

وہ غٹا غٹ سارا پانی حلق میں اتار گیا۔۔۔۔۔

ابھی وہ گھر نہیں جا رہا تھا

وہ کہیں اور جا رہا تھا

ابھی اسے ایک اور کام تھا

دو سو بیس کی سپیڈ سے ایک بار پھر سے گاڑی ڈوڑاتا وہ نامعلوم منزل کی

جانب رواں دواں تھا



آدھی رات ہو چکی تھی باہر بالکل اندھیرا تھا چاند بھی آج بادلوں کی اوٹ میں چھپا تھا ڈر کے مارے وہ نیچے فرش پر بے ہوش پڑی بھوک پیاس کی شدت سے ڈر کے مارے لرز رہی تھی

نیم بے ہوشی میں اس کے لب جنبش کر رہے تھے

وہ بار بار ایک ہی لفظ ادا کرتی تھی

بھیا۔۔۔۔۔بھیا۔۔۔۔۔۔بھیا

بے ہوشی میں بھی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

اسکے سرہانے کھڑا وہ وجود اسے اٹھنے میں مدد دیتا

اسکے لبوں تک پانی کا گلاس لایا تھا

جسے آئزل نے تقریباً جھپٹا تھا اور ایک سانس میں پانی وہ مکمل ختم کر چکی تھی

وہ اسکے آنسو صاف کرنے لگا تھا۔۔۔۔

اسے واپس فرش پر لٹاتا وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا آئزل کا وجود بخار سے تپ رہا تھا

مجھے معاف کر دو بے بی۔۔۔میں چاہ کر بھی تمہیں یہاں سے آزاد نہیں
کروا سکتا میرے بس میں نہیں ورنہ تمہیں ساتھ لے جاتا
وہ مسلسل اسکے بالوں میں انگلیاں چلائے بول رہا تھا
جب اچانک کسی کے قدموں کی آواز آئی تھی وہ پانی کا گلاس اٹھاتا جہاں سے
آیا تھا وہی غائب ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

اندھیرے کمرے کا دروازہ کھلا تھا
سعد نے اندر آتے لائٹ آن کی تھی
سامنے وہ نازک سی کلی بے حس و حرکت پڑی تھی
اپنے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوٹل سے اس نے اسکے چہرے پر پانی گرایا تھا
وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی
اسنے مندی مندی آنکھیں کھولی تھیں
اتنی شدید روشنی میں آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔۔

!!!اٹھو۔۔۔۔۔۔۔

سعد نے اسے اٹھنے کا کہا تھا

وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

اس کے انگ انگ میں درد کی ٹھیسیں اٹھی تھیں

!آئزل سنیں۔۔۔۔۔

یہ آواز، یہ انداز وہ پہچانتی تھی

ہاں وہ پہچانتی تھی

وہ جھٹ سے اٹھی تھی

اپنے سامنے سعد کو دیکھ وہ دھک سی رہ۔گئی تھیں

س۔۔۔ سسس۔۔۔ سعد۔۔۔۔

وہ اسکی جانب لپکی تھی

سعد۔۔۔آپ۔۔۔آگئے۔۔۔۔۔بھیا نے بھیجا ہے نا آپکو۔۔۔بھیا خود کیوں نہیں آئے

ادھر۔۔۔۔۔ادھر۔۔۔۔پتا نہیں کون۔۔۔۔کون لایا ہے

۔۔۔۔ممم۔۔۔مج۔۔۔مجھے یہاں۔

یہاں بب۔۔۔بہت اندھیرا ہے۔۔

مجھے۔۔۔ڈڈ۔۔۔ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔آپ۔۔مم۔۔مجھے لے جائیں

۔۔یہاں سے۔۔۔۔بب۔۔۔بھیا کے پاس چلیں

وہ مسلسل سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

جبکہ سعد خاموشی سے سن رہا تھا

آپکو زائشہ کا پتا ہے نا آئزل۔۔۔۔

میری محبت۔۔۔۔۔اسنے سر اٹھایا تھا

آئزل کی سرخ آنکھوں میں اسنے آنکھیں گاڑھی تھیں

وہ حیدر سے بہت محبت کرتی ہے اس لیے اس نے مجھ سے تمہیں یہاں قید کروایا

تمہیں اب یہیں رہنا ہو گا یہ قید ہے تمہاری جسے تم نے جھیلنا ہو گا

میں روز آؤں گا تمہارے پاس

لیکن تم گھر نہیں جا سکتی

جب تک زائشہ نہیں کہتی تمہیں یہاں رہنا ہو گا۔

وہ اسے بتا رہا تھا وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی

آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے سوجی آنکھیں بکھرے بال۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ مزاق کر رہے ہیں آپ بس مجھے ڈ۔۔۔ ڈرا رہے ہیں

مجھے لے جائیں

مجھے۔۔۔ مجھے بھیا کے پاس جانا ہے

مجھے بھیا کے پا۔۔۔۔۔

اور سعد نے اسکے بازو میں انجیکشن گھونپا تھا اور وہ بے ہوش زمین پر گری تھی

مجھے معاف کر دو پیاری لڑکی۔۔۔

اتنا کہتا وہ وہاں سے باہر نکلا تھا

گاڑی میں بیٹھتا وہ گھر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

اسکے جاتے ہی وہ وجود واپس آیا تھا۔

اتنا ظلم۔۔۔۔۔اس نے سوچا تھا

اسے دکھ تھا اس بے ہوش پڑی لڑکی کا

پہلے میں نے کہا کہ میں تمہیں یہاں سے آزاد نہیں کر سکتا مگر میں تمہیں یہاں تکلیف میں بھی نہیں چھوڑ سکتا

چلو بے بی میرے ساتھ چلو

ماتھے پر آتے اسکے بال ہٹاتا وہ معصوم سی پری کی معصومیت کا اسیر ہو گیا تھا

اسے اپنی باہوں میں اٹھاتا ہوا اندھیرے میں غائب ہوا تھا۔

جبکہ وہ مکمل بے ہوش تھی اسے کچھ خبر نہیں تھی

❤️❤️❤️

کیسے ہو سکتا ہے ہماری نکالی گئی انفارمیشن غلط کیسے ہو سکتی ہے وہ انتہائی غصے میں دکھائی دے رہا تھا اس نے سامنے پڑے شیشے کے ٹیبل کو پاؤں سے ایک ٹھوکر رسید کی تھی اور شیشے کا ٹیبل گرتا ٹوٹا تھا

ایک بار پھر سے،،،،،،،ایک مرتبہ پھر سے ہمیں بے وقوف بنایا گیا ہمیں پاگل بنایا گیا ہے ایک بار پھر سے ہمیں غلط انفارمیشن دی گئی ہے

وہ فائلز زمین پر پٹختا چنگھاڑا تھا

مجھے تو سمجھ نہیں آرہا ہم اس بار پھر سے بے وقوف کیسے بن گئے

مراد۔۔۔۔

عالیان سر تھامے بیٹھا تھا

ابھی کل ہی ہم اتنا خوش تھے کہ فائنلی ہمیں وہ راہ مل گئی ہے جس کی کھوج ہم برسوں سے کر رہے تھے مگر آج ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ ہماری محنت پر پانی پھر چکا ہے

وہ کسی صورت ریلیکس ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

کیا جواب دیں گے کیپٹن اسد کو

کیا جواب دیں گے کیپٹن اسد کو کہ اس بار ہم الو کے پٹھے پھر سے الو بن گئے

صوفے کو ٹھوکر رسید کرتا وہ بیٹھا تھا

کیپٹن اسد سے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہیں ہم کچھ نہ کچھ کر لیں گے

۔۔۔۔۔۔

عالیان نے سر اٹھایا تھا

ہم۔کچھ نہیں کر سکے عالیان کچھ بھی نہیں مجھے تو لگتا ہے یہ سب ہمارے بس سے باہر ہے اگر ہم نے کچھ کرنا ہوتا ہم سے کچھ ہو پاتا تو تین سالوں سے یوں ایک ہی مشن پر لٹک نہ رہے ہوتے۔

مراد دباد باچلایا تھا۔۔۔۔۔

ایسی بھی بات نہیں ھے۔۔۔۔ان شاءاللہ ہم ایک بار پھر سے کوشش کریں گے کسی نہ کسی طرح کیپٹن کو ٹالتے رہو سکتا اہے یہ دشمنوں کی چال ہو ہماری انفارمیشن غلط نہ ہو

وہ محض ہمیں گمراہ کرنا چاہ رہے ہوں تم تحمل رکھو میں کچھ کرتا ہوں کل لگواتا ہوں پتا۔

عالیان کی بات بھی سو فیصد درست تھی ہاں شاید ایسا ہی وہ انہیں محض گمراہ کیا جارہا ہو۔۔

سورج کی پہلی کرنیں اسکے چہرے پر پڑی تھیں اس نے مندی مندی
آنکھیں کھولی تھیں باہر سے آتی آوازوں نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا
میں کہاں ہوں اب۔
اس نے سوچا تھا وہ جہاں پہلے تھی اب وہاں نہیں تھی
اب وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھی بیڈ پر سکون دہ حالت میں لیٹی ہوئی
تھی کمرہ محض چھوٹا سا تھا مگر اس میں ضرورت کی ہر چیز تھی
اس نے اٹھنا چاہا مگر اسکا جسم بالکل ماؤف ہو اپڑا تھا اس میں اتنی سکت نہیں
تھی کہ سر بھی اٹھا سکے

ان سب کو چھوڑو مراد یہ بتاؤ وہ لڑکی کون ہے جسے تم رات کو گھر لائے ہو
عالیان سوال کر رہا تھا
پتا نہیں کون ہے وہ میں نہیں جانتا اسے مگر جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے
لگا میں اسے برسوں سے جانتا ہوں

کل میں ڈیوٹی سے واپس آرہا تھا کہ ایک انجان آدمی ایک لڑکی کو گھسیٹتا ہوا کہیں لے جارہا تھا میں نے انکا پیچھا کیا

اس آدمی نے اس لڑکی کو ایک اندھیرے کمرے میں بند کیا جیسے ٹارچر سیل نہیں ہوتا اسی ٹائپ کا کمرہ پھر وہ چلا گیا تو میں کسی نہ کسی طرح اندر گیا میں نے دیکھا ایک لڑکی بے ہوش پڑی ہے

وہ بالکل معصوم سی ہے عالیان۔۔۔۔مجھے تکلیف ہوئی پہلے میں نے سوچا اسکو لے جاؤں ملک کے محافظ ہونے کے ناطے میرا فرض بنتا ہے اسکو بچانا لیکن میں نے کہا نا جانے یہ کون،،،اسکو یہاں کون لایا ہے میں اسے یہیں رہنے دیتا ہوں اور کچھ تفتیش کر لیتا ہوں

وہ بتا رہا تھا اور عالیان بغور سن رہا تھا

پھر میں وہیں تھا جب وہ دوبارہ آیا۔۔۔۔

میں وہاں چھپ گیا لیکن میں کیا دیکھتا ہوں اسنے آہستہ سے اس لڑکی کو کچھ کہا اور پھر اسکے بازو پر انجیکشن گھونپ دیا وہ بے ہوش ہو گئی

میں نے اسی وقت اپنا فیصلہ بدل دیا اور اسے یہاں لے آیا۔۔

ہممممم اچھا۔۔۔۔!! عالیان نے اثبات میں سر ہلایا تھا

❤❤❤

اس نے پھر سے اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر بے سود جب اچانک دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا تھا

اپنے سامنے خوبرو نوجوان کو دیکھ وہ حیران ہوئی تھی

آپ شاید اٹھنا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا

عالیہ ماسی۔۔۔۔عالیہ ماسی

اس نے میڈ کو آواز دی تھی وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی

جی مراد بیٹا۔۔۔۔۔

ان کی مدد کریں اٹھنے میں۔۔۔۔آئزل کی جانب اشارہ کرتے وہ بولا تھا

عالیہ ماسی نے اسے کمر سے تھام کر اوپر اٹھایا درد کی شدت سے وہ آنکھیں

مینچ گئی گاؤ تکیے سے اسے ٹیک لگا کر بٹھایا گیا تھا۔۔

میں۔۔۔۔یہاں۔۔۔کک۔۔۔کیسے۔۔

وہ ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔

ادھر ادھر دیکھتی کبھی عالیہ ماسی کو دیکھتی تو کبھی مراد کو

بے اختیار مراد کو اس پر ترس آیا تھا پیلی رنگت خشک ہونٹ ویران سرخ

آنکھیں بکھرا حلیہ

ریلیکس۔۔۔۔آپکو یہاں میں لایا ہوں میں ہوں میجر مراد عالم آرمی

آفیسر۔۔۔

میں ڈیوٹی سے واپس آرہا جب میں نے دیکھا کہ کوئی آدمی آپکو بے ہوش کیے لے جارہا ہے اس نے آپکو تکلیف دی

ملک کا محافظ ہونے کے ناطے میرا فرض بنتا تھا کہ میں آپکی بھی حفاظت کرتا اس لیے میں آپکو یہاں لایا۔۔۔

اسکا انداز آرام دہ تھا

اس نے آپکو تکلیف دی تھی بائیں بازو میں درد تھا دل میں بھی درد اٹھا تھا ۔۔۔سعد نے اسے تکلیف دی تھی

سسسس۔۔۔۔۔۔۔!اسکے لبوں سے سسکی خارج ہوئی تھی۔۔

آپ ٹھیک ہیں بے بی۔۔۔۔۔!؟؟وہ اسکی جانب لپکا تھا جب کہ وہ تو حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی

وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا

عالیہ ماسی کی مدد سے فریش ہو جائیں کچھ کھا پی لیں میڈیسن لایا تھا میں آپ کے لیے وہ بھی لیں گی تو آپ ٹھیک ہو جائیں درد نہیں ہو گا آپکو۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ دل کے درد دواؤں سے ٹھیک نہیں ہوتے

آپ مجھے وہاں سے لے آئے۔

مجھے میرے بھیا کے پاس چھوڑ آئیں پلیز مجھے میرے بھیا کے پاس جانا ہے

اسکی خشک آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی تھی

بھیا کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔وہ بچوں کی طرح رو رو کر ضد کر رہی تھی

وہ پہلی بار ایسی سیچویشن کا سامنا کر رہا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ایک روتی لڑکی کو کس طرح چپ کروائے وہ تو اسکا نام تک نہیں جانتا تھا اسے وہ معصوم سی انیس سال کی لڑکی بچی لگی تھی اس لیے وہ اسکو بے بی کہہ رہا تھا

وہ دوبارہ سے اس سے کچھ فاصلے پر بیڈ پر ٹکا تھا

پلیز اس طرح روئیں مت چپ ہو جائیں۔۔۔۔۔وہ انگلیاں مسل رہا تھا

بھیا کے پاس جانا ہے۔۔۔۔اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔

آپکو بھیا کے پاس جانا ہے ؟؟؟ میں لے جاؤں گا۔۔۔آپ رونا بند کریں

میں آپکو لے جاتا ہوں

آئزل نے جھٹ سے سر اٹھایا تھا

آپ مجھے سچ میں بھیا کے پاس کے جائیں گے ؟؟

وہ رونا بھلائے معصومیت سے بولی تھی مراد کا دل چاہا اسکے ساتھ مل کر

زیادہ سارا رو دے

ہاں میں لے جاؤں گا مگر اس سے پہلے آپکو میری ساری باتیں ماننی ہونگی

بے بی۔۔

اسکے یوں کہنے پر وہ وہ حیران ہوتی اسے دیکھ رہی تھیں

آپکا نام کیا ہے؟؟؟ مراد نے پوچھا تھا

آ۔۔آئزل۔۔۔

ہاں گڈ۔۔بہت اچھے۔میری بات سنیں آئزل جن لوگوں نے آپکو کڈنیپ کیا ہے وہ آپکو ڈھونڈ رہے ہیں آپکا باہر جانا خطرے سے خالی نہیں ہے باہر جانا تو دور کی بات آپکو باہر جھانکنا بھی نہیں ہے

اگر ہم باہر گئے تو وہ لوگ آپکو پکڑ لیں گے اور انہوں نے پکڑ لیا تو آپکو اپنے بھیا کے پاس نہیں لے کر جائیں گے اس لیے کچھ دن صبر کریں میں خود آپکو اپنے بھیا کے پاس چھوڑ آؤں گا سمجھ رہی ہیں نا آپ

وہ اسے ایسے سمجھا رہا تھا جیسے کسی چھوٹ بچے کو سمجھاتی ہیں میری بات

آئزل نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلایا تھا

گڈاب آپ ہمت کریں اٹھیں اور فریش ہو جائیں کھانا وغیرہ کھا کر
میڈیسن لیں
عالیہ ماسی آپکی ہیلپ کریں گی
عالیہ ماسی خیال رکھیے گا انہیں تکلیف نا ہو
اتنا کہتا وہ روم سے باہر نکا تھا
تھوڑی دیر بعد عالیہ ماسی کی مدد سے وہ نیچے آئی تھی
عالیان نے ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی تھی
مراد نے دیکھا اسکے لائے گئے ڈریسسز میں سے ایک وائٹ کلر کی شارٹ
فراک اور ٹراؤزر میں ہم رنگ دوپٹا سر پر اوڑھے وہ چھوٹی سی ڈول لگ رہی
تھی اگلے ہی لمحے اس نے اپنا سر جھٹکا تھا کیونکہ فرض ضروری تھا دل نہیں
آئیں میرے ساتھ۔۔وہ ڈر رہی تھی
ڈریں نہیں بے بی یہ بھوت ہے ہمارا مگر بہت اچھا ہے۔
جبکہ عالیان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

وہ فلیٹ بالکل چھوٹا سا تھا جس میں وہ رہ رہے تھے دو کمروں پر مشتمل ایک کچن اور ایک چھوٹا سا ہال جس میں دو صوفے رکھے گئے تھے

!!اسلام علیکم۔۔۔۔

عالیان سلام کرتا واپس موبائل کی جانب متوجہ ہوا تھا

وعلیکم السلام۔۔۔۔آئزل نے جواب دیا جو بمشکل مراد ہی سن پایا وہ اسے دروازے تک لایا تھا یہ دروازہ ہے آپ نے اسکے قریب تک نہیں بھٹکنا

اس نے جوتے سے دوازوے کے قریب ایک لکیر

کھینچی تھی ویسے تو عالیہ ماسی یہاں سارا دن ہوتی ہیں مگر چاہے جو ہو جائے آپ نے دروازہ نہیں کھولنا

بلکہ ایسا کرنا ہے جب دروازہ بجے تو اپنے چھپ جانا ہے اسنے سمجھ کر سر ہلایا تھا

ویسے تو کھڑکیاں بند ہوتی ہیں مگر آج سے میں لاک لگادونگا ٹھیک ہے نا۔۔

اب آپ بیٹھیں میں کھانالاتاہوں اسے عالیان سے دور دوسرے صوفے پر بٹھاتاوہ کچن کی جانب آیا تھا

تمہارانام کیاہے علامہ نے پوچھا تھا

آئزل۔۔۔۔اسنے بتایا تھا

ہمم اچھاہے تم پر سوٹ کرتاہے۔۔۔

بھیا بھی یہی کہتے ہیں۔۔۔۔وہ جھٹ سے بولی تھی بعد میں اسنے اپنی زبان کو بریک لگائی تھی

ایک بات بتاؤ تمہارے بھیا کوئی بڑی چیز ہیں کیا جب سے آئی ہو بھیا بھیا کرنے لگی ہو

وہ آبرواچکاتا سوال کر رہا تھا

جی۔۔۔میں اور آپی چھوٹے سے تھے تو ماما بابا کی ڈیتھ ہو گئی بھائی نے ہمیں پالا ہمارا بہت خیال رکھا بہت زیادہ پیار کیا ہم سے وہ بتا رہی تھی

اوہ۔۔۔۔۔عالیان نے گول لب سکیڑے تھے

کیانام ہے تمہارے بھائی کا

۔۔۔۔ایک اور سوال

حیدر علی سکندر۔۔۔۔۔

آئزل نے بتایا تھا

مصنف؟؟؟؟

جی۔۔۔اوہ اچھا تو آپ انکی بہن ہیں کبھی سوچا نہیں تھا زندگی میں ایسا اتفاق بھی ہو گا انکا تو فین ہوں میں میرے پاس انکی بکس کی اتنی بڑی کولیکشن ہے

کچن سے مراد نے باہر جھانکا تھا کہ اسے کیا ہو گیا ہے جبکہ آئزل بھی حیران تھی

اچھا چھوڑو ان سب کو یہ بتاؤ کہ مراد تمہیں بے بی کیوں کہتا ہے

پتا نہیں۔۔وہ کندھے آچکا گئی

مراد نے ٹیبل پر کھانا رکھا تھا میں انکو بے بی اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ یہ ابھی چھوٹی سی ہیں

اتنی بھی چھوٹی نہیں انیس سال کی تو ہے بے اختیار عاریہ کی کہی گئی بات اسکے کانوں میں گونجی تھی

اتنی بھی چھوٹی نہیں انیس سال کی ہوں اسکے لب پھسلے تھے مراد ہنسا تھا

اتنے میں بیل بجی تھی وہ بھاگتی ہوئی کچن میں داخل ہوتی پردے کے پیچھے چھپی تھی عالیان اور مراد نے اسے ہونکوں کی طرح دیکھا تھا

عالیان دروازہ کھولنے گیا تھا ڈیلوری بوائے تھا جو ان کے لیے کوئی خط دے گیا تھا

باہر آجاؤ بے بی۔۔۔مراد کی آواز پر وہ باہر آئی تھی

تم وہاں کیوں بھاگی۔۔

عالیان نے پوچھا تھا

وہ انہوں نے کہا تھا جب دروازہ بجے تو میں چھپ جانا۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تھی

عالیان اور مراد کا قہقہ بے ساختہ تھا وہ انکے یوں ہنسنے پر انہیں حیرت سے کنگ دیکھنے لگی تھی

گڈ۔۔۔ایسے ہی میری ساری باتیں ماننا ابھی کھانا کھائیں آپ مجھے اور عالیان کو کچھ کام ہے

عالیہ ماسی انہیں اچھے سے کھانا کھلا کر یاد سے میڈیسن دے دیجئے گا پھر ریسٹ

ہدایات دیتا وہ عالیان کے ساتھ اسکے کمرے میں غائب ہوا تھا

اور ہاں وہ واپس پلٹی تھی کہہ دو انکو جو میری تلاش میں ہیں کہ بلڈی مونسٹر وہ سایہ ہے کو ہاتھ آکر بھی نہیں ملتا دو

دفعہ وہ میرے علاقے سے بچ کر نکل گئے یہ انکی خوش قسمتی تھی کہ بلڈی مونسٹر یہاں تھی انسے کہہ دو کہ اب بلڈی مونسٹر آگئی ہے اب کسی چڑیا کی بھی ہمت نہیں یہاں پر مار سکے

محل میں اسکے جوتوں کی ٹھک ٹھک گونجی تھی وہ اپنے کمرے میں گئی تھی جو باقی محل کی طرح خوفناک تھا۔۔۔

مگر اس پر خاص کر بلڈی مونسٹر کے لیے آرام دہ بستر لگایا گیا تھا وہ ارد گرد چکر کاٹنے لگی تھی بے چینی تھی نہ جانے کتنے عرصے سے اسکے ساتھ سائے کی طرح رہتی تھی مگر آج اسکے دل پر بوجھ سا تھا

تباہ کر دوں گی میں سب کو اس ملک کو اس ملک کے مکینوں کو پاکستان کو

وہ وحشت سے بولی تھی پاکستان نے اس ملک نے دیا کیا ہے ہمیں اس ملک کی عدالتوں میں انصاف نہیں لوگ ظالم درندے اس چیز کا وجود ہی اس صفحہ ہستی سے مٹ جانا چاہیے جو باعث نقصان ہو اور اب یہ نیک کام بلڈی مونسٹر اپنے ہاتھوں سے کرے گی

بس ایک قدم یا تو پھر یہ ملک ڈوبے گا یا بلڈی مونسٹر کا خاتمہ ہو گا۔۔

وہ بیڈ پر آتی لیٹی تھی لگتا نہیں تھا یہ وہی ایمان ہے جو اتنی نازک سی تھی اور اب کھوپڑیاں لٹکے کمرے میں پر سکون پڑی ہو گی جیسے کوئی ظالم دیوی ہو اور وہ ایسی ہی تو تھی

وہ دونوں نقشے پر جھکے کوئی پلین ترتیب دے رہے تھے مراد نے پینسل سے ایک جگہ نشان لگایا تھا

یہ جنگل ہے اور انفارمیشن کے مطابق اس جنگل کے دو حصے ہیں بایاں اور دایاں جیسا کہ انفارمیشن میں تھا کہ دایاں حصہ محض

جنگلات سے بھرا ہوا ہے وہاں کوئی آبادی نہیں اور بائیں طرف علاقہ ہے بلڈی مونسٹر کا علاقہ

مگر کچھ مسنگ ہے وہ اوپر اٹھا تھا

کچھ مسکنگ نہیں بہت کچھ مسنگ ہے عالیان نے کہا تھا

کیا مسنگ ہے؟ مراد نے آبرو اٹھائے سوال کیا تھا

ہماری انفارمیشن غلط ہے مگر اتنی بھی نہیں بس تھوڑا ٹیڑھے ہونے کی ضرورت ہے۔۔۔وہ مسکرایا تھا

کیا مطلب۔؟۔عالیان حیران تھا

مطلب بلڈی مونسٹر کا علاقہ بائیں طرف ہے دائیں طرف نہیں

اور مراد کرنٹ کھا کر اچھلا تھا

اوہ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا تھا

تجھ میں میرے جیسا دماغ جو نہیں وہ فخریہ کالر جھڑ کے بولا تھا لو یو میرے بھائی مراد نے اسے پکڑ کر اسکے گال چومنا چاہے جبکہ عالیان نے اسے پیچھے دھکیلا تھا یہ گندی حرکتیں میرے ساتھ نہ کیا کر اسے پیچھے دھکا دیتا وہ باہر بھاگا تھا جبکہ مراد مسکرا دیا فائنلی انہیں کلو مل گیا تھا اب اگلا ایک قدم

بلڈی مونسٹر یا پھر یہ ملک

غدار یا پھر یہ وردی

مگر اس سے پہلے اسے ایک ضروری کام کرنا تھا

❤️❤️❤️

اچانک کیا سے کیا ہو گیا تھا ان کی زندگیوں میں ٹیرس پر کھڑا وہ سکرٹ کے کش لگا رہا تھا تقریباً آدھے گھنٹے میں یہ دسویں سگرٹ تھی جو وہ پھونک چکا تھا

ایمان اور پھر آئزل دونوں کی دوری اس کے لیے دشوار ہو رہی تھی

پتا نہیں میری گڑیا کس حال میں ہو گی۔

تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ ایمان خدا تمہیں آباد رکھے۔۔۔

وہ سرد آہ خارج کرتا بولا تھا۔

اسکے سارے خواب ٹوٹ کر بکھرے تھے اس کے نصیب میں خوشیاں آنے سے پہلے ہی چھین لی گئی تھیں

ایسے کیسے کسی اور کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے وہ۔۔ کہاں ہے وہ مجھے اسے ڈھونڈنا ہے

مجھے میری گڑیا کو بھی ڈھونڈنا ہے ایمان کو بھی ڈھونڈنا ہے۔

وہ کس کس کو ڈھونڈتا وہ تو خود بھی لاپتا تھا سب یہاں کھو چکے تھے جو رہ گئے تھے وہ پہلے جیسے نہیں تھے

میں تمہارے لیے ہر حد سے گزر جانا چاہتی ہوں نا جانے کیوں کب سے میں تمہاری اس قدر اسیر ہو گئی کہ تمہیں تکلیف میں دیکھ میرا دم گھٹتا ہے اور تمہیں تکلیف دینا بھی میرے لیے ضروری ہو گیا ہے۔۔۔

بار بار اسکے یہ لفظ حیدر کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔

اس نے واقعی زائشہ کو ہلکے میں لے لیا تھا اور اس نے کیا کیا واقعی اسکی جان ہی لے لی

تمہیں اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا زائشہ تم نے مجھے جتنا برباد کرنا ہے کر لو ایک

دن میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں موت کی گھاٹ اتاروں گا

دل جلا دینے والے آنسو اسکی آنکھوں۔سے بہے تھے

میں کیا جواب دونگا ماما بابا کو کہ میں اپنی بہن کی حفاظت نہیں کر سکا۔۔۔ مگر نہیں میرا دل کہتا ہے وہ محفوظ ہے میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا وہ میری بچی ہے میں اسے خود سے زیادہ دور نہیں رکھوں گا۔

صبح فجر کے وقت وہ گھر واپس پلٹا تھا ساری رات وہ سڑکوں پر گاڑی ڈوڑاتا اسے ڈھونڈتا رہا تھا نہ جانے وہ کہاں تھی اسے نہیں ملی تھی۔

سعد حاشر عاریہ اور ثمینہ بیگم یہاں چلے آئے تھے بقول ثمینہ بیگم کے وہ بھی تو میرے بچے ہیں تکلیف میں ہیں ہمیں انکے ساتھ ہونا چاہیئے

صدمے گہرے تھے جو انہیں لگے تھے اور رفتہ رفتہ انکا دل چیر رہے تھے

عاریہ کا رو رو کر برا حال تھا وہ جانتی تھی آئزل کتنی نازک مزاج ہے وہ کیسے یہ سب برداشت کر رہی ہو گی وہ کہاں ہو گی اسے کتنی تکلیف ہو گی۔
حاشر بھیا ہم آئزل کو ڈھونڈ لیں گے دیکھنا۔۔

سب باہر لاونج میں بیٹھے تو حاشر بولا تھا

تمہیں کیا لگتا ہے میں ایسے ہی بیٹھا ہوں میں ساری رات میں دس دفعہ سارا شہر کنگھال چکا ہوں وہ مجھے نہیں ملی اب تو یہی کثر رہ گئی کہ گھر گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹا کر پوچھوں کہ کیا میری گڑیا آپکے گھر ہے۔

لہجہ میں نمی کی آمیزش تھی

میں جانتا ہوں زائشہ نے ہی اسے کہیں غائب کیا ہے وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔۔۔

ایسا کس نے کہا ہے وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گی وہ بہت شاطر ہے بھائی وہ کچھ بھی

کر سکتی ہے مجھے تو فکر کھائے جا رہی ہے کہ نا جانے زائشہ نے اسے کتنی تکلیف پہنچائی ہو گی۔۔

عاریہ نے کہا تو حاشر اور حنان اس سے متفق دکھائی دے رہے تھے

سعد کسی سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا یہ کیا کروا رہی تھی زائشہ اس سے وہ خود سے ہی شرمندہ تھا مگر اس شرمندگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

بھائی آپ ایسا کریں زائشہ سے شادی کر لیں شاید وہ اچھی ثابت ہو جائے آپ سے محبت بھی کرتی ہے وہ یہ سب آپکو پانے کے لیے کر رہی ہے آپ

ایک دفعہ اس سے شادی کرلیں ہماری آئزل بھی واپس آجائے گی اور بعد میں اسے طلاق دے دیجئے گا۔۔۔۔

حاشر نے کہا تو عاریہ حیران ہوئی تھی

کیسی باتیں کررہے ہیں حاشر آپ طلاق۔۔

آپ جانتے بھی کتنا بڑا لفظ ہے یہ اور کتنا خطرناک اس عمل سے اللہ تعالیٰ کتنا ناراض ہوتے ہیں اور میں نہیں چاہتی کہ اللہ تعالیٰ میرے بھیا سے ناراض ہوں۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے عاریہ مگر سوچو اگر بھائی اس سے شادی کرلیں تو وہ آئزل کو واپس بھیج دے گی

میں آفس جارہا ہوں حیدر کافی دن سے آفس کلوز ہے سارا کام بکھرا پڑا ہے

وہ اٹھا تو اسکے ساتھ حیدر بھی خاموشی سے اٹھتا اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔۔

پتا نہیں میری بچی ایمان کس حال میں ہو گی میری دونوں بچیوں پر نا جانے کیسی آفت ٹوٹ پڑی۔۔۔ ثمینہ بیگم نے کہا تو حاشر کو پارہ ہائے ہوا تھا

کون دونوں بچیاں ماما کون دونوں

ایمان۔۔۔۔دوبارہ میرے سامنے اس کا نام مت لیجئے گا وہ اپنی مرضی سے گئی ہے اس پر کوئی آفت نہیں ٹوٹی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تقریباً چلایا تھا

حاشر۔۔۔۔۔! عاریہ کے گھورنے پر وہ خاموش ہوا تھا

❤️❤️❤️

حیدر کے گھر سے نکلتا وہ سیدھا وہاں آیا تھا جہاں اس نے آئزل کو رکھا تھا جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا آئزل کو وہاں نہ پا کر صحیح معنوں میں اسکے ہاتھ پیر پھولے تھے

آئزل۔۔۔۔۔آئزل۔۔۔۔۔اس نے آواز لگائی تھی مگر اس چھوٹے سے کمرے میں اور کوئی جگہ بھی نہیں تھی جہاں وہ جا سکتی تھی وہ محض اینٹوں کی چار دیواری تھی

وہ جا کہاں سکتی ہے۔۔

وہ باہر بھاگا تھا ادھر ادھر اس نے بہت تلاش کرنا چاہا آئزل کو مگر وہ وہاں ہوتی تو اسے ملتی نا

میں نے تو اسے بے ہوشی کا انجیکشن دیا تھا اڑتالیس گھنٹے وہ اٹھنے والی نہیں تھی پھر کہاں گئی وہ

اگر حیدر نے اسے ڈھونڈ لیا اور اس نے حیدر کو سب بتا دیا تو

اگر زائشہ نے آخری کال کر دی اور وہ نہ ہوئی تھی پھر اسے شدید غصہ آیا تھا زور سے اسنے اپنا ہاتھ کار میں مارا تھا اس اکتفا میں گاڑی کا شیشہ ٹوٹتا اسکے ہاتھ میں چبھتا خون پھوار گیا تھا

کہاں ڈھونڈوں میں اسے کہاں گئی ہے وہ۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا سارا شہر تہس نہس کر دے

آخر وہ جا کہاں سکتی ہے بس یہی سوال وہ بار بار خود سے کر رہا تھا

آفس جانے کے بجائے وہ اب سڑکوں پر بھٹک رہا تھا اسکی تلاش میں مگر وہ

یہ نہیں جانتا تھا کہ

" کھونے والے سڑکوں پر نہیں ملا کرتے "

لاونج سے اٹھتا وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا

ٹیبل پر پڑا اپنا فون اٹھاتا وہ کسی کا نمبر ڈائل کرنے لگا تھا

ایک بیل اسکے بعد دوسری بیل اور تیسری بیل پر کال پک کر لی گئی تھی

زہے نصیب۔۔۔۔آج ہماری قسمت ہی کھل گئی اتنی خوشی کہ ہواؤں میں رقص کرنے کو جی چاہ رہا ہے حیدر علی سکندر نے خود مجھے کال کی ہے آہہہہ !!!!اپنی قسمت پر رشک آرہا ہے

بکواس بند کرواپنی اور میری بات غور سے سنو۔
میں تم سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں کل صبح ساڑھے دس بجے تم یہاں اپنے باپ کے ساتھ میرے گھر پر ہو گی
اور میری بہن کو بھی تم ساتھ لاؤ گی سمجھی

وہ دانت پیستے بولا تھا

جس لمحے نکاح ہو گا اس کے اگلے ہی لمحے تمہاری بہن تمہارے پاس ہو گی کہو منظور ہے۔
مجھے منظور ہے اور کھٹ سے کال بند ہوئی تھی

موبائل بیڈ پر اچھالتا وہ اوندھے منہ گرا تھا

❤️❤️❤️

میرے بن سنی ہیں سب کی راہیں"

"میرے بن پیاسی سب کی نگاہیں

میرے بن سنی ہیں سب کی راہیں"

"میرے بن پیاسی سب کی نگاہیں

" !جو ملے بول بھر کے آہیں سنیے۔۔۔"

لال ساڑھی پہنے وہ آئینے کے سامنے بالوں کو کھلا چھوڑے کھڑی تھی
فل والیم میں میوزک چلا رکھا تھا ریڈ لپسٹک لگائے وہ ہونٹوں کو رب
کر رہی تھی

"عاشق بنایا عاشق بنایا
"عاشق بنایا آپ نے

"عاشق بنایا عاشق بنایا
"عاشق بنایا آپ نے

وہ ساتھ ساتھ گنگنائی تھی
آج وہ بہت خوش تھی بہت زیادہ

سینے میں گھل کے عشق"

دھڑکے تو مزہ ہے

ہونٹوں سے پڑھ لے وہ جو

"ہونٹوں پہ لکھا ہے

بالوں کو ڈرائیر سے خشک کرتے انہیں شانوں پر پھیلایا تھا

آنکھوں میں بھر بھر سرمہ لگائے آئینے کے سامنے کھڑی وہ خود پر ہی قہر

برسا رہی تھی

آنکھوں میں بے تحاشہ چمک تھی لبوں پر گہری مسکان تھی دل میں سکون

اترا تھا

میری نگاہوں میں تیرا"

چہرہ رواں ہے

گہرے ہیں ارماں جان جاں"

پاگل سماں ہے

ساڑھی کا پلو بازو پر گرائے وہ گھومی تھی فائنلی میرا سب کچھ مجھے ملنے والا ہے میرا حیدر میرا ہونے جا رہا ہے اسکا دل چاہا وہ ہواؤں میں اڑنے لگے اور پلک جھپکتے ہی صبح ہو جائے

عاشقی میں ہائے کیسی"

" بازیاں ہیں کھیلیں

حیدر علی سکندر اسکا کبھی نہ ہوتا اگر وہ یہ بازی نہ کھیلتی

جان جان کہہ کر تو نے"

"جان میری لے لی

اسنے کہا تھا وہ اسکی جان لے لے گی اور واقعی اس نے حیدر علی سکندر کی
جان ہی تو لی تھی
جھومتی ہنستی وہ ٹیبل تک آئی تھی
موبائل اٹھا کر اس نے کسی کا نمبر ڈائل کیا تھا

"میرے لیے سب کا دل ہے آوارہ"
"میرے بن ہونا نہیں ہے گزارا

"میرے سنگ جھوم لے آ کے یارا"

" ! سنیے۔۔۔۔

وہ سڑک کنارے گاڑی روکے ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا جب اسکا فون رنگ ہوا

اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔زائشہ کی کال آرہی تھی

اسکا دل چاہا وہ اس دنیا سے غائب ہو جائے

کال پک کرتے اسنے فون کان سے لگایا تھا

تیز میوزک کی آواز ایک دم اسکے کانوں میں پڑی تھی

عاشق بنایا عاشق بنایا"

"عاشق بنایا آپ نے

عاشق بنایا عاشق بنایا"

"عاشق بنایا آپ نے

بے اختیار اسنے موبائل پیچھے کو ہٹایا تھا منہ بسورتا وہ واپس کان سے موبائل لگا گیا

ہیلو!!! وہ بولا تھا

"دیوانے رک جا تیرا ہم سے سامنا ہے "

آنکھوں سے چھو لے چھونا

"ہونٹوں سے منع ہے

کل صبح گیارہ ساڑھے گیارہ مجھے تمہیں میری کال آئے گی اور تم نے اس بچی کو چھوڑ دینا ہے۔ بلکہ خود حیدر کے گھر آنا ہے میرا اور حیدر کا نکاح ہے تم بھی انوائٹڈ ہو۔۔

اور سعد کے دل پر اسکے لفظ لفظ نے چھریاں چلائی تھیں

اسنے کال کٹ کی تھی

بے چینیوں کا فاصلوں کا سلسلہ ہے"

" درد جگر کا یہ سبب ہم کو ملا ہے

مرزا صاحب گھر میں داخل ہوئے تے انکی توجہ تیز میوزک نے لی تھی جس کی آواز زائشہ کے کمرے سے آئی تھی

خوابوں میں جو آئے جائے"

" یار ہم وہی ہیں

ہم کسی کو آسانی سے"

"ملتے ہی نہیں ہیں

وہ گول گول گھومی تھی لبوں سے مسکان جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

مرزا صاحب اندر داخل ہوتے اس کے اس قدر خوش ہونے پر حیران تھے

میرے بن شام ہے بے نظار"

میرے بن بے جیا ہے ستارہ

میرے بن عشق ہے بے سہارا

" ! سنئے۔۔۔

بس آج رات کی دوری اسکے بعد حیدر علی سکندر ہمیشہ کے لیے اسکا ہو جانے والا تھا

عاشق بنایا عاشق بنایا"

عاشق بنایا آپ نے

عاشق بنایا عاشق بنایا

"عاشق بنایا آپ نے

جیسے ہی وہ دوبارہ گھومی مرزا صاحب جو سامنے دیکھا اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی جلدی سے میوزک بند کرتی وہ انکی جانب بھاگی تھی

!کیا ہوا میری بیٹی آج بہت خوش لگ رہی ہے۔۔۔۔

مرزا صاحب نے سوال کیا تھا

بہت بہت بہت خوش ہوں آج میں ڈیڈ۔۔۔

ارے ے ے ے مجھے بھی بتائیں کیوں خوش ہیں آپ میری بیٹی۔۔۔

میں نے آپ سے کہا تھا ناڈیڈ جو میرا ہو گا وہ خود چل کر میرے پاس آئے گا

وہ آگیا ہے ڈیڈ وہ آگیا ہے

کل نکاح ہے میرا

وہ چہکی تھی۔۔۔

ہیں۔۔۔۔۔!!!!!!!!؟اور مرزا صاحب کا تو منہ کھلا کھلا رہ گیا

وہ دنیا کی پہلی ایسی لڑکی تھی جو خود اپنے باپ کو بتا رہی تھی کہ کل اسکا"
" نکاح ہے جبکہ باپ بچاری تو ہونکوں کی طرح اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا

کون آگیا ہے اور کس سے نکاح ہے آپکا؟؟؟

وہ حیرانی سے پوچھنے لگے تھے

ڈیڈ آپ جانتے ہونگے حیدر علی سکندر مشہور و معروف بزنس مین اور ناول
نگار

بس اسی سے کل میرا نکاح ہے

اور مجھے امید ہے ڈیڈ آپکو کوئی اعتراض نہیں ہوگا وہ بہت اچھا لڑکا ہے ڈیڈ
اور سب سے بڑھ کر

!!!آئے لو ہم موسٹ۔۔۔۔۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں بیٹا جیسا آپ چاہیں۔۔
تھینکیو سو مچ ڈیڈ۔۔۔وہ مرزا صاحب کے گلے لگی تھی۔

آج تمہاری ماں ہوتی تو بہت خوش ہوتی زائشہ تمہارا گھر بستا دیکھ
وہ اداسی سے بولے تھے اور زائشہ نے کن نظروں سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا تھا

زائشہ کو آج بھی وہ دن نہیں بھولتا تھا جب وہ پانچ سال کی تھی اور اس کے
سامنے اسکی ماں کو زندہ آگ میں پھینکا گیا تھا
وہ رو رہی تھی گڑگڑا رہی تھی مگر کسی کو رحم نہیں آرہا تھا
انکے گھر کی ایک میڈ جو چالیس سال سے مرزا صاحب کے ہاں کام کرتی
تھی اتنا عرصہ ساتھ رہنے کے باعث وہ گھر کا ہی ایک فرد بن چکی تھی

وہ مرزا صاحب سے شادی کرنا چاہتی تھی مگر مرزا صاحب نے زائشہ کی ماں کو ترجیح دی اور اسے بیاہ کر گھر لے آئے

شادی کے ڈیڑھ سال بعد ہی زائشہ کی خوشخبری ملی تھی

یونہیں سال گزرتے رہے اور دیکھتے ہی ہی دیکھتے زائشہ پانچ سال کی ہو گئ تھی

زائشہ اسکی ماں اور بابا ہیپی فیملی کی طرح زندگی گزار رہے تھے اور یہی چیز اس میڈ کو انکے لیے طوفان بنا رہی تھی

اور ایک دن جب مرزا صاحب کام کے سلسلے میں تین دن کے لیے گھر سے باہر گئے تو میڈ نے زائشہ کی ماں کو کچن میں داخل ہوتا دیکھ گیس کا پائپ چولہے سے اتار دیا اور جیسے

ہی انہوں نے آگ جلائی چولہا پھٹا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آگ بھڑکی تھی
اور زائشہ کی ماں کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی

!!!!...مامااااااااااااااا۔۔۔۔۔

زائشہ چلائی تھی اور میڈ کھڑی ہنس رہی تھی
آگ سے انکا جسم جلتا رہا اور زائشہ مسلسل چیخ و پکار کر رہی تھی مگر کوئی بھی
اسکی ماں کو بچانے نہیں آیا تھا

اور پھر۔۔۔۔۔وہ تڑپتی تڑپتی اس دنیا سے چل بسی تھیں۔
وہ میڈ موقع پر مکر گئی تھی اسکا کہنا تھا کہ وہ وہاں تھی ہی نہیں یہ موت
حادثاتی طور پر ہوئی تھی اور زائشہ اتنا بھی نہیں کہہ پائی تھی کہ وہ عورت
جھوٹ بول رہی ہے

اس دن اس پانچ سال کی چھوٹی بچی کے دل میں بدلے کی آگ بھڑک گئی تھی

اور آج وہ ظالم ترین عورت ہے اس نے اسے جلا دیا تھا اس عورت کو ویسے ہی جلایا تھا جیسے اسکی ماں کو جلایا گیا تھا

وہ ماضی سے باہر آئی تھی۔۔۔۔۔

آنکھوں میں آنسو آئے تھے جسے وہ بے دردی سے صاف کر گئی تھی

مرزا صاحب نے اسے گلے سے لگایا تھا۔۔۔

❤️❤️❤️

!حیدر۔۔۔۔۔۔

!!حیدر۔۔۔۔۔

حیدر کو آوازیں دیتا وہ گھر آیا تھا

اسکی آواز سن کر حیدر نیچے آیا تھا

!کیا ہوا کیوں چلا رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔

وہ پریشان ہوا تھا

تم ایسے کیسے کر سکتے ہو حیدر تم نے زائشہ سے نکاح کی حامی کیوں بھری

سعد کے سوال پر سب حیران ہوئے تھے

تو کیا کرتا میں ہاں۔۔۔۔۔؟

بول کیا کرتا۔۔۔۔۔

اپنی بہن کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا

اس سے کہتا جو کرنا ہے کرلو میں تم سے شادی نہیں کروں گا

بدلے میں وہ میری بہن کو مار دیتی میں تو جیتے جی مر جاتا

کم از کم اس سے نکاح کرنے سے میری بہن تو واپس آئے گی نا

مجھے میری بہن عزیز ہے سعد اور میں

اپنی بہن کے لیے اپنی جان تک قربان کر دینے سے گریز نہیں کروں گا--

وہ بھی چلایا تھا۔۔

میں آپ کے ساتھ ہوں حیدر بھائی آپ نے بالکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے

حاشر اسکے ساتھ تھا

کب۔ نکاح رکھا ہے؟؟

حنان نے پوچھا تھا؟؟؟؟

جل صبح گیارہ اور بارہ کے درمیان۔
جس لمحے نکاح ہو گا اس کے اگلے لمحے ہی ہماری بہن ہمارے پاس ہو گی

سب ہی تقریباً راضی تھے سوائے سعد کے

۔۔۔اسے بھی کوئی اعتراض نہ ہوتا مگر آئزل غائب تھی یہ بات اسے اندر ہی اندر پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔

ناجانے اب کب کیا ہونے والا تھا کسی کو خبر نہیں تھی

❤️❤️❤️
طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟؟؟

وہ کمرے میں داخل ہوا تھا وہ جو لیٹی ہوئی تھی اسکے اندر آتے ہی جلدی سے اٹھی تھی اپنا ڈوپٹا درست کرتی مسکرائی تھی

بازو میں درد ہے بہت جدھرا نجیکشن لگایا تھا انہوں نے۔۔۔وہ بتا رہی تھی

کون تھا وہ کیا آپ اسے جانتی ہیں۔۔مراد نے پوچھا تو آئزل نے نظریں چرائی تھیں۔

کیا آپ اسے جانتی ہیں؟؟؟

مراد نے اس بار پھر سے پوچھا تھا مگر لہجہ نرم ہی رکھا تھا

جی۔۔۔۔وہ دھیمے سے بولی تھی

کون ہے وہ؟؟؟؟

اس نے سولا کیا تھا

آئزل خاموش رہی

میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہو آئزل میں ایک بار جو پوچھوں مجھے اس کا جواب دیں۔

وہ اس بات تھوڑا سخت لہجے میں بولا تھا

۔۔ووو۔۔وہ میری۔۔آ۔۔آپی کے ہسبنڈ کے بھائی ہیں۔۔ بڑے بھائی ۔۔ بمشکل وہ بول پائی تھی

وہ اتنا گھٹیا ہے کیا۔۔۔۔ مراد کو عجیب سا لگا تھا

نہیں نہیں۔۔۔وہ ایسے بالکل بھی نہیں وہ تو بہت اچھے ہیں وہ جھٹ سے بولی تھی

ایسے لوگ اچھے نہیں ہوتی اگر وہ اچھا ہے تو اس نے ایسا کیوں کیا تمہارے ساتھ۔

!!وہ مجبور تھے۔۔۔۔

آئزل اسکا دفاع کر رہی تھی

مجبوری چاہے جتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو غلط کام کرنا نہیں شروع کر دیا کرتے مجبوری میں۔۔۔۔

اسنے آبرو اچکائے تھے۔

اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے ساری بات بتانا پسند کریں گی؟؟؟

وہ اس سے فاصلے پر بیٹھا تھا۔

جی۔۔۔۔میں بتاتی ہوں۔۔۔اس نے سر جھکایا تھا

چند لمحے ان کے درمیان خاموشی حائل رہی۔۔۔

مراد اسکے بولنے کا منتظر تھا

آئزل نے نظریں اٹھائیں اسے اپنی جانب تکتا دیکھ وہ واپس نظریں جھکا گئی
بولیں۔۔۔۔! مراد نے کہا تو آئزل نے بولنا شروع کیا تھا
اور پھر آئزل نے اسے ساری بات بتائی تھی۔۔۔۔۔۔

ہمممم!!! یعنی تم اسے پسند کرتی ہو
ساری بات میں اور بھی کئی اہم پوائنٹ تھے مگر مراد نے ان سب باتوں کا یہ
نتیجہ اخذ کیا تھا

ایسا تو نہیں کہا میں نے۔۔۔۔وہ بوکھلائی تھی
ہمممم یعنی پسند نہیں کرتی محبت کرتی ہو۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔۔!! وہ پھر سے نفی میں سر ہلا گئی۔

پھر عشق؟؟؟؟مراد کو نا جانے کیا ہو گیا تھا وہ ایسی باتیں کیوں کر رہا تھا۔۔

آئزل خاموش تھی

مجھے کب تک یہاں رہنا ہو گا۔۔۔؟وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچتی بولی تھی

جب تک میں کہوں گا تب تک۔۔۔۔۔۔۔

آپ کب تک کہیں گے؟؟؟؟

ہمیشہ۔۔۔۔۔۔!اور یہ لفظ مراد نے دل میں ادا کیا تھا۔

آں۔ ممم۔۔دو تین دن تک۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا

سچ۔۔۔۔!پھر دو تین دن کے بعد آپ مجھے بھیا کے پاس لے جائیں گے؟

وہ چہکی تھی آنکھوں میں چمک ابھری تھی لب مسکرائے تھے وہ مسکراتی

ہوئی کتنی اچھی لگتی تھی نا

مراد نے دل میں سوچا تھا

!ہاں سچ۔۔۔۔۔

اچھا آئزل آپ کو کچھ بنانا آتا ہے ؟؟میرا مطلب کوکنگ وغیرہ اتنے عرصے سے کسی عورت کے ہاتھ کا بنا کھانا نہیں کھایا ہم نے۔۔۔۔سچ میں ترس گئے ہیں۔۔۔

عالیان بھی وہاں آیا تھا

جی مجھے بنانا آتا ہے.....وہ بولی تھی

بنادیں پھر کوئی اچھی سی ڈش۔۔۔۔عالیان نے فرمائش کی تھی۔

نہیں میں نہیں بناؤں گی۔۔۔۔وہ رخ دوسری طرف جھٹک گئی

کیوں کیوں ؟؟؟

مراد اور عالیان ایک ساتھ بولے تھے

پہلے ان سے کہیں مجھے بے بی بولیں میں عورت نہیں۔۔وہ مراد کی طرف اشارہ کرتی عالیان سے کہہ رہی تھی

بول اوئے بے بی۔۔۔۔۔عالیان نے حکم صادر کیا تھا

بے بی۔۔۔۔آپکو اگر کھانا بنانا آتا ہے تو کچھ اچھا سا بنا دیں۔۔وہ اب ریکویسٹ پر اتر آیا تھا۔

اچھا بنا دونگی۔۔وہ ہنسی تھی اپنی فرمائش پوری ہونے پر

ویسے عالیہ ماسی نہیں بناتی کھانا؟؟؟

وہ حیران ہوئی تھی

نہیں انہیں کھانا بنانا نہیں آتا۔۔۔۔۔عالیان نے منہ بسورا تھا

آئزل کو یاد آیا صبح کا کھانا بھی مراد نے بنایا تھا

پھر آپ نے انہیں کام پر کیوں رکھا ہوا ہے؟؟؟

اسے یقین نہیں آرہا تھا ایک عورت ہو کر کھانا نہیں بنانا آتا اگر یہاں ثمینہ آنٹی ہوتیں تو اچھا خاصا بھاشن دے ڈالنا تھا اچھی عورت والا۔۔

وہ ہنسی تھی

پھر آپنے کیوں رکھا ہوا ہے انہیں کام پر۔؟؟؟

وہ سوال کر رہی تھی

بس ویسے ہی چھوڑے موٹے کام کر دیتی ہیں جیسے صفائی وغیرہ

اور آئزل نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تھی

جب سے وہ اٹھی تھی کسی نے صفائی کو ہاتھ نہیں لگایا تھا پر واہ ہی نہیں تھی۔۔۔

اب وہ کیا کہتی۔۔۔۔

!!! چلیں میرے ساتھ باہر آئیں۔۔۔۔

وہ اٹھ کر باہر آئی تھی وہ دونوں بھی اسکے پیچھے باہر آئے تھے
وہ عالیان کے کمرے میں گئی تھی کمرے کا حال دیکھ وہ بے ہوش ہونے کو تھی۔

عالیان بھائی یہ کمرہ دیکھا ہے آپ نے اپنا۔۔۔۔۔۔سارا بکھرا پڑا ہے ۔۔۔۔جلدی سے صاف کریں مجھے یہ روم بالکل سیٹ چاہیئے سمجھے

اور آپ مراد بھ۔۔۔۔۔۔

نہ نہ۔۔۔بھائی نہ کہنا۔۔۔وہ جھٹ سے بولا تھا

اور آپ۔۔۔۔۔۔۔۔

!!!!! ہاں اب ٹھیک ہے۔۔۔۔

وہ پھر سے آئزل کی بات ٹوک چکا تھا

کیا اب میں کچھ بولوں؟؟؟

وہ سینے پر ہاتھ باندھے غصے سے بولی تھی

!!!جی بے بی بولیں۔۔۔۔۔۔

اسنے سر کو خم دیا تھا

اپنا روم صاف کریں آپ آدھے گھنٹے میں آپ دونوں اپنا اپنا روم صاف کریں بالکل کونا کونا چمکنا چاہیئے پھر اس کے بعد

لاونج صاف کرنا ہے آپ دونوں نے چھوٹا سا گھر ہے اور پھوہڑ ماسی رکھی ہوئی ہے خود بھی صفائی کا خیال نہیں رکھتے اس لیے تو اتنے کمزور ہو گئے ہیں

عالیان بھائی کی توہڈیاں نکل آئی ہیں۔۔۔عالیان نے اپنی طرف نگاہ دوڑائی تھی

اور آپ مراد بھ۔۔۔۔۔۔!!! وہ اب مراد کی جانب پلٹی تھی

نہ نہ۔۔۔بھائی نہ کہنا۔۔۔وہ جھٹ سے بولا تھا

اور آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں اب ٹھیک ہے۔۔۔۔!!!! وہ ایک بار پھر سے آئزل کی بات ٹوک چکا تھا

اب میں کچھ بول سکتی ہوں۔۔۔۔۔

جی بے بی بولیں۔۔۔۔مراد نے دوبارہ سر کو خم دیا تھا

جبکہ عالیان تو دبا دبا ہنس رہا تھا۔۔

کمزور ہو گئے ہیں آپ بھی۔۔۔

اماں لگ رہی ہو قسم سے۔۔۔۔۔مراد نے کمنٹ پاس کیا تھا

کام پر لگیں دونوں وہ غصے سے آرڈر دیتی باہر چلی گئی جبکہ وہ دونوں تو ہونکوں کی طرح ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے یعنی اب انہیں کام بھی کرنا پڑے گا

عجیب بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔۔۔۔عالیان جھاڑو اٹھاتا روم میں آیا تھا

نیچے بیٹھا وہ جھاڑو لگانے لگا تھا جب آئزل دروازے کے پاس کھڑی اسے گھور رہی تھی

کیا ہوا؟؟؟؟

عالیان نے پوچھا تھا

پہلے یہ بکھری چیزیں سمیٹیں سب چیزوں کو انکی جگہ پر رکھیں جالے اتاریں
اسکے بعد جھاڑو لگائیں۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔اسکا سر گھوما تھا۔۔

مراد اسکی آدھی بات سن چکا تھا جالے اتارنے والی

اور اب وہ جلدی سے جالے اتارنے والا لے کر اپنے روم میں گیا تھا

۔۔اسے رکنا پڑتا کیونکہ آئزل دروازہ پر کھڑی اسے گھور رہی تھی

کیا ہوا ہے بی۔۔۔۔؟

اسنے پوچھا

پہلے یہ جو کپڑے پھیلائیں ہیں انہیں سمیٹ کر وارڈروب میں رکھیں تاکہ
ان پر جالے نہ گر جائیں۔۔۔۔اور بیڈ شیٹ ٹھیک کریں اس نے بعد کھڑکی
کے پردے جو اترے ہوئے ہیں انہیں لگا دیں

پھر جھاڑو لگائیں۔۔۔عالیان کی طرح مراد کو بھی ڈانٹ پڑ گئی تھی

جیسا جیسا آئزل نے کہا تھا وہ ایسا ہی کر رہے تھے

آئزل نے خود پہلے عالیہ ماسی کی مدد سے کچن کو اچھے سے صاف کیا تھا

مصالحے چینی نمک والے سارے ڈبے ترتیب سے کیبن میں رکھے تھے

صاف کر کے

اسکے بعد بکھری چیزیں سمیٹی تھی۔۔۔۔۔۔فالتو کی چیزیں باہر پھینکوائی

تھیں

جب کچن بالکل صاف ہو گئی تو وہ چولہے کی جانب آئی تھی تاکہ کچھ بنا سکے۔

۔۔۔۔

مراد اور عالیان زور و شور سے کام میں لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں اپنے اپنے کمرے کی صفائی کرنے کے بعد

لاؤنج میں صوفے پر آ کر گرے تھے

کچن سے اٹھتی خوشبو سے انکے منہ میں پانی آیا تھا

بندی کام کی ہے۔۔۔۔۔۔لمبے لمبے سانس لیتا مراد بولا تھا

ارے آپ لوگ بیٹھ گئے اٹھیں ابھی یہ چھوٹا سا لاونج بھی صاف کرنا ہے

جالے اتاریں صوفے کے کپڑے اتاریں اور واشنگ مشین میں رکھیں۔

وہ کچن سے باہر جھانکتے ہوئے بولی تھی

یہاں وہ کیسے جالے اتاریں گے چھت اچھی خاصی اونچی تھی کمروں میں تو بیڈ پر چڑھ کر وہ جالے اتار چکے تھے مگر یہاں کیسے

دونوں کی گردنیں اوپر اٹھی تھیں اور آنکھیں چھت کو لگی تھیں جہاں جالے لٹک رہے تھے

کرنے توپڑیں گے۔۔۔۔جایار جالے والالے آ۔۔۔۔۔مراد صوفے پر
چڑھا تھا

عالیان جلدی سے جالے والالایا تھااور مراد کو پکڑایا تھا

مراد کا توازن بگڑا تھااور الگے ہی لمحے وہ عالیان کے اوپر گرا تھااور اس اکتفا
میں دونوں زمین بوس ہوئے تھے۔

!!.....اوئیییییی

دونوں چلائے تھے آئزل بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی

انہیں یوں دیکھ وہ ایک دم کھلکھلا کر ہنسی تھی

ہنس لو ہنس لو ایک تو کام کرواتی ہو دوسرا ہنستی ہو۔۔۔۔۔عالیان نے اسے
گھورا تھا

وہ کڈنیپ ہو گئی تھی اسے دو آرمی آفیسرز اپنے ساتھ اسکی حفاظت کے "
لیے اپنے گھر لائے تھے اور وہ اب ان سے سارے گھر کا کام کروا رہی تھی
" اور وہ دونوں جھاڑو اٹھائے صفائی کرتے دکھائی دے رہے تھے

وہ منہ پر ہاتھ رکھے انہیں پریشانی سے دیکھنے لگی۔

آپ دونوں ٹھیک ہیں نا۔۔۔۔؟

کمر تھامتے وہ دونوں اٹھتے صوفے پر نیم دراز ہوئے۔

مراد کے بچے۔۔۔۔۔! عالیان نے اسے لیٹے لیٹے گھونسا مارا تھا

!! میں نے کیا کیا ہے۔۔۔۔۔

وہ درد سے کراہتا ہوا بولا تھا

خود گر رہا تھا تو مجھے کیوں گرایا۔۔۔۔۔وہ غصے سے بولا تھا

خود تو گریں گے صنم تجھے بھی لے گریں گے۔۔۔۔

مراد نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

چلیں آپ دونوں فریش ہو جائیں میں کھانا لگاتی ہوں۔۔۔۔۔۔

خوامخواہ تو بچی کہتا ہے اسے بڑی سمجھدار ہے۔۔۔۔عالیان نے مراد سے کہا تھا

بس پھر اس لیے تو عورت کو حسین کہا گیا ہے۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا

ابے چپ کر عورت نہ کہہ تیری بے بی نے سن لیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے

وہ دونوں ہنستے ہوئے اپنے اپنے روم میں فریش ہونے گئے تھے۔

عالیہ ماسی تو آئزل کی تعریفیں کر کے تھک نہیں رہی تھی۔۔۔۔

آئزل مسکرائی تھی

❤️❤️❤️

عاریہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ادھر ادھر چینل بدل رہی تھیں ثمینہ بیگم کو اندر آرام کی غرض سے لٹایا تھا۔۔۔حیدر کہیں نہیں تھا۔۔۔

عاریہ نیوز لگادو۔

موبائل میں مصروف حاشر نے کہا تھا جبکہ حنان کی نظریں تو ٹی وی پر ہی ٹکی تھیں

میں زرا آنٹی کو دیکھ لوں۔

۔۔نیوز چینل لگاتی وہ وہاں سے اٹھتی روم میں گئی تھی

نیوز چینل پر نیوز اینکر چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہا تھا

مشہور و معروف سیاستدان اسلم شاہ کے بیٹے وہاج شاہ کی لاش سمندر کے کنارے پائی گئی۔۔۔

اور حاشر نے جھٹ سے سر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔

حنان جو پانی پہ رہا تھا اسکے حلق میں پانی اٹکا تھا

آخری بار انکو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا گیا تھا جی ہاں ناظرین ایک لڑکی کے ساتھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دونوں ایک گاڑی میں تھے لڑکی دلہن کے لباس میں تھی جبکہ اب دکھایا جارہا ہے کہ لڑکی کا لباس پھٹا ہوا سمندر کے کنارے پڑا ملا ہے اسکے ساتھ ہی کاغذ کے چند جلے ہوئے ٹکڑے برآمد ہوئے ہیں جو کسی نکاح نامے کے لگ رہے تھے

رپیورٹ کے مطابق پتا چلا ہے کہ وہ نکاح نامہ جعلی تھا

وہ نکاح نامہ جعلی تھا

وہ نکاح نامہ جعلی تھا

اسکے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر گرتا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھا

لڑکی گاڑی لے کر موقع سے فرار پولیس اہلکار اور ہمارا باقی کا عملہ لڑکی کی کھوج میں ہے ناظرین مزید اپڈیٹ رہنے کے لیے دیکھتے رہیں جیو نیوز

حاشر نے حنان کو دیکھا تھا کو ایک طرف لڑ کھڑایا تھا وہ فوراً حنان کی جانب لپکا تھا

وہ نکاح نامہ جعلی تھا سنا تم نے حاشر وہ نکاح نامہ جعلی تھا۔

اسکی کیفیت کچھ عجیب سی تھی سے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ ہنسے روئے یا غصہ کرے۔۔۔۔

سنبھالو خود کو حنان۔۔۔۔۔

حنان اپنے بال نوچ رہا تھا۔۔۔۔۔یہ خبر جہاں حنان کے لیے دھچکا تھی وہیں حاشر کے لیے بھی حیرت کا پہاڑ تھی

آخر اس نے ایسا کیوں کیا یہ سوال سب کے ذہنوں میں ہمیشہ رہنے والے تھے۔۔

یعنی اسکا اور ایمان کا نکاح ہوا تھا۔۔۔۔۔۔بے اختیار اسکے دل میں ٹھنڈک اتری تھی اور اگلے ہی لمحے وہ ٹھنڈک آگ میں بدلہ تھی

اضطراب کی کیفیت میں وہ اٹھتا ہوا باہر کی جانب بڑھا تھا

کہاں جا رہے ہیں حنان بھائی رکیں۔۔۔۔۔۔۔۔

حاشر اسکے پیچھے بھاگا تھا مگر اس دوران وہ گاڑی لے کر باہر نکل چکا تھا

وہ واپس اندر آیا تھا جہاں اب عاریہ اور حیدر بھی آ چکے تھے

کیا ہوا ہے کہاں گیا ہے حنان۔۔۔۔۔۔حیدر نے پوچھا تھا

حاشر نے انہیں سب بتایا تھا۔۔۔۔عاریہ اور حیدر کی حالت بھی حنان سے مختلف نہیں تھی

میں نے سوچا نہیں تھا بظاہر معصوم سی دکھنے والی ایمان اس قدر خاطر نکلے گی یہ تو زائشہ سے بھی چار قدم آگے نکلی نہ جانے کیوں اس نے یہ قدم اٹھایا اگر وہ وہاج کے ساتھ نہیں تو اس وقت وہ کہاں ہے۔۔۔

وہ جہاں بھی ہے حیدر بھائی ہماری بلا سے بھاڑ میں جائے ہمارا اب اس سے کوئی تعلق نہیں ہے آپ اس بات کا ذکر ماما سے مت کیجئے گا۔۔

حاشر پہلو بدلتا رہ گیا۔۔۔۔

عاریہ میرے ساتھ آئیں روم میں مجھے کچھ کام ہے آپ سے

عاریہ کو لیتا وہ روم میں آیا تھا جبکہ حیدر وہیں باہر صوفے پر نیم دراز آنکھیں موند گیا تھا

سر درد سے پھٹ رہا تھا اچانک اتنی آفتیں آگئی تھیں ان پر اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ جلدی صبح ہو اور اسکی گڑیا اسکے پاس ہو۔۔۔

حنان دو سو بیس کی سپیڈ سے گاڑی ڈوڑاتا وہاں پہنچا تھا جس لوکیشن کی نشاندہی نیوز اینکر کر رہا تھا

یعنی سمندر کنارے

وہاں اب اسکا پھٹا ہوا لباس نہیں تھا نہ کہ جلے ہوئے جعلی نکاح کے ٹکڑے

دل کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے اور دل جعلی تھا کیونکہ تمام احساس
روندے جا چکے تھے
اسنے کنارے پر پڑے پتھر کو ٹھوکر رسید کرتے سمندر میں پھینکا تھا
پتھر گہرائیوں میں ڈوبا تھا
وہ دوسرا پتھر پانی میں اچھالنے لگا جب اچانک اسکی نگاہ دوسری جانب گئی
جہاں ایک چھوٹے سے پتھر کے پاس سیاہ موتی پڑا تھا
اگلے ہی لمحے اس نے وہ موتی اٹھایا تھا
ایمان کا موتی۔۔۔۔۔وہ حیران ہوا تھا
یہ موتی اس نے ایمان کے پاس دیکھ تھا اسکے ساتھ دو اور موتی بھی تھے
ایک سرخ اور ایک سفید
ان تینوں موتیوں کی بریسلیٹ وہ ہر وقت اپنی کلائی میں باندھے رکھتی تھی
اور ایک دن حنان نے اس سے ان تین موتیوں کی وجہ پوچھی تھی

ایمان کا مسکراتا ہوا چہرہ تصور میں ابھرا تھا

یہ تین موتی ہم تینوں بہن بھائی ہیں یہ وائٹ والے سعد بھائی۔۔۔۔اسنے انگلی رکھی تھی

یہ ریڈ والے حاشر بھائی۔۔

اور یہ بلیک والی میں ان موتیوں کو میں ہمیشہ ایک ساتھ رکھتی ہوں کیونکہ ہم تینوں ایک ہیں اور کبھی دور نہیں ہونگے۔۔۔

سمندر میں اٹھتی پانی کہ ایک لہر نے اس تصور کو مٹایا تھا

وہ موتی اب الگ تھے ایک ساتھ نہیں تھے ایمان ان دونوں سے جدا تھی

اب وہ تینوں ایک ساتھ نہیں تھے۔۔حنان کا دل جلا تھا

باقی کے دو موتی کہاں ہونگے۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے سوچا تھا اور ایمان کا موتی احتیاط سے ٹشو پیپر میں لپیٹ کر اپنی پاکٹ میں رکھا تھا

یہاں سے کوسوں دور بلڈی مونسٹر عرف ایمان نے اپنے گلے میں ڈالی چین کے اندر دو موتیوں پر شہادت کی انگلی رکھی تھی۔۔

حنان کافی دیر وہاں کھڑا تھا دماغ و دل کئی طرح کی سوچیں بنتا رہا

شام ڈھلنے لگی تو وہ واپس گھر کی راہ چل دیا تھا

رات کے تقریباً ساڑھے دس بجے کا وقت تھا جب وہ زائشہ کے ساتھ اسکے کمرے میں موجود تھا

تم یہاں کیوں آئے ہو۔۔۔۔وہ آبرو اٹھاتی سوال کر رہی تھی۔۔۔

کچھ بتانا تھا تمہیں۔۔۔۔زائشہ کو وہ پریشان لگا تھا

بولو۔۔۔۔وہ اب مکمل اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی

دراصل ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔۔۔۔وہ پھر سے بولا تھا

کیا بات ہے وہ بتاؤ ادھر ادھر بات کو گھماؤ مت۔۔۔۔وہ سختی سے بولی تھی

آئزل مسنگ ہے۔۔۔!! سعد نے بتایا تھا

کیا مطلب مسنگ ہے تمہارے کہنے کا مطلب کیا ہے۔۔۔زائشہ نے بھوئیں اچکائی تھیں

میں نے اسے جہاں قید کر رکھا تھا وہ وہاں نہیں ہے رات کو میں اسے وہاں چھوڑ آیا تھا میں نے اسے بے ہوشی کا انجیکشن دے دیا تھا مگر جب میں صبح وہاں پہنچا تو وہ وہاں نہیں تھی۔

وہ نظریں زمین پر گاڑھے کھڑا تھا وہ اس وقت خود کو دنیا کا ذلیل ترین گنہگار انسان سمجھ رہا تھا۔۔۔۔

کیا مطلب ہے وہ وہاں نہیں ہے ہاں۔۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ وہاں نہیں ہے کہاں جا سکتی ہے وہ تم اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہو تم جانتی بھی ہو کل ہمارا نکاح ہے سب سے پہلے حیدر اپنی بہن کی ڈیمانڈ کرے گا وہ آگے بڑھتی اسکا گریبان دبوچ چکی تھی

اسکا بس نہیں چل رہا تھا سعد کو زندہ در گور کر دے۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔۔

ڈھونڈ وا سے۔۔۔۔جہاں مرضی سے ڈھونڈو۔۔اسے۔۔وہ چلائی تھی

سعد کو اپنے کان پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے وہ اتنی شدت سے چلائی تھی

اسے ڈھونڈ و لڑکے اسے ڈھونڈ و وہ بچی ہے میری اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے مجھے میرا حیدر چاہیئے تھا جو مجھے مل رہا ہے مجھے وہ لڑکی صحیح سلامت چاہیئے کل صبح سمجھے تم ورنہ میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تم اپنی ہی شکل آئینے میں پہچان نہیں پاؤ گے۔۔۔۔۔

وہ غرائی تھی اس وقت وہ کوئی بپھری شیرنی لگ رہی تھی جسکے سامنے اسکا شکار کھا تھا اور وہ اسے دھر دبوچنے والی تھی

دور ہو جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ ورنہ میں کچھ غلط کر بیٹھوں گی۔۔

زائشہ نے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا سر جھکائے وہ جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا تھا۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا ساری دنیا تہس نہس کر دے۔۔

آہہہہہ۔۔۔۔۔۔!

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی سب چیزیں اسنے ہاتھ مار کر نیچے پٹخی تھیں اگلے کچھ سیکنڈز تک وہ کمرے کو تہس نہس کر چکی تھی پھر بھی غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا آخر خود ہی وہ اپنے بال مٹھیوں میں دبوچ گئ

نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔۔ میرا حیدر جب خود چل کر میرے پاس آیا ہے تو میں اسے یوں کھونا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔

نہیں میں اسے کھونا افورڈ نہیں کر سکتی میں نے اسے کھو دیا تو میرا سب کچھ برباد ہو جائے گا میری زندگی تباہ ہو جائے گی

میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں مگر حیدر کو کھونا میں افورڈ نہیں کر سکتی

وہ اس وقت پاگل خانے سے بھاگی کوئی ایک پاگل عورت لگ رہی تھی جس کے تیور انتہائی خطرناک تھے
جیسے وہ اپنی چیز کو پانے کے لیے پاگل پن کی انتہا کر دے گی۔۔۔۔
❤️❤️❤️

وہ دونوں فریش ہو کر نیچے آئے تھے بھوک نے خوب ستایا تھا
آئزل ڈشز ٹیبل پر سجائے انکے انتظار میں بیٹھی تھی

انکے آتے ہی وہ مسکراہٹ انکی طرف اچھالتی کھانے کی طرف اشارہ کر گئی تھی

اہمم۔۔۔۔۔دیکھتے ہیں کیا بنا ہے

ہاتھ مسلتے عالیان نے ایک ڈش سے ڈھکن اٹھایا تو اندر نوڈلز تھے۔۔۔۔

وہ حیران ہوا۔۔۔۔۔

دوسری ڈش سے ڈھکن اتارا تو وہ آلو کہ چپس تھی۔

استغفراللہ۔۔۔۔۔۔مراد کے منہ سے نکلا تھا

جبکہ تیسری اور آخری ڈش سے ڈھکن عالیان نے دل تھام کر اٹھایا تھا وہ دھک سارہ گیا کیونکہ اس ڈش میں پاستہ تھا آخری ڈش میں آملیٹ تھے جو انہیں بریڈ کے ساتھ کھانے تھے

بیڑا غرق۔۔۔۔۔۔۔۔کیا یہ سب بنایا ہے تم نے۔۔۔۔

!!!جی۔۔۔

مجھے تو یہی بنانا آتا ہے وہ نظریں جھکائے بولی تھی

سارے گھر کے کام ہم سے کروانے کے بعد تم نے ہمارے لیے نوڈلز چپس پاستہ اور آملیٹ بنایا ہے۔۔۔۔؟

عالیان دکھ سے چور لہجے میں بولا تھا

جی۔۔۔۔۔۔۔اسے لگا عالیان غصہ کر رہا ہے اسے یہ سب اچھا نہیں لگا

لپالپ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں

وہ باقائدہ شوں شوں کر کے رونے لگی تھی

وہ جو دونوں کچھ دیر پہلے اسے ایک سمجھدار عورت سمجھ رہے تھے وہ سب پانی میں بہہ گیا تھا

وہ مراد کی بے بی تھی،،،بے بی ہے اور رہنے والی بھی تھی ایسا عالیان نے سوچا تھا

اسنے اتنی محنت سے اتنا کچھ بنایا تھا اور عالیان نے اسے باتیں سنادی تھی

ارے نہیں نہیں بے بی روئیں مت۔۔۔۔عالیان کا وہ مطلب نہیں تھا وہ تو کہنا چاہ رہا تھا کہ اسے یہ سب بہت پسند ہے یہ
نوڈلز یہ پاستہ اور چپس تو اسکی فیورٹ ہے۔۔۔

مراد کے ہاتھ پیر پھولے تھے

ہاں ہاں میں یہی کہہ رہا تھا۔۔۔۔مراد کے گھورنے پر عالیان نے پینترا بدلہ تھا

مجھے تو یہ سب بہت۔۔۔۔۔اچھا لگتا ہے۔۔یہ بات عالیان نے دل پر پتھر رکھ کر کہی تھی آملیٹ اور چپس کی حد تک ٹھیک تھا مگر نوڈلز اور پاستہ۔۔۔۔۔

مگر مراد کو منظور نہیں تھا کہ اسکی بے بی روئے۔
کملی لڑکی ایسے ہی رونے لگ جاتی ہو ساری بات تو سن لیا کرو۔۔۔ ہم سب مل کر کھائیں گے بہت مزہ آئے گا۔۔

آئزل نے جلدی سے آنسو صاف کیے تھے
سچ میں۔۔۔۔! آنکھیں پٹپٹائے وہ معصومیت سے بولی تھی
ہاں سچ میں۔۔۔۔۔۔ مراد نے اسکے گالوں پر چٹکی کاٹی تھی
اور پھر آئزل تو مزے لے لے کر کھا رہی تھی جبکہ عالیان اور مراد نے دل پر پتھر رکھ کر وہ سب کھایا تھا۔
عالیان اور مراد نے اسکی تعریف میں قصیدے پڑھ ڈالے تھے جبکہ وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی

چلیں بے بی اٹھیں رات ہو گئی ہے آپکو میڈیسن بھی لینی ہے اور اسکے بعد آپ سو جائیں ورنہ طبیعت بگڑ جائے گی آپکی باقی کا کام عالیہ ماسی سنبھال لیں گی چلیں اٹھیں شاباش۔۔۔۔۔

مراد کے کہنے پر وہ انہیں اللہ حافظ کہتی روم میں گئی تھی وہ مراد کے روم میں رہ رہی تھی

مراد اور عالیان اب ایک ساتھ عالیان کے روم میں ہی رہ رہے تھے

اسکے جاتے ہی عالیان نے ابکائی لی تھی۔۔۔ جبکہ مراد تو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوا تھا

تو اور تیری بے بی میری جان لے کر چھوڑیں گی کسی دن۔۔ وہ جل کر بولا تھا

یہ تونے کیا تیری بے بی تیری بے بی لگا رکھا ہے ہاں سدھر جا ورنہ مار
کھائے گا مجھ سے۔۔۔۔۔ مراد نے اسے گھورا تھا

جھوٹ نہیں بولا رہا میں دو نمبر سستے عاشقوں کی طرح اسکے پیچھے پیچھے مت
گھوم وہ پرائی چیز ہے ہم اسے یہاں صرف اسکی حفاظت کے لیے لائے ہیں
کل کو اسے اسکے بھیا کے حوالے کر دینا ہے وہ مڑ کر نہیں دیکھے گی وہ یہاں
مجبوری میں ہمارے ساتھ ہے اسکی عادت مت ہونے دے خود کو ورنہ کام
جان لیوا ہو جائے گا

عالیان نے کچھ زیادہ ہی سچ بول دیا تھا
مراد اداس سا ہوا تھا
اب کیا کہا جا سکتا ہے جب دل پر اپنا اختیار ہی نہ رہے تو۔۔۔

رات کے تقریباً پونے بارہ کا وقت تھا جب مراد اٹھتا ہوا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا جہاں آئزل سو رہی تھی۔۔۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آئزل کو کوئی پریشانی تو نہیں ہو رہی ہے

وہ خاموشی سے اندر داخل ہوا تھا اور آئزل کو یوں گم سم سا بیٹھا دیکھ وہ ناک کرتا اندر آیا تھا

آئزل فوراً سے سنبھلی تھی

کیا ہوا بے بی آپ سوئی نہیں۔۔۔۔۔۔وہ اس سے پوچھ رہا تھا

مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔۔وہ اداسی سے بولی

آپ سونے کی کوشش تو کریں۔۔۔مراد نے اسرار کیا تھا

پھر بھی نیند نہیں آرہی پتا نہیں کیوں عجیب سا فیل ہو رہا ہے۔۔۔۔۔وہ رو
دینے کو تھی

اچھا چلو آؤ اوپر چلتے ہیں۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑتے اسے چھت پر لایا تھا

چاند اپنے پورے آب وتاب سے چمک رہا تھا آج چاند کی چودھویں رات
تھی چاند باقی دنوں کی نسبت زیادہ روشن تھا

چاند کی روشنی میں اسنے آئزل کا چہرہ دیکھا فرق کرنا مشکل تھا کون زیادہ
خوبصورت ہے چاند یا چاند کو تکتی وہ چاندنی سی لڑکی۔۔۔۔۔

کتنا پیارا چاند ہے نا دل کرتا ہے چاند کو آسمان سے توڑ کر اپنے پاس رکھ لوں

اوپر آتے ہی اسکی طبیعت فریش سی ہوئی تھی چاند کو دیکھتی ہو چہک کر بولتی مراد سے اپنی خواہش کا اظہار کر گئی تھی

چاند جب حاصل ہو جائے تو چاند کہاں رہتا ہے پرانی کتابوں میں ہزار دفعہ دہرایا گیا جملہ مراد نے دہرایا تھا یہ لائن اسے ہمیشہ ڈسٹرب کرتی تھی کہ چاند جب حاصل ہو جائے تو چاند کہاں رہتا ہے جبکہ چاند تو چاند ہی ہوتا ہے حاصل ہو یا لاحاصل۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔وہ چاند کو تکتی بولی تھی

چاند تو ہمیشہ خوبصورت ہی رہتا ہے چاند پاس ہو یا دور وہ چاند ہی رہتا ہے یہ تو ظرف ظرف کی بات ہے کہ کون چاند کو حاصل ہونے کے بعد اسکی چمک برقرار رکھتا ہے اور کون اسکی چاشنی کھو دیتا ہے

وہ مسکرائی تھی۔۔۔اسکی بات مراد کے دل کو لگی تھی۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ ظرف ظرف کی بات ہے

اور جو لوگ چاند حاصل ہو جانے کے بعد اسکی چاشنی اس سے چھین لیتے ہیں وہ بالکل بھی اچھے لوگ نہیں ہوتے۔۔۔۔اس نے پھر سے بولنا شروع کیا تھا

ایسے لوگوں کو ہی تو ناقدرا کہتے ہیں

چاند دسترس میں ہونے کے باوجود بھی وہ ناقدری کر جاتے ہیں اور کچھ لوگ اسی چاند کے حصول میں تڑپ رہے ہوتے ہیں۔۔۔۔وہ اداسی سے بولی تھی

اس وقت مراد کو وہ کوئی سمجھدار سنجیدہ مزاج ٹائپ کی لڑکی لگی تھی وہ ایسی ہی تھی ایک پل میں سب سے سمجھدار تو ایک پل میں بالکل بچی بن جانے والی

نیچے چلیں؟؟ مراد نے پوچھا تھا

نہیں کچھ دیر مزید رکتے ہیں۔

اچھا یہاں بیٹھ جائیں وہ اسے ایک طرف رکھے جھولے کی طرف لایا تھا

آئزل بیٹھ گئی جبکہ وہ یونہیں اسکے پاس کھڑا اسے دیکھتا رہا



ایمان تمہیں پتا ہے میرے بابا فوجی ہیں بہت پیارے لگتے ہیں جب

یونیفارم پہنتے ہیں سب بابا کی اتنی عزت کرتے ہیں بابا کے فرنڈز ہیں ناوہ

بھی فوجی ہیں وہ آٹھ سال کی لڑکی ایمان کو چہک کر بتا رہی تھی

اور دو چوٹیوں والی ایمان اسے پیار سے سن رہی تھی

مجھے میرے بابا بہت اچھے لگتے ہیں۔وہ بولی تھی

اور ایمان کو تو اجالا ابھی لگتی ہے۔۔

اجالا کو بھی ایمان بہت اچھی لگتی ہے۔

دونوں ایک ساتھ گلے ملی تھیں

اسکے بعد دونوں سکول کی کینٹین میں گئی تھیں۔۔۔۔۔اجالا گر گئی

۔۔۔۔اجالا ہو چوٹ لگ گئی اجالا رو رہی تھی ایمان بھی رو رہی کیونکہ اسکی

دوست اجالا کو چوٹ لگی تھی۔

چھن سے ایک خواب ٹوٹا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اجالا تن اتنے دن سکول کیوں نہیں آئی ایمان نے تمہیں بہت مس کیا وہ ۔۔۔اسے کہہ رہی تھی

اجالا نے بھی تمہیں بہت مس کیا ایمان وہ اداسی سے بولی تھی
کیا ہوا ہے اجالا تم روئی ہو۔۔۔ایمان نے اس کی سوجی آنکھوں کی جانب دیکھتے کہا تھا

اجالا روتی اسکے گلے لگی تھی۔
کیا ہوا ہے اجالا؟؟؟ایمان پریشان ہوئی تھی

میرے بابا کو سب نے مار دیا ان یونیفارمز والے انکلز نے میرے بابا کو مار دیا
انہوں نے میرے بابا کو پھانسی دے دی
انہیں نے کہا بابا برے ہیں غدار ہیں اپنے ملک کے دشمن ہیں

انہوں نے میرے بابا کو مار دیا

میرے بابا ایسے نہیں ہیں میرے بابا بہت اچھے ہیں ہیں میرے بابا اللہ میاں کے پاس چلے گئے میرے بابا کہہ رہے تھے اللہ انہیں انصاف دے گا میری ماما بہت رو رہی تھیں وہ کہہ رہی تھیں بابا سے کہ واپس آجائیں اجالا ابھی چھوٹی سی ہے۔

اجالا رو رہی تھی ایمان کو تکلیف ہو رہی تھی۔

اجالا کے بابا بہت اچھے ہیں مگر وہ یونیفارم والے انکل کہتے ہیں بابا برے ہیں۔

وہ ابھی بھی رو رہی تھی۔

ماما نے سب عدالتوں میں ریکویسٹ کی سب کو چیخ چیخ کر بتایا کے بابا برے نہیں ہیں بابا اچھے ہیں

کسی نے ماما کی بات نہیں سنی سب کہہ رہے تھے کہ اجالا بھی گندی ہے اجالا کی ماما بھی گندی ہے کیونکہ اجالا کے بابا جو گندے ہیں

کسی نے ہماری بات نہیں سنی سب ہمیں نفرت سے دیکھ رہے تھے میرے بابا گندے نہیں ہیں وہ تو دنیا کے بیسٹ بابا ہیں۔۔۔۔وہ رو رہی تھی۔

ہاں ہاں اجالا کے بابا بہت اچھے ہیں۔۔۔۔ایمان نے اپنی عمر کے مطابق اسے تسلی دی تھی

اسکے کندھے پر سر رکھے اجالا سسکیوں سے رو رہی تھی۔

اسکی سسکیاں ابھی تک ایمان کے کانوں میں گونجتی تھیں۔۔۔۔۔۔اسنے اپنے آنسو صاف نہیں کیے تھے آج بہنے دیے تھے۔

اور ایک دن اجالا بھاگتی ہوئی آئی تھی اجالا بہت خوش تھی

ایمان ایمان۔۔۔۔!!! وہ ایمان کو آوازیں دے رہی تھی

کیا ہوہے اجالا۔۔۔ایمان بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی تھی

ایمان تمہیں پتا ہے آج بابا کے یونیفارم والے دوست آئے تھے کہہ رہے تھے کہ وہ ہمیں ساتھ کے جائیں گے انہیں بابا کی کوئی چیزیں دینی ہیں ہمیں وہ کہہ رہے تھے انہیں ماما سے بات کرنی ہے

ہم کل وہاں جائیں گے ایمان۔

بال آج دو پونیوں میں قید تھے۔۔

تو تم کل سکول نہیں آؤ گی؟؟؟؟ایمان دل برداشتہ ہوئی تھی

نہیں میں کل نہیں آؤں گی کہ میں ماما کے ساتھ بابا کے کے یونیفارم والے دوستوں نے پاس جاؤں گی۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے اجالا تم نہیں جاؤ نا۔۔۔۔ایمان نے اداسی سے کہا تھا

ڈرنے والی کیا بات کے پاگل سی۔۔۔۔اجالا پرسوں آجائے گی نا۔۔۔۔

وہ ننھے ننھے ہاتھوں سے ایمان کے گالوں کو چھو رہی تھی

وہ اللہ حافظ کہہ کر جا رہی تھی اجالا جا رہی تھی اجالا کل سکول نہیں آئے گی

ایمان کے آنسو بے اختیار تھے

کل گزر گئی پرسوں گزر گئی پرسوں اجالا نے آنا تھا اجالا آئی نہیں شاید تھک

گئی ہو کل ادھر جانے کی وجہ سے اور آج اجالا ریسٹ کر رہی ہو کہ آجائے

گی

ایک دن اور صبر کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

پھر اگلا دن ہوا اجالا نہیں آئی ایمان کو فکر ستانے لگی گھر آ کر اس نے خوب ضد کی کہ اسے اجالا کے گھر لے کر جایا جائے اجالا اسے بہت عزیز تھی وہ اجالا کو لے کر پریشان تھی

پھر سعد اسے اجالا کے گھر لے کر گیا تھا

گھر کو تالا لگا تھا

ارد گرد لوگوں سے پوچھا گیا سب نے کہا اچھا وہ غدار کی بیوی اور بیٹی انہیں تو فوجی آفیسر لے گئے اور انہیں پھانسی دے دی

کہا کہ غدار کی بیوی ہے اور بیٹی ہے بڑے ہو کر ملک کے لیے خطرہ ثابت ہونگی

اس لیے انکی تو موت ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔آٹھ سالہ اجالا کو مار دیا گیا تھا اسکی ماں کو مار دیا گیا تھا اسکے باپ کو مار دیا گیا تھا

سب کہتے تھے غدار کی بیٹی مگر خدا گواہ تھا کہ اجالا کے بابا غدار نہیں تھی ان بے قصور لوگوں کو موت کے پھندے پر لٹکایا گیا تھا

ایمان جانتی تھی اجالا غدار نہیں ہے۔۔۔۔اجالا کے بابا غدار نہیں ہیں

۔۔۔۔

اور اس دن وہ اجالا کی قبر پر دھاڑیں مار مار کر روئی تھی

ان وردی والوں نے ننھی اجالا سے اسکی زندگی چھین لی تھی اسکے باپ سے اسکی خوشیاں اور اسکی ماں سے اسکا گھر

بے گناہ لوگوں کو انصاف نہیں ملا تھا اور گنہگار لوگ عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے

وہ آج بھی اسکی قبر پر آئی تھی اور ایسے ہی تو رہی تھی جیسے اس دن روئی تھی

مگر آج وہ ایمان نہیں تھیں آج وہ بلڈی مونسٹر تھی

اس دن سے لے کر آج تک اسکے دل میں جو پاکستان اور اسکے محافظوں کے لیے جو نفرت تھی وہ اتنی طول پکڑ چکی تھی کہ آج اس نفرت نے اسے ایمان سے ظالم بلڈی مونسٹر بنا دیا تھا

مجھے پتا ہے اجالا کے بابا بہت اچھے ہیں اجالا کے بابا گندے نہیں ہے

۔۔۔۔اسکی قبر پر بیٹھی وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی

اجالا دیکھنا ایک دن میں تمہیں انصاف دلا کر رہوں گی میں سب کو ختم کر دوں گی

یہ وردی والے انکل برباد ہو جائیں گے اجالا تمہارا بدلہ تمہاری ایمان لے گی۔۔۔۔

وہ اسے خوشی سے بتا رہی تھی آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر قبر کی خشک مٹی کو گیلا کر رہے تھے۔

اجالا بہت اچھی ہے۔۔۔اور ایسی کرنی ہی اجالا ہیں جو ناانصافی کی وجہ سے مٹی کی زینت بن ہیں

تب ہی تو اجالا کی دوست ایمان کو انصاف کی دیوی کہا جاتا تھا

اجالا کی طرح جن لوگوں کو انصاف نہیں ملتا ناوہ اجالا کی دوست کے پاس آتے تھے انصاف مانگنے اور پھر وہ اجالا کی دوست ایمان سے بلڈی مونسٹر بنتی تھی ایسا انصاف کرتی تھی کہ موت بھی سہم جاتی۔۔

غدار لوگ غداری کر کے بھی بچ جاتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کو موت کی سزا سنادی جاتی تھی اجالا کے بابا کے دوست نے ان پر غداری کا الزام لگایا تھا تاکہ انکی پوسٹ وہ پا سکے

اور باقی کی فیملی کو بھی اس دنیا فانی سے ہٹا دیا تاکہ کل اس کے دشمن نہ اٹھ آئیں

وہ کون تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا

مگر بلڈی مونسٹر کو ان وردی والوں سے سخت نفرت تھی۔۔

اسکا خون کھولتا تھا

وہ اپنی دو پونیوں والی اجالا کو کبھی نہیں بھولی تھی نہ بھول سکتی تھی وہ تو اسکی جان تھی اجالا تو ایمان کی جان تھی

میں جا رہی ہوں اجالا اور میں اس دن تمہارے پاس آؤں گی جب تمہیں انصاف ملے گا

اپنے اللہ سے میرے لیے دعا کرنا وہ میرے گناہوں کو معاف کر دے اور اجالا کو انصاف دلانے میں میری مدد کرے۔

وہ اس سے ایسے مخاطب تھی جیسے ہوا اسکے سامنے بیٹھی ہو۔۔۔

اور اندھیرے میں وہ غائب ہوئی تھی



کیا کروں میں کیا کروں کہاں سے ڈھونڈوں میں اسے ناجانے وہ کہاں گئی ہے اسے زمین نگل گئی یا آسماں کھا گیا ایک رات میں کہاں غائب ہو سکتی ہے

۔

شاید کسی نے مجھے دیکھ لیا ہو۔۔۔وہ اکیلی لڑکی تھی کسی کی نیت کا کیا بھروسہ کوئی اٹھا کر لے گیا ہو گا اسکے بعد وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا

یا خدایہ میں سے کیا ہو گیا ہے یا اللہ اس لڑکی کی حفاظت کرنا۔۔۔۔

افففففف۔۔۔وہ بے بسی سے چہرے پر ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔۔۔

ساری رات گزر چکی تھی نین اندھیرا تھا اور فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں وہ گھر آیا تھا آئزل کو وہ ہر اس جگہ سے ڈھونڈ چکا تھا جہاں اسکے ہونے کی امید تھی مگر وہ نہیں تھی

سعد کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی دل کی دھڑکنیں توازن میں نہیں تھیں

ہاتھ پیر پھول رہے تھے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے

اگر وہ وقت پر آئزل کہ نہ ڈھونڈ پایا تو زائشہ حیدر کو سب بتادے گی اور پھر

حیدر

حیدر تو مار دے گا اس سے

وہ بھلے ہی اسے مار دے مگر آئزل اسکے پاس صحیح سلامت پہنچ جائے اسے

سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کرے وہ اسے کہاں سے ڈھونڈے

زائشہ کی بات مان کر اس نے سب سے بڑی بے وقوفی کی تھی اسکا یہ نظریہ

تھا نا کہ ننانوے فیصد عورتیں بے وفا ہیں تو وہ مرد تھا وہ خود کیا تھا

وہ بے وقوف تھا وہ پاگل تھا وہ اندھا تھا اس بے وفا عورت کے ہاتھوں لٹ

جانے والا اس بے وفا عورت کے کہنے پر گناہوں میں مبتلا ہونے والا

ایک مجرم۔۔۔۔کرمنل۔۔۔۔

ایک بار بس ایک بار آئزل اسے مل جائے وہ دوبارہ کبھی کوئی غلط کام نہیں کرے گا وہ اللہ سے دعا گو تھا
مگر آئزل اسکو نہیں ملنی تھی سو نہیں ملی

اس سے غلطی ہوئی تھی اسے وہاں آئزل کی حفاظت کے لیے سکیورٹی کھڑی کرنی چاہیئے تھے خود چاہے وہ اسے قید رکھتا مگر اسے محفوظ تو رکھتا نا
وہ اپنی بے وقوفی پر حد درجہ پشیمان تھا

اسکے دل میں یہ ڈر تھا کہ کہیں کسی نے اسکے ساتھ کچھ غلط نہ کر دیا ہو۔۔۔
مگر ہو جس کے ساتھ تھی وہ تو کوئی فرشتہ تھا۔۔۔

آپ ہمیشہ کے لیے میرے ساتھ رہ جائیں نا بے بی۔۔۔۔

وہ نماز پڑھ کر جائے نماز سمیٹتی اٹھی تھی جب سامنے مراد کو دیکھ اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے چھوٹی سی ناک پر غصہ آیا تھا

اسنے رات کو بھی نوٹ کیا تھا کہ جب وہ نماز پڑھ رہی تھی اور مراد اسے دیکھ رہا تھا۔۔

آپ مجھے نماز پڑھتے ہوئے اس طرح نہ دیکھا کریں میری نمازیں ضائع ہوتی ہیں۔

وہ منہ پھلائے غصے سے بولی تھی

میرا دل چاہتا ہے کہ خدا کی سب سے خوبصورت تخلیق کو خدا کی بندگی کرتے دیکھوں بار بار دیکھوں اور بس دیکھتا جاؤں

وہ محویت سے اسے دیکھتا بولا تھا

اور اسکی بات کا مطلب سمجھتے وہ نظریں جھکا گئی تھی

اچھا میں کیا کہہ رہا تھا آپ ہمیشہ کے لیے میرے ساتھ ہی رہ جائیں نا بے بی

--

وہ ضدی لہجے میں بولا تھا

نہیں مجھے بھیا کے پاس جانا ہے۔۔۔۔مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا آپ کے ساتھ میں کیوں رہوں میرا آپ سے کیا رشتہ ہے جو میں آپکے پاس رہوں آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھے بھیا کے پاس چھوڑ آئیں گے بس آپ جلدی سے اپنا وعدہ پورا کریں

ڈوپٹے کو حجاب کہ صورت چہرے کے ارد گرد لپیٹے وہ ناراضگی سے بولی تھی

بے اختیار مراد کو عالیان کی بات یاد آئی تھی

کیا ساتھ رہنے کے لیے کسی رشتے کا ہونا ضروری ہے؟؟؟ وہ سوال کر رہا تھا بالکل ہے!!!! رشتے کا ہونا بہت ضروری ہے کیا آپ نے کبھی کسی عورت کو نامحرم کے ساتھ رہتا دیکھا ہے؟

ایک عورت جب بیٹی ہوتی ہے تو باپ اور بھائی کے گھر رہتی ہے جو اسکے محرم ہوتے ہیں

جب اسکی شادی ہوتی ہے تو وہ شوہر کے ساتھ رہتی ہے جو اسکا محرم ہوتا ہے

محرم رشتوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔۔

وہ بولی تو مراد کو شرمندگی نے آن گھیرا تھا

سوری۔۔۔۔۔وہ نظریں جھکا گیا
اٹس اوکے۔۔۔۔وہ خفگی سے بولی تھی۔

میں جلد ہی اپنا وعدہ پورا کروں گا اور آپکو آپ کے بھیا کے پاس چھوڑ آؤں گا اور اسکے بعد آپ کے اور میرے راستے الگ۔

اتنا کہتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔
آئزل حیرت سے اسے جاتا دیکھتی رہی

بات کا رخ اس طرف گھوم گیا تھا ورنہ وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ دعاؤں میں کس کو مانگتی ہے جو اسکی دعائیں اتنی لمبی ہوتی ہیں۔

مگر اچھا ہوا اس نے نہیں پوچھا کیونکہ آئزل جھوٹ نہیں بولتی وہ سعد کا نام لیتی اور مراد۔۔۔۔اور مراد ٹوٹ جاتا۔

❤️❤️❤️

_____ خون کی ہولی _____

صبح مکمل چھا چکی تھی مگر سورج بادلوں کی اوٹ میں چھپا تھا موسم ابر آلود تھا آسمان پر گہرے کالے بادل چھائے ہوئے تھے سب ہی ت قریباً آٹھ چکے تھے۔

وہ وقت قریب تھا جب حیدر نے زائشہ کس ہو جانا تھا زائشہ کو اس پل کا بے صبری سے انتظار تھا اور کو آئزل نہیں ملی تھی اور اس نے سوچا تھا وہ عین

موقع پر فرار ہو جائے گا آسیا نہیں تھا کہ اسے کسی کا ڈر تھا لیکن وہ حیدر کا سامنہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

عاریہ۔۔۔۔۔۔۔!! حاشر نے اسے پکارا تھا۔

جی۔۔۔! وہ پلٹی تھی

آپکو کیا لگتا ہے جو ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہے؟؟؟

وہ سواپ کر رہا تھا

پتا نہیں حاشر مگر یہ سب مجھے کچھ عجیب سا لگ رہا ہے فضاء میں عجیب سی گھٹن ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے۔۔۔پتا نہیں عجیب سی کیفیات ہیں بھیا کو یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے تھا مگر ہماری آئزل ہماری زندگی سے زیادہ ضروری ہے۔۔۔

وہ اداسی سے بولی تھی

بس اب خیر خیریت سے آئزل واپس آجائے اور کیا چاہیئے ہمیں

۔۔۔۔حاشر بولا تو بے اختیار عاریہ نے آمین کہا تھا

یاد آیا حاشر آپکو حیدر بھائی بلا رہے تھے ایسا کریں آپ انکی بات سن آئیں

میں یہ سب سمیٹ لوں

کمرے میں بکھری چیزوں کی جانب اشارہ کرتی وہ بولی تھی حاشر اثبات میں

سر ہلاتا حیدر کے روم کی جانب بڑھا تھا۔

بے بی پانی پلا دیں پلیز۔۔۔۔۔۔وہ صوفے پر بیٹھتا اسے آواز دے رہا تھا

آئزل پانی لائی تھی جو مراد میں مسکرا کر تھاما تھا

کیسی ہیں آپ؟؟ وہ اس سے پوچھ رہا تھا

میں بالکل ٹھیک۔۔۔وہ نظریں جھکا گئی

اسکی عادت بن گئی تھی ان دو دنوں میں اپنا ہر کام آئزل سے کروانے کی ہر

دس منٹ بعد گھر میں امی آواز گونجتی تھی

بے بی یہ کر دیں تو بے بی وہ کر دیں۔۔۔

وہ بھی خاموشی سے کر دیا کرتی تھی اسے اچھا لگتا تھا۔۔۔۔

ایک بات پوچھوں۔۔۔۔آئزل اسکے سامنے بیٹھی بولی تھی

جی پوچھیں۔۔۔وہ سر کو خم دیتا بولا تھا

آپ نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟؟؟وہ پریشان سی بولی تھی

مراد کو ہنسی آئی تھی

کوئی کرتا ہی نہیں مجھ سے شادی۔۔۔وہ اداس ہوا تھا

کیوں۔۔۔۔!!وہ حیران ہوئی

سب کہتے ہیں میں اچھا نہیں ہوں پیارا نہیں ہوں۔۔۔مراد کی اداسی گہری کوئی تھی آئزل کے چہرے کے پریشان کن تاثرات دیکھ مراد کو مزہ آرہا تھا

اتنے اچھے تو ہیں آپ ہر لڑکی آپ جیسا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی ہے

۔۔۔۔۔۔۔وہ سمجھداری سے بولی تھی

ہاں مگر جس لڑکی سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے اس بار سچ میں اسکے لہجے میں اداسی گھلی تھی

جبکہ آئزل اسکی بات کا مطلب ہی نہیں سمجھ پائی تھی

کتنی بری بات ہے نا لیکن آپ فکر نہیں کریں میں اللہ سے دعا کروں گی کہ جس سے آپ محبت کرتے ہیں اسکو بھی آپ سے پیار ہو جائے۔۔

وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی تھی مراد نے جھٹ سے اسے دیکھا تھا وہ نظریں چرا گیا تھا اس پل اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ آئزل یہ دعا کبھی نہ کرے اور اسی پل آئزل نے دعا کی تھی کہ مراد کو اسکی محبت مل جائے

اب یہ تو وقت بتائے گا کہ کس کی دعا قبولیت کا شرف پاتی ہے۔۔

❤️❤️❤️

زائشہ اپنے روم میں بیٹھی تھی جب مرزا صاحب ایک خاکی رنگ کا بیگ
اٹھائے اندر داخل ہوئے تھے انہیں دیکھ وہ مسکرائی تھی
یہ آپکے لیے بیٹا وہ بیگ انہیں نے بزائشہ کی جانب بڑھایا تھا
اس میں کیا ہے ڈیڈ وہ بیگ تھماتی بومی تھی
خود دیکھ لیں وہ کندھے اچکا گئے
اچھا تو ایسی بات ہے زائشہ نے بیگ کھولا وہ حیران رہ گئی اس بیگ میں سرخ
لہنگا تھا
مرزا صاحب نے لہنگا نکالنے اسکے سامنے بید پر پھیلایا تھا
بھاری کامدار سرخ گہرا سرخ رنگ کا لہنگا
زائشہ کو اس لہنگے سے وحشت ہوئی تھی اس کے رنگ سے وحشت ہوئی
تھی ایسا نہیں تھا کہ اسے سرخ رنگ پسند نہیں تھا مگر اس لہنگے سے اسکے
رنگ سے اسے وحشت نے آن گھیرا تھا
یہ آپکی ماما کا لہنگا ہے زائشہ بیٹا۔۔۔۔آج آپ نے یہی لہنگا پہننا ہے۔۔۔۔۔

وہ اسے بتا رہے تھے اور زائشہ نے انہیں جن نظروں سے دیکھا تھا

میں یہ سرخ لہنگا نہیں پہنوں گی ڈیڈ۔۔۔اسنے بصاف انکار کیا تھا

۔۔۔مرزا صاحب حیران ہوئے تھے

لیکن کیوں بیٹا کہوں نہیں پہنیں گی آپکی ماما کا لہنگا ہے یہ بیٹا انکی شدید خواہش تھی کہ اپنی بیٹی کو اپنے ہی لہنگے میں دلہن بنا دیکھیں آپ انکی یہ خواہش پوری نہیں کرو گی کیا

زائشہ کو لگا اسے ایموشنل بلیک میل کیا جا رہا ہے

نہیں ڈیڈ وہ سب تو ٹھیک ہے مگر میں یہ سرخ لہنگا نہیں پہن سکتی

وہ نفی میں سر ہلاتی بولی تھی

میں یہ سرخ لہنگا نہیں پہنوں گی ڈیڈ۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے سرخ لہنگے سے۔

مجھے بہت ذ۔۔۔زیادہ ڈر لگ رہا ہے ڈیڈ اسے مجھ سے دور کریں

مجھے خون نظر آ رہا ہے میں نہیں پہنوں گی سرخ لہنگا

وہ ہاتھ سے لہنگے کو پیچھے جھٹک چکی تھی

بری بات زائشہ بیٹا میں نے ہمیشہ آپکی ساری باتیں مانی ہیں لیکن آج آپکو میری بات ماننی ہو گی۔۔یہ لہنگا تو آپکو پہننا ہو گا زائشہ۔۔۔۔

وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولے تھے

مگر ڈیڈ۔۔۔۔۔

بس زائشہ میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا

ڈیڈ میں نے بلیک میکسی خریدی تھی میں وہی پہن لونگی نا۔۔

اسکی ضد وہیں قائم تھی

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ زائشہ اپنی شادی والے دن سیاہ لباس کون پہنتا ہے

اب بس کریں زائشہ مزید مجھے کچھ نہیں سننا یہی لہنگا پہنیں گی آپ بیوٹیشن آچکی ہے بس آپ تیار ہو جائیں ہمیں دیر نہ ہو جائے

وہ سختی سے اپنا حکم صادر کرتے وہاں سے چلے گئے

جبکہ وہ وحشت زدہ آنکھوں سے لہنگے کی جانب دیکھ رہی تھی

بیوٹیشن اندر آئی تو زائشہ کی گھورتی نظروں کا سامنا کرنا پڑا تھا اسے

مگر زائشہ نے خود کو نارمل کیا تھا اور اب تیار ہونے بیٹھی تھی بیوٹیشن

مہارت سے اپنا کام کر رہی تھی

❤❤❤

رسم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نکاح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسے ہی بیوٹیشن اسے تیار کر کے ایک طرف ہوئی اس نے اپنی آنکھیں

کھولی تھیں وہ مبہوت سی خود کو آئینے میں دیکھتی رہ گئی کیا یہ وہی زائشہ تھی

جس کے مختلف روپ تھے

آج سرخ رنگ کے لہنگے میں ماتھے پر جھومر سجائے ناک میں بڑی سی نتھ سجائے ہیوی برائڈل میک اپ میں وہ کسی اور ہی دنیا سے آئی ہوئی اپسرا لگ رہی تھی

اسکا دل گھٹ رہا تھا۔۔۔۔۔یہ بس وہی جانتی تھی

بیوٹیشن کو جانے کا کہہ کر وہ اپنا موبائل اٹھاتی نمبر ڈائل کرنے لگی تھی مقابل اسکی کال کبھی کٹ نہیں کر سکتا تھا یہ بات تو طہ تھی۔

ہیلو۔۔۔!! وہ بولی تھی

ہممممم!!! سرسری سا جواب

آئزل ملی؟؟؟ سوال کیا گیا

نہیں۔۔۔۔!! وہ دھیرے سے بولا تھا

زائچہ کی وحشت میں اضافہ ہوا تھا

ایک گھنٹہ۔۔۔۔۔ایک گھنٹہ ہے تمہارے پاس اسے ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ

ورنہ تمہاری لاش تو کیا لاش کے ٹکڑے بھی نہیں ملیں گے۔

کال کٹ کرتے اس نے موبائل زور سے دیوار پر دے مارا تھا اور موبائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے۔

سب لوگ اب ایک ہی جگہ جمع تھے حیدر تیار نہیں ہوا تھا حتیٰ کے اس نے اپنے بالوں کو بھی سیٹ نہیں کیا تھا شکن زدہ رات والا ڈریس بکھرا حلیہ سنسان آنکھیں بکھرے بال شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے شرٹ کے

کف کہنیوں تک فولڈ کیے ماتھے پر ہزاروں بل سجائے وہ زائشہ کے پہلو میں بیٹھا تھا

زائشہ کو وہ اس حالت بھی اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا۔۔

مولوی صاحب نکاح پڑھانے کے لیے تیار بیٹھے تھے

ثمینہ بیگم عاریہ کے ساتھ کھڑی تھیں سب کی نگاہیں منتظر تھیں آئزل کی

حاشر اور حنان بھی ایک طرف کھڑے تھے

مرزا صاحب ایک طرف کرسی پر بیٹھے تھے سعد غائب تھا

میری بہن کہاں ہے زائشہ ؟؟؟؟ وہ سختی سے گویا ہوا

تمہاری بہن میرے پاس ہے حیدر علی سکندر جیسے ہی تم میرے نام لکھ دیے جاؤ گے اسی لمحے تمہاری بہن تمہارے پاس ہو گی

وہ بظاہر اپنا غرور برقرار رکھتے دل جلا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بولی تھی۔

مگر دل میں بے چینی اور ڈر تھا اگر سعد کو آئزل نہ ملی تو۔۔۔۔۔۔؟

اس سے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی

تم اچھے سے جانتی ہو میں نے تم سے نکاح کیوں کر رہا ہوں مجھ سے کوئی امید مت لگانا زائشہ

وہ جل کر بولا تھا

میں انسانوں سے توقعات وابستہ نہیں کرتی حیدر۔۔۔

وہ مسکرائی تھی

جانور ہو نا تم تو۔۔۔۔۔وہ سر دوسری جانب جھٹک گیا

جانور ہوں اور تمہیں کھا جاؤں گی بھاؤ۔۔۔۔ایسے کر کے۔۔۔ایک دم وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی

حیدر نے اس گھورا تھا

تم ایسے گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔؟ وہ حیرت سے بولی تھی
میں نے پہلی بار ایسا عجوبہ دیکھا ہے نا اس لیے غور فرما رہا ہوں۔۔۔ زہر اگلتا لہجہ

کیا تمہارے گھر میں شیشہ ہے۔۔۔؟ زائشہ نے پوچھا تھا
ہاں ہے کیوں۔۔۔؟۔۔ وہ حیران ہوا

حیرت کی بات ہے تم نے آج تک شیشہ نہیں دیکھا۔۔۔! وہ پریشانی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے اس تاسف سے دیکھتی بولی تھی

تمہارے گھر میں چوہے مار دوائی ہے۔۔۔؟ حیدر نے سوال داغا تھا

ہاں تمہارے لیے ہی بچا کر رکھی ہے۔۔! وہ آنکھ ونک کرتی بولی تھی

بھاڑ میں جاؤ زبان دراز لڑکی۔۔۔! اسے دل ہی دل میں کوستا وہ سر جھٹک گیا

! نہیں سوری مجھے تمہارے گھر جانے کا کوئی شوق نہیں۔۔۔

نکاح پہلے حیدر کے گھر ہی رکھا گیا تھا مگر مرزا صاحب نے کہا تھا کہ بیٹی اگر اپنے گھر سے ہی رخصت ہو تو اچھا رہتا ہے اس لیے اب حیدر اپنے گھر کے ان چند افراد کے ساتھ بارات لے کر آیا تھا
رخصتی بھی آج تھی مگر حیدر کے گھر نہیں کہیں اور

بہت تیز زبان چلتی ہے تمہاری۔۔۔ حیدر غصے سے بولا تھا

ہاتھ بھی بہت تیز چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں کی جانب اشارہ کرتے بولی تھی

توان ہاتھوں کو کام کرنے میں بھی استعمال کر لیا کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حیدر نے مشورہ دیا

کام نا صحیح کام تمام کرنے میں ضرور استعمال کروں گی۔۔۔۔۔وہ پھر سے آنکھ ونک کر گئی

نہیں زائشہ تم جا کر پاستہ بناؤ کیونکہ کام تمام تو میں کروں گا آج تمہارا ۔۔۔۔۔وہ کن نظروں سے اسے دیکھتے بولا تھا

کیا سچ میں تم مجھ سے نفرت کرتے ہو؟؟؟

وہ اس سے پوچھ رہی تھی

صرف نفرت نہیں بے حد نفرت۔۔۔۔۔اسکے لفظ زائشہ کو تیر کی طرح لگے تھے

اور اگر محبت ہو گئی تو؟؟؟؟اس نے دوسرا آپشن رکھا

اسکی نوبت نہیں آئے گی۔۔۔۔وہ کندھے اچکا گیا

چلو دیکھ لیتے ہیں۔۔۔۔۔وہ یہ طرفہ مسکرائی تھی

!!!مولوی صاحب نکاح شروع کیجئے۔۔۔۔۔۔

وہ مولوی صاحب کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

تو مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا تھا

جلن سی اٹھی تھی زائشہ کے سینے میں مگر وہ اگنور کر گئی وہ اس خوبصورت لمحے کو کھل کر جینا چاہتی تھی

حیدر کی نظر نکاح نامے پر تھی جب کہ زائشہ کی نظر حیدر پر وہ آج اسے اپنی آنکھوں کے ذریعے اپنے دل میں نقش کر لینا چاہتی تھی۔

مولوی صاحب پہلے حیدر سے اعجاب وہ قبول لے رہے تھے سب کے دلوں کی عجیب کیفیت تھی

عالیان بھائی رکیں۔۔۔۔۔میری چاکلیٹس واپس کریں رات کو میں نے مشکل سے اپنے اس کھڑوس دوست سے منگوائی تھی

وہ چاکلیٹ کھا رہی تھی جب عالیان اس سے چاکلیٹ کھینچ کر بھاگا تھا اب وہ چھوٹے سے لاونج میں اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی

جب سامنے سے آتے مراد سے بری طرح ٹکرائی تھی اس سے پہلے کہ وہ
زمین بوس ہوتی مراد اسے تھام چکا تھا

عالیان نے جھٹ سے آنکھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔
میں نہیں دیکھوں گا۔۔۔۔۔۔وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے بولا تھا

وہ جلدی سے پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔
دھیان سے چلا کریں بے بی۔۔وہ اسے سمجھا رہا تھا عالیان نے جلدی سے
ہاتھ ہٹایا تھا اپنی آنکھوں سے
بچے کے سامنے اس طرح کی حرکتیں نہ کیا کریں۔
آئزل نے شرم سے پانی پانی ہوئی تھی جبکہ مراد عالیان کو گھور رہا تھا
کون بچہ کونسا بچہ ہاں۔۔۔۔۔۔قبر میں پہنچ والا ہے اور کہتا ہے کہ بچہ ہے

۔۔

مراد نے اسے جھاپڑ رسید کیا تھا

استغفراللہ قبر کہاں سے آگئی ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی بچے بھی نہیں ہوئے۔

وہ منہ بسورے بولا تھا آئزل کھلکھلا کر ہنسی تھی

اسے ہنستا دیکھ مراد بھی ہنسا تھا

ویسے یہ بھاگم بھاگ کیوں ہو رہی تھی۔۔۔۔اب وہ دونوں سے پوچھ رہا تھا وہ جو آپ نے رات کو مجھے چاکلیٹ لا کر دی تھی نا وہ عالیان بھائی نے چھین لی مجھ سے۔

اس نے رونے والا منہ بنایا۔

عالیان۔۔۔۔۔۔!!!! مراد نے دانت پیستے اسے گھورا تھا

یہ لو نہیں کھاتا میں بچہ تھوڑی ناہوں۔۔۔۔۔وہ سر جھٹکتا اسکی جانب
چاکلیٹ بڑھاتا بولا تھا

لیکن ابھی تو کہہ رہے تھے آپ بچے ہیں۔۔۔۔۔۔۔آئزل نے سوال کیا تھا
وہ تو میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔وہ کھسیانا سا ہنسا تھا
اچھا چھوڑو اس کو بے بی میری بات سنو نا

مت جاؤ نہ بے بی۔۔۔وہ رونے والا ہوا تھا
لیکن میں کہاں جا رہی ہوں۔۔۔۔وہ حیران ہوئی تھی
اپنے روم میں جا رہی تھیں نا آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔مراد ایک دم ہنسا تھا
وہ سر کو نفی میں جنبش دیتی کمرے کی جانب بڑھی تھی
توبہ ہے سستے عاشق پال رکھیں ہیں میں نے اپنے گھر میں۔
عالیان جل کر بولا تھا اور مراد مسکرا دیا

❤️❤️❤️

کیاآپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟حیدر سے پوچھا گیا

قبول ہے۔۔۔۔۔!!اسکی بہن زیادہ ضروری تھی

کیاآپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟

!قبول ہے۔۔۔۔۔

وہ یہ شادی صرف اور صرف اپنی بہن کو واپس پانے کے لیے کر رہا ہے

کیاآپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟

!!!!! قبول ہے

وہ زائشہ سے نفرت کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا

❤️❤️❤️

مولوی صاحب اب زائشہ کی جانب بڑھے تھے

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟

اور زائشہ سے بھلا پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھا

قبول ہے۔۔۔۔۔وہ دل سے خوش تھی۔۔۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔!!؟

جی قبول ہے۔۔۔۔! حیدر اس سے نفرت کرتا تھا مگر وہ حیدر کو منا لے گی وہ بہت اچھی ہو جائے گی کبھی کسی کو تکلیف نہیں دے گی وہ حیدر کے لیے خود کو بدل دے گی۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟

جی قبول ہے۔۔۔۔الحمداللہ۔۔۔۔بے اختیار اس نے خدا کا شکر ادا کیا تھا

دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے گئے

زائشہ کا دل زور سے دھڑکا تھا سعد ابھی تک نہیں آیا۔۔۔

ایک سیکنڈ میں کال کر لوں ایک ضروری وہ سب سے معذرت کرتی لہنگا سنبھالتی ایک طرف آئی تھی

سعد کو کال کی تھی مگر وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا تقریباً وہ بیسوں دفعہ ڈائل کر چکی تھی اسکا نمبر مگر وہ کال پک نہیں کر رہا تھا اور نہ ہی اس نے کرنی تھی

زائشہ بیٹی کہاں ہیں آپ۔۔؟؟؟مرزا صاحب کی آواز آئی تھی

آرہی ہوں ڈیڈ۔۔۔۔۔بددل ہو کر وہ واپس آئی تھی سب اسی کے منتظر کھڑے تھے

میری بہن کہاں ہے زائشہ مجھے لگتا ہے اب تمہیں اسے مجھے لوٹا دینا چاہیئے۔

حیدر نے آبرو اٹھائے تھے

زائشہ خاموش تھی اس نے موبائل کی جانب دیکھا تھا جو ساکت تھا بلکل

اس نے دروازے کی جانب دیکھا تھا وہاں کوئی نہیں تھا

کیا وہ حیدر کو کھونے والی ہے ؟؟؟؟

اسے گھٹن محسوس ہوئی تھی سرخ لہنگے کا بوجھ وہ برداشت نہیں کر پا رہی

تھی

کہاں ہے آئزل آپ کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔۔۔۔حنان غصے سے آگے

بڑھا تھا

حیدر نے اسے ہاتھ سے روکا تھا۔۔۔

زائشہ میری بیوی ہونے کا غلط فائدہ مت اٹھاؤ بتاؤ میری بہن کہاں ہے اسے مجھے دے دو میں نے تمہاری بات مانی تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا تم سے نکاح کیا یہی چاہتی تھی نا تم۔۔۔۔اب مجھے میری بہن لوٹا دو۔

زائشہ کو لگا وہ اس کی منت کر رہا ہے اور سچ میں وہ اس کی منت کر رہا تھا

۔۔۔۔۔

وہ نظریں زمین میں گاڑھے کھڑی تھی

۔۔۔زائشہ مرزا خان کسی کے سامنے نہ جھکنے والی آج اپنے شوہر کی بہن " " کو اغواہ کرنے کے بعد آج اس کے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی۔۔

بولو۔۔۔۔۔وہ چنگھاڑا تھا

زائشہ کا دل لرزا تھا۔

آئزل سع۔۔۔۔سعد کے پاس ہے۔۔۔۔!! وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔۔۔آواز کانپی تھی آج وہ اس لمحے اپنے ہواسوں میں نہیں تھی

اسکی بات پر سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے

!! ہاہاہاہا۔۔۔۔۔

کیوں اپنا گناہ کسی اور کے سر پر تھونپ رہی ہو زائشہ۔۔وہ طنزیہ ہنسا تھا

مرزا صاحب حیران تھے جو بات وہ لوگ کر رہے تھے وہ اس س بے خبر تھے

میں سچ کہہ رہی ہوں حیدر میں نے سعد سے کہا تھا اسے کڈنیپ کرنے کے لیے کیونکہ وہ میرا کرائم پارٹنر ہے لیکن اسکا کہنا ہے کہ آئزل مسنگ ہے اس نے جہاں آئزل کو قید کر کے رکھا تھا آئزل وہاں نہیں ہے۔

زائشہ نے اسے سچ بتایا تھا

توبہ۔۔۔۔توبہ زائشہ خدا کا خوف کرو۔۔۔۔اور کتنے جھوٹ بولو گی زائشہ

۔۔۔۔

حیدر نے اسے تاسف سے دیکھا تھا

زائشہ کے سینے کی گھٹن بڑھتی جا رہی تھی

سعد پر الزام مت لگاؤ زائشہ مجھے بتاؤ میری بہن کہاں ہے ورنہ میں آج اسی لمحے تمہیں اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں گا۔

وہ شدید غصے میں تھا آنکھیں سرخ انگار تھیں گردن کی نسیں بار بار پھولتی معدوم ہو رہی تھیں۔

مٹھیاں سختی سے بھینچی تھیں ماتھے پر بے پناہ بل تھے

مجھے زندگی چاہیئے مجھے تم مل جاؤ حیدر علی سکندر مجھے جینا ہے مجھے زندگی بخش دو

زائشہ نے سر اٹھایا اسکی آنکھوں میں آنسو تھے عاریہ کو کچھ ہوا تھا مگر سامنے حیدر علی سکندر تھا اسے اپنی بہنوں کے علاوہ کس کے آنسوؤں سے کوئی واسطہ نہیں تھا

صبح سے ابر آلود موسم اب گھنے سیاہ بادلوں میں بدلا تھا گرجتے بادلوں کی آواز اور ہلکی ہلکی بارش۔۔۔۔

زائشہ مجھے میری بہن چاہیئے بولو کہاں ہے وہ یہ ڈرامے بازی بند کرو۔۔ تم نے کہا تھا نکاح کے بعد تم مجھے میری بہن میرے حوالے کر دو گی وہ لمحہ آگیا ہے زائشہ تم اپنے کہے سے مکر رہی ہو۔۔۔۔

جتنا غصے میں حیدر تھا حنان اور حاشر کی بھی حالت حیدر سے مختلف نہیں تھی بس یہ تھا کہ وہ خاموش کھڑے تھے

میں سچ کہہ رہی ہوں وہ سعد کے پاس تھی۔۔۔۔ لیکن اب نہیں ہے وہ نا جانے کہاں چلی گئی ہے اس لیے تو سعد یہاں نہیں ہے۔۔۔۔۔۔اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا

سعد یہاں ہو گا بھی کیسے زائشہ میں نے خود اسے شہر سے باہر بھیجا ہوا ہے ۔۔۔۔اور آئزل اسکے پاس نہیں آئزل تمہارے پاس ہے میری بہن تمہارے پاس ہے مجھے مجبور مت کرو کہ میں کوئی غلط قدم اٹھاؤں اس لیے میں کہہ رہا ہوں آخری دفعہ کہہ رہا ہوں مجھے بتاؤ میری بہن کہاں ہے

۔۔۔۔۔

وہ سختی سے دانت پیستا بولا تھا

مم۔۔مجھے نہیں پتا۔۔۔۔مم۔۔میرے پاس نہیں ہے آئزل۔۔۔۔اسکے لبوں سے سسکی خارج ہوئی تھی

اچھے اچھوں کو رلا کر رکھ دینے والی زائشہ مرزا خان آج خود رو رہی تھی

پلیز حیدر میرا یقین کرو مجھے نہیں معلوم تمہاری بہن کہاں ہے مجھے سچ میں نہیں معلوم مجھے تو یہ تک نہیں پتا تھا کہ سعد نے اسکو کس جگہ قید کر رکھا تھا

وہ پھر سے بولی تھی

بس۔۔۔۔!!!بس بہت ہو گیا اپنے گھٹیا کرتوتوں کا بوجھ میرے بھائی کے سر پر نا ڈالیں میرے بھائی کا نام مت لیں ورنہ حیدر بھائی تو کچھ کریں گے یا

نہیں میں آپکو چھوڑوں گا نہیں اور یقین کریں جب ملک حاشر کا ظمی اپنی پر آتا ہے تو پھر وہ بہت ظالم ثابت ہوتا ہے۔

ابھی تم سب نے حاشر کا اچھا روپ دیکھا تھا اگر کبھی حاشر نے اپنا دوسرا روپ دکھادیا نا تو وہ سب سے پار گنا جائے گا۔

زائشہ نے کن نظروں سے اسے دیکھا تھا

اپنے بھائی سے پوچھو۔۔۔پوچھو اس سے وہ یہاں کیوں نہیں ہے پوچھو اس سے آئزل کہاں ہے۔

وہ چلائی تھی

چٹاخ۔۔۔!!!!حیدر کی طرف سے پڑنے والے تھپڑ نے اسکے چودہ طبق روشن کر دیے تھے

بکواس بند کرو زائشہ۔۔۔۔۔۔۔

مرزا صاحب جلدی زائشہ کی جانب بڑھے تھے

وہ حیدر کو کچھ کہہ رہے تھے مگر زائشہ نے انہیں روک دیا تھا

ڈیڈ یہ میرا اور حیدر کا معاملہ ہے آپ مت بولیں۔۔۔۔وہ سختی سے بولی تو

مرزا صاحب حیرت و بے یقینی کے ملے جلے تاثرات لیے پیچھے ہٹے تھے۔

بارش تیزی سے برس رہی تھی ماحول حولناک ہو گیا تھا

حیدر مجھ سے۔۔۔ مجھ سے دور۔۔۔ مت ہونا۔۔۔۔ حیدر۔۔۔ میرا یقین کرو۔۔۔۔۔ میرا یقین کرو حیدر۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔۔۔مجھے کچھ نہیں۔۔پپپ۔پتا حیدر پلیز۔۔۔۔مجھ سے

۔۔دور مت۔جانا۔۔

میں سارے برے کام چھوڑ دونگی حیدر میں کچھ بھی غلط نہیں کروں گی

حیدر۔۔

وہ سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔رلانے والوں کو آخر رونا پڑتا ہے

۔۔

میں تمہیں پانے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی ہوں تم میرے ہو جاؤ

حیدر تم میرے ہو جاؤ مجھے اسکے علاؤہ تم سے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔

وہ گڑگڑا رہی تھی۔۔۔۔

حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اسے جان سے مار دے زائشہ کی دائیں گال پر حیدر کی انگلیوں کے نشان تھے۔

تمہارا یقین کروں ؟؟؟ تمہارا یقین۔۔۔ وہ اس سے پوچھ رہا تھا
تمہارا یقین کیسے کروں زائشہ تم ایک ہوتی تو بھی میں تمہارا یقین کر لیتا مگر تمہارے تو ہزاروں روپ ہیں زائشہ

تمہیں زندگی چاہیئے نا۔۔۔؟؟؟ اسکا چہرہ اپنی انگلیوں سے دبوچتا وہ اپنی گن نکالتا اسکے پیٹ پر رکھ چکا تھا

زائشہ کی سانسیں رکی تھیں
حیدر بھائی۔۔۔۔ عاریہ تقریباً چلائی تھی
حیدر بیٹا گولی چل جائے گی ایسا مت کریں۔

ثمینہ بیگم نے اسے روکنا چاہا۔۔۔۔مرزا صاحب نے خود کو چلاتے پایا حنان اور حاشر۔۔۔۔۔۔۔اسے روکنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ کسی کی نہیں سن رہا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ اپنے بس سے باہر تھا۔۔۔

تمہیں زندگی چاہیئے نا تم فکر مت کرو آج میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا کام تمام کروں گا تمہیں زندگی چاہیئے نا تمہیں زندگی دونگا ایسی زندگی کہ تم کبھی وہ زندگی جی ہی نہیں پاؤ گی۔۔۔

تمہارا کھیل ختم بلڈی مونسٹر۔۔۔۔۔ تمہیں کیا لگا تم ہم سے چھپ جاؤ گی نہیں مونسٹر نہیں تم مونسٹر ہو سکتی ہو مگر میں تمہارے باپ کا بھی باپ ہوں تمہارا کھیل ختم

اور زائشہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی اسکا منہ ابھی بھی حیدر نے دبوچ رکھا تھا اسکی آنکھوں میں تکلیف کی وجہ سے آنسو تھے پیٹ پر بندوق تھی اور دل گھٹ رہا تھا۔

شاید۔۔۔۔شاید اب سعد آئزل کو لے کر آجائے اس یقین کے ساتھ اسنے دروازے کی جانب دیکھا تھا
مگر اسکی نظریں مایوس لوٹی تھیں۔۔۔

میری بہن کو تو میں ڈھونڈ ہی لوں گا زائشہ مگر تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گا
زائشہ نہیں اوہ سوری بلڈی مونسٹر وہ ہنسا تھا۔۔۔۔
اس نے زائشہ کا چہرہ ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا
گن اسکے پیٹ سے ہٹاتے اسکے سینے پر رکھ چکا تھا

تمہیں لگا تمہیں ٹریپ کرنا مشکل ہو گا تم صرف دوسروں کو ٹریپ کر سکتی ہو کوئی تمہیں نہیں کر سکتا مگر نہیں زائشہ تمہاری غلط فہمی تھی۔

تمہیں لگا تمہیں مجھ سے محبت ہوئی ہے؟؟؟ وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا

نہیں زائشہ نہیں تم چالاک ہو تو میں تم سے چار ہاتھ آگے ہوں۔

تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہوئی زائشہ میں نے تمہیں مجبور کیا خود سے محبت کرنے کے لیے،،،، میں خود تمہارے ساتھ مال میں ٹکرایا۔۔۔

میں نے خود تمہیں موقع دیا کہ تم میرے پیچھے آؤ اور مجھے تم سے بدلہ لینا آسان ہو جائے۔۔۔۔۔

وہ بول رہا تھا اور زائشہ حیرت سے کنگ اسے سن رہی تھی۔

گھٹن سے اسکا سانس بند ہونے کو تھا۔۔۔ مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔

ایک اور بات کلئیر کر دوں تمہیں۔۔۔۔۔۔ سعد کو تم سے محبت ہے تم نے اسے ٹھکرا کر اسے اسکی اوقات دکھا کر بڑا کام کر دیا نا۔۔۔
نہیں زائشہ تم یہاں بھی غلط ہو۔۔۔۔

سعد کو زائشہ سے کبھی محبت ہوئی ہی نہیں تھی
اور اگر یہاں آئزل ہوتی تو وہ اس ایک پل میں ہزار زندگیاں جی لیتی

یہ تو میرا اور سعد کا پلین تھا تم تک پہنچنے کا۔

لوگوں کے سینوں میں چھ چھ گولیاں اتارتی ہو نابلڈی مونسٹر لوگوں کو دردناک موت دیتی ہو۔

آؤ آج میں تمہیں بتاتا ہوں جینے کی خواہش دل میں لیے موت کو کیسے گلے لگاتے ہیں

ٹھاہ۔۔۔۔اور یہ پہلی گولی تھی جو حیدر نے زائشہ کے دل میں اتاری تھی اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔۔۔سانسیں اٹکی تھیں۔۔۔۔۔۔سب چیخے تھے مگر زائشہ کے لبوں پر قفل لگا تھا

اسنے آہ تک نہیں کی تھی۔۔دھیرے دھیرے اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکان آئی تھی سیاہ آنکھیں آنسوؤں کی برسات میں محو تھیں۔۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔!!!دوسری گولی۔۔۔

بے اختیار اسنے درد کی شدت سے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا

میں سرخ لہنگا نہیں پہنوں گی ڈید

مجھے ڈر لگ رہا ہے سرخ لہنگے سے

بہت ذ۔۔ذیادہ ڈر لگ رہا ہے۔

اسکے کانوں میں اسکی آواز گونجی تھی۔

ٹھاہ!!!!!تیسری گولی

وہ لڑکھڑائی تھی خون ابل ابل کر سرخ لہنگے میں جذب ہو رہا تھا

مجھے خون نظر آرہا ہے ڈیڈ

ٹھاہ۔۔۔۔!!چوتھی گولی سینے کو چیرتی اندر داخل ہوئی تھی۔
اسکی آنکھیں نیم بند تھیں۔۔۔توازن کھو رہی تھی۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔۔پانچویں گولی۔۔۔۔

اور پھر اسکا خون ہوا تھا
سرخ لہنگے میں خون
اسکے شوہر نے اسکے سینے میں گولیاں اتاری تھیں
اسکی محبت نے۔۔۔

اسکا خون ہوا تھا۔۔۔۔۔اسکے ارمانوں کا خون۔۔۔۔اسکے خوابوں کا خون

۔۔۔۔

رک جاؤ عالیان وہ بے قصور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

!ٹھاہ۔۔۔۔۔۔۔

سعد کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لب مسکرائے تھے

ممم۔ مجھ۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔ز۔۔۔زززز۔۔۔زندگی۔۔۔۔۔۔زندگی

۔۔۔۔چیچ۔۔۔۔چاہئیے۔۔۔۔

ممم۔۔۔ ممم۔ ممجھے۔۔۔۔۔۔ح۔۔۔حیدر۔۔۔۔چاہئیے

وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ زمین بوس ہوئی تھی

اسکی آنکھیں بند ہوئی تھیں

اسکا دل ساکت ہوا تھا۔۔۔۔
اسکی روح پرواز کر چکی تھی۔۔۔۔۔

کیا محبت ایسے بھی ملتی ہے۔۔کیا عشق ایسے بھی حاصل ہو جاتا ہے
کیا اسے حاصل کہتے ہیں۔
وہ ابھی کچھ لمحے پہلے اسکا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ اسکا حاصل۔۔

اور اگلے ہی پل اسکی زندگی اس سے چھین لی گئی تھی۔۔۔۔۔وہ حاصل کر
کے بھی کا حاصل رہ گئی تھی۔۔

وہ پلٹا تھا۔۔۔۔۔مراد سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔عالیان نے پلٹ کر دیکھا تھا

۔۔۔۔۔

وہ بے قصور تھی عالیان۔۔۔۔۔اس نے مراد کو کہتا پایا۔۔۔۔اس نے دیکھا آئزل اسکی جانب بھاگ کر آتی اسکے گلے لگی تھی

اور حیدر عرف ایجنٹ عالیان خان کی سانسیں تھمی تھیں۔

وہ بلڈی مونسٹر نہیں تھی عالیان۔۔۔۔۔عالیان کو سعد عرف میجر مراد عالم۔۔۔کی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔

میری بچی۔۔۔۔زائشہ میری بچی اٹھو آنکھیں کھولو۔۔۔۔مرزا صاحب اسکے ساکت وجود کو ہلا رہے تھے اسے بار بار اٹھنے کا کہہ رہے تھے اسکا چہرہ تھپتھپا رہے تھے

سینے سے خون ابل ابل کر سرخ لہنگے کے رنگ میں شامل ہو رہا تھا

حاشر جلدی سے زائشہ کے پاس آیا تھا اسکی کلائی تھامتے اسکی نبض پر ہاتھ دھرا تھا۔

نبض بالکل ساکت تھی،، جامد،، منجمد

شی از نو مور۔۔۔۔۔

وہ پروفیشنل انداز میں بولا تھا

حیدر کا دل دھک سارہ گیا تھا

عاریہ نے جھٹ سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا آئزل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئ تھیں

یہ کیا کر دیا آپ نے بھیا۔۔۔۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔۔ میری بچی کو کچھ نہیں ہوا وہ زندہ ہے۔۔۔۔۔ مرزا صاحب اسے ہاسپٹل لے جانے کی غرض سے اسے باہوں میں اٹھاتے تیز بارش میں باہر کی جانب لپکے تھے

حنان انکے پیچھے بھاگا تھا

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے میرے پیچھے مت آنا میری بیٹی کا تم لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں

مرزا صاحب چلائے تھے

حنان وہیں رکا تھا۔۔۔۔

❤️❤️

جس دن آئزل کو سعد نے اغواہ کیا تھا اس دن وہ دوبارہ آئزل کے پاس گیا تھا

عالیان۔۔۔یعنی حیدر بھی وہاں تھا مگر سعد وہاں میجر مراد بن کر گیا تھا آئزل دیکھ سکتی تھی دونوں وردی میں تھے وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئی تھی

بھیا۔۔۔میں یہاں کیسے۔۔۔۔۔سا ری حیرت بالائے تاق رکھتے وہ پوچھ رہی تھی

میری بات دھیان سے سنو آئزل میں اور سعد سیکریٹ ایجنٹس ہیں ہماری پہچان الگ ہے

میں ایجنٹ عالیان خان ہوں اور سعد میجر مراد عالم ہے

ہم پچھلے تین سال سے ایک مشن پر ہیں بچے اور اب ہم اس مشن کے بالکل قریب ہیں اور اس مشن کو کامیاب بنانے میں آپ ہماری مدد کریں گی

آپکی ہی مدد سے ہم اپنے اس مشن میں کامیاب ہو سکیں گے

مجھے کیا کرنا ہو گا میں کیسے کیا،،، کر سکتی ہوں میں۔۔۔۔۔۔وہ شدید حیران ہوئی تھی

زائشہ کا پتا ہے نا آپکو وہ ایک جانور ہے مونسٹر ہے وہ آئزل ایک مونسٹر ہے بہت ظالم لوگوں کو دردناک موت دینے والی ایک مونسٹر

اسکا اپنا ایک علاقہ ہے جنگل کے بیچ و بیچ ہے وہ بہت ظالم ہے آئزل بہت ظالم

ہم پچھلے تین سال سے اسے ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔
مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ہر بار کی طرح انہیں غلط انفارمیشن ملی ہے اور)
اس بار تو حد ہی ہو گئی وہ زائشہ کو بلڈی مونسٹر سمجھ چکے تھے اور تین سال سے اسی کو مہرا بنائے ہوئے تھے

زائشہ کا سعد کے ذریعے آپکو اغواہ کروانا ہمیں ہمارے مشن کے بہت قریب لے آیا ہے اب دشمن ہمارے شکنجے میں ہے
آپکو سعد یہاں سے لے جائے گا اور آپ ہمارے ساتھ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے فلیٹ میں رہیں گی اور آپکو ناٹک کرنا ہو گا کہ ہم آپکے لیے انجان ہیں

ہماری جو خفیہ پہچان ہے آپکو اسی پہچان کے ساتھ ہمارے ساتھ رہنا ہو گا اور ادھر مراد یعنی سعد زائشہ سے یہ بولے گا کہ آپ غائب ہو ادھر میں اس سے نکاح کر چکا ہو گا مگر آپ نہیں ہو نگی تو ہم اسے اچھے سے اپنی گرفت میں لے سکیں گے۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ حیرت سے کبھی حیدر کو دیکھتی تو کبھی سعد کو ۔۔۔۔یہ کیا ہو رہا تھا اسے تو آج پتا چلا تھا کہ وہ دونوں سیکرٹ ایجنٹ بھی ہیں۔

گھر میں کسی کو معلوم نہیں تھا

لیکن سعد تو اس سے ۔۔۔۔ ممم۔۔ محبت۔۔۔وہ سعد کو دیکھتی حیدر سے پوچھنے لگی تھی۔

نہیں۔۔۔۔۔میرا سٹینڈرڈ اتنا گرا ہوا نہیں ہے لڑکی جو میں ایسے کرمنلز
کے ساتھ محبتیں کرتا پھروں۔۔وہ جل کر بولا تھا۔
۔ایک انجانی سی خوشی اتری تھی آئزل کے دل میں۔۔۔

وہ اس آدمی کو مارنے کے بہانے زائشہ کے سامنے آنا پھر پولیس کے ڈر سے
اسکے ساتھ کرائم کرنا یہ سب۔۔۔۔یہ سب اسے ٹریپ کرنے کا منصوبہ
تھا۔۔۔اسے اب کچھ کچھ بات سمجھ میں آرہی تھی
یس بچے بالکل ٹھیک سمجھا آپ نے۔۔۔۔
حیدر اسکا گال تھپتھپاتا بولا تھا

ہاں تو تمہیں کیا لگا میں اس سے ڈر گیا
میجر مراد عالم کسی سے باہر سے بھی نہیں ڈرتا

وہ طنزیہ بولا تھا

جس دن دونوں نے کلب بند کروایا تھا اس دن پولیس آفیسر انہیں وہاں دیکھ ان سے ملنے آئے تھے چونکہ وہ سیکرٹ ایجنٹ تھے تو اس لیے سرسری سی سلام دعا ہوئی تھی

اسکے بعد وہ میجر مراد بن کر اسے لے گیا تھا

اور وہاں جو سب ہوا تھا اس مشن کا حصہ تھا۔۔۔مرد اکا آئزل کا اتنا خیال رکھنا اس سے پیار کرنا۔۔۔۔۔اسکے ساتھ ہنسی مزاق یہ سب پلین کا حصہ تھا۔۔۔

آئزل کو دکھ ہوا تھا

تب ہی تو وہ انکے ساتھ انکے فلیٹ میں اتنی کنفرٹیبل تھی ورنہ ایسا ممکن ہی کہاں تھا کہ دو انجان آدمیوں کے ساتھ وہ اتنا سکون سے رہ سکے۔

وہ مراد ہو تا یا سعد آئزل کو اس سے عشق تھا۔۔ مگر وہ مراد ہو یا سعد اسے آئزل سے محبت نہیں تھی

اور آج اس غلط فہمی کے نتیجے میں وہ بے قصور ماری گئی تھی وہ ظالم تھی مگر اس قدر نہیں کہ اسکی جان لے لی جائے۔۔۔

سعد خاموش ہوا تھا۔۔۔ حیدر زمین پر پڑے زائشہ کے خون کے سرخ دھبوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسکے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی

عاریہ کو لگا وہ بت بن گیا ہے۔اسکا دل چکنا چور ہوا تھا

زائشہ اس سے محبت کرتی تھی اور بے پناہ کرتی تھی اور اس نے کیا کیا

میں نے۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے اس سے مار دیا۔۔۔۔

میں نے اسے مار دیا

سب کو اسکے پاگل ہونے کا گمان گزرا تھا مراد (سعد) اسکی جانب بڑھتا
اسے سہارا دے چکا تھا
آئزل اور عاریہ رو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔حنان اور حاشر تو سمجھ ہی نہیں
پائے تھے کہ اچانک ہوا کیا تھا

واقعی نا جانے کیا ہوا تھا جو انکی زندگیاں اس طرح الٹ گئی تھیں۔
سنبھالو خود کو عالیان (حیدر)
مراد نے اسے تھاما تھا

وہ بے قصور تھی یا خدا وہ بے قصور تھی میں نے اسے مار دیا۔۔۔۔۔۔۔وہ
شدت سے چلایا تھا

تیز بارش، بجلی کی چمک اور تیز گرجتے بادلوں میں اسکی چیخ کہیں دب کر رہ گئی تھی

ماتم کا سماں تھا۔۔۔۔۔۔۔ذندگیاں الٹ کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔سوگ منایا جارہا تھا سب کے دلوں میں ہوائیں اداس تھیں بادل رو رہے تھے حیدر چلا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ عالیان تھا بے حس مگر وہ حیدر بھی تھا سب کا احساس کرنے والا اسے شدت سے اپنے گناہ کا احساس ہوا تھا

وہ بے قصور تھی یا خدا وہ بے قصور تھی میں نے اسے مار دیا۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے مار دیا۔۔۔۔۔ ممم۔۔۔ میں خود کیوں نہیں مر جاتا۔۔۔۔

وہ اپنا چہرہ نوچ چکا تھا

وہ مجھ سے زندگی مانگتی رہی اور میں نے اسے موت دے دی۔۔۔۔۔۔ میں نے اسے مار دیا۔۔۔۔ میں نے اسے مار دیا میں خود کیوں نہیں مر جاتا

وہ چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی سانسیں گھٹ رہی تھیں

اسے لگا وہ مر جائے گا۔۔۔۔ مگر سانسیں چل رہی تھیں۔۔

حنان کا دل شدت سے دکھا تھا

اسکی آنکھوں میں آنسو نہ دیکھنے والا اسکا بھائی اسکا باپ۔۔۔۔۔۔آج رو رہا تھا

حنان نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا

یااللہ میں مر کیوں نہیں جاتا۔۔۔۔اس نے شدت سے موت کی دعا کی تھی اندھیرا چھایا تھا اور وہ پل گزرا تھا

زائشہ کو دفن کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔آج وہ اپنے سارے خواب سارے ارماں سارا غرور ساری طاقت ساری محبت حیدر کا عشق بے پناہ حسن لیے منوں مٹی تلے جا سوئی تھی

اگر زائشہ بلڈی مونسٹر نہیں تو پھر آخر بلڈی مونسٹر کون ہے۔؟؟؟سوال کرنے والا حنان تھا

حیدر کی حالت غیر تھی اسے نیند کا انجیکشن لگا کر سلا دیا گیا تھا

لاؤنج میں عاریہ آئزل سعد حنان اور حاشر بیٹھے تھے

اگر زائشہ بلڈی مونسٹر نہیں تو پھر آخر بلڈی مونسٹر کون ہے۔؟؟؟سوال کرنے والا حنان تھا

اور سعد کو لگا وہ کبھی اس انسان کا نام نہیں لے سکے گا۔۔۔

ایمان۔۔۔۔۔!!اور حنان کے دل پر بجلیاں گری تھیں۔

حیرت کا ایک زوردار جھٹکا وہاں بیٹھے ہر افراد کو لگا تھا

حنان کی کیفیت بہت بری ہوئی تھی اس وقت اسکا دل چاہا وہ حیدر کی طرح آج چیخ چیخ کر روئے

وہ دونوں بھائی بری طرح برباد ہوئے تھے ایک نے خود غلط فہمی کا شکار ہو"
کر اپنی بیوی کو قتل کر دیا تھا تو دوسرے کی بیوی ولیمے والے دن کسی اور کے
"ساتھ بھاگ نکلی تھی اور وہ وحشی درندہ تھی



یا میرے اللہ۔۔۔مجھے معاف کر دے یہ مجھ سے کیا ہو گیا ہے میرے مالک
مجھ سے کیا ہو گیا ہے۔۔۔
اپنے کمرے میں وہ جائے نماز پر بیٹھا اپنے اللہ کے حضور رو رو کر دعائیں
مانگ رہا تھا
ساتھ اپنے ہاتھوں کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا

آنسو آنکھوں سے نکل نکل کر جائے نماز میں جذب ہو رہے تھے

یااللہ وہ بے قصور تھی آپ نے مجھے روکا کویں نہیں سعد کو جلدی کیوں نہیں بھیجا یااللہ

اگر آپ سعد کو کچھ دیر پہلے بھیج دیتے۔ تو۔ تو آج وہ،،،اس طرح،،،اس طرح مرتی نا۔۔

رونے کی وجہ سے اسکا وجود ہچکولے کھا رہا تھا

اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے مگر بعض اوقات یہ مصلحتیں انسان نے دل پر بہت بھاری پڑتی ہیں

یااللہ آپکو تو پتا تھا آپکو تو سب خبر تھی کہ یہ دنیا انسان پر کرنی تنگ ہونے والی ہے لوگ گنہگار ہونگے دکھوں میں گھرے ہونگے تکلیف میں ہونگے ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں گے

ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔۔۔۔۔بالکل۔۔۔بالکل۔۔مم۔۔میری طرح۔۔۔وہ ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپائے سسکیوں سے رو رہا تھا

یااللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔وہ ہاتھ جوڑتا سجدے میں گرا تھا آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں

یااللہ مجھے ایک اور موقع دے کاش مجھے زندگی ایک اور موقع دے اور میں اسے واپس لا سکوں۔

وہ سجدے میں سر رکھتا شدت سے رو دیا تھا۔۔

آئزل اور عاریہ دروازے کے پاس کھڑیں اسے کب سے دیکھ رہی تھیں
حیدر کو دیکھ وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پائیں تھیں
بھاگتی ہوئی وہ حیدر کے پاس آتی اسکے دائیں بائیں کندھے پر سر ٹکا گئ تھیں
اسکے ساتھ ہی وہ نیچے بیٹھی تھیں۔
دونوں کے سر حیدر کے دائیں بائیں کندھے پر دھرے تھے اور وہ سر
جھکائے آنسو بہا رہا تھا

حنان بھی وہاں آتا جائے نماز کو ایک طرف کرتا اپنے بیٹھنے کی جگہ بناتا حیدر
کے سینے سے جا لگا تھا۔۔۔
وہ چاروں بہن بھائی آج غم کی شدت سے رو رہے تھے۔
کتنی عجیب زندگی ہے نا ایک پل میں خوشی دیتی ہے تو دوسرے پل میں
چھین لیتی ہے

حیدر نے حنان کے سر پر بوسہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ اسکے سر پر سر ٹکا گیا۔۔

بس کرو یہ کیا رونا دھونا مچایا ہوا ہے ہاں۔۔۔۔۔اٹھو سب جو ہونا تھا ہو گیا اب اس طرح ماتم کرنے سے کچھ نہیں ہو گا بہتر ہے خود کو مضبوط بناؤ

۔۔۔۔

اندر آتے سعد نے انہیں لتاڑا تھا۔۔

اپنی اپنی آنکھیں پونچھتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے

عاریہ نے جائے نماز سمیٹی تھی

حاشر، سعد اور حنان صوفے پر ٹکے تھے جبکہ عاریہ اور آئزل حیدر کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی تھیں۔

اب۔۔۔ایمان کا کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔حنان نے سختی سے آنکھیں مینچتے پوچھا تھا

کرنا کیا ہے جا کر اریسٹ کریں گے سعد نے کہا تو سب نے حیرت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔۔

لیکن بھائی۔۔۔۔۔حنان نے کچھ بولنا چاہا

مجھ سے یہ کوئی مت کہے کہ میں اسے معاف کر دوں میں ایک بھائی ہوں لیکن اسکے ساتھ ساتھ میں ملک کا محافظ بھی ہوں وہ غدار ہے ملک کے لیے خطرہ اسے ہر صورت میں اریسٹ کرنا ہے پہلے ہی اسکی وجہ سے ایک بے قصور کی جان جا چکی ہے۔

اتنی بھی بے قصور نہیں تھی وہ، نہ وہ آئزل کو کڈنیپ کرتی نہ یہ سب ہوتا ویسے بھی جتنے کرائم اس نے کیے ہیں نا میں جانتا ہوں۔
حاشر جل کر بولا تھا

پھر بھی حاشر۔۔۔۔۔۔۔جو بھی ہماری غلط فہمی کی وجہ سے حیدر نے اسکی جان لی ہے اسکا باپ ہم پر کیس بھی کر سکتا ہے۔۔۔

سعد نے خدشہ ظاہر کیا تھا

وہ حیدر بھائی سے محبت کرتی تھی سچی والی۔۔۔۔۔آئزل رو دینے کو تھی حیدر کے دل میں ٹھیس اٹھی تھی اسکی صورت اسکی آنکھوں سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔

سعد یعنی ہمارا میجر عالیان جو دو دن آئزل کو بے بی بے بی کہتا رہا اب اسے ایسا اگنور کر رہا تھا جیسے اسکا وجود ہی اس دنیا میں نہ ہو

وہ مراد سے واپس سعد بن چکا تھا

آئزل تکلیف میں تھی۔۔۔۔وہاں سب ہی تکلیف میں تھے

کون جائے گا ایمان کو اریسٹ کرنے۔۔۔۔سوال کرنے والی عاریہ تھی

حیدر جائے گا اور اسکے ساتھ اور بھی فورسسز ہونگی۔

حیدر نے جھٹ سے اسے دیکھا تھا

تو خود کیوں نہیں جائے گا۔۔۔۔۔جبکہ تیرا عہدہ مجھ سے بڑا ہے مجھ سے

زیادہ اس مشن پر تیری محنت ہوئی ہے اور تو اس مشن کے مکمل کرنے میں

زیادہ جنونی تھا۔۔

حیدر سارے درداب اس سے شکوہ کر رہا تھا

جانتا ہوں۔۔۔۔۔مگر مجھ سے نہیں ہوگا۔۔۔وہ صوفے پر سر ٹکائے

آنکھیں موند گیا تھا۔

میں نہیں جانتا تھا زندگی ہم سب کو اس موڑ پر لا کر کھڑا کر دے گی کہ ہمیں خبر ہی نہیں ہو گی کہ اب رخ کریں تو کس جانب کریں۔

مجھے ہماری زندگیوں سے یہ توقع بالکل نہیں تھی۔۔
ہمیشہ اپنی لکھی کہانیوں کو نئے سے نئے موڑ دیتا رہا اور آج اپنی کہانی کی بازی ہی الٹ دی۔۔۔۔
حیدر غیر مری نقطے پر نظریں مرکوز کیے بولا تھا۔

بس یہ سب ہونا تھا ہو رہا ہے۔۔۔۔حاشر نے سر جھٹکا تھا
مگر یہ سب برداشت سے باہر ہے۔۔۔آئزل بھی شریک گفتگو ہوئی تھی۔
جو ہو رہا ہے وہ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔۔۔عاریہ نے سختی سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

اور جو ہوا ہے وہ بھی نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔۔۔۔
حاشر آنکھوں پر ہاتھ ٹکا گیا۔

کمرے کی فضاء میں سکوت چھایا تھا سب ایک دوسرے کے تیز دھڑکتے دلوں کی آواز محسوس کر سکتے تھے۔۔۔

مگر کچھ دل مقابل کے دلوں کی دھڑکنوں کے اٹھتے شور کی کہانی سے ناواقف تھے۔

❤️❤️❤️

میجر مراد عالم۔۔۔

وہ کال کر کے پلٹا ہی تھا جب کسی کی آواز پر رکنے پر۔ مجبور ہوا تھا

سامنے آئزل کو دیکھ وہ حیران ہوا تھا رات کے بارہ بج رہے تھے اور وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔

اس نے بھوئیں اچکائی تھیں۔۔۔

مراد عالم میں گھر سے باہر ہوں۔۔۔گھر میں ملک سعد کاظمی ہوں۔۔وہ سخت سے لہجے میں بولا تھا

آئزل اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی
بٹ میں تو آپکو مراد ہی کہوں گی۔۔۔۔۔

مرضی ہے وہ لاپرواہی سے کندھے آچکا گیا۔۔۔
آپ مجھے اتنا اگنور کیوں کر رہے ہیں آج۔؟

آخر وہ دل کی بات ذبان پر لا ہی چکی تھی

کیونکہ اب کھیل ختم ہو گیا ہے مس آئزل علی سکندر۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا تھا۔۔۔

۔

میں مراد ہوں یا سعد مجھے کسی سے کوئی سروکار نہیں۔
وہ لاپرواہی سے سر جھٹک گیا

آپ مراد ہوں یا سعد مجھے آپ سے سروکار ہے

Because I am in love with Malik Saad and also Obsessed with Murad Alam.

اور سعد نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔۔۔وہ تھوڑی دیر کچھ نہ بولا اور آئزل اپنی زبان دانتوں میں دبائے زمین پر نظریں گاڑھے کھڑی تھی سعد کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

جانتا تھا میں۔۔۔جانتا تھا میں یہی ہو گا

ہم لڑکے دو دن تم لڑکیوں سے ہنس کر بات کیا کر لیں تم سمجھ لیتی ہو کہ ہمیں تم سے محبت ہو گئی۔۔۔وہ طنزیہ ہنسا تھا

ایک بات یاد رکھنا چھوٹی لڑکی ملک سعد کا ظمی کو کبھی محبت نہیں ہو سکتی اور رہی بات مراد کی تو وہ بس کھیلنا جانتا ہے۔۔

محبت انسان کو ہرا دیتی ہے اپنا غلام بنا لیتی ہے اور مراد عالم ایسا کھلاڑی ہے جسے ہار اور غلامی سے نفرت ہے۔۔

وہ دانت پیستا بولا تھا۔

بٹ میری فیلنگز کا کیا۔۔۔میں تو آپ سے محبت کرتی ہوں نا۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔۔

بھاڑ میں جائیں تمہاری فیلنگز مجھے پرواہ نہیں۔۔۔۔۔وہ سر جھٹک گیا

تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں لڑکی پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔۔اپنا وقت اور
جذبات ضائع مت کرو کیونکہ جس پتھر سے تم نے اپنا سر پھوڑا ہے وہ پتھر
تمہیں صرف زخمی کر سکتا ہے اور کچھ نہیں
حقیقت واضح کی گئی۔۔۔

لیکن مجھے آپ سے محبت ہے سعد۔۔۔۔آج سے نہیں شروع سے پہلے
دن سے جب میں نے آپکو دیکھا تھا
اور آپ۔۔۔آپ بھی تو کرتے ہیں نا۔۔۔۔
سعد نے آبرو اچکائے

اچھا تم یہ دو دن کے کھیل کو میری محبت سمجھ رہی ہو
۔۔۔۔اوہ۔۔۔۔واقعی بہت معصوم ہو تم یار۔۔۔۔
بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو تم۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

مگر میرا کیا قصور۔۔۔۔۔وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی تھی۔۔

تمہارا قصور ہے آئزل تمہارا قصور ہے۔۔۔وہ دباد باچلایا تھا

تمہارا قصور یہ ہے کہ تم نے اس دو دن کے تماشے کو۔۔۔۔اس کھیل کو محبت سمجھ لیا

تمہیں کیا لگا مراد عالم یعنی میں تمہیں بے بی کہتا رہا تمہارا خیال رکھتا رہا تو مجھے تم سے پیار ہو گیا میں تمہارے عشق میں مبتلا ہو گیا۔۔

جبکہ میں نے تو پہلے دن ہی واضح کر دیا تھا کہ یہ ہمارے پلین کا حصہ ہے۔

اس لیے قصور تمہارا ہے تم اس کھیل کو غلط طریقے سے کھیل گئی ہو آئزل۔۔۔

ایک آنسو ٹوٹ کر آئزل کی آنکھ سے گرا تھا۔۔

مجھے۔۔۔آپ۔۔۔۔۔سے۔۔۔۔۔محبت
۔۔۔۔ہے۔۔۔۔۔ تھی۔۔۔۔۔اور رہے گی

وہ ایک ایک لفظ الگ الگ ادا کر گئی تھی

اور اگلے ہی لمحے آگے بڑھتا سعد اسکا چہرہ دبوچ چکا تھا۔۔
تکلیف کی شدت سے اسنے آنکھیں مینچیں تھی۔

بولو۔۔۔۔ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے آئزل علی سکندر ورنہ آج میں
تمہیں یہیں زمین میں زندہ گاڑھ دونگا۔

وہ دانت پیستا غرایا تھا جبکہ اسکا چہرہ سعد کی سخت گرفت میں تھا

آئزل کو اپنا جبڑا ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا

انسو ابل ابل کر باہر آرہے تھے۔۔

بولو۔۔۔۔۔وہ اتنی شدت سے چلایا تھا کہ آئزل کا دل کانپا تھا

بولو تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے بولو۔۔۔۔۔اسکا منہ چھوڑتا وہ اسکے بازو دبوچ چکا تھا

۔۔۔

محبت دل زخمی کرتی ہے اور سعد چاہتا تھا کہ اس چھوٹی لڑکی کا دل سلامت رہے مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ دل سلامت نہیں رہتے وہ ایک نہ ایک بار توٹتے ضرور ہیں۔

آئزل کو شدید تکلیف ہو رہی تھی اسکے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی تھی مگر سعد کو اس پر رحم نہیں آرہا تھا

بولو آئزل۔۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کہہ رہا تھا

آئزل کو خوف آرہا تھا اس سے اسکا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔
اور اگلے ہی لمحے سعد پاکٹ سے ریوالور نکالتا اسکی کنپٹی پر رکھ چکا تھا
آئزل کی سانسیں اٹکی تھیں۔
سعد بھی وہی غلطی کر رہا تھا جو مراد نے کی تھی مگر اسے خبر نہیں تھی اس
وقت وہ جلاد بن کر گھوم رہا تھا۔۔۔

اب بولو کہ تمہیں ملک سعد سے محبت نہیں ہے ورنہ اگلی سانس بھی نہیں
لے سکو گی
۔۔۔اسکی کنپٹی پر بندوق کی نالی رکھتا وہ بولا تھا۔۔
آئزل کے رونے میں شدت آئی تھی۔
اسے لگا جیسے اسکا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ کر سارا خون نچوڑ لیا ہو۔۔۔

مم۔۔م۔م۔۔مجھے۔۔۔۔۔آآآ۔۔۔۔۔(گہری سانس)۔آپ سے۔۔۔۔۔۔آپ سے۔(چند سسکیاں)۔۔مم۔۔۔م۔۔محبت (لہو لہان ہوتا دل)۔۔۔م۔۔۔محبت۔۔۔نہیں۔۔۔ہے۔۔۔۔۔اور اتنا کہنا تھا کہ آئزل کو لگا موت اسکے انتہائی قریب پہنچ چکی ہے

اسکے منہ سے یہ سنتے ہی سعد کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی اگلے ہی لمحے اس نے گن واپس یاکٹ میں رکھی تھی۔
مجھے آپ سے محبت نہیں۔۔۔۔بلکہ عشق ہے۔۔۔وہ مسکرائی تھی اور سعد کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔۔

اسے وہیں چھوڑتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا آئزل لڑکھڑائی تھی وہ گرتی اس سے پہلے عاریہ اسے تھام چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اب مکمل عاریہ کے رحم ق کرم پر تھی اسکا ساکت وجود عاریہ سے سنبھالا نہیں جا رہا تھا

حیدر بھیا۔۔۔۔۔حنان۔۔۔۔بھیا۔۔۔۔۔وہ حیدر اور حنان کو آواز دینے لگی۔

آئزل کی آنکھیں بند ہوئی تھی۔۔۔۔۔بند آنکھوں سے بھی آنسو گرے تھے۔۔

ایک ساتھ حیدر اور حنان بھاگتی قدموں سے نیچے آئے تھے۔۔۔

آئزل۔۔۔۔وہ تقریباً چلایا تھا۔۔۔

بھیا اسے اندر لے چلیں۔۔۔۔۔عاریہ نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔حنان اسے باہوں میں بھر تا روم کی جانب بڑھا تھا

اسے بیڈ پر لٹاتے حیدر نے پانی سے اسکے چہرے پر چھنٹے مارے تھی۔

آئزل میری جان اٹھو میرا بچہ کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔۔

حیدر اسکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔۔

عاریہ رو رہی تھی کیونکہ وہ انکی ساری گفتگو سن چکی تھی اور اب گویا اس پر پہاڑ ہی تو ٹوٹا تھا۔۔

حنان نے ایک بار پھر سے زور سے اسکے چہرے پر پانی گرایا تھا

وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک لمبا گہرا سانس خارج کرتی حیدر اور حنان کو دیکھنے لگی۔۔

عاریہ نے اپنے دوپٹے سے اسکا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔۔

حیدر کے دل پر ایک بار پھر سے تلوار چلی تھی وہ اپنی بہن کی فیلنگز سے واقف تھا۔۔

وہ باپ کی جگہ تھا وہ سب پہچانتا تھا

دلخراش مسکراہٹ اسکے لبوں پر آئی تھی

آئزل ان سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی

مجھے دکھ ہے کہ محبت نے ہم تینوں ن بہن بھائیوں کو بہت بری طرح "
" برباد کیا ہے

عاریہ کے دل پر چھوٹ پڑی تھی کل اسے گھر جانا تھا اس اسکے بہن بھائی اس قدر تکلیف میں تھے۔۔۔

بہن کو سنبھالو عاریہ۔۔۔۔اور کوشش کرو آئزل کے سنبھل جاؤ ٹوٹے دل سے زندگی جینا محال ہے ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے جو تم نے محبت کے روگ پالنے شروع کر دیے۔۔۔۔

وہ سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔اسکی آنکھیں نم تھی۔۔

حنان سے تو کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا

کوئی اور لمحہ ہوتا آئزل آپکو آپکی اس بے وقوفی پر جان سے مار دیتا مگر میں کیا کروں۔۔۔۔۔میرے بس میں نہیں۔۔۔

۔

چلو حنان۔۔۔۔۔حنان کو لیتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔آئزل کو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی شدت سے رو دی۔۔۔

اب ہر کسی کی قسمت عاریہ جیسی تو نہیں ہوتی نا اور ہر کوئی عاریہ بھی نہیں ہے جسے اسکا حاشر مل جائے کچھ لوگ آئزل کی طرح بھی ہوتے ہیں جنہیں انکی محبت نہیں ملتی

کچھ لوگ حنان کی طرح بھی ہوتے ہیں جن کی محبت ان سے انکا سکون چھین لیتی ہے اور کچھ لوگ حیدر کی طرح بھی ہوتے ہیں جو اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کا خون کرتے ہیں۔۔۔

"عشق مبارک ہو آئزل"

۔۔۔۔۔عاریہ مسکرا بھی نہ پائی تھی اسے یاد تھا آئزل نے بھی اس سے ایسا ہی کچھ کہا تھا

"عشق پر کسی کے لیے مبارک نہیں ہوتا آپی"

اسنے نظریں اٹھائی تھیں۔۔

اور عاریہ کا دل سہم گیا تھا آئزل کی آنکھیں خون برسا رہی تھیں گرم آنسو اسکی آنکھوں کو جلا رہے تھے دل تو پہلے ہی جل چکا تھا محبت کی آگ میں

چند لمحے ان میں کوئی بات نہیں ہوئی خاموشی حائل رہی

آپی۔۔۔اس نے سسکتے ہوئے اسے پکارا تھا

جی آپی کی جان وہ اسے پیار سے دیکھتے ہوئے بولی تھی

آپی میرا دل کرتا ہے اتنا ذیادہ روؤں چیخ چیخ کر روؤں

اتنا چیخوں چیخ چیخ کر سب کو بتاؤں کہ اس محبت میں میرا کوئی قصور نہیں

عاریہ کے پاس آئزل کو دینے کے لیے کوئی دلاسہ نہیں تھا

میں روئی نہیں تھی آپی میں اس وقت ہنس دی تھی مگر اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ مجھے تکلیف نہیں ہوئی تھی

اچھا بس میری جان۔۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آئزل کو کیسے چپ کروائے

مجھے گھٹن محسوس ہو رہی ہے آپی

مجھے تکلیف ہو رہی ہے آپی آپکو تو پتا ہے نا مجھے تکلیف ہو رہی ہے سسکیاں لیتی وہ اس وقت کوئی پاگل جنونی لڑکی لگی تھی

جی میری جان پتا ہے۔

عاریہ نے اسے گلے لگانے کی کوشش کی مگر وہ پیچھے ہٹی تھی

نہیں آپی آپکو نہیں پتا آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے بس

میری جان بس کر دو۔۔اپنی بہن کو تکلیف میں دیکھ اسکا دل دکھا تھا مجھے لگ رہا ہے آپی میرا دل بند ہو جائے گا میری سانسیں گھٹ رہی ہیں ۔۔۔۔وہ سینے پر رات رکھتی سسکی تھی

خدا کے لیے بس کر دو آئزل

آپی۔۔۔آپ میرا ساتھ دیں گی نا آپ مجھے سعد کا دیں گی نا آپ مجھے میرا مراد عالم مجھے واپس لا دیں گی نا

اس بار وہ خاموشی سے اسے گلے لگا گئی عاریہ کے گلے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی

❤️❤️❤️

مجھے نہیں جانا گھر میں یہیں رہوں گی۔۔۔

ثمینہ بیگم اور سعد صبح ہوتی ہی گھر جا چکے تھے اب حاشر نے عاریہ سے کہا تو وہ ضد کرنے لگی کہ اس یہیں رہنا ہے۔

نہیں بچے جاؤ آپ اپنے گھر آپکا اپنا گھر ہے آپ پر ذمہ داریاں ہیں اپنے گھر کی

حنان اسے اپنے ساتھ لگاتا بولا تھا۔۔

لیکن بھائی میں اس حال میں آپ لوگوں کو کیسے چھوڑ کر جاؤں۔۔۔

ہم ٹھیک ہیں گڑیا۔۔۔۔حیدر نے کہا تھا

ہم ٹھیک ہے آپی اتنا کچھ سہنے کے بعد ہمارے دل پتھر کے ہو چکے ہیں۔

آپ جائیں آپی آپ ہمارے لیے پریشان مت ہوں۔۔۔۔آئزل اٹھتی ہوئی اسکی جانب آئی تھی۔۔

عاریہ نے اسے بھینچ کر گلے سے لگایا تھا حیدر اور حنان سے ملتی وہ انہیں خدا حافظ کہتی حاشر کے ساتھ چل دی۔۔۔

اسکے جاتے ہی تینوں بہن بھائی کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔۔۔

تینوں اک دوسرے سے نظریں چراتے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھے تھے

محبت کی ستم ظریفی دیکھیں کیسے کیسے چہروں سے مسکراہٹ چھین لیتی ہے

--

گھر آتے ہی عاریہ کی طبیعت کچھ بگڑی تھی۔۔۔حاشر نے ڈاکٹر کو کال کی تھی

آدھے گھنٹے بعد وہ عاریہ کا چیک اپ کرنے گھر پہنچے تھے

عاریہ نے پھر سے ضد لگائی تھی کہ تھکن کی وجہ سے طبیعت ناساز ہو گی ابھی آرام کرے گی تو اب ٹھیک ہو جائے گا

مگر حاشر نے اسکی نہ سنتے ہوئے ڈاکٹر کو بلا ہی لیا تھا

اب وہ بددل ہو کر بیٹھی تھی

ڈاکٹر اسکا معائنہ کر رہے تھے۔۔۔

حاشر ساتھ ہی کھڑا تھا۔۔۔

ثمینہ بیگم عاریہ کے پاس بیٹھی تھیں۔۔۔۔سعد وہاں کہیں نہیں تھا ثمینہ بیگم کو گھر چھوڑتا وہ صبح سے گھر سے نکلا ابھی تک واپس نہیں آیا تھا دوپہر ہونے کو تھی۔۔۔۔

مبارک ہو آپ باپ بننے والے ہیں۔۔۔۔عاریہ کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر حاشر کی جانب مسکرا کر دیکھتے بولا تھا۔

سچ۔۔۔۔۔مطلب۔۔۔۔عاریہ ماں بننے والی ہیں

۔وہ خوشی سے چہکا تھا۔

ظاہر ہے حاشر بیٹا عاریہ ماں بننے والی ہے تب ہی تو آپ باپ بننے والے ہیں۔۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے کہا تو عاریہ نے ہنسی دبائی تھی جبکہ حاشر اسے گھورتا ڈاکٹر کو دروزے تک چھوڑنے گیا تھا

چند میڈیسن اور کچھ ہدایات دینے کے بعد ڈاکٹر اٹھ کھڑا ہوا تھا

بہت بہت مبارک کو میری بچی۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے گلے سے لگایا تھا

مجھے شرم آرہی ہے آنٹی۔۔۔۔وہ شرمائی تو ثمینہ بیگم ہنس دی۔

خوش رہو بیٹا کسی بھی قسم کی پریشانی لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپکو کھاؤ پیو اور اپنا خیال رکھو۔۔۔

آپ آرام کریں میں آپکے لیے کچھ اچھا سا بنا کر لاتی ہوں۔۔

وہ اٹھ کر کچن کی جانب بڑھی تھیں

چھوٹا باپ بننے والا ہے اور بڑا لور لور پھر رہا ہے۔۔۔ ثمینہ بیگم تاسف سے سوچتی رہ گئی تھیں

ابھی سعد کی ان سے کلاس لگنی تھی جو اس نے آئزل کے ساتھ کیا تھا

ثمینہ بیگم کا دل چاہا اسے ایک دو چھاپڑ رسید کر دیں۔۔

مگر وہ تو چھوٹے ہوئے بھی بھاگ جاتا تھا اب تو بڑا ہو گیا ہے۔۔۔

ایمان ہوتی تو کتنا خوش ہوتی نا یار۔۔۔۔ وہ دکھ سے بولی تھی

ابھی اسے گھر میں بھی بتانا تھا

وہ آئزل کو بتائے گی اسنے سوچا تھا۔۔

ٹن ٹنا۔۔۔۔۔۔۔ مائے وائف۔۔

ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھی جب حاشر اندر آتا اسکی جانب گلاب کا پھول بڑھا گیا تھا۔۔

عاریہ کی خوشی تو چھپائے نہیں چھپ رہی تھی
اسنے حاشر کے ہاتھوں سے پھول تھاما تھا

تھینکیو ہبی جی۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی
اور کتنے دنوں بعد اس نے حاشر کو ہبی جی کہا تھا نا۔۔۔۔۔
اسے مسکراتا دیکھ حاشر کے دل میں سکون اترا تھا

!!مبارک ہو عاریہ۔۔۔۔۔
اسے ساتھ لیٹتا وہ اسکے ڈوپٹے کا پلو اپنے چہرے پر گرتا آنکھیں موند گیا تھا۔
عاریہ دل کھول کر مسکرائی تھی

سعد بھائی نے اچھا نہیں کیا نا عاریہ۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ بولا تھا
۔۔۔اسکے لہجے میں اداسی کی رمک تھی

آفتوں نے انکے خوبصورت دن انسے چھین لیے تھے ابھی توانہوں نے یونیورسٹی کے لوگوں کو بھی جلانا تھا۔۔انہوں نے سوچ رکھا تھا

اورابھی بھی وہی باتیں ہورہی تھیں۔۔۔

کوئی بات نہیں حاشر ہوناوہی ہوتاہے جو قسمت کو منظور ہوتاہے۔۔

آپ پریشان مت ہوں۔۔۔۔

وہ اسکاہاتھ تھامتی بولی تھی۔

مشکل کروقت سہارادینے والا ہمسفر کسی کسی کے نصیب میں ہوتاہے۔۔۔

عاریہ۔۔۔! وہ جھٹ سے اٹھا تھا

ویسے میں سوچ رہا تھا کہ مجھے دو بچے ہو جائیں تو کتنا اچھا لگے گا نا۔۔۔

عاریہ سخت بدمزہ ہوئی تھی

دو کو سر میں مارنا ہے۔۔؟

وہ حیرت سے بولی تھی

حاشر کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

نہیں ایک کو آپ سنبھالنا ایک کو میں۔۔۔۔وہ آنکھ ونک کرتا بولا تھا

ہٹیں پیچھے کچھ بھی بولتے رہتے ہیں۔۔۔

وہ خفا سی بولی تھی۔۔

اچھا اگر ہمارا بیٹا ہوا تو کیا نام رکھیں گے اور بیٹی ہوئی تو کیا نام رکھیں گے ؟؟

وہ سوال کر رہا تھا اور یہاں عاریہ کو بھی دلچسپی ہوئی تھی

آپ بتائیں۔؟؟وہ حاشر سے پوچھ رہی تھی

ہممممم۔۔۔۔وہ سوچنے لگا

جلدی بتائیں ناحاشر۔۔۔

رکو یار سوچنے تو دو

اممممم بیٹا ہوا تو اسکا نام محبت بوٹار کھیں گے اور بیٹی ہوئی تو اسکا نام پروین رکھیں گے کیسا۔۔۔۔

اور یہ تکیہ حاشر کے سر میں پڑا تھا۔۔
استغفراللہ شوہر کی کوئی عزت کی نہیں۔۔

وہ تاسف سے اسے دیکھتا بولا تھا

اچھا سنیں ناحاشر میں کیا کہہ رہی تھی کہ اگر ہماری بیٹی ہوئی تو اسکا نام ہم آئرہ رکھیں گے آئزل اور میرے نام کا مکسچر۔۔۔
وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

ہاں بہت اچھا نام ہے۔۔۔آئرہ

اور اگر کاکا ہوا تو؟؟؟
حاشر نے پوچھا تھا کیونکہ اسکے مائنڈ میں ابھی کوئی نام نہیں آرہا تھا اسے لگا شاید عاریہ کے پاس کوئی اچھا سا نام ہے

اممممم اگر بیٹا ہوا تو اسکا نام ہم روحان رکھیں گے حیدر بھیا اور حنان بھیا کے نام کا مکسچر
وہ خوشی سے بولی تھی

عموماً کپلز اپنے بچوں کا نام اپنے ناموں کے مکسچر پر رکھتے ہیں وہ پہلی ایسی ماں تھی جو اپنی بیٹی کا نام اپنے اور اپنی بہن کے نام کے مکسچر سے رکھ رہی تھی

" اور اپنے بیٹے کا نام اپنے بھائیوں کے نام کے مکسچر سے

میری تو کوئی ویلیو ہی نہیں۔۔۔۔حاشر نے منہ بنایا تھا

اب جلیں مت آپ۔۔۔۔وہ ہاتھ جھٹک گئی تھی

ہنہہ!! وہ رخ موڑ گیا

نہیں حاشر جو میں نے کہیں ہیں ہم بس وہی نام رکھیں گے۔۔۔۔

جو حکم بیگم سرکار۔۔۔۔وہ سر کو خم دیتا مسکرایا تھا

عاریہ کو یاد آیا اسنے تو شرمانا بھی تھا سو وہ شرمانے لگی تھی۔۔

حیدر اور حنان کو کال کر کے خوشخبری دینے کی غرض سے حاشر انکا نمبر ڈائل کر چکا تھا۔۔۔۔

❤️❤️❤️

ساتھیوں اٹیک۔۔۔۔۔۔۔۔ہزاروں کے قریب بھاری جوتوں کی ٹھک ٹھک اور فضاء گولیوں کی تڑتڑ کی آواز اس ویران جنگل میں گونج رہی تھی۔

حملہ ہو گیا ہے۔۔۔۔ حملہ ہو گیا ہے بلڈی مونسٹر حملہ ہو گیا ہے وردی والوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے

وہ اپنے مخصوص حلیے میں ماتھے پر بازو ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی

گولیوں کی تڑتڑ کی آوازیں سیدھا اسکے دل میں لگ رہی تھیں

جب ایک بد صورت دکھنے والے آدمی نے اسے بتایا تھا وہ پھر بھی پر سکون ہو کر لیٹی رہی

ایمان انہوں نے بابا کو مار دیا۔۔۔ان وردی والوں نے اجالا کے بابا کو مار دیا اجالا کے بابا بے قصور تھے۔

ایک دم۔اسنے آنکھیں کھولیں تھیں خونخوار وحشت ٹپک رہی تھی آنکھوں سے

وہ جھٹ سے اٹھتی اپنی تلوار نکالتی باہر کی جانب بڑھی تھی۔

سب تیار ہیں ہیں۔۔۔۔۔ایجنٹ عالیان (حیدر)۔کی آواز گونجی تھی

یس سر۔۔۔۔!!سب آرمی آفیسر زاسکی آواز کے بعد بولے تھے وہ اپنی فورس کی نمائیندگی کر رہا تھاسب نے بندوقیں پکڑ رکھی تھیں

ایجنٹ عالیان اپنی مخصوص وردی میں ملبوس رائفل ہاتھ میں تھامے دبے دبے قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا

بدصورت دکھائی دینے والے آدمی بھی اپنے اپنے اوزار سنبھالے میدان میں اترے تھے۔

گولیوں کی آوازیں فضاء میں گونج رہی تھیں خوب فائرنگ کی جارہی تھی

بلڈی مونسٹر (ایمان) تلوار ہاتھ میں پکڑے باہر آئی تھی۔۔۔

وہ سامنے آنے والے آدمی پر حملہ کرنے ہی والی تھی کہ اچانک اسکی تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گری تھی کیونکہ سامنے حیدر کو مخصوص وردی میں ملبوس دیکھ اسے سخت قسم کا شاک لگا تھا۔۔۔۔

حیدر بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا اسے ایمان پر افسوس ہو رہا تھا بے حد افسوس

وہ حیرت کا پتلا بنے اسے دیکھتی رہی۔۔۔آنکھوں میں بے یقینی تھی اس کے ساتھی ہیولے تلواریں تھامے فورس پر حملہ کرنے ہی والے تھے

رک جاؤ۔۔۔!! بلڈی مونسٹر کی آواز پر انکے ہاتھ فضاء میں ہی معلق رہ گئے تھے

حیدر نے بھی اپنی فورس کو روکا تھا

مجھے ان سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔

سب سے کہتا وہ اسے آنے کا اشارہ کرتا خود ہی اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا

اسکے کمرے میں داخل ہوتا وہ بے اختیار خوف کھا کر پلٹا تھا

کھوپڑیاں لٹک رہی تھیں جن سے خون بہہ رہا تھا جسم کے کٹے ہوئے حصے فرش پر بکھرے تھے خون ہی خون تھا وہاں

ایمان یہاں کیسے رہ رہی ہو گی۔۔۔۔بے اختیار اسے جھرجھری آئی تھی۔
ایمان اسکے پیچھے آئی تھی اسے اپنے کمرے کی جانب تکتا دیکھ وہ مسکرا دی تھی

جب ضرورت سے زیادہ انسان کو درد دیا جائے تو وہ یونہیں خطرناک بن جاتا ہے حیدر بھائی۔۔۔

وہ تمیز سے بولی تھی اسکے لہجے میں عزت تھی عقیدت تھی وہ چاہتی تو وہ اسکے ساتھ کمرے میں اکیلا تھا اس چیز کا فائدہ اٹھاتی اس مار بھی سکتی تھی مگر وہ اسکا بھائی تھا حیدر نے اسے اپنی بہن مانا تھا اور وہ اسکی عزت کرتی تھی

وہ وردی میں تھا مگر ایمان عرف بلڈی مونسٹر کو اس سے نفرت محسوس نہیں ہو رہی تھی

یہ سب کیا ہے ایمان کیوں۔؟؟

وہ بے بسی سے پوچھنے لگا۔

ایمان نے کوئی جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑی رہی

بولو ایمان اس طرح چپ نہ رہو آج سب کلئیر کرتے ہیں میں اور سعد آرمی کے سیکرٹ ایجنٹس ہیں میں ایجنٹ عالیان ہوں اور سعد میجر مراد عالم ہیں ہم پچھلے تین سال سے اس مشن پر ہیں بلڈی مونسٹر کو پکڑنے کے لیے اور جب ہمیں پتا چلا کہ ہماری ایمان بلڈی مونسٹر ہے یقین جانو ہم سب کے سانس اٹکے گئے تھے

ہماری نازک سی ایمان ایسے کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔؟؟

سعد یعنی ہمارے میجر مراد عالم آنے والے تھے تمہیں اریسٹ کرنے مگر پتا ہے جب اسے پتا چلا کہ اسے اپنی بہن کو ہتھکڑی پہنانے جانا ہے تو اسکا دل لرز کر رہ گیا ایمان

میں نے دیکھا ہے اسکی آنکھوں میں دکھ ایمان میں نے دیکھا ہے وہ
تمہارا بھائی تمہیں کیسے ہتھکڑی پہناتا وہ تو تمہارے لیے چوڑیاں لایا کرتا تھا نا

ایمان نے آنکھوں کی نمی چھپائی تھی وہ کتنی بھی خطرناک کیوں نہ ہو تھی تو ایک لڑکی نا نازک دل لڑکی اپنے سامنے اپنے کسی مسیحا کو دیکھ وہ پگھل رہی تھی۔ اور اپنے بھائی کی تکلیف اپنے گھر والوں کی تکلیف وہ اچھے سے محسوس کر سکتی تھی

مجھے بتاؤ ایمان میں بھائی ہوں تمہارا میں نے تمہیں بہن بنایا ہے تم آج مجھے بتاؤ۔۔۔۔۔وہ اس سے فریاد کر رہا تھا۔

اپنی حقیقت بتانے کے بعد وہ اسے اپنی حقیقت بتانے کو کہہ رہا تھا

اور اب ایمان کچھ نہیں چھپانا چاہتی تھی اسے وردی میں دیکھ وہ آج سب کچھ کھول کر اس کے سامنے رکھ دینا چاہتی تھی

۔۔۔۔

وہ بتا رہی تھی رو رہی تھی حیدر سن رہا تھا وہ اسکی تڑپ سمجھ رہا تھا۔۔۔۔

ایمان سے سب کچھ جان لینے کے بعد اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے کیا کہے اتنا سب کچھ کیسے ہو گیا

اسکی فوج۔۔۔۔انکا ڈیپارٹمنٹ اس قدر گناہوں سے گھرا ہو گا اسنے سوچا نہیں تھا

وہ بے خود ہوا جا رہا تھا

بھائی سب نے یہی کہا وہ غدار ہے مگر وہ غدار نہیں تھے بھائی انکے پاس
کھانے کو پیسے نہیں ہوتے تھے رہنے کو گھر نہیں تھا بہت مشکل سے اجالا
کے بابا (صدیق صاحب) نے محنت کی
انتھک کوششوں اور محنتوں نے بعد وہ اس مقام پر پہنچے تھے اپنی بیوی اور
بچی کے لیے چھت بنا سکے تھے

اور کیا کیا ان وردی والوں نے انکا مان انکی عزت انکا عہدہ سب کچھ چھین لیا
انسے اور انکی معصوم بچی اور بیوی کو بھی صلیب پر لٹکا دیا

وہ تڑپ کر بولی تھی۔۔۔اور کسی نے انصاف نہیں کیا بھائی کسی نے نہیں۔

ایمان بیٹا لیکن آپ ہمیں بتاتی ہمیں کہتی سعد سے کہتی حاشر سے حنان سے کہتی کہ آپکو اجالا کو انصاف دلوانا ہے ہم آپکے ساتھ کھڑے ہوتے

آپکو کیا لگتا ہے بھیا میں نے کچھ نہیں کیا ہو گا میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا ہو گا۔۔

سب کو کہا میں نے حاشر بھائی سے سعد بھائی سے سب سے

اور سب پتا ہے، پتا ہے سب نے کیا کہا۔۔۔

سب نے کہا نے وہ ہونگے غدار اس لیے تو انہیں سزا ملی ہے۔۔۔

کسی نے میری بات نہیں سنی بھائی کسی نے بھی نہیں۔۔

وہ بے دردی سے آنسو صاف کرتی بولی تھی۔۔

حیدر نے تڑپ کر اسے گلے سے لگایا تھا

بس میرا بچہ بس۔۔۔۔

آپ فکر مت کریں ایمان۔۔۔۔۔اسکو کندھوں سے تھامتے وہ بولا تھا

آپ فکر مت کریں۔۔انصاف ہو گا۔

ہو گا انصاف اور یہ انصاف میجر مراد عالم اور ایجنٹ عالیان دلوائیں گے

انکوائری بیٹھے گی سارا کیس پھر سے سٹڈی ہو

ننھی اجالا کو انصاف ملے گا

اور میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے بچے جب تک انصاف کی یہ لڑائی نہیں

جیت جاتا نا میں۔۔۔۔

تب تک سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔

ایک عزم تھا سکے لہجے میں ایمان نے اثبات میں سر ہلایا تھا

مگر ابھی آپکو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا ایمان۔۔۔۔۔حیدر نے ہتھکڑی کی

جانب اشارہ کیا تھا

میری ایک اور بات مان لیں سعد بھائی سے کہیں وہ مجھے خود اریسٹ کرنے آئیں سچ میں اگر اجالا کو انصاف ملتا ہے تو مجھے میرے گرفتار ہونے سے کوئی اعتراض نہیں

بس شرط یہ کہ مجھے سعد بھائی اریسٹ کرنے آئیں۔۔
پلیز بھائی۔۔منت بھرا لہجہ۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔حیدر اسکے سر پر ہاتھ رکھتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔
اسے خالی ہاتھ آتا دیکھ سب آفیسرز نے سوال کیا تھا۔۔۔
وہ میجر مراد عالم کے ہاتھوں اریسٹ ہونا چاہتی ہیں۔۔عالیان نے سچ بتایا تھا
۔۔

اور اب بلڈی مونسٹر انکو جاتا دیکھ سکتی تھی۔



وہ میری دنیا نہیں ہیں۔۔۔۔۔میں نے انہیں اپنی دنیا مانا اور دنیا تو عارضی ہے

شاید وہ مجھے آخرت میں مل جائے۔۔۔اور آخرت تو ہمیشہ کے لیے ہے نا۔

وہ کھڑکی تک آئی تھی اسنے پردے گرائے تھے باہر کا روشن منظر اسکی آنکھوں کو چبھ رہا تھا

اسے اندھیرا چاہیئے تھا

زائشہ کو بھی حیدر بھیا آخرت میں ملیں گے۔اس لیے وہ چلی گئیں

میں مر جاؤں گی تو شاید سعد کو مجھ سے محبت ہو جائے عموماً کہانیوں میں ایسا ہوتا ہے۔۔۔

حیدر کے سٹڈی روم میں بیٹھی وہ اسکا کا قلم اٹھائے کچھ لکھ رہی تھی

.....

مگر یہ حقیقی زندگی ہے اس کے آخر میں سب کچھ ٹھیک کیسے ہو گا؟؟؟

حنان نے سوچا تھا

سیگرٹ سلگاتا وہ ٹیرس تک آیا تھا

وہ میری آنکھوں کے سامنے مجھ سے چھن گئی ریت کی مانند میری مٹھی سے بہہ گئی اور میں خالی ہاتھ رہ گیا

ایک کش لگاتا وہ سگرٹ بجھاتا اسے پھینک چکا تھا

وہ نشہ کیوں کرے وہ تو پہلے ہی کسی کے عشق میں پاگل ہے

کیا تمہیں کھو دینا اتنا آسان تھا کیا تمہیں لگا تمہارا حنان یہ سب برداشت کر پائے گا۔

وہ تصور میں اسکا چہرہ لاتا اس سے محو گفتگو تھا

مگر جب سامنے ہو کر بھی وہ حنان کو نہ سن پائی تو اب کوسوں دور وہ اسے کیسے سن سکتی تھی

تم اب بھی میری بیوی ہو۔۔۔۔میرے نکاح میں تم تاعمر مرے نکاح میں رہو گی مگر میں تم سے دوبارہ کبھی ملنا نہیں چاہوں گا۔۔۔

غرور تھا مجھے میری محبت پر اور میری محبت نے میرا غرور کچھ یوں توڑا کہ میں اپنی ذات کے ٹکڑے اٹھاتا پھر رہا ہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔

میں مر جاؤں گی۔۔۔۔۔پھر سب ٹھیک ہو جائے گا پھر مجھے میرا سعد مل جائے گا

بے بی کو اسکا مراد مل جائے گا

کچھ خواب تھے جو خواب رہے
کچھ خواہشیں کچھ حسرتیں بنیں
اور کچھ ڈر تھے جو سچ ہوئے۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی زہر کی بوتل اسنے منہ سے لگائی تھی۔

میں اپنے بھائیوں کے لیے گلاب کا پھول تھی تمہاری تپش مجھ تک نہ پہنچی
اور میں مرجھا گئی
اور چند سیکنڈ بعد وہ اپنے پورے وجود کے ساتھ زمین بوس ہوئی تھی
قلم ہاتھ سے چھوٹ کر گرا تھا

زہر کی شیشی ایک طرف لڑھکی تھی

کاغذ پر لکھے لفظوں نے ماتم کیا تھا۔۔

اشکِ ناداں سے کہو بعد میں پچھتائیں گے
آپ گر کر میری آنکھوں سے کدھر جائیں گے

اپنے لفظوں کو تکلُّم سے گرا کر جانا
اپنے لہجے کی تھکاوٹ میں بِکھر جائیں گے

تُم سے لے جائیں گے ہم چھین کے وعدے اپنے
ہم تو قسموں کی صداقت سے بھی ڈر جائیں گے

اِک تیرا گھر تھا میری حدِ مسافت لیکن
اب یہ سوچا ہے کہ ہم حد سے گزر جائیں گے

اپنے افکار جلا ڈالیں گے کاغذ کاغذ
سوچ مر جائے گی تو ہم آپ بھی مر جائیں گے

اِس سے پہلے کہ جدائی کی خبر تُم سے ملے
ہم نے سوچا ہے کہ ہم تُم سے بچھڑ جائیں گے

وہ اسکی قبر پر آیا تھا۔۔۔۔۔۔ہاتھوں میں سیاہ پھول تھے۔۔۔جو وہ اسکے سرہانے رکھتا خود بھی اسکے سرہانے بیٹھا تھا
آنکھیں خشک تھی مگر ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنے سارے آنسو بہا کر آیا ہو اور اب بنجر پن شامل ہو گیا ہو ان آنکھوں میں

میں تمہیں زندگی نہیں دے سکا مگر سنو اگلی بار آنا تو لمبی زندگی لکھوا کر آنا
اللہ سے کہہ کر آنا کہ وہ حیدر کو تمہارا کر دیں اور حیدر تمہیں نہ مارے۔
کیا ایسا ممکن ہے۔؟؟ وہ اس سے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ اسکے سامنے بیٹھی
ہو۔

میں نے تمہیں زندگی نہیں دے سکا مگر دیکھو میں خود زندہ ہوں مجھے زندہ
رہنا ہے کیونکہ مجھے تمہیں واپس لانا ہے
تمہیں پتا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے
تم کچھ سالوں بعد مجھ سے ٹکراؤ گی
اور کہو گی کہ حیدر۔۔۔ میں تمہاری زائشہ

میں تمہیں سینے سے لگاؤں گا

اور تم۔۔۔۔تم پتا ہے کیا کہو گی۔۔۔
تم کہوں گی یہی تو زندگی ہے۔

مگر اس مٹی میں چھپا تمہارا وجود میرے سارے خیالوں پر گرد کی طرح جم چکا ہے مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا مجھے لگتا ہے میں دل کی جگہ پتھر لے کر آیا

پتھر بھی پگھل جاتے ہیں مگر وہ حیدر تھا وہ نہیں پگھلا تھا۔۔۔۔
اسے محبت نصیب ہی نہیں ہوئی تھی
وہ خود کو بد قسمت ترین لوگوں میں شامل کر رہا تھا۔۔
وہ بد قسمت تھا وہ بد قسمت ہے اور رہے گا۔۔

ملک سعد کاظمی کو آئزل علی سکندر سے محبت نہیں ہے مگر میجر مراد عالم کو اپنی بے بی سے عشق ہے۔۔

مگر میں تمہیں کبھی نہیں بتاؤں گا۔۔۔مر جاؤں گا مگر تم سے اظہار نہیں کروں گا

میں جس فیلڈ میں ہوں آج نہیں تو کل کسی حادثے میں، ایک گولی جو میرے دل میں لگے۔

میری جان لے سکتی ہے

مجھے پرواہ نہیں مگر میرے بے بی کو درد ہو گا نا۔۔۔۔۔

اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ تھوڑا سا درد برداشت کر لو تا کہ ہمیشہ کا درد تمہارے نصیب سے کٹ جائے۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ تھوڑا سا درد اسکی بے بی کے لیے جان لیوا ثابت ہوا تھا

جان جو لے لوں میں خود کی تو پھر مانو گے عشق ہے۔۔

گاڑی سٹارٹ کرتا وہ گھر کی جانب بڑھا تھا

❤️❤️❤️❤️

مجھ سے نہیں ہو گا نہیں ہو گا مجھ سے حیدر۔۔۔۔۔میں کیسے۔۔۔ قانون اسے نا جانے کیا سزا سنائے گا مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔۔۔۔
یہی پہلے اسکی بات سن لیتا نا اسکی دوست کے لیے کوئی قدم اٹھا لیتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا

اور تو فکر نہ کر قانون اسے کوئی ایسی سزا نہیں سنائے گا جو ہمارے لیے نقصان دہ ہو گی

جو قانون بے گناہوں کو سزا دے سکتا ہے وہ گناہگاروں کو کیوں نہیں۔۔
سعد نے ضد لگائی تھی
تو مجھ پر یقین رکھ سعد میں ایمان کو کچھ نہیں ہونے دونگا
اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو تم۔۔۔سعد نے آبرو اچکائے تھے۔۔۔
ایمان کبھی خود کو نقصان نہیں پہنچنے دے گی سعد۔۔۔۔۔وہ حنان کی بیوی ہے خود کو اسکی امانت سمجھتی ہے۔۔۔

افسانوی باتیں۔۔۔وہ سر جھٹک گیا

دونوں آفس میں بیٹھے تھے جب دروازہ ناک ہوا۔

دونوں ایک دم خاموش ہوئے تھے

حیدر کی سیکرٹری اندر داخل ہوئی تو سعد بل کھاتا رہ گیا۔۔

وہ ناک کیے سیدھا اندر داخل ہوئی تھی اس نے اجازت ملنے کا انتظار بھی نہیں کیا تھا

تمہیں کس نے اجازت دی ہے اندر آنے کی ہاں سینس نہیں ہے تم میں

۔۔

وہ چلایا تھا

سوری سر۔۔۔۔۔۔ سیکرٹری شرمندہ ہوئی تھی

گیٹ لاسٹ۔۔۔۔ وہ دروازے کی جانب اشارہ کرتا غرایا تو سیکرٹری باہر کی جانب بھاگی تھی

ریلیکس سعد کیا ہو گیا ہے کول ڈاؤن یارا۔۔۔ حیدر نے اسکے ہاتھ پر تھپکی دی تھی

دیکھ میں نے اجالا والا کیس پھر ری اوپن کروایا ہے اسے سٹڈی کیا ہے
اجالا کا باپ کیپٹن تھا کیپٹن صدیق پچھلے چھبیس ستائیس سالہ ریکارڈ انکا
بالکل صاف تھا اسکے بعد اچانک ان کے ساتھ یہ مسئلہ پیش آیا مجھے لگتا ہے
ایمان سچ کہہ رہی ان پر غداری کا الزام لگایا گیا ہے۔

ہم ان شاءاللہ یہ کیس لڑیں گے مگر یہ تب ہی ہو گا اگر تم اسے ایک دفعہ جا
کر اریسٹ کر آؤ۔۔ایک کیس سے تو جان چھوٹے گی نا۔۔

حیدر نے اسے سمجھا چاہا تھا بمشکل اس نے حامی بھری تھی۔



میں بھی ناپاگل ہوں آئزل کو بتایا ہے نہیں وہ ناراض ہو جائے گی ایسا کرتی ہوں اسکو کال کرتی ہوں۔

عاریہ روم میں اکیلی بیٹھی تھی جب کسی خیال کے تحت وہ فون اٹھاتی آئزل کا نمبر ڈائل کر گئی تھی مگر آئزل نے کال پک نہیں کی تھی

عاریہ نے دوبارہ کال ٹرائے کی۔۔

مگر آئزل نے ریسیو نہیں کی وہ ریسیو کرتی بھی کیسے جب کہ وہ تو بے سدھ پڑی تھی اسکا موبائل روم میں تھا جبکہ وہ حیدر کے سٹڈی روم میں ہوش وہ ہواس سے بیگانہ پڑی تھی۔

عاریہ پریشان ہوئی تھی۔۔۔اسنے حنان کا نمبر ٹرائے کیا تھا

حنان نے فوراً کال ریسیو کی تھی

اسلام علیکم بھیا کیسے ہیں آپ۔

کال پک ہوتے ہی عاریہ جھٹ سے بولی تھی

وعلیکم اسلام بچے میں ٹھیک ہوں بہت بہت مبارک ہو گڑیا۔۔

حنان نے کہا تو وہ انگلی دانتوں میں دبا گئی تھی

بھیا آئزل کہاں ہے میں کب سے اسکا نمبر ٹرائے کر ہی ہوں وہ کال ریسیو نہیں کر رہی۔۔۔عاریہ نے اسے بتایا تھا

اپنے روم میں ہے وہ بچے لیکن رکیں میں دیکھتا ہوں شاید سو رہی ہو۔

وہ کال کٹ کیے بغیر اسکے روم کی جانب بڑھا تھا

اور سب کچھ ٹھیک ہے نا ادھر حاشر سعد بھائی اور آنٹی کیسی ہیں۔۔

سیڑھیاں چڑھتا وہ اس سے ساتھ ساتھ بات بھی کر رہا تھا

جی بھیا سب ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔وہ فون کی دوسری جانب سے بولی تھی

آئزل۔۔۔۔اسکے روم کا دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا تھا

مگر سامنے آئزل نہیں تھی۔۔۔ادھر تو نہیں ہے وہ دوسری جانب رخ کرتا

حیدر کی سٹڈی کی جانب بڑھا تھا

عموماً فارغ اوقات میں دونوں بہنیں وہیں ہائی جاتی تھیں

جی بھیا سٹڈی میں دیکھیں وہ ادھر ہی ہو گی عاریہ نے کہا تھا

ہمم جا رہا ہوں۔۔۔وہ آگے قدم بڑھا رہا تھا اس چیز سے بے خبر کے کہ

سامنے جو دروازہ وہ کھولنے جا رہا تھا اسکے پار قیامت کا منظر دکھائی دینا تھا

چند قدموں کا فاصلہ سمٹا تھا

اسنے سٹڈی روم کا دروازہ کھولا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ چیخا تھا

آئزل۔۔۔۔۔۔۔وہ بھاگتا ہوا اسکی جانب بڑھا تھا موبائل ضہا تھ سے

چھوٹتا نیچے گرا تھا

اسکی چیخ سنتی عاریہ تڑپ کر اٹھی تھی

بھیا۔۔۔کیا ہوہے بھیا۔۔جواب دیں بھیا۔

وہ مسلسل اسے پکار رہی تھی مگر وہ آئزل پر جھکا تھا

حنان کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی جس کے قریب کانچ کی چھوٹی سی شیشی پڑی تھی

حنان نے وہ اٹھائی تھی اور اگلے ہی لمحے اسکی جان نکلی تھی

زہر۔۔۔۔۔وہ بولا تھا

اور فون کی دوسری جانب عاریہ ڈھے سی گئی تھی اسکے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر گرا تھا۔۔

آئزل۔۔۔۔۔آئزل۔۔۔اٹھیں۔۔میرا بچہ اٹھیں۔۔

وہ اسے باہوں میں بھرتا تیزی سے نیچے آیا تھا

حیدر بھائی۔۔۔!! وہ باہر کی جانب بھاگا تھا ساتھ ہی اس نے حیدر کو بھی آواز دی تھی۔

حیدر جو باہر لان میں چہل قدمی کر رہا تھا ساتھ ہی ساتھ کوئی فائل بھی سٹڈی کر رہا تھا حنان کی آواز سن کر بھاگا تھا اسکی باہوں میں آئزل کو بے سدھ وجود دیکھ اسکے پیروں سے مانو زمین نکل گئی

بھائی آئزل نے زہر پی لیا ہے۔۔۔۔

حیدر نے جلد سے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا حنان اسے پچھلی سیٹ پر لے کر بیٹھا تھا

کانپتے ہاتھوں سے حیدر کار ڈرائیو کرتا کار ہاسپٹل کی جانب بڑھا لے گیا تھا

حاشر حاشر۔۔۔اسکا دل کانپ رہا تھا اسنے پھولتی سانسوں کے ساتھ حاشر کو پکارا

کیا ہوا ہے عاریہ آپ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہیں۔؟؟؟

حاشر فوراً سے روم میں آیا تھا اسے اس قدر پریشان دیکھ اسے فکر مندی نے آن گھیرا تھا

حاشر وہ۔۔۔وہ۔۔وہ آئزل۔۔۔۔۔۔وہ رو رہی تھی اس سے بولا تک نہیں جا رہا تھا

کیا ہوا ہے عاریہ اس طرح رونا بند کریں مجھے بتائیں کیا ہوا ہے کیا ہوا ہے آئزل کو۔

وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا بولا تھا

سعد جو ابھی گھر میں داخل ہوا تھا۔۔اپنے جوتے ایک طرف اتارتا سیدھا حاشر کے روم کی جانب بڑھا تھا اسے عاریہ کے رونے کی آواز آرہی تھی ثمینہ بیگم پڑوسیوں کے ہاں گئی تھیں

حاشر آ۔۔۔آئزل نے خودکشی کرلی ہے۔۔۔
اور سعد کو لگا روئے زمین پر آکسیجن کا قحط پڑ گیا ہے۔۔۔۔

مجھے لے جائیں۔۔۔مجھے آئزل کے پاس جانا ہے آئزل کے پاس لے چلیں مجھے
مجھے لیں چلیں وہ۔۔۔۔ مسلسل رو رہی تھی
سعد ننگے پیر اسی قدموں سے واپس بھاگا تھا۔

بھائی۔۔حاشر نے اسے دیکھ لیا تھا

یااللہ خیر کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔ثمینہ بیگم جو ابھی ابھی واپس آئی تھیں اپنے بچوں کو اس حال میں دیکھ پریشان ہوئی تھیں

عاریہ میں جا رہا ہوں سعد بھائی بھی جا رہے ہیں آپ پریشان مت ہوں کچھ نہیں ہو گا آئزل کو وہ ٹھیک ہو جائیں گے اس حالت میں آپکا سٹریس لینا ٹھیک نہیں ہے

ماما عاریہ کو سنبھالیں۔۔۔۔۔عاریہ کو ثمینہ بیگم کے حوالے کرتا وہ سعد کے پیچھے بھاگا تھا

آنٹی۔۔۔۔۔۔وہ ثمینہ بیگم کے سینے لگے پھوٹ کر رو دی۔۔

ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر وہ دونوں بھائی اسکا بے ہوش وجود اٹھائے ہاسپٹل داخل ہوئے تھے۔۔۔

ڈاکٹرز کی پوری ٹیم بھاگتی ہوئی وہاں آئی تھی۔۔

آئزل کو سٹریچر پر لٹاتے ایمرجنسی وارڈ میں کے گئے تھے۔

ایمرجنسی کا دروازہ بند ہوا۔۔۔۔حنان بے اختیار حیدر کے سینے سے لگا تھا

۔۔۔

حیدر کے پاس تسلی کو ایک لفظ نہیں تھا۔۔۔۔

حیدر نے دیکھا حاشر اور سعد بھاگتے ہوئے وہاں آرہے تھے وہ دیکھ سکتا تھا کہ سعد کے پاؤں میں جوتا تک نہیں تھا۔۔۔۔

حنان حیدر سے الگ ہوتا سعد کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اسنے سعد کا ہاتھ سختی سے پکڑتے اسکے ہاتھ میں کاغذ تھمایا تھا

محبت بے رحم ہوتی ہے مگر اس قدر بے رحم ہو گی میں نے آج دیکھا

۔۔۔اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا وہ ایمرجنسی کے باہر پڑے بینچ

پر بیٹھا تھا

نظریں ایمرجنسی روم کے دروازے پر ٹکی تھیں۔۔۔

حنان نے حیدر کے سٹڈی ٹیبل سے وہ لیٹر اٹھا چکا تھا مگر اس نے خود ابھی

نہیں پڑھا تھا

اسکے لگا تھا وہ کبھی پڑھ ہی نہیں پائے گا وہ جانتا تھا خودکشی کرنے والے اپنے

آخری خط میں کیا لکھتے ہیں

سعد نے کانپتے ہاتھوں سے وہ کاغذ کھولا تھا

اسنے پڑھنا شروع کیا تھا

وہ میری دنیا نہیں ہیں۔۔۔۔۔میں نے انہیں اپنی دنیا مانا اور دنیا تو عارضی"

ہے

شاید وہ مجھے آخرت میں مل جائے۔۔۔اور آخرت تو ہمیشہ کے لیے ہے نا

"

سعد کی آواز کپکپائی تھی وہ اونچی آواز میں پڑھ رہا تھا۔۔۔اسنے نظریں چرائی

تھیں

وہ آگے پڑھے یا نہ پڑھے فیصلہ کرنا مشکل تھا

وہ چاہ رہا تھا کہ مزید پڑھے مگر وہ پڑھنا بھی نہیں چاہتا تھا

پتا نہیں کیوں وہ ڈر رہا تھا

زائشہ کو بھی حیدر بھیا آخرت میں ملیں گے۔اس لیے وہ چلی گئیں"

میں مر جاؤں گی تو شاید سعد کو مجھ سے محبت ہو جائے عموماً کہانیوں میں ایسا ہوتا ہے۔۔۔"

-

سعد کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہوئی تھیں

اس وقت وہ خود کو دنیا کا سب سے بڑا ان پڑھ تصور کر رہا تھا وہ نہیں پڑھ پا رہا تھا خودکشی کرنے سے پہلے اس معصوم لڑکی نے اسکے نام خط لکھا تھا وہ نہیں پڑھ پا رہا تھا

حاشر اور سعد بے یقینی سے سن رہے تھے وہ پڑھ رہا تھا حنان نے بے ساختہ آنکھیں مینچیں تھیں

اسکا بس نہیں چل رہا تھا سعد کی جان لے لے مگر وہ اس سے بڑا تھا اس کے بھائی کا دوست اور اسکی بہن کا دیور۔

ناچاہتے ہوئے بھی عزت آڑے آرہی تھی

اسنے آگے پڑھنا شروع کیا

میں مر جاؤں گی۔۔۔۔۔پھر سب ٹھیک ہو جائے گا پھر مجھے میرا سعد مل"
جائے گا
"بے بی کو اسکا مراد مل جائے گا

سعد کا دل چاہا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے وہ نظریں چرائے وہاں سے باہر
نکلا تھا نا جانے وہ کہاں گیا تھا
بھائی جوتے۔۔۔حاشر نے اسے پکارا تھا مگر وہ جا چکا تھا

لوگ سڑکوں پر نکل آئے تھے جوک جوک لوگ سڑکوں پر دھرنا دیتے
دکھائی دے رہے تھے نیوز اینکر چیخ چیخ کر ایک ہی بات کہہ رہے تھے

انصاف دوانصاف دو ننھی اجالا کو انصاف دوانصاف دوانصاف دو کیپٹن
صدیق کو انصاف لوان کی بیوی کو انصاف دو
ہر طرف یہی آوازیں گونج رہی تھیں ہر جگہ لاک ڈاؤن لگ چکا تھا سڑکوں
پر اب صرف لوگ ہی دکھائی دے رہے تھے جو انصاف کی پکار لگا رہے

تھے اجالا اور کیپٹن صدیق کا کیس پھر سے کھل گیا تھا جو حیدر اور سعد کی
وجہ سے ممکن ہو پایا تھا

مکمل تحریک چلائی گئی تھی اپنے

محل میں بیٹھی بلڈی مونسٹر عرف ایمان ملک کاظمی باہر ہونے والی ان تمام سرگرمیوں سے خوب واقف تھی وہ جان چکی تھی کہ یہ سب صرف اور صرف سعد اور حیدر ہی کر سکتے ہیں

وہ زخمی سا مسکرائی تھی آج نہیں تو کل سعد اسے اریسٹ کرنے آ ہی جائے گا وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل دے گی اس نے سوچا تھا اگر اجالا کو انصاف مل جائے تو اسے اپنی قید منظور تھی

وہ کافی حد تک خبر رکھتی تھی کہ اس کو پھانسی کی سزا تو ہو گی ہی ورنہ کم سے کم اسی، نوے سال کی سزا تو ہو ہی جائے گی

اس اس کی زندگی برباد ہو جائے گی مگر اسے کہاں پرواہ تھی

حیدر اور سعد کے پاس وہ تمام ثبوت تھے جس کے بعد یہ ثابت ہوتا تھا کہ اجالا کے بابا بے قصور ہیں

اور یہ سارے ثبوت انہوں نے ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹ روم سے اکٹھے کیے تھے آدھی رات کو تقریبا دو یا اڑھائی بجے وہ اس سیکریٹ روم میں گھسے

پچھلے پچیس چھبیس سالہ فائلز کا سارا ریکارڈ چیک کر رہے تھے اور یہ وہی جانتے تھے کہ انہوں نے یہ سب کتنی مشکل سے کیا تھا دل میں یہ خوف لیے کہ شاید کوئی۔۔۔۔۔۔شاید کوئی انہیں دیکھ لے شاید وہاں کوئی آجائے مگر قسمت نے ان کا ساتھ دیا اور وہ اپنے اس مقصد میں

کامیاب ہو گئے ایمان کو اریسٹ کرنے کے بعد انہوں نے اس دشمن کو اجالا کے دشمن کو منظر عام پر لانا تھا



وہ مسجد کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا اور مسلسل یہی سوچے جا رہا تھا کہ

کیا وہ اندر جائے

کیا اسے کچھ مانگا چاہیئے۔

وہ مانگے بھی تو کیا مانگے

وہ جو اسے خود تکلیف دے کر آیا تھا

اب اسکی زندگی کی دعا کیسے مانگے

تکلیف دینے والے خوش رہنے کی دعائیں دیتے اچھے نہیں لگتے۔

اسکے قدم من من کے بھاری ہو رہے تھے۔۔۔۔اس نے سوچا تھا ابھی وہ بچی ہے محبت کا نیا نیا بھوت سوار ہے وہ اسے ٹھکرا دے گا

دو دن روئے گی پھر سنبھل جائے گی مگر اس۔نے سوچا نہیں تھا کہ وہ اس حد تک جائے گی

وہ یہ بھول رہا تھا کہ سچی محبت کرنے والوں کے لیے عشق محبت تماشہ یا کھیل نہیں ہوتا وہ بس محبت ہی ہوتی ہے۔۔۔

ہسپتال کے کمرے میں پڑی وہ زندگی اور موت کی بازی لڑ رہی تھی

من من بھاری ہوتے قدموں کے ساتھ وہ مسجد میں داخل ہوا تھا

زندگی نے کس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے ہر موڑ پر ایک نیا امتحان مل رہا تھا

وہ جائے نماز پر گھٹنے ٹیک گیا تھا۔۔۔

مسجد مکمل خالی تھی بس ایک دو لوگ عصر کی قضاء نماز ادا کرتے دکھائی دے رہے تھے

اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے

لبوں پر قفل لگا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اللہ سے کیا مانگے
بس اسکے دل کی یہی مراد تھی کہ آئزل کی زندگی اسے واپس مل جائے اللہ
اس معصوم لڑکی سے اسکی زندگی نہ چھینے
پہلے ہی بے قصور زائشہ کو وہ لوگ موت کی گھاٹ اتار چکے تھے
صرف حیدر ہی قاتل نہیں تھا بلکہ سعد بھی شریک قتل تھا
کیونکہ وہ بھی اس مشن کا حصہ تھا
بے اختیار سجدے میں سر جھکائے وہ رو دیا تھا

لڑکیوں کو بے وفا کہنے والا انکو قتل کر کے انکی قبر پر سو پھولوں کے ہار"
چڑھانے والا آج اس معصوم لڑکی کی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا گڑگڑا
"کر۔۔

یااللہ وہ بہت معصوم ہے۔۔۔اسے کچھ مت ہونے دینا اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں ساری زندگی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا

پاکٹ میں رکھا موبائل رنگ ہوا تھا مگر وہ سنی ان سنی کرتا مسلسل دعا میں مگن رہا

میں بہت گنہگار ہوں اللہ بہت زیادہ گنہگار کبھی اس طرح نہیں مانگا جیسے تجھ سے مانگنے کا حق ہے یا جیسے تجھ سے مانگا جاتا ہے

میں نہیں جانتا میں کن لفظوں میں دعا کروں جو تو قبول کر لے

مجھے مانگنا نہیں آتا تجھے دینا تو آتا ہے نا اللہ

میں تیری بنائی گئی تخلیق ہوں۔۔

تو میری نہیں سنے گا تو اور کون سنے گا

مجھے نہیں یاد پڑتا اے خدا! میں نے آج تک تجھ سے کچھ مانگا بھی ہے یا نہیں
کیونکہ تو نے مجھے سب کچھ بن مانگے ہی تو عطا کیا ہے مگر آج
آج میں تجھ سے مانگتا ہوں
اس معصوم لڑکی کی زندگی مانگتا ہوں

میں وعدہ کرتا ہوں اللہ میں اپنے اس گناہ کا کفارہ ادا کروں گا میں نے اسے
تکلیف دی ہے میں اس تکلیف کو اس کے دل سے ختم کر دوں گا
اسکے دل میں سرزمین کو پھولوں سے مہکا دونگا بس دو ایک بار مجھے اسے لوٹا
دے میں اسے ساری دنیا سے چھپا کر رکھوں گا۔

ایمرجنسی کا دروازہ کھلا تھا ڈاکٹرز باہر آئے تھے۔
حیدر حنان اور حاشر ڈاکٹرز کی جانب لپکے تھے۔۔۔

زہر کی زیادہ مقدار ان کے اندر نہیں گئی وہ پہلے ہی بے ہوش ہو گئی شکر خدا کا آپ انہیں وقت پر یہاں لے آئے ورنہ ان کی جان بھی جا سکتی ہے۔

الحمدللہ اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔سب نے بے اختیار شکر ادا کیا تھا

۔۔میں عاریہ کو بتاتا ہوں اس نے رو رو کر اپنی حالت خراب کر لی ہو گی یقیناً

۔۔۔۔وہ ایک طرف آتا گھر کال کرنے لگا تھا

وہ مگن تھا اللہ سے باتیں کرتے میں جب دوبارہ اسے اسکی توجہ جنگھاڑتے فون نے اپنی جانب مبذول کروائی تھی۔۔

اس نے دیکھا تو حیدر کالنگ لکھا آرہا تھا

اسکا دل دھڑکا تھا

یا خدا خیر کی خبر سنانا۔۔۔دل تھامتا وہ کال اٹینڈ کرتا موبائل کان سے لگا گیا تھا۔۔۔

سعد آئزل ٹھیک ہے اب۔۔ تم جہاں بھی جلدی سے آجاؤ۔۔۔
اور وہ بے اختیار شکر کے سجدے میں گرا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عاریہ کو حاشر نے بتایا تو اس نے آنے کی ضد کی تھی حاشر نے اسے آنے سے منع کیا تھا کہا کہ وہ خود اسکو رات تک لینے آئے گا جب آئزل کچھ ہوش میں آئے گی تو

اور ساتھ ہی ساتھ اسے نصیحت بھی کر چکا تھا کہ وہ کھانا وقت پر کھائے میڈیسنز بھی اور خاص کر رونا تو بالکل بھی نہیں
چونکہ اب آئزل کی جانب سے خیر کی خبر ملی تھی تو وہ کچھ ریلیکس ہوئی تھی

۔

آئزل کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

حنان اور حیدر اندر گئے تھے اس سے ملنے مگر وہ کسی سے بات نہیں کر رہی تھی مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔طبعیت ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہوئی تھی

تکلیف میں تھی وہ

اسے پتا تھا اس نے کچھ کہنا تھا تو حیدر اور حنان نے بہت غصہ کرنا تھا اس پر ۔۔۔سب اس سے ناراض ہونگے۔

آئزل میرا بچہ رونا بند کریں اپنی طبیعت نہیں ٹھیک پھر مزید بگڑ جائے گی۔

حیدر اسکے سرہانے بیٹھتا اسکی پیشانی پر بوسہ دے گیا تھا۔۔

ابھی وہ مزید کچھ کہتا جب دروازہ کھولتا اور اندر داخل ہوا تھا

اسکے پاؤں میں جوتا اب بھی نہیں تھا آئزل نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔

اسکی بکھری بکھری حالت دیکھ حیدر کو تاسف نے ان گھیرا تھا

میں۔۔۔آئزل سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ابھی اور اسی وقت۔۔

آئزل نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں

وہ وقت ضائع کیے بغیر مدعے پر آیا تھا

میں پوچھ نہیں رہا میں بتا رہا ہوں امید ہے کسی کو اعتراض نہیں ہو گا اور اگر ہوا بھی تو مجھے فرق نہیں پڑے گا کیونکہ کروں گا میں وہی جو میری مرضی ہو گی۔۔

وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تھا

حنان اور حیدر اسے گھور رہے تھے ایسے جیسے ابھی اسے اٹھ کر مارنے دور پڑیں گے

نکاح نہیں احسان کر رہے ہیں۔۔ہنہہ!!!وہ بڑبڑائی تھی۔

آپ چپ رہیں۔۔۔۔سعد نے سخت لہجے میں کہا تو وہ منہ بسور گئی۔۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔حیدر نے کہا تھا

نکاح خواں کو فون کرو حاشر۔۔۔۔حیدر نے حاشر سے کہا تھا

اسکی ضرورت نہیں موصوف مولوی کو لے آیا ہے۔۔حاشر نے اشارہ کیا تھا۔۔

کیا بولوں اب میں۔۔۔۔حنان سر جھٹکتا رہ گیا

وہ وہی نکاح خواں تھے جنہوں نے عاریہ اور حاشر کا نکاح ہاسپٹل میں پڑھایا تھا

وہ وہی نکاح خواں تھے جنہوں نے ایمان اور حنان کا نکاح یونیورسٹی کے کیبن میں پڑھایا تھا

وہ وہی نکاح خواں تھے جنہوں نے زائشہ اور حیدر کا نکاح پڑھایا تھا اب وہ اندر آنے سے ڈر رہے تھے کہ کہیں پچھلی بار کی طرح کوئی قتل نہ ہو جائے اور اب وہ سعد اور آئزل کا نکاح پڑھانے جا رہے تھے ہاسپٹل میں

ق

وہ پہلا ایسا خاندان تھا جن کے عجیب و غریب نکاحوں سے نکاح خواں تنگ آ چکا تھا

میں نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں کبھی ایسے عجیب و غریب نکاح نہیں پڑھوائے ایسا مولی صاحب کا کہنا تھا

آج سرخ چندری لانے والی ایمان نہیں تھی

حیدر نے اسے سہارا دے کر بٹھایا تھا اور وہی ڈوپٹا اس پر اوڑھایا تھا

ثمینہ بیگم کے دونوں بیٹوں کا نکاح بے خبری میں ہوا تھا اور وہ افسوس کے علاؤہ اور کرتی ہی کیا۔۔۔۔

بسم اللہ کریں مولوی صاحب۔۔

سعد نے کہا تھا

آعوذ باللہ بھی پڑھ لیں مولی صاحب آفات بلائیں شلائیں مصیبتیں ٹل جائیں گی۔

آئزل نے کہا تو سعد نے اسے گھورا تھا

آپ چپ رہیں۔۔۔وہ اسے گھورتا بولا تھا

ہنہہ کہتی وہ چہرے کا رخ دوسری جانب کر گئی۔۔۔

سعد کو بے اختیار ہنسی آئی۔۔

مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا تھا

سعد سے اعجاب وہ قبول نے بعد وہ آئزل کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے۔۔

لو یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے والی بات ہے۔۔۔۔۔وہ حیرت سے بولی تھی سعد کے گھورنے پر فوراً خاموش ہوئی تھی۔

جی قبول ہے۔۔

. کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

جی قبول ہے

تیسری بار بھی قبول ہی سمجھیں۔۔۔۔اسکی ذبان پھسلی تھی۔۔

وہ ہنستی ہوئی زبان دانتوں تلے دبا گئی تھی

دعا وغیرہ کے بعد مولوی صاحب کو حاشر گھر چھوڑنے گیا تھا
پک اینڈ ڈراپ سروس مولی صاحب کی تو موجیں تھیں۔۔
اب تم جانو اور تمہاری بیوی ہم تو چلے۔۔۔۔دونوں بھائی بالوں میں ہاتھ
چلاتے ایک ساتھ قدم بڑھاتے باہر نکلے تھے۔
اور صرف روم سے باہر ہی نہیں بلکہ ہاسپٹل سے بھی باہر۔۔

وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے
آئزل کو ڈر سا لگ رہا تھا کیونکہ سعد مسلسل اسے گھور رہا تھا

کیا ہے۔۔۔۔وہ غصے سے اس کی طرف دیکھتی بولی تھی
کیا ہے؟؟ سعد نے آبرو اچکائے تھے
آپکو کیا ہے۔۔۔۔وہ اب خفگی سے بولی تھی

مجھے کچھ نہیں ہے آپکو جو یہ محبت کا کیڑا کاٹا ہے نا مجھے لے دے کر بیٹھ گیا ہے۔۔

وہ غصے سے بولتا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفے پر بیٹھا تھا

محبت کا کیڑا کیسا ہوتا ہے؟؟آپ نے دیکھا ہوا ہے؟؟پیارا ہوتا ہو گا نا ۔۔۔۔؟؟مجھے بھی دیکھا۔یے

وہ نان سٹاپ بولی تھی

میں شیشہ لا کر دیتا ہوں وہ دیکھ لینا کیڑا بالکل تمہارے جیسا ہی ہوتا ہے پاگل ۔۔۔۔

وہ سر جھٹک گیا

جبکہ خود کو کیڑا کہے جانے پر اسے سخت صدمہ ہوا تھا

ویسے کیسے خیال آگیا شارخ خان کو نکاح کا۔۔۔وہ طنزیہ بولی تھی

شارخ خان کو نہیں مجھے خیال آیا ہے۔۔

ہاں ہاں وہی آپکو کیسے خیال آگیا. ؟؟آئزل نے پھر سے پوچھا تھا

کچھ نہیں مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا اور کہا تھا جا کر اسے آفت سے نکاح کر لو

۔۔۔۔انگارے برساتا لہجہ۔۔

کاش یہ کتا کچھ دن پہلے کاٹ جاتا۔۔۔۔وہ بڑبڑائی تھی۔۔۔سعد نے اسکی بڑبڑاہٹ واضح سنی تھی۔

کتنی چڑ پڑ کر رہی ہو لگ ہی نہیں رہا تم بیمار ہو اور تم نے کوئی کارنامہ سر انجام دیا ہے

وہ طعنہ دیتا بولا تھا

لگے گا بھی کیسے جبکہ میں نے تو کوئی کارنامہ سر انجام دیا ہی نہیں۔۔۔وہ مزے سے بولی تھی

کیا مطلب۔۔۔۔وہ حیران ہوا۔۔

مطلب یہ ہوا کہ یہ سب تو ہمارا پلین تھا۔۔وہ اسکے چہرے کے تاثرات مزے سے نوٹ کر رہی تھی۔

نہیں نہیں ایک منٹ کیا مطلب۔۔۔۔یہ سب۔۔یہ سب جھوٹ تھا تم نے زہر وغیرہ نہیں لی۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اچھلا تھا

سب یہ پہلے تو مجھے یہ تم کہنا بند کریں دوسری بات مجھے بے بی کہا کریں مجھے اچھا لگتا ہے

اور تیسری بات۔۔۔ہاں میں نے کوئی زہر وغیرہ نہیں لی تھی یہ سب ہمارا پلین تھا آپ موصوف کو راہ راست پر لانے کے لیے۔۔۔

اور سعد کا دل چاہا سب سمیت آئزل کو بھی زندہ زمین میں گاڑھ دے۔

اچھا تھا لے ہی لیتی زہر میری جان چھوٹتی۔۔۔بظاہر غصے سے مگر وہ آنکھ دباتا بولا تھا

آئزل کچھ نہ بولی جب سعد نے دیکھا وہ تو کچھ بولی ہی نہیں

سعد نے اسکی جانب دیکھا تھا اور وہ میڈم رونے میں مصروف تھیں۔

ہاں لے لوں گی اب میں سچی والی زہر مر جاؤں گی نہیں آؤں گی واپس وہ روتے ہوئے شکایت کر رہی تھی اس سے۔

ارے ارے ارے میرا بے بی۔۔۔۔پیارا بے بی شونا بے بی کیا ہو گیا ہے
یار میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔
وہ جھٹ سے اسکی جانب بڑھا تھا۔۔

اسکا چہرہ اپنی ہتھیلیوں کے پیالوں بھرتا پیار سے کہہ رہا تھا
مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔وہ منہ پھلائے بولی تھی۔۔
اچھا چلو چلتے ہیں۔۔۔وہ اٹھتی ہوئی بیڈ کے کنارے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی تھی۔
نیچے اتریں۔۔۔۔سعد نے آبرو اٹھائے تھے۔۔

نہیں۔۔۔۔میں نیچے نہیں اتروں گی۔۔۔
کیوں بے بی۔۔۔۔

میرا جوتا گم گیا ہے۔۔۔اسنے بہانا بنایا تھا جبکہ سعد کبھی اسکو دیکھتا تو کبھی سامنے پڑے اسکے جوتے کو۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل اسکے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔۔

آئزل کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

تو مطلب وہ سمجھ گیا تھا

سعد نے دائیں پاؤں کی جوتی اٹھائے دوسرے ہاتھ سے اسکا سرخ و سپید پاؤں تھامے اس میں جوتا پہنایا تھا۔۔۔

آئزل یک ٹک دیکھے چلی جا رہی تھی

اس طرح دیکھنا بند کریں بے بی ورنہ آپکو بغیر جوتوں کے چل کر جانا پڑے گا

سعد نے دھمکی دی تھی تو وہ دوسری طرف دیکھنے لگی۔

آپکو مجھ سے پیار ویار تو نہیں ہو گیا۔۔

دوبارہ سے اسے دیکھتی وہ بولی تھی۔

سعد اسے دوسرا جوتا پہنائے اسکا ہاتھ پکڑے اسے بیڈ سے نیچے اتار چکا تھا

۔۔

ہاں ہو گیا ہے۔۔۔۔ ہنسا تھا۔۔۔

میں نے دعا جو کی تھی اس لیے وہ چہکی تھی

سعد پیار سے اسے اپنے ساتھ لگاتا باہر کی جانب چل دیا تھا

اور آئزل کے پاس ڈھیروں باتیں تھیں اسے بتانے کو جو وہ خاموشی سے

سنتا رہا تھا



رات کی تاریکی ہر سو اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے تھی

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئی تھیں

وردی میں ملبوس۔ایک ہاتھ میں رائفل تو دوسرے ہاتھ میں ہتھکڑی

تھامے وہ شان سے چلتا آرہا تھا

وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا محل میں داخل ہوا تھا

اسنے نظریں اٹھائی تھی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی

چلتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی نظریں۔اور سر جھکا تھا۔

دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا تھا۔۔

سعد نے خاموش سے ایمان کے سامنے ہتھکڑی لہرائی تھی اور اگلے ہی لمحے

وہ خود کو سرنڈر کرتی اسکے سامنے اپنے ہاتھ کر گئی تھی۔۔

سعد عرف میجر مراد عالم نے اسے ہتھکڑی پہنائی تھی

کبھی وہ ان ہاتھوں سے چوڑیاں پہنا کرتی تھی

اسے لیتا وہ چل دیا۔۔۔۔وہ بھی ایک آخری نظر اپنے محل کی جانب دوڑاتی اسکے ساتھ چل دی تھی۔۔۔۔اسکی آنکھیں نم تھیں



۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمرہ عدالت کا منظر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔



اسے کٹہرے میں لا کر کھڑا کیا تھا جج صاحب اپنی مخصوص سربراہی کرسی پر بیٹھے تھے

سامنے ہی ایجنٹ عالیان کیپٹن اسد اور میجر مراد عالم ٹھاٹھ سے بیٹھے تھے اس سے پچھلی سیٹ پر حنان اور حاشر تھے

وہ کٹہرے میں نظریں جھکائے کھڑی تھی جبکہ حنان اس نے نظریں ہٹا ہی نہیں پا رہا تھا کیا کچھ نہ تھا ان نظروں میں غم، افسوس، دکھ، ملال، تاسف، شکوے۔۔۔۔

باجی افسانوں سے کندہ عدالت بھرا ہوا تھا

دو پولیس کے سپاہی ایمان کے کٹہرے کے ارد گرد کھڑے تھے
فضاء میں سکوت چھایا تھا جج صاحب نے فیصلہ کرنے تھا سب کے دلوں کی دھڑکن عجیب رفتار سے دھڑک رہی تھی نا جانے وہ کیا فیصلہ کرتا۔۔۔
جب اچانک جج کے بجتے ہتھوڑے نے سب کی توجہ لی تھی
عدالت مجرم ایمان ملک عرف بلڈی مونسٹر کے کیس کو سننے سمجھنے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ لڑکی ملک کو قوم کی عزمت کو نقصان پہنچا رہی ہیں اور ملک کا امن و سکون برباد ہو رہا ہے لوگوں کی جانو سے کھیلنے

کے بعد خون کی ہولیاں بہانے کے بعد چنانچہ اب انھوں نے خود اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے۔

سانسیں اٹکی ہوئی تھیں سب کی

یہ مجرم نہ صرف ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہی تھیں بلکہ ملک کے لیے غدار بھی ثابت ہوئی ہیں تو انصاف کے اصولوں سے چلتے ہوئے عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ بلڈی مونسٹر کو پھانسی کی سزا دی جائے دو دن بعد ٹھک صبح چھ بجے انہیں پھانسی کے لیے پیش کیا جائے

ان چاروں نے ایک ساتھ جج کو دیکھا تھا آنکھوں میں حیرت و بے یقینی تھی

ایمان نے سر اٹھایا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے سنتی رہی تھی اب وہ بولے گی۔

کس امن و سکون کی بات کر رہے ہیں آپ کی صاحب۔۔۔اسکی سخت
آواز گونجی تھی جج اب اسکی جانب متوجہ ہوا تھا
امن و سکون کا مطلب بھی جانتے ہیں آپ۔۔۔امن کے معنی رک نہیں
آتے ہیں ہونگے آپکو اور بات کرنے چکیں امن و سکون کی
حقیقت سننے کی ہمت ہے تو سنو۔۔۔۔۔۔اگر کوئی اس ملک کا امن و
سکون غارت کر رہا ہے اس ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے اور اگر کوئی غدار
ہے
تو وہ دن جیسے لوگ ہیں یور اونر تم جیسے لوگ۔۔
وہ انگلی دکھاتے بولی تھی۔
جج کے ماتھے پر بل پڑے تھے حیدر کے کب مسکرائے تھے
اب دیکھنا کیا ہوتا ہے وہ سعد کے کان میں جھکا بولا تھا
جج کے سر پر بال نہیں تھے اور اب ایمان اگلا وار کرنے والی تھی
آپ کیا اس ملک میں انصاف لائیں گے آپ تو اپنے سر پر بال نہیں لا سکے

اور کمرہ عدالت میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں گونجی تھیں سعد کی ایک نظر پر سب خاموش ہوئے تھے

آپ بدتمیزی کر رہی ہیں۔۔۔جج صاحب چلائے تھے

بدتمیزی نہیں بچے سچ سننے کی ہمت نہیں تیرے میں جو لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں ناتوان کو غدار ٹھہراتا ہے اور جو حقیقت میں غدار ہوتے ہیں تیرے کو انکو پھانسی کی سزا سنانا آسان لگتا ہے۔۔

وہ تو واضح بدتمیزی پر اتر آئی تھی۔۔۔حنان اسے خوشگواری حیرت سے دیکھ رہا تھا

جج تو غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

تو تو کیا تیرا باپ بھی آجائے نا میرے کو پھانسی تو کیا ہاتھ رک نہیں کھا سکتا اللہ قسم ہاتھ توڑ کر نہ رکھ دیے نا تو میرا نام بدل دینا۔۔

اسکے تیور خطرناک تھے آنکھوں میں سرخی آبرو اتھے ہوئے تھے
گردن مغروری سے تنی ہوئی تھی

اور ہاں یور اونر۔۔۔۔حنان اٹھ کھڑا ہوا تھا ایمان سمیت سب نے اسے
جھٹ سے دیکھا تھا
مجرم جس کو آپ کٹہرے میں لا کر کھڑا کر چکے ہیں دیکھا جائے تو انہوں
نے کوئی غلط کام نہیں کیا
لوگ جب آپ سے انصاف مانگنے آتے تھے تو جہاں آپکی اس نام کی
انصاف کی عدالت میں انکو انصاف کیا انصاف کی الف ب بھی نہیں ملتی
تھی
آپ کے کرنے کے کام اگر انہوں نے کر دیے تو آپ انہیں غدار کہہ رہے
ہیں اور اتنی بڑی سزا سنا رہے ہیں

اگر آپ جیسے بڑے عہدوں پر فائز لوگ امن و سکون قائم رکھیں وہی
امن و سکون جس کی آپ بات کر رہے ہیں تو آج غدار پیدا ہی نہ ہوں۔۔

اور رہی بات جڑیں کھوکھلی کرنے کی تو تو نے خود ان جڑوں کو انکی جگہ سے
کھینچ کر الگ کیا ہے دوسرے پر الزام دیتا ہے بے حیا
اور زندگی میں پہلی بار کمرہ عدالت میں ایسا مجرم آیا تھا
ساری دنیا یاد رکھے گی۔۔

معصوم بے گناہ لوگوں کی جان لیتے شرم نہیں آتی جب لوگ انصاف کی
بھیک مانگتے ہیں تب آپکا درندہ روپ سامنے آتا ہے۔۔۔اور اب بڑا
انصاف انصاف کر رہے ہیں۔۔
حنان کا غصہ کسی صورت میں کم نہیں ہو رہا تھا وہ ایمان کا دفاع کر رہا تھا
پھانسی کا سنتے اسکے لگا تھا اسکے گلے میں پہلے ہی پھندا اٹک گیا ہو۔۔۔

آپ ہیں کون جوان کا دفاع کر رہے ہیں۔۔۔مونسٹر ہے مگر عورت بھی تو ہے ہو گا کوئی بوائے فرنڈ وغیرہ۔۔جج نے حنان کو اس قدر ایمان کا دفاع کرتے دیکھ اول فول بک دیا تھا

ابے اووو۔۔۔چپ!!!ایمان چلائی

وہ سب کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے تھے۔۔

بان سنبھال کر بات کر شوہر ہے وہ میرا

اسنے نے خونخوار نظروں سے جج کو دیکھا تھا۔۔

سب کو حیرت کا دھچکا لگا تھا حنان ساکت ہوا تھا

آوو شوہر ہے تو پھر ساتھ جرموں میں بھی ملوث ہو گا اسے بھی لگاؤ ہتھکڑی دونوں کو جیل میں ڈالو۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے آگ بگولہ ہوتی وہ اپنے ساتھ کھڑے پولیس آفیسرز کو زور دار دھکا دیتی کٹہرے سے نیچے اتری تھی

اور تن فن کرتی وہ جج کے سامنے پہنچی تھی

اور اگلے ہی لمحے اسکے ہاتھ جج کی گردن دبوچ چکے تھے

ہاتھ بھی لگایا نا اسے تیرے ہاتھ توڑ کر کتوں کو کھلا دوں گی تیرے اتنے ٹکڑے کروں گی قیامت تک تو اپنے ٹکڑے ڈھونڈتا رہے گا

اسکا بس نہیں چل رہا تھا جج کو اپنی تلوار کے

ایک وار سے ختم کر دے۔۔

سعد اور حیدر نے آگے بڑھ کر اسے وہاں سے ہٹایا تھا پولیس اہلکار اسے

دوبارہ سے ہتھکڑی لگائے لے گئے تھے

حنان تو یونہیں بت بنا اسے دیکھ رہا تھا

اپنا فیصلہ بدل لے جج۔۔۔ورنہ تیرا بھیجا بدل دونگی

آخر میں وہ دھمکی دینا نہیں بھولی تھی۔

سعد حیدر اور حاشر کا بس نہیں چل رہا تھا زور زور سے ہنسنے لگیں جبکہ اپنی اس قدر تذلیل پر وہ سیخ پا ہوا تھا

ایک چھٹانک بھر کی لڑکی اسے اسکی اوقات دکھا گئی تھی

جج وہاں سے اٹھتا باہر نکلا تھا

اس کے باہر جانے کی دیر تھی کمرہ عدالت کی فضاء میں قہقے گونجے تھے

❤️❤️❤️

وہ دونوں ایک بار پھر سے کرنل اسد کے کیبن میں کھڑے تھے

وہ آج ہر خوش دکھائی دے رہے مگر میعاد اور عالیان کی نظروں میں خوشی نہیں تھی کرنل اسد نہیں جانتے تھے کہ ایمان کا ان دونوں سے کوئی تعلق ہے

مبارک ہو جوانوں بہت اچھا کام کیا ہے تم لوگوں نے مجھے تم پر فخر ہے وہ جوش سے بولے تھے۔

ہمیں بھی فخر ہے آپ پر سر۔۔۔۔

عالیان نے کہا تو وہ حیران ہوئے

کیا مطلب۔۔۔انھوں نے پوچھا

کچھ نہیں سر۔۔۔۔بس ایسے ہی لگا ہوا ہے۔۔۔۔مراد نے ناک سے مکھی اڑائی تھی

عالیان نے مراد کی جانب کوئی اشارہ کیا تھا۔۔

مراد نے بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی بخش جواب دیا تھا

وہ سیکرٹ ایجنٹس تھے آنکھوں میں ذبان سمجھتے تھے

سر مجرم تو آگیا ہاتھ میں مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور مجرم کا بھی پردو فاش ہوا ہے۔

عالیان نے کہا۔۔۔۔۔

کس کا پردہ فاش کیا کیا کہہ رہے ہو بیٹا کھل کر بتاؤ۔۔۔۔۔ کرنل اسد پریشان ہوئے تھے۔۔

اب اگر آپ اتنا اسرار کر رہے ہیں تو بتا ہی دیتے ہیں۔

عالیان نے ایک فائل زور سے کرنل اسد کے سامنے ٹیبل پر پٹخی تھی اس کے انداز پر ہی کرنل اسد حیرت میں غوطہ زن ہوئے تھے۔

گال کھولیں اسد صاحب اور حیرت کا دوسرا جھٹکا انہیں یہاں لگا تھا

خیر فائل کھولی گئی اور کرنل اسد کے معنوں چراغوں میں روشنی نا رہی

عالیان اور مراد دیکھ سکتے تھے کہ ان کے چہرے کے رنگ اڑ چکے ہیں

بار بار وہ پسینے سے تر اپنا چہرہ تھتھپاتے اس فائل میں انکی وہ ساری کرتوتوں کا ریکارڈ تھا جو انہوں نے اجالا کے بابا کے خلاف سازشیں رچی تھیں

انکی پھانسی سے لے کر انکی بیوی اور بچی کی پھانسی تک ساری تفصیلات

تو یہ کام کرنل اسد کا تھا۔۔۔ حسد کی وجہ سے اس نے یہ سازش اجالا کے بابا کے خلاف رچی تھی

آخر عالیان اور مراد نے اجالا کا مجرم ڈھونڈ ہی لیا تھا

کیپٹن اسد تو جہاں سے غائب ہو جانا چاہتا تھا وہ جیسے ہی بھاگا سامنے پانچ چھ پولیس آفیسر کھڑے تھے

ہینڈز اپ۔۔۔۔۔ یو آر انڈر ارسٹ۔۔۔۔ اور پھر اسکو اپنا دفاع کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا

اب صحیح معنوں میں وہ دونوں بھی خوش ہوئے تھے یہ خبر جلد از جلد ایمان کو دینی تھی اور اب اسکی پھانسی کی سزا رکوانے کے لیے انہیں کچھ کرنا تھا



رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے وہ چاروں دوست گھر کے قریب بنے
باغ میں آئے تھے ساتھ ہی آئزل اور عاریہ بھی تھیں
وہ باغ میں داخل ہوئے تو مکمل اندھیرا تھا۔
دونوں لڑکیوں نے ایک دوسرے کو سختی سے جکڑ رکھا تھا۔۔
کیا ہی ایڈونچر ہو گا اگر یہاں چڑیل آجائے۔۔۔
اندھیرے میں حاشر کی آواز گونجی

ارے پاس ہی تو ہیں۔۔۔حنان نے کہا۔
ککک۔۔کہاں۔پاس۔۔۔عاریہ کا بازو تھامے ڈرتے ڈرتے آئزل بولی
سعد نے ہنسی دبائی تھی۔۔۔
ارے یہیں ہمارے ساتھ ہی تو کھڑی ہیں دو چڑیلیں حیدر کا قہقہ گونجا تھا۔

کیا ہے بھیا۔۔۔۔عاریہ نے اندھیرے میں حاشر کو جھاپڑ۔مارا تھا جو جا کر سیدھا حنان کو لگا تھا۔

اوئیئ۔۔۔اسنے اپنا سر مسئلہ۔۔۔

کس نے مارا مجھے تھپڑ۔۔۔وہ آگ بگولہ ہونے کی ایکٹنگ کرنے لگا

سوری بھیا وہ میں نے حاشر کو مارنا تھا آپکو لگ گیا۔

عاریہ نے معذرت چاہی۔

بدلہ تو میں لوں گا بچے آپ سے وہ بھاگتا ہوا دو قدم آگے ہوا تھا۔۔۔جیسے ہی اسنے ہاتھ اٹھایا اسکا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

یہ۔۔۔یہ میرے ہاتھ کو کیا ہو گیا ہے یہ آگے پیچھے کیوں نہیں ہو رہا۔

حنان ہوا میں کھڑے ہاتھ کو آگے پیچھے کرنے لگا مگر ایسا نہ ہو سکا۔

اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اسکا ہاتھ جکڑ لیا ہو۔

کس نے پکڑا ہے میرا ہاتھ۔۔۔وہ ڈرتا ہوا۔بولا۔۔۔

ابے پاگل ہم۔کیوں پکڑے گے تیرا ہاتھ۔۔

اتنااندھیرا ہے ہمیں تو دکھائی ہی نہیں دے رہا ہاتھ تیرا۔۔۔سعد نے آنکھ دبائی تھی

سچ کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔۔ڈر کے مارے اس نے آنکھیں مینچیں تھیں

ہاں سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔جواب آئزل کی طرف سے آیا تھا۔

اگ۔۔اگر ایسی بات ہے تو سب مجھے ہاتھ لگاؤ اپنے دو دو۔۔۔۔

حنان نے ثبوت چاہا مگر ایک ہاتھ یونہیں ہوا میں معلق رہا

کہاں کھڑے ہو۔۔۔۔حیدر نے پوچھا۔

اس طرف اس طرف۔۔اسنے ہاتھ ہلانا چاہا۔ مگر ہاتھ ہنوز ہوا میں جگڑا رہا۔

یہاں ہے یہاں ہے مل گیا۔

یہ تم ہی ہو نا حنان۔۔۔۔۔حاشر نے سوال کیا

ابے نہیں یار میں سعد ہوں۔۔ سعد کی آواز سنتے ہی حاشر جھٹ سے پیچھے ہٹی تھی

سعد کو اپنے پیٹ پر کسی کے ہاتھ رینگتے ہوئے محسوس ہوئے

یہ آپ ہی ہیں ناحنان بھائی۔۔۔۔۔ ساتھ ہی آئزل کی آواز سنائی دی تھی

یہ میں ہوں آپکا شوہر نامدار۔۔۔۔ سعد نے فل اونچی آواز میں کہا تھا

وہ جس باغ میں تھے وہ باغ کوئی عام باغ نہیں تھا جہاں لوگ آجا سکتے

وہ چپکے سے اس باغ میں آیا کرتے تھے کیونکہ باغ کا مالی بہت سخت تھا نائٹ لائٹس بھی نہیں جلاتا تھا اس لیے آندھرا تھا وہاں

استغفراللہ۔۔۔۔ وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی سعد اور حاشر کا مشترکہ قہقہ گونجا تھا

ارے یار میں یہاں ہوں۔۔۔حنان نے اپنے دوسرے ہاتھ کا استعمال کیا
اور اندازے میں کسی کا ہاتھ پکڑ کر پاس کھینچا۔
تو حیدر گھسیٹتا ہوا اس سے جا ٹکرایا تھا۔۔

مل گیا مل گیا حنان مل گیا۔۔۔۔حیدر اس سے ٹکرانے پر۔۔۔فوراً سے بولا
تھا

حیدر بھائی نے تو نہیں پکڑا ہوا ہاتھ میرا کنفرم ہے۔۔۔
حنان۔۔جبکہ ہوا میں معلق اسکے بازو میں اب درد ہونا شروع ہوا تھا۔
چھوڑ دو یار جس نے بھی پکڑا ہے ہاتھ میرا وہ منمنایا تھا

۔

یار ہم میں سے کسی نے نہیں پکڑا تیرا ہاتھ

ہمیں تو نہیں دکھائی دے رہا تو ہے کہاں۔۔۔۔ سعد نے چڑھتے ہوئے کہا تھا

یااللہ بس ایک بار بچالو۔۔ یہاں سے جانے کے فوراً بعد پورے سات نفل پڑوں گا شکرانے کے۔

وہ رو دینے کو تھا

پاگل انسان سات کیا ہوتا ہے یا تو چھ پڑھ یا پھر آٹھ۔

حاشر غصہ ہوا تھا۔

نو پر ڈیل فائنل کر۔۔۔۔۔ وہ پھر سے بولا تھا۔

اتنی ہارڈ سیچوایشن میں بھی سب نے قہقے دبائے تھے۔

یار نو نفل نہیں پڑھتے۔

حیدر نے سر پیٹا تھا۔

نہ تیری نہ میری دس نفل پر فائنل کرتے ہیں۔

اوکے ڈن۔۔۔آئزل ہنسی تھی

یااللہ میرا ہاتھ نیچے کروادیں گھر جاکر پورے سات نہیں آٹھ نہی نو نہیں دس نفل پڑھوں گا۔
وہ گڑگڑانے والی انداز میں بولا تھا۔

سب نے باری باری اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا تھا یہ ثابت کرنے کے لیے کہ کسی نے بھی اسکا ہاتھ ہوا میں نہیں پکڑ رکھا۔

دیکھا اب مل گیا نا ثبوت ہم میں سے کسی نے آپکا ہاتھ نہیں پکڑ رکھا۔۔۔
عاریہ گویا ہوئی۔

کک۔۔ ککس نے پھر میرا ہاتھ پکڑا ہے۔۔۔ڈر کے مارے اسکی حالت اب
بری ہو رہی تھی
جبکہ باقی سب کے دل میں بھی ڈر جاگا تھا۔

کہیں چچ۔۔چڑیل تو نہیں۔۔۔۔۔۔۔حنان کی ڈرتی آواز نکلی۔
کوئ نہیں بچے گا سب کا قتل ہو گا۔۔۔۔جب انہیں اپنے پاس سے گہری
بھاری آواز سنائ دی جو کسی ہورر فلمز میں ہوتی ہے۔
جسے سنتے ہی انکی رہی سہی کثر نے بھی جواب دیا تھا۔
بھوووت بھاگو۔۔۔۔حاشر چلایا تھا اور پھر یو نہیں چڑیل چڑیل کی
صدائیں لگائے سب نے دوڑ لگائی تھی
دو سو بیس کی سپیڈ کی یہ دوڑ گھر کے دروازے پر آکر ختم ہوئ تھی

افففف خدایا۔

پھولتی سانسوں سے دوہرے ہوئے جا رہے۔

بیل بجاؤ بیل۔۔۔عاریہ نے لمبا سانس لیا۔

اس حالت میں اسکا بھاگنا درست نہیں تھا حاشر کو فکر ہوئی مگر سب ٹھیک تھا بس وہ ڈر گئے تھے اور سانسیں پھول رہی تھیں

سب کے چہروں پر ڈر کے آثار تھے پھولتی سانسیں

پسینے سے تر چہرے۔ باقی تو دور کی بات حیدر کا بھی یہیں حال تھا۔

گرتے پڑتے سعد نے بیل بجائی تھی۔

اور پھر بیل سے ہاتھ ہٹانا بھی بھول گیا۔

اندر مسلسل بیل بجے جا رہی تھی۔

آج میں نہیں بچوں گی۔۔آئزل نہیں بچے گی آج۔۔۔آئزل لمبے لمبے
سانس لیتی سینے پر ہاتھ رکھے دہری ہوتی وہیں فرش پر ڈھے سی گئی تھی
ہوش کر آئزل ہوش کر۔۔۔اسے اٹھانے عاریہ نیچے جھکی۔۔۔اپنا توازن
برقرار نہ رکھ سکی اور اسکے تھا جا بیٹھی تھی
اور دونوں فرش پر بیٹھی تھیں

امی دروازہ کھولیں۔۔۔۔ڈگمگاتے قدموں سے حاشر نے آگے بڑھ کر
دروازہ بجانا چاہا جب اسکا لڑکھڑاتا وجود حیدر سے ٹکرایا تھا۔۔
دونوں کا توازن بگڑا تھا اور۔۔۔اور یہ۔وہ بھی اب فرش پر پڑے تھے۔

بیٹھ جاؤ یار۔یہی۔۔ تھک جاؤ گے
حاشر نے حنان سے کہا تھا

حنان۔۔تو اپنا ہاتھ تھامے یونہی۔ صدمے کے زیر اثر کھڑا تھا جبکہ اسکا سانس بھی مکمل پھول چکا تھا۔

بیٹھ جا۔۔۔۔ سعد نے اسے کھینچا تھا تو وہ بھی نیچے بیٹھا تھا۔

ایک آخری بار سعد نے بیٹھے بیٹھے دروازہ بجایا تھا اس کے بعد ہمت جواب دے گئ۔

وہ لوگ آج بہت تیزی سے بھاگے تھے۔۔۔۔اور بھاگنے سے زیادہ وہ ڈر گئے چکے تھے جس کی وجہ سے انکی حالت ایسی تھی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ ثمینہ بیگم باہر نکلی تھیں۔

سامنے کا منظر دیکھ کر انکے قدموں سے جان نکل گئ تھی

انکے سارے بچے کوئ زمین پر لیٹا تھا تو کوئ وہیں نیچے اوندھے منہ بیٹھا سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔انکی تو جان نکل گئ تھی

❤️❤️❤️

اب منظر کچھ یوں تھا کہ لاؤنج میں وہ سب صوفوں پر نیم دراز تھے

ہاتھوں میں پانی کے گلاس تھے اور آنکھیں بند تھی۔

انکے پھولے سانس اب کافی حد تک بحال ہو چکے تھے۔

اب ثمینہ بیگم انکے سروں پر کھڑی انہیں سوالیہ نظروں سے گھور رہی تھیں

کچھ بولو گے کہ نہیں۔۔۔ ثمینہ بیگم کی آواز گونجی تھی

آنٹی چڑیل تھی باغ میں سچی والی چڑیل

پورے دس منٹ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں پکڑے رکھا

حنان پھر سے رونے والا ہو گیا تھا

ہاں نا۔۔۔ سب نے سر ہلایا۔

حبکہ سعد کا قہقہ گونجا تھا۔۔وہ ہاتھ تو میں نے ہی تمہارا پکڑا تھا۔۔۔

آپ نے؟؟حنان کے ساتھ سب نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

آپکے تو دو ہاتھ ہیں تین کیسے ہو گئے ایک سے آپ نے میرا ہاتھ ہوا میں پکڑ رکھا تھا اور دوسرا وہ جن سے مجھے پکڑا تھا میری تسلی کے لیے؟؟؟

حنان حیران ہوا تھا۔۔۔

یار نہیں دو ہی ہاتھ ہیں۔۔تمہاری تسلی کے لیے دوسرا ہاتھ حاشر کا استعمال کیا تھا۔۔

سعد نے تسلی سے جواب دیا

کیڑے کاٹیں آپ دونوں کو۔۔۔۔وہ جل کر بولا تھا

مگر وہ آواز۔۔۔؟؟ایک مری نقطے پر نظریں مرکوز کیے عاریپ کی دھیمی سی آواز نکلی تھی۔

انہیں میں سے کسی کی شرارت ہو گی۔

آئزل نے ہاتھ جھٹکا تھا

نہیں نہیں وہ آواز میری نہیں تھی بھلے ہی میں نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا مگر آواز نہیں۔

سعد نے نفی میں سر ہلایا

اور پھر باری باری سب نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔

یعنی وہ سچ میں چڑیل کی آواز تھی۔۔

۔

آئزل نے رونی صورت بنائی۔۔۔تو سب کے چہروں پر تاریکی چھائی تھی۔

ایک جھرجھری سی آئی تھیں ان سب کو وہاں بیٹھے۔

بس ہو گیا تم لوگوں کا۔۔۔اب اجازت دیں تو میں کچھ بولوں؟؟؟
ثمینہ بیگم کی آواز پر یک دم خاموشی چھائی تھی۔۔

شرم کرو بچوں شرم کرو۔۔۔۔چڑیل سے ڈر گئے
پہلی بات تو چڑیل ہوتی نہیں اور اگر تھی بھی تو آپ لوگ اتنے زیادہ تھے

وہ ایک کیا بگاڑ لیتی آپ لوگوں کا۔۔۔جو یوں ڈر کر بھاگے چلے آئے۔
۔۔ثمینہ بیگم کے لہجے میں غصہ تھا۔
امی وہ چڑیل تھی چڑیل۔۔۔۔ہم سب پر بھاری ایک چھڑی گھماتی ناہم
سب کا صفایا ہو جانا تھا۔

عاریہ نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔وہ ثمینہ بیگم کواب امی کہتی تھی ماما اسے اولڈ فیشن لگتا تھاوہ کہتی تھی ماما کہنے میں وی مزہ نہیں جوامی کہنے میں یے پاگل آپی پری گھماتی ہے چڑیل نہی۔

آئزل

ہاں ہاں جو بھی ہے۔۔۔عاریہ نے ہاتھ جھٹکا

حد ہوتی ہے ویسے۔۔۔۔ ثمینہ بیگم تاسف سے سر ہلاتی رہ گئ

امی ڈر لگ رہا ہے۔۔عاریہ ثمینہ بیگم سے لپٹ گئ۔

ہاں تو کس نے کہا تھا آدھی رات کو اتنے اندھیرے میں ویران جگہ پر جاؤ۔

دن میں تو چلو خیر ہوتی ہے اس وقت رات کو۔۔۔

ایسی جگہوں پر واقعی۔۔۔۔رات کے وقت آسیب بھٹک رہے ہوتے ہیں

۔۔

ثمینہ بیگم نے انہیں سمجھانا چاہا۔۔۔وہ اب تو حیرت سے کنگ انہیں دیکھتے رہے ابھی تو وہ کہہ رہی تھیں کہ چڑیلیں وغیرہ نہیں ہوتیں اور اب کہہ رہی ہیں ہوتی ہیں

امی ڈرائیں تو مت۔۔۔حاشر بے چارگی سے بولا۔
اب وہ بھی عاریہ کی طرح ثمینہ بیگم کو امی کہنے لگے تھے
نہیں تو پہلے تو کونسا سلمان خان بنا پھر رہا ہے جواب کہہ رہا ہے ڈرائیں نا۔۔
سعد نے منہ چڑھایا تھا۔

اچھا اچھا بس۔۔۔کرو۔تم سب۔۔۔اب۔۔۔حیدر نے غصے والے انداز میں کہا تھا ان سب میں وہی میچور بچ گیا تھا جس کی میچورٹی بھی اب ختم ہوتی جا رہی تھی انکی سنگت میں

میں آپ سب کچھ قرآنی آیات دم کر دیتی ہوں۔۔۔۔پھر ڈر نہیں لگے گا۔

ثمینہ بیگم انہیں کچھ قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر دم کرنے لگیں۔اور وہ سب کے سب اب سکون میں آ چکے تھے۔

❤️❤️❤️

واہ یار واہ مزہ آ گیا۔۔۔۔۔۔۔

عاریہ اور آئزل روم میں بیٹھیں سامنے پلیٹ میں رکھے کیک بسکٹس کے ساتھ اتفاق کر رہی تھیں

اور ساتھ ہی ساتھ ہنسی بھی جا رہی تھیں۔۔

جو کارنامہ آج انہوں نے سر انجام دیا تھا ہنسنا بنتا تھا۔

مجھے کچھ کام ہے میں باہر جارہاہوں تھوڑی دیر تک آجاؤں گااوکے۔۔۔

حنان کو بھی ساتھ لے جارہاہوں

حیدر اندر آیا تھا انہیں اپنے کام کی غرض سے باہر جانے کی اطلاع دینے

ہاں آئزل بچے یاد آیا سعد بلا رہا ہے آپکو

ساتھ ہی ساتھ حیدر نے اطلاع دی تھی

اوکے بھائی میں آتی ہیں۔۔۔۔

فوراً سے اٹھتی سفید پیروں میں سیاہ سادہ سی چپل اڑستی وہ باہر کو بھاگی تھی۔

انکی الگ ہی پریم کہانی ہے۔۔۔۔ٹی وی آن کرتے عاریہ نے استفسار کیا

۔۔۔۔

انکی پریم کہانی ہے تو پھر آپکی کیا ہے؟؟؟حیدر نے آبرو اچکائے تھے۔

عاریہ کھسیانی سی ہنس دی

آپ بلایا مجھے ؟؟؟ کوئی کام تھا کیا؟؟ وہ آہستہ سی چلتی ہوئی اسکے پاس آئی تھیں نظریں جھکی تھیں۔۔۔۔ سعد اسے دیکھ مسکرایا تھا

سعد اس وقت چھت پر کھڑا تھا آئزل بھی اوپر آئی تھی کیونکہ سعد نے ہی اسے بلوا بھیجا تھا۔

نہیں کچھ خاص کام تو نہیں تھا۔۔۔ سعد نے نارملی سا ریکٹ کیا۔۔۔

اچھا۔۔ آئزل نے سرسری سا جواب دیا۔۔

دونوں کے درمیان ہنوز خاموشی تھی۔۔

سعد آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں آدھا چاند آب و تاب۔سے چمک رہا تھا۔

آپ کے بنا ادھورا ہوں میں آئزل۔۔
سیاہ میں اداسی چمکی تھی

اور آپ ادھورے نہیں ہیں سعد آپکی بے بی آپکے ساتھ وہ شرارت سے بولی تھی سعد نے اسکی چھوٹی سی ناک پر چٹکی کاٹی تھی

اوکے آنکھیں بند کریں پھر بے بی آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔۔ سعد کی آواز میں خوشی سی چہکی تھی۔

اوکے۔۔آئزل نے جھٹ سے آنکھیں بند کی تھیں

سیاہ گھنی پلکوں کی جھالر بند آنکھوں پر گری اسے مزید اٹریکٹو بنا رہی تھی۔

سعد نے پاکٹ سے ریڈ روز نکالا۔۔۔اور آئزل کے سامنے کیا
اب کھولیں آئیز۔۔۔ جیسے ہی آئزل نے آنکھیں کھولیں روز دیکھ کر وہ کھل اٹھی تھی۔
تھینکیو سو مچ سعد۔۔۔آپکو پتا ہے آپ بہت اچھے ہو۔۔۔
وہ خوشی سے چہکی تھی۔۔جواباً سعد نے سر کو ہلکا سا خم دیا تھا
کہاں سے لیا روز؟؟؟آئزل نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے دیکھا تھا
نہیں نہیں۔۔وہ ہنسا تھا۔باغ سے چرا کر نہیں لایا۔۔خرید کر لایا ہوں۔۔
اوکے پھر ٹھیک ہے۔۔آئزل نے شرارتی سی آنکھ دبائی تھی۔۔۔

حاشر بھائی کہاں ہیں؟؟؟؟الماس نے سوال کیا۔۔

حاشر اپنے روم میں بیٹھا پینٹنگ بنانے میں مصروف ہے۔۔۔سعد نے بتایا تھا

نیچے چلیں؟؟آئزل نے کہا تو سعد نے منہ بسورا تھا

نہیں نا ادھر ہی رکیں میرے پاس۔۔وہ ضدی انداز میں بولا تھا۔۔

اچھا۔۔۔وہ سر جھکا گئی۔۔۔اور سعد تو بس اسے دیکھنے میں محو رہا

محبوب سامنے اور اور اسے مسلسل دیکھے جانا ایسا ہے جیسے جنت کی ایک ہزار نعمتوں کو پا کر شکر ادا کرنا

❤️❤️❤️

حاشر کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔حاشر اپنے روم میں کھڑکی کے پاس پینٹنگ سٹینڈ رکھے وہاں کچھ پینٹ کر رہا تھا

وہ پینٹنگز میں ایکسپرٹ تھا۔۔۔اسکے روم میں اپنے ہاتھوں سے پینٹ کی گئی کافی پینٹنگز دیواروں پر نصب تھیں۔۔۔یہ تو عاریہ جانتی ہی تھی ہر سال ہونے والی پینٹنگ ایگزیبیشن میں وہ اپنی پینٹنگ بھی پیش کرتا تھا اور ہر بار فرسٹ یا تو پھر سیکنڈ پرائز وصول کرتا تھا۔

اب نئے سال 2024 میں پینٹنگ کی ایگزیبیشن منعقد ہونے والی تھی جس میں حاشر نے بھی حصہ لیا تھا۔

ابھی وہ اپنی پینٹنگ ہی بنا رہا تھا کہ عاریہ وہاں آئی تھی۔

۔۔۔امم پینٹنگ کر رہا ہوں۔حاشر نے تیزی سے کینوس پر نے برش چلاتے مسکراتے ہوئے جواب دیا

کیا بنا رہے ہیں اس بار

عاریہ پر تجسس ہوئی۔۔

اس بار میں کچھ الگ بناؤں کا کچھ بہت الگ سا۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرایا تھا

جیسا کہ ؟؟؟؟؟عاریہ نے سوال کیا۔

جیسا کہ ۔۔۔۔امم جیسا کہ ایک دل کی سلطنت اور اس سلطنت پر سربراہی کرسی پر براجمان ایک شہزادی صرف اور صرف اس سلطنت کی ایک ہی وارث وہ شہزادی۔۔۔

رنگوں میں برش ڈبوتے اسکے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے۔

ساتھ ایک شہزادہ بھی بنانا۔۔شہزادیاں شہزادوں کے ساتھ ہی اچھی لگتی ہیں

عاریہ نے کہا تھا تو وہ اسکی جانب دیکھتا مسکرایا تھا۔

ہر شہزادی کے نصیب میں شہزادہ نہیں ہوتا

حاشر نے حقیقی جملہ کہا تھا

تو پھر یہ کس کے دل کی سلطنت کی شہزادی ہے ؟؟؟؟

معصومیت سے سوال کیا گیا۔

خود کے دل کی سلطنت کی شہزادی۔

کیونکہ ہر لڑکی اپنے آپ میں شہزادی ہے چاہے کوئی اس حقیقت کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔۔

اور ہر شہزادی شہزادہ بھی تو چاہتی ہے نا؟؟؟؟

عاریہ نے ایک اور سوال کیا

چاہنے کو تو انسان کیا نہیں چاہتا مگر ضروری تو نہیں ہر چاہ مکمل ہو

کبھی کبھی شہزادوں کی چاہ رکھنے والی شہزادیوں کے حصے میں دیو آجاتے ہیں

اور انکی اس چھوٹی سی سلطنت کو کھنڈر بنا دیتے ہیں

عاریہ کے دل کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہوئی تھیں۔دل میں عجیب بے چینی سی ہوئی تھی

چہرے کے تاثرات بدلے تھے

وہ اچھے سے نوٹ کر سکتا تھا عاریہ کے تاثرات

ارے میری جاناں پریشان ہونے والی کیا بات ہے میں تو آپکو بس پینٹنگ کے متعلق بتا رہا تھا

آپ تو جان ہیں میری میری شہزادی اور ہمیشہ رہیں گی۔

وہ عاریہ کی طرف محبت پاش نظروں سے دیکھتا بولا بے اختیار اسکے دل میں سکون اترا تھا

کیا میں دیکھ سکتی ہوں۔۔۔۔اس نے حاشر سے پوچھا تھا

نہیں ابھی نہیں جب مکمل ہو جائے گی۔نا پھر دیکھنا بلکہ میں نے ابھی کسی کو بھی نہیں دکھائی مکمل ہو جائے گی پھر دیکھیے گا

حاشر نے منع کیا تھا

۔

عاریہ وہ بیڈ کے سائڈ ٹیبل کے ڈرار میں بلیک کلر کی چھوٹی سی ڈبیہ ہے وہ اٹھا دیں دھیان سے اسکا ڈھکن وغیرہ نہیں ہے کہیں ہاتھ پر نہ گر جائے۔
ساتھ ہی ہدایت بھی دی گئ۔۔۔۔
اوکے۔۔۔عاریہ نے ڈرار کھول کر اس میں سے ڈبیہ نکالی تھی۔

اب کہ وہ ڈبیہ لے کر حاشر کے پاس پہنچی ہی تھی کہ اچانک وہ کسی چیز سے ٹکرائ تھی اور اسکے ہاتھ ہوا میں معلق ہوئے تھے اور ہاتھ سے کلر کی ڈبیا گرتی
حاشر کی پینٹنگ خراب کرتی۔۔ذمین بوس ہوئ تھی۔

حاشر کی ساری پینٹنگ پر کالا رنگ گر چکا تھا پینٹنگ مکمل طور پر خراب ہو گئ تھی۔

عاریہ نے بے اختیار اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا

جب کہ ضوریز تو بت بنا اپنی پینٹنگ کو ہی دیکھتا رہ گیا

۔

سس۔۔۔۔سوری۔۔۔سوری حاشر میں وہ۔۔لپالپ اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔

حاشر نے پینٹنگ سے نظریں ہٹاتے عاریہ کو دیکھا تھا

وہ رو رہی تھی اسکی آنکھوں میں ڈر تھا کہ حاشر اسے ڈانٹے گا رٹ

اور حاشر عاریہ کو کبھی ڈانٹ نہیں سکتا تھا

عاریہ روم میں جائیں۔۔۔وہ نارمل سا بولتا اسے جانے کو کہہ چکا تھا وہ روتی ہوئی وہاں سے نکلتی سیدھا اپنے روم میں آئی تھی۔۔۔

حاشر نے بے بسی سے پینٹک کو دیکھا تھا

وہاں سے ہٹتا وہ عاریہ کے پیچھے روم میں آیا تھا پینٹنگ تو خراب ہو ہی گئی تھی اب وہ عاریہ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا

پیار ایسا احساس ہے جو چھپائے چھپ نہیں سکتا آپ کسی کے لیے اپنی" فیلنگز لاکھ چھپانے کی کوشش کریں پر وہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی طرح سامنے آکر ہی رہتی ہیں

اگر کسی کو آپ سے محبت ہے تو آپکو پتا چل ہی جائے گا کیونکہ محبت کرنے " والوں کی ہر ادا سے ہر بات سے ہر انداز سے محبوب کا عکس چھلکتا ہے

اہمم اہمم..... حاشر گلہ چھنکارتا دروازہ کھولتا روم میں داخل ہوا تھا۔
عاریہ جورونے میں مصروف تھی تھی مزید اس میں۔ محو ہو گئ۔۔
عاریہ۔۔۔۔حاشر اسکے پاس آکر بیٹھا تھا۔۔۔اس کے آنسو صاف کرتا وہ
اب اس دیکھ رہا تھا عاعیہ کی نظریں ہنوز جھکی تھیں۔۔

بات نہیں کریں گی مجھ سے ؟؟؟ حاشر نے پیار سے پوچھا
نہیں میں آپکے رنگ خراب کر دیتی ہوں نا۔۔۔۔میں نے آپکی پینٹنگ
خراب کر دی نا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں نا
عاریہ کی آنکھوں میں آنسو چھلکے تھے

نہیں۔۔۔۔۔۔ایسا نہیں ہے۔

آپ میرے رنگ خراب نہیں کرتیں بلکہ آپ سے ہی تو رنگ ہیں

میرے۔۔۔

آپکے بغیر تو میں بے رنگ ہوں۔

اسکی تھوڑی پر انگلیاں ٹکائے اسکا جھکا سر اوپر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔۔

عاریہ نے نظریں اٹھائیں تھیں حاشر کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے

اس نے فوراً سے نظریں جھکائی تھیں۔۔

اچھا دیکھیں میں نے کان پکڑ لیے اب تو کر دیں نا معاف میں نے آپکو ڈانٹا

بھی نہیں ہے پھر بھی سوری کر رہا ہوں

حاشر نے ہاتھ آگے بڑھا کر عاریہ کے دونوں کان پکڑے تھے تو وہ حیران

ہوئی تھی

اب تو بالکل بھی معاف نہیں کروں گی۔۔وہ ہنستے ہوئے مصنوعی غصے سے

بولی تھی

اچھا ایسے نہیں مانیں گی تو پھر اٹھک بیٹھک کریں دس بار۔۔۔حاشر نے آرڈر دیتے ہوئے کہا تھا۔

عاریہ نے اسے گھورا تو وہ جو سیریس ہونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا ایک دم ہنس دیا۔۔

چلو اچھے بچے روتے ہوتے اچھے نہیں لگتے۔۔۔معاف کر دیں حضور آئیندہ کبھی آپکو ہرٹ نہیں کروں گا۔۔۔۔

نہایت ہی شریفانہ انداز میں کہا گیا تھا۔۔۔

اسے اپنے رنگوں سے محبت تھی۔۔۔مگر اسے ان رنگوں سے زیادہ اپنی محبت کا پکا رنگ زیادہ عزیز تھا وہ محبت کے اس پکے رنگ کی خاطر اپنے تمام رنگ قربان کر دینے کو تیار تھا

اور یہی تو محبت ہے۔۔ محبت نا چھوٹی چھوٹی قربانیاں مانگتی ہے۔۔ کبھی کبھی بہت بڑی قربانی بھی دینی پڑ جاتی ہے اس محبت کی خاطر اور ان چھوٹی بڑی قربانیوں سے گزر کر انسان عشق کے مرحلے میں آتا ہے اور سچا عشق وہی ہے جو ان چھوٹی موٹی قربانیوں سے ڈرے بغیر اپنی محبت پر قائم رہے اللہ سے ضد لگائے رکھے۔اور پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ اس عشق سے آپکو نواز کر اپنے کرم کے رنگ دکھائے گا

چلیں اب رونا نہیں ہے آپ نے رات بہت ہو گئی ہے اب سو جائیں تھک گئی ہو نگی نا آپ۔۔ عاریہ کی پیشانی پر عقیدت سے بوسہ دیتا وہ گویا ہوا جبکہ عاریہ کی آنکھوں میں ایک آنسو خوشی کا بھی چھلکا تھا جسے اس نے بہنے دیا۔۔



کرنل اسد کو نہ ہی صرف اریسٹ کیا گیا تھا بلکہ اان کا عہدہ بھی ان سے چھین لیا گیا تھا ایک مجرم ہونے کے ناطے انہیں عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی

بے گناہ لوگوں کو اس قدر تکلیف پہنچانے کی سزا انہیں یہ ملی تھی آج وہ سمجھ سکتے تھے کہ جو درد انہوں نے ننھی اجالا کی فیملی کو دیا تھا آج وہ خود بھی اس درد سے گزر رہے تھے

انسان کو دوسروں کا درد اس وقت ہی سمجھ میں آتا ہے جب وہ خود اس درد سے گزرتا ہے

وہ شرمندہ تھے لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا سادا اور حیدر کی انتھک کوششوں کے بعد ایمان کی پھانسی کی سزا بدل کر قید کی سزا ہو گئی

تھی چونکہ کرنل اسد کے جرم کی حقیقت سامنے آگئی تھی جس کی وجہ سے ایمان کی سزا کو بدل لیا گیا تھا اس کی پھانسی کی سزا معطل ہو گئی تھی اور اسے تین سال اور پانچ ماہ کی قید کی سزا سنائی گئی تھی

اسے یہ قید منظور تھی، وہ خوش تھی کیونکہ اس کی اجالا اس کی جان سے پیاری دوست کو جو چھوٹی سی عمر میں چل بسی تھی اس کو انصاف مل گیا تھا

وہ یہی تو چاہتی تھی سب چاہ رہے تھے کہ اس کی سزا معاف ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکا چارو نہ چار انہیں عدالت کے کیے گئے فیصلے کو قبول کرنا پڑا اسے پھر سے ہتھکڑی لگا دی گئی تھی

حنان کے سامنے ایمان کو جیل کی طرف لے جایا جارہا تھا
اسے لگ رہا تھا کوئی اسکے جسم سے رفتہ رفتہ روح کھینچ رہا تھا
اسے صبر کرنا تھا تین سال اور پانچ ماہ اسے صبر کرنا تھا۔۔
وہ اس ف بہت ناراض تھا بہت ذیادہ ناراض
ایمان حق پر تھی مگر یوں اپنی ذندگی برباد کرنے کی کیا ضرورت تھی ساتھ ہی ساتھ سب کی ذندگی برباد ہوئی تھی
اسے افسوس تھا مگر وہ اس نے ناراض تھا وہ اس سے کبھی بات نہیں کرے گا اس نے سوچا تھا
مگر وہ اسکا انتظار کرے گا اور یہ تو یقینی تھا

اسے جیل میں ڈال دیا گیا تھا اسے وہاں تین سال اور پانچ ماہ کی قید کاٹنی تھی

اس نے آخری بار حنان کا چہرہ دیکھا تھا اور آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے لڑکھا تھا

حنان نے چاہا وہ یہ آنسو اپنے ہتھیلی پر چن لے مگر سر جھکائے وہ وہاں سے پلٹ گیا

ایمان تڑپ کر رہ گئی تھی۔

تم آؤ گی نا میرے پاس۔۔کب آؤ گی دیکھو تم نے کہا تھا نا کہ اگر مجھے تم سے محبت ہو گئی تو۔۔

میں نے کہا تھا اسکی نوبت نہیں آئے گی وہ دن نہیں آئے گا کبھی نہیں لیکن دیکھو زائشہ وہ دن آگیا زائشہ وہ دن آگیا ہے مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔

اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

اپنے ہاتھوں سے اسے موت کی گھاٹ اتارنے کے بعد آج اسے اس سے
محبت ہو گئی تھی
مگر اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

پردہ گرا تھا اور اندھیرا چھایا تھا وقت کا آندھیرا جو نا جانے کب چھٹنے والا تھا

❤❤❤

——— تین سال پانچ ماہ بعد ———

مجھے زندگی بخش دو میرے ہو جاؤ

دور اندھیرے سنائے میں گہری چھاپ چھوڑتا ماضی کا
تکلیف دہ جملہ گونج کر واپس پلٹا۔
ماحول کی ہولناکیوں میں مذید اضافہ ہوا۔۔
وہ دبے دبے قدموں سے چلتا جا رہا تھا پاؤں میں جوتے
نہیں تھے۔۔۔وہ شاید کسی سے چھپنے کی کوشش کر رہا
تھا۔شاید خود سے یا کسی اور سے
میں تمہیں پانے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی ہوں
ایک اور جملہ ماضی کی یادوں میں گونجا تھا۔
سیاہ اندھیرے میں پھر سے ٹھوکر کھاتا وہ لڑکھڑایا تھا
مگر پھر ادھر ادھر دیکھتا سنبھلا تھا قدم نہیں رکے تھے
وہ ابھی بھی چلتا جا رہا تھا۔۔۔۔
ہر کسی کو سفر کرتا پڑتا ہے پھر چاہے وہ سفر آخرت کا ہی کیوں نہ ہو"اس نے
سوچا تھا

تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تباہی کو چنا ہے

اسنے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے اور چہرہ بازوؤں میں
دبایا تھا۔ وہ صدیوں سے گونجتی ان آوازوں سے چھٹکارا
چاہتا تھا سو تا شاید اس لیے وہ آج یہاں آیا تھا۔
تین سال اور پانچ ماہ ایک دن دن بھی ضائع کیے بغیر وہ روزانہ صبح شام
اسکی قبر پر آیا کرتا تھا۔۔۔۔اسکی زندگی کا معمول بن چکا تھا صبح وہ زائشہ
سے ملنے قبرستان جاتا اور رات سونے سے وہ اسکی قبر پر ضرور آتا

ذندہ لوگوں کی محبتیں مردہ ہو چکی ہیں اور ایک وہ تھا جو مردہ وجود سے "
" عشق کر بیٹھا تھا کسی جوگی کی طرح وہ دن رات اسکی قبر پر آتا تھا

اچانک اسے ایک سایہ سا دکھائی دیا۔۔۔سایہ۔۔۔۔ی

احساس۔۔ہاں وہ اس احساس کو پہچانتا تھا۔۔

اچانک وہ اس سائے کے پیچھے غائب ہوا تھا

رات کا آدھا پہر گزر چکا تھا جب اسے پیاس سے حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔۔۔پانی کی غرض سے جیسے ہی اسنے مندی مندی آنکھیں کھولیں بالکل اندھیرا تھا۔اسے لگا شاید اسکے چہرے پر بلینکٹ ہو۔۔۔

مگر نہیں چہرے پر تو کیا کہیں بھی اسکے اوپر بلینکٹ نہیں تھا۔

اب وہ مکمل آنکھیں کھول چکی تھی مگر اندھیرا تھا۔۔اسکی آنکھوں۔میں ایک دم ڈر کے تاثرات ابھرے تھے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونا شروع ہوئے۔

تکیے کے نیچے ہاتھ مار کر موبائل اٹھانا چاہا مگر موبائل تکیے کے نیچے نہیں تھا۔
وہ مسلسل ادھر ادھر ہاتھ مارتی رہی مگر بے سود۔۔

اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

لرزتے بدن کے ساتھ وہ ہاتھوں کا سہارا لیتی دروازے تک آئی تھی۔

جیسے ہی اسنے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو پتا چلا دروازہ باہر سے لاک ہے

اسکا دل زوروں سے دھڑکا تھا

ڈر نے شدت پکڑی تھی۔

اسنے زور زور سے اب دروازہ پیٹنا شروع کر دیا تھا۔

حنا۔۔۔حنان۔۔۔۔

حنان پلیز دروازہ کھولیں

عاریہ پلیز کوئی تو دروازہ کھولو آئزل۔

وہ مسلسل چلا رہی تھی مگر ابھی تک کسی نے نہیں سنا تھا۔

سعد۔۔۔۔۔۔۔آخر کار جتنا زور سے وہ چلا سکتی تھی چلائی

دروازہ پیٹ پیٹ کر انگلیوں میں درد ہونا شروع ہوا۔

آنکھوں سے بے اختیار آنسو امڈ آئے۔

حاشر۔بھ۔۔۔بھائی، دروازہ کھولیں۔

ڈر کے مارے اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔

چلا چلا کر گلہ مزید خشک ہو رہا تھا۔

وہ اب چلانا بند کر چکی تھی۔۔۔۔کسی بھی قسم کی کوئ حرکت اندر کی جانب محسوس نہ کرتے ہوئے وہ ایک لمحہ کے لیے کھٹکا تھا۔

کافی دیر دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔۔

حنان دروازہ کھولو پلیز ززز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے میں مر جاؤں گی۔۔

ایک دفعہ پھر سے وہ سسکیوں کے درمیان بولی تھی۔

اور چھن سے خواب ٹوٹا تھا ایک دم وہ بیدار ہوئی تھی چہرہ پسینے سے تر تھا

سلاخوں کے پیچھے قید فرش پر لیٹے وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی اس نے

خود کو نارمل کرنا چاہا کل اسکی رہائی تھی تین سال پانچ ماہ وہ ایسے ہی کئی ٹرامز

سے گزری تھی اسے ڈر لگتا تھا برے برے خواب آتے تھے

وہ حنان کو پکارتی رہتی تھی نیند سے اٹھ جاتی اسکی حالت وہاں مردے کی سی

تھی

کیا زندگی تھی اسکی اور اس نے کیا بنا دی تھی۔

اس نے سب سے وعدہ کیا تھا کہ تین سال اور پانچ ماہ کی قید کے دوران کوئی

بھی اس سے ملنے نہ آئے سب خبر رکھتے تھے مگر ملنے کوئی نہیں آتا تھا

وہ حنان کا انتظار کرتی تھی

مگر حنان کیونکر آتا وہ کیونکر اس سے امید لگائے بیٹھی تھی اس نے خود حنان کو چھوڑا تھا وہ کیوں آتا اسکے پیچھے۔

ڈوپٹے کے پلو سے چہرہ تھپتھپاتے وہ واپس لیٹتی آنکھوں پر بازو رکھے پھر سے آنکھیں موند گئی تھی

کل نا جانے کیا ہونے والا تھا کل اسکی رہائی تھی۔۔۔

اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ شام کو اسے ڈنر پر لے جائے گا مگر وہ رات دیر سے گھر لوٹا تھا آئزل وائٹ فراک پہنے گلابی پھولے گالوں کے ساتھ بال کھلے چھوڑے آنکھوں میں بھر بھر سرمہ لگائے ہلکی سی لپ سٹک لگائے بہت خوبصورت لگ رہی تھی

ان ساڑھے تین سالوں میں وہ سعد کے قربت سے مزید نکھر گئی تھی وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی اور اسکی محبت نے اسکی معصومیت میں مزید اضافہ کر دیا تھا

مگر وہ اس سے ناراض تھی۔اور اب سعد کو فکر کھائے جا رہی تھی کہ وہ اسے کیسے منائے

بے بی۔۔۔۔بے بی۔۔۔۔۔۔سعد چلاتا ہوا روم میں آیا وہ تو حیران ہی رہ گئ ہے آخر وہ ایسے چلا کیوں رہا ہے

وہ اندر آیا تو آئزل نے اگنور کیا۔۔۔

۔ادھر دیکھیں یار بات کریں مجھ سے۔سوری نا بے بی۔وہ بضد تھا

سعد ڈسٹرب مت کریں مجھے جائیں یہاں سے۔۔۔۔آئزل تھوڑا تھوڑا نروس بھی تھی اور اس پر غصہ نکال رہی تھی۔

سعد اچھلتا ہوا بیڈ پر چڑھ گیا۔۔

دیکھیں اگر آپ نے مجھے معاف نہ کیا تو یہاں سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرلوں گا وہ اسے دھمکانے لگا۔

اگر خودکشی کرنی ہی ہے تو بیڈ سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے کا فائدہ۔۔۔۔ چھت سے جا کر کود جائیں نا۔۔۔۔وہ غصے سے بولی تھی

نہ نہ نہ۔۔میں ابھی نہیں کرنا چاہتا کیا ہے نا ابھی تو میری دوسری شادی بھی نہیں ہوئی اگر شادی ہو گئی تو وہ پھر جب آپ دونوں میں سے لڑو گی تو کرلوں گا خودکشی۔

وہ بیڈ پر اچھل رہا تھا

سعد نے بیڈ پر اچھلتے اسے اکسایا تھا وہ اب اسے گھور رہی تھی

"وہ بلا کا سنجیدہ مزاج آدمی کھڑوس اکڑو قسم کا مالک آج اپنی معصوم بیوی کو منانے کے لیے اول فول حرکتیں کرتا بیڈ پر اچھل کود کر کے اسے مزید چڑھا رہا تھا"

سعد چپ چاپ نیچے آجائیں میں نے ابھی بیڈ شیٹ ٹھیک کی ہے خراب مت کریں ورنہ میں ماما کو بلا لوں گی۔۔آئزل نے دھمکی دی تھی عاریہ کی نسبت وہ ثمینہ بیگم کو ماما ہی کہتی رہی

جائیں جائیں بتا دیں

ماما مجھے کچھ نہیں کہیں گی کیونکہ ماما نے کہا ہے آپ ناراض ہیں اور آپکو
مناؤں جیسے چاہے مرضی۔۔۔
وہ شرارتی لہجہ میں بولا۔۔

اور پھر آپ نے یہ گھٹیا طریقہ اپنایا ہے مجھے منانے کے لیے۔۔۔۔ایسے تو
میں ہر گز نہیں ماننے والی۔۔۔۔وہ منہ پھلائے کھڑی ہو گئی
سعد کو وہ سیدھا اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

مان جائیں ورنہ میں سچ میں کود جاؤں گا۔۔۔وہ اب سیریس ہوا تھا
کود جائیں۔۔۔وہ بھی اب ہاتھ باندھے ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئ۔۔

پکی بات ہے کود جاؤں۔۔۔سعد نے پھر پوچھا۔۔

جبکہ اب اسنے اچھلنا بند کیا تھا آئزل نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ چلو بندر جی نے اچھل کود تو بند کی نا

ہاں۔۔۔آئزل نے شانے اچکائے۔۔۔

آپ کو فرق نہیں پڑے گا؟؟؟؟

نہیں۔۔۔۔۔وہ سیریس ہونے کی ایکٹنگ کرتی بولی تھی

آپکو واقعی کوئی فرق نہیں پڑے گا اگر میں خودکشی کرلوں تو۔۔۔سعد نے صدمے کے زیر اثر پوچھا تھا

اگر تو آپ بیڈ سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرتے ہیں تو مجھے فرق نہیں پڑے گا

ہاں اگر سہی جگہ سے خودکشی کریں گے تو ہو سکتا ہے مجھے فرق پڑے
مگر بالکل تھوڑا سا۔۔۔۔اسنے آنکھ دبائی۔۔

نہیں نہیں ابھی صحیح والی خودکشی کا وقت نہیں آیا۔۔۔اتنا کہتے ہی اس نے
بیڈ سے چھلانگ لگائی تھی
مگر وہ اپنا بیلنس برقرار نہی رکھ پایا اور آئزل کے اوپر گرتا اس سے پہلے ہی
آئزل ایک طرف ہوئی اور اسکا سر دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔۔

ہائے میرے اللہ میں مر گیا۔۔۔دونوں ہاتھوں سے سر تھامتا آنکھیں سختی
سے بند کیے اس نے زور سے سر کو جھٹکا تھا۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔۔۔
آئزل ہنسی تو ہنستی چلی گئی اُسکے لیے اپنی ہنسی کو بریک لگانا مشکل ہو گیا تھا۔

وہ منہ بسورتا اسے دیکھتا رہا

اب کیا کہہ سکتا ہوں۔۔آپ کچھ کہوں تو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔۔۔۔ سر مسلتا وہ منہ بسورتے گویا ہوا۔۔۔۔۔وہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی اپنے گھر کی طرح وہ اپنے سسرال والوں کی بھی لاڈلی تھی کوئی زرا سا کچھ کہہ دیتا اس سے سب لڑنے پہنچ جایا کرتے رہے

سعد ڈرتا رہتا تھا کہ اگر اس نے آئزل کو زرا سا بھی کچھ کہا تو ساری پلٹون اسکا جینا حرام کر دے گی کبھی کبھی وہ سوچتا تھا کہ وہ پرائی دنیا میں آگیا ہے وہ دونوں بہنیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ساتھ اپنے سسرال والوں کی بھی لاڈلیاں تھیں۔۔۔

یہاں آنے کے بعد ثمینہ بیگم کے ہوتے ہوئے انہیں ماں کی کمی بھی محسوس نہیں ہوتی تھیں

وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکیاں سمجھتی تھیں جنہیں اتنا اچھا سسرال ملا تھا
کسی نیکی کا صلہ۔۔
زندگی میں دکھ تو بڑے آئے تھے مگر اب خوشیوں کی بہاریں بھی پھول برسا رہی تھیں۔

مگر حیدر اور حنان وہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔۔

اسکے بال خراب کرتا وہ باہر کی جانب بھاگا تھا۔
۔۔۔۔وہ بھی اسکے پیچھے بھاگی تھی دونوں ایک ساتھ ثمینہ بیگم کے کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں الگ ہی رونق لگی تھی۔۔

.....

بابا۔۔۔بابا۔۔۔۔۔۔ایک سال کی چھوٹی بچی ننھے ننھے قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی سعد کی جانب آئی تھی

میری جان میرا بچہ میری پرنسز۔۔۔۔۔سعد نے اسے گود میں اٹھایا تھا تو وہ اسکی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلنے لگی تھی۔

اتنی سی ہے لیکن خدا کی قسم خون جلایا ہوا ہے اس نے میرا میرے شوہر کے ساتھ چپکی رہتی ہے ہر وقت۔۔۔۔۔۔

وہ جل کر بولی تھی۔۔۔۔سعد کا قہقہ بے اختیار تھا۔

ثمینہ بیگم ہنس دی تھیں انکے چہرے پر انتظار کے نشان تھے اپنی بیٹی کے انتظار کے نشانات۔ ہجر کے نشانات۔۔

بابا۔۔۔۔۔۔۔آئزل اور سعد کی ایک سال کی بیٹی تھی جس کا نام حوریہ فاطمی رکھا گیا تھا

بالکل آئزل کی طرح تھی چھوٹی سی سویٹ سہ آئزل کی آنکھوں جیسی اسکی آنکھیں سعد جیسا تیکھا ناک

ہاں مگر تیور باپ پر گئے تھے غصے کی بے حد تیز۔۔۔۔

آئزل کو تو تنگ کر کے رکھا ہوا تھا

سعد کا موبائل رنگ ہوا۔۔

ماما کے پاس جائیں پرنسز۔۔۔۔ سعد اسے آئزل کی گود میں بٹھاتا خود موبائل میں مصروف ہوا تھا

اور اگلے ہی لمحے اس ایک سال کی آفت کی پڑیا نے آئزل کے بال اپنے چھوٹے سے موٹے موٹے ہاتھوں میں پکڑے انکا گھونسلا بنا دیا تھا۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے ہنستے ہوئے اس سے حوریہ کو اٹھا کر اپنے پاس لٹایا تھا

منہ میں ہاتھ ڈالے وہ اپنا ہاتھ چوس رہی تھی۔۔۔۔اتنی کیوٹ کے رہی تھی کہ آئزل نے اسے زور سے کس کی اور وہ رونے لگ گئی۔۔

کیا ہے آئزل کیوں بچی کو تنگ کر رہی ہیں دیکھیں رلا دیا نا۔۔۔سعد نے اسے گھورا تھا

میری تو کچھ نہیں لگتی نا جیسے۔۔اب خود ہی سنبھالیے گا اسکے رات کو بھی اپنے پاس ہی سلانا میرا کوئی لینا دینا نہیں آپ سے اور آپکی اولاد سے۔۔۔ پیر پٹختی وہ ایک ہزار دھمکیاں دیتی وہاں سے چلی گئی۔اسکے جاتے ہی حوریہ واپس ہاتھ منہ میں ڈالے اپنے کام میں لگی تھی۔۔

اپنی اماں کو سکون کرنے دیا کر چٹکی۔۔۔۔سعد نے اسے جھڑکا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی ہنستی ہوئی وہ بالکل سعد کی طرح لگی تھی۔

ابھی وہ زیادہ باتیں نہیں کرتی تھی بس ماما بابا اور خود ہی کوئی پشتو مارتی رہتی تھی جو سب کی سمجھ سے باہر ہوتا تھا۔۔

سعد کی پرنسز۔۔۔۔۔ تھی تو وہ آئزل کی بیٹی مگر وہ اس سے خوب جلتی تھی کیونکہ جب وہ سعد کے پاس ہوتی تو سعد اسے اگنور کرتا تھا

اس چھٹانک بھر کی ایک سال کی لڑکی نے آئزل کو خوب جلایا ہوا تھا سب انکی مسٹری سے حیران ہوتے ہنستے تھے۔

توبہ یااللہ توبہ گندی اولاد جینا حرام کر دیا ہے۔۔۔۔آئندہ میں تم لوگوں کو کہیں لے گئی تو میرا نام بدل دینا۔۔

جینا حرام کر دیا ہے باپ بچوں نے۔۔۔

جلتی کڑھتی وہ گھر میں داخل ہوئی تھی۔

دادی ماما۔۔۔۔۔دادی ماما۔۔۔ تین سال کے بالکل ایک جیسے قد کاٹھ کے دو جڑواں بچے آئرہ اور روحانی بھاگ کر ثمینہ بیگم کے پاس پہنچے تھے۔

عاریہ اور حاشر کے جڑواں بچے پیدا ہوئے تھے بیٹا اور بیٹی جو آفت کی پڑیا تھے۔

ابھی ابھی حاشر انہیں شاپنگ پر لے کر گیا ہوا تھا اور انہوں نے خوب تنگ کیا تھا

عاریہ کا بس نہیں چل رہا تھا باپ سمیت دونوں کو وہیں پھینک آئے

اللہ اللہ میں نے کیا کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ پیچھے سے داخل ہوتے حاشر نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

دونوں بچے ثمینہ بیگم کو دادو ماما کہا کرتے تھے

اب تینوں بچے اپنی دادو ماما کے پاس تھے۔۔ سعد اور حیدر کو کورٹ جانا تھا

عاریہ اور آئزل اپنی اپنی اولادوں سے رنگ ہو کر کچن میں جا بیٹھی تھیں

آپی میں کیوں اماں بن گئی مجھے نہیں بننا تھا۔۔۔۔

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔حاشر مجھے باہر بھی نہیں کے گئے آج مجھے وقت بھی نہیں دیتے مجھے نہیں بننا تھا ماما۔۔۔۔۔اس چٹکی کی بچی نے میرے سعد مجھ سے چھین لیے۔۔۔وہ رو رہی تھی عاریہ اسے ہونکوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔

خیر ہے بہن میرے بھی تو دو بچے ہیں۔۔۔۔۔اتنا تنگ میں نہیں جتنا تم ہو ۔۔۔وہ تو بچاری کچھ کہتی ہی نہیں ہے تمہیں اتنی چھوٹی سی ہے۔۔۔

عاریہ نے حیرت سے کہا تھا۔۔

مجھے نہیں پتا بس مجھے نہیں چاہیئے حوریہ میں سعد سے کہوں گی وہ اسے کسی اور کو دے دیں۔۔

عاریہ تو سر تھامتی رہ گئی تھی اسکی سوچ پر۔

دیکھو میری جان جب ہم سب پیدا ہوئے تھے تو ہماری ماؤں نے ہمیں گھر سے نکال دیا تھا نہیں نا تو پھر تم کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو۔

آئزل نے اسے سمجھانا چاہا۔

نہیں بس مجھے نہیں پتا۔۔۔۔وہ پکا فیصلہ کر کے بیٹھی تھی عاریہ سر پیٹتی رہ گئی۔

ماما۔۔۔۔ماما۔۔۔۔۔ننھے ننھے قدم دھرتی وہ کچن میں آئزل کی جانب چلی آ رہی تھی۔۔

میری جان۔۔۔وہ پھرتی سے اٹھتی اسے اپنی گود میں اٹھا چکی تھی۔کیونکہ حوریہ نے جوتی نہیں پہن رکھی تھی اور آئزل گھبرا گئی کہ اکسے پاؤں میں کوئی چیز چبھ نہ جائے۔۔۔۔

آنی۔۔۔آنی۔جان سنیں نا۔۔۔۔۔آئرہ منہ بسورتی آئزل کے پاس آئی تھی۔

کیا ہوا میری جان۔۔۔آئزل نے ہاتھ آگے بڑھاتی اسے اپنے پاس کیا تھا

۔۔۔

روحان حاشر کے ساتھ نماز پڑھنے گیا ہوا تھا وہ تین سال کا حاجی تھا

۔۔۔۔اذان ہو رہی ہے سر پر دوپٹا کرو نماز پڑھو۔۔۔یہ کرو وہ کرو۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ مولوی صاحب بنے گھومتے تھے وہ موصوف بالکل حاشر اور حنان کی طرح بے حیدر شرارتی اور گڈلو کنگ

آنی بابا اور ماما ہمیں حنان اور حیدر ماموں کے پاس نہیں لے گئے۔۔وہ اسے بتا رہی تھی۔

آوو کوئی بات نہیں میری جان کل آپکے چاچو اور ماموں آپکی پھپھو کو لے کر آئیں گے پھر ہم سب وہاں جائیں گے ٹھیک ہے نا

آئزل نے اسکی پھولی گالوں پر بوسہ دیا تھا۔۔عاریہ حوریہ کو آئزل سے لیتی اپنے سامنے شیلف پر بٹھا چکی تھی۔

پھپھو کدھر ہوتی ہیں آنی؟؟؟آئرہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

آپکی پھپھو ہم سب سے بہت دور ہوتی ہیں بیٹا۔۔کل آجائیں گی ان شاءاللہ ہمارے پاس

کچن میں آتی ثمینہ بیگم نے جواب دیا تو وہ اپنی سمجھ کے مطابق سر ہلا گئی

آئزل حوریہ کو سلاد واسکو نیند آئی ہے۔۔۔

اوکے جی۔۔وہ حوریہ کو عاریہ سے لیتی اپنے روم میں گئی تھی

ماما میرے ساتھ کھیلیں نا ماما میر ساتھ کھیلیں نا۔۔۔آئرہ اسکا دوپٹا کھینچ رہی تھی۔

اچھا میری جان کھیلتی ہوں ابھی آپ باہر جاؤ اپنے ٹوائز سے کھیلو میں آپکے لیے نوڈلز بنا کر لاتی ہوں پھر سب کھائیں گے۔

اوکے ماما۔۔۔۔عاریہ نے کہا تو وہ باہر گئی تھی عاریہ نے نوڈلز آگ پر چڑھائے تھے۔

پاپاپاپا۔۔۔وہ دیکھو۔۔۔۔روحان اور حاشر نماز پڑھ کر واپس آرہے تھے روحان نے حاشر کی انگلی پکڑ رکھی تھی دونوں باپ بیٹا گھر کی طرف آرہے تھے

جب روحان ایک دم چہکا تھا۔

ابے کیا ہو گیا ہے یار۔۔۔۔کیوں اتنا خوش ہو رہا ہے۔۔۔حاشر نے پوچھا تھا

چلی گئی یار ڑ ڑ ڑ۔۔۔۔۔وہ اپنا ننھا ہاتھ ماتھے پر مارتے بولا تھا۔

کچھ بتائے گا کہ نہیں کیا ہوا ہے کون چلی گئی۔حاشر نے اسے گھورا تھا۔۔

پاپا ادھر ایک لڑکی تھی بش اس کو دیکھ رہا تھا۔۔وہ اپنی تمام تر معصومیت اپنی آواز میں سموئے بولا تھا۔

حاشر کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا

شرم کر۔۔۔۔ناک کٹوائے گا اپنے باپ کی میں نے تمہاری ماں کے علاوہ
کبھی کسی پر نظر نہیں رکھی۔۔حاشر نے اسے گود میں اٹھایا تھا

حاشر نے اسکے گال کھینچے تھے۔۔۔وہ ٹکر ٹکر حاشر کو دیکھ رہا تھا۔۔
ناک کیسے کٹتی ہے بابا۔۔۔۔۔روحان حاشر کی ناک کو پکڑتے بولا تھا

اپنی بہن آئرہ کی نسبت وہ تھوڑا توتلا تھا دونوں جڑواں تھے مگر دونوں کے
مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا
ناک چھری سے کٹتی ہے۔۔۔۔حاشر ہنسا تھا
اچھا۔۔۔۔۔!!وہ حیران ہوا تھا۔

اپنے ننھے دماغ پر زور مت ڈال پتر اور یہ ٹھرک ہن چھوڑ دے جب سے پیدا ہوا ہے تو نے ساٹھ ستر لڑکیاں پسند کر لی ہیں اب بخش دے تیری اماں نے کسی دن جان لے لینی ہے میری۔۔۔

حاشر نے اسے آنکھیں دکھائی تو وہ ہنس دیا
حاشر بھی ایک شاپ سے سب بچوں کے لیے کیز بسکٹس وغیرہ لیتا گھر کی جانب بڑھا تھا

یہ تھی ایک ہیلی فیملی۔۔۔

❤️❤️❤️

حیدر اور سعد کورٹ پہنچ چکے تھے۔۔۔ایمان کو تین سال اور پانچ ماہ بعد جیل سے باہر نکالا گیا تھا۔۔

اسکے ہاتھ سے ہتھکڑی کھول دی گئی تھی

بکھری حالت آنکھوں کے نیچے سیاہ بڑے بڑے ہلکے وہ کہیں سے بھی ایمان نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

اسے سعد اور عالیان کے حوالے کر دیا گیا تھا اسکی آنکھوں میں ایک بھی آنسو نہیں تھا وہ ڈھیر سارا رونا چاہتی تھی مگر وہ کسی کے سامنے نہیں روئے گی اس نے سوچا تھا

سعد نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا وہ مشکل سے ضبط کے مراحل سے گزر رہی تھی

حیدر نے بھی اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا

عدالت ملک ایمان کی سزائے قید مکمل ہو جانے کے بعد انہیں باعزت بری کرتی ہے۔۔۔۔۔۔

یہ آواز سنتے ہی وہ لڑکھڑا سی گئی تھی۔۔۔

سعد اور حیدر آگے آگے تھے جبکہ وہ انکے پیچھے تھی تینوں گاڑی میں بیٹھے تھے اور گاڑی گھر کی راہ چل دی تھی۔

کسی شریف گھرانے کی نیک نامی جانے کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ انکے گھر کی بیٹی ساڑھے تین سال جیل گزار کر آئی تھی۔

گاڑی ثمینہ بیگم کے گھر کے دروازے کے سامنے جا رکی تھی

سعد اور حیدر نیچے اترے تھے ایمان باہر نہیں آ رہی تھی اسکے ہاتھ پاؤں سختی سے کانپ رہے تھے۔۔ سعد نے بیک ڈور کھولا تھا

باہر آؤ۔۔۔۔کچھ بھی نہیں ہو گا چلو شاباش سعد کے کہنے پر وہ باہر آئی تھی

۔

قدم بھاری ہو رہے تھے وہ اپنا وزن برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔
دروازہ کھلا تھا۔۔۔وہ سوچ رہی تھی اندر جائے یا نا جائے مگر جانا تو تھا
جیسے ہی اس نے قدم گھر میں رکھے سامنے کی تو دنیا ہی کچھ الگ تھی۔۔

تم میڑی کینڈی مت کھاؤ۔۔آئرہ۔۔۔۔میں تمہیں ماڑوں گا
اس نے آئرہ کے ہاتھوں سے کینڈی چھینی تھی
آئرہ کا سپیکر گونجا تھا

ماما۔۔۔۔بھیا نے میری کینڈی لے لی۔۔۔۔وہ رو رہی تھی
روحان بچے بہت ماروں گی آپکو میں بہن کو رنگ مت کرو۔۔

کچن سے عاریہ کی مصروف سی آواز آئی تھی۔۔
بے اختیار وہ ہنسی تھی

جب ایک سال کی چھوٹی سی بچی فرش پر ننھے ننھے قدم دھرتی اپنی طرف سے مکمل بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رک جا لڑکی کتنا تنگ کیا ہوا ہے ابھی چلنا تو صحیح سے آیا نہیں اور بھاگ دوڑ تو ایسی مچائی ہے جیسے دیا میں حصہ لے لیا ہو۔
رک جا بگڑے باپ کی بگڑی اولاد۔۔
اور سعد کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا
حوریہ آگے آگے تھی اور آئزل اسکے پیچھے پیچھے تھی۔

ایمان باہیں پھیلائے نیچے بیٹھی تھی۔۔خشک ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اسکے بھائیوں کے بچے۔۔۔اسکی فیورٹ بھابھیاں ایک پل کو اسے لگا وہ اب میں اپنی زندگی برباد کر چکی ہے

اسے لگا تھا وہ کچھ بھی دوبارہ حاصل نہیں کر پائے گی

آئزل اسے دیکھ چکی تھی وہ رکی تھی

حوریہ کسی انجان کو دیکھ حیران ہو رہی تھی۔۔۔

آجاؤ۔۔۔نم سی آواز سے ایمان نے اسے پکارا تھا

پھر اس نے آئزل کی جانب دیکھا تھا

آئزل اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی

ایمان کو لگا اگر وہ آئزل کی بیٹی سے ملے گی تو اسے برا لگے گا وہ واپس اٹھی تھی

حیدر اندر کی جانب بڑھا تھا سعد وہیں کھڑا تھا

آئزل نے حوریہ کو اٹھایا تھا ایمان کو لگا وہ رخ موڑ لے گی وہ اپنی بیٹی کو لے کر چلی جائے گی

مگر وہ حیران تب ہوئی جب آئزل نے حوریہ کو اسے تھمایا تھا

پکڑو اسے پھپھو جان آگئی ہو تو اپنی نہ داریاں پوری کرو سنبھالو اسے میں تو تھک گئی ہوں

وہ خفا سی بولی تھی

ایمان بے اختیار ہنسی دبی اسنے حوریہ کو سینے سے لگائے بے حد پیار دیا تھا اور حیرت کی بات ہے وہ ایمان کے ساتھ رو نہیں رہی تھی۔۔۔۔

پھپھو آگئی۔۔۔ پھپھو آگئی۔۔

آئزہ اور روحان بھاگتے ہوئے اسکی جانب آئے تھے سعد نے حوریہ کو اس سے اٹھایا تو وہ ایک باہر پھر سے اپنی باہیں پھیلا گئی تھی وہ دونوں آکر اسکے گلے لگے تھے اور جہاں ایمان نے ضبط کھو دیا تھا

حاشر ثمینہ بیگم اور عاریہ بھی وہاں آئے تھے۔

کیا ہوا پھپھو آپ رو کیوں رہی ہیں چاچو اور ماموں نے آپکو ماڑا ہے کیا؟؟

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائے سوال کیا تھا

نہیں میری جان۔۔۔ایمان اپنے آنسو صاف کرتی روحان کے ماتھے پر آئے بالوں کو پیچھے ہٹاتی بولی تھی

دادو ماما ہمیں روز آپکی پکچر زد کھاتی تھیں اس لیے ہمیں آپ بہت اچھی لگتی ہیں پھو پھو۔۔۔آئرہ اسے بتا رہی تھی اسنے دونوں کو پھر سے خود میں بھینچا تھا۔۔

ماما۔۔۔وہ اٹھتی ہوئی ثمینہ بیگم کے سامنے کا کھڑی ہوئی تھی کسی مجرم کی طرح سر جھکا تھا

آئرہ اور روحان بیٹا جاؤ اپنے روم میں کھیلو۔۔۔عاریہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ دونوں بچے یہاں کوئی گفتگو سنیں۔۔

تھک گئی ہو گی جا کر فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔ ثمینہ بیگم اس سے ملی نہیں تھیں

بہت تھکن ہے ماما۔۔۔وہ تھکن سے چور لہجے میں بولی تھی۔

اسنے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔

وہ اپنے ہاتھ جوڑ چکی تھی سب کے سامنے

میں جانتی ہوں مجھے آپ سب میں کوئی قبول نہیں کرے گا میں اپنا سب کچھ یوں چکی ہوں اپنے رشتے اپنا گھر میں اب کچھ بھی حاصل نہیں کر سکوں گی۔

لیکن مجھے معاف کر دیں مجھ پر یہ سے بوجھ اتار دیں میں تھک گئی ہوں

وہ رو رہی تھی۔۔۔حاشر نے آگے بڑھ کر اسے اپنے گلے سے لگایا تھا

اسکے سینے سے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

کچھ نہیں کھویا تم نے ایمان۔۔۔۔تم نے بس بے وقوفی کی تھی جسکی سزا تمہیں مل چکی۔۔

تمہاری سزا ختم ہو گئی ہے۔عاریہ اسکی جانب بڑھی تھی۔

سب تم سے آج بھی ویسی ہی محبت کرتے ہیں جیسے تین سال پہلے کیا کرتے تھے تمہیں کمی ہمیشہ محسوس ہوئی۔۔

خاص کر جب ہمارے بچے روتے تھے اور ہم کام کر رہی ہوتی تھیں قسم سے دل کرتا تھا کہ تمہارے بالوں سے پکڑ کر تمہیں یہاں لائیں اور کہیں سنبھالو ان نمونوں کو

آئزل ہنسی تھی

ایمان نے نوٹ کیا آئزل اسے آپی نہیں کہہ رہی تھی نہ ہی

میں نے رشتے کھو دیے آئزل تم نے مجھے آپی نہیں کہا۔۔۔اسکے لہجے میں نمی کی آمیزش تھی۔۔

ارے پگلی بھابھی ہوں میں اب۔۔۔اور میرا بڑا رعب ہے اس گھر کی بہو ہوں میں۔۔۔

جو میں کہوں گی بس وہی ہو گا یہاں

وہ ظالم بہو کی فل ایکٹنگ کرتی بولی تھی

ایمان اتنے عرصے بعد آج کھل کر ہنسی تھی۔۔

میں تو چلا سونے بہت تھک گیا ہوں آجا حیدر۔۔سعد حیدر کو لیتا اپنے روم میں آیا تھا۔۔۔۔

دونوں اوندھے منہ لیٹے تھے۔۔۔حاشر کو کچھ کام تھا وہ باہر نکلا تھا

جاؤمیری بیٹی۔۔۔۔فریش ہو کر تھوڑا آرام کر لو ثمینہ بیگم نے پیار سے اسکے گال سہلاتے ہوئے کہا تھا

وہ جھٹ سے انکے گلے لگی تھی۔۔۔

بس بس،،،،،بس کرو اب میں ابھی ناراض ہی ہوں۔۔۔وہ خفا سی بولی تھیں

جاؤ ایمان فریش ہو جاؤ۔۔۔۔عاریہ نے کہا تو سر جھکاتی وہ اپنے روم میں داخل ہوئی تھی اسکا روم ایسے ہی تھا جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی

بہت سی یادوں نے اسکا استقبال کیا تھا ایک لمبی آہ خارج کرتی وہ اندر داخل ہوئی تھی

تھوڑی دیر بعد ہی وہ فریش ہو کر باہر آئی تھی

باقی سب کچن میں جبکہ وہ بچوں کے ساتھ کھیلتی دکھائی دے رہی تھی آج اتنے عرصے بعد اسکی ہنسی پھر سے اس گھر میں گونجی تھی

سکون کی اک گہری لہر ثمینہ بیگم کے دل میں اتری تھی

اسکے چہرے پر چمک تھی کوئی اس سے ناراض نہیں تھا مگر کوئی تھا جس اس سے بے حد ناراض تھا۔

دروازہ ناک ہوا وہ اپنے اندھیرے سے چونکا تھا سارے خیال چھٹے تھے۔۔
حنان دیکھو تم سے ملنے کون آیا ہے۔۔وہ پیچھے پلٹا تھا اور وہ آنکھیں جھپکنا
بھول گیا تھا
سامنے ایمان کھڑی تھی

سب آئے تھے باقی سب نیچے تھے حیدر اسے اوپر لایا تھا وہ تین سال اور
پانچ ماہ بعد اسے دیکھ رہا تھا وہ سر جھکائے کھڑی تھی
حنان کو لگا اسکی سانسیں آج تک جائیں گی

وہ اسکے سامنے کھڑی تھی جسکا اسنے تین سال پانچ ماہ انتظار کیا لمحے لمحے کا حساب رکھا دعاؤں میں اسکی سلامتی چاہی وہ آج اسکے سامنے کھڑی تھی اسکی آنکھوں نے بلکل سامنے۔۔۔۔حنان نے اسے ترستی نظروں سے دیکھا تھا دل زور سے دھڑکا تھا حنان کو وہ گردش حالات کے رنج میں چور لگی

مگر اسنے خود اپنے زندگی اپنی ہاتھوں سے گنوائی تھی۔

حنان کو کھا وہ آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگائے گا اسکے سارے درد چن لے گا۔۔

وہ آگے بڑھا

حنان کو لگا وہ اب خود کو روک نہیں پائے وہ اسے چھپا لے گا خود میں وہ اسے دنیا سے چھپا لے گا

مگر نہیں۔۔۔۔!اس نے ایسا نہیں کیا

وہ آگے بڑھا اور اسکے پاس سے گزر گیا

اس نے رک کر اسے ایک نظر بھی نہیں دیکھا

وہ وہیں خالی ہاتھ کھڑی رہی اور حنان وہاں سے چلا گیا

اس نے حنان کو کھو دیا

ایمان نے اپنے حنان کو کھو دیا۔

وہ خود کو اپنا سب کچھ کھو دینے کے بعد رونے سے بعض نہیں رکھ پائی تھی

تم ادھر ہی بیٹھو ایمان میں اسے بھیجتا ہوں۔۔ تم اس سے بات کرو وہ ناراض ہے تم سے مان جائے گا اسے وہیں بٹھاتی دونوں باہر آئے تھے

❤️❤️❤️

سعد اور حیدر کے لاکھ کہنے کے باوجود بھی وہ دوبارہ اوپر نہیں گیا تھا اپنے روم میں کیونکہ وہاں ایمان بیٹھی تھی وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا

لاکھ محبت کے باوجود بھی وہ اس سے نفرت کا دعوے دار تھا

ان سے بحث میں الجھنے سے گریز کرتا وہ سٹڈی میں آیا تھا

ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ سٹڈی کا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوئی تھی ایک سرسری سی نگاہ اس پر دوڑاتا وہ کتاب پڑھنے میں مصروف ہوا تھا

بظاہر وہ مصروف لگ رہا تھا مگر وہ کتاب ہڑھ نہیں رہا تھا اس لڑکی کی موجودگی اس کے کیے کٹھن ہو رہی تھی

تمہیں کبھی مری یاد نہیں آئی۔۔۔اس نے بولنا شروع کیا وہ سخت بدمزہ ہوا

نہیں میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہوتا تھا کہ میں تمہیں یاد کرتا پھرتا ۔۔۔وہ شانے اچکاتا بولا تھا

تمہاری نظر میں ہمیشہ سے ایک بے مول سے شے رہی ہوں میں۔۔۔وہ شکوہ کر رہی تھی

اور تمہاری نظر میں کیا تھا میں تم نے کبھی مجھ سے محبت کی ہی نہیں ۔۔۔جواب میں بھی شکوہ ہی کیا گیا

ایسا مت کہو

وہ تڑپی تھی۔۔

میں ہمیشہ سے تمہارے لیے ایک کھلونا رہا جب تمہارا دل چاہا تم میری طرف آئی جب تمہارا دل چاہا تم مجھے چھوڑ کر گئی محبت تم نے کبھی مجھ سے کی ہی نہیں۔۔۔۔۔وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا

تم جنون ہو میرا عشق ہو میرا تم۔۔۔اسکا لہجہ نم تھا اسے لگا تھا حنان اسے سینے سے لگائے اسکے سارے درد چن لے گا مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ تین کہ وہ خود اس شخص کی گھنی چھاؤں سے دور گئی تھی

بس رہنے دو یہ سب باتیں بس افسانوں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔۔۔وہ کتاب واپس بکس ریک میں رکھتا بولا تھا

تم مجھ پر شک کر رہے ہو تین سال پانچ ماہ جیل میں رہ کر میں بھی تمہاری ہی قید میں رہی

وہ رو دینے کو تھی

تو مت ہوتی قید جیل میں ایک پاگل انسان سے کچھ بھی امید کی جا سکتی ہے وہ شانے آچکا گیا
تم میری محبت کو پاگل پن ثابت کرنا چاہتے ہو۔اس بار وہ رو دی تھی

محبت محبت محبت مر گئی محبت بھاڑ میں گئی محبت نام مت لو محبت کا نفرت ہے مجھے محبت سے اور تم سے محبت کا نام بدنام کر دیا ہے تم نے جب مجھے تمہاری محبت کی ضرورت تھی تم کہاں تھی اب تم کونسی محبت لے کر میرے پاس چلی آئی ہو
وہ چلایا تھا۔۔۔۔۔شدت سے چلایا تھا

تم پاگل ہو اور یہی حقیقت ہے جاؤ اب یہاں سے

میں پاگل نہیں ہوں حنان۔۔۔۔۔وہ بے بسی سے بولی تھی
تم پاگل ہو یا نہیں ہو تم ایک دھوکے باز لڑکی ہو۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے حنان میں نے اب میں آپ سے محبت کی ہے بے تحاشہ
۔۔۔ایمان نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھامنا چاہا جسے وہ سختی سے جھٹک گیا

کس محبت کی بات کر رہی ہو مر مرا گئی محبت۔۔ جس دن تم مجھے چھوڑ کر گئی
تھی اس دن یہ محبت مر گئی تھی۔۔۔۔۔وہ سر جھٹکتا بولا تھا دل میں ٹھیس
سی اٹھی تھی

مگر میں آپکی بیوی ہوں حنان۔۔۔۔۔اس نے اسے احساس دلانا چاہا

بہت جلد طلاق دے دوں گا۔۔۔ایمان نے تڑپ کر اسے دیکھا تھا

قسم اٹھا کر کہتا ہوں ایمان میرے دل پر چھریاں لگی تھیں جب وہ تمہارا سو کولڈ عاشق کہہ رہا تھا کہ تم اسکی بیوی ہو۔۔۔وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

وہ میرا عاشق وغیرہ نہیں تھا حنان میں نے اسے بس یہاں سے نکلنے کے لیے استعمال کیا تھا اسکے پاس میرے راز تھے میں نے اسے مار دیا۔۔۔وہ اسے بتا رہی تھی

ایک کام کرو ایمان ان خوبصورت ہاتھوں سے اپنا گلا دبا دو اور جان چھوڑ دو میری۔۔۔وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتا بولا تھا

حنان میں مر جاؤں گی۔

مر جاؤ میری بلا سے۔۔۔وہ لاپرواہی سے بولا تھا

کیا واقعی آپ کو مجھ سے محبت نہیں رہی۔۔۔وہ سوال کر رہی تھی
نہیں۔۔۔اب اگر میرے دل میں تمہارے لیے کچھ ہے تو وہ صرف اور
صرف نفرت ہے۔۔۔دلخراش حقیقت

تو کیا آپ مجھے ڈائیوورس دے دیں گے۔۔۔۔اسکا دل

مجھ سے فضول کی بکواس مت کرو جاؤ یہاں سے وہ چلایا تھا

حنان۔۔۔۔
آئی سیڈ جسٹ گیٹ آؤٹ وہ دھاڑا تھا
وہ کسی سے نہ ڈرنے والی آج اس سے ڈر گئی تھی

منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی سسکیوں کا گلہ دبائے وہ وہاں سے بھاگتی ہوئی باہر نکلی تھی وہ سختی سے مٹھیاں بھینچ گیا ہے

وہ ظالم ثابت ہوئی تھی تو وہ بھی اب سنگدل بن چکا تھا

وہ ایمان سے شدید محبت کرتا تھا مگر اب وہ پہلے جیسے بات کہاں تھی۔

کوئی بھی رشتہ اگر ایک بار ٹوٹ جانے پر دوبارہ جڑ بھی جائے تو وہ اپنی چاشنی کھو دیتا ہے ایک ہلکی سی دراڑ اس میں یونہیں رہ جاتی ہے سب کچھ ٹھیک بھی ہو جائے تو سب کچھ پہلے جیسا بالکل بھی نہیں رہتا

❤️❤️❤️

لان میں الگ ہی تو رونق لگی ہوئی تھی آئرہ حیدر کے کندھے پر جبکہ روحان حنان کے کندھے پر چڑھ کر سارے کام میں بھوگ رہے تھے

ہنس ہنس کر وہ دونوں چھوٹے بہن بھائی کوٹ کوٹ ہو رہے تھے جبکہ حور یہ آئزل کی گود میں بیٹھی رو رہی تھی کہ اسے بھی ایسے والے جھولے لینے ہیں

سب ہنس رہے تھے

آمیر ابچہ میں آپکو جھولے دیتا ہوں۔

حاشر نے اسے آئزل کی گود سے پڑھائے بھاگنا شروع کر دیا تھا

چلو آؤ ماموں کو پکڑتے ہیں

حاشر اسے اٹھائے بھاگ رہا تھا اور وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

ہلکی پھلکی چائے کے ساتھ ڈرائے فروٹس رکھے گئے تھے

ایمان ایک طرف بیٹھی تھی کوئی اس سے بات نہیں کر رہا تھا سب اسے اگنور کر رہے تھے یا شاید اسے ایسا لگ رہا تھا

اور ایسا ہی تھا سب اپنی ہی باتوں میں اپنی ہی مستی میں مگن تھے
سب کو عادت سے ہو گئی تھی اسکا ہونا نہ ہونا کچھ خاص معنی نہیں رکھتا تھا
آنکھوں میں آنسو لیے وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی حنان نے اسکا جانا
نوٹ کیا تھا مگر سر جھٹکتا بچوں میں مصروف ہوا تھا

بیگم۔۔۔۔۔! حاشر نے ساتھ بیٹھی عاریہ کو پکارا تھا
کیا ہے۔۔۔۔۔وہ سختی سے بولی تھی
استغفر اللہ بیگم ہو یا سائن کبھی تم مجھ سے تمیز سے ہی بات کر لیا کرو شوہر
ہوں میں ت ہارا لڑکی۔
اوہیلو۔۔۔۔ذیادہ شوخا ہونے کی ضرورت نہیں ہے شوہر بن گئے ہیں تو
تمیز بھول گئے ہیں ساری یہ تم کیا ہوتا ہے عزت کیا کریں میری آپ کے
بچوں کی ماں ہوں

بھلے ہی شادی کو تین چار سال گزر گئے لیکن میں آپکی وہی والی معشوقہ
ہوں جس کے لیے آپ ہسپتال پہنچ گئے تھے۔۔۔۔پرو میکس طعنہ

اسکی توبہ عاریہ پچھلے تین چار سالوں میں وہ مجھ پچیس لاکھ پچیس ہزار پانچ
سو پچیس دفعہ ہسپتال والا طعنہ دے چکی ہیں
وہ کانوں کا ہاتھ لگاتا رہ گیا

ہاں تو عاشقی کا بھوت جو سوار ہو گیا تھا اپ پر
تو میڈم آپ پر بھی تو چڑیل سوار ہوئی تھی نا۔
وہ مقابلے پر اتر آیا تھا
ہاں لیکن میں آپکی طرح ہسپتال تو نہیں پہنچ گئی تھی نا۔۔۔۔۔تیر تکے پر لگا
تھا سب انکی نوک جھوک انجوائے کر رہے تھے
آپ سے تو بات کرنا ہی گناہ ہے۔۔۔

تومت کریں ہنہہ!!!وہ چہرے کا رخ دوسری طرف کیے بیٹھ گئی۔

چلو جی پھر شے ناراض ہو گئے یہ دونوں۔

حنان کے کندھے پر سوار روحان نے اپنا ننھا ہاتھ ماتھے پر دے مارا تھا

چپ کراوئے بگڑے باپ کی بگڑی اولاد۔۔۔

عاریہ نے اسے ڈپٹا تھا

اب مزہ آیا اب مزہ آیا مانے ڈانٹ دیا مانے ڈانٹ دیا۔۔۔۔

حیدر کے کندھے پر سوار آئرہ نے روحان کو چڑھایا تھا روحان نے بدلے میں اسے زبان نکالی تھی حاشر کے پاس بیٹھی حوریہ کا سپیکر پھر سے شروع ہو گیا تھا

اسکا الارم بجتا ہی رہتا ہے۔۔۔آئزل سخت بدمزہ ہوئی

کیوں رو رہی ہے حوریہ۔۔۔!! سعد نے آئزل سے پوچھا تھا۔۔

مجھے کیا پتا آپکی اولاد ہے آپکی ہی طرح بگڑی ہوئی۔۔وہ غصے سے بولی تھی

میں نے کیا کر دیا اب۔۔۔وہ حیران رہ گیا۔۔۔آئزل کی توپوں کا رخ ہمیشہ سعد کی طرف ہی رہتا تھا

خود ہی کہتے تھے بے بی بے بی چھوٹی بچی ہے میری بے بی یہ وہ فلاں بلاں ۔۔۔۔۔اور اب ایک نمونی پکڑا دی ہی۔۔۔۔خود کو سنبھالوں یا اس کو۔۔۔

وہ عوریہ کی جانب اشارہ کرتی بولی تھی۔

آپکو میں سنبھال لوں گا نا۔۔۔۔

وہ اسکے کان کے قریب جھکتا بولا تھا

رہنے دیں آپ بس اس کو سنبھالیں۔۔۔۔۔حوریہ کو اس نے سعد کی گود میں پٹخنے والے انداز میں بٹھایا تھا

توبہ ہے آئزل میری معصوم بچی پر ظلم کرتی رہتی ہو۔۔۔ہر وقت۔۔کیا بگاڑا میری بیٹی نے تمہارا۔

وہ اسے گھورتا بولا تھا

آئندہ نا مجھ سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سمجھے آپ۔۔۔۔سر جھٹکتی وہ دوسری طرف رخ کیے بیٹھ گئی تھی۔

یہ بھی گئے۔۔۔۔۔روحان پھر سے بولا تھا

رک جا بچے تجھے میں بتاتی ہوں۔

آئزل اسکے پیچھے بھاگی تھی حنان اسے اٹھاتا آگے آگے تھا۔

آئرہ مسلسل ہنس رہی تھی

سعد کی گود میں بیٹھی حوریہ بھی چیخے مار رہی تھی انکو کھیلتا دیکھ وہ خوش ہو رہی تھی

ایمان کھڑکی سے سارا منظر دیکھ ہلکا سا مسکرا رہی تھی

آج سنڈے ہے اور کل منڈے صبح سب تیار رہنا یونیورسٹی جانا ہے اگلے منڈے سے پیپرز سٹارٹ ہیں یہ سارا ویک تم سب کلاسسز لوگے سمجھ آئی نا

حنان نے آرڈر دیا تھا

اور ایمان سے بھی کہہ دینا کہ ریڈی رہے صبح۔

آرڈر دیتا وہ اٹھ کر اپنے روم میں گیا تھا

شام ہونے کو تھی۔۔۔۔۔

ان نمونوں کو کہاں چھوڑ کر جائیں گے۔۔وہ فکر مند تھیں سب بچوں کو ماما سنبھال لیں گی آپ سب بس اچھے سے ایگزامز دیں اور پڑھائی کا بوجھ اپنے سر سے اتاریں۔۔۔

سعد نے کہا تو حیدر نے اسے گھورا تھا

خود میجر بن گیا اور ان سے کہہ رہا ہے کہ جان چھڑواؤ پڑھائی سے

ایمان تو آج یہیں رہنے والی ہے۔۔۔۔کچھ یاد آنے پر حیدر بولا تھا

کیوں۔۔۔۔!؟

سب چونکے تھے

کیا مطلب کیوں اسکے شوہر کا گھر ہے وہ رہ سکتی ہے۔وہ ویسے بھی کہہ رہی تھی کہ آج رات وہ حنان کو منا کر رہے گی اس نے وعدہ کیا مجھ سے اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ وہ جو کہتی ہے کر کے دکھاتی ہے۔۔۔

حیدر نے بتایا تھا

ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ دونوں پچھلی تمام رنجشیں بھلائے اپنی نئی زندگی کی شروعات کریں۔۔۔۔عاریہ نے کہا تو بے اختیار سب نے آمین کہا تھا۔۔۔

عاریہ۔۔۔۔حاشر نے اسے پکارا تھا۔۔۔بات مت کریں مجھ سے

آئزل۔۔۔۔سعد نے اسے بلایا تھا

مجھ سے تو پوچھیں ہی مت میں نہیں کرنے والی آپ سے بات

دونوں پیر پٹختی اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ دونوں سر مسلتے رہ گئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حیدر اور سعد کے ساتھ وہ دونوں اسکے آفس آئے تھے حاشر اور سعد کے موڈ سخت خراب تھے ورکرز کو بھی خواہ مخواہ جھڑک دیتے نہ کام ٹھیک سے کر رہے تھے نہ ہی کیسی سے سیدھے منہ بات

کام تو حاشر اور حنان کا یہاں کوئی نہیں ہوتا تھا لیکن سعد اور حیدر کی ہیلپ کروادیا کرتے تھے

سعد اور حیدر کا مشترکہ آفس روم بھی تھا لیفٹ پر سعد کا ٹیبل تھا تو رائٹ پر
حیدر کا روم تھا
اور اب وہاں حاشر اور سعد بیٹھے تھے

حیدر لیپ ٹاپ لیے اندر داخل ہوا۔۔
وہ دیکھ کر حیران ہوا کہ دونوں میں خاموشی ہے جو کہ آج کی سب سے
عجیب اور المناک خبر ہے
ایسا کیسے ممکن ہے کہ دونوں خاموش ہوں
خیر حیدر نے کچھ نہ کہا اور حاشر کے سامنے والی کرسی دھکیل کر بیٹھ گیا
گاہے بگاہے وہ لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر ان دونوں کو بھی دیکھ لیتا

حیدر بھائی جب دیکھو یہیں ٹپکا بیٹھا ہوتا ہے یار کب سے سارے آفس میں
ڈھونڈ رہا ہوں

۔

حنان جھنجھلاہٹ زدہ ہاتھ میں فائل پکڑے حیدر کو ڈھونڈتے وہاں آیا تھا
۔حیدر نے اسے کام پر لگایا ہوا تھا

یہ دیکھیں بھائی کیا کرنا ہے اسکا۔۔۔۔حنان نے حیدر کے سامنے فائل کی تو
دونوں کچھ ڈسکس کرنے لگے

مے آئے کم ان۔۔۔دروازہ ناک ہوا
یس۔۔۔۔حیدر کے ساتھ فائلز پر جھکے حنان نے کہا

سعد سر اس فائل پر آپ کے سائن چاہیئے تھے۔۔۔
ایک ورکر نے فائل سعد کے ٹیبل پر کھول کر اسکے سامنے رکھی۔
مگر وہ یونہیں ہاتھوں پر سر گرائے بیٹھا رہا۔

سعد سر اس فائل پر آپکے سائن چاہیئے تھے۔

جب ور کر نے دوبارہ سے کہا تو حنان اور حیدر بھی سعد کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

سعد سر اس۔۔۔۔۔

اس فائل پر آپکے سائن چاہیئے تھے سن رہا ہوں گھنٹہ ہو گیا طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے ہوئی ہے

ور کر جب تیسری دفعہ بولا تو سعد نے پوری شدت سے ٹیبل پر ہاتھ مارا تھا وہ غصے سے گویا ہوا

کیا ہو گیا ہے سعد۔۔ حیدر کو اسکے رئیکٹ پر حیرت ہوئی۔

مسٹر کمال آپ حاشر سے سائن کروالیں وہ کیا ہے ناسعد آج تھوڑا آپ سیٹ ہے تو غصہ کر گیا۔

جی سر۔۔حنان کے کہنے پر ور کر اب حاشر کے ٹیبل پر گیا تھا

توحید راور حنان واپس فائل پر متوجہ ہوئے تھے

حاشر سر اس فائل پر آپکے سائن چاہیئے تھے

حاشر جو ایک طرف چہرے پر ہاتھ دھرے گم سم سا بیٹھا تھا۔ور کر نے اسکے سامنے ٹیبل پر فائل کھول کر رکھی۔

حاشر سر اس فائلز پر آپکے سائن چاہیئے تھے

حاشر کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر حیدر اور حنان اب حاشر کی جانب متوجہ ہوئے تھے

حاشر سر اس۔۔۔

بہرہ نہیں ہوں سن رہا ہوں جاؤ یہاں سے کر دوں گا سائن۔۔۔یو فولیش۔۔

ور کر جو تیسری دفعہ بولنے لگا تو حاشر ایک دم پھٹ پڑا تھا

حیدر اور حنان سعد کے بعد حاشر کے یوں رئیکٹ کرنے پر شدت سے حیران۔ ہوئے

ادھر لائیں مسٹر کمال میں سائن کر دیتا ہوں ان دونوں کی تو کھوپڑیاں سٹک گئی ہیں آج۔

حنان نے آگے بڑھتے ہوئے ورکر سے فائل لی اور اس پر سائن کیا تو وہ چلا گیا

کیا ہو گیا ہے انہیں۔
حنان اور حیدر نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔۔

اب بہتر ہو گا کہ تم دونوں خود ہی اپنے منہ سے پھوٹ دو ورنہ ایک جھاپڑ لگاؤں گا نا تو سب اگل دو گے۔۔
حیدر نے فائل بند کر کے ایک طرف رکھی تھی۔

نہیں میں تو کہتا ہوں جھاپڑ لگا ہی دیتے ہیں۔ حنان نے آفر کی۔۔۔
تو حیدر ہنس دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ دونوں کچھ نہ بولے۔ وہ یوں بیٹھے تھے گویا آفس میں انکے علاؤہ اور کوئ بھی نہ ہو۔

چل حنان شروع ہو جا۔۔۔۔۔۔حیدر نے اشارہ کیا تو حنان دبے دبے
قدموں سے چلتا حاشر کے قریب آیا تھا
اور اسی طرح حیدر سعد کے قریب آ کھڑا ہوا تھا

ون ٹو تھری اور یہ حیدر اور حنان سے ایک ایک جھاپڑ کھانے کے بعد سعد
اور حاشر ہڑ بڑا کر ایک دم چلائے تھے۔

یہ کیا تھا۔۔۔۔بائیں گال پر ہاتھ رکھے سعد حیرت سے حیدر کو دیکھ رہا تھا
جبکہ حاشر کی بھی آنکھیں پھٹی تھیں۔
چلو اب شروع ہو جاؤ بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔۔۔

حیدر واپس سیٹ پر آیا تھا اسکی ساتھ والی سیٹ پر حنان آکر بیٹھا تھا اور حاشر بھی منہ لٹکائے اپنی چیئر گھسیٹتا سعد کے ٹیبل کے پاس لایا تھا۔ جہاں سب بیٹھے تھے

وہ چاروں ٹیبل کے ارد گرد یوں بیٹھے تھے گویا ڈنر کرنے آئے ہوں۔۔۔

کیا بتائیں یار۔۔۔۔ حاشر محض تاسف میں سر ہلاتا رہ گیا۔

خدا گواہ ہے جتنے نکمے تم لوگ ہو اتنا کوئی بھی نہیں گھنٹہ ہو گیا بکواس کر رہا ہوں کہ کس وجہ سے منہ لٹکے ہوئے ہیں کیوں پریشان ہو پریشانی کی وجہ بتاؤ اور ابھی بھی تم کہہ رہے ہو کیا بتائیں یار۔

حیدر کا دل چاہا حاشر کے سر میں کیل ٹھونک دے۔

ہسے تے پھسے۔۔۔ حیدر بھائی لکھوالو مجھ سے ان دونوں نے ضرور کوئی نہ کوئی پھڈا کیا ہو گا۔۔۔

حنان نے پیپر پیڈ اور پینسل باکس سے پینسل نکالی اور کچھ لکھنے لگا۔
تیس سیکنڈ۔ بعد وہ لکھ کر پینسل وہیں ٹیبل پر رکھتا واپس چیئر سے ٹیک لگا
گیا

سعد اور حیدر اور حاشر نے جھک کر پیپر پیڈ کو دیکھا جہاں

سڑک پر جگہ جگہ کھڈے

سعد کے پھڈے حاشر کے پھڈے۔۔۔۔ بڑا کر کے لکھا تھا

حیدر کی ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا جبکہ حاشر اور سعد اب حنان کو گھور رہے تھے۔

بھونکو بھی اب دونوں۔۔۔۔۔ حیدر سخت چڑھا تھا

بھاؤ بھاؤ۔۔۔۔۔۔ سعد اور حاشر ایک ساتھ بولے تھے۔۔

اور وہاں ہنسی کا طوفان امڈ آیا تھا۔

اللہ اتنی گندی نسل کے کتے کبھی نہیں دیکھے۔۔۔۔۔ حیدر نے منہ بسورا۔

ابے تیری ہی نسل کے کتے ہیں۔۔۔۔۔۔ سعد نے کہا تھا۔۔

بی سیریس۔۔سچ سچ بتاؤ کیا مسئلہ ہے تاکہ ہم سب مل کر سلجھا سکیں
۔۔۔۔۔۔حیدر کے تاثرات اب سنجیدہ اور سخت ہوئے تھے
اور باقی تینوں بھی خود بخود سیریس ہوئے تھے۔
وہ تینوں بس حیدر کے ہی قابو آ سکتے تھے۔۔۔۔

دونوں نے باری باری اپنا مسئلہ بتایا جو حیدر اور حنان سنتے رہے۔۔۔۔
اور کبھی کبھی۔ ہمم ہمممم میں بھی جواب دے دیتے۔
نکموں ویسے تو مجھے کہتے ہو حیدر تمہیں زائشط آپی کی پرواہ نہیں تم نے اسے
مار دیا اسکی محبت نہیں سمجھی اور خود ڈفلٹریاں مارتے پھرتے ہو شرم کرو۔۔

آخر ثابت کر ہی دیا کہ تم لوگ کتے ہی ہو۔
سہی معنوں میں حیدر کو غصہ آیا تھا۔

کیونکہ ان دونوں نے اعتراف کیا تھا کہ بچوں کی وجہ سے دونوں اپنی بیویوں کو ٹائم نہیں دے پا رہے تھے

۔حیدر سخت تاثرات لیے حاشر اور سعد کو گھور رہا تھا

حیدر بھای بے عزتی کر رہے ہو یا تعریف؟؟؟سوال حاشر کی جانب سے ہوا تھا۔

حقیقیت بیان کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔حیدر نے ایک آئے برو اٹھایا تھا۔۔

خدا گواہ ہے جو کبھی میں نے ایمان کو کچھ کہا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔حنان نے فخریہ کالر جھڑکے تھے۔۔۔

بس بس اب منہ نہ کھلوا میرا۔۔۔۔۔۔سعد نے ہوا میں ہاتھ لہرایا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔

اب بتاؤ سلیوشن۔۔پہلے تو بڑے تیس مار خان بن رہے تھے۔ سعد نے حیدر کو چوٹ کی تھی

اللہ قسم تیس مار خان تیس مکھیوں کو مار کر اتنا فینس نہیں ہوا ہو گا جتنا میں تم دونوں کتوں کو مار کر ہو جاؤں گا۔۔۔

حیدر سنجیدہ مگر شوخ لہجے میں بولا

رات ورات یہ حیدر علی سکندر سے کتے مار خان بن جائے گا۔۔۔۔۔

ھاھاھاھا

سعد نے کہا تو حیدر کے علاؤہ اک ساتھ تینوں کے قہقے بلند ہوئے تھے۔۔

❤️❤️❤️

رات دیر گئے وہ گھر لوٹے تھے حیدر کسی کام کے سلسلے میں مال تک گیا تھا
حنان گھر کی جانب بڑھا تھااور سعد اور حاشر اپنے گھر کیونکہ انکی بیگمات اب
تک گھر پہنچ گئی ہونگی وہ جانتے تھے

حنان روم میں آیا تو ایمان کو اپنے روم میں دیکھ اسکے ماتھے پر بل چڑھے
تھے۔۔۔۔۔

حیدر کی واچ ٹوٹ گئی تھی مال سے واپسی پر وہ واچ لینے شاپ پر آیا تھا
اسکے موبائل پر میسج ٹون بجی تھی پاکٹ سے موبائل نکالتا وہ میسج دیکھنے میں
مصروف ہوا جب ایک دم وہ کسی سے ٹکرایا تھا
اس اکتفا میں سامنے آنے والے وجود کے ہاتھ سے ساری چیزیں گرتی
زمین بوس ہوئی تھیں۔

ارے تم پاگل ہو تا تم کو نظر نہیں آتا کیا ہماری ساری چیزیں تم نیچے گرتا تم کہ شرم نہیں آتا کیا۔۔۔

منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بناتی وہ انی چیزیں اٹھاتی کھڑی ہوئی تھی اور حیدر اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔۔۔

وہ ابھی بھی کچھ کہہ رہی مگر حیدر کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا اسکے ارد گرد دنیا تھم سی گئی تھی وقت رک سا گیا تھا وہ ساکت کھڑا تھا جیسے کوئی بت تراش دیا گیا ہو اس میں ہلنے کی سکت نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔

سانس روکے کھڑا تھا وہ آنکھیں پھٹی تھیں۔۔

اسکے سامنے وہ سادہ سی شلوار قمیض میں کھڑی ڈوپٹا کندھوں پر لٹکائے بالوں کے لئیر کٹس کے ساتھ سادہ سی چپل میں ہاتھ بیگ میں پکڑے وہ اسے کوس رہی تھی۔۔۔

حیدر کے لب پھڑ پھڑائے

زـــــزاـــئشہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔جبکہ وہ اسے ہونکوں کی طرح دیکھ رہی تھی

زائشہ۔۔۔۔وہ پھر سے بولا تھا۔۔

تم زائشہ ہونا۔۔۔۔۔۔وہ حیرت سے کنگ اسکی جانب ہاتھ بڑھا گیا تھا

وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی

ہم تم کو نہیں جاتا تم یہاں سے جاتا ورنہ ہم اپنے بابا کو بلاتا

وہ ناک پھلائے بولی تھی۔

کیاوہ سچ میں زائشہ تھی کیاوہ لڑکی زائشہ تھی۔۔ مگر اسکی بول جال انداز اسکا
حلیہ سب کچھ چینج تھاوہ کس طرح سے بات کر رہی تھی
اگر وہ زائشہ تھی تو پھر قبر میں موجود وہ وجود کون تھا۔۔۔۔
انہیں سوالوں کے گرداب میں پھنساوہ یک ٹک اسے دیکھتا چلا جا رہا تھا۔۔

--

صبح وہ پانچ بجے گھر لوٹا تھا اپنے کمرے میں آتے ہی اس نے دروازہ لاک کیا
تھا صبح سے شام ہو چکی تھی وہ اپنے کمرے میں ہی بند تھا

یونیورسٹی کے بعد باقی سب تو گھر چلے گئے تھے ایمان اور حنان سی سائٹ پر
آئے تھے

سعد آفس میں تھا وہ سعد کو کہہ کر آیا تھا کہ وہ آج آفس نہیں آئے گا اور خود یوں صبح سے شام ہو چکی تھی وہ روم میں لاک تھا

سعد سے رہا نا گیا وہ سیدھا ان کے گھر آیا تھا۔۔

حیدر کے پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ تو صبح سے روم میں لاک ہے۔۔

وہ سیدھا اوپر کی طرف گیا تھا

اب اسکے روم کے سامنے کھڑا ہوا کر وہ ڈور ناک کر رہا تھا

حیدر اوپن دی ڈور۔۔۔۔اس نے آواز دی

سعد کی آواز سنتے ہی وہ جو آڑھا ترچھا آدھا پیس پر آدھا بیڈ سے نیچے اوندھے منہ لیٹا تھا کمرے کی حالت بکھری پڑی تھی وہ خود بھی شرٹ لیس تھا

سعد کی آواز سنتے ہی وہ پھرتی سے اٹھتا دروازہ کھول چکا تھا

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا اسکا حالت دیکھ اسکے روم کو کباڑ خانے بنا دیکھ وہ بھوئیں اچکاتا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا

اندر آ۔۔۔حیدر نے اسے اندر کی جانب دھکیلتے روم لاک کیا تھا

استغفر اللہ تو کیا کرنے والا ہے میرے ساتھ۔۔۔۔اسے شرٹ لیس روم کو لاک کرتا دیکھ وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا

بکواس۔نہ کر۔۔۔۔۔۔بدمزہ ہوتا وہ پھر سے بیڈ پر جا لیٹا تھا

حیدر کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے کیا مجھے بتا۔۔۔اتنا پوچھنا تھا کہ وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھا تجھے پتا ہے کل رات کیا ہوا۔۔۔

سعد نے نفی میں سر ہلایا۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔۔!! حیدر رے بتانا شروع کیا سعد قوالی سننے کو تیار کھڑا تھا

رات کو حنان کو میسج کرنے کے بعد وہ اس لڑکی کی کار کے پیچھے اپنی کار لے گیا تھا

اس نے ساتھ مرزا صاحب یعنی زائشہ کے باپ کو دیکھا تھا وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ مرزا صاحب ہی ہیں لیکن اسے شک گزرا تھا وہ ان کے پیچھے گاڑی دوڑا گیا تھا

دو سو بیس کی سپیڈ سے زائشہ جیسی دکھنے والی لڑکی کی گاڑی شہر سے باہر نکل گئی اسنے بھی سپیڈ بڑھائی تھی وہ بھی انکے پیچھے پیچھے ہی تھا وہ حیران رہ گیا جب انکی کاری ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے جس رکی

کار میں موجود وہ دونوں نفوس لڑکی اور اسکا باپ نکلتے کار سے نکلتے اس گھر میں داخل ہوئے تھے

وہ تھوڑی دیر وہیں کھڑا رہا پھر کار سے اترتا ڈور لاک کرتا دروازے کے سامنے کھڑا تھا

اسنے دروازہ ناک کیا تھا

ایک بار دوسری بار اور پھر تیسری بار

کیا ہے رے آتا ہے نا میں دروازہ توڑے گا کیا۔۔۔۔اسکی غصے بھری آواز گونجی تھی

دروازہ کھولا گیا

سامنے حیدر کو دیکھ وہ حیران ہوئی تھی۔

تم ادھر کیا کرتا۔۔۔۔اسنے پوچھا تھا

اندر آنے دو گی؟؟؟سوال کیا گیا۔

اس نے راستہ چھوڑا تھا وہ اندر داخل ہوا

تمہارے بابا اندر ہیں؟؟ حیدر نے پوچھا تھا

ہاں اندر ہوتا۔۔۔۔ وہ ڈوپٹے کے پلے کو دانتوں میں دبائے بولی تھی

کیا میں ان سے مل سکتا ہوں؟

تم بیٹھتا ادھر میں بابا کو بلاتا

اسے وہیں صوفے پر بیٹھنے کا کہتی وہ اندر گئی تھی۔۔

تھوڑی دیر تک بھاری بوٹوں کی ٹھک ٹھک پر اس اس نے سر اٹھایا تھا

اور پھر۔۔۔۔۔۔۔ حیدر کی سانسیں اٹکی تھیں وہ مرزا صاحب ہی تھے

مطلب وہ زائشہ تھی۔

وہ زائشہ تھی اوہ خدایا وہ حیدر کی بیوی زائشہ تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا بولے کیا کہے کیا کرے

مرزا صاحب اسکے سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے تھے

تم پانی پیتا یا چائے پیتا۔۔۔آنکھیں پٹپٹائے وہ پوچھ رہی تھی

پانی پیتا۔۔۔۔۔حیدر کی ذبان سے پھسلا تھا

نہیں میرا مطلب پانی پلادو۔۔۔

وہ پانی لینے کچن میں گئی تھی۔۔۔۔۔۔کچن میں جاتی ہی وہ ذبان دانتوں میں دبائے ہنسی تھی۔

کیوں آئے ہو یہاں۔۔۔گفتگو کا آغاز کرنے والے مرزا صاحب تھے حیدر نظریں جھکا گیا

معافی مانگنے۔۔۔۔وہ مدھم لہجے میں بولا کر دیا

کر دیا معاف اب جاؤ یہاں سے۔

مرزا صاحب کا لہجہ سخت تھا

میرے بیوی میرے حوالے کر دیں میں چلا جاؤں گا۔۔۔۔ سر ہنوز جھکا تھا ابھی وہ اس حیرت کی تاب نہ لا رہا تھا کہ وہ تین سال پانچ ماہ ایک خالی قبر پر آنسو بہاتا رہا تھا

اگر اسے پتا ہوتا تو وہ اسے ڈھونڈنے کی کوشش تو کرتا مگر اسے یہی بتایا گیا تھا کہ وہ مر چکی ہے اور اسے دفن کر دیا گیا ہے۔۔۔

کیا یہ وہی بیوی نہیں ہے حیدر جسکے سینے میں تم نے چھ گولیاں اتاری تھیں ۔۔۔

میں شرمندہ ہوں اور اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں۔۔اور یہ تو اس کے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ کتنا شرمندہ ہے

شکر کرو وہ زندہ ہے اگر مر جاتی تو کیا کرتے تم۔۔۔ مرزا صاحب نے پوچھا تھا۔۔۔

جہاں تین سال پانچ ماہ اسے مرا ہوا تصور کر کے اسکی قبر پر روتا رہا ہوں بالکل اسی طرح ساری زندگی بھی رو لیتا اب اگر وہ زندہ ہے میرے سامنے ہے تو میں چاہتا ہوں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کروں۔۔

اس نے اب سر اٹھایا

ہمممم۔۔۔۔۔ مرزا صاحب نے بس ہمم کہنے پر اکتفا کیا۔

یار لے آؤ پانی وہ کچن کی جانب دیکھتا اونچا سا بولا تھا لہجے میں سنجیدگی تھی میں لاتا۔۔۔۔ وہ گرتی پڑتی اسکے سامنے ٹرے کر گئی تھی جس میں پانی کا گلاس تھا

گلاس اٹھاتے وہ لبوں سے لگا گیا تھا ایک ہی سانس میں سارا اپنی حلق میں اتارتے وہ خاکی گلاس واپس ٹرے میں رکھ چکا تھا

مجھے اپنی بیوی سے اکیلے میں بات کرنی ہے مرزا صاحب۔۔۔وہ دھڑلے سے بولا تھا

توبہ توبہ تم کیا بات کرتا ہم تم سے اکیلے نہیں بات کرتا ہم شریف لڑکی ہوتا ۔۔۔۔۔وہ کانوں کو ہاتھ لگا گئی تھی

تم چپ رہو۔۔۔۔۔۔۔۔حیدر نے اسے ڈپٹا تھا

کیا کہتے ہیں پھر۔مرزا صاحب۔وہ واپس انکی طرف متوجہ ہوا تھا

زائشہ اب بھی تمہاری بیوی ہے میں کوئی حق نہیں رکھتا کہ ایک شوہر کو اسکی بیوی سے بات کرنے سے روکوں تم بات کر کے دیکھ لو حیدر اگر زائشہ تمہیں معاف کرتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تم یہاں دوبارہ قدم نہیں رکھو گے

مرزا صاحب کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

بیٹھو زائشہ۔۔۔۔۔انکے جاتے ہی حیدر نے زائشہ کو بیٹھنے کا کہا تھا

میں ادھر نہیں بیٹھتا۔۔۔۔وہ منہ پھلائے بولی تھی

بی سیریس زائشہ اور پلیز صحیح طرح بولو مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔

وہ سخت لہجے میں بولا تو زائشہ منہ بسورتی بیٹھی تھی

مجھے بتاؤ زائشہ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ اب نرمی سے سوال کر رہا تھا۔۔۔۔

زائشہ کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھیں۔۔۔

وہ کہنے کو تیار تھی اور وہ سننے کو تیار تھی

جس رات مجھے ہسپتال لے جایا گیا تھا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے میرے سینے سے بس جان نکلے جا رہی تھی

مجھے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔۔۔

وہ کہانی کی طرح اسے اپنے ساتھ کوئی روداد سنا رہی تھی

مجھے لگا تم آؤ گے حیدر لیکن تم نہیں آئے تھے۔

وہ شکوہ کر رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹرز نے میرے سینے سے گولیاں نکال دی تھیں۔

پھر بھی میں بے ہوش تھی مجھے ہوش میں لانے کی سر توڑ کوشش کی گئی
مجھے دس گھنٹے آپریشن تھیٹر میں لگے دن رات کو ہوش نہیں تھا بس ڈاکٹرز
تھے میں تھی اور انکے اوزار جنہوں نے میرے سینے کو چیر رکھا تھا

اور حیدر نے وہ درد محسوس کیا تھا
اور آخر کار ایک لمبی بے خبر بے ہوشی کے بعد مجھے ہوش آیا ڈاکٹرز نے
میں نے بابا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی
اور پھر میں نے بابا سے کہا کہ مجھے یہاں سے بہت دور لے جائیں بہت دور
اتنا دور کہ میرا سایہ تک حیدر علی سکندر پر نہ پڑے۔۔۔۔

میں نے بابا سے کہا کہ وہ آپ سے کہیں مر گئی میں بابا نے ایسا ہی کیا اور
میرے نام کی خالی قبر بنوائی وہی قبر جس پر حیدر علی سک در تین سال پانچ
ماہ صبح شام روتا رہا۔۔

میں آپکو دیکھتی تھی حیدر۔۔۔۔۔ تین سال پانچ ماہ اگر آپ میری قبر پر دن رات روئے ہیں نا آپ نے بس قبر پر سر ٹکائے رکھا اگر آپ ایک دفعہ پیچھے مڑ کر دیکھتے تو شاید آپ بہت پہلے مجھے واپس پا چکے ہوتے

وہ ہنسی تھی

حیدر سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا

کسی کو اسکی غلطی کا احساس دلانے کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ آپ اسکی زندگی سے بہت دور چلے جائیں

پھر مجھے احساس ہوا کہ آپ کے لیے اتنی سزا کافی ہے میں نے بابا کے ساتھ مل کر پلین بنایا کہ آپ کے ساتھ مال میں ٹکراؤں

اور اسکے بعد کیا ہوا آپ تو جانتے ہی ہیں اور اب آپ میرے سامنے ہے۔

وہ خاموش ہوئی تھی حیدر اسکی خاموشی بھی سنتا رہا تھا

تم مجھے معاف نہیں کرو گی زائشہ ؟؟ وہ سوال کر رہا تھا۔۔

میں تم کو معاف کرتا مگر میرا ایک شرط ہوتا۔۔ وہ خفا سی بولی تھی

کونسا شرط ہوتا تمہارا۔۔۔۔۔۔ وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا

مجھے کیفے لیں چلیں۔۔۔۔۔۔۔ کافی پلانے۔۔۔۔۔ اسنے آرڈر دیا تھا۔۔

کیا یہ شرط تھی۔۔۔۔؟

ہاں وہ ہلکا سا مسکرائی تھی

مطلب تم نے مجھے معاف کر دیا وہ اسکی اعلیٰ ظرفی پر حیران تھا اسے لگا تھا وہ حیدر کو کبھی معاف نہیں کرے گی

مگر زائشہ نے اسے معاف کر دیا تھا کسی کو معاف کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔

احساس ندامت نے اب بھی حیدر کو گھیر رکھا تھا

میں نے تمہیں معاف کر دیا حیدر کیونکہ میں آج بھی تم سے اتنی ہی شدت سے محبت کرتی ہوں جتنی آج سے چند سال پہلے کرتی تھی۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔

چلو کافی پینے چلتے ہیں۔۔۔۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

اوکے میں اپنا بیگ لے کر آتی ہوں اور بابا کو بتاتی ہوں وہ اندرونی جانب بھاگی تھی

حیدر اسے دیکھتا رہا تھا

ظرف ہو تو زائشہ مرزا خان جیسا ہو اپنے سینے میں چھ گولیاں اتارنے کے بعد بھی اس نے اپنے شوہر کو معاف کر دیا تھا

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ واپس ات دکھائی دے ڈریس چینج تھا اور بیگ پکڑے وہ مسکراتی ہوئی اسکی جانب چلی آ رہی تھی

حیدر آج اسے کسی اور ہی نظروں سے دیکھ رہا تھا آج وہ اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے دیکھ رہا تھا

اسے آج وہ ہمیشہ سے جدا لگی تھی

اسے آج وہ زائشہ یا ایک کرمنل نہیں لگی تھی آج اسے وہ صرف اسکی بیوی لگی تھی

اور ویسے بھی زائشہ اب سارے کرائمز چھوڑ چکی تھی

دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے سرخ گھٹنوں تک آتی فراک میں بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

سامنے کرسی پر وائٹ شرٹ اور بلیک جینز میں بیٹھا وہ بہت وجیح لگ رہا تھا آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھے کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے وہ چسکیاں لیتے کافی کے مزے لے رہے

دل دیوانہ ہو گیا ہے تیرے پیار میں۔۔۔چائے کہ چسکیاں لیتا وہ کوئی گانا گنگنا رہا تھا۔

حیدر پلیز اپنی سریلی آواز میوٹ کرو۔۔۔میرے کان پھٹ رہے ہیں زائشہ نے اسے گھورا تھا۔۔

کیا چاہتی ہو تمہاری طرح سڑیل بنا رہوں۔۔۔خوشی کا موقع ہے میری بیوی مجھے واپس مل گئی ہے اور اب قیامت ڈھاتی میری نظروں کے سامنے بیٹھی میرا ایمان ڈگمگانے کی پوری کوشش میں لگی ہے۔۔۔۔۔وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتا بولا تھا

زائشہ شرمائی تھی۔۔۔۔۔

شرماتی ہو کیوں۔۔یہ جو تم نظریں جھکاتی ہو۔۔۔

کیا چھپاتی ہو۔۔۔۔کیا تم بھی گنگناتی ہو؟؟

وہ پھر اپنا پھٹا سپیکر لیے گنگنانا سٹارٹ کر چکا تھا

لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ وہی حیدر ریے سنجیدہ اکڑو مزاج کا مالک

آج خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی اسکے دل سے اسکے گناہ کا

بوجھ اتر چکا تھا

زائشہ نے اسے معاف کر دیا تھا

اچھے بھلے رومینٹک موڈ کا بیڑہ غرق کرنا کوئی تم سے سیکھے حیدر

۔۔۔وہ سخت بدمزہ ہوئی تھی۔

حیدر کا اونچا قہقہہ کیفے ٹیریا میں گونجا تھا۔۔۔
اچھا اب بس کرو۔۔۔۔۔۔وہ بھی ہنسی تھی۔۔۔

فائنلی ہم دونوں ایک ہو گئے

وہ مسکرایا تھا۔۔۔زائشہ نے پھر سے نظریں جھکائیں۔ تھیں مگر اس بار حیدر نے اسکا رومینٹک موڈ خراب نہیں کیا تھا بلکہ اسکا ہاتھ تھامے اسے پیار سے دیکھتا چلا گیا

اور زائشہ میں ہمت نہ رہی کہ دوبارہ اسے نظریں اٹھا کر دیکھ سکے۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سعد کو ساری روداد سناتے اب وہ خاموش ہوا تھا

یہ توخوشی کی بات ہے لیکن تجھے کیادورہ پڑا ہے۔۔۔

ساڑھے تین سال اسکے نام کی خالی قبر پر آنسو بہانے کے بعد آج مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ وہ آنسوؤں میں ساری پروٹین، آئرن، نمکیات، انرجی، ایسڈ، وٹامن اے، بی، سی، ڈی، سب بہہ چکے ہیں اور میں خود کو کافی کمزور محسوس کر رہا ہوں

بڑے عرصے بعد آج سکون سے سو پایا تھا وہ

دفعہ ہو جا سالے۔۔۔۔جا کر شرٹ پہن۔۔۔سعد نے اسے گھورا تھا

وہ ہنستا ہوا باتھروم میں گھسا تھا

سعد کو پندرہ منٹ انتظار کروانے کے بعد وہ باہر آیا تھا

اب کیا کرنا ہے سعد نے آگے کا پلین پوچھا تھا

کچھ نہیں بس سوچ رہا ہوں ایک گرینڈ فکشن رکھ لوں سب کو انجوائمنٹ کا موقع بھی مل جائے گا حنان اور ایمان کے درمیان بھی سب ٹھیک ہے میں زائشہ کو بھی کے آؤں گا

خوشی کا موقع ہے سیلیبریشن تو بنتی ہے۔۔۔۔شرٹ کے بٹن لگاتا وہ گویا ہوا۔۔۔۔

سعد نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنے واٹس ایپ گروپ میں میسج کر دیا تھا میسج کیا تھا

بھلا

مبارک ہو گائز ہم سب کی نیو بھابھی زائشہ زندہ ہیں حیدر کو مل چکی ہیں اور کل گرینڈ فنکشن ہے۔۔۔

بڑا تیز ہے تو۔۔۔۔حیدر نے اسے گھورا تھا

بہت بہت مبارک ہو رائٹر صاحب۔۔۔۔

سعد اٹھتا ہوا حیدر سے بغلگیر ہوا تھا۔

توحید رنے بھی سامنے سے اتنا ہی جوش دکھایا تھا۔۔

❤️❤️🤎

اب تک یہ خبر پھیل چکی تھی کہ زائشہ زندہ سب خوش تھے اور ڈبل خوشی گرینڈ فنکشن کی تھی۔

فائنلی سب کی ہیپی لائف سٹارٹ ہوئی تھی

ایمان اور حنان بھی سیر سپاٹے کر کے گھر آ چکے تھے۔۔

رات کو سعد گھر آیا تھا جب آئزل حوریہ کو بیڈ پر سلاتی پیچھے ہٹی تھی

سو گئی۔۔۔وہ اندر آیا تھا

آئزل نے مسکرا کر اسکا ویلکم کیا تھا

جی سو گئی۔۔۔۔ایک سرسری سی نگاہ سوئی ہوئی حوریہ پر ڈالے وہ گویا ہوئی

اچھا ادھر آئیں نا بے بی میرے پاس بیٹھیں

سعد نے اسکا ہاتھ تھامے اسے اپنے پاس بٹھایا تھا

آج بھی وہ سعد سے ویسے ہی شرماتی تھی جتنا آج سے کچھ سال پہلے شرماتی تھی

!!جی۔۔۔۔۔

سعد نے اسکے چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے ہٹایا تھا

کتنی پیاری ہیں نا آپ۔۔۔۔وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتا بولا تھا

آپ کو آج پتا چلا ہے میں تو بچپن سے ہی کیوٹ ہوں۔۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرائی تھی

مجھے کیا پتا بچپن میں آپ کیسی تھیں۔۔۔حیدر تو بتا رہا تھا کہ کالی حبشن لگتی تھیں آپ بچپن میں۔۔۔۔۔وہ آنکھ دباتا بولا تھا

اپنے ہاتھوں میں آئزل کے ہاتھ تھام رکھے تھے

استغفر اللہ۔۔۔۔۔آئزل نے اسے گھورا تھا

اور آپ پتا ہے کیسے تھے؟؟ایمان بتا رہی تھی آپ کا ہر وقت ناک بہتا رہتا تھا اور کبھی کبھی تو آپ چاکلیٹ سمجھ کر کھا بھی جاتے تھے۔

سعد کو لگا اسے وومٹ شروع ہو جائے گی

توبہ توبہ کتنی گندی ہیں آپ۔۔۔۔۔

وہ پھرتی سے باتھروم کی جانب بڑھا تھا

آئزل تو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوئے جا رہی تھی۔

وہ دیکھ سکتی تھی واش بیسن پر جھکا وہ ابکائیاں لے رہا تھا بجائے اس کے کہ وہ اسکے پاس جاتی وہ باہر بھاگی تھی۔

ماما۔۔۔ماما۔۔۔۔۔عاریہ آپی۔۔۔۔۔حاشر بھائی
سب کو آوازیں دیتی وہ نیچے آئی تھی۔

کیا ہو گیا ہے آئزل بچے کیوں شور کر رہی ہیں۔۔
ثمینہ بیگم نے پوچھا تھا
عاریہ اور حاشر بھی باہر آئے تھے

وہ ناسعد ماں بننے والے ہیں۔۔۔وہ پھولتی سانسوں کے ساتھ بولی تھی
اور سب ہونکوں کی طرح اسے دیکھ رہے تھے۔

مطلب تم ایک۔۔۔بار پھر سے ؟؟؟عاریہ نے اسکی جانب انگلی کرتے پوچھا تھا

نہیں۔ نہیں توبہ استغفار میں نہیں سعد۔۔۔۔کہہ تو رہی ہوں سعد ماں بننے والے ہیں انہیں وومٹ ہو رہی ہے۔۔

وہ گلہ پھاڑ کر ہنسی تھی۔۔

حاشر اوپر کی جانب بھگا تھا۔۔۔

مبارک ہو بھائی بہت بہت مبارک ہو وہ جو فریش ہوتا باہر آیا تھا اچانک حاشر کے اس سے یوں بغلگیر ہونے اور مبارک باد دینے پر وہ حیران ہوا تھا

لو جی منہ میٹھا کرو سارے

عاریہ کٹوری میں چینی لے کر آئی تھی کیونکہ اس وقت مٹھائی وغیرہ نہیں تھی۔

ثمینہ بیگم تاسف سے سر ہلاتی رہ گئیں جبکہ آنکھوں نے سعد کو خوب تنگ کیا تھا

آئزل کو اشارے اشارے میں (تمہیں تو بعد میں دیکھوں گا) کہتا وہ اسے گھور رہا تھا۔۔

اسکو زبان چڑھاتی وہ باہر بھاگی تھی

سر کو نفی میں جنبش دیتا وہ مسکرا دیا

❤️❤️❤️❤️

رات کے تقریباً نو بجے کا وقت تھا وہ

کھڑکی کے پاس کھڑی وہ رات کے موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔
اتنا پیارا موسم ہو رہا ہے آئزل کو گھنٹہ ہو گیا ہے پڑوس میں گئی ہے وہیں کی ہو کر رہ گئی ہے

وہ بھی کیا سوچیں گے اسے گھر میں کوئی کام نہیں
اور ایمان۔۔وہ تو ادھر کی ہو کر رہ گئی ہے

باغ جاتے کتنا مزہ آتا رات کے اس خوبصورت موسم میں

رات تقریباً نو بجے کا وقت تھا موسم بہت خوشگوار تھا سرور بخشتی ہوائیں
چل رہی تھیں ایسے میں بچوں کو سلانے کے بعد عاریہ

اپنے روم میں کھڑی کھڑکی کے پار دیکھ رہی تھی اسکا دل شدت سے چاہا کہ وہ اس وقت باغ میں جائے سب کے ساتھ

اگر آپ باغ جانے کا سوچ رہی ہیں تو چلو چلتے ہیں۔۔
حاشر اندر آیا تھا اسے یوں کھڑا دیکھ کر اس نے گیس کیا تھا کہ عاریہ اس وقت کیا سوچ رہی ہے اور اسکا گیس درست نکلا

ایمان تو چلے گی نہیں ہمارے ساتھ وہ ادھر ہے آئزل کب سے پڑوسیوں کے ہاں گئی ہیں۔
عاریہ نے منہ بسورا

آپ جلدی سے جا کر آئزل کو بلا لائیں میں حیدر لوگوں کو فون کرتا ہوں وہ وہیں سے آجائیں گے باغ اور سعد بھائی تو آلویز ریڈی

وہ ہنسا تھا

اسکی سمائل کتنی پیاری تھی نا۔۔عاریہ کی نظر ایک پل کے لیے ٹھہری تھی اوکے۔۔۔فوراہی وہ سر جھٹکتی باہر کو نکلی تھی۔۔

۔پانچ منٹ بعد ہی وہ ساتھ والوں کے گھر بغیر ناک کیے داخل ہوئ۔۔۔ کافی عرصے سے وہ وہاں رہ رہی تھیں پڑوس میں ایک بزرگ خاتون رہتی تھیں انکی اچھی خاصی سلام دعا تھی اسلیے جب انکا دل کرتا بچوں کو بلوا لیتیں آئزل۔۔۔۔آئزل۔۔۔۔

اونچی اونچی آوازیں لگاتی وہ صحن کے بیچ وبیچ کھڑی تھی

ارے کیا ہو گیا ہے لڑکی کیوں چلا رہی ہے اور کوئ تمیز نہیں سکھایا تجھے گھر والوں نے منہ اٹھا کر اندر چلی آئ کوئ پوچھ گچھ تو کر لیتی بندہ دروازہ ہی بجا لیتا ہے

پچاس سال کے قریب ایک بوڑھی عورت لنگڑا کر چلتی اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی

ارے شگفتہ اماں آپ بھی نہ اب بھلا آپ کے گھر کیا دروازہ بجا کے آنا اپنا گھر ہے ہمارا

آگے بڑھتے انکے کندھے پر ہاتھ رکھتی بڑے رازدانہ انداز میں گویا ہوئی

جبکہ عاریہ کے اپنا گھر کہنے پر شگفتہ اماں نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا

ہائے نی ہائے تیرا گھر کتھوں آ گیا سورب دی ایک کچی اینٹ نہیں لگائی تیرے شوہر کے پیسوں سے اس گھر میں۔

شگفتہ اماں اب لڑائی پر اتر آئی تھی

بس اماں بس اب منہ نہ کھلوائیں میرا ایک ایک اینٹ گنوا سکتی ہوں میرے شوہر کے پیسوں کی وہ بھی کچی اینٹ نہیں پکی اینٹ۔۔

عاریہ بھی اب اگلا پچھلا حساب برابر کرنے پر آئی تھی۔

اب کہ شگفتہ اماں ہڑبڑا ہی تو گئی تھی۔

کیا ہوا اماں۔۔؟ عاریہ شیطانی سی ہنستی ہوئی اماں کو دیکھنے لگی۔

بڑی ہی کوئی بدتمیز ہے تو آجانے دے تیرے شوہر کو سب بتاؤں گی۔اماں اب اسے دھمکی دینے پر اتر آئی تھیں۔۔

اچھا اماں آئزل کو بلوادیں۔ ہمیں کہیں جانا ہے دیر ہو رہی ہے

اس سے پہلے کہ اماں کچھ کہتی آئزل وہاں آئی تھی

میں تو کہتی ہوں کہ تمہارا بستر یہیں لگوا دیتے ہیں۔۔۔۔اسکے آتے ہی عاریہ اس پر چڑھ دوڑی تھی

چل خیر ہے غصہ نہ کر اپنا گھر ہے ہمارا۔۔۔

آئزل نے آنکھ دبائی تھی کیونکہ ساری گفتگو وہ سن چکی تھی

اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیر پہلے والی لڑائی شروع ہوتی دونوں وہاں سے رفو چکر ہوئی تھیں

یہاں سے وہ لوگ باغ کو نکلے تھے پچھلی دفعہ والی چڑیل کو یاد کر کے وہ ہنس دیے تھے وہ کسی چڑیل کی آواز نہیں تھی بلکہ وہاں کے مالی سلیم بخش کی نیند میں ڈوبی آواز تھی جو باغ میں داخل ہوتے مینڈک کو باہر نکالتا بول رہا تھا

اوئی کتنے زیادہ شہتوت لگے ہیں یہاں۔۔۔۔میرے منہ میں واٹر آگیا ۔۔۔۔آئزل نے شہتوتوں کو للچائی نظروں سے دیکھا تھا

جیسے ہی وہ باغ میں داخل ہوئے تھے بہار کے موسم کی وجہ سے ہر جگہ رنگ برنگے پھول کھلے تھے

پھولوں کی دھیمی دھیمی سی خوشبو دل کو سرور بخش رہی تھی ہوا کے جھونکے سے پھیلتی پھولوں کی خوشبو سرور کی گہری وادیوں میں دھکیلے جا رہی تھی سب نے ایک ساتھ آنکھیں بند کر کے ایک لمبے سانس کے ذریعے پھولوں کی خوشبو کی آمیزش لیے ٹھنڈی ہوا کو آندر اتارا تھا

وہاں سے ہٹ کر اب بائیں جانب دیکھیں تو بے شمار پھلوں کے درخت لگے تھے

شہتوت کے درخت بہت زیادہ تھے جن پر بڑے بڑے کالے رنگ کے شہتوت لگے تھے

جن کو دیکھ کر آئزل کے منہ میں پانی بھر آیا

مگر باغ کا جو مالی تھا سلیم بخش وہ دوسرے مالیوں کی نسبت سخت تھا نہ ہی
انہیں پھول توڑنے دیتا تھا نہ پھل
ہاں بس اجازت تھی تو مینڈک پکڑنے کی

چلو یار شہتوت توڑتے ہیں۔۔آئزل کے ساتھ ساتھ عاریہ بھی للچائی
نظروں سے شہتوتوں کو دیکھنے لگی

سلیم بخش آگیا ناسب کی بینڈ بجادے گا
حاشر نے جیسے اطلاع دی
آجائے گا نہیں آگیا ہے سامنے دیکھ۔

سعد نے سامنے کی جانب دیکھا تو سلیم بخش اپنی مخصوص کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور

نظریں ان سب پر گاڑھے ہوئے تھا جیسے اسے پکا یقین ہو کہ وہ کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے

اس حلیم بخش کا تو کچھ کرنا پڑے گا

حاشر نے چور نظروں سے سلیم بخش کو دیکھا تھا

حلیم بخش نہیں سلیم بخش۔۔۔عاریہ نے جملہ درست کروایا تھا

ہاں وہی جو بھی ہے۔۔۔عاریہ نے منہ بسورا

کچھ سوچو یار کچھ سوچو اگر شہتوت کھانے ہیں نا تو اس سلیم بخش کا کچھ انتظام کرنے پڑے گا۔۔۔آئزل سلیم بخش کو دور سے چھوٹی آنکھیں کیے دیکھ کر بول تھی۔

ارے اب پریشان کیوں ہوتے میرے پاس ایک پلین ہے۔۔۔

عاریہ فخریہ کارلر جھڑکے بولی۔۔۔

کیا؟؟سب نے یک زبان ہو کر پوچھا

عاریہ اب آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہی تھی

جسے سن کر سب کے چہروں پر شیطانی مسکراہٹ آئی تھی۔

واہ بھابھی بہن مان گئے تمہیں۔ سعد نے داد دیتی نظروں سے عاریہ کو دیکھا تھا

❤️❤️❤️

سلام سلیم چچا کیسے ہو؟؟؟

حیدر، حنان اور ایمان بھی باغ میں آئے تھے

حیدر اب سلیم بخش مالی کے پاس کھڑا تھا
اگر وہ نہ آتا تو یہ سب سلیم بخش کو بے ہوش کرنے کے ارادے رکھتے تھے
تاکہ شہتوت توڑ سکیں
حیدر نے کہا میں بات کرتا ہوں اس لیے وہ سلیم بخش کے پاس آیا تھا

وعلیکم سلام پتر۔۔۔۔ سلیم چچا نے خوش اسلوبی سے جواب دیا
کیسے مزاج ہیں آپکے سلیم چچا؟ حیدر نے دوسرا سوال کیا۔۔
جبکہ حنان مسلسل اسے ہاتھ ہلا رہا تھا کہ جلدی بات کرو۔
حیدر جواباً سر ہلا رہا تھا

میں ٹھیک ہوں پتر۔۔ سلیم بخش چور نظروں سے دور کھڑے بظاہر باتوں
میں مصروف ان سب کو بھی دیکھ لیتا

سعد سے صبر نہ ہوا تو وہ بھی حیدر کے ساتھ سلیم چچا کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

سلیم چچا۔ میں کیا کہہ رہا تھا کہ ۔۔۔۔۔ حیدر نے کان کھجایا تھا
بچوں کو شہتوت توڑنے دیں۔۔ حیدر نے بمشکل بات مکمل کی تھی
جبکہ اب سلیم چچا اسے گھور رہا تھا

بچے۔۔۔ بچے کہاں کے بچے کبھی کچھ چرا کر لے جاتے ہیں تو کبھی کچھ۔ مجھے
پتا تھا کہ یہ کچھ نہ کچھ چرانے آئے ہیں کب سے یہ جو شہتوت کے درخت پر
بری نظر رکھے ہوئے ہیں نا۔۔۔۔
سلیم بخش تو تلملا اٹھا تھا

اللہ سلیم بخش چچا کبھی کسی لڑکی پر بری نظر نہیں رکھی یہ تو پھر بھی درخت ہے

سعد نے ناک سکیڑا تھا

لگتا ہے معاملہ سنگین ہے۔۔۔۔حنان نے حاشر سے کہا تو حاشر نے ہاں میں سر ہلایا تھا

چل۔۔۔جا کر دیکھتے ہیں۔

حاشر اور حنان بھی انکی جانب چل دیے۔

بری نظر نہیں ڈالی تو چوری تو کرنے آئے تھے۔۔۔روز کوئی نہ کوئی چیز چرا کر لے جاتے ہو۔۔

استغفراللہ حلیم۔۔

۔۔سوری سلیم چچا تمہارے ہوتے ہوئے اس باغ سے ہم مینڈک کے علاؤہ کبھی کچھ نہ چرا سکے۔۔وہ بھی کبھی نہیں چرایا اتنے شریف ہیں ہم حاشر سچ ہی تو کہہ رہا تھا سلیم چچا نے انہیں کبھی کچھ چرانے نہیں دیا تھا ہاں البتہ مینڈک چرانے پر کوئی پابندی نہیں تھی جو وہ چراتے نہیں تھے

چل ایمان جلدی کر۔۔۔عاریہ اور آئزل کی مدد سے ایمان درخت کی لٹکی ٹہنیاں تھامتی ان سے شہتوت توڑ رہی تھی

آئزل نے سعد کی پینٹ کی پاکٹ میں شاپر ڈالا تھا جو وہ یہاں آتی نکال چکی تھی اب شاپر نکال کر سامنے کیا تھا ایمان شہتوت توڑ کر عاریہ کو پکڑاتی اور عاریہ شہتوت توڑ توڑ کر شاپر میں ڈال رہی تھی

اگلے پندرہ منٹ میں تینوں نے شہتوتوں سے شاپر بھر لیا تھا۔وجہ سلیم چچا کی نظر کا ان سے ہٹنا تھا

سعد حیدر حاشر اور حنان نے سلیم چچا کو باتوں میں خوب الجھا رکھا تھا۔

جبکہ وہ چاروں شہتوت توڑ کر ابے دبے قدموں سے وہاں سے نکل رہی تھیں کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ سب شادی شدہ ہیں بچے بھی ہیں انکے

بچے بھی حیران ہوتے ہونگے کہ انکی انجوائے کرنے کی عمر میں انکے ماں باپ

انہیں سلا کر خود سیر سپاٹے کو نکل جاتے تھے

اوئے ے ے ے رکو رکو چور چور۔

پکڑو۔۔۔

اچانک سلیم چچا کی نظران تینوں لڑکیوں پر پڑی تھی انکے ہاتھ ہاتھوں میں شہتوت کا شاپر دیکھ کر سلیم چچا انکی طرف بھاگے تھے۔

جبکہ چاروں لڑکوں نے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔

سلیم چچا نے بیچ راستے میں انہیں جاہ لیا۔

ادھر دو مجھے۔

سلیم چچا نے شہتوت کا شاپر ان کے ہاتھوں سے جھپٹا تھا۔

دیکھو سلیم چچا اچھا نہیں کر رہے تم واپس دو ہمارے شہتوت بڑی محنت سے چرائے ہیں

۔

آئزل اب میدان میں اتری تھی
سب دبی دبی ہنسی ہنسے تھے

جانے دو نا سلیم چچا بچے ہیں۔۔۔
حیدر نے سلیم چچا کو سمجھانا چاہا۔۔۔

نہ نہ تم چاروں نے مجھے باتوں میں الجھایا تاکہ یہ بندریاں شہتوت توڑ کر
بھاگ جائیں

مگر سلیم بخش کی نظریں بڑی تیز ہیں
سلیم۔ بخش نے فخریہ کار لر جھڑکا تھا

جبکہ خود کو بندر یا کہنے پر تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور چاروں لڑکوں نے بہ مشکل اپنی ہنسی روکی تھی

سلیم چچا دے دو نا واپس شہتوت تمہاری کشادہ دلی کی ویڈیو اپلوڈ کروں گی
اللہ ہے سلیم چچا داد دے گی دنیا تمہیں داد
رات ورات فیمس ہو جاؤ گے۔۔

ایمان نے اپنا موبائل سلیم چچا کے سامنے لہرایا تھا۔

ارے نہیں ہونا مجھے فیسمس ہٹو تم سب لوگ چلو ہٹو۔۔
سلیم چچا شاپر لے کر جانے لگا تو سامنے سے حنان آیا تھا
نہیں چچا نہیں میں تمہیں یہ ظلم نہیں کرنے دوں گا۔۔۔۔۔ حنان نے بازو کہنیوں تک سمیٹے تھے سینہ پھیلائے وہ سلیم چچا سے لڑنے آیا تھا

چل ہٹ بڑا آیا۔۔۔ سلیم بخش چچا نے حنان کو ایک طرف دھکیلا تو وہ ایک طرف لڑکھا تھا اس سے پہلے کے وہ نیچے گرتا حاشر نے اسے تھاما تھا۔

ککھ۔نہ روے تیرا حنان اور مار شوخیاں۔۔۔

حاتم نے اسے جھاپڑ مارا تھا جبکہ انکے مذاکرات میں سلیم چچا شاپر لے کر جا چکا تھا

اچھا نہیں کیا تم نے سلیم چچا ہم سب دھرنا دیں گے۔

دھرنا ہو گا دھرنا ہو گا۔عاریہ نے پیچھے سے آواز لگائی تھی

مرنا ہو گا مرنا ہو گا دھرنا ہو گا دھرنا ہو گا۔

اسکے پیچھے ہی سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔

سلیم بخش چچا چونکہ بوڑھا ہو گیا تھا وہ دور میں انکا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا

وہ سب کے سب دو سو بیس کی سپیڈ سے بھاگے تھے۔
ایمان تو ایکسپرٹ تھی ان چیزوں میں چونکہ وہ اتنی خطرناک رہ چکی تھی یہ چھوٹی موٹی چیزیں تو اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھیں

پندرہ سیکنڈ میں سلیم بخش کے روبرو ہوتی وہ اسکے ہاتھ سے آنے شہتوتوں کا شاپر اٹھائے ہوا ہوئی تھی
باقی سب بھی اسکے پیچھے بھاگے تھے جبکہ سلیم چچا تو اس طوفان میں بوکھلا کر رہ گیا تھا

❤️❤️

اپنے روم میں وہ پہلے حوریہ کو تیار کرتی اب خود تیار ہو رہی تھی
گرے کلر کی میکسی پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے کلائی میں کانچ کی چھ چھ
چوڑیاں پہنے پیروں میں ہم رنگ ہیل پہنے
میچنگ جیولری کے ساتھ ہلکے پھلکے میکپ اپ کے ٹچ نے اسکے حسن کو چار
چاند لگائے تھے۔

حوریہ بھی گرے کلر کی فراک پہنے چھوٹے چھوٹے بالوں پر ایک پن
لگائے چھوٹی چھوٹی چوڑیاں پہنے پیارے سے شوز پہنے اپنی ماما کو تیار ہوتا
دیکھ رہی تھی۔۔
آئزل نے اسے بھی لپسکٹ لگائی تھی جو وہ اب تک خراب کر چکی تھی۔

حوریہ آپ نے فیس گندہ کر دیا اپنا اتنا پیارا تیار کیا تھا میں نے آپکو

وہ خفاسی بولتی ٹشو سے اسکی لپسٹک صاف کر رہی تھی حوریہ کی پوری کوشش تھی کہ وہ ٹشو منہ میں لے لے۔

اسے لٹاتے آئزل نے اسکے منہ میں فیڈر دیا تھا جسے پینے میں اب وہ مصروف ہوئی تھی

پتا نہیں سعد کہاں رہ گئے ہیں؟؟ وہ گھڑی سے وقت دیکھتی بولی تھی جب اچانک دروازہ کھلا تھا اور سعد اندر آیا تھا۔۔

آئزل کی تو آنکھیں پھٹی تھیں۔۔۔۔ گرے کلر کا فور پیس سوٹ پہنے بالوں کو نفاست سے جیل سے سیٹ کیے کلائی میں برینڈڈ واچ پہنے مغرور نین نقش کے ساتھ وہ اندر آتے اسے آنکھ ونک کر گیا تھا

نظر لگاؤ گی کیا بیگم ابھی تو اور لڑکیوں نے بھی دیکھنا ہے۔۔

نیچے کو جھکتا وہ بیڈ کی دوسری طرف پڑے ڈریسنگ میں اپنا عکس دیکھتا گویا ہوا۔۔

وہ جو سانس روکے اس دیکھ رہی تھی اسکے کہنے پر منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بنانے لگی

اتنے بھی پیارے نہیں لگ رہے آپ۔۔۔۔وہ ناک سے مکھی اڑاتی بولی تھی

جیلس کیوں ہو رہی ہیں آپ سے زیادہ پیارا ہوں میں۔

وہ آئینے میں خود کو داد دیتی نظروں سے دیکھتا بولا تھا

بس بس زیادہ اوور نہ ہوا کریں بتائیں میں کیسی لگ رہی ہوں۔

وہ اب اس سے سوال کر رہی تھی

دو کلو میکپ تھوپ کے کہتی ہیں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔وہ ناک سکیڑتا بولا تھا۔

کم جلا کریں سعد ورنہ کالے ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔وہ اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی

سعد نے حوریہ کو اٹھایا تھا

اور وہ چھوٹی سی فیملی سیم ڈریسسز میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی

سعد نے ایک سیلفی لی تھی۔

وہ مصروف سی ادھر ادھر کچھ تلاشنے کی کوشش کر رہی تھی

بلیک کلر کی فراک میں بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے ہلکے پھلکے انداز میں میک اپ لیے ریڈ لیپسٹک کے ساتھ وہ سیدھا حنان کے دل میں اتر رہی تھی

حنان بھی بلیک ہی پینٹ اور شرٹ پہنے اوپر بلیک ہی کورٹ پینے صوفے پر بیٹھا موبائل چلانے میں مصروف تھا

حنان آپ نے میری بلیک بینگلز کہیں دیکھی ہیں کیا؟؟؟

بالآخر وہ اس سے پوچھ ہی بیٹھی تھی

یہیں کہیں ہونگی ایمان۔۔۔وہ لاپرواہی سے بولا تھا

میں نے کل شام کو اتار کر ادھر ڈریسنگ ٹیبل کے سنانے رکھی تھیں مگر اب نہیں ہیں۔۔۔وہ اداسی سے بولی تھی۔۔۔

وہ دل ہی دل میں مسکرایا تھا

حنان اگر آپکو پتا ہے تو مجھے بتادیں نا۔۔۔۔۔۔وہ ریکویسٹ کرتی بولی تھی

۔۔

ادھر آئیں پھر بتاتا ہوں۔۔۔۔حنان نے اسے اپنے پاس بلایا تھا ڈوپٹا سنبھالتی وہ اسکی پاس چلی آئی تھی

اب بتائیں۔۔۔۔؟

اسکے پاس پہنچتے ہی وہ دوبارہ سوال کر رہی تھی

حنان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا تھا اور اپنی چوڑی ہتھیلی اسکے سامنے کی تھی

اسکی ہتھیلی پر رکھا کالا موتی دیکھ ایمان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

یہ آپکو کہاں سے ملا۔۔۔۔وہ حیرت کے مارے بولی تھی ساتھ ہی اس نے حنان کی ہتھیلی سے وہ موتی اٹھایا تھا۔۔

آپکو کیا لگتا ہے کہ میں آپکو اتنی آسانی سے کھو جانے دیتا۔۔۔۔وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتا بولا تھا

حنان نے اسکے چہرے پر گری چند آوارلٹوں کو ایک طرف ہٹایا تھا

اب ایسا کریں باقی موتیوں کے ساتھ یہ موتی بھی پہنیں اور چوڑیاں آپکی سائیڈ ٹیبل کے ڈرار میں پڑی ہیں پہلے دیکھ لیتیں تو اتنا ڈھونڈنا نہ پڑتا۔

وہ اسکے سر پر ہلا سا چھاپڑ رسید کرتا بولا تھا

تھینکیو سو مچ حنان۔۔۔۔لو یو سو مچ۔۔۔۔وہ اسکے سی۔ے سے اپنا سر ٹکا گئی تھی حنان نے عقیدت سے اسکے سر بوسہ لیا تھا سکون کی ایک گہری لہر اسکے دل میں اتری تھی
اور وہ کھل کر مسکرائی تھی۔

عاریہ خود تیار ہوتی اب روحان اور آئرہ کو تیار کر رہی تھی
حاشر روم میں نہیں تھا۔۔۔
وائٹ کلر کی میکسی پہنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے بڑی بڑی گولڈن بالیاں پہنے ہم رنگ دوپٹا شانوں پر لٹکائے

وہ آئرہ کے بال بنا رہی تھی۔

ماما پھپھو اتنے دنوں بعد آئی ہیں تو پھر ماموں کے گھر کیوں رہ رہی ہیں پھپھو کا تو یہ گھر ہے نا۔۔۔۔

روحان نے سمجھداری کے ساتھ سوال کیا تھا وائٹ پینٹ اور بلیک شرٹ میں آنکھوں کو سرمہ پہنے باپ کہ طرح سفید رنگت میں وہ اتنا پیارا کیوٹ سا لگ رہا تھا کہ عاریہ کو لگا اسکی اپنی نظر ہی نہ لگ جائے روحان کو

آئرہ نے گھٹنوں تک آتی وائٹ فیری فراک پہنے رکھا تھا اور بالوں کی دو ہونیاں بنائے ہیئر بینڈ لگائے ننھے ہونٹوں پر لپ سٹک لگائے وہ آئینے میں اپنا معائنہ کر رہی تھی

بیٹا یہ اپنی دادو ماما کا گھر ہے اور آپکے ماموں کا جو گھر ہے نا وہ آپکی پھپھو کا گھر ہے قریہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔ پھر پھپھو تو حنان ماموں کے پاش رہتی ہیں وہ انکی کیا لگتی ہیں۔

اس نے پھر سے سوال پوچھا تھا

جیسے میں آپکے بابا کی دلہن ہوں اس طرح ایمان پھپھو حنان ماموں کی دلہن ہیں اب سمجھے۔۔۔

عاریہ نے پیار سے اسکے ماتھے پر آتے بالوں کو پیچھے ہٹایا تھا

اچھا اچھا اچھا۔۔۔۔وہ زور زور سے اثبات میں سر کو ہلانے لگا۔۔۔

ماما میں بھی بڑا ہو جاؤں گا تو مون شے شادی کڑوں گا۔۔۔وہ معصومیت سے چہکتا بولا تھا۔۔

کون مون۔۔۔۔عاریہ تو حیران ہوئی تھی

ماما وہ ساتھ والی آنٹی کی جو بیٹی ہے نا مون جو میڑے اور آئرہ جتنی ہے بہت اچھی لگتی ہے مجھے تو میں اش شے شادی کڑوں گا۔

عاریہ کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا

بری بات روحان کس نے کہا ہے آپکو ایسا میں آپکے بابا کو بتاتی ہوں آپ بری باتیں کرتے ہیں۔۔

عاریہ نے اسے ڈانٹا تھا۔۔۔۔اتنے میں دروازہ ناک کرتا حاشر اندر داخل ہوا تھا

اسنے بھی آہنی فیملی کے ساتھ کی ڈریسنگ کر رکھی تھی وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں پر چشمہ ٹکائے ہاتھوں میں بریڈڈ واچ پہنے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ عاریہ کو آپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر گیا تھا۔

آپ بتادیں بابا کو مجھے ماما کچھ بھی نہیں کہیں گے بابا نے کہا تھا ٹھیک ہے روحان بیٹا آپ مون شے شادی کر لینا۔۔۔۔

وہ معصومیت کی تصویر بنا ادھر ادھر ہاتھ ہلاتا بولا تھا

جبکہ حاشر تو ہونکوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا

مروائے گا کیا۔۔۔۔وہ اسے گھورتا دل ہی دل میں کہہ رہا تھا

آپکو شرم نہیں آتی بچے کے ساتھ ایسی باتیں کرتیں بجائے اسے منع کرنے کے آپ اسے مزید بگاڑ رہے ہیں۔

عاریہ نے اکا اٹیک حاشر پر کیا تھا

ماما میں تو اچھی بچی ہوں نا۔۔۔۔۔۔۔آئرہ نے پوچھا تھا

ہاں میری جان آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔حاشر نے اسے گود میں اٹھایا تھا

یار بچہ ہے میں اب اسکو آپکی طرح ڈانٹ تو نہیں سکتا تھا نا۔۔۔۔۔۔بڑا ہو

جائے گا خود ہی سمجھدار ہو جائے گا۔حاشر نے عاریہ وہ سمجھانا چاہا

باپ بیٹا بس لڑکیاں ہی تاڑتے رہنا شرم نام کی چیز نہیں ہے بچے کو بھی بگاڑ

کر رکھ دیا ہے وہ غصے سے بولی تھی

باپ بیٹا بس ڈورے پہ ڈالتے رہنا۔۔۔۔۔اسکی توپوں کا رخ حاشر اور

روحان کی جانب تھا

اللہ اللہ عاریہ کتنے جھوٹ بولتی ہیں آپ زندگی میں ایک بار غلطی سے آپ پر ڈورے ڈالے تھے

زندگی مجھے موقع نہیں دے رہی ورنہ اس غلطی کو سدھار لیتا

وہ سر جھکائے افسوس زدہ لہجے میں بولا تھا اور اگلے ہی لمحے عاریہ نے تکیہ اٹھا کر زور سے اسکے سر میں مارا تھا۔۔

وہ سنبھل ہی نہ پایا تھا کہ دوسرا وار بھی عاریہ کر چکی تھی۔

بھاگو بچوں حملہ ہو گیا ہے حملہ۔۔آئرہ کو اٹھائے روحان کا ہاتھ تھامے وہ باہر کی جانب بھاگا تھا۔

جبکہ عاریہ تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔

🥐🥐🥐

فنکشن کی تیاریاں مکمل تھیں گیسٹس آچکے تھے۔۔۔ریڈ شرٹ اور وائٹ پینٹ پہنے حیدر مصروف سا دکھائی دے رہا تھا ہاف سلیو شرٹ میں اسکی کسرتی بازو چمک رہے تھے۔۔

بال الجھے ماتھے پر آتے اس مزید اٹریکٹو بنا رہے رہے تھے اوپر سے ریڈ کلر آج زائشہ کے دل کی دھڑکنیں رکنے والی تھیں وہ اتنا حسین تھا کہ زائشہ سو دفعہ بھی نیر کر دوبارہ زندہ ہونے پر اسی س محبت کرتی۔

تینوں کپکز پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔۔خوب گہما گہمی تھی۔۔۔۔۔۔

سجاوٹ اس قدر خوبصورت تھی کہ لوگ ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے

حیدر ہاتھ میں مائک پکڑے سٹیج پر کھڑا تھا اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔

سب سے پہلے ہم اپنی اس محفل کو چار چاند لگانے کے لیے مدعو کرتے ہیں
ملک سعد کا ضمی پلس میجر مراد عالم اینڈ ہر وائف۔۔۔۔آئزل علی سکندر
ساتھ ہی ہماری چھوٹی سی پرنسسز حوریہ کاظمی۔۔۔۔

حیدر کی آواز مائک میں گونجی تھی

ویلکم میوزک کے ساتھ سب کی زوردار تالیوں میں دونوں ایک دوسرے
کی باہوں میں باہیں ڈالے چلے آرہے تھے۔
ان پر رنگ برنگے پھولوں کی برسات کی گئی تھی

حوریہ کو سعد نے اٹھا رکھا تھا
دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔۔

حیدر نے آگے بڑھ کر انہیں پھولوں کا ایک بکے پیش کیا تھا اور سعد سے
حوریہ کو لیتا واپس سٹیج کی طرف دوڑ کر گیا تھا۔۔
آئزل دل سے خوش تھی اسکا پیارا بھیا آج اتنا زیادہ خوش تھا۔۔۔

گیسٹس سے ہیلو ہائے کرتے سب انکی کمپنی انجوائے کر رہے تھے۔
بزنس ٹائیکون ملک سعد کاظمی کی وائف آئزل علی سکندر کے تو پاؤں بھی
آج زمین پر نہیں لگ رہے۔۔
آج خوشیوں بھرے اس سماں میں سب نحور قص تھے۔

لیٹس ویلکم اوور نیو کپل پروفیسر حنان علی سکندر اینڈ ہز وائف ملک ایمان
کاظمی۔۔۔ حوریہ کا ہاتھ تھامے وہ اس پر بوسہ دے گیا تھا
لٹل پرنسسز ماما کے پاس جائیں۔۔
آئزل نے حیدر سے حوریہ کو اٹھایا تھا

ہوٹنگ کے شور میں وہ محفل میں قدم رکھ چکے تھے۔
ان پر سرخ پھولوں کی برسات کی گئی تھی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہاتھوں میں ہاتھ سختی سے پکڑے وہ جاندار مسکراہٹ لیے چلے آرہے تھے
حیدر نے انہیں بھی پھولوں کا بکے پیش کیا تھا جسے مسکرا کر دونوں نے تھاما تھا۔۔۔۔۔

بھیا۔۔۔۔۔میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔بہت بہت زیادہ والی مبارک ہو آپکو بھیا۔۔۔اللہ نے اپنی سن لی اور زائشہ بھابھی آپکو واپس لوٹادی میں قربان میرا بچہ۔۔۔۔حیدر نے اسے اپنے ساتھ لگائے پیار کیا تھا۔۔۔۔ ہمیں اتنی خوشیاں دینے کے لیے تھینکیو بھیا اب بس ہم آپکی ہیپی فیملی دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

یہ تو میرا فرض تھا نا بچے۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے پیار سے سمجھانے لگا تھا ابھی وہ
مزید کچھ کہتی جب حوریہ کے رونے کی آواز پھر بھاگی تھی
وہ نفی میں سر ہلاتا ہنسا تھا۔

حیدر ہر آج دلہنوں والا روپ آیا تھا۔۔۔۔۔سعد کا کہنا تھا کہ اسنے فشل
کروایا ہے جبکہ وہ چمک تو محبت کی چمک تھی۔۔

وہ واپس سے سٹیج پر آتا مائک تھام چکا تھا
اب ہم اپنی اس حسین محفل میں استقبال کرتے ہیں ایک اور چھوٹی سی فیملی
کا

ہمارے فیوچر ڈاکٹر ملک حاشر کاظمی اینڈ ہز وائف عاریہ علی سکندر۔۔۔
اور ساتھ ہی انکے دو چھوٹے چھوٹے آفت کے نمونے آئرہ کاظمی اینڈ
روحان کاظمی۔۔۔

دونوں آگے آگے تھے بھاگتے ہوئے وہ سٹیج پر چڑھے تھے
حیدر گھٹنوں کے بل بیٹھتا انہیں سینے سے لگا گیا تھا
کیسے ہوں بچوں۔۔۔۔وہ ان سے پوچھ رہا تھا
ماموں میں پیاڑ الگ رہا ہوں نا۔۔۔۔۔روحان نے اس سے پوچھا تھا
کیا بتاؤں مائے پرنس آج سب سے زیادہ آپ پیارے لگ رہے ہیں
اور میں۔۔۔۔آئرہ خفا ہوئی تھی
آپ تو ڈول ہیں نا ہماری۔۔۔۔۔حیدر نے اسکے پھولے گالوں پر کس کرتا
بولا تھا
آئرہ بلش کر گئی تھی

انکا اتنا پیار دیکھ عاریہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں

حاشر کا ہاتھ تھامے وہ ٹھاٹھ سے چلتے وہاں آئے تھے ان پر سفید پھول برسائے گئے تھے

حیدر نے آئرہ اور روحان کے ہمراہ انہیں پھولوں کا بکے پیش کیا تھا

عاریہ جھٹ سے حیدر کے گلے لگی تھی۔

واقعی جتنا پیار ان چار بہن بھائیوں میں تھا نا اتنا تو دنیا میں کوئی کسی سے پیار کر پی نہیں سکتا تھا

حیدر حنان آئزل اور عاریہ ایک ساتھ کھڑے تھے۔۔

اتنے امتحانوں کے بعد زندگی ہمیں خوشیوں کے موڑ پر لے لی آئی ہے حنان مسکرایا تھا۔

بھیا آپ دونوں ہمارے آئڈیل ہیں۔۔۔۔آہ دونوں دنیا کے بیسٹ بھائی ہیں۔

عاریہ نم آنکھوں سے بولی تھی

ہمارے بھیا۔۔۔۔ہماری جان ہیں۔۔۔۔۔آئزل نے کہا توحیدر نے دونوں بہنوں کو سینے سے لگایا تھا

میری جگہ کہاں ہے۔۔۔حنان نے منہ بسورا تھا۔۔

حیدر نے اسے بھی آہنی جانب کھینچا تھا

ہال میں انکے زندگی سے بھرپور قہقے گونجے تھے۔۔۔۔۔

حوریہ ثمینہ بیگم کے ساتھ تھی آئرہ اور حنان کھیلنے میں مصروف تھے

کیا ہو رہا ہے جی۔۔۔۔۔سعد اور حاشر بھی وہاں آئے تھے۔

حاشر اور سعد۔۔۔۔۔حیدر انکی جانب متوجہ ہوا تھا

میری بہنوں کو اتنا زیادہ خوش رکھنے پر آپ دونوں کا شکریہ ادا کرنے کیے لیے میرے پاس لفظ نہیں ہیں۔

میں اس قدر مطمئن ہوں کہ مجھے کوئی غم ہی نہیں آج زندگی نے سارے غم مجھ سے چھین کر میری خوشیاں مجھے لوٹا دی ہیں۔

وہ انہیں پیار سے دیکھتا بولا تھا

عاریہ نے حاشر اور آئزل نے سعد کی جانب دیکھا تھا دونوں نے اپنی اپنی وائف کو کھینچ کر اپنے قریب کیا تھا

شکریہ ادا نہ کر۔۔۔بس اچھا سا کھانا کھلا دے بھوک لگی ہے۔ن

سعد کے کہنے پر سب کھلکھلا کر ہنسے تھے

میرے بغیر باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔اپنے اپنا دوپٹا سنبھالے خفا خفا سی چلتی آ رہی تھی۔

ارے نہیں نہیں آپکے بغیر تو ادھوری ہے محفل ہماری۔۔۔۔۔

حنان نے بھی سعد اور حاشر کی طرح ایمان کو اپنے قریب کیا تھا

اور اب وہ انہیں۔۔۔۔۔اشارہ کر رہا تھا کہ وہ اب سنگل نہیں رہا۔۔۔۔

ثمینہ بیگم نے دور سے ہی اپنے بچوں کی نظریں اتاری تھیں۔۔

اپنے اس چھوٹے سے خاندان کو جوڑنے میں انکا بہت بڑا کردار تھا

حیدر بار بار گھڑی جانب دیکھ رہا تھا وہ

منتظر تھا زائشہ کا۔۔۔۔۔

اچانک لائٹس آف ہوئی تھیں

منع کیا میں نے پھر بھی

سنی نہ تو نے اک میری

ایک نسوانی سی آواز پر سب نے سر اٹھا کر دیکھا تھا
ہاتھ میں مائک پکڑے وہ گنگنا رہی تھی
اسکی آواز اتنی خوبصورت تھی۔۔۔۔حیدر تو دل تھامتا رہ گیا

سرخ ساڑھی پہنے بالوں کو پیچھے کی طرف جھکا چھوڑے گہری مہرون رنگ کی لپسٹک لگائے ریڈ ہی ہیل پہنے۔۔۔۔۔۔۔
آنکھوں میں بھر بھر سرمہ لگائے وہ مغرور اٹھی گردن اور دل موہ لینے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے محفل میں قدم رکھتی محفل کو چار چاند لگا چکی تھی

واپس اسے اس حلیے میں دیکھ حیدر کے دل میں خوشی پھوٹی تھی
وہ آج بھی وہی زائشہ مرزا خان تھی تاہم ٹین بزنس وومین میں سے ایک مغرور چال۔۔۔۔اٹھی گردن۔۔۔۔۔دل جلا دینے والی مسکراہٹ۔۔
مگر آج اسکے لبوں کی مسکان کچھ الگ ہی کہانی بتا رہی تھی۔۔

آنکھوں میں بے تحاشہ چمک لیے حیدر کی جانب دیکھتے وہ مائک دوبارہ اپنے
لبوں نے پاس لے جاتی دوبارہ سے گنگنائی تھی

منع کیا میں نے پھر بھی
سنی نہ رونے اک میری
چلا ہے تو کرنے یار او ہی
جو تیری ہے مرضی۔

اس کی آواز نے ایک سحر سا پھونک دیا تھا
حیدر مسمرائز ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔
وہ چلتی ہوئی اسکے پاس پہنچی تھی

میرے دل تو آ تجھے

درداب نہ ملے

آج یوں تجھے ملنے محبت آئی ہے

لگتا ہے دل تیری شامت آئی ہے

اسکے پاس آتے ہی حیدر نے اپنی آنکھیں بند کیے اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا۔۔۔

وہ آج اسکے دھڑکنوں کا توازن بگاڑ رہی تھی

زائشہ کی نگاہیں بھی حیدر نے سراپے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں اسکا حیدر کے لیے گانا۔۔۔ایک الگ سا احساس تھا جو حیدر کو اندر تک سرشار کر چکا تھا

دن کا چین راتوں میں نیندیں چرائی ہیں

لگتا ہے دل تیری شامت آئی ہے۔۔۔

وہ اسکی سفید کسرتی بازوؤں پر اپنی انگلی پھیرتے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے کھڑی تھی۔

حیدر کو لگا اسے جیسے پینو ٹائز کر دیا گیا ہو

ہم کو خبر اب ہے کہاں

جانے کیا ہو رہا یہاں

جب سے ملے ہو تم مجھے

بن گئے ہو تم ہی جہاں۔۔

اپنی مسمرائز کرتی آواز کے ساتھ وہ حیدر کے دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ گئی تھی

وہ محسوس کر سکتی تھی حیدر کا دل زور سے دھڑک رہا تھا

اندازہ لگانا مشکل تھا کہ کیا یہ وہی حیدر تھا جو زائشہ سے بے پناہ نفرت کرتا تھا اور اگر آج اس دل ڈھڑک رہا تھا وہ زائشہ کی محبت میں بے خود ہوا جا رہا تھا

آگے جانے سے پہلے دل اک دفعہ سوچ لے
آج یوں تجھے ملنے محبت آئی ہے
لگتا ہے دل تیری شامت آئی ہے۔

اب کی بار حیدر نے گایا تھا
حیدر نے اسے انگلی سے پکڑ کر گول گول گھمایا تھا

حیدر نے جیسے ہی اگلا فقرا گنگایا سب کے ساتھ راگ زائشہ بھی حیران ہوئی تھی

ہائے اللہ جی حیدر اتنا اچھا گاتے ہیں

کیا یہ وہی حیدر تھا جو کیفے ٹیریا میں بیٹھے بے سرے گانے گا رہا تھا

آج تو حیدر اسے حد درجہ بدلہ بدلہ دکھائی دے رہا تھا

دن کا چین راتوں کی
نیندیں چرائی ہیں
لگتا ہے دل تیری شامت آئی ہے

اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتی وہ گنگنائی تھی

لیٹس ویلکم ٹواوور سویٹ بھابھی مسسز حیدر علی سکندر۔۔
مشہور مصنف ناول نگار۔۔۔، بزنس ٹائیکون پلس ایجنٹ عالیان کی وائف
زائشہ مرزا خان۔۔۔

سعد کی آواز مائک میں گونجی تھی۔

اپنے اتنے حسین تعارف پر وہ دل کھول کر مسکرائی تھی

دیکھا ہے جب سے تمہیں
ہاں تم کو ہی دیکھتے ہیں
سوچتے ہیں کیوں تم کو
اتنا زیادہ سوچتے ہیں۔۔۔۔

زائشہ نے ایڑیاں اٹھائے حیدر کی پیشانی پر کس کی تھی
ہوٹنگ کا شور اٹھا تھا حیدر کے گنگناتے کب ساکت ہوئے تھے
حیدر نے بلش کیا۔۔۔وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی

ایسے نہ لے دل میرے
عشق کے فیصلے

وہ مسکرایا تھا

آج یوں تجھے ملنے
محبت آئی ہے
لگتا ہے دل تیری

شامت آئی ہے

آج اس سے ملنے اسکی زائشہ آئی تھی اسکی محبت
دن کا چین راتوں کی
نیندیں چرائی ہے
لگتا ہے دل تیری شامت آئی ہے۔۔

زائشہ کو اپنے ساتھ لگاتا وہ اسے سرشار سا کر گیا تھا۔۔۔۔
اچانک لائٹس آن ہوئی تھیں۔

وہ سب چونکے تھے۔۔۔

بھرپور تالیوں کا شور اٹھا تھا

زائشہ سب سے ملنا چاہتی تھی

سب سے پہلے وہ آئزل اور سعد کی جانب بڑھی تھی۔۔

مجھے پہلے سے ہی پتا تھا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہیں وہ

ان دونوں کو دیکھتی بولی تھی

حوریہ کو شاید اسکی ساڑھی کا کھلا رنگ پسند آیا تھا

وہ شور مچا رہی تھی کہ زائشہ اسے اٹھائے۔۔

اوہ مائے سویٹ لٹل پرنسسز۔۔۔۔زائشہ نے حوریہ کو اٹھایا تھا

آئزل حیران تھی کہ حوریہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے بے بی کو۔۔۔۔۔۔میں آپکو ابھی لگی ہوں کیا۔؟؟

وہ حوریہ کے ناک پر انگلی کرتے اس سے پوچھ رہی تھی

زائشہ بھابھی میرے شوہر نامدار آپکے کرائم پارٹنر رہے ہیں انہیں کچھ
عقل بھی سکھادینی تھی آپ نے۔۔۔
زائشہ نے ہنستے ہوئے آئزل کو گلے لگایا تھا
اس کام کے لیے آپ ہیں نالٹل گرل۔۔۔

وہ ہنسی تھی سعد نے واضح نوٹ کیا تھا کہ زائشہ کا انداز بالکل بدل چکا ہے۔۔
اچھا نیکسٹ کپل کہاں ہے جلدی سے مجھے ملوائیں۔۔۔۔
زائشہ عاریہ اور حاشر کا پوچھ رہی تھی۔

آئزل نے حوریہ کو زائشہ سے لینا چاہا
کیا ہے بچی کھیل رہی ہے نا۔۔۔وہ مصنوعی غصے سے بولی تھی
مرضی ہے جی میں تو چلی اپنے شوہر کے پاس۔۔۔

زائشہ ہنستی ہوئی حوریہ کو اٹھائے حاشر اور عاریہ کی جانب بڑھ گئی تھی

ویلکم بھابھی جان۔۔۔۔دونوں گلے ملی تھیں

تھینکیو پرنسز۔۔۔۔۔۔وہ مسکرائی تھی

عاریہ ایک بھابھی ہونے کے ناطے میرا فرض بنتا ہے کہ آپ سے پوچھوں کے آپکے شوہر آپکو تنگ تو نہیں کرتا تھا

وہ حاشر کی طرف دیکھتی عاریہ سے پوچھ رہی تھی

کیا بتاؤں بھابھی۔۔۔۔بس نہ ہی پوچھیں میں ہی جانتی ہوں کیسے جھیل رہی ہوں اس آفت کو۔۔۔۔۔

عاریہ نے منہ بسورا تو زائشہ کا قہقہ گونجا تھا

حاشر اسے گھورتا رہ گیا

مامایہ والی آنٹی حیدر ماموں کی دلہن ہیں نا۔

آئرہ نے عاریہ کا دوپٹا پکڑے سوال کیا تھا
روحان بھی اسے غور سے دیکھ رہا تھا

پیاڑی ہیں۔۔۔۔۔روحان نے تبصرہ کیا تھا
ہاں بچے یہ آپکے حیدر ماموں کی دلہن ہیں۔۔۔
حاشر نے آئرہ کے سوال کا جواب دیا تھا۔۔

ہاااااآئرہ نے بڑا سا منہ کھولا تھا

ماشاءاللہ ماشاءاللہ بالکل آپ دونوں میں کاپی ہیں یہ دونوں۔۔۔۔زائشہ،
حوریہ کو عاریہ کو پکڑا کر اب آئرہ اور روحان کی جانب متوجہ ہوئی تھی
کیوٹ شے بچوں کیسٹے ہو آپ شب۔۔۔۔۔
وہ جھکتے ہوئے ان سے پوچھ رہی تھی

ہاااااآئرہ نے بڑا سا منہ کھولا تھا

ماموں کی دلہن تو روحان کی طرح تو تلی ہیں۔۔

وہ خوب حیرت سے بولی تھی

جبکہ زائشہ نے اسکے یوں کہنے پر آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا تھا

کوئی بات نہیں آئرہ ماموں کی دلہن پھر بھی اچھی ہیں

روحان نے آئرہ کو سمجھانا چاہا۔۔۔

بڑے ہی شرارتی ہیں آپ دونوں تو۔۔

وہ ہنسی تھی جبکہ آئرہ اور روحان داداو صولتے بھاگے تھے۔

نیکسٹ کپل۔۔۔۔۔وہ اب ایمان اور حنان کے پاس آئی تھی

سوری بھابھی۔۔۔۔۔ایمان شرمندہ ڈی بولی تھی

زائشہ حیران ہوئی

سوری کیوں؟؟؟وہ حیران ہوتی پوچھنے لگی تھی

میری وجہ سے حیدر بھائی غلط فہمی کو شکار ہوئے اور آپکو اتنی تکلیف سہنی پڑی۔

وہ سچ میں شرمندہ تھی

بلڈی مونسٹر اپنا دوسرا چہرہ وہ وہیں چھوڑ آئی تھی جب اریسٹ ہوئی تھی اور جب اجالا کو انصاف ملا تھا۔۔۔

ارے پرنسسز اداس مت ہوں آپ۔۔۔یہ سب ہونا تھا قسمت میں لکھا تھا اور جو لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے

کل کو بھول جاؤ اور اپنے آج کو کھل کر جیو۔۔

پیار سے اسکے گال پر تھپکی دیتی بولی تھی۔

اینڈ دیور صاحب بہت زیادہ خیال رکھنا ہے اب آپ نے ہماری دیورانی کو

۔۔۔۔وہ حنان می جانب متوجہ ہوئی تھی۔

دیورانی تو دیور کی رانی ہوتی ہے ناوہ آنکھ ونک کرتا ہنسا تھا

ایمان کھلکھلا کر ہنسی تھی

انہیں وہیں چھوڑتی وہ اب ثمینہ بیگم کے پاس آئی تھی

ثمینہ بیگم اس پیار سے ملی تھیں

ہمیشہ خوش رہو میرا بچہ۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے خوش رہنے کی دعا دی تھی۔

جاؤ بیٹا حیدر کے پاس جاؤ اور اپنی اس خوشی کو خوب انجوائے کرو

ثمینہ بیگم کے کہنے پر سر جھکائے وہ حیدر کی جانب بڑھی تھی

❤️❤️❤️

میڈیا آچکی تھی اندر داخل کیمرے کا رخ ساتھ کھڑے حیدر اور زائشہ کی جانب کر گئے تھے

کیا سچ میں زائشہ مرزا خان حیدر علی سکندر کی بیوی ہیں؟؟

شادی کب ہوئی؟

کیسے ہوئی؟

کیوں کوئی؟

اتنا عرصہ کیوں نہیں بتایا؟؟

شادی منظر عام پر کیوں نہیں آئی۔۔۔؟؟

ایک ساتھ فالتو سوالوں کی بوچھاڑ سی مچ گئی تھی مگر وہ جواب دینے کو تیار تھے ہر سوال کا

جی ہاں زائشہ مرزا خان میری بیوی ہیں۔۔۔۔۔حیدر اسے اپنے ساتھ لگاتا بولا تھا

لیکن یہ شادی چھپی کیوں رہی۔۔

بڑھ چڑھ کر میڈیا والے سوال کر رہے۔۔۔۔

اس سوال پر حیدر خاموش تھا

دراصل ہم اس شادی کو کچھ عرصہ پرائیویٹ رکھنا چاہتے تھے ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہماری پرائیویٹ لائف باہر والوں کی شراکت داری سے ڈسٹرب ہو۔۔

ہم نے محبت کی شادی کی ہے شو آف نہیں

لیکن اب ہم نے سوچا کہ یہ شادی منظر عام پر آجانی چاہیئے

میرا دل چاہ رہا ہے آج میں ساری دنیا کو چیخ چیخ کر بتاؤں کہ جب خدا نواز نے پر آئے تو ساری دنیا بھی مل کر چھین نہیں سکتی۔۔۔

آج حیدر علی سکندر اور زائشہ مرزا خان ایک ہیں کوئی دیوار اب ہمارے راستے میں جدائی ڈالنے کی ہمت نہیں کرے گی

۔

وہ اپنے مخصوص انداز میں لبوں پر گہری مسکان سجائے بولی تھی

زندگی میں بہت کم لوگ ایسے ملتے ہیں
جو ہمارے دکھ تکلیف میں کنارے مشکل
وقت میں ہمارے ساتھ ہوتے ورنہ تو لوگوں
کے دو ہاتھ ہوتے ہیں تماشہ ہوتا ہے اور
مداحوں کی تالیاں آنسو صاف کرنے والے
سو میں سے ایک فیصد جب کہ آنسو کی وجہ دینے
والے سو میں ننانوے فیصد ہوتے ہیں خوش قسمت
ہوتے ہیں وہ لوگ جن کے پاس وہ ایک ہوتے ہیں
اور میں کہتی ہوں بد قسمت ترین ہیں وہ ننانوے فیصد لوگ جو دوسروں کی
تکلیف کا باعث بنتے ہیں

زائشہ نے کتنی خوبصورتی سے جواب دیا تھا

اسکے بعد کافی دیر وہ میڈیا کو انکے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔۔

ایک ایک دوسرے کے سنگ وہ خوشگوار لمحوں کو جی رہے تھے

مجھے یہ سب ایک خواب سا لگ رہا ہے حیدر۔۔۔وہ اسے دیکھتی بولی تھی وہ سن رہا تھا

ایسا لگتا ہے جیسے میری آنکھ کھلے گی اور خواب ٹوٹ جائے گا۔۔۔

اسکے لہجے میں اداسی کی رمک تھی

❤❤❤

حیدر مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

مجھے لگ رہا ہے جیسے حیدر آپ اس بار بھی مجھے مار دیں گے وہ ہنسی تھی حیدر کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔۔

ایسا مت سوچیں زائشہ میں نے پہلے ہی ماضی کے بوجھ سے مشکل سے چھٹکارا پایا ہے

میرا ضمیر مجھے چین نہیں لینے دیتا تھا

دل پر اتنا بوجھ تھا جیسے کوئی من من کے بھاری پتھر لا کر رکھ دیے گئے ہوں میرے سینے پہ

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا

میں مزید کوئی گناہ نہیں کرنا چاہتا زائشہ میں اب ان سب سے دور دشمنی عداوت نفرت ان سب سے دور کہیں اپنی ایک الگ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں

سادہ سی زندگی جس میں محض اب سکون ہو۔

اسکا ہاتھ تھامے وہ جھکے سر کے ساتھ بول رہا رھا۔

بھلے ہی تم نے مجھے معاف کر دیا زائشہ لیکن میں ہمیشہ اپنے اس گناہ کے
بوجھ تلے دبا رہوں گا
میں پوری کوشش کروں گا زائشہ آپکو خوش رکھ سکوں
اور آپکو کبھی کوئی تکلیف نہ دوں۔۔۔۔۔

اسکے لہجے میں نمی کہ آمیزش تھی۔۔۔۔۔
حیدر ڈونٹ وری۔۔۔سب بھول جائیں جب میں بھلا چکی ہوں تو آپ
کیوں یاد رکھے ہوئے ہیں
ہمارے درمیان ایسا کچھ بھی نہیں ہوا حیدر
ہم ساتھ تھے ہیں رہیں گے۔۔۔۔

میں اس وقت خود کو وہ فقیر سمجھ رہا ہوں جو تین سال پانچ ماہ در در بھٹکتا رہا اور پھر اللہ کو مجھ پر رحم آ ہی گیا اور آپکو میری زندگی میں واپس بھیج دیا

وہ اسکے ہاتھوں کی انگلیوں سے کھیلتا بولا تھا

بس کریں فلمی ڈائلاگ مارنا۔۔۔۔۔کو یہ اثر نہیں ہونے والا مجھ پر۔۔

میں نے معاف کر دیا اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ چھچھورے عاشقوں کی طرح آپ ڈائلاگ بازی شروع کر دیں

وہ مصنوعی غصے سے بولی تھی

حیدر حیران ہوا۔۔

اچھا ایسی بات۔۔۔۔۔وہ سمجھتا ہوا سر ہلانے لگا۔

تو پھر آپ ہی بتائیں کیا بولوں میں۔۔۔۔وہ اس سے پوچھ رہا تھا

آپ کچھ دیر خاموش رہیں کیونکہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے افففف کتنا بولتے ہیں آپ۔۔۔۔وہ کانوں کو ہاتھ لگا گئی تھی۔

چپ میں ہو گی مجھ س کچھ اور بتائیں۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا

ایسا کریں پھر ٹیپ لگالیں ہونٹوں پر۔۔۔۔۔وہ آنکھیں گھماتی بولی تھی

آپ اپنے کان بند کیوں نہیں کر لیتی کیونکہ میں تو چپ کرنے والا نہیں وہ بھی اب میدان میں اترا تھا

میرے پاس اس وقت کاٹن نہیں ورنہ کب سے اپنے کان بند کر چکی ہوتی۔۔۔

وہ جل کر بولی تھی

حیدر نے آبرو اچکائے تھے

تو انگلیاں ڈال لیں کانوں میں۔

حیدر نے مشورہ دیا تھا۔۔۔۔

اور زائشہ نے ایسا ہی کیا تھا وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے کھڑی ہو گئی تھی

۔۔

جائیں میں نہیں کرتا بات۔۔۔۔۔وہ خفا سا رخ پھر گیا۔۔

ارے مزاق کر رہی تھی میں وہ جھٹ سے اسکے سامنے ہوئی تھی

حیدر نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔میں ناراض ہوں بند آنکھوں سے وہ بولا تھا

ادھر دیکھیں ہسبنڈ جی نخرے نہ کریں ورنہ اتنا ماروں گی کہ مار مار کر پاستہ بن جائیں گے آپ

وہ دانت پیستے بولی تھی

جبکہ حیدر تو غش کھا تا رہ گیا

ابھی وہ کچھ بولتا کہ ایک شور سا انکے پاس اٹھا تھا

دیکھا تو باقی کے تینوں کپلز، کھڑے تھے

آپ دونوں کے لیے ہمارے پاس ایک سرپرائز ہے

سعدان سے مخاطب ہوا تھا

اچھا کیا سرپرائز

دونوں ایک ساتھ بولے تھے

سعد نے تالی بجائی تو ایک بڑا سا کیل ان کے سامنے لایا گیا تھا جو چاکلیٹ اور اسٹرابیری فیلور کا تھا اتنی خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا کہ وہ کسی دوسرے ملک سے لایا گیا شو پیس لگ رہا تھا

اوپر کینڈلز سجائی گئی تھیں

وہ کیک تقریباً گیارہ پونڈز کا تھا۔۔۔

ویلکم ٹو نیو لائف۔۔۔۔۔۔سب ایک ساتھ بولے تھے زائشہ اور حیدر حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔

تھینکیو سو مچ یاروں۔۔۔۔۔۔وہ گہرا مسکرایا تھا

چلیں اب کیک کٹ کریں دونوں جلدی سے تاکہ میں سارا کھا جاؤں
آئزل ہنسی تھی
کوئی ضرورت نہیں ہے کھانے کی موٹی ہو جائیں گی۔۔۔سعد نے اسے
گھورا تھا
تو آئزل نے بیچارگی نظروں سے حیدر کو دیکھا تھا

اس کی بعد سیریس نہیں بچے میں بھی دیکھتا ہوں کیسے میری بہنا کو کیک
نہیں کھانے دیتا۔۔۔۔دھمکی آمیز لہجہ۔۔
سعد کلس کر رہ گیا۔۔۔۔وہ کھیسانی سی ہنسی تھی۔

حیدر اور زائشہ کو تھال میں سجی نائف پیش کی گئ۔۔۔۔
جسے دونوں نے مل کر تھاما تھا۔۔۔۔۔
تالیوں کی بھرپور گونج میں دونوں نے کیک کٹ کیا تھا تھا

زائشہ نے سب سے پہلے حیدر کو کیک کھلایا تھا اور حیدر نے زائشہ کو
زائشہ کی تو حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے اپنے سامنے گھٹنوں کے بل
جھکے حیدر کو دیکھا تھا
ینگ جنریشن نے پونٹنگ کی تھی۔
جانتا تھا میں یہ کتابی کیڑا کوئی نہ کوئی ڈرامہ ضرور کرے گا حاشر ہنسا تھا

عاریہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا

حیدر نے ایک ڈائمنڈ رنگ زائشہ کے مخملی ہاتھوں میں پہنائی تھی
میری زندگی میں آنے کا شکریہ مائے وائف
آئی لو یو نہیں کہوں گا میں مصنف ہوں میں کہوں گا
کہ؛
تمھارے روبرو ہو کر

میری جاں باوضو ہو کر

گواہ کر کے ستاروں کو

گگن کے سب کناروں کو

فقط اتنا سا کہنا ھے

مجھے تم سے محبت ھے۔

وہ اسکے مخملی ہاتھ پر اپنے لب رکھ گیا تھا

زائشہ تو اس خوبصورت اعتراف پر کھل اٹھی تھی

اسنے حیدر کو سہارا دے کر اوپر اٹھایا اور اگلے ہی لمحے وہ اسکے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔

جدائی دور کھڑی الوداع کہہ رہی تھی اور لازوال عشق انکی روحوں میں جذب ہوا تھا

خود میں کر سکتے تو دوسروں کا ڈرامہ ہی لگے گا نا۔۔۔

وہ خفا سی بولی تھی

سن لیا بیگم نے۔۔۔۔۔وہ کان کھجاتا بولا تھا

کیا مطلب سن لیا ہاں۔۔۔۔آپ نا بگڑتے کا رہے ہیں حاشر۔۔۔۔وہ ناک پھلائے بولی تھی

اچھا مایار کیوں ہر وقت ناراض رہتی ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا نا

خوش خوش رہا کریں اسکے بالوں کو پونی ٹیل سے آزاد کرتا اب وہ اسکے بالوں کو انگلی کے گرد لپیٹنا تو کبھی ان میں انگلیاں چلاتا۔۔۔۔

میں آپکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔پیاری لڑکی۔۔کیا اتنا کافی نہیں

وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتا بولا تھا

میں تمہارا ہوں۔۔۔۔دنیا کا سب سے خوبصورت اعتراف۔۔۔۔۔
کوئی عاریہ سے پوچھتا تو وہ کہتی کہتی یہی تو دنیا ہے

جس دن سے آپکو دیکھا ہے۔۔۔۔۔
اس دن سے پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔حاشر کی بات ٹوکتی وہ قہقہ لگا کر ہنسی تھی
توبہ اللہ عاریہ زندگی میں پہلی بار رومینٹک ہونے کا موقع ملا ہے اور آپ ہنس رہی ہیں۔۔
وہ اسے گھور کر دیکھتا بولا تھا
وہ ابھی بھی ہنس رہی تھی۔۔

میں کچھ بولوں۔۔

وہ سوال کر رہی تھی

ساری زندگی بولتی آئی ہیں۔۔۔۔۔وہ ناک سکیڑتا بولا تھا۔۔

عاریہ نے اسے ٹیڑھی نظروں سے دیکھا تھا

اچھا اچھا بولیں۔۔۔۔اسے عاریہ کے سر پر سینگھ نظر آئے تھے ہنستا ہوا وہ اسے بولنے کا کہہ گیا تھا

آپکو دیکھ کر ایک شعر یاد آتا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ آنکھ دبائے بولی تھی

کیا شعر جلدی سے سنائیں وہ سننے کو تیار کھڑا تھا

ڈبے میں ڈبہ، ڈبے میں کیک

میرا حاشر لاکھوں میں ایک۔۔۔۔

اور حاشر کا دل چاہا وہ مٹکے میں سر دے کر مر جائے

واہ واہ واہ واہ۔۔۔۔وہ اسے داد ادیتی نظروں سے گھور رہا تھا۔۔
وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔
اسے ہنستا دیکھ حاشر کے دل میں ٹھنڈک اتری تھی

وہ مصنوعی ناراضگی سے اسے دیکھتا اسے اپنے ساتھ لگاتا اسکے ماتھے پر
عقیدت سے بوسہ دے گیا تھا
عاریہ نے آنکھیں موندیں تھیں

میرے لیے تم اس عنایت جیسے ہو،"

جس کی دید کو دور دراز کے مکیں ننگے پاؤں میلوں کا فاصلہ طے کر کے آتے ہیں،

اور اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے رہتے ہیں!

ماماما۔۔۔۔۔روحان اور آئرہ بھاگتے ہوئے انکی گود میں چڑھے تھے

حاشر نے آئرہ کو جبکہ عاریہ نے روحان کو اٹھایا تھا

وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسے تھے

اور زندگی کے سنگ یہ قہقہے امر ہوئے تھے۔۔

سعد۔۔۔۔۔۔۔آئزل نے اسے پکارا تھا

یس بے بی۔۔۔۔۔وہ جو حوریہ کو گود میں اٹھائے بیٹھا تھا اسکے پکارنے پر
سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا تھا

قسم سے قیامت برسا رہی ہیں آپ مجھ پر بے بی۔
وہ اسکے سراپے پر نظریں گاڑھے بولا تھا
اچھا آنکھیں بند کریں نا۔۔۔۔آئزل نے فرمائش کی تھی

کیوں جی۔۔۔۔۔میں تو نہیں کروں گا۔۔۔۔۔
وہ ضدی لہجے میں بولا تھا

کتنے کھڑوس ہیں نا آپ۔۔۔۔۔وہ جل کر بولی تھی
آپ سے کم۔۔۔۔۔۔وہ ہنسا تھا
بھاڑ میں جائیں۔۔۔۔۔۔وہ غصہ ہوئی تھی

آپ بھی ساتھ چلیں نا۔۔۔۔۔انداز دل جلا دینے والا تھا

نہیں آپ اکیلے ہی جائیں مجھے نہیں جانا آپکے ساتھ۔۔وپ ناک سے مکھی اڑاتی بولی تھی

سات جینے مرنے کی قسمیں کھائی تھیں آپ نے بے بی اور اب کہہ رہی ہے آپ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔۔

وہ اداسی سے بولا تھا

میں نے ایسا کب کہا۔۔۔۔وہ چونکی تھی

ابھی تو کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سعد نے بھوئیں اچکائی تھیں

کیا کہا ہے؟؟؟

وہ سوالیہ نظروں سے دیکھتی بولی تھی

یہی کہ آپ میرے ساتھ بھاڑ میں نہیں جائیں گی۔۔۔۔وہ بولا تو ایسے تھا کہ زندگی میں اس سے بڑا کوئی غم ہی نہ ہو کہ آئزل اسکے ساتھ بھاڑ میں نہیں جائے گی

جنت میں جائیں گے نا ساتھ۔۔۔۔۔۔وہ اسے سمجھانے والے لہجے میں بولی تھی

لیکن وہاں حوریں ہونگی پھر آپ ان سے جلیں گی۔۔۔۔۔وہ ترچھی نگاہیں اس پر مرکوز کرتا ذبان دانتوں میں دبائے بولا تھا
تو آپ اللہ سے کہنا نا مجھے حوریں نہیں بس جنت میں بھی آئزل چاہیئے ۔۔۔۔۔معصوم سی خواہش کی گئی۔۔

اچھا میں کہہ دونگا۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا

اور آئزل اتنے میں ہی خوش ہو گئی تھی۔۔

وہ خوش قسمت ترین لڑکی تھی جسے دو ایک ہی انسان نے دو طرح سے
ٹوٹ کر چاہا تھا
ملک سعد کا ظمی کو اس سے محبت تھی
اور میجر مراد عالم کا وہ عشق تھی۔

آج وہ جان چکا تھا کہ وہ اتنی لمبی نمازوں اور دعاؤں میں کس کو مانگتی تھی
وہ اپنے سعد کو مانگتی تھی

اور سچے دل سے مانگی گئی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔۔
حوریہ نے سعد کے بال کھینچے تھے۔۔۔۔
اسے دیکھتے کرتے آئزل نے بھی ایسا ہی کیا تھا

اب دونوں ماں بیٹی اسے خوب تنگ کرنے میں لگے تھے۔

انکی خوشی کی خاطر وہ اتنا بھی برداشت کر گیا تھا۔۔۔
سعد نے حوریہ کو گدگدی کی تو وہ کھکھلا کر ہنسی تھی
حوریہ کے ہنسنے پر آئزل بھی اسی کے انداز میں ایجنسی تھی
اور سعد کے لیے یہی سرمایہ حیات تھا کہ اسکی بیوی اور بیٹی اسکی موجودگی میں کھل کر مسکراتے تھے۔

وہ مطمئن تھا اور خدا کا شکر گزار بھی کہ زندگی نے اسے اتنے چاہنے والے لوگ دیے ہیں۔۔۔
آئزل کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ اپنے ہمسفر کی لاڈلی اور اسکی یہ خواہش اتنی خوبصورتی سے پوری کر دی گئی تھی

وہ کہیں سے آرہی تھی جب حنان نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا

کبھی ہمارے لیے بھی وقت نکال لیا کریں بیگم صاحبہ۔۔۔۔شکایت کرتا لہجہ۔۔

ہیں۔۔۔!!!میں کوئی گھڑی ہوں جو وقت نکالوں

وہ حیرت سے بولی تھی

آج مزاق بالکل بھی نہیں ایمان۔۔۔۔۔وہ خفا سا بولا تھا

اچھا ایک بات بتائیں حنان۔۔۔۔آپکی سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔۔؟؟

ایمان نے پوچھا تھا۔

حنان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھ تھا

اور پھر دیکھتا ہی رہ گیا

کیا ہوا آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے۔۔۔۔اسے یوں آپنی جانب دیکھتا پا کر وہ گویا ہوئی

میری چاہت میرے سامنے کھڑی مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ میری چاہ کیا ہے؟؟؟

کمال ہے۔۔وہ کندھے اچکا گیا

آپکی یہ چاہت پوری ہو چکی ہے حنان ہم اب ساتھ ہیں اور ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اس کے علاؤہ پوچھ رہی ہوں۔۔۔۔وہ اسے اپنی بات کا مطلب سمجھنے لگی وہ اثبات میں سر ہلاتا مسکرایا تھا

دس بارہ عدد بچے ہو جائیں تو چلے گا۔۔۔۔۔وہ سوچتے ہوئے بولا تھا

اوراب حنان کوایمان کے سر پر سینگھ نظر آرہے تھے
وہ اسے گھور رہی تھی اور وہ بمشکل اپنی ہنسی دبائے کھڑا تھا
حنان کبھی سیدھی طرح بات نہ کرنا آپ۔۔۔۔وہ خفا سی بولی تھی۔۔
اچھا اچھا نو مذاق میں سیریس ہوں مجھے ہسپتال لے جایا جائے۔۔۔۔آخر میں اسکی ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا
اور اس بار اسے یوں ہنستا دیکھ ایمان سر کو نفی میں جنبش دیتی مسکرادی
حنان نے ایمان کا ہاتھ تھاما اور ایک طرف چل دیا۔۔۔
اور یہ ساتھ ہمیشہ رہنے والا تھا۔۔۔

💖💖💖

:حیدر علی سکندر کے قلم سے

اپنی سٹڈی میں راکنگ چیئر پر بیٹھا وہ ہاتھ میں قلم تھامے سٹڈی ٹیبل پر جھکا کاغذوں کے پلندے پھیلائے اپنی کہانی کا آخری باب لکھ رہا تھا۔
باہر خوشیوں کا شور اس تک پہنچتا اسے ایک خوش کن ماحول فراہم کر رہا تھا

"زندگی رکنے کا نام نہیں ہے زندگی چلتے جانے کا نام ہے، زندگی کبھی رکتی نہیں ہے بس چلتی جاتی ہے مگر ایک وقت ایسا آتا ہے جب ہماری زندگی رک جاتی ہے اور پتا ہے وہ وقت کونسا ہوتا ہے جب ہماری سب سے محبوب شے ہم سے چھن جاتی ہے پھر ایسا لگتا ہے زندگی اور وقت دونوں رک گئے ہیں پھر بس ہم ہیں اور ہماری حد درجہ تکلیف زندگی کو ہماری اس تکلیف سے کوئی سروکار نہیں وہ رک چکی ہے وہ چاہتی ہے کہ ہم اس تکلیف میں صدیاں گزار دیں۔

مگر ہمارا رب , بہت مہربان ہے وہ بھلا کہاں ہمیں اس تکلیف میں دیکھ سکتا ہے پھر وہ ہمیں نوازتا ہے ہماری اس محبوب چیز سے جسے ہم کھو چکے ہوتے ہیں اور زندگی ایک بار پھر سے چل پڑتی ہے۔

سب سے خوبصورت احساس پتا ہے کیا ہے کسی کا من چاہا ہونا سب سے خوبصورت احساس ہے کوئی آپکو چاہتا ہے کسی کی آپ طلب ہیں کوئی آپکو دعاؤں میں مانگتا ہے تو میرے خیال سے آپ دنیا کے خوش قسمت ترین انسان ہیں

آجکل میں اس احساس میں جی رہا ہوں

میرے چاہنے والے لوگ۔۔۔۔۔۔میرے ساتھ ہیں میرا گھر آج خوشیوں کے رقص میں محو ہے اور حیدر علی سکندر کی زندگی کا حاصل یہی سب ہے۔۔۔۔

اس نے قلم گرایا تھا

بھیاااا۔۔ جلدی آئیں نا۔۔۔۔آئزل کی آواز باہر سے گونجی تھی

آرہاہوں۔۔۔۔۔۔کہانی کے پنے ایک طرف سنبھال کر رکھتاوہ باہر آیا تھا

جہاں سب فیملی شوٹ کے کیے تیار کھڑے تھے

سعد نے آئزل کو اپنے ساتھ لگا رکھا تھااور گود میں حوریہ کو اٹھایاہوا تھا

عاریہ نے روحان کو جبکہ حاشر نے آئرہ کو اٹھا رکھا تھاانکے لبوں پر جاندار مسکان تھی۔

ایمان نے حنان کے کندھے پر سر ٹکا رکھا تھا

دونوں کے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں پیوست تھے۔

سب سے آگے زائشہ اور حیدر کھڑے تھے۔

زائشہ نے حیدر کی طرف مسکرا کر دیکھا تھااور حیدر نے اسے اپنی آنکھوں

کے ذریعے اپنے دل میں اتارا تھا۔

کیمرامین نے کیمرے کارخ انکی جانب کیا تھا

کلک۔۔۔۔۔۔۔۔

اور زندگی سے بھرپور یہ تصویر کتاب میں قید ہوئی تھی۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ختم شد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔